سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2013

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2013

(سوموار17، جمعرات20، جمعۃ المبارک21، ہفتہ22، سوموار،24۔جون2013)
(یوم الاثنین7، یوم الخمیس10، یوم الجمع11، یوم السبت12، یوم الاثنین،14۔شعبان المعظم1434ھ)

سولھویں اسمبلی: دوسرا اجلاس

جلد2(حصہ اول): شمارہ جات : 1تا5

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

دوسرا اجلاس

سوموار، 17۔جون2013

جلد 2: شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	----------	1
2۔	سالانہ بجٹ بابت سال 14-2013 پیش کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ	----------	1
3۔	ضمنی بجٹ بابت سال 13-2012 پیش کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ	----------	1
4۔	قائد حزب اختلاف کا عہدہ سنبھالنے کا اعلامیہ	----------	3

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
5۔	ایجنڈا	----------	5
6۔	ایوان کے عہدے دار	----------	7
7۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	9
8۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	10
9۔	چیئرمینوں کا پینل	----------	11
	حلف		
10۔	نومنتخب ممبر اسمبلی کا حلف	----------	11
11۔	قواعد کی معطلی کی تحریک	----------	13
	قرارداد		
12۔	بلوچستان میں دہشت گردی کے حالیہ واقعات اور بانیٔ پاکستان قائداعظمؒ کی رہائش گاہ کو نشانہ بنانے کی پُرزور مذمت	----------	14
	تعزیت		
13۔	بلوچستان اور زیارت میں ہونے والی دہشت گردی میں شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت	----------	16
	سرکاری کارروائی		
14۔	سالانہ بجٹ بابت سال2013-14 پر وزیر خزانہ کی تقریر	----------	17
15۔	سالانہ بجٹ گوشوارہ بابت سال2013-14 کا ایوان میں پیش کیا جانا	----------	47
16۔	ضمنی بجٹ گوشوارہ بابت سال2012-13 کا ایوان میں پیش کیا جانا	----------	47
	مسودہ قانون (جو پیش ہوا)		
17۔	مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ2013	----------	47
	قواعد (جو ایوان میں پیش کئے گئے)		
18۔	2012-13 کے دوران قانون خدمات پر سیلز ٹیکس مصدرہ2012 کے تحت بنائے گئے قواعد کا ایوان میں پیش کیا جانا	----------	48

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	جمعرات،20۔جون2013	
	جلد 2:شمارہ 2	
19۔	ایجنڈا	50
20۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	52
21۔	نعت رسول مقبول ﷺ	53
	اطلاع	
22۔	ہائیکورٹ ملتان بنچ کی جانب سے معزز ممبر سردار میر بادشاہ خان قیصرانی کی رہائی کی اطلاع	54
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
23۔	سالانہ بجٹ برائے سال2013-14 پر عام بحث	55
24۔	کورم کی نشاندہی	103
25۔	سالانہ بجٹ برائے سال2013-14 پر عام بحث(۔۔۔جاری)	103
	جمعتہ المبارک،21۔جون2013	
	جلد 2:شمارہ 3	
26۔	ایجنڈا	135
27۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	137
28۔	نعت رسول مقبول ﷺ	138
	پوائنٹ آف آرڈر	
29۔	پنجاب اسمبلی کا اجلاس بروقت شروع کرنے کا مطالبہ	139
	تعزیت	
30۔	قائد جمہوریت اور شہید جمہوریت محترمہ بے نظیر بھٹو کے لئے دعائے مغفرت	140

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
31۔	سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث(۔۔۔جاری)	141
	ہفتہ، 22۔جون 2013	
	جلد 2: شمارہ 4	
32۔	ایجنڈا	198
33۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	200
34۔	نعت رسول مقبول ﷺ	201
	تعزیت	
35۔	ایم کیو ایم کے ممبر اسمبلی جناب ساجد قریشی اور ان کے بیٹے کی شہادت، پشاور حسینیہ مدرسہ میں بم دھماکے میں شہید ہونے والوں اور سابق ممبر اسمبلی رائے عمر فاروق خان کھرل کی وفات پر دعائے مغفرت	202
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
36۔	سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث(۔۔۔جاری)	202
37۔	کورم کی نشاندہی	242
38۔	سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث(۔۔۔جاری)	242
39۔	کورم کی نشاندہی	258
40۔	سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث(۔۔۔جاری)	259
41۔	کورم کی نشاندہی	267
42۔	سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث(۔۔۔جاری)	269

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوموار،24۔جون2013	
	جلد 2:شمارہ 5	
43۔	ایجنڈا	321
44۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	323
45۔	نعت رسول مقبول ﷺ	324
	بحث	
46۔	سالانہ بجٹ برائے سال2013-14 پر عام بحث(۔۔۔جاری)	325
47۔	کورم کی نشاندہی	373
48۔	سالانہ بجٹ برائے سال2013-14 پر عام بحث(۔۔۔جاری)	373
49۔	قواعد کی معطلی کی تحریک	410
	قرارداد	
50۔	گلگت بلتستان کے ضلع دیامیر میں نانگا پربت کے بیس کیمپ فیری میڈوز میں دہشت گردوں کے حملے میں غیر ملکی سیاحوں کی ہلاکت کی پُرزور مذمت	411
51۔	سالانہ بجٹ برائے سال2013-14 پر عام بحث(۔۔۔جاری)	413
52۔	انڈکس	

سرکاری کارروائی

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(17)/2013/897. Dated. 14th June 2013. The following Orders, made by the Governor of the Punjab, are hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Makhdum Syed Ahmed Mahmud,** Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Monday, 17 June, 2013 at 4:30 p.m. in the Provincial Assembly Chambers, Lahore."

سالانہ بجٹ بابت سال 14-2013 پیش کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ

"In exercise of the powers conferred under Rule 134 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, **I, Makhdum Syed Ahmed Mahmud,** Governor of the Punjab, hereby appoint Monday, 17th June, 2013 for the presentation of the Annual Budget Statement for the financial year 2013-14 before the Provincial Assembly of the Punjab at 4.30 p.m."

ضمنی بجٹ بابت سال 13-2012 پیش کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ

"In exercise of the powers conferred under Rule 147 read with 134 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, **I, Makhdum Syed Ahmed Mahmud,** Governor of the Punjab, hereby appoint Monday, 17th June, 2013 for the presentation of the Supplementary Budget Statement for the financial year 2012-13 before the Provincial Assembly of the Punjab at 4.30 p.m."

Dated Lahore, the
13th June, 2013

MAKHDUM SYED AHMED MAHMUD
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

3

قائد حزب اختلاف کا عہدہ سنبھالنے کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(50)/97/896. Dated. 11th June 2013. Pursuant to the provisions of rule 2(1)(n) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, Rana Muhammad Iqbal Khan, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab is pleased to declare that **Mian Mehmood ur Rasheed, MPA (PP-151 – Lahore)** shall be the Leader of Opposition in the Provincial Assembly of the Punjab, in terms of the aforesaid provisions, with immediate effect.

MAQSOOD AHMAD MALIK
Secretary

5

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 17۔جون2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

1۔ گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013

وزیر خزانہ گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012

وزیر خزانہ گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون مالیات پنجاب 2013

وزیر خزانہ مسودہ قانون مالیات پنجاب 2013 ایوان میں پیش کریں گے۔

7

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	سردار شیر علی گورچانی
وزیر اعلیٰ	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	میاں محمود الرشید

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔	میاں نصیر احمد، ایم پی اے	پی پی۔155
2۔	جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی، ایم پی اے	پی پی۔175
3۔	جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا، ایم پی اے	پی پی۔237
4۔	محترمہ فائزہ احمد ملک، ایم پی اے	ڈبلیو۔362

3۔ کابینہ

1۔	راجہ اشفاق سرور	:	وزیر محنت وانسانی وسائل
2۔	کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ	:	وزیر تحفظ ماحولیات
3۔	جناب شیر علی خان	:	وزیر توانائی، معدنیات وکان کنی*
4۔	جناب تنویر اسلم ملک	:	وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
5۔	جناب محمد آصف ملک	:	جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی گیری
6۔	جناب بلال یٰسین	:	وزیر خوراک

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-10/2013 مورخہ 11۔جون2013 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (17تا29۔جون2013) تفویض کیا گیا۔

8

7۔	راناثناءاللہ خان	:	وزیر مقامی حکومت وسماجی ترقی وزیر قانون وپارلیمانی امور*
8۔	محترمہ حمیدہ وحیدالدین	:	وزیر ترقی خواتین
9۔	میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	:	وزیر خزانہ،آبکاری ومحصولات*
10۔	رانامشہوداحمد خان	:	وزیر سکولزایجوکیشن، ہائرایجوکیشن،امور نوجواناں* کھیلیں،آثار قدیمہ اور سیاحت*
11۔	میاں یاورزمان	:	وزیرآبپاشی
12۔	جناب عبدالوحید چودھری	:	وزیر جیل خانہ جات
13۔	ملک ندیم کامران	:	وزیرزکوٰۃ وعشر
14۔	میاں عطاء محمد خان مانیکا	:	وزیر سماجی بہبوداوربیت المال
15۔	ڈاکٹر فرخ جاوید	:	وزیر زراعت
16۔	جناب آصف سعید منیس	:	وزیر خصوصی تعلیم
17۔	سید ہارون احمد سلطان بخاری	:	وزیراوقاف اور مذہبی امور
18۔	ملک محمد اقبال چنڑ	:	وزیرامداد باہمی
19۔	چودھری محمد شفیق	:	صنعت، تجارت اور سرمایہ کاری
20۔	محترمہ ذکیہ شاہنواز خان	:	وزیر بہبودآبادی
21۔	جناب خلیل طاہر سندھو	:	وزیرانسانی حقوق اور اقلیتی امور، صحت*

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

جناب شاہد کریم

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی : جناب مقصود احمد ملک

سپیشل سیکرٹری : ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ

9

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا دوسرا اجلاس

سوموار، 17۔جون2013

(یوم الاثنین، 7۔شعبان المعظم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 5بج کر45منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ
وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿١٧﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿١٨﴾
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ﴿٢٠﴾
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢١﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ
الْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢٣﴾
وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئَاتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿٢٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢٥﴾

سورة الرَّحمٰن آیات17تا25

وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (ہے)(17)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(18)اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں(19)دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے(20)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(21)دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں(22)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(23)اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں(24)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(25)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

اِک میں ہی نہیں ان پر قربان زمانہ ہے
جو رب دو عالم کا محبوب یگانہ ہے
کل پُل سے ہمیں جس نے خود پار لگانا ہے
زہرہ کا وہ بابا ہے حسنین کا نانا ہے
آؤ درِ زہرہ پر پھیلائے ہوئے دامن
ہے نسل کریموں کی لجپال گھرانہ ہے
عزت سے نہ مر جائیں کیوں نام محمد ﷺ پر
یوں بھی کسی دن ہم نے دنیا سے تو جانا ہے
محرومِ کرم اس کو رکھئے نہ سرِ محشر
جیسا ہے نصیر آخر سائل تو پرانا ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز ممبران پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

1۔	میاں نصیر احمد، ایم پی اے	پی پی۔155
2۔	جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی، ایم پی اے	پی پی۔175
3۔	جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا، ایم پی اے	پی پی۔237
4۔	محترمہ فائزہ احمد ملک، ایم پی اے	ڈبلیو۔362

شکریہ

حلف

نو منتخب ممبر اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک معزز ممبر جنہوں نے آج حلف لینا ہے ایوان میں موجود ہیں تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی سیٹ پر کھڑے ہو جائیں اور حلف لیں۔

(اس مرحلہ پر نو منتخب ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب جناب کانجی رام، این ایم۔365 نے حلف لیا اور حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

آپ کو مبارک ہو۔

جناب کانجی رام: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب کانجی رام: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج ایوان میں صوبائی اسمبلی پنجاب کا ممبر منتخب ہونے پر آپ نے مجھ سے حلف لیا میں اپنی طرف سے اور خاص کر اپنی ہندو برادری کی طرف سے تمام معزز ممبران کو منتخب ہونے پر مبارکباد دیتا ہوں اور اپنے قائدین میاں محمد نواز شریف

اور میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے اس قابل سمجھا۔ میں اپنی پارٹی پاکستان مسلم لیگ (ن) کا وفادار اور محنتی کارکن ہوں لہذا میں اپنے قائدین کو بھرپور اعتماد دلاتا ہوں کہ ملک و قوم کی ترقی کے لئے کام کر کے اپنے قائدین اور ان کا نام بلند کروں گا۔ پاکستان زندہ باد، پاکستان مسلم لیگ (ن) پائندہ باد۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ کس قاعدے کے تحت گفتگو کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ آپ کی مہربانی، تشریف رکھیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کی گئی ہے۔ جس میں پہلے محترمہ ثمینہ خاور حیات، قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید اور رانا ثناء اللہ خان تینوں صاحبان نے مجھے کہا تھا کہ بلوچستان میں جو سانحہ ہوا ہے اس کے لئے قرارداد پاس کی جائے تو بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں متفقہ طور پر یہ فیصلہ ہوا کہ ایوان سے قواعد کی معطلی کی اجازت لی جائے اور اس کے بعد اس تحریک کو پیش کیا جائے۔ وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان صاحب، قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید، چودھری مونس الٰہی، ایم پی اے، ڈاکٹر سید وسیم اختر، ایم پی اے، چودھری غلام مرتضیٰ، ایم پی اے اور جناب بلال اصغر وڑائچ، ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115، (2)136 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے بلوچستان میں ہونے والی دہشت گردی کے حالیہ واقعات کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ذرا اس میں توسیع کر دوں۔ قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید، محترمہ ثمینہ خاور حیات، قاضی احمد سعید صاحب، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب، چودھری غلام مرتضیٰ صاحب اور جناب بلال اصغر وڑائچ نے مجھ سمیت یہ قراردادیں اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروائی تھیں۔ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں آپ کی صدارت میں یہ طے ہوا کہ سب کی طرف سے ایک مشترکہ قرارداد لائی جائے تو میں یہ جو قرارداد پیش کر رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: اس میں قاضی صاحب کا نام بھی شامل کیا جائے۔

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جی، یہ سب کی طرف سے مشترکہ ہے۔ میں اسے پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پیش کریں۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115-136(2) اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے بلوچستان میں ہونے والے دہشت گردی کے حالیہ واقعات کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115-136(2) اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے بلوچستان میں ہونے والے دہشت گردی کے حالیہ واقعات کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115-136(2) اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے بلوچستان میں ہونے والے دہشت گردی کے حالیہ واقعات کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

بلوچستان میں دہشت گردی کے حالیہ واقعات اور بانیٔ پاکستان قائداعظمؒ کی رہائش گاہ کو نشانہ بنانے کی پُرزور مذمت

وزیر مقامی حکومت وسماجی ترقی / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان بلوچستان میں ہونے والے دہشت گردی کے حالیہ واقعات کی پُرزور مذمت کرتا ہے، پہلے زیارت میں بانیٔ پاکستان قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کی رہائش گاہ کو نشانہ بنایا گیا اور پھر کوئٹہ میں خواتین یونیورسٹی کی معصوم طالبات اور بولان میڈیکل کمپلیکس پر دہشت گردی کے بزدلانہ حملے کئے گئے۔زیارت میں بانیٔ پاکستان قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کی رہائش گاہ پر حملے پر پوری قوم افسردہ اور صدمے کی کیفیت میں ہے۔اس واقعہ کے ذمہ داران کو کیفر کردار تک پہنچانا بہت ضروری ہے تاکہ آئندہ ایسے واقعات کا سد باب کیا جا سکے۔

یہ ایوان وفاقی اور صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ زیارت ریذیڈنسی کو بہت جلد اس کی اصل حالت میں بحال کیا جائے۔یہ ایوان کوئٹہ میں ہونے والے واقعات میں خواتین یونیورسٹی کی معصوم طالبات اور بولان میڈیکل کمپلیکس پر حملے میں کوئٹہ کے ڈپٹی کمشنر، ڈاکٹروں اور نرسوں کی شہادت پر بھی انتہائی غم زدہ ہے، ان واقعات کے ذمہ داران کو قرار واقعی سزا دی جائے۔یہ ایوان شہداء کے درجات کی بلندی کے لئے دعا گو ہے اور ان کے سوگوار لواحقین سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔اس ایوان کی یہ رائے بھی ہے کہ بلوچستان کے معاملے میں تمام قومی اور علاقائی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا جائے تاکہ بلوچستان میں کی جانے والی دہشت گردی کی سرگرمیوں کا مستقل حل تلاش کیا جا سکے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان بلوچستان میں ہونے والے دہشت گردی کے حالیہ واقعات کی پُرزور مذمت کرتا ہے، پہلے زیارت میں بانیٔ پاکستان قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کی رہائش گاہ کو نشانہ بنایا گیا اور پھر کوئٹہ میں خواتین یونیورسٹی کی معصوم طالبات اور بولان میڈیکل کمپلیکس پر دہشت گردی کے بزدلانہ حملے کئے گئے۔زیارت میں بانیٔ پاکستان قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کی رہائش گاہ پر حملے پر پوری قوم افسردہ اور صدمے کی کیفیت میں ہے۔اس واقعہ کے ذمہ داران کو کیفر کردار تک پہنچانا بہت ضروری ہے تاکہ آئندہ ایسے واقعات کا سد باب کیا جا سکے۔

یہ ایوان وفاقی اور صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ زیارت ریذیڈنسی کو بہت جلد اس کی اصل حالت میں بحال کیا جائے۔یہ ایوان کوئٹہ میں ہونے والے واقعات میں خواتین یونیورسٹی کی معصوم طالبات اور بولان میڈیکل کمپلیکس پر حملے میں کوئٹہ کے ڈپٹی کمشنر، ڈاکٹروں اور نرسوں کی شہادت پر بھی انتہائی غم زدہ ہے، ان واقعات کے ذمہ داران کو قرار واقعی سزا دی جائے۔یہ ایوان شہداء کے درجات کی بلندی کے لئے دعا گو ہے اور ان کے سوگوار لواحقین سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔اس ایوان کی یہ رائے بھی ہے کہ بلوچستان کے معاملے میں تمام قومی اور علاقائی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا جائے تاکہ بلوچستان میں کی جانے والی دہشت گردی کی سرگرمیوں کا مستقل حل تلاش کیا جا سکے۔"

اس پر کوئی معزز ممبر بات تو نہیں کرنا چاہتا؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! اس قرارداد کی کوئی مخالفت ہی نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر: اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان بلوچستان میں ہونے والے دہشت گردی کے حالیہ واقعات کی پُرزور مذمت کرتا ہے، پہلے زیارت میں بانیٔ پاکستان قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کی رہائش گاہ کو نشانہ بنایا گیا اور پھر کوئٹہ میں خواتین یونیورسٹی کی

معصوم طالبات اور بولان میڈیکل کمپلیکس پر دہشت گردی کے بزدلانہ حملے کئے گئے۔زیارت میں بانئ پاکستان قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کی رہائش گاہ پر حملے پر پوری قوم افسردہ اور صدمے کی کیفیت میں ہے۔اس واقعہ کے ذمہ داران کو کیفر کردار تک پہنچانا بہت ضروری ہے تاکہ آئندہ ایسے واقعات کا سد باب کیا جا سکے۔

یہ ایوان وفاقی اور صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ زیارت ریذیڈنسی کو بہت جلد اس کی اصل حالت میں بحال کیا جائے۔یہ ایوان کوئٹہ میں ہونے والے واقعات میں خواتین یونیورسٹی کی معصوم طالبات اور بولان میڈیکل کمپلیکس پر حملے میں کوئٹہ کے ڈپٹی کمشنر،ڈاکٹروں اور نرسوں کی شہادت پر بھی انتہائی غم زدہ ہے،ان واقعات کے ذمہ داران کو قرار واقعی سزا دی جائے۔یہ ایوان شہداء کے درجات کی بلندی کے لئے دعا گو ہے اور ان کے سوگوار لواحقین سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔اس ایوان کی یہ رائے بھی ہے کہ بلوچستان کے معاملے میں تمام قومی اور علاقائی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا جائے تاکہ بلوچستان میں کی جانے والی دہشت گردی کی سرگرمیوں کا مستقل حل تلاش کیا جا سکے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

تعزیت

بلوچستان اور زیارت میں ہونے والی دہشت گردی میں شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں یہ گزارش کروں گا کہ ان واقعات میں شہید ہونے والے شہداء سمیت دیگر شہداء کے لئے دعائے مغفرت کروائی جائے۔

جناب سپیکر: قاری صاحب!شہداء کی دعائے مغفرت کے لئے تشریف لائیں۔

(اس مرحلہ پر قاری نور محمد نے شہدائے بلوچستان کے لئے دعائے مغفرت کروائی)

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ آج کا دن گورنر پنجاب نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ134 کے تحت بجٹ پیش کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ میں پنجاب کے وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بجٹ تقریر کا آغاز کریں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ پہلے وزیر خزانہ کے منہ سے چیونگم تو نکلوائیں۔(قہقہے)

جناب سپیکر: پہلے تو آپ مجھ سے اجازت لیا کریں اور پھر اس کے بعد بات کیا کریں۔It doesn't look nice. Thank you very much.

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا!.Sorry

سالانہ بجٹ بابت سال2013-14 پر وزیر خزانہ کی تقریر

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میرے لئے یہ امر اعزاز کی بات ہے کہ مجھے عوام کے اعتماد سے معمور اور ان کی خدمت کے جذبے سے سرشار پاکستان مسلم لیگ(ن) کی نو منتخب حکومت کا پہلا سالانہ بجٹ پیش کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ پاکستان کے عوام نے حکومت پنجاب کی پانچ سالہ کارکردگی کو سراہتے ہوئے 11۔ مئی کو ایک مرتبہ پھر ہماری قیادت پر بھرپور اعتماد کا اظہار کیا۔ پنجاب اسمبلی میں مسلم لیگ(ن) کی تاریخی اکثریت اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ پنجاب کے عوام اپنی دیانت دار، انتھک، مخلص اور باصلاحیت قیادت پر غیر متزلزل یقین رکھتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

2۔ میں اپنے قائدین، وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو خصوصی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ پاکستان کے عوام نے ان کی قائدانہ صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں وطن عزیز کو مسائل کے بھنور سے نکالنے کی ذمہ داری سونپی ہے۔ ہمارے قائدین کو پاکستان کو درپیش مسائل اور چیلنجز کا مکمل ادراک

ہے۔ میں اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس پاکستان کو قائد اعظمؒ اور علامہ اقبالؒ کے خوابوں کی تعبیر بنانے کے لئے اپنے شب و روز ایک کر دیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

3۔ مسلم لیگ(ن) اپنے قائد وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی زیر قیادت ایک ایسے دور کا آغاز کرنے جا رہی ہے جس میں ہمیشہ کی طرح ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر صرف اور صرف پاکستان کی خدمت کا جذبہ ہو گا۔ مجھے فخر ہے کہ وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے ہمیشہ کی طرح سیاسی بصیرت کا ثبوت دیتے ہوئے "اقتدار نہیں اقدار" کے نعرہ کو عملی شکل دی ہے۔ بلوچستان میں حکومت بنانے کی اہلیت رکھنے کے باوجود ہماری وژنری قیادت نے بلوچستان کے عوام کے زخموں پر مرہم رکھنے اور انہیں قومی دھارے میں شامل کرنے کے لئے نیشنل ملی پارٹی کے سربراہ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کو وزیر اعلیٰ بلوچستان کے منصب کے لئے نامزد کیا۔ قائد محترم میاں محمد نواز شریف نے خیبر پختونخواہ کے عوام کے mandate کو قابل احترام سمجھتے ہوئے تحریک انصاف کی قیادت کو صوبہ خیبر پختونخواہ میں نہ صرف حکومت بنانے کا موقع دیا بلکہ اسے وفاقی حکومت کے مکمل تعاون کا بھی یقین دلایا ہے۔اسی طرح حکومت سندھ کو بھی وفاقی حکومت کی مکمل support کی یقین دہانی کروائی گئی ہے۔ یہی وہ راستہ ہے جو وقت کا تقاضا ہے، مجھے فخر ہے کہ ہماری قیادت نے پاکستان کے وسیع تر مفاد میں اسی راستے پر گامزن ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔

نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لئے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

4۔ قائد محترم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے تیسری بار وزیر اعلیٰ منتخب ہونے کے بعد اس ایوان میں نو تشکیل شدہ حکومت پنجاب کے وژن کی نشاندہی کی تھی۔خادم پنجاب نے تاریخی mandate کی تکمیل کے لئے آئندہ پانچ سالہ معاشی وژن کی تیاری درج ذیل اصولوں پر استوار کی ہے:

- ❖ تمام تر حکومتی ذرائع کو بروئے کار لاتے اور نجی شعبہ کو ساتھ لے کر چلتے ہوئے معاشی ترقی کا حصول اور روزگار کے بیش بہا مواقع کی فراہمی۔
- ❖ تعلیم اور صحت کے ثمرات میں اضافہ کے ذریعے افراد کو روزگار کے مواقع سے استفادہ کے قابل بنانا تاکہ ان کا معیار زندگی بلند ہو سکے۔
- ❖ اس امر کو یقینی بنانا کہ صوبے کے غریب ترین عوام اور غریب ترین علاقے صوبے کی معاشی ترقی کے ثمرات سے مستفید ہونے میں دوسروں سے پیچھے نہ رہ جائیں۔

5- عوامی mandate کے تقاضوں پر مبنی معاشی وژن ہم سے درج ذیل مشکل چیلنجوں سے بھی نبرد آزما ہونے کا متقاضی ہے:

- ❖ عوام سے وصول کردہ ٹیکسوں کا ایک ایسا معیاری و منصفانہ استعمال جو شہریوں کو یقین دلا سکے کہ ان کا پیسا انہی کے لئے بہترین تدبیر سے صرف ہو رہا ہے۔
- ❖ عوامی سہولیات کی فراہمی میں عمدگی پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ غیر ضروری اخراجات کا قلع قمع۔
- ❖ نظام ٹیکس کو تمام شہریوں کے لئے ایسی منصفانہ بنیادوں پر استوار کرنا کہ اضافی محاصل کا حصول ممکن ہو سکے جو کہ معاشی وژن سے متعلقہ مالی چیلنجز سے نمٹنے میں مددگار ہوں۔
- ❖ اہم انفراسٹرکچر بالخصوص بجلی کی پیداوار سے متعلقہ ان مسائل کا حل جنہوں نے معیشت کو یرغمال بنا رکھا ہے۔
- ❖ امن و امان میں ایسی بہتری کہ نجی شعبہ سرمایہ کاری پر مائل ہو اور شہری سکون و ہم آہنگی سے سرشار ہوں۔

6۔ ہم عوام کے تہہ دل سے مشکور ہیں جنہوں نے وفاقی اور صوبائی حکومت کو عوامی ترجیحات کی ایک ہی لڑی میں پرو دیا ہے۔ اس mandate کی بدولت ہم اپنے معاشی وژن کے حصول میں آڑے آنے والے توانائی کے بحران اور امن و امان کے چیلنجوں کو آڑے ہاتھوں لینے کے لئے تیار ہیں اور اس مقصد کے لئے ہمیں وفاق میں اب ایک سازگار ماحول بھی میسر ہے۔

7۔ میری تقریر سے آپ پر یہ واضح ہو جائے گا کہ اس سال کا بجٹ ہماری معاشی ترقی کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کی ایک جامع تدبیر ہے۔ آنے والے ایام میں خادم پنجاب ایک ایسے بھرپور مشاوراتی عمل میں مصروف ہوں گے جس کے نتیجے میں معاشی ترقی کا ایک ایسا روڈ میپ ابھرے گا جس کے معیار کو پرکھا اور ماپا جا سکے گا اور جس کے حصول کے لئے مالی وسائل بھی میسر ہوں گے۔

اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

8۔ توانائی کا بحران آج پاکستان کا سب سے سنگین مسئلہ ہے۔یہ معزز ایوان اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے کہ شعبہ توانائی سے متعلق زیادہ اختیارات وفاقی حکومت کے پاس ہیں۔ ہم نے اپنے گزشتہ دور حکومت میں حتی المقدور کوشش کی کہ اپنے آئینی اختیارات کے اندر رہتے ہوئے توانائی کے بحران کو حل کیا جائے تاہم سابقا وفاقی حکومت کی عدم دلچسپی ہماری ان کوششوں کی راہ میں رکاوٹ رہی۔ میں یہاں حکومت پنجاب کے بگاس یعنی گنے کے پھوگ سے بجلی پیدا کرنے کے منصوبے کا حوالہ دینا چاہوں گا جو کہ ہماری تمام تر کوششوں کے باوجود سابقا وفاقی حکومت کی ہٹ دھرمی اور عدم توجہی کی نذر ہوا۔خدا کے فضل سے اب وفاق میں بھی مسلم لیگ(ن) کی حکومت ہے جو کہ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کی زیر قیادت توانائی کے اس بحران سے نکلنے کی کاوشیں کر رہی ہے۔حکومت پنجاب بھی اسی ضمن میں اپنا بھرپور کردار ادا کرے گی۔ انرجی ڈیپارٹمنٹ اور پنجاب پاور ڈویلپمنٹ بورڈ کو ہائیڈل، سولر، کوئلہ، گیس، بائیو گیس اور ہوا سے چلنے والے بجلی کے پیداواری پلانٹس پر کام کرنے کا ٹاسک سونپ دیا گیا ہے۔توانائی کے اس بحران کو حل کرنے کے لئے حکومت پنجاب بگاس سے پیدا ہونے والی بجلی کے منصوبوں کے لئے پرائیویٹ سیکٹر کو سازگار ماحول فراہم کرے گی۔اس کے ساتھ ساتھ Coal Fired Thermal Power Plantاور چولستان میں سولر پاور جنریشن کو فروغ دینے کے لئے پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کی بنیاد پر کام کیا جائے گا۔ہم کوئی بلند و بانگ دعویٰ نہیں کرنا چاہتے لیکن ہماری انتہائی کوشش ہو گی کہ ہم اپنی کارکردگی سے قوم کو اس بحران سے نجات دلائیں۔ مجموعی طور پر توانائی کے شعبے میں مختلف منصوبوں کے لئے آئندہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں 20۔ارب 43 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

9۔ مسلم لیگ(ن) کی پنجاب حکومت نے گزشتہ پانچ سال میں بیرونی امداد پر انحصار نہ کرنے اور اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کی پالیسی اپنائی تھی۔ ہماری یہ کوشش رہی کہ ہم غیر ضروری اور غیر ترقیاتی اخراجات میں کمی اور مالیاتی نظم و نسق کو بہتر بنا کر صوبے کی معیشت کو خود انحصاری کے راستے پر گامزن کریں۔ مجھے فخر ہے کہ تمام تر مسائل کے باوجود ہم اپنی خود انحصاری کی پالیسی پر گزشتہ پانچ سال عمل پیرا رہے اور خادم پنجاب نے آئندہ بھی انہی اصولوں پر چلنے کا اعلان کیا ہے۔

جناب سپیکر!

10۔ آپ کو یاد ہو گا کہ پنجاب حکومت گزشتہ پانچ برسوں میں کفایت شعاری کی پالیسی پر سختی سے عمل پیرا رہی تاکہ حکومتی اخراجات میں کمی کی جا سکے اور اس بچت سے عوامی فلاح و بہبود کی سکیمیں شروع کی جا سکیں۔ سادگی اور بچت کی یہ پالیسی آئندہ مالی سال میں بھی جاری رکھی جائے گی۔ اس ضمن میں پنجاب کے خصوصی احکامات کے تحت درج ذیل اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

- ❖ گزشتہ برسوں سے ہماری حکومت مسلسل نان سیلری غیر ترقیاتی اخراجات میں باقی اخراجات کی نسبت کمی کر رہی ہے۔اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے آئندہ مالی سال میں بھی وزیر اعلیٰ آفس کے بجٹ میں گزشتہ سال کے تخمینہ جات کی نسبت 30 فیصد کمی کر دی گئی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)
- ❖ باقی تمام محکموں کے Non-salary اخراجات میں 14-2013 کے تخمینہ جات پر 15 فیصد کم خرچ کیا جائے گا۔
- ❖ حکومتی محکموں کی Re-structuring اور Right-sizing کے لئے ایک کمیشن تشکیل دے دیا گیا ہے۔
- ❖ محکموں کی کارکردگی کو مزید بہتر بنانے کے لئے Key Performance Indicators متعین کئے جا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر محکمہ اپنے سہ ماہی اور سالانہ ٹارگٹ ترتیب دے گا اور محکموں کی کارکردگی کو انہی KPIs اور مطلوبہ ٹارگٹ حاصل کرنے سے جانچا جائے گا۔
- ❖ محکمہ تعلیم، صحت، پولیس اور عدلیہ کے علاوہ باقی تمام محکموں میں بھرتیوں پر پابندی جاری رہے گی۔
- ❖ پوسٹوں کی اپ گریڈیشن پر مکمل پابندی رہے گی۔
- ❖ سرکاری گاڑیوں کی خریداری پر پابندی لگا دی گئی ہے۔

- ❖ سادگی کی مثال قائم کرنے کے لئے تمام صوبائی وزراء اپنی سرکاری گاڑیوں پر پاکستانی پرچم آویزاں نہیں کریں گے۔
- ❖ صوبائی وزراء کو سرکاری گھروں کے لئے دی جانے والی فرنیشنگ گرانٹ کو ختم کر دیا گیا ہے اسی طرح صوبائی وزراء کی صوابدیدی گرانٹس کو بھی ختم کر دیا گیا ہے۔
- ❖ گزشتہ پانچ برسوں سے حکومتی محکموں کے لئے فرنیچر، مشینری وغیرہ کی خریداری austerity committee کے ذریعے نہایت کفایت شعاری سے کی جاتی رہی ہے۔یہ سلسلہ آئندہ مالی سال میں بھی جاری رہے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

11۔ 11۔ مئی کے الیکشن نتائج اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ پاکستان کے باشعور عوام نے بہترین اسلوب حکمرانی یعنی گڈ گورننس کو ووٹ دیئے ہیں۔وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی زیر قیادت مسلم لیگ(ن) کی پنجاب حکومت کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ ہم طرز حکمرانی کو بہتر سے بہتر بنائیں۔حکومتی نظم و نسق اور پالیسیوں میں شفافیت اور میرٹ ہمیشہ سے مسلم لیگ(ن) کا طرہ امتیاز رہا ہے۔خادم پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے منتخب ہونے کے فوراً بعد اپنے خطاب میں اس طرف اشارہ کیا تھا۔اس ضمن میں تھانہ کلچر اور پٹوار کلچر کی تبدیلی از حد ضروری ہو چکی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ تعلیم اور صحت عامہ سے متعلق اداروں سے بھی عوام کو روزانہ کی بنیاد پر واسطہ پڑتا ہے۔ہم سب جانتے ہیں کہ ایک ریاست کا اپنے عوام سے رابطہ ان اداروں ہی کے ذریعے ہوتا ہے اور ان اداروں کی کارکردگی سے ہی عوام ریاست یا حکومت کی کارکردگی کو جانچتے ہیں۔ہمارا فرسودہ نظام عوام کے لئے وبال جان بن چکا ہے۔خادم پنجاب نے یہ اعلان کیا ہے کہ 2014 تک صوبہ پنجاب میں پٹواری نظام یکسر تبدیل کر دیا جائے گا۔جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ صوبے میں Land Record Management Information System کے انقلاب آفرین منصوبے پر عمل جاری ہے اور اس منصوبے کو 2014 میں مکمل کر لیا جائے گا۔اس منصوبے کی بدولت ایک شفاف اور مؤثر نظام سامنے لایا جا رہا ہے جس کی وجہ سے عوام کو نہ صرف پٹواری کے بستے سے رہائی ملے گی بلکہ شفاف اور درست معلومات کا حصول، رشوت کا خاتمہ اور ریکارڈ کا تحفظ بھی ممکن ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

12۔ اب تک LRMIS سسٹم کے تحت پنجاب کے 36اضلاع میں کام شروع کیا جا چکا ہے جن میں سے 12اضلاع میں100 فیصد ڈیٹاانٹری کی جاچکی ہے جبکہ باقی اضلاع میں یہ عمل تیزی سے آخری مراحل میں داخل ہو رہا ہے۔اس سسٹم کے تحت اب تک18 اضلاع میں 40 سروس ڈلیوری سنٹر بنائے گئے ہیں۔ جن میں فرد کی کاپی30 منٹ اور انتقال زمین کی تصدیق محض50 منٹ میں کی جارہی ہے۔ عوام کی ریکارڈ تک رسائی24 گھنٹے ممکن بنانے کے لئے ویب سائٹ کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ میں عوام کو یہ خوشخبری دینا چاہتا ہوں کہ صوبہ بھر میں ڈیٹاانٹری کا کام2014 میں مکمل کر لیا جائے گا۔ نیز رجسٹرار اور سب رجسٹرار کے آفس کو بھی کمپیوٹرائزڈ کیا جارہا ہے۔یہ تمام اقدامات پٹوار کلچر کے خاتمہ کی طرف ہماری حکومت کے عزم کا مظہر ہیں۔

جناب سپیکر!

13۔ اسی طرح تھانہ کلچر تبدیل کرنے کے لئے ماڈل پولیس سٹیشن کا منصوبہ بھی مسلم لیگ(ن) کے گزشتہ دور حکومت میں شروع کیا گیا تھا۔اس منصوبے کو بھی تیزی سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے گا۔ابھی تک حکومت پنجاب100 پولیس سٹیشنوں کو ماڈل پولیس سٹیشن کا درجہ دے چکی ہے۔ان ماڈل پولیس سٹیشنوں کے قیام کا بنیادی مقصد عوام اور پولیس کے درمیان خود اعتمادی کی فضا کو فروغ دینا ہے۔اس کے ساتھ ہم نے یہ بھی تہیہ کیا ہوا ہے کہ ہم پولیس کو جدید خطوط پر استوار کریں گے۔اس مقصد کے لئے ترکی اور متحدہ عرب امارات کے تعاون سے پولیس کو جدید خطوط پر تربیت دلائی جائے گی۔اسی سمت میں ایک اور قدم Police School of Information and Analysis کا قیام بھی ہے۔ میں اس معزز ایوان کے توسط سے عوام کو یقین دلاتا ہوں کہ ان اقدامات سے تھانہ کلچر اور پٹوار کلچر کو ختم کرنے کے ان منصوبوں کی تکمیل سے پنجاب کے عوام صحیح معنوں میں ایک بہترین طرز حکمرانی سے فیضیاب ہو سکیں گے۔

جناب سپیکر!

14۔ گڈ گورننس کو بہتر بنانے کے لئے حکومت پنجاب نے کئی اور اقدامات بھی کئے ہیں۔اس ضمن میں چیدہ چیدہ اقدامات درج ذیل ہیں:

- حکومت پنجاب نے تمام قوانین ریگولیشن اور بائی لاز کو آن لائن کر دیا ہے تاکہ ان سے ہر خاص وعام مستفید ہو سکے۔
- حکومتی امور میں شفافیت کو یقینی بنانے کے لئے متعلقہ معلومات تک عوام کی رسائی ناگزیر ہے۔حکومت پنجاب نے عوام کے لئے معلومات کے حق کو یقینی بنانے کے لئے باقاعدہ قانون سازی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔
- اسی طرح صوبے میں Sub National Governance کا پروگرام بھی شروع کیا جارہا ہے۔یہ پروگرام عوام کو بہتر انداز سے خدمات فراہم کرنے کے لئے ضلع اور تحصیل کی سطح پر Citizen Service Facilitation Centres قائم کرے گا اور اس مقصد کے لئے 2۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔
- سرکاری اداروں اور محکموں میں Procurements کو مزید شفاف بنانے کے لئے Procurement Reforms لائی جائیں گی۔

جناب سپیکر!

15۔ حکومت پنجاب کے گزشتہ پانچ سال اس امر کی گواہی دے رہے ہیں کہ ہم نے نوجوانوں کے لئے اَن گنت انقلابی منصوبوں کا آغاز کیا۔ان منصوبوں میں نوجوانوں کو سود سے پاک قرضہ جات کی فراہمی،Yellow Cab سکیم،گرین ٹریکٹر سکیم برائے ایگریکلچرل یوتھ اور نوجوان گریجویٹس کے لئے انٹرن شپ پروگرام کے منصوبہ جات شامل ہیں۔ان منصوبہ جات کی افادیت کی وجہ سے ہمارا آج کا نوجوان مایوسیوں کے اندھیروں سے نکل کر ایک نئی صبح کا آغاز کر رہا ہے۔

جناب سپیکر!

16۔ مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ نوجوانوں کو بامقصد زندگی گزارنے اور معاشرے کا کارآمد رکن بنانے کے لئے میں نے جن منصوبہ جات کا ابھی ذکر کیا ہے،ان میں سے بیشتر کو حکومت پنجاب آئندہ مالی سال میں مزید تقویت دے گی۔حکومت پنجاب نے صوبے میں مختلف سرکاری اور غیر سرکاری اداروں میں تربیت پانے والے بے روزگار ہنر مندوں کے لئے خود روزگار سکیم کا اجراء کیا۔اس مقصد کے لئے اب تک پنجاب سمال

انڈسٹریز کارپوریشن کے ذریعے ایک لاکھ 68ہزار سے زائد افراد کو تقریباً3۔ارب روپے کے سود سے پاک قرضے جاری کئے جا چکے ہیں۔ان قرضوں کے ذریعے اپنا روزگار شروع کرنے والوں میں خواتین کی شرح33 فیصد ہے۔آئندہ مالی سال کے میزانیہ میں اس سکیم کو جاری رکھنے کے لئے حکومت پنجاب نے3۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔مزید برآں ہمیں امید ہے کہ اس منصوبے کا دائرہ کار بڑھانے کے لئے اسلامی ترقیاتی بنک سے تقریباً14 کروڑ ڈالر کا مالی تعاون بھی حاصل ہو جائے گا۔مجھے یقین ہے کہ ہمارے اس منصوبے سے نوجوان نسل اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر معاشرے میں اپنا کردار ادا کر سکے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

17۔ ہم نے گزشتہ دور حکومت میں نوجوان گریجویٹس کو عملی تجربہ حاصل کرنے کے لئے سرکاری محکموں میں انٹرن شپ کروانے کا ایک پروگرام شروع کیا تھا۔انٹرن شپ کے مشاہرے کے طور پر ہر زیر تربیت نوجوان کو ماہانہ -/10,000 روپے حکومت پنجاب ادا کرتی تھی۔میں انتہائی مسرت سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ مالی سال میں بھی اس پروگرام کو جاری رکھا جائے گا اور اس مقصد کے لئے ہم نے ایک ارب 50 کروڑ روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔اس انٹرن شپ پروگرام میں خواتین کو50 فیصد نمائندگی دی جائے گی۔ہم ان نوجوانوں کو نجی اداروں میں تربیت کے لئے بھیجیں گے تاکہ وہ Corporateاور پرائیویٹ سیکٹر کے معاملات اور معمولات کو سمجھ کر اپنی عملی زندگی میں اس کا فائدہ اُٹھا سکیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

18۔ اب میں معزز ایوان کے سامنے چیدہ چیدہ ترجیحات،اقدامات اور میزانیہ کے خدوخال پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر!

19۔ مسلم لیگ (ن) کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ ایسے اقدامات اُٹھائے جائیں جو عام آدمی کے لئے براہ راست سود مند ہو سکیں۔ گزشتہ برسوں کی طرح آئندہ مالی سال 14-2013 کے بجٹ میں غریب دوست سکیموں کو جاری و ساری رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔اس ضمن میں چیدہ چیدہ اقدامات درج ذیل ہیں:

(i) عام آدمی کو مناسب قیمت پر آٹا فراہم کرنے کے لئے حکومت نے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں 28۔ارب روپے مختص کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

(ii) رمضان المبارک کے دوران عوام کو اشیائے خورد و نوش ارزاں نرخوں پر فراہم کرنے کے لئے آئندہ مالی سال میں 5۔ارب روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔

(iii) رواں مالی سال کی طرح حکومت پنجاب کی طرف سے آئندہ مالی سال میں بھی کرسمس کے موقع پر مسیحی بھائیوں کی سہولت کے لئے ارزاں کرسمس بازار لگائے جائیں گے۔

(iv) عوام کو پبلک ٹرانسپورٹ کی بہتر سہولیات مہیا کرنے کے لئے آئندہ مالی سال میں 3۔ارب روپے کی رقم بطور سبسڈی مختص کرنے کی تجویز ہے۔

(v) حکومت پنجاب نے عام آدمی پر علاج معالجے کے اخراجات کے بوجھ کو کم کرنے کے لئے صوبے میں ایک جامع ہیلتھ انشورنس کارڈ سکیم کا منصوبہ تیار کیا ہے۔ اس منصوبے کا آغاز صوبے کے مختلف حصوں میں واقع چار پسماندہ ترین اضلاع سے کیا جا رہا ہے۔ بجٹ میں اس مقصد کے لئے 4۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی جا رہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(vi) حکومت نے معاشی طور پر پسماندہ دیہی علاقوں سے تعلق رکھنے والی خواتین کو باعزت روزگار فراہم کرنے کے لئے مال مویشی خرید کر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔اس مقصد کے لئے ابتدائی طور پر 50 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

20. اپنے گھر کا خواب ہر شخص دیکھتا ہے مگر ہر کوئی اس کی تعبیر کی استطاعت نہیں رکھتا۔ مجھے فخر ہے کہ ہماری حکومت نے آشیانہ ہاؤسنگ سکیم جیسی انقلابی سکیم سے اس طبقے کو اپنے گھر کا مالک بنایا جو اس کا خواب دیکھنے کی بھی ہمت نہیں رکھتا تھا۔ایک انتہائی شفاف نظام کے تحت صرف اور صرف مستحق افراد کو کمپیوٹرائزڈ قرعہ اندازی کے ذریعے ان گھروں کا مالک بنایا گیا۔ یہ منصوبہ ہر لحاظ سے قابل ستائش اور لائق تحسین ہے۔ اپنے ابتدائی خطاب میں خادم پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے آشیانہ ہاؤسنگ سکیموں کا دائرہ کار پورے پنجاب تک بڑھانے کا

اعلان کیا تھا۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں 3۔ارب روپے کی رقم مختص کی جارہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

21. تعلیم کا فروغ ہمیشہ سے ہماری حکومت کی اوّلین ترجیح رہی ہے۔ گزشتہ پانچ برسوں میں خادم پنجاب کی قیادت میں ہماری حکومت نے فروغ تعلیم کے لئے انقلابی اقدامات کئے ہیں۔ایک طرف تو دانش سکولوں کے قیام کا منصوبہ حکومت پنجاب کے اعلیٰ اور معیاری تعلیم کے یکساں مواقع فراہم کرنے کے وعدے کی طرف ایک اہم قدم ہے تو دوسری طرف ہم نے تمام سرکاری سکولوں میں بہترین تعلیمی ماحول فراہم کرنے کے لئے بھی اہم اقدامات کئے ہیں۔ بدقسمتی سے سیاسی مخالفین نے دانش سکول جیسے انقلابی منصوبے کو بھی سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کی اور اس کی افادیت پر سوال اُٹھایا۔ شاید معاشرے کے غریب طبقات کے بچوں کو اعلیٰ تعلیمی سہولتیں مہیا کرنا ہمارے ناقدین کو گوارا نہیں۔ مجھے فخر ہے کہ حکومت پنجاب اس منصوبے کو لے کر آگے بڑھ رہی ہے۔ یہ منصوبہ معاشی اور سماجی ناہمواریوں کے شکار بے وسیلہ مگر ذہین اور قابل طلباء کو نئے مستقبل کی نوید دے رہا ہے۔ حکومت پنجاب اب تک 7 مختلف اضلاع میں 14 دانش سکول قائم کر چکی ہے۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں دانش سکولوں کے قیام کے لئے 3۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جس سے 6 نئے دانش سکول تعمیر کئے جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

22. مسلم لیگ(ن) کی حکومت کا عہد ہے کہ پنجاب کا کوئی ذہین اور باصلاحیت طالب علم محض مالی مشکلات کی وجہ سے اعلیٰ اور معیاری تعلیم سے محروم نہیں رہے گا۔ ہماری حکومت نے پانچ سال پہلے طلباء کی تعلیمی معاونت اور ترغیب کے لئے مستقل بنیادوں پر پنجاب ایجوکیشنل انڈومنٹ فنڈ کا قیام عمل میں لایا ہے۔ یہ فنڈ سیاسی مفادات سے بالاتر ہو کر صرف اور صرف فروغ تعلیم کے لئے میرٹ کی بنیاد پر صرف کیا جاتا ہے۔اس فنڈ میں اب تک حکومت پنجاب نے 9۔ارب روپے کی خطیر رقم مہیا کی ہے جو پورے صوبے میں 50ہزار سے زائد طلباء کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے میں مددگار ثابت ہو رہی ہے۔ یہ سلسلہ آئندہ مالی سال میں

بھی جاری رکھا جائے گا اور آئندہ مالی سال میں اس مقصد کے لئے مزید 2۔ارب روپے کی رقم مختص کی جارہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

23. آپ کو یاد ہو گا کہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے اپریل 2011 سے خادم پنجاب کی خصوصی ہدایت پر ایک مربوط پروگرام "چیف منسٹر ایجوکیشن سیکٹر ریفارم روڈ میپ" کے نام سے شروع کیا۔ اس پروگرام میں طلباء اور اساتذہ کی حاضری اور missing facilities کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر کام جاری ہے۔ میں یہاں یاد دہانی کے لئے اس پروگرام کے چیدہ چیدہ خدوخال اور ان کے لئے اگلے مالی سال کے میزانیہ میں اخراجات کی تفصیل سے اس ایوان کو آگاہ کرنا چاہوں گا۔

(i) سکول کونسلز کے لئے ایک ارب روپے کی گرانٹ۔

(ii) طالبات کو وظائف کی مد میں ایک ارب 50 کروڑ روپے کی گرانٹ رکھی جانے کی تجویز ہے۔ میں اس ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ تجرباتی طور پر آئندہ مالی سال سے حکومت پنجاب 3 پسماندہ ترین اضلاع میں جہاں سکولوں میں طالبات کا داخلہ لینے کا رجحان سب سے کم ہے وہاں سے تعلق رکھنے والی طالبات کے وظائف کی رقم کو کم از کم دُگنا کرنے کا پروگرام رکھتی ہے۔

(iii) درسی کتب کی مفت فراہمی کے لئے 3۔ارب 30 کروڑ روپے کی گرانٹ۔

(iv) حکومت پنجاب نے یہ احساس کرتے ہوئے کہ سکولوں کا زیادہ تر بجٹ صرف تنخواہوں میں صرف ہو جاتا ہے ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت non-salary بجٹ میں اضافہ کا پروگرام بنایا ہے اس سلسلہ میں صوبہ بھر سے 9 اضلاع کے سکولوں میں 3۔ارب 50 کروڑ روپے کا اضافی بجٹ دیا گیا ہے۔ سکولوں کے انتظامی اخراجات میں اس اضافے کا مقصد سکولوں میں ترسیل تعلیم کے لئے تمام ضروری سہولیات میّسر کرنا ہے۔ یہ اضافی رقوم سکول کونسلز کے ذریعے خرچ کی جائیں گی۔

(v) صوبے بھر کے تمام گرلز سکولوں میں ہر قسم کی missing facilities جس میں بیت الخلا، چاردیواری، پانی اور بجلی کی فراہمی اور فرنیچر کی کمی وغیرہ شامل ہیں کو اگلے مالی سال میں پورا کیا جائے گا اور اس مقصد کے لئے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں 3۔ارب 50 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جارہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

24. بین الاقوامی سطح پر متفقہ طور پر طے کردہ Millennium Development Goals کے مطابق سکول جانے کی عمر کے ہر بچے کو تعلیم تک رسائی مہیا کرنا ہر ریاست کا فرض ہے۔ حکومت پنجاب کی تعلیمی پالیسی اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ترتیب دی گئی ہے۔ ہمارا اوّلین مقصد 100 فیصد انرولمنٹ اور100فیصد retention ہے۔ یونیورسل پرائمری ایجوکیشن اور یونیورسل سیکنڈری ایجوکیشن کی مہم کے نتیجہ میں حکومت پنجاب یہ کوشش کر رہی ہے کہ سکول جانے کی عمر کے ہر بچے کو سکول میں داخلے کے لئے آمادہ کیا جائے۔ان کوششوں کے نتیجے میں اس وقت 57لاکھ سے زائد طلباء اور 48 لاکھ سے زائد طالبات ہمارے تعلیمی نظام کا حصہ بن چکے ہیں۔اسی طرح حکومت پنجاب کی تعلیمی پالیسیوں کے نتیجہ میں سکولوں میں شرح حاضری تقریباً92 فیصد ہو چکی ہے۔ ہماری کاوشوں کا بنیادی مقصد ان طالب علموں کو تعلیمی نظام کے اندر retain رکھنا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس retention ریٹ کو100 فیصد تک لے کر جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

25. حکومت پنجاب کا تعلیم کے فروغ کے لئے ایک اور اہم قدم پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام تھا۔ جس میں پرائیویٹ سیکٹر کو تعلیم کے میدان میں حکومت کے شانہ بشانہ معیاری خدمات سرانجام دینے میں معاونت کی جاتی ہے۔ PEF کی بدولت صوبے کے ہزاروں پرائیویٹ سکولوں میں13 لاکھ سے زائد بچے سرکاری خرچ پر نجی سیکٹر کے سکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ رواں مالی سال میں PEF کے لئے 6۔ارب 50 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی۔ آئندہ مالی سال میں اس مقصد کے لئے 7۔ارب 50 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

26. اس کے ساتھ ساتھ حکومت پنجاب آئندہ مالی سال میں ایسے ہائی سکولز جو کہ اپ گریڈ ہو چکے ہیں میں ایک ارب 50 کروڑ روپے کی لاگت سے ایک ہزار کمپیوٹر لیب کا قیام عمل میں لائے گی۔ مزید ایک ہزار ہائی سکولوں میں 50 کروڑ روپے کی لاگت سے سائنس لیبارٹریاں قائم کی جائیں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ 300 ایسی دیہی یونین کونسلیں جہاں پر طالبات کے لئے ہائی

سکول موجود نہیں ہیں وہاں پر موجودہ ایلیمنٹری سکولوں کو بھی اپ گریڈ کیا جائے گا تاکہ ہماری بچیاں اپنی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھ سکیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

27. جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ ہمارا عزم ہے کہ صوبے کا کوئی ہونہار طالب علم محض وسائل کی کمی کی وجہ سے معیاری تعلیم سے محروم نہیں رہے گا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس عزم کی تکمیل کے لئے نجی شعبہ پر بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ لہذا حکومت پنجاب نے پچھلے برس اعلان کیا تھا کہ 5ہزار سے زائد فیس وصول کرنے والے تمام سرکاری اور غیر سرکاری تعلیمی ادارے اپنی 10 فیصد نشستوں پر غریب بچوں کو میرٹ کی بنیاد پر داخلہ دینے اور ان کے تمام تعلیمی اخراجات برداشت کرنے کے پابند ہوں گے۔ یہ اعلان صوبائی سطح پر قانون سازی کا متقاضی ہے لہذا ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اس اعلان کو عملی شکل دینے کے لئے پنجاب اسمبلی میں قانون سازی کی جائے گی۔آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ حکومت پنجاب کے اس اہم فیصلے سے ہزاروں غریب طالب علم فائدہ اُٹھائیں گے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ معاشرے کے یہ Elite تعلیمی ادارے اپنی سماجی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے حکومت پنجاب کے اس فیصلے پر خُوش دلی سے عملدرآمد کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

28۔ حکومت پنجاب نے نہ صرف بنیادی تعلیم کے لئے اہم اقدامات اٹھائے ہیں بلکہ ہائر ایجوکیشن کی ترقی اور فروغ کے لئے بھی اہم اقدامات کر رہی ہے۔آئندہ مالی سال میں ہائر ایجوکیشن کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے 6۔ارب 67 کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔ میں یہاں شعبہ ہائر ایجوکیشن میں جاری منصوبہ جات کی تفصیل سے معزز ایوان کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔

- آئندہ مالی سال میں ایک ارب 47 کروڑ روپے سے 83 کالجوں میں جاری منصوبوں کی تکمیل کے لئے مختص کرنے کی تجویز ہے۔
- کالجوں کی missing facilities کو پورا کرنے اور اضافی سہولیات مہیا کرنے کے لئے آئندہ مالی سال میں ایک ارب 12 کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔
- آئندہ مالی سال میں لیّہ میں بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کے بہادر سب کیمپس کی تعمیر کا ایک منصوبہ تجویز کیا گیا ہے۔
- آئندہ مالی سال کے بجٹ میں بہاولپور، سیالکوٹ، ملتان اور فیصل آباد میں شروع کی گئی خواتین یونیورسٹیوں کی تکمیل کے لئے مطلوبہ رقوم مختص کی گئی ہیں۔

- کامرس کالجوں کے 13 پراجیکٹس 17 کروڑ 55 لاکھ کی لاگت سے آئندہ مالی سال میں مختص کرنے کی تجویز ہے۔
- رکھ ڈیرہ چاہل میں Knowledge City کے قیام کا فیصلہ ہو چکا ہے۔اس مقام پر 7 نئی یونیورسٹیاں قائم کی جائیں گی۔
- مریدکے میں حکومت پنجاب ایک Knowledge Park کے قیام کا ارادہ رکھتی ہے۔
- حکومت پنجاب سیالکوٹ میں بین الاقوامی سطح کی ایک Technology University قائم کرنے کا منصوبہ بھی رکھتی ہے۔
- آئندہ مالی سال میں کالا شاہ کاکو میں لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی کے سب کیمپس کے لئے زمین کی الاٹمنٹ کے لئے 31 کروڑ 12 لاکھ روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔
- حکومت پنجاب آئندہ مالی سال میں پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن کے قیام کا ارادہ رکھتی ہے۔
- یہ معزز ایوان اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے کہ کتب خانوں اور لائبریریوں کا وجود کسی بھی معاشرے کی علمی ترقی کے لئے لازم و ملزوم ہے۔ خادم پنجاب کی خصوصی ہدایت پر آئندہ مالی سال میں تحصیل کی سطح پر ڈیجیٹل لائبریریاں قائم کرنے کا ایک جامع منصوبہ شروع کیا جارہا ہے۔ میں یہاں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس مقصد کے لئے نئی عمارات تعمیر کرنے کی بجائے پہلے سے موجود سرکاری عمارتوں کو استعمال میں لایا جائے گا۔
- ہماری حکومت نے طلبہ و طالبات کو لوڈشیڈنگ کی زد سے محفوظ رکھنے کے لئے چیف منسٹر اجالا پروگرام کے تحت 2 لاکھ سے زائد سولر ہوم سسٹم میرٹ کی بنیاد پر تقسیم کئے۔ یہ ایک انقلاب آفرین منصوبہ ہے اور اس کی افادیت کے پیش نظر اسے آئندہ مالی سال میں بھی جاری رکھا جائے گا۔ اس مقصد کے لئے ایک ارب روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

29۔ حفظان صحت کے لئے امراض کی تشخیص اور علاج کے ساتھ ساتھ بیماریوں سے بچاؤ کی تدابیر کو یکساں اہمیت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بیماریوں سے بچاؤ پر توجہ کر کے حفظان صحت کے اس پہلو کو اتنا مضبوط اور موثر بنائیں کہ عوام کو علاج معالجہ کے لئے کم از کم ہسپتالوں کا رخ کرنا پڑے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے حکومت پنجاب EPI، پینے کے صاف پانی اور نکاسی آب کے منصوبوں کے ساتھ ساتھ عوام میں حفظان صحت کی آگاہی پر خصوصی توجہ دے رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ شہروں کی طرز پر دیہاتوں میں بھی صفائی کے اہتمام کے لئے ایک پائلٹ پراجیکٹ شروع کیا جارہا ہے۔اس

پراجیکٹ سے دیہی علاقوں میں صحت کا معیار بلند ہوگا اور دیہاتوں میں پھیلنے والے وبائی امراض کا بھی قلع قمع ہو جائے گا۔اس پروگرام کا آغاز ابتدائی طور پر کچھ منتخب دیہات میں کیا جائے گا۔اس مقصد کے لئے آئندہ مالی سال میں 200 ملین روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔

جناب سپیکر!

30۔ بیماریوں سے بچاؤ کے لئے لیڈی ہیلتھ ورکرز کا کردار ایک کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ان لیڈی ہیلتھ ورکرز کی خدمات EPI، فیملی پلاننگ، زچہ و بچہ کی صحت سے متعلقہ امور اور پولیو مہم میں استعمال کی جاتی ہیں۔یہ ہمارا شعبہ صحت کا وہ تربیت یافتہ طبقہ ہے جس کی رسائی عوام تک ہوتی ہے۔ان لیڈی ہیلتھ ورکرز کا ایک دیرینہ مطالبہ ان کی مستقل ملازمت کا تھا۔ہمیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ ہم نے رواں مالی سال میں 52,853 لیڈی ہیلتھ ورکرز اور متعلقہ سٹاف کو مستقل کیا۔حکومت پنجاب ان سے یہ امید رکھنے میں حق بجانب ہے کہ اب وہ اپنی پیشہ وارانہ ذمہ داریاں پوری توجہ اور دیانتداری سے ادا کریں گی۔مزید برآں حکومت پنجاب Punjab Reproductive, Maternal, New Born and Child Health Authority تشکیل دینے کے لئے بھی قانون سازی کر رہی ہے۔یہ اتھارٹی بنیادی طور پر لیڈی ہیلتھ ورکرز پروگرام کی تمام سرگرمیوں کو منظم کرے گی۔اس کے ساتھ ساتھ حکومت پنجاب نوزائیدہ بچوں کے لئے بلاتعطل طبی خدمات کی فراہمی کے لئے 2۔ارب روپے کی لاگت سے ایک پروگرام Integrated Reproductive, Maternal, New Born and Child Health and Nutrition Programme پنجاب کے تمام اضلاع میں شروع کرے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

31۔ انسانی صحت کے لئے پینے کے صاف پانی کی اہمیت سے ہم سب آگاہ ہیں۔صاف پانی کی عدم فراہمی بہت سی بیماریوں کو جنم دیتی ہے۔میڈیکل سائنس کے مطابق تقریباً 60 فیصد بیماریوں کے جراثیم گندے پانی میں جنم لیتے ہیں جس کا تدارک محض صاف پانی کی فراہمی سے ممکن ہے۔اگر صاف پانی کی فراہمی کو یقینی بنا دیا جائے اور نکاسی آب کا مناسب بندوبست ہو تو صحت کے شعبہ پر اٹھنے والے اخراجات میں خاطر خواہ کمی کی جا سکتی ہے لہذا حکومت پنجاب نے یہ

فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ مالی سال میں خصوصی طور پر دیہی علاقوں میں واٹر فلٹریشن پلانٹ لگائے جائیں گے اور جاری شدہ سکیموں کو بھی مکمل کیا جائے گا۔اس مقصد کے لئے 10۔ارب87کروڑروپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

32۔ حکومت پنجاب ہسپتالوں میں جدید طبی سہولیات کی فراہمی پر اپنی توجہ مرکوز کئے ہوئے ہے۔اس مقصد کے لئے حکومت پنجاب نے مالی سال 14-2013 کے ترقیاتی پروگرام میں شعبہ صحت کے لئے17۔ارب روپے کی رقم مختص کی ہے۔ شعبہ صحت کے مختلف منصوبہ جات کو رقوم مختص کرتے ہوئے اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے کہ جاری شدہ منصوبہ جات یا تو مکمل ہو جائیں یا جزوی طور پر اس طرح مکمل ہوں کہ وہ علاج معالجہ کی سہولیات بہم پہنچا سکیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

- مالی سال 14-2013 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں 138 منصوبہ جات شامل ہیں جن میں سے 112 جاری شدہ اور 26 نئے منصوبے شامل ہیں۔مالی سال 14-2013 میں 35 جاری شدہ اور 11 نئے منصوبہ جات مکمل ہوں گے۔
- گزشتہ برسوں کی طرح آئندہ مالی سال 14-2013 میں بھی یہ کوشش کی گئی ہے کہ جنوبی پنجاب میں صحت عامہ کے لئے وافر رقوم فراہم کی جائیں۔ اس ضمن میں چلڈرن ہسپتال ملتان، نشتر ہسپتال ملتان کے برن سنٹر، بہاول وکٹوریہ ہسپتال کے شعبہ کارڈیالوجی، بہاولپور میں نئے قائم شدہ 410 بستروں کے ہسپتال، شیخ زید میڈیکل کالج رحیم یار خان کے قیام اور بہاول وکٹوریہ ہسپتال میں تھیلیسیمیا کے مریضوں کے منصوبوں کی تکمیل کے لئے ایک ارب48کروڑروپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

33۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں گزشتہ سال شروع ہونے والے چار نئے میڈیکل کالجوں کی تکمیل کے لئے ایک خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ حکومت نے ان کالجوں کے ساتھ ملحقہ D.H.Q ہسپتالوں کو تدریسی ہسپتال کے معیار کے برابر لانے کے لئے 20کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے۔اس منصوبے کے تحت D.H.Q ہسپتال واقع ڈی جی خان، ساہیوال، سیالکوٹ اور گوجرانوالہ کو upgrade کیا جائے گا۔آئندہ مالی سال میں حکومت پنجاب نے مختلف بیماریوں جن میں ہیپاٹائٹس اور ٹی بی شامل ہیں، پر قابو پانے اور زچہ و بچہ کی صحت کے

ایک مربوط پروگرام کے لئے 2۔ارب 10 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ فیصل آباد میں بچوں کے چلڈرن ہسپتال کے قیام کے لئے 50لاکھ روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔ آئندہ مالی سال میں حکومت پنجاب 5کروڑ روپے کی لاگت سے ایمبولینسز کی خریداری کاایک جامع منصوبہ بھی رکھتی ہے تاکہ مریضوں کو بروقت طبی امداد دی جاسکے۔

جناب سپیکر!

34۔ حکومت پنجاب گزشتہ پانچ برسوں سے امراضِ گردہ کے مریضوں کو مفت dialysis کی سہولت مہیا کر رہی ہے۔آئندہ مالی سال میں بھی اس کو جاری رکھا جائے گااور اس مقصد کے لئے30کروڑ روپے کی رقم مختص کی جارہی ہے۔اسی طرح D.H.Qاور T.H.Q ہسپتالوں میں مفت ادویات کی فراہمی کے لئے 50کروڑ روپے کی رقم مہیا کی جائے گی۔ میں یہاں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ رقم ضلعی بجٹ کے علاوہ ہوگی۔ وزیرآباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کو functional کرنے کے لئے تمام ضروری اقدامات مکمل کر لئے گئے ہیں اور اس ضمن میں حکومت پنجاب نے 104 پوسٹوں کی منظوری دے دی ہے۔ اس کے علاوہ آئندہ مالی سال میں اس ادارے کے جاری اخراجات کے لئے4کروڑ17لاکھ روپے کی رقم بھی مختص کر دی گئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

35۔ ڈینگی کے تدارک کے لئے ہماری کاوشیں آپ سب کے سامنے ہیں اور ڈینگی کے خلاف یہ جنگ ایک مسلسل عمل ہے۔ بدقسمتی سے اب پنجاب کی عوام کو خسرے کی وباء کا سامنا ہے۔ خسرے کی وباء کاتدارک کرنے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر 24۔جون2013 سے 18۔اضلاع کے تمام بچوں کو مفت vaccination کی مہم کاآغاز کیا جارہاہے۔اس کے ساتھ ساتھ تمام ہسپتالوں میں ایسے انتظامات کئے گئے ہیں کہ خسرے سے متاثرہ بچوں کا فوری علاج ممکن ہو سکے۔ میں یہ بات معزز ایوان کے علم میں لاناچاہتاہوں کہ حکومت پنجاب نے خسرے کی وبا سے نمٹنے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر تمام ہسپتالوں میں متعلقہ vaccine بہم پہنچائی ہے اور اس مد میں حکومت پنجاب نے رواں مالی سال کے دوران 74کروڑ روپے جاری کئے ہیں۔

جناب سپیکر!

36۔ ادویات کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے ملتان، راولپنڈی اور لاہور میں تین ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریوں اور فیصل آباد اور راولپنڈی میں غذائی معیار کو جانچنے کے لئے دو فوڈ ٹیسٹنگ لیبارٹریوں کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے اور اس مقصد کے لئے 15 کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

37۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ صوبے میں انفراسٹرکچر کو بڑھایا جائے اور موجودہ انفراسٹرکچر کو مضبوط اور فعال بنایا جائے۔ گزشتہ پانچ برسوں میں حکومت پنجاب نے انفراسٹرکچر کی ترقی پر خصوصی توجہ دی ہے۔ یہ سلسلہ آئندہ بھی جاری رکھا جائے گا۔ ایک طرف تو حکومت پنجاب اپنے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت شعبہ انفراسٹرکچر کی بحالی اور اضافے کے لئے گراں قدر رقوم مہیا کر رہی ہے تو دوسری طرف آئندہ مالی سال میں ایک نئی طرز کا انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ فنڈ بھی قائم کرنے جا رہی ہے۔ یہ ایک انتہائی منفرد منصوبہ ہے جس کا بنیادی مقصد مالی طور پر قابل عمل منصوبوں کو انتہائی کم حکومتی اخراجات سے مکمل کرنا ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ جدّت آمیز پروگرام ہمارے صوبہ کی انفراسٹرکچر کی ضروریات کو پورا کرنے میں ہمارا ممد و معاون ثابت ہو گا۔

جناب سپیکر!

38۔ جیسا کہ میں نے ابھی ذکر کیا کہ ہم سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت شعبہ انفراسٹرکچر کے لئے خطیر رقم مہیا کر رہے ہیں۔ چنانچہ آئندہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں شاہرات کی تعمیر و توسیع کے لئے 29۔ارب 22 کروڑ روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔ یہاں میں عوامی فلاح و بہبود کے چند بڑے منصوبہ جات کا ذکر ضرور کرنا چاہوں گا:۔

- بہاولپور حاصل پور روڈ کی توسیع و مرمت
- دریائے راوی پر اضافی پُل کی تعمیر
- دریائے جہلم لنگروال کے مقام پر پُل کی تعمیر
- لیہ میں دریائے سندھ پر پُل کی تعمیر
- گوجرانوالہ شیخوپورہ روڈ کو دورویہ کرنے کا منصوبہ
- منڈی فیض آباد سے مانگٹانوالہ تک لاہور جڑانوالہ روڈ کو دورویہ کرنے کا منصوبہ

- لاہور، سرگودھا، میانوالی اور بنوں روڈ کی توسیع
- جنڈتراپ روڈ کی توسیع

جناب سپیکر!

39۔ صنعتی ترقی معاشی استحکام کے لئے لازم و ملزوم ہے۔اس ضمن میں حکومت پنجاب نے اپنے گزشتہ دورِ حکومت میں پنجاب کے مختلف شہروں یعنی رحیم یار خان، وہاڑی اور بھلوال میں جدید اور تمام سہولیات سے آراستہ Industrial Estates قائم کرنے کے منصوبوں کا آغاز کیا تھا۔آئندہ مالی سال میں موٹروے کے ساتھ ایک Economic Zone/صنعتی شہر قائم کرنے کی بھی تجویز ہے۔آئندہ مالی سال میں ان منصوبہ جات کی تکمیل کے لئے 3۔ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔

جناب سپیکر!

40۔ پنجاب کے تمام بڑے شہروں کو ترقی کے یکساں مواقع میسر کئے جائیں گے۔اس سلسلے میں فیصل آباد، ملتان، راولپنڈی اور گوجرانوالہ کے شہروں کو ہر لحاظ سے جدید سہولیات اور ضروری انفراسٹرکچر سے آراستہ کیا جائے گا تاکہ ان شہروں کو صوبائی دارالحکومت کے ہم پلہ لایا جاسکے۔اس مقصد کے لئے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں 10۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

41۔ پنجاب کے کئی شہر اپنی مخصوص مہارتوں اور دستکاریوں کی بدولت پہچانے جاتے ہیں۔اگر ان دستکاریوں اور مہارتوں کو ترقی دی جائے تو نہ صرف کاریگروں اور دستکاروں کی بے انتہا حوصلہ افزائی ہوگی بلکہ ملکی معیشت پر بھی مثبت اثر پڑے گا۔خادمِ پنجاب کی خصوصی ہدایت پر ایسی مہارتوں کی ترویج اور تشہیر کے لئے ایک plan ترتیب دیا گیا ہے۔اس منصوبے کے تحت دستکاریوں سے منسلک شہروں کے قریب واقع بڑی شاہراہوں اور موٹروے پر تشہیری مراکز قائم کئے جائیں گے۔اس ضمن میں آئندہ مالی سال کے بجٹ میں 2۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

42۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے صوبہ میں ترقیاتی تفاوت کو کم کرنے کے لئے جنوبی پنجاب کی ترقی پر گزشتہ پانچ برسوں میں خصوصی توجہ دی۔ یہ مسلم لیگ (ن) ہی کی حکومت تھی جس نے جنوبی پنجاب کے لئے مختص کردہ فنڈز کو اس کی آبادی کے تناسب سے زیادہ رکھنے کی روایت کا آغاز کیا اور اس پر سختی سے کاربند رہی۔ مجموعی طور پر آئندہ مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں جنوبی پنجاب کے مختلف منصوبوں کے لئے 93۔ارب روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے جو کہ کل ترقیاتی بجٹ کا 32 فیصد ہے جبکہ جنوبی پنجاب کی آبادی پنجاب کی کل آبادی کا 31 فیصد ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ جنوبی پنجاب کی تعمیر و ترقی پر خادمِ پنجاب کی بھرپور توجہ رہی ہے اور میں یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں کہ یہ خادمِ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی کاوشوں کا ہی نتیجہ ہے کہ جنوبی پنجاب کی عوام نے حالیہ الیکشن میں مسلم لیگ (ن) کا بھرپور ساتھ دیا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ مالی سال 09-2008 سے جنوبی پنجاب کے عوام کی محرومی کو دُور کرنے کے لئے جنوبی پنجاب ترقیاتی پروگرام (SPDP) شروع کیا گیا ہے۔ یہ پروگرام اسی جوش و جذبہ سے آئندہ مالی سال میں بھی جاری رکھا جائے گا۔ مزید برآں جنوبی پنجاب میں غربت کے خاتمے کے لئے جاری کئے گئے منصوبے جن میں Southern Punjab Poverty Alleviation Programme اور Punjab Economic Opportunity Programme شامل ہیں، کو آئندہ مالی سال میں بھی جاری رکھا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

43۔ خادم پنجاب کی خصوصی ہدایت پر یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ آئندہ مالی سال میں جنوبی پنجاب کے تمام سکولوں میں ہر قسم کی سہولیات کی کمی کو ایک سال کی مدت میں پورا کر لیا جائے گا اور اس مقصد کے لئے ہنگامی بنیادوں پر کام کیا جائے گا۔ آئندہ مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں اس ضمن میں 2۔ارب 50 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ جنوبی پنجاب کی ترقی کی جانب ایک اور قدم وہاں پر سیاحت کو فروغ دینا بھی ہے۔ فورٹ منرو ہمارا تاریخی ورثہ ہے۔ خادم پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی خصوصی ہدایت پر اسے ایک بھرپور سیاحتی مقام کے طور پر ترقی دی جائے گی اور اس ضمن میں وہاں پر ضروری انفراسٹرکچر کی فراہمی کے ساتھ ساتھ

چیئر لفٹ وغیرہ کی تنصیب کا منصوبہ بھی شامل ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ایک انقلابی منصوبہ ثابت ہوگا جو کہ اس علاقے کی تعمیر و ترقی کے لئے اہم کردار ادا کرے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

44۔ آج کی دنیا انفارمیشن ٹیکنالوجی کی دنیا ہے۔ دنیا سمٹ کر ایک global village بن چکی ہے۔ گزشتہ دور حکومت میں ہم نے طالب علموں میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کو فروغ دینے کے لئے انقلابی اقدامات کئے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ مسلم لیگ(ن) کی حکومت نے نوجوان طالبعلموں میں صرف اور صرف میرٹ کی بنیاد پر لیپ ٹاپ تقسیم کئے۔ یہ انقلاب آفریں منصوبہ ہے۔آج کا نوجوان طالب علم اس لیپ ٹاپ کو علمی مقاصد کے لئے استعمال کر کے اپنی استعداد کار میں اضافہ کر رہا ہے۔اس منصوبے کی افادیت کے پیش نظر آئندہ مالی سال میں بھی اس منصوبے کو جاری رکھا جائے گا اور اس مقصد کے لئے ایک ارب روپے کی رقم مختص کئے جانے کی تجویز ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

45۔ حکومت پنجاب نے گزشتہ پانچ برسوں میں پبلک ٹرانسپورٹ سسٹم کی بحالی کے لئے انقلابی اقدامات کئے ہیں۔ پنجاب کے بڑے شہروں میں ایئر کنڈیشنڈ بسیں معیاری سفری سہولیات مہیا کر رہی ہیں۔ لاہور میں میٹرو بس سروس کا منصوبہ انتہائی کامیاب ثابت ہوا ہے۔ میٹرو بس سسٹم کا یہ منصوبہ آئندہ برسوں میں پنجاب کے مزید تین بڑے شہروں یعنی راولپنڈی، ملتان اور فیصل آباد میں بھی شروع کیا جا رہا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

46۔ پنجاب کی معیشت کا دارومدار زراعت پر ہے۔ توانائی کے بحران نے ہمارے کاشتکار بھائیوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ بجلی کے بحران کے سبب ہمارے کاشتکار اپنے ٹیوب ویل نہیں چلا سکتے۔اس سے ایک طرف تو ہماری زرعی پیداوار میں کمی ہوئی تو دوسری طرف ہمارا کاشتکار طبقہ معاشی بدحالی کا شکار ہوا۔اس صورتحال کے ازالے کے لئے خادم پنجاب نے اس معزز ایوان میں اپنے خطاب کے دوران چھوٹے کاشتکاروں کو بائیو گیس اور شمسی توانائی سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کی فراہمی کا بھی اعلان کیا ہے۔اس مقصد کے لئے آئندہ مالی سال کے میزانیہ میں 7۔ارب 50 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

47۔ زراعت کے شعبہ میں ترقی کے لئے حکومت پنجاب نے ایک فقید المثال منصوبہ Punjab Irrigated Agricultural Productivity Improvement Project کا آغاز اپنے گزشتہ دور حکومت میں کیا تھا۔اس منصوبے کی کل مالیت 36۔ارب روپے ہے۔اس منصوبے میں سات ہزار کھالوں کی پختگی، ایک لاکھ 20ہزار ایکڑ پر High Efficiency Irrigation System کی تنصیب، زمین کو ہموار کرنے کے لئے تین ہزار لیزر یونٹس کی فراہمی اور جدید ذرائع آبپاشی کا استعمال شامل ہے۔ رواں مالی سال میں اس منصوبے پر 3۔ارب 85لاکھ روپے صرف کئے گئے ہیں جبکہ آئندہ مالی سال میں اس منصوبے کے لئے 4۔ارب 50کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔ یہ ہمہ جہتی منصوبہ زراعت کے لئے خوش آئند ثابت ہوگا اور ملکی پیداوار میں اضافے اور کاشتکار بھائیوں کو معاشی استحکام کی طرف لے کر جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

48۔ زرعی شعبہ میں پیداواری صلاحیت میں اضافہ، ریسرچ، آبی وسائل کی فراہمی اور کاشتکاروں کی صلاحیت میں اضافہ ہمارا بنیادی مقصد ہوگا۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم زرعی تعلیم و تحقیق کی طرف بھی توجہ مرکوز کریں لہذا زراعت کی تعلیم کے فروغ کے لئے ملتان میں ایگریکلچر یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے۔اسی طرح زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کا ایک ذیلی کیمپس بورے والا میں بھی قائم کیا جا رہا ہے۔اسی طرح زراعت کے شعبے میں قائم ریسرچ انسٹیٹیوٹ کو انتظامی طور پر پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ کے تحت مزید فعال بنانے کی تجویز ہے۔ مجموعی طور پر زراعت کے شعبہ کی ترقی کے لئے آئندہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں5۔ارب50کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی جا رہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

49۔ دیہی معیشت میں لائیو سٹاک کا ایک اہم کردار ہے۔ میں یہ معزز ایوان کو بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے دیہاتوں میں 30 سے 35 ملین آبادی کا انحصار مال مویشیوں اور ان سے متعلقہ شعبہ جات پر ہے۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے اس شعبہ پر خصوصی توجہ دی ہے اور آئندہ مالی سال 14-2013 میں لائیو سٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ شعبہ کی ترقی کے لئے

سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ایک ارب 44کروڑ روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔ مزید برآں جنگلات کے تحفظ اور بہتری کے لئے ایک ہمہ جہتی پالیسی ترتیب دی جارہی ہے۔ اس مقصد کے لئے ابتدائی طور پر جنگلات کا سیٹلائٹ سروے کروایا جائے گا۔اس ضمن میں 5۔کروڑروپے کی رقم مختص کی جارہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

50۔ زراعت کا شعبہ ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے جس کا انحصار ایک جامع نظام آبپاشی پر ہے۔ پنجاب کا محکمہ آبپاشی دنیا کے سب سے بڑے نہری نظام کا حامل ہے جس کو بہتر بنائے بغیر زرعی خودکفالت کا تصور ممکن نہیں۔مالی سال14-2013میں محکمہ آبپاشی کے ترقیاتی کاموں کے لئے 22۔ارب 40 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے جس کے تحت مندرجہ ذیل اہم ترقیاتی منصوبوں پر عملدرآمد کیا جارہا ہے۔

- پنجاب کے مختلف بیراجوں جن میں جناح بیراج، نیو خانکی بیراج، بلوکی بیراج اور سلیمانکی بیراج شامل ہیں، کی مرمت اور بحالی کے جامع منصوبہ پر کام کا آغاز کیا جا چکا ہے۔ اربوں روپے مالیت کے یہ منصوبہ جات آئندہ مالی سال میں بھی جاری رکھے جائیں گے۔
- پنجاب کے آبپاشی نظام میں بہتری کے منصوبےPunjab Irrigation System Improvement Projectاور بحالی لوئر چناب کینال سسٹم پارٹ Bپر کام شروع کر دیا گیا ہے۔ ان منصوبوں پر لاگت کا تخمینہ بالترتیب 9۔ ارب 20کروڑ اور9۔ ارب 14کروڑ روپے ہے۔ ان منصوبہ جات کے تحت جنوبی پنجاب کے اضلاع ڈیرہ غازی خان، راجن پور، جھنگ اور بہاولنگر میں نہروں کی بحالی کا کام شروع کیا گیا ہے۔
- صوبے کے پسماندہ علاقوں میں جہاں نہری نظام نہیں ہے، خصوصی توجہ دی جارہی ہے۔ان علاقوں میں دستیاب پانی کے وسائل کو استعمال میں لانے کے لئے منصوبے بنائے گئے ہیں تاکہ پوٹھوہار، چولستان اور ڈیرہ غازی خان کے علاقوں کو بھی ترقی اور خوشحالی کے سفر میں شریک کیا جاسکے۔
- اس وقت پوٹھوہار کے علاقے میں9ڈیموں پر کام ہو رہا ہے۔ جن کا تخمینہ لاگت9۔ارب74کروڑ روپے ہے ان میں سے 7ڈیم جون 2014تک مکمل ہو جائیں گے اور چراہ ڈیم جو کہ CDAاور پنجاب حکومت کی مشترکہ کاوشوں سے بن رہا ہے،اس کا کام جون2015تک مکمل ہو جائے گا۔
- بارانی علاقوں کو خشک سالی کے اثرات سے بچانے کے لئے ایک مربوط پروگرام شروع کیا جارہا ہے۔ اس مقصد کے لئے ابتدائی طور پر25کروڑروپے کی رقم مختص کئے جانے کی تجویز ہے۔

❖ جناب وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایت کے مطابق پانی چوری کو روکنے کے لئے ایک مربوط پالیسی اور مؤثر لائحہ عمل تیار کیا گیا ہے جس کے تحت پانی چوری کے واقعات کی روک تھام کو یقینی بنایا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

51۔ عوام کے لئے انصاف کا بروقت اور ارزاں حصول ہماری حکومت کی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔ ماتحت عدلیہ میں ججز کی کمی کو پورا کرنے کے لئے رواں مالی سال میں حکومت پنجاب نے ایک ہزار نئی پوسٹیں قائم کر دی ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ عدلیہ کو بہترین انفراسٹرکچر کی فراہمی کے لئے آئندہ مالی سال کے میزانیہ میں ایک ارب 71 کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

52۔ معاشرے کی ترقی میں خواتین کے کردار کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ حکومت پنجاب نے خواتین کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے گزشتہ دور حکومت کی طرح آئندہ مالی سال میں بھی عملی اقدامات اٹھائے گی۔ آپ کو یاد ہو گا کہ حکومت پنجاب نے پہلی مرتبہ خاتون محتسب کا تقرر کیا ہے۔ آئندہ مالی سال 14-2013 کے بجٹ میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے مختلف منصوبہ جات کا آغاز کیا جائے گا۔ ان میں بے آسرا خواتین کے لئے دارالامان اور پنجاب کی تمام تحصیلوں میں ورکنگ وومن کے لئے ہوسٹلز کا قیام شامل ہے۔ اس کے علاوہ خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے ایک ارب روپے کی اضافی رقم بھی آئندہ مالی سال کے بجٹ میں رکھی گئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

53۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) نے اپنے منشور میں بتدریج محنت کش کی کم از کم تنخواہ 15,000 روپے کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس ہدف کی طرف ہم پہلا قدم اٹھا رہے ہیں اور ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ مالی سال میں مزدور کی کم از کم تنخواہ میں اضافہ کر کے اسے 10,000 روپے ماہانہ کر دیا جائے۔ مزدور بھائیوں کے لئے اس کے علاوہ پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے ذریعے اگلے مالی سال میں 6۔ارب 50 کروڑ روپے کی لاگت سے 2000 فلیٹس گوجرانوالہ، قصور، ملتان اور وارببرٹن میں تعمیر کئے جائیں گے۔ مزدور بھائیوں کے 12 ہزار بچوں کو تعلیمی وظائف بھی دیئے جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

54۔ پاکستان کی تعمیر و ترقی میں ہمارے غیر مسلم بھائی بہنوں کا کردار کسی وضاحت کا محتاج نہیں۔ اقلیتی برادری کی فلاح و بہبود کے لئے طلبہ کے وظائف، کرسمس کے موقع پر مسیحی برادری کے لئے تحائف اور کرسمس بازار قائم کرنے کے منصوبے شامل ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

55۔ خصوصی بچوں کی کفالت اور نگہداشت کرنا کسی بھی معاشرے کے صحت مند ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ حکومت پنجاب کوشش کر رہی ہے کہ خصوصی بچوں کی تعلیم اور بحالی کے لئے ایسے اقدامات اٹھائے کہ وہ عزت اور وقار کے ساتھ زندگی گزار سکیں اور عام بچوں کی طرح اپنی صلاحیتوں کو نکھار سکیں۔ حکومت پنجاب نے خصوصی بچوں کے لئے مفت درسی کتب، وظائف، پک اینڈ ڈراپ، مفت کھانے اور رہائش کی سہولیات کا انتظام کیا ہے۔ اسی طرح اگلے مالی سال میں خصوصی افراد کی آسانی کے لئے تمام سرکاری بلڈنگوں میں Ramp بنائے جائیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ خصوصی تعلیمی اداروں میں سولر پینل فراہم کئے جائیں گے تاکہ خصوصی افراد کی تعلیم و تربیت لوڈشیڈنگ سے متاثر نہ ہو۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

56۔ آبادی میں اضافہ بے شمار مسائل کو جنم دیتا ہے۔ آبادی پر کنٹرول کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے پاپولیشن ویلفیئر پروگرام متعارف کروایا ہے۔ اس پروگرام کے تحت Contraceptives کے استعمال کی شرح میں بتدریج اضافہ کرکے آئندہ دو سالوں میں 40 فیصد تک کیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ پروگرام بنیادی طور پر عوام میں خاندانی منصوبہ بندی جیسے اہم معاملہ پر آگاہی پیدا کرے گا۔

جناب سپیکر!

57۔ یہ معزز ایوان اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے کہ عوامی ترقی و بہبود کے منصوبہ جات صوبائی محاصل میں اضافے کے بغیر ممکن نہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ صوبے کی آمدنی میں اضافے کے حوالے سے پچھلی بجٹ تقریر میں حکومت نے پنجاب ریونیو اتھارٹی کی تشکیل کرنے اور خدمات پر سیلز ٹیکس خود وصول کرنے کا اعلان کیا تھا۔ حکومت نے اس وعدے کو پورا کیا اور

مجھے یہ بتاتے ہوئے انتہائی مسرت ہو رہی ہے کہ حکومت نے پنجاب ریونیو اتھارٹی کے ذریعے مالی سال 13-2012 میں ٹیکس کے دائرہ کار میں کسی اضافے کے بغیر 37۔ارب روپے کی ٹیکس وصولی کی جو کہ مالی سال 12-2011 میں FBR کی جانب سے کی جانے والی وصولی سے تقریباً 15۔ارب روپے زیادہ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

58۔ خود انحصاری کے بغیر کوئی قوم ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتی ہے اور نہ ہی بین الاقوامی سطح پر اپنے وقار کا دفاع کر سکتی ہے۔ ہماری حکومت نے ہمیشہ ایسے اقدامات اٹھائے ہیں جن سے ہماری قوم کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے میں مدد ملے گی۔ خود انحصاری کی یہ منزل حاصل کرنے کے لئے ہم نے حکومتی اخراجات میں کمی کی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ آمدنی کے نئے ذرائع تلاش کرنے اور موجودہ ذرائع کا دائرہ کار بڑھانے کی کوشش کی ہے۔تاہم اس امر کو یقینی بنایا گیا ہے کہ ہم غریب طبقے پر کسی قسم کا کوئی نیا ٹیکس نہیں لگائیں گے اور صرف وہ طبقہ جو ٹیکس دینے کی استطاعت رکھتا ہے اس کو ٹیکس نیٹ میں لایا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

59۔ ہماری حکومت نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ Stagflation کے دور میں معاشی سرگرمیوں کو ٹیکس میں لایا جائے اور نہ ہی کوئی ایسا ٹیکس نافذ کیا جائے جس کا بوجھ غریب اور متوسط طبقہ پر آتا ہے البتہ انتہائی پُر تعیش طرز زندگی کو ہم نے پہلے بھی ٹیکس کیا تھا اور اس مرتبہ اس میں اضافہ کرتے ہوئے دو کنال اور اس سے اوپر گھروں پر یک وقتی لگژری ٹیکس لگانے کا فیصلہ کیا ہے۔اس کے تحت دو سے چار کنال پر محیط رہائشی بنگلہ جات پر 5 لاکھ روپے، چار سے آٹھ کنال پر محیط بنگلہ جات پر 10 لاکھ روپے اور آٹھ کنال سے بڑے بنگلہ جات پر 15 لاکھ روپے وصول کیا جائے گا۔ میں یہاں یہ واضح کر دوں کہ وہ بیوگان جو چار کنال سے کم گھر کی مالکہ ہوں گی ان کو اس ٹیکس سے استثنیٰ حاصل ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

60. زراعت پر ٹیکس کا قانون 1997 میں ہماری ہی حکومت نے پہلی مرتبہ متعارف کروایا تھا۔ آئندہ مالی سال سے زرعی انکم ٹیکس کے قانون کو مؤثر انداز میں نافذ کروایا جائے گا۔ بڑے زمینداروں اور جاگیرداروں سے ٹیکس وصول کر کے چھوٹے کاشتکاروں کی فلاح و بہبود کے

لئے اضافی وسائل مہیا کئے جائیں گے۔اس کے علاوہ پراپرٹی کی خرید وفروخت میں سٹہ بازی کی حوصلہ شکنی کرنے اور رہائشی پلاٹس کو عام آدمی کی دسترس میں رکھنے کے لئے بیع پر Capital Gains Tax نافذ کرنے کی تجویز ہے۔اس کے علاوہ ٹیکس کے مدات میں اضافہ موجودہ ٹیکسوں کو rationalize کر کے،ان کے دائرہ کار میں وسعت لاکر اور انتظامی بہتری لاکر کیا جائے گا۔البتہ یہاں بھی یہ خاص خیال رکھا جائے گا کہ ان کا بوجھ غریب اور متوسط طبقے پر نہ ہو۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

61. تجویز کردہ بجٹ کے مطابق حکومت پنجاب اگلے مالی سال کے دوران ٹیکس کی مد میں 126۔ارب 7کروڑ کا ہدف تجویز کر رہی ہے جو رواں مالی سال کے نظر ثانی شدہ تخمینہ جات سے40فیصد زیادہ ہے۔یہ ایک تاریخی اضافہ ہے اور اس سے نہ صرف ترقیاتی کاموں کے لئے اضافی وسائل مہیا ہوں گے بلکہ یہ صوبائی خود انحصاری کی طرف بھی ایک اہم قدم ہے۔ البتہ non tax وصولیاں جن میں ہسپتال پرچی فیس اور ٹریفک چالان وغیرہ شامل ہیں، کوئی اضافت نہیں کی جارہی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

62. اب میں معزز ایوان کے سامنے مالی سال14-2013 کے حکومت پنجاب کے ترقیاتی بجٹ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔مالی سال14-2013 کے لئے حکومت پنجاب نے290۔ارب روپے کا ترقیاتی بجٹ پیش کیا ہے جس میں سالانہ ترقیاتی پروگرام 240۔ارب روپے کا ہے اور 50۔ارب روپے دیگر ترقیاتی مدات میں صرف کیا جائے گا۔ مالی سال 13-2012 کے تخمینہ جات کے مقابلے میں آئندہ مالی سال14-2013 کے ترقیاتی بجٹ میں 16 فیصد جبکہ مالی سال13-2012 کے ترمیم شدہ بجٹ کی نسبت آئندہ مالی سال میں یہ اضافہ تقریباً 114۔ارب روپے کا ہے۔شعبہ وار مختص رقوم کی تفصیل درج ذیل ہے:

سماجی شعبہ جات کے لئے	90۔ارب79کروڑروپے
انفراسٹرکچر کے لئے	90۔ارب71کروڑروپے
پیداواری شعبہ جات کے لئے	11۔ارب9کروڑروپے
خدمات کے شعبہ کے لئے	13۔ارب55کروڑروپے
متفرق شعبہ جات کے لئے	9۔ارب روپے

سپیشل پروگرام کے لئے	24۔ارب84کروڑروپے
دیگر ترقیاتی ترجیحات کے لئے	50۔ارب روپے

جناب سپیکر!

63. اب میں آئندہ مالی سال کے محصولات کی تفصیل بیان کرنا چاہوں گا۔General Revenue Receipts کا تخمینہ 871۔ارب 95کروڑ روپے ہے۔قابل تقسیم محاصل سے پنجاب کے حصے کا تخمینہ 702۔ارب12کروڑروپے ہے۔صوبائی محصولات بشمول ٹیکس ونان ریونیو کی مد میں169۔ارب83کروڑروپے موصول ہونے کی امید ہے۔

جناب سپیکر!

64. مالی سال 14-2013 میں جاریہ اخراجات کا کل تخمینہ 607۔ارب 56کروڑ 93لاکھ 11ہزار روپے ہے۔رواں مالی سال کے ترمیم شدہ جاری اخراجات کے مقابلے میں یہ اضافہ صرف10.5فیصد ہے۔

جناب سپیکر!

65. اب میں اس معزز ایوان کے سامنے آئندہ مالی سال کے لئے چیدہ چیدہ سیکٹرز میں مختص کئے گئے جاریہ اخراجات کا ایک مختصر جائزہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ان میں:

PFC ایوارڈ کے تحت مقامی حکومتوں کو دیئے جانے والے فنڈز کا تخمینہ239۔ارب روپے

پبلک آرڈر اینڈ سیفٹی کے لئے	93۔ارب71کروڑروپے
جنرل ایڈمنسٹریشن کے لئے	101۔ارب 6کروڑروپے
مجموعی طور پر صوبائی اور ضلعی سطح پر شعبہ تعلیم کے لئے	210 ۔ارب روپے
مجموعی طور پر صوبائی اور ضلعی سطح پر شعبہ صحت کے لئے	82۔ارب روپے
صوبائی سطح پر محکمہ زراعت کے لئے	13۔ارب روپے
سرکاری ملازمین کو پنشن کی ادائیگی کے لئے	74۔ارب93کروڑروپے اور

عوام کے لئے سبسڈی کی مد میں36۔ارب روپے شامل ہیں۔

جناب سپیکر!

آئندہ مالی سال کے میزانیہ میں حکومت پنجاب سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں 10فیصد کے اضافہ کا اعلان کرتی ہے اور اس کا اطلاق یکم جولائی2013سے ہوگا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

66. مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ آئندہ مالی سال کا بجٹ ایک متوازن اور ترقیاتی بجٹ ہے۔ میں اپنی تقریر ختم کرنے سے پہلے محکمہ خزانہ اور محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے افسران اور ماتحت عملہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اس بجٹ کی تیاری میں شب و روز انتھک محنت کی۔

جناب سپیکر!

67. آپ سے اجازت لینے سے پہلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں جن ترجیحات کا اعلان کیا گیا ہے وہ مسلم لیگ (ن) کے منشور اور حکومت پنجاب کے وژن کے عین مطابق ہیں۔ یہ ترجیحات صوبہ پنجاب کو معاشی طور پر مستحکم کرنے، عوام کو بہترین تعلیمی اور طبی سہولیات کی فراہمی، بہترین اسلوب حکمرانی قائم کرنے، نوجوانوں کو معاشرے کا فعال رکن بنانے، زرعی اور صنعتی ترقی کو یقینی بنانے کے لئے ترتیب دی گئی ہیں۔ آج پنجاب کے عوام خادم پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں ایک ایسی منزل کی طرف گامزن ہیں جہاں پر خوشحالی کا دور دورہ ہو گا اور عوام حقیقی معنوں میں ایک مطمئن اور آسودہ زندگی گزار سکیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ خدائے بزرگ و برتر کے فضل و کرم اور عوام کے تعاون سے ہم یہ منزل بہت جلد حاصل کر لیں گے۔ میں اس دعا کے ساتھ اپنی تقریر کا اختتام کرنا چاہتا ہوں:

خدا کرے کہ مری ارض پاک پہ اترے
وہ فصل گل جسے اندیشۂ زوال نہ ہو

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

(نعرہ ہائے تحسین)

پاکستان زندہ باد

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"میاں محمد شہباز شریف زندہ باد" کے نعرے)

جناب سپیکر: میں اب وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 14-2013 پیش کریں۔

سالانہ بجٹ گوشوارہ بابت سال2013-14کاایوان میں پیش کیاجانا

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال2013-14 پیش کرتاہوں۔

جناب سپیکر: گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال2013-14 پیش کر دیا گیا ہے۔ اب وزیر خزانہ گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال2012-13 پیش کریں۔

ضمنی بجٹ گوشوارہ بابت سال2012-13کاایوان میں پیش کیاجانا

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال2012-13 پیش کرتاہوں۔

مسودہ قانون

(جو پیش ہوا)

جناب سپیکر: گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال2012-13 پیش کر دیا گیاہے۔

Minister for Finance may introduce the Punjab finance Bill 2013.

مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ2013

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Sir! I introduce the Punjab Finance Bill 2013.

MR SPEAKER: The Punjab Finance Bill 2013 has been introduced.

Minister for Finance may lay the Rules made under the Punjab Sales Tax on Services Act 2012.

قواعد

(جو ایوان میں پیش کئے گئے)

2012-13کے دوران قانون خدمات پر سیلز ٹیکس مصدرہ2012 کے تحت بنائے گئے قواعد کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Sir! I lay the Rules made under the Punjab Sales Tax on Services Act 2012 during the Financial Year 2012-13 in terms of section 76 of the said Act.

MR SPEAKER: The Rules made under the Punjab Sales Tax on Services Act 2012 during the Financial Year 2012-13 in terms of section 76 of the said Act has been laid.

آج کے اجلاس کا ایجنڈا تقریباً تکمیل کو پہنچ گیا ہے۔ معزز ممبران کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ جمعرات مورخہ 20۔جون 2013 سے سالانہ بجٹ پر عام بحث کا آغاز ہو گا۔ عام بحث کے لئے چار دن یعنی 20,21,22اور24۔جون 2013 مختص کئے گئے ہیں۔ آخر میں وزیر خزانہ بجٹ پر عام بحث کو wind up کریں گے جو ممبران اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کا اندراج سیکرٹری اسمبلی کے پاس مع تاریخ جمع کروادیں۔ اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 20۔جون 2013 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

50

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،20۔جون2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

"سالانہ بجٹ برائے سال2013-14 پر عام بحث"

52

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا دوسرا اجلاس

جمعرات،20۔جون2013

(یوم الخمیس،10۔شعبان المعظم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 58 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝

فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ
أَجْمَعِينَ ۝٩٢ عَمَّا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ۝٩٣ فَٱصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ
أَعْرِضْ عَنِ ٱلْمُشْرِكِينَ ۝٩٤ إِنَّا كَفَيْنَٰكَ ٱلْمُسْتَهْزِءِينَ ۝٩٥
ٱلَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝٩٦
وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ۝٩٧ فَسَبِّحْ
بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُن مِّنَ ٱلسَّـٰجِدِينَ ۝٩٨ وَٱعْبُدْ رَبَّكَ
حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ ٱلْيَقِينُ ۝٩٩

سورۃ الحِجر آیات92تا99

تمہارے پروردگار کی قسم ہم ان سے ضرور پرسش کریں گے(92)ان کاموں کی جو وہ کرتے رہے(93)پس جو حکم تم کو (اللہ کی طرف سے)ملا ہے وہ(لوگوں کو)سنادو اور مشرکوں کا(ذرا)خیال نہ کرو(94)ہم تمہیں ان لوگوں(کے شر)سے بچانے کے لئے جو تم سے استہزاء کرتے ہیں کافی ہیں(95)جو اللہ کے ساتھ اور معبود قرار دیتے ہیں۔سو عنقریب ان کو (ان باتوں کا انجام)معلوم ہو جائے گا(96)اور ہم جانتے ہیں کہ ان کی باتوں سے تمہارا دل تنگ ہوتا ہے(97)تو تم اپنے پروردگار کی تسبیح کہتے اور(اس کی)خوبیاں بیان کرتے رہو اور سجدہ کرنے والوں میں داخل رہو(98)اور اپنے پروردگار کی عبادت کئے جاؤ یہاں تک کہ تمہاری موت(کا وقت)آ جائے(99)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

لو مدینے کی تجلی سے لگائے ہوئے ہیں
دل کو ہم مطلع انوار بنائے ہوئے ہیں
کشتیاں اپنی کنارے سے لگائے ہوئے ہیں
کیا وہ ڈوبیں جو محمد ﷺ کے ترائے ہوئے ہیں
سر پہ رکھ دیجئے ذرا دست تسلی آقا ﷺ
غم کے مارے ہیں زمانے کے ستائے ہوئے ہیں
حاضر و ناظر و نور و بشر و غیب کو چھوڑ
شکر کر وہ تیرے عیبوں کو چھپائے ہوئے ہیں
کیوں نہ پلڑا تیرے اعمال کا بھاری ہو نصیر
اب تو میزان پر سرکار ﷺ بھی آئے ہوئے ہیں

اطلاع

ہائیکورٹ ملتان بنچ کی جانب سے معزز ممبر

سردار میر بادشاہ خان قیصرانی کی رہائی کی اطلاع

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ ایک intimation ہے۔

Intimation regarding release of Sardar Meer Badshah Khan Qaisraani, MPA under Rule 78 of Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997:

> The Honourable Lahore High Court Multan Bench, vide its judgement dated 10-06-2013 accepted the criminal appeal No. 257/2013 of Sardar Meer Badshah Khan Qaisraani, MPA who was sentenced by District Session Judge Dera Ghazi Khan for 2 years R.I with a fine amounting to Rs 5000; in case of FIR No. 37/2012 dated 06-02-2012 for offence under section 82/94 read with Section 78 (3) of the Representation of the People Act 1976 read with Section 471, 199 and 200 PPC registered at Police Station City Taunsa, Tehsil Taunsa, District Dera Ghazi Khan.

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال2013-14 پر عام بحث

جناب سپیکر: اب وہ اس ایوان کے معزز ممبر ہیں کیونکہ یہ کورٹ کی طرف سے فیصلہ آ چکا ہے، وہ یہاں تشریف رکھیں اور کارروائی میں حصہ لیں۔ اب ہم سالانہ بجٹ بابت سال 14-2013 پر بحث شروع کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ بحث مورخہ 24۔ جون2013 تک جاری رہے گی۔ میری کوشش ہو گی کہ ہر ممبر کو بات کرنے کا موقع ملے تاہم ممبران سے بھی گزارش ہے کہ کم سے کم وقت میں اپنی بات مکمل کریں۔ جو معزز ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور وہ اپنے نام نہیں بھجوا سکے وہ اپنے نام مع تاریخ سیکرٹری اسمبلی کو بھجوا دیں۔ اب ہم بحث کا آغاز کرتے ہیں اور میں قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بحث کا آغاز فرمائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آج جہاں یہ بات بہت خوشی کی ہے کہ ایوان میں بیٹھے ہوئے یہ نمائندے جو پنجاب کے دس کروڑ عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں انہیں آئندہ مالی سال کے لئے بجٹ پاس کرنا ہے اور آج اس بجٹ پر بحث کا آغاز ہو رہا ہے افسوس اس بات کا ہے کہ ہم لوگ حق نمائندگی ادا نہیں کر پائیں گے کیونکہ یہ بجٹ جس پر آج بحث ہونے جا رہی ہے اس کی تیاری میں، اس کی ترجیحات میں اور اس کی تکمیل میں کسی منتخب نمائندے کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ یہ بیس بیس کلو وزنی کتابیں جو دو دن پہلے ہمیں تھما دی گئیں، دو دن تو ان وزنی کتابوں کے ورق الٹنے میں گزر جائیں گے اور کچھ پتا نہیں چلے گا کہ الفاظ کے اس گورکھ دھندے میں بیوروکریٹس نے پنجاب کے دس کروڑ عوام کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دنیا کے اکثر ممالک کی پارلیمنٹ میں بجٹ کی تیاری کا مرحلہ چھ ماہ پہلے شروع ہو جاتا ہے۔ مختلف محکمے بجٹ سے متعلق اپنی ترجیحات، targets اور تجاویز compile کر کے منتخب نمائندوں کی سٹینڈنگ کمیٹیوں کے پاس بھجواتے ہیں۔ وہ سٹینڈنگ کمیٹیاں جو elected ہوتی ہیں ان کے نمائندوں کے پاس وہ proposals آتی ہیں، ان پر سٹینڈنگ کمیٹیاں غور و فکر کرتی ہیں، اس کو vet کرتی ہیں اور وہ ترجیحات کو تبدیل کر سکتی ہیں۔ وہ کمیٹیاں اپنا political ایجنڈا، اپنا پروگرام، اپنا منشور، اپنے وعدے، اپنی باتیں، لوگوں کے مسائل، لوگوں کے جذبات، لوگوں کے احساسات اور لوگوں کی خواہشات

کے مطابق بجٹ کو ترتیب دیتی ہیں۔ وہ بجٹ کی تجاویز واپس بیوروکریٹس اور سرکاری اہلکاروں کے پاس جاتی ہیں اور پھر فائنل شکل میں اس ایوان کے پاس آتی ہیں جہاں ایوان اس کو پاس کرتا ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ ہمیں کہا گیا کہ چار دنوں میں اس کو نمٹانا ہے اور آٹھ دنوں میں اس کا تیا پانچا کرنا ہے کہ پنجاب کے اندر یہ اربوں کھربوں روپے کہاں سے آئے اور کہاں جانے ہیں؟ ہم نے دو دو، تین تین منٹ میں اپنا اظہار خیال کرنا ہے اور پھر اس بجٹ کو ہر حال میں آئندہ ایک ہفتے کے اندر پاس کرنا ہے۔ آئندہ انشاء اللہ میری کوشش ہو گی اور خواہش ہو گی کہ ہم سب لوگ خواہ اپوزیشن یا ٹریژری بنچوں کے ہوں اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے کیونکہ ہم سب عوام کے منتخب نمائندے ہیں اگر Rules of Business میں تبدیلی کی ضرورت ہے تو وہ کی جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس میں عوامی نمائندوں کی ترجیحات، ان کا پروگرام، ان کا ایجنڈا، ان کا منشور اور ان کے مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بجٹ ترتیب دیا جائے پھر وہ ایوان میں آئے اس کی ہم approval دیں تو پھر ہم اپنے اپنے علاقے، اپنی اپنی عوام کا حق نمائندگی ادا کر پائیں گے۔ بہر حال میں اس بجٹ پر بات کرتے ہوئے سب سے پہلے یہ عرض کروں گا کہ جناب وزیر خزانہ نے یہ تاثر دیا اور بار بار کہا کہ یہ ٹیکس فری بجٹ ہے۔ عجیب بات ہے کہ ان ہی کی اپنی تقریر میں اور بجٹ کے اندر 31۔ارب روپیہ direct taxes کی مد میں لگایا گیا جو کہ 30 فیصد اضافہ ہے۔ انہوں نے 89۔ارب روپیہ indirect taxes میں لگایا اور یہ اضافہ 48 فیصد ہے۔ یہ اضافے اور اس کے بعد یہ کہنا کہ یہ ٹیکس فری بجٹ ہے اس میں بہت بڑا تضاد ہے۔ پانچ مرلے کے گھروں پر ٹیکس لگانا یہ ظلم عظیم ہے۔ اگر کسی نے دس بیس سال پہلے دو کنال کا گھر بنا لیا یا inheritance میں اس کو وہ گھر مل گیا تو اب آپ اس سے ایک جگا ٹیکس وصول کر رہے ہیں کہ آپ پانچ لاکھ روپے دیں، آپ دس لاکھ روپے دیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی criteria نہیں ہے۔ آپ ٹیکس نیٹ کو اس طرح سے وسیع نہیں کر سکتے کہ آپ ان لوگوں سے جن کے پاس شاید آج سفیدی کرانے کے پیسے بھی نہ ہوں۔ ہاں یہ بات سمجھ میں آتی تھی کہ اگر وزیر خزانہ آئندہ کے لئے کہتے کہ جو دو کنال کا گھر بنائے گا اس کو پانچ لاکھ روپے دینے پڑیں گے، جو چار کنال کا گھر بنائے گا اس کو دس لاکھ روپے دینے پڑیں گے اور جو آٹھ کنال کا گھر بنائے گا اس کو بیس لاکھ روپے دینے پڑیں گے یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے لیکن آپ لاہور شہر کے پوش ایریا کو چھوڑ دیجئے۔ اگر آپ ڈیفنس، ماڈل ٹاؤن یا گلبرگ کے لوگوں کو کوئی سزا دینا چاہتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کو یہ بھی ذہن میں رکھنا ہو گا کہ لاہور کے مضافات میں اکثر لوگوں کے پاس دو دو کنال کے گھر ہیں۔ اس کو آپ کس طرح سے justify کریں گے

کیاآپ ان لوگوں سے پانچ لاکھ روپیہ فی گھر کے حساب سے ٹیکس لگائیں گے میرا خیال ہے کہ اس کی کوئی justification نہیں بنتی۔

جناب سپیکر!ADP میں اس سال 14-2013 میں 290۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں آپ کو ذرا ماضی کی طرف لے جاؤں گا کہ 12-2011 میںADP کے لئے 220۔ارب روپے رکھے گئے جبکہ صرف 136۔ارب روپیہ utilize ہو سکا یعنی 62 فیصد فنڈز استعمال ہوئے اور باقی فنڈز استعمال نہیں ہو سکے۔اسی طرح 13-2012 میںADP کے لئے 250۔ارب روپیہ رکھا گیا جبکہ صرف 137۔ارب روپیہ استعمال ہوا یعنی 55 فیصد فنڈز utilize ہو سکے۔انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اگر recent past کے دو سالوں میں محکموں میں اتنی capacity اور صلاحیت نہیں ہے کہ وہ ADP کے تحت fix ہونے والے بجٹ کو utilize کر سکیں تو کیا جواز ہے کہ آپ آئندہ 290۔ارب روپے اس مد میں رکھ رہے ہیں؟افسوس کی بات یہ ہے کہ جو فنڈز بچے تھے یعنی 13-2012 میں جو ہم نے صرف 55 فیصد استعمال کئے اور 12-2011 میں 62 فیصد استعمال کئے تو بقایا پیسوں کو current expenditure کے طور پر استعمال کر لیا گیا۔ یہ بہت ہی زیادتی ہے اور میں یہ کہوں کہ اگر ہمارا صوبہ بد قسمتی سے، یہاں بہت باتیں ہوتی ہیں کہ پنجاب میں دودھ اور شہد کی نہریں ہیں، ہمارا صوبہ روز افزوں بڑی ترقی کر رہا ہے۔اس وقت صوبہ پنجاب 445۔ارب روپے کا مقروض ہے۔4 کھرب 45۔ارب روپے کا مقروض ہے اور اس میں سے 90 فیصد حصہ بیرونی قرضوں کا ہے۔یہ white paper صفحہ نمبر 77 میں درج ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ ADP کو utilize نہیں کر سکتے، آپ میں استعداد اور صلاحیت نہیں ہے تو پھر اس کو اپنے current expenditures پر خرچ کرنے کا کوئی جواز نہیں، یہ رقم آپ بیرونی قرضے اور قرضوں کی لعنت سے چھٹکارا پانے کے لئے استعمال کریں۔اس رقم سے آپ اپنے قرضوں کو اتاریں اور اس سے اپنے اللے تللے اور اپنے current expenditures کو پورا کرنے کے لئے کسی کو بھی کسی صورت میں اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر میں جنرل ایڈمنسٹریشن کے لئے اس سال 101۔ارب 6 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ میں نے بار بار اس figure کو چیک کیا، ABS میں چیک کیا، white paper میں چیک کیا اور وزیر خزانہ کی پوسٹ بجٹ کی تقریر میں بھی چیک کیا لیکن میری پریشانی دور نہیں ہو سکی۔ پچھلے سال اس مد میں جنرل ایڈمنسٹریشن کے لئے 23۔ارب 38 کروڑ روپے رکھے گئے۔ جنرل ایڈمنسٹریشن کی مد میں یہ 78۔ارب روپے کا اتنا بڑا

jumpوہ کس لئے ہے ؟یہ وزیر خزانہ ہی بتا سکتے ہیں۔ہماری سمجھ سے بالا تر ہے کہ جنرل ایڈمنسٹریشن کے لئے یہ 78۔ارب روپے انہوں نے کس لئے زائد رکھا؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!بجٹ میں پبلک آرڈر اینڈ سیفٹی کے لئے 93۔ارب 71کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔اس رقم سے پولیس کو 76.3فیصد یعنی تقریباً63۔ارب روپیہ دیا جائے گا جبکہ پونے دو ارب روپے کا مزید اضافی بجٹ بھی انہیں دیا گیا ہے۔مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پنجاب کی یہ پولیس جس کو عوام کے خون پسینے کی کمائی سے ہم اربوں روپے دے رہے ہیں اس کی کارکردگی کیا ہے ؟آپ facts and figuresاٹھا کر دیکھ لیجئے پچھلے پانچ سالوں میں پنجاب کے اندر 30ہزار افراد قتل ہوئے ہیں، کسی مہذب دنیا میں اس کا تصور نہیں کیا جا سکتا کہ لاء اینڈ آرڈر، enforcement agenciesاور پولیس جس کو آپ پونے کھرب روپے اور اربوں روپے دیں، میں تھوڑا سا recent past پر آپ کو لے جاؤں گا اور میں نے پولیس کی official websiteسے جو ڈیٹا لیا ہے وہ میں ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں تاکہ اندازہ ہو سکے کہ اتنی خطیر رقم کے باوجود پولیس اس صوبے کے عوام کے جان و مال کے تحفظ میں بُری طرح سے ناکام ہے۔جنوری تا دسمبر 2011پنجاب میں قتل کی وارداتیں6ہزار، جنوری تا دسمبر 2012میں قتل کی وارداتیں 6312ہوئیں۔یعنی پچھلے سال 6ہزار تھیں اور اگلے سال 6312 ہو گئیں۔جنوری تا دسمبر 2011میں اقدام قتل یا قتل کی کوشش کی وارداتیں600 تھیں اور 2012میں جا کر یہ وارداتیں 7600 ہو گئیں۔2011 میں شدید زخمی جن لوگوں کو کیا گیا وہ پورے سال میں 1888 تھے جبکہ 2012میں یہ بڑھ کر 20ہزار ہو گئے۔اغواء برائے تاوان، 2011کے پورے سال میں اغواء برائے تاوان کی وارداتیں 7732ہوئیں جبکہ 2012میں تقریباً ان میں 100فیصد اضافہ ہو گیا یعنی 15562 کیسز اغواء برائے تاوان کے درج ہوئے۔اسی طرح ریپ کے 791 کیسز اور 2012میں 2666 کیسز، گینگ ریپ کے 2011پورے سال میں 46 کیسز اور 2012پورے سال میں 2013 کیسز درج ہوئے یہ وہ حقائق ہیں جو ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں کہ سال بہ سال کرائم ریٹ ڈبل ہو رہا ہے۔ڈکیتی، گینگ ریپ، چوری، ڈاکے اور قتل ان کی ساری وارداتیں، کہیں اور سے میں نے یہ ڈیٹا نہیں لیا بلکہ یہ پولیس کی جو official websiteہے میں نے وہاں سے لیا ہے جو میں ایوان کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ پولیس کی کارکردگی کو بہتر ہونا چاہئے اور ہمیں یہ بھی فیصلہ کرنا ہو گا کہ یہ جو FIRs درج نہیں ہوتیں، ہم کیوں online FIRs درج نہیں کرواتے ؟ایک شہری جو تھانوں کے چکر کاٹتا ہے پھر ایم پی ایز اور ایم این ایز کو ڈھونڈتا ہے کہ میرے ساتھ یہ زیادتی

ہو گئی، یہ واقعہ ہو گیا، میری چوری ہو گئی یا ڈاکا پڑ گیا اور پولیس والے میری FIR درج نہیں کرتے۔KPK میں PTI کی گورنمنٹ نے یہ کیا ہے اور online FIR system کو رائج کیا ہے اور پنجاب میں بھی ہمیں اس سسٹم کو رائج کرنا چاہئے تاکہ پولیس پر بھی پریشر کم رہے اور عوام کو اطمینان ہو سکے۔

جناب سپیکر! ایک بڑی دلچسپ بات اس بجٹ books کی study کے دوران نظر آئی، ABS صفحہ نمبر 34 کے مطابق Forensic Science Laboratory کے لئے 13-2012 کے بجٹ میں 2 کروڑ روپے کی رقم مخصوص کی گئی تھی اب تک اس پر 20 کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں اور آئندہ مالی سال میں اس کے لئے مزید 66 کروڑ روپے کی رقم مخصوص کی گئی ہے۔ حیران کن بات ہے یہ Forensic Science Laboratory جس کے ہوتے ہوئے کتنی قتل، ڈکیتی، چوری کی وارداتیں trace ہوئی ہیں، جرائم میں کتنی کمی واقع ہوئی ہے اور کہیں یہ سائنس لیبارٹری نے پچھلے الیکشن میں تو ہاتھ نہیں دکھایا؟ یہاں تو کوئی کام نہیں ہوتا رہا کہ اس پر اتنی مہربانی ہے کہ 66 کروڑ روپے اس کو مزید دے دیئے گئے ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کی effectiveness and efficiency کو چیک کیا جائے۔ جہاں پر ہم اتنے کروڑوں روپے رکھ رہے ہیں وہاں اس سے ہونے والے جو فوائد ہیں ان پر بھی ہماری نظر ہونی چاہئے۔ لاء اینڈ آرڈر کے ضمن میں فورس کے لئے جو ہم نے فنڈز مخصوص کئے ہیں وہ ساڑھے دس ارب روپے ہیں اور ٹوٹل یہ 11 فیصد بنتے ہیں جو اس مد میں رقم رکھی گئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ رقم ناکافی ہے۔ سستے اور فوری انصاف کے لئے ہمیں مزید فورس کو قائم کرنا ہو گا اور میں پھر خیبر پختون خواہ کا reference دوں گا کہ وہاں پر ہم نے موبائل کورٹس کے قیام کا اعلان کیا ہے۔ کاش! ہم پنجاب کے اندر بھی سستے اور فوری انصاف کے لئے موبائل کورٹس کے قیام کا یہاں پر اعلان کریں اور اس کے لئے ہم بجٹ کے اندر مزید رقم مختص کریں۔

جناب سپیکر! بہت چرچا ہوا، پنجاب میں تعلیم کے لئے بہت کوششیں ہو رہی ہیں اور پنجاب تعلیم میں بہت آگے جا رہا ہے لیکن بجٹ دستاویز اس سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ اس سال کا جو کل بجٹ ہے اس 871۔ارب 95 کروڑ روپے میں سے 210۔ارب روپیہ تعلیم کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ وزیر خزانہ کی تقریر کے مطابق 210۔ارب روپیہ مختص کیا گیا ہے، یہ ٹوٹل بجٹ کا 24 فیصد بنتا ہے۔ اس سے پچھلے بجٹ کی طرف میں آپ کو لے چلتا ہوں، پچھلے سال یہ رقم 195۔ارب روپے تھی ٹوٹل بجٹ 783۔ارب روپے اس میں سے تعلیم کے مختص 195۔ارب روپے اور اس کی percentage نکال

لیجئے تو 24 فیصد بنتا ہے ۔ کیا فرق ہے ، کیا اضافہ کیا گیا اور کیا بہتری ہوئی؟ جو پچھلے سال آپ نے اس annual development میں24 فیصد رکھا تھا اسی کے مطابق اب آپ 24 فیصد ایجوکیشن کو دے رہے ہیں اور بد قسمتی سے تعلیم کا وہ شعبہ یا وہ حصہ جس پر سب سے زیادہ توجہ کی ضرورت تھی اس میں صرف 2.44 فیصد یعنی پرائمری ایجوکیشن کے لئے صرف اڑھائی فیصد رقم رکھی گئی ہے جو کہ انتہائی کم ہے۔اس وقت پنجاب کے اندر 77لاکھ سے زائد بچے سکول جانے کی عمر کے ہیں جنہیں تعلیم کی سہولتیں میسر نہیں جبکہ آئین کا آرٹیکل 25(A) یہ کہتا ہے کہ ہر پاکستانی اور ہر شہری کو تعلیم کی سہولت بہم پہنچانا حکومت اور سرکار کی ذمہ داری ہے۔اس حوالے سے میں ایک اور بات کرنا چاہوں گا کہ یہاں پر بہت ڈھنڈورا پیٹا گیا لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس پنجاب کے اندر یکساں نظامِ تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے ہم تین طرح کے طبقات پیدا کر رہے ہیں۔ایک طرف ایلیٹ سکول ہے، گرائمر سکول ہے، ایچی سن سکول ہے، امریکن سکول ہے، Choueifat School ہے ، دوسری طرف عام سرکاری سکول ہیں جسے ہم ٹاٹ سکول کہتے ہیں اور تیسری طرف دینی مدارس میں پڑھنے والے لوگ ہیں۔ خدارا!اس صوبے کے اندر یکساں نظامِ تعلیم کو لے کر آئیے تاکہ ایک قوم پیدا ہو، مختلف طبقات پیدا نہ ہوں اس پر ہمیں بہت زیادہ توجہ دینی ہو گی۔ایک انتہائی مضحکہ خیز بات جو وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں اس سال بھی کہی اور پچھلے سال بھی کہی تھی کہ جو ایلیٹ سکول ہیں ہم انہیں مجبور کریں گے کہ وہ دس فیصد غریب بچوں کو بھی داخلہ دیں اور ان کے تعلیمی اخراجات برداشت کریں۔یہ عجیب بات ہے، پچھلے سال بھی آپ نے کہا، میرا چیلنج ہے کوئی ایک سکول لاہور میں دِکھادیں کسی نے دس بچے بھی داخل کئے ہوں؟ نہیں کئے۔اس دفعہ پھر یہ ڈرامہ کیا گیا کہ دس فیصد بچوں کو داخلہ دلوائیں گے۔ بھئی!کیوں وہ وہاں پر دس فیصد بچے داخل کریں؟ وہ وہاں پر اپاہج ہو جائیں، ذہنی مریض بن جائیں، وہ خیراتی مسکینوں کی طرح ایلیٹ سکول میں جا کر تعلیم حاصل کریں۔اس کا کوئی جواز نہیں بنتا کہ اس طرح کی بات اتنے ذمہ دار فورم پر وزیر خزانہ کی طرف سے آئے کہ وہ بچے بھیک مانگنے والوں کی طرح وہاں پر جائیں، وہاں پر داخلہ لیں اور وہ سکول انہیں داخل کریں جبکہ ماضی میں بھی یہ نہیں ہوا،اس طرح کی بات ہمیں بجٹ میں نہیں کرنی چاہئے۔دانش سکول کے حوالے سے میں کہوں گا کہ :

بہت شور سُنتے تھے پہلو میں دِل کا
جو چیرا تو اِک قطرہ خون نکلا

دانش سکول ، پچھلے سال ہم نے2۔ارب روپے سے8سکول بنائے، اس سال3۔ارب روپے سے 6سکول بنیں گے۔ایک سال میں اتنی مہنگائی ہو گئی ہے کہ پہلے وہ سکول25کروڑ روپے کا بنتا تھا اب وہ سکول50کروڑ روپے میں بننا شروع ہو گیا ہے اس کا کوئی جواز نہیں بنتا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے حکمرانوں نے دانش سکول کی یہ جو رٹ لگا رکھی ہے خدارا!ان کو اس سے نکل جانا چاہئے۔دانش سکول میں ایک بچے پر آپ ماہانہ 16ہزار روپے کی رقم خرچ کر رہے ہیں۔ایک عام پاکستانی،ایک مزدور،ایک کسان اور ایک ایگریکلچرسٹ، میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے جو بچے عام سکولوں میں پڑھتے ہیں ان کے اوپر یہ حکومت سالانہ پندرہ پیسے خرچ کر رہی ہے۔اتنا بڑا تفاوت،اتنی بڑی تفریق،آپ ایک نیا طبقہ پیدا کر رہے ہیں۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک دانش سکول کی تعمیر پر جتنی رقم آپ نے خرچ کرنی ہے اس کے ذریعے آپ پانچ سو سکولوں کو اپ گریڈ کر سکتے ہیں۔ہم کیوں ان لاکھوں طلباء و طالبات کا خیال نہیں کرتے،ہم کیوں ان غریب کے بچوں کا خیال نہیں کرتے جن کے پاس وسائل نہیں ہیں اور دانش سکول میں آپ چند ہزار بچوں کو پڑھالیں گے وہ کروڑوں بچے جو پنجاب کے ہیں ان کو کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے ؟ان کے سکولوں کو کیوں facilitate نہیں کیا جا رہا،ان کے سکولوں میں اس طرح کا ماحول کیوں نہیں پیدا کیا جا رہا،ان کے سکولوں کی چار دیواریاں کیوں مکمل نہیں ہیں،ان کے سکولوں میں toilets کیوں نہیں ہیں،ان کے سکولوں میں کیوں اساتذہ پورے نہیں ہیں،ان کے سکولوں میں پنکھے کیوں نہیں لگے ہوئے ہیں،ان کو تعلیم کے لئے بنیادی سہولتوں سے کیوں محروم رکھا گیا ہے ؟

جناب سپیکر!اقلیتوں کے بارے میں ہم نے بڑی باتیں سنیں۔بد قسمتی سے اقلیتوں کے لئے اس بجٹ میں سوائے طِفل تسلیوں کے کچھ نہیں رکھا۔مجھے ہمدردی ہے اپنے اقلیتی بھائیوں اور بہنوں سے جو اس ایوان میں بھی موجود ہیں، پچھلے سال بجٹ میں32کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی تھی اس سال صرف طِفل تسلیاں ہیں اور کوئی عملی قدم اقلیتوں کی ویلفیئر اور فلاح کے لئے نہیں رکھا گیا جو انتہائی قابل افسوس اور شرمناک ہے۔لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ، پنجاب کی دس کروڑ عوام کے لئے لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کے شعبے میں ایک ارب 44کروڑ روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے۔آپ مجھے بتائیے کہ ایک ارب 44کروڑ روپے لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کے لئے رکھے گئے، پینے کا خالص دودھ کہیں میسر نہیں،زہریلا ملاوٹ شدہ، پانی والا دودھ پنجاب کے کروڑوں عوام پینے پر مجبور ہیں۔اس کے ساتھ ہی گوشت جو غریب سوچ ہی سکتا ہے یا عید کے عید کھا سکتا ہے اب تقریباً ساڑھے چھ سو روپے فی کلو ہو گیا ہے۔یہ کس طرح کی حکومت ہے کہ عام آدمی کی ضروریات کے بارے میں انہوں نے آنکھیں بند کی

ہوئی ہیں؟میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ارب 44کروڑ روپے لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کے لئے انتہائی ناکافی ہے،اس بجٹ میں کم از کم پانچ گنا اضافہ ہونا چاہئے تھا تاکہ خالص دودھ اور گوشت عام آدمی کی دسترس میں ہو سکے،وہ بھی کھا سکیں انہیں بھی پتا ہو کہ یہ ہمارا پنجاب ہے یہاں پر دودھ بھی ہوتا ہے یہاں پر گوشت بھی ہوتا ہے۔میں اس دِن قائد ایوان کی تقریر سُن رہا تھا،خاص طور پر وزیر خزانہ نے جب اگلے دن تقریر کی ہے کہ جنوبی پنجاب کے لئے 93۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں بڑی خوشی کی بات ہے آپ نے جنوبی پنجاب کو ان کا حق دیا ہے لیکن کیا خیال ہے نارتھ پنجاب کے بارے میں،پوٹھوہار کے بارے میں،وہ آپ کے سوتیلے ہیں،ان کے لئے کوئی رقم کیوں نہیں رکھی گئی؟یہ تفاوت،یہ تفریق،یہ تخصیص کس لئے ہے؟اس پر ہم protest کرتے ہیں کہ یہ جنوبی پنجاب کو آپ نے مخصوص کر کے جو وہاں پر پہلے مسائل چل رہے ہیں ان کو ہوا دینے کی کوشش کی ہے یا ان کی ہوا کم کرنے کی کوشش کی ہے۔انہیں خوش کرنے کی کوشش کی ہے اور باقیوں کو ناراض کرنے کی کوشش بھی کی ہے اس لئے میں جناب وزیر خزانہ سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اگر آپ نے جنوبی پنجاب کے لئے یہ 93۔ارب روپے رکھے ہیں تو بہت اچھی بات ہے ان کو ڈویلپمنٹ ملنی چاہئے،ان کا احساس محرومی ختم ہونا چاہئے،ان کو بھی انفراسٹرکچر ملنا چاہئے،ان کو بھی صحت اور تعلیم کی سہولتیں ملنی چاہئیں لیکن پوٹھوہار والوں نے بھی کوئی قصور نہیں کیا،آپ ان کی طرف اور سنٹرل پنجاب کی طرف بھی توجہ دیں۔ذرا لاہور سے نظریں اٹھائیں اور پنجاب کے ان حصوں پر بھی توجہ دیں،ان کے لئے بھی خصوصی طور پر کوئی فنڈز مخصوص کرنے چاہئیں۔یہاں پچھلے دنوں بلکہ کل رانا ثناء اللہ صاحب بھی یہ کہہ رہے تھے کہ ہم بلدیاتی انتخابات کروائیں گے۔مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بجٹ میں بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کے لئے کوئی رقم نہیں رکھی گئی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قول و فعل کا بہت بڑا تضاد ہے اور ہمیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ جب تک grass root level پر،ہم جمہوریت کے Champion نہیں ہیں جو اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں ہم نے ٹھیکہ نہیں لیا ہوا،جمہوریت کے ثمرات صرف ہمارے ذریعے سے عوام کو نہیں پہنچ رہے، grass root level پر جب تک جمہوریت نہیں ہو گی،لوکل گورنمنٹ نہیں بنے گی،مقامی نمائندے نہیں چنیں گے ان کے جو مقامی مسائل کو حل نہیں کریں گے جو وہاں پر ان کی سڑکوں کی تعمیر، نالیوں کی تعمیر،سکولوں کی تعمیر،sanitation،سٹریٹ لائٹس اور باقی مسائل کو نہیں دیکھیں گے یہ ایم پی اے کا کام نہیں ہے۔ابھی تک پنجاب کے حکمرانوں کے mindset پر یہ بات set نہیں ہو رہی۔ آج سے تین سال پہلے غیر طبعی طور پر بلدیاتی اداروں کی مدت میں ابھی ڈیڑھ برس کا عرصہ باقی تھا کہ

بلدیاتی اداروں کو سیاسی وجوہ کی بناء پر توڑ دیا گیا۔ وہ ظلمِ عظیم تھا دنیا میں کہیں ایسا نہیں ہوتا کہ ایک گورنمنٹ آئے اور ایک جو consistent system چل رہا ہے اس کو break کر دے یہ پنجاب کے عوام کے ساتھ ظلم کیا گیا اور اس سے بڑا ظلم اس بجٹ میں بلدیاتی انتخابات کے لئے بجٹ میں رقم نہ رکھ کر کیا گیا، ہم یہ نہیں ہونے دیں گے، بلدیاتی انتخابات حکمران جماعت کو کرانا ہوں گے، جماعتی بنیادوں پر کرانا ہوں گے transparent, free and fair کرانا ہوں گے اور یہ حق حکمرانی ہمارا ٹھیکہ نہیں ہے اس پر وہ عام شہری جو grass root level پر بیٹھا ہوا ہے اس تک ہمیں منتقل کرنا ہوں گے اس کے لئے ہمیں سنجیدگی دکھانی چاہئے۔ جناب وزیر خزانہ اور وزیر قانون یہاں پر بیٹھے ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس بارے میں اپنی پالیسی کو واضح کریں اگر وہ سنجیدہ ہیں تو اعلان کریں، بجٹ کے اندر اس کے لئے رقم رکھیں اور وہ تیاری نظر آنی چاہئے کہ آپ واقعی سنجیدہ ہیں اور آئندہ آنے والے دِنوں میں بلدیاتی انتخابات انشاء اللہ کروائیں گے۔ ایک ایسی بات جسے میں نے دیکھا تو یقین نہ آیا، دوبارہ دیکھا اور پھر ساری رات سو بھی نہ سکا، کروٹیں لیتا رہا کہ پنجاب کے قائد ایوان جو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنا بجٹ تیس فیصد cut کر دیا ہے۔ پچھلے سال یعنی 13-2012 میں چیف منسٹر سیکرٹریٹ کے لئے 26 کروڑ روپے مختص تھے اور اب تک اس پر 42 کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ جو سپلیمنٹری بجٹ آیا ہے اس میں چیف منسٹر سیکرٹریٹ کا روزانہ خرچ 11 لاکھ 66 ہزار روپے ہے۔ خدا کا خوف کریں، ہم کس انقلاب کی بات کرتے ہیں، ہم کس خدمت کی بات کرتے ہیں، ہم کس صوبے کو چلا رہے ہیں جو ساڑھے چار کھرب روپے کا مقروض ہے؟ اس کا چیف منسٹر اس کا Head ساڑھے گیارہ لاکھ روپے اپنے سیکرٹریٹ پر خرچ کرے۔ یہ بات شرمناک ہے، اس کو کم ہونا چاہئے کیونکہ ہم afford نہیں کر سکتے۔ اس ملک کے غریب لوگوں کے ٹیکسوں کے پیسے سے ہمارا وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ 11 لاکھ 64 ہزار روپے روزانہ خرچ کرے اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی اور اس کی کہیں دنیا میں مثال نہیں ملتی۔ شاید اسی وقت کے بارے میں شاعر مشرق نے کہا تھا:

یہ علم یہ حکمت یہ تدبر یہ حکومت
پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اسی طرح ایک اور اہم مسئلہ یہ ہے کہ یہ ایوان جو منتخب ہو کر آیا ہے آج یہ سارے لوگ کمروں کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔ جب وہ لاہور آتے ہیں تو انہیں پریشانی لگی ہوتی

ہے کہ ہم نے کس عزیز کے ہاں ٹھہرنا ہے، کس ہوٹل میں کمرہ لینا ہے یہ ایک انتہائی افسوسناک بات ہے۔ اربوں روپے ہم نے خرچ کر دیئے لیکن ایم پی ایز ہاسٹل کی تعمیر پچھلے پانچ سال میں ہو سکی اور نہ ہی آئندہ بجٹ میں اس کے لئے کچھ رکھا ہے۔ یہ ظلم عظیم ہے، جب تک یہ ادارہ، یہ پنجاب اسمبلی، یہ institution جو اس پنجاب کا سب سے باوقار، سب سے اعلیٰ اور سب سے بڑا institution ہے، اس کے لوگوں کو آپ facilitate نہیں کرتے، انہیں ease out نہیں کرتے انہیں ان کے حقوق نہیں دیتے، انہیں یکسوئی میسر نہیں ہوتی کہ وہ اطمینان اور سکون کے ساتھ بیٹھ کر گورنمنٹ کی پالیسیوں پر، legislation پر، عوام کے مسائل پر اگر وہ نہیں سوچ سکتے اور ہر روز انہیں یہ پریشانی ہوتی ہے کہ ہم نے کمرہ کہاں پر لینا ہے، کتنے بجے آنا ہے، کتنے بجے جانا ہے تو یہ چیز کسی صورت بھی ایک مثالی چیز قرار نہیں دی جا سکتی۔ اس کے لئے for God sake میری آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ حکومت کو اس بات پر قائل کریں۔ پچھلے پانچ سال تو گزر گئے، اس دن اس اسمبلی ہال میں، میں اپنے آپ کو اس دن اتنا شرمندہ محسوس کر رہا تھا کہ جناب قائد ایوان تقریر فرما رہے تھے اور یہاں پر ہمارے درجنوں بھائی اور بہنیں corridor کے اندر اور برآمدوں کے اندر کھڑے تھے۔ کیا یہ حشر ہم نے ان کا کرنا ہے، کیا یہ respect ہم نے ان منتخب نمائندوں کو دینی ہے، کیا یہ حال ہم نے ان کا کرنا ہے؟ اب مزید یہ نہیں ہونا چاہئے اور ہمیں آئندہ بجٹ کے اندر اس کی provision رکھنی چاہئے بلکہ بجٹ کی approval سے پہلے، اس سلسلے میں اگر جناب وزیر اعلیٰ سے request کرنی پڑی تو ہم اپوزیشن کی تمام پارٹیاں ان سے بھی بات کریں گے، وزیر خزانہ سے بھی بات کریں گے اور اس ایوان کے توسط سے میں آپ سے بھی یہ گزارش کر رہا ہوں کہ top priority پر اسمبلی کے دوسرے حصے کو آپ مکمل کیجئے، اس کی تکمیل کریں اور اسی طرح ایم پی ایز کے لئے ایم پی ایز ہاسٹل کی تعمیر کے لئے اسی Financial Year میں آپ بجٹ مختص کریں۔ اگر آپ یہ سب کچھ بیک وقت تعمیر نہیں کر سکتے تو آپ مرحلہ وار اس کا اعلان کریں تاکہ لوگوں کو پتا ہو کہ ہمارے 100 کمرے اس سال بن گئے ہیں، 100 کمرے آئندہ سال بن جائیں گے۔ اگر اس ایوان کا یہ حال ہے تو پھر باقی سارے اداروں کا اللہ حافظ ہے۔ پنجاب کے اندر جو قانون سازی کرنے والے لوگ ہیں اگر ان کو ان کا حق نہیں مل رہا تو پھر کسی اور کو حق دینے یا دلانے والے ہم کون ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر!آج کے ترقی یافتہ دور میں Environment Protection ایک ایسا شعبہ ہے جس کے اندر پوری دنیا میں بالخصوص ترقی یافتہ ممالک میں سب سے زیادہ بجٹ مخصوص کیا جاتا ہے کیونکہ اس کا براہ راست تعلق عوام کی صحت سے ہے اس کے لئے ہمارے اس بجٹ میں صرف 15 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جو انتہائی قابل افسوس ہے۔اُبلتے ہوئے گندے نالے، ہسپتالوں کی wasteاور جابجا جوہڑ، بے ہنگم فیکٹریوں اور کارخانوں کا جال اور ان کے دھوئیں کی چمنیاں، جگہ جگہ بھٹے اور اس کے علاوہ بے شمار ایسی چیزیں ہیں جن کو کنٹرول کرنے کے لئے ہمارے حکمرانوں کے لئے کوئی وقت نہیں ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ 15 کروڑ روپے رکھنے سے تو بہتر تھا کہ آپ کوئی رقم نہ رکھتے کیونکہ اس کو بھی آپ نے reviseکرنا ہوگا۔Environment Protection کی مد میں بہت سے کرنے والے کام ہیں، یہ پورا شہر آلودہ ہے، پورا پنجاب آلودہ ہے، اس کو کنٹرول کرنے کے لئے ماحول کو بہتر بنانے کے لئے ،اس کے علاوہ جو صحت کے لئے مضر چیزیں ہیں ان سے بچنے کے لئےEnvironment کی مد میں ہمیں اس بجٹ میں خاطر خواہ اضافہ کرنا ہوگا۔

جناب سپیکر!بہت بات کی گئی غریب کی لیکن جب تنخواہیں بڑھانے کا وقت آیا تو وہ سرکاری ملازم جو اپنا تن من دھن، جس کا سب کچھ سرکار کی disposal پر ہوتا ہے،salaried persons، سرکاری ملازموں کی تنخواہوں میں ہم نے صرف دس فیصد اضافہ کیا ہے جو کہ قطعی طور پر ناکافی ہے۔ آج آپ بیٹھ جائیں اور مجھے چار افراد پر مشتمل ایک کنبے کا بجٹ بنا کر دکھا دیں کہ جس کے دو تین بچے ہوں اور وہ شہر میں رہ رہا ہو کہ وہ کس طرح سے اس دس ہزار روپے کی آمدن کے اندر جو آپ نے minimum مقرر کیا ہے اور جو دس فیصد اضافہ سرکاری ملازمین کے لئے کیا ہے۔اس بجٹ کے اندر کوئی شخص گزارہ نہیں کر سکتا اس لئے اس میں مزید اضافہ ضروری ہے، سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کو دس فیصد سے بڑھا کر اس میں کم از کم بیس فیصد اضافہ کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!مسلم لیگ (ن) نے اپنے منشور میں یہ کہا کہ مزدور کی کم از کم تنخواہ پندرہ ہزار روپے ہوگی لیکن اس ایوان میں اس دن دس ہزار روپے کا اعلان کیا گیا، دس ہزار روپے میں کوئی فرد اپنے کنبے کا پیٹ نہیں پال سکتا۔جب آپ minimum salary دس ہزار روپے مقرر کریں گے اور اگر آپ نے اس کو نہیں بڑھانا تو اس کے لئے legislation کریں اور اس کو آپ قابل گرفت جرم قرار دے دیں کہ جو لوگ اس سے بھی کم تنخواہ دیتے ہیں۔اول تو کم از کم اپنے منشور کی لاج رکھتے ہوئے آپ

پانچ ہزار روپے کا اس میں مزید اضافہ کریں اور ایک مزدور کی کم از کم تنخواہ پندرہ ہزار روپے مقرر کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں تھوڑا سا اپنے شہر کی طرف بھی آؤں گا، شہر لاہور جس کی میٹرو بس کی بڑی دھوم مچی ہے اور اب ملتان روڈ کو تباہ کرنے کے لئے، وہ ملتان روڈ جو کروڑوں روپے کی لاگت سے تین سال بعد لاہور کے لاکھوں لوگوں کے اذیت ناک انتظار کے بعد حالیہ انتخابات سے پہلے مکمل ہوئی تھی اگر یہ میٹرو بس وہاں پر چلنی ہے تو خدارا اس پر سوچیں، اس سڑک کو برباد نہ کریں۔ فیروز پور روڈ 220فٹ چوڑی تھی، ملتان روڈ150 فٹ چوڑی ہے، وہ سڑک جو کچھ عرصہ پہلے اس قوم کے کروڑوں روپے سے غالباً65 کروڑ روپیہ اس پر لگا تھا اس کو اب برباد کر کے وہاں پر میٹرو بس نہ چلائیے بلکہ میں اس سلسلے میں ایک متبادل تجویز دینا چاہتا ہوں کہ آپ نے میٹرو بس کا شوق پورا کر لیا، ایک میٹرو بس چل رہی ہے، اس میٹرو بس پر اس روٹ پر جو آنے والے لوگ ہیں وہ ایک فیصد ہیں، اس شہر لاہور کے ایک کروڑ بیس لاکھ لوگوں میں سے ایک فیصد لوگ اس میٹرو بس سے استفادہ کر رہے ہیں۔ان ایک فیصد لوگوں کے لئے آپ تیس ارب روپے کہتے ہیں، لوگ پچاس ساٹھ ارب روپے کہتے ہیں، آپ نے اس پر اتنی خطیر رقم لگا ڈالی ہے، آپ اس کی بجائے رنگ روڈ complete کیجئے جو ایک بنیادی مسئلہ ہے، جو رکی ہوئی ہے، جو لاہور کے ایک کروڑ بیس لاکھ شہریوں کا نہیں بلکہ بیرون لاہور سے آنے والے کروڑوں لوگوں کا بھی مسئلہ ہے۔ وہ رنگ روڈ التواء کا شکار ہے۔ آپ اس میٹرو بس پر مزید اربوں روپیہ لگانے کی بجائے اس رنگ روڈ کو مکمل کریں۔۔۔

جناب محمد وحید گل: یہ بجٹ پر تقریر ہو رہی ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):آپ مجھے interrupt نہ کریں۔ سپیکر صاحب نے آپ سے کہا ہے کہ آپ اپنے وقت پر اپنا شوق پورا کر لیجئے گا۔

جناب سپیکر!میں شہر کے اندر سفری سہولتوں کے لئے وزیر خزانہ کو ایک تجویز دوں گا کہ ٹھوکر نیاز بیگ سے جلو پارک تک نہر کی دونوں sides پر گرین بیلٹس ہیں درختوں کو نقصان پہنچائے بغیر آپ وہاں ریلوے کا ٹریک بچھائیے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ ملتان روڈ پر جو 30/25 ارب روپے سے میٹرو بس بنانے جا رہے ہیں اس سے کہیں زیادہ افادیت اس ریلوے ٹریک کی ہو گی جو آپ ٹھوکر سے جلو تک بچھائیں گے۔ آپ انگلینڈ چلے جائیں یا باقی دنیا میں چلے جائیں تو یہ میٹرو بس آج سے پچاس سال پرانا concept ہے۔اب آپ اس کی طرف آگے نہ آئیں بلکہ ریلوے ٹریک کی طرف

آئیں اس کے بعد رنگ روڈ complete کریں۔ پھر میں ایک مسئلہ مزید عرض کرنا چاہوں گا کہ جنوبی لاہور کے اندر سب سے بڑا مسئلہ ٹریفک کا ہے۔اگر مولانا شوکت علی روڈ کو وحدت روڈ سے ملادیں جو ایک بڑی سڑک ہے جس سے پورے جنوبی لاہور کے تقریباً تیس چالیس لاکھ آبادیوں پر مشتمل وہ کالونیز اور علاقے ease out ہو جائیں گے۔ آپ شیخ زید ہسپتال کی سڑک سے آگے جائیں تو کیمپس پل پر ہمیشہ traffic jam رہتی ہے، اگر آپ وہ سڑک بنادیں تو جنوبی لاہور پر یہ ایک بہت بڑا احسان ہو گا۔ ہمیں اس کے لئے سنجیدہ کوششیں کرنی چاہیئں یہ کوئی اتنا بڑا کام نہیں صرف سڑک کا تین کلو میٹر کا ایک ٹکڑا ہے وہ بنانے سے لاہور کی آدھی آبادی سکھ کا سانس لے گی۔اگر آپ کسی طرح سے اس پر آمادہ نہ ہوں تو پھر وزیر خزانہ سے میری یہ گزارش ہے کہ آپ نے لاہور کے اندر کوئی انڈر پاس یا فلائی اوور بنانا ہے تو سب سے پہلے کیمپس پل کے اوپر بنائیے کہ جہاں پر really اس کی ضرورت ہے۔جہاں پر لوگ گھنٹوں پھنسے رہتے ہیں اور جناح ہسپتال جو ایک بہت بڑا ہسپتال ہے اس کی ایمبولینسیں بھی وہاں پھنسی رہتی ہیں۔اس ایریا میں بہت سارے سکول اور کالج ہیں، آپ سکول ٹائم اور آفس ٹائم کے وقت دیکھیں کہ وہاں گھنٹوں traffic jam رہتی ہے۔اگر آپ اس مسئلے کو priority دیں اور اسے حل کریں تو اس سے لاہور کے بہت سارے لوگوں کو فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! ایک ہفتہ پہلے مون سون سے قبل ایک بارش ہو گئی ہے، دو تین گھنٹے کی slow بارش تھی لیکن پورا لاہور choke ہو گیا، تین تین فٹ پانی کھڑا ہو گیا میں نشیبی آبادیوں کی بات نہیں کر رہا کہ جہاں سے ہمیں فون آئے کہ کشتی بھیج دیں کہ چار فٹ پانی ہے اور واسا والے سن نہیں رہے بلکہ میں تو گلبرگ کی بات کر رہا ہوں، میں ماڈل ٹاؤن کی بات کر رہا ہوں، میں گوالمنڈی چوک کی بات کر رہا ہوں، میں لکشمی چوک کی بات کر رہا ہوں کہ جہاں چار چار فٹ پانی کھڑا تھا، traffic jam تھی لوگوں کی گاڑیاں بند تھیں، موٹر سائیکل بند تھے، وہاں پر آدھ دن لٹک کر رہ گئے جو جہاں تھا وہ وہیں پر تھم کر رہ گیا اور واسا کی کارکردگی کا پول کھل گیا۔ آئندہ مون سون آ رہا ہے خدارا خصوصی طور پر پانی کے نکاس کا بندوبست کرنا ہو گا۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! کیا یہ بجٹ کی تقریر ہو رہی ہے یا واسا پر بات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ suggestions دے رہے ہیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ ان کو کیوں interrupt کرتے ہیں؟ This is not good.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آج ایک بڑے معروف اخبار میں خبر پڑھی کہ جناب وزیر اعلیٰ اپنے پاس کوئی محکمہ نہیں رکھ رہے۔ میں حکومتی بنچوں پر بیٹھے اپنے دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ بارہ چودہ وزراء کا اضافہ ہونے والا ہے۔ کاش ایسا ہو میں نے اپنی پہلی تقریر کے اندر بھی power share کرنے کی بات کی تھی اور جناب وزیر اعلیٰ سے یہ عرض کی تھی کہ good governance کے لئے قوت کا ارتکاز، یہ perception کہ پنجاب کے اندر one man show ہے اس کو مزید نہ چلنے دیں۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو میں حکومتی بنچوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور جناب قائد ایوان کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے پاس جو محکمے رکھے ہیں وہ اپنے باصلاحیت محنتی دوستوں کے اندر بانٹ دیں اور خود monitoring کریں اور جو ٹاسک دیں اسے چیک کریں تو یقین کیجئے کہ اس ٹیم کے جو بھی منسٹر بنیں گے ان کی efficiency double ہو جائے گی۔ اس کے نتائج اور ثمرات پورے پنجاب کے عوام کو ملیں گے۔ حکومتی بنچوں پر بیٹھنے والے بھائی بہت خوش ہیں اور ان کا جناب قائد ایوان کو ملنے کو جی بھی چاہ رہا ہے، ملاقاتیں بھی ہوں گی لیکن ملاقاتوں کے بعد آپ ساحر لدھیانوی کا یہ شعر ہمیشہ گنگنایا کریں گے کہ:۔

چند کلیاں نشاط کی چن کر مدتوں محو یاس رہتا ہوں
تیرا ملنا خوشی کی بات سہی تجھ سے مل کر اداس رہتا ہوں

بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ چودھری غلام مرتضیٰ صاحب جو (PML(Z سے ہیں۔

چودھری غلام مرتضیٰ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

جناب سپیکر: دیکھیں! آپ کے لئے دس منٹ ہیں. This I tell you

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پانچ پانچ منٹ طے ہوا تھا۔

جناب سپیکر: ان کے لئے دس منٹ ہیں اور آپ کے لئے پانچ منٹ ہیں۔

چودھری غلام مرتضیٰ: جناب سپیکر! شکریہ۔ ایک جو روایتی طریق کار چلتا آ رہا ہے کہ حکومتی بنچز بجٹ دستاویز کو آسمانی صحیفہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپوزیشن بنچز کی یہ خود ساختہ ذمہ داری ہے کہ اس میں تمام جہاں کے نقائص ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایوان کے معزز ممبران کو زیادہ maturity کا ثبوت دینا چاہئے کہ خوبیاں بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے۔

حکومتی بنچز ہوں یا اپوزیشن اگر بجٹ میں کچھ خامیاں ہوں تو حکومتی بنچز کے اراکین کو بھی یہ اجازت ہونی چاہئے کہ وہ اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔ قائد حزب اختلاف نے figures کی باتیں بڑی وضاحت کے ساتھ کی ہیں اور انہوں نے جن باتوں کی نشاندہی کی ہے میں وزیر خزانہ سے یہ امید رکھتا ہوں کہ ان کی تمام باتیں رد کرنے والی نہیں ہیں بلکہ کچھ ایسے points ہیں جنہیں address کرنا ضروری ہے۔ اعداد و شمار کی بات کریں ، بجٹ کے حجم کی بات کریں تو یہ خوش آئند ہے کہ پچھلے مالی سال سے 114۔ارب روپے کے اضافے کے ساتھ یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے۔در حقیقت figures اتنا matter نہیں کرتے ،بجٹ کا حجم بڑا دلربا ہے ان کے figures بڑے دلربا ہیں لیکن جو problem آتا ہے جو مسائل کی جڑ ہے وہ ان کی غیر منصفانہ تقسیم اور fair implementation نہ ہونا ہے۔ مسائل وہاں پیدا ہوتے ہیں جب ان کی implementation میں کوئی کمی رہتی ہے اور جب اس کی تقسیم کی جاتی ہے تو پھر کچھ علاقے محرومی کا شکار ہوتے ہیں اور کچھ علاقوں میں ضرورت سے زیادہ خرچ بھی کیا جاتا ہے ۔ جنوبی پنجاب کا جو ایک slogan لگا میں جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتا ہوں میرا تعلق بہاولنگر کی تحصیل ہارون آباد سے ہے آپ یقین کریں کہ public at large جنوبی پنجاب کے slogan سے خوش نہیں کہ وہ الگ صوبے کی بات کریں۔میرا یہ ذاتی view ہے کہ کچھ لوگوں کی یہ ایک سیاسی move تھی جو میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کی مدبرانہ سوچ، محنت اور کاوش سے یہ سیاسی چال flop ہوئی۔قطعی طور پر public at large نہیں چاہتی کہ ہم پنجاب کے اس حصے سے cut کر رہے ہیں۔ہم اس پنجاب میں خوش رہنا چاہتے ہیں اور ہم خوش ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جس حلقے سے میں نمائندگی کر رہا ہوں پچھلے پانچ سال کے عرصہ میں یہاں ڈپٹی اپوزیشن لیڈر میری اس سیٹ پر نمائندگی کرتے تھے اور پھر اس علاقے کو ان کے الفاظ کی ،ان کی گستاخیوں کی ایسی سزا دی گئی کہ میری کہانی بڑی دردناک ہے۔آپ یقین کریں کہ اگر اس طرح کا رویّہ چلتا رہا تو پھر یہ سیاست دانوں کے بس کی بات نہیں رہے گی اور تقسیم کی باتیں شروع کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: آپ بجٹ کی طرف آئیں اور بجٹ کے حوالے سے بات کریں۔

چودھری غلام مرتضیٰ: دیکھیں، میں نے figures کے حوالے سے بات کی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ دوبارہ انہی figures کو دہراؤں۔یہ خوش آئند بات ہے اور مجھے دلی طور پر خوشی ہے کہ صحت اور تعلیم کے بجٹ کو بڑھایا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ واقعی اس کی ضرورت تھی۔میں اس کی implementation کے حوالے سے بات کروں گا۔مجھے ایک figure پڑھ کر بڑی حیرت ہوئی

ہے کہ آٹا مناسب قیمت پر فراہم کرنے کے لئے28۔ارب روپے کی سبسڈی دینے کی تجویز ہے۔ اسی طرح سے جنوبی پنجاب کے ہسپتالوں کو ایک ارب 48 کروڑ روپے دینے کی بات کی گئی جس میں رحیم یار خان، بہاولپور اور ملتان کا ذکر کیا گیا ہے۔ میٹرو بس سروس کی بات کی گئی ہے کہ راولپنڈی، فیصل آباد اور ملتان میں یہ مہیا کی جائے گی۔ مجھے ان تمام figures پر اعتراض نہیں اور میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ یہ figures بڑے دلربا ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے مختصراً یہ گزارش کروں گا کہ صرف بہاولپور، ملتان اور رحیم یار خان کو ہی جنوبی پنجاب نہ سمجھا جائے۔آپ یقین کریں کہ چھوٹی تحصیلوں سے نوے فیصد مریضوں کو بہاولپور یا دوسرے بڑے شہروں کی طرف refer کر دیا جاتا ہے۔ان نوے فیصد میں سے صرف دس فیصد لوگ survive کرتے ہیں اور باقی راستے میں ہی دم توڑ جاتے ہیں۔جب ان لوگوں کو خوش کرنے کے لئے یہ کہا جائے گا کہ بہاولپور میں410 بستروں پر مشتمل ایک اور ہسپتال بنا دیا گیا ہے تو وہ ان کے دُکھوں کا مداوا ہر گز نہیں ہو سکتا۔شاید میری کچھ باتیں اچھی نہ لگیں کیونکہ جو مفلسی کی حالت میں ہوتا ہے اس سے بہت خوبصورت باتوں کی توقع کرنی بھی نہیں چاہئے اس لئے کہ:

مُفلسی حس لطافت کو مٹا دیتی ہے
بُھوک آداب کے سانچے میں ڈھل نہیں سکتی

اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ جب اس بجٹ اور funds کی تقسیم کی جائے تو ان محروم تحصیلوں کا ہر صورت خیال رکھا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہسپتالوں کے حوالے سے figures کو اگر پانچ گنا بھی بڑھانا پڑے تو ضرور بڑھائیں۔قائد حزب اختلاف نے لاہور کے حوالے سے تجاویز دیتے ہوئے کہا کہ ملتان روڈ پر میٹرو بس چلائی جائے اور انہوں نے ریل کی تجویز بھی دی ہے۔ مجھے اس طرح کی تجاویز سے اختلاف نہیں لیکن جب ایک طرف لوگ علاج کے بغیر مر رہے ہوں اور دوسری طرف اس طرح کے منصوبے دیئے جائیں تو پھر اس محروم علاقے کے لوگ یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ شاید پورے پنجاب کا بجٹ سنٹرل پنجاب یا لاہور کھا رہا ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس بجٹ کی تقسیم کو شفاف کیا جائے۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کی منڈیوں سے سب سے زیادہ tax collection ہوتی ہے اور اسی طرح زراعت میں سب سے زیادہ جنوبی پنجاب کے اضلاع efficient ہیں لہذا اسی تناسب سے بجٹ اور پانی کی تقسیم کی جائے۔ پانی کی تقسیم کے حوالے سے اگر بجٹ میں مزید اضافہ کرنا پڑے تو ضرور

کیا جائے۔ نہروں کی lining کے لئے اگر یہ بجٹ ناکافی ہے تو اس میں مزید اضافہ کیا جائے۔ وہ زمیندار جو آپ کو بہت زیادہ پیداوار دینے کی حیثیت میں ہیں ان کی آسانی کے لئے اس بجٹ میں اتنی بڑی رقم نہیں رکھی گئی جتنی کہ وہاں پر ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح سکولوں کے حوالے سے بات کی گئی ہے کہ آئندہ سال جنوبی پنجاب کے تمام سکولوں میں missing facilities کو پورا کیا جائے گا۔ یہ خوش آئند بات ہے، میں اس کو appreciate کرتا ہوں اور مبارکباد دیتا ہوں کہ تعلیم کی ضرورت کو سمجھا گیا ہے۔ ہیلتھ انشورنس کے لئے 4۔ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے میں اس کو بھی appreciate کرتا ہوں۔ میں اس بجٹ کو الفاظ کا گورکھ دھندا اور نہ ہی آسمانی صحیفہ سمجھتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی اس کو دیکھا جانا چاہئے، یہ ایک continue process ہونا چاہئے اور اس کو جس انداز سے implement کیا جا رہا ہے اس پر نظر رہنی چاہئے۔ میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے اس دعا کے ساتھ ختم کروں گا کہ اللہ پاک ہمیں ہمت اور توفیق دے۔ ہمیں کم از کم اتنی تسلی ضرور ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی نیت اور محنت میں کوئی شک نہیں ہے۔ وہ اپنی ٹیم میں ایسے لوگوں کو ضرور شامل کریں جو کہ انہی کی طرح سے کام کریں اور لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کریں۔

جناب سپیکر! میں ایک اور مسئلہ کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا کہ جو علاقے جنوبی پنجاب میں سیم کی زد میں آ چکے ہیں ان کے زمینداروں کو آبیانہ اور مالیہ کی چھوٹ دی جائے۔ وہاں پر ایک مربع کا زمیندار پہلے باعزت طریقے سے روزگار کما رہا تھا۔ اس کا دینے والا ہاتھ تھا لیکن آج اس کا لینے والا ہاتھ بن چکا ہے لہذا ان علاقوں کے زمینداروں کو آبیانہ کی چھوٹ دی جائے۔ وہاں پر سیم کے خاتمے کے لئے ان زمینداروں میں اتنی سکت نہیں ہے کہ وہ خود اتنی زیادہ قیمت کے ٹیوب ویل لگا سکیں لہذا یہ کام حکومت کی سطح پر کیا جانا چاہئے۔ میں توقع رکھتا ہوں کہ وزیر خزانہ اس جانب خصوصی توجہ دیں گے۔ میں اس پورے ایوان اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ اس دعا کے ساتھ اجازت چاہوں گا کہ اللہ تعالیٰ اس پنجاب کو دن دُگنی اور رات چوگنی ترقی دے۔ بہت شکریہ۔ والسّلام

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ رانا محمد ارشد صاحب!

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ الحمدللہ میاں محمد نواز شریف کے vision کے مطابق خادم اعلیٰ پنجاب کی قیادت میں وزیر خزانہ نے جو بجٹ پیش کیا ہے اس بارے میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ

یہ غریب عوام کا بجٹ ہے۔ عوام نے بھاری mandate دے کر ہمارے اُوپر جو احسان کیا ہے یہ بجٹ اس کے مطابق ہے۔اس بجٹ میں ترقیاتی کاموں کے لئے 290۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے کہ یہ پیسے پچھلے سالوں کی نسبت بہت زیادہ ہیں۔ ہم بالکل یہ مانتے ہیں۔ جس عوام نے ہمارے اوپر اعتماد کا اظہار کیا ہے ان کی توقعات پر پورا اُترنا ہمارا فرض ہے۔یہی ہمارا مشن ہے اور یہی ہماری قیادت کا vision ہے۔ ہم نے پچھلے پانچ سالوں میں جن ترقیاتی کاموں کے جال بچھائے ہیں انشاء اللہ ان منصوبوں اور ترقیاتی کاموں کو آگے لے کر بڑھیں گے۔ ہم نے جنوبی پنجاب کے لئے 93۔ارب روپے رکھے ہیں جو کہ آبادی کے لحاظ سے 32 فیصد بنتے ہیں جبکہ پنجاب کی آبادی کے لحاظ سے ان کا حصہ 31 فیصد بنتا ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جنوبی پنجاب کے دور دراز علاقوں میں رہنے والے ہمارے بھائیوں کا یہ حق بنتا ہے کہ ہم ان کو زیادہ سے زیادہ facilitate کریں۔ جیسا کہ ہم نے ڈیرہ غازی خان میں میڈیکل کالج بنایا اور وہاں پر داخلے بھی شروع کروا دیئے ہیں۔اسی طرح وہاں پر ہم نے غازی یونیورسٹی بھی بنوائی ہے۔الحمد للہ ہم نے خواتین کی چار یونیورسٹیاں بنائی ہیں۔اب ہم نے انشاء اللہ ان یونیورسٹیوں کو مزید upgrade کرنا ہے اور اس بجٹ میں ہم نے ان کے لئے رقم مختص کی ہے۔اگر خواتین کے لئے علیحدہ یونیورسٹیاں بنائی گئی ہیں تو اس کا credit میاں محمد شہباز شریف کو جاتا ہے۔ ہم انشاء اللہ ان چاروں یونیورسٹیوں کو مکمل کریں گے تاکہ ہماری قوم کی بیٹیاں اچھے طریقے سے تعلیم حاصل کر کے قوم کی خدمت کر سکیں اور مادر ملت کے مشن کو لے کر آگے بڑھ سکیں۔

جناب سپیکر!الحمد للہ ہم نے مزدور کے لئے پندرہ ہزار روپے تنخواہ کا اعلان کیا تھا اور انشاء اللہ ہم اس کو پانچ سالوں میں مکمل کریں گے۔اس سال ہم نے مزدور کو دس ہزار روپے تنخواہ دینے کا اعلان کیا ہے انشاء اللہ اس پر عمل بھی کروائیں گے کیونکہ یہ مزدور کا حق بنتا ہے۔ مزدور محنت کرتا ہے اس لئے اسے یہ تنخواہ ملنی چاہئے۔ پچھلے پانچ سالوں میں جس طرح صنعتیں بند رہیں، جس طرح energy crisis نے پاکستان کے اندر ترقی کا راستہ روکا اس سے آپ سب باخبر ہیں۔ ہم نے energy crisis کو meet کرنے کے لئے میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں ایک نیا منصوبہ بنایا ہے اور اس مقصد کے لئے حکومت پنجاب نے 20۔ارب 50 کروڑ روپے رکھے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہم بجلی پیدا کریں گے اور پنجاب کے عوام کو facilitate بھی کریں گے اور انشاء اللہ آج نظر آ رہا ہے۔آج دو ہفتوں کے اندر میاں محمد نواز شریف کے vision میں نمایاں تبدیلی اور ایک واضح سمت نظر آ رہی ہے۔ ہم نے میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ وزیر اعلیٰ ہاؤس کے اخراجات میں

percent reduction 30ہو گی اور اُس پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔اگر یہ کہہ دیا گیا ہے کہ نئی گاڑی نہیں خریدی جائے گی تو انشاء اللہ کوئی بھی نئی گاڑی نہیں آئے گی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے عوام سے جو وعدہ کیا ہے اُس پر عملدرآمد کیا جائے گا۔ یہ ایک نیک شگون ہے کہ اگر خادمِ اعلیٰ صاحب خود اور اُن کے وزراء کی ٹیم اپنی گاڑیوں پر پاکستانی جھنڈا نہیں لہرائیں گے تو یہ ایک عام آدمی کے vision کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ایجوکیشن کو promote کرنے کے لئے 210۔ارب روپے کے جو ترقیاتی فنڈز رکھے گئے ہیں اُن سے یونیورسٹیوں کے قیام کا ہم نے جو اعلان کیا ہے وہ بھی مکمل ہوں گی، اُن سے خواتین کے ڈگری کالج ہیں ہم اُن کو بھی مکمل کریں گے۔ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ نئے اپ گریڈ ہونے والے ایک ہزار ہائی سکولوں کے اندر کمپیوٹر لیبارٹریاں اور نئی سائنس لیبارٹریاں بنیں گی۔ کس کو نہیں پتا کہ یہاں پر "پڑھا لکھا پنجاب" کے نعرے تو لگتے رہے لیکن ground on کیا تھا؟ ہم نے الحمد للہ 84ہزار ایجوکیٹرز میرٹ پر بھرتی کئے اور اساتذہ میرٹ پر بھرتی کئے، آج اُن کی وجہ سے تعلیمی اداروں میں ایجوکیشن کی کوالٹی بہتر ہوئی ہے، آج اساتذہ کی حاضری سو فیصد ہو چکی ہے اور ہم انہی روایات کو قائم ودائم رکھیں گے۔اب بھی ہم نے پہلی کلاس سے لے کر میٹرک تک مفت کتابوں کے لئے 3۔ارب 50کروڑ روپے رکھے ہیں۔ ہم نے غریب عوام کے لئے میٹرو بس بنائی ہے اور اسی طرح کے اور منصوبے بھی بنائیں گے۔۔۔

MR SPEAKER: Time is over now. Thank you very much. Have your seat please. Please sit down.

جی، چودھری مونس الٰہی صاحب۔۔۔ غیر حاضر ہیں۔اُن کے لئے دس منٹ ٹائم تھا۔وقاص صاحب! آپ بولیں، آپ کا ٹائم پانچ منٹ ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں اپنی بجٹ تقریر کے اندر پانچ چھ topics کو اس point of view سے touch کروں گا کہ وزیر خزانہ، ٹریژری بنچز یا حکومت ان کو تنقید سمجھ سکتی ہے یا اس بجٹ میں اپنی کمیوں کے لئے ہماری طرف سے positive inputs سمجھ سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میرا پہلا سوال تو یہ ہے کہ کیا وزیر خزانہ اس بجٹ کی ownership لیتے ہیں کیونکہ میری information کے مطابق budget process, September/October سے شروع ہو گیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: معزز ممبران سے میری گزارش ہو گی کہ جب کوئی صاحب تقریر فرما رہے ہوں اور وزیر خزانہ نوٹس لے رہے ہوں تو اُن کو disturb نہ کیا جائے۔ وہ جب لابی میں جائیں گے تو آپ اُن سے ضرور ملاقات کریں۔ جی، وقاص صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! بجٹ کا process, September/October میں شروع ہو جاتا ہے تو کیا اس کے اندر حکومتی پارٹی یا اُس کے نمائندوں کی input ہے یا یہ بجٹ بیوروکریٹس نے بنایا ہے کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بجٹ آنے والے اگلے ایک سال میں عوام کی بہتری، فلاح اور ترقی کے لئے allocation of funds ہے لیکن اس بجٹ کے اندر عوام اور ground realities کو کسی بھی جگہ پر incorporate نہیں کیا گیا۔ بے شک بجٹ ایک جامع document ہے لیکن کیا یہ بجٹ زمینی حقائق کی عکاسی کرتا ہے؟ سب سے پہلے تو میں وزیر خزانہ صاحب کی تقریر کے دو چار points کو highlight کروں گا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ وہ کسانوں کے لئے alternate energy, bio-gas and solar panels کی سکیم launch کریں گے جس سے وہ اپنا irrigation system, motors and pumps چلا سکیں۔ کیا اس چیز کی viability study ہوئی ہے؟ ایک کسان جس کے پاس ایک ایکڑ زمین ہے اور حکومت اُسے bio-gas plant لگا کر دے رہی ہے تو کیا اُس کو اُس plant کے لئے fuel بھی مل رہا ہے یعنی کیا اُس کو حکومت دو، چار، دس بھینسیں بھی provide کرے گی جن سے اُس plant کا گوبر پورا کیا جا سکے گا؟ میرا مشورہ یہ ہے کہ ہمیں ایسی جامع سکیمیں بنانی چاہئیں، ایسے جامع solutions دینے چاہئیں جن کے اندر اگر ہم اپنی عوام کی بہتری کر رہے ہیں تو اُس کو ایک complete package دیا جائے نہ کہ صرف part of the solution دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ساتھ یہ کہنا چاہوں گا کہ کیا ہم نے اپنی غلطیوں سے کچھ سیکھا ہے؟ اگر ہم پچھلے بجٹ میں solar panels and street lights کے اوپر 2۔ارب روپے کی allocation کر رہے ہیں تو میں آپ کی وساطت سے اس ایوان میں یہ جاننا چاہوں گا کہ ہم نے national grid میں بجلی کی کتنی بچت کی ہے؟ ہماری اُن 2۔ارب روپے کی investment کا

return کیا تھا اور اگر وہ پیسے لگے ہیں تو ہم کتنے مؤثر ہوئے ہیں کیونکہ اُسی سے ہمارے آنے والے سال کے programmes and viability of projects کا پتا لگے گا۔ ہم ایک ذمہ دار قوم ہیں اور ہم عوام کے پیسوں کے بہترین استعمال کے لئے اس وقت یہاں پر اکٹھے ہوئے ہیں اور اگلے پانچ سالوں میں ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم ایک ایک پائی کا حساب اس نقطہ نظر سے کریں کہ ہم نے اُس پیسے کو ایک بہترین طریقہ سے استعمال کیا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ تعلیم پر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ اگر ہماری بنیاد مضبوط ہو گی تو ہمارا مستقبل تابناک ہو گا۔ ہم بے شک دانش پبلک سکول کے تحت اوّل جماعت سے دہم جماعت تک کے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دے رہے ہیں، یہ ایک حکومتی دعویٰ ہے، یہ کتنا صحیح ہے یا کتنا غلط ہے یہ ایک الگ بحث ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب ہماری بنیاد مضبوط ہو گی تو ہم اپنی آنے والی نسلوں کے لئے ہر قسم کی بہتری کے مواقع ان کو دے رہے ہوں گے۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جو فنڈز اس وقت بنیادی تعلیم کے لئے رکھے گئے ہیں وہ آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ ہمیں اپنی بنیاد کو مضبوط کرنا ہے تاکہ اس کے بعد آنے والے وقت میں ہر بچہ اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کر سکے۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں ہر فیصلہ اتفاق رائے اور مثبت سوچ سے کرنا چاہئے۔ ہمیں آنے والے وقت میں اپنی غلطیوں کو نہیں دہرانا چاہئے کیونکہ ہم عوام کو جوابدہ ہیں اور رہیں گے جنہوں نے ہمیں منتخب کر کے یہ اختیار دیا ہے۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، بہت شکریہ۔ جناب محمود قادر خان صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب!

انجینئر قمر الاسلام راجہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! بجٹ ایک ایسی دستاویز ہوتی ہے جس میں آئندہ آنے والے سال کے اخراجات اور آمدن کا balance اور تخمینہ بتایا جاتا ہے۔ یہ کسی بھی حکومت کی اہلیت، نیت اور صلاحیت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ پنجاب کا جو بجٹ ابھی پیش کیا گیا ہے اس کا اگر دوسرے صوبوں کے بجٹ سے موازنہ کریں تو اس میں سب سے خوبصورت اور اہم بات یہ ہے کہ یہ بجٹ متوازن ہے جو surplus ہے اور نہ deficit ہے۔ آپ صوبہ سندھ کا بجٹ دیکھیں جو اسی دن پیش کیا گیا ہے جو 21۔ارب روپے کا deficit ہے۔ آپ کے پاس جب اخراجات کرنے کے لئے پیسے نہیں ہیں تو پھر deficit بجٹ پیش کرنے سے آپ کی اہلیت، نیت اور کارکردگی کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اگر آپ خیبر

پختو نخواہ کے بجٹ میں سے بھی foreign grants جو تخمینے میں شامل کی گئی ہیں جو غیر یقینی صورتحال کا شکار ہیں وہ نکال دی جائیں تو شاید وہ اس حد تک متوازن نہ رہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ وہ دن گئے جب بادشاہ سلامت کی خوشنودی اور خوشی پر مبنی دستاویز کو بجٹ کہا جاتا تھا۔ بجٹ میں جو پیسے ہوتے ہیں یہ مقدس امانت ہے جو عوام پر ترجیحات کے حساب سے خرچ ہونی چاہئے اور اس میں کفایت شعاری کا پہلو بہت اہم ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اخراجات پر cut لگانا بہت مشکل کام ہے بالخصوص اگر آپ افراط زر کی شرح تناسب کو مدنظر رکھیں جو اس وقت چل رہا ہے۔ اگر پچھلے اخراجات کے مطابق بھی کسی محکمہ کے اخراجات رکھے جائیں تو وہ حقیقی معنوں اور real terms میں اخراجات پر cut شمار ہوتا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک احسن قدم اٹھایا ہے اور عوام کے اس پیسے کو کفایت شعاری کے نقطہ نظر اور فضول خرچی سے بچانے کے لئے تمام محکموں میں پندرہ فیصد غیر ترقیاتی اخراجات پر cut لگایا جس کی وجہ سے دوسرے صوبوں کے بجٹ کے مقابلے میں صوبہ پنجاب کا بجٹ بہت ممتاز نظر آتا ہے۔ یہ صرف دیگر محکموں تک محدود نہیں رہا بلکہ اس مثال کو انہوں نے اپنے گھر سے شروع کیا اور 30 فیصد cut صرف وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے اخراجات پر لگایا گیا۔ آپ دیکھیں کہ اخراجات میں جو کمی کی جاتی ہے یہ آسان کام نہیں ہے اگر کسی معزز ممبر کو اس پر شک ہے تو وہ اپنے گھریلو اخراجات پر چاہے وہ پٹرول کے اخراجات ہوں یا بچوں کی pocket money ہو اگر اس پر cut لگا کر اس کے نتائج اور ہولناکیوں کا اندازہ یہاں بیٹھے ہوئے بھی کر سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے جو کفایت شعاری کا پہلو ہے اس سے دوسرے دونوں صوبوں کے بجٹ کے حوالے سے صوبہ پنجاب کے بجٹ کو ممتاز مقام حاصل ہوا ہے اس کے لئے حکومت پنجاب بجا طور پر مبارکباد کی مستحق ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم نے جب ہوش سنبھالا تو ہم نے کتابوں میں پڑھا اور سنا کہ ترقی کے لئے تعلیم بہت ضروری ہے۔ ہم نے یہ پڑھا کہ خواندگی میں اضافہ پاکستان کا اور پاکستان کی عوام کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ ہم جب سکول اور کالج میں آئے تو یہ پڑھا کہ تعلیمی بجٹ کے تناسب میں اضافہ بہت ضروری ہے لیکن یہ خوبصورت تقاریر صرف ٹی۔وی پر مباحثوں اور جلسوں میں ہوتی رہیں اور پارٹیوں کے منشور میں آتی رہیں لیکن عملی طور پر ہم نے دیکھا کہ تعلیمی بجٹ کبھی بھی تاریخی طور پر پانچ، سات، آٹھ یا دس فیصد سے آگے نہیں جا سکا۔ پچھلے پانچ برسوں میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے تعلیم کے بجٹ میں مجموعی طور پر اس کی شرح تناسب میں خاطر خواہ اضافہ کیا۔ آپ صرف IT labs

کے ضمن میں دیکھیں کہ پنجاب کے ہزاروں سکولوں میں یہ IT labs بنائی گئیں، state of the art digital libraries بنائی گئیں، missing facilities سکولوں میں فراہم کی گئیں، لاتعداد سکولوں کو اپ گریڈ کیا گیا، پچاس ہزار سے زائد اساتذہ میرٹ پر بھرتی کئے گئے، درسی کتب کی فراہمی کو یقینی بنایا گیا اور عمل کی بات کی گئی۔ یہاں جب تقاریر برائے تنقید ہو رہی تھیں تو مجھے علامہ اقبالؒ کا ایک شعر یاد آ رہا تھا کہ:

اقبال بڑا اُپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا غازی بن تو گیا کردار کا غازی بن نہ سکا

اسی مفہوم کا ایک اور شعر ہے کہ کسی شاعر نے کہا تھا کہ:

سرِ مقتل جنھیں جانا تھا وہ جا بھی پہنچے
سرِ منبر کوئی محتاط خطیب آج بھی ہے

جناب سپیکر! میں آخری بات کروں گا کہ بیٹھ کر تنقید کرنا بہت آسان ہے لیکن پنجاب کو یہ اعزاز حاصل ہوا ہے کہ کل بجٹ کا 26 فیصد تعلیمی بجٹ کے لئے ہے جبکہ سندھ کا 19 فیصد ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ بڑی مہربانی۔ اب پاکستان تحریک انصاف کے جناب محمد صدیق خان صاحب!

جناب محمد صدیق خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میرا نام محمد صدیق خان ہے۔ میں آپ کی تھوڑی سی correction کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: معزز ممبر کے نام کو نوٹیفکیشن دیکھ کر درست کیا جائے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میرا شکریہ کس بات پر کر رہے ہیں؟ میں نے غلط نام بول کر تو خود غلطی کی ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! آپ نے مجھے بجٹ پر گفتگو کرنے کی اجازت دی ہے میں اس بات پر شکریہ ادا کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا حق بنتا ہے۔ آپ پر میرا کوئی احسان نہیں ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں newcomer ہوں اور پہلی دفعہ اسمبلی میں آیا ہوں شاید میں اسمبلی کے decorum کے مطابق گفتگو نہ کر سکوں لیکن اس بجٹ کے حوالے سے جو چیزیں سامنے آئی ہیں بالخصوص جو وفاقی بجٹ پیش کیا گیا ہے جس میں ایک فیصد GST کا اضافہ کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ indirectly پورے پاکستان کی عوام اس اضافہ سے متاثر ہو گی۔ اس کے ساتھ ساتھ unregistered companies کی fuel products پر جو GST کے ساتھ 2 فیصد کا اضافہ کیا گیا ہے میرے نقطہ نظر سے اس سے مہنگائی میں جس تناسب سے اضافہ ہوا ہے جو میں نے calculate کیا ہے۔ وہ میری calculation کے مطابق کم و بیش 33 فیصد بنتا ہے۔ میں عرض کرتا چلوں کہ جتنی بھی salaried class بالخصوص گریڈ 1 سے لے کر گریڈ 15 تک جس طرح متاثر ہوئی ہے اور اس کا خورد و نوش کے حوالے سے گھریلو بجٹ اگر پچھلے سال پانچ ہزار تھا تو آج وہ ساڑھے سات ہزار روپے تک پہنچ چکا ہے لہذا میری درخواست ہے کہ آپ کو بھی صوبہ خیبر پختونخواہ کو role model سمجھنا چاہئے کہ انہوں نے نئی taxation نہیں کی اور فری ٹیکس بجٹ پیش کیا۔ اسی طرح جہاں انہوں نے پنشنر حضرات کی پنشن میں اضافہ کیا وہاں انہوں نے salaried persons کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا لہذا میری درخواست ہے کہ یہاں بھی سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں جس proportion سے GST بڑھانے سے مہنگائی ہوئی ہے اسی proportion سے اضافہ کرنا ضروری ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں نے وزیر خزانہ صاحب کی بجٹ تقریر سنی تو میں نے دیکھا بلکہ میں نے اپنی ناقص عقل کے مطابق سمجھا کہ اس صوبے کو تین حصوں North, South اور Central Punjab میں divide کیا گیا ہے تو میرا تعلق North پوٹھوہار سے ہے اور پوٹھوہار کے کئی ممبران حکومتی بنچوں پر majority سے بیٹھے ہیں لہذا میری اُن سے درخواست ہو گی کہ وہ دیکھیں کہ اس بجٹ میں میٹرو بس سسٹم ماسوائے راولپنڈی کے کہیں اور نظر نہیں آتا تو پوٹھوہار کے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک کیوں کیا جا رہا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں جہاں Southern Punjab کے لوگ بیٹھے ہیں وہاں Central Punjab کے لوگ بھی بیٹھے ہیں۔ میں Southern Punjab کے لوگوں کو مبارکباد پیش کروں گا کہ اس بجٹ کے ADP میں ایک major portion اس علاقے کی ڈویلپمنٹ اور ویلفیئر کے لئے allocate کیا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو گزشتہ چار سال ہیں ان میں بجٹ اور ADP کی utilization کو اگر دیکھا جائے تو میں اس نتیجہ پر پہنچوں گا کہ اس دفعہ بجٹ میں ADP

کے حوالے سے جو figure out کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ محصولات کے حصول کے لئے جو targets fix کئے گئے تھے وہ حاصل نہیں کئے جا سکے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔اب ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ بات کرنے دیں۔ابھی میری بہت سی باتیں رہتی ہیں۔

MR SPEAKER: This is a principle for all.

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ہماری تو ننھی منی اپوزیشن ہے۔

MR SPEAKER: No, this is for all.

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! دیکھیں، میری ایک بات سنیں۔یہاں ہر حوالے سے ہمارے ساتھ disparity ہو رہی ہے۔اپوزیشن لیڈر نے بھی allotment of rooms کے حوالے سے بات کی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک اپوزیشن کے ایک ممبر کو بھی رہائش نہیں ملی۔

جناب سپیکر: جی، وہ دیکھتے ہیں۔

جناب محمد صدیق خان: حالانکہ آپ نے جو performa دیا تھا اور جو criteria تھا اس میں long distance میرٹ بنایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ مجھے بھی دکھا دیں جہاں لکھا ہو۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی سی عرض سن لیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ) جو PML(N) سے ہیں۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔آج اس معزز ایوان میں ہم نے اپوزیشن لیڈر کی باتیں سنیں تو بہت افسوس ہوا۔انہوں نے جتنی بھی باتیں کیں وہ صرف اور صرف مخالفت برائے مخالفت کی حد تک کیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہاں کسی کا نام نہیں لینا۔یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔انہوں نے اپنی بات کر لی ہے لہذا آپ اپنی گفتگو کریں۔ان کی بات کا جواب وزیر خزانہ دیں گے۔

MR MUHAMMAD ASIF BAJWA (Advocate): It's ok sir!

جناب سپیکر: ایسے ماحول کو خراب نہ کریں۔

جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!ایک ایسا بجٹ جس کو ہمارے محترم میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے بڑی محنت اور جانفشانی سے تیار کیا ہے اس میں زندگی کے ہر شعبے کو مدنظر رکھا گیا ہے اور زندگی کا ایسا کوئی بھی شعبہ نہیں ہے جس کو انہوں نے touch نہ کیا ہو۔ مثال کے طور پر وزیر اعلیٰ ہاؤس کے اخراجات سے لے کر تمام محکموں کے وزراء کے اخراجات اور ساتھ ساتھ انہوں نے right sizing کے لئے ایک علیحدہ کمیٹی تیار کی ہے جو ہم afford نہیں کر سکتے ان کو بھی discuss کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج اس ایوان میں دس فیصد تنخواہوں کی بابت بات کی گئی ہے تو آج ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ پوری دنیا اور ترقی یافتہ قوموں میں کیا ہو رہا ہے؟ میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہوں گا کہ امریکہ سمیت پورے یورپ اور ترقی یافتہ ممالک میں پچھلے چار سالوں سے ہر سال آٹھ، سات اور چھ فیصد کی حد تک تنخواہوں کو decrease کیا جا رہا ہے۔ یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ جرمنی، فرانس، اٹلی اور سپین میں گزشتہ تین سالوں سے آٹھ آٹھ فیصد تک سرکاری ملازمین کی تنخواہیں کاٹی جا رہی ہیں لیکن پھر بھی ہماری گورنمنٹ نے دس فیصد تنخواہ بڑھادی ہے جس پر میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس دس فیصد تنخواہ بڑھانے سے قومی خزانے کو 10۔ارب روپے مزید ادا کرنا پڑیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے اپنے resources دیکھنے ہیں، ہم نے اپنے پاؤں کو اپنی چادر کے مطابق پھیلانا ہے اور ایک ایسا بجٹ جس میں کم از کم تنخواہ دس ہزار روپے رکھی گئی ہے، وزراء کے لئے furnishing کا سسٹم ختم کر دیا گیا ہے اور عام آدمی کے لئے 28۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جو لوگوں کو آٹے کی مد میں ملیں گے اور رمضان المبارک کے لئے 5۔ارب روپے کا بہت بڑا پیکج دیا گیا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ بڑی سخت محنت اور جانفشانی سے یہ بجٹ تیار کیا گیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس کے علاوہ خواتین کے لئے 50 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں، عام آدمی کے لئے بائیو گیس چلانے کے لئے 7۔ارب 50 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں، طلباء کے لئے 9۔ارب روپے اور 3۔ارب 50 کروڑ روپے missing facilities کے لئے رکھے گئے ہیں جس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج جدید دَور کے مطابق کمپیوٹرلیب کے لئے 7۔ارب 50 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ حفظانِ صحت کے لئے 200 ملین روپے، واٹر فلٹریشن پلانٹ جو کہ صرف اور صرف دیہی علاقوں میں لگائے جائیں گے ان کے لئے 10۔ارب 87 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ جنوبی پنجاب کے لئے 93۔ارب روپے اور 48۔ارب روپے ہسپتالوں کے لئے رکھے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا یہ ایوان وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ کو مبارکباد دیتا ہے کہ انہوں نے آج عوام کی

درست طور پر نمائندگی کی ہے اور اپنی غریب قوم کے لئے صنعتکار اور زراعت کو ترقی دینے کے لئے ہر مد میں پیسے رکھے ہیں۔ مجھے حیرانی اس بات پر ہے کہ کچھ لوگوں نے کہا کہ ان کو بجٹ کی سمجھ ہی نہیں آئی، آپ نے حکم دیا ہے کہ نام نہیں لینا۔ اگر کسی کو سمجھ نہیں آئی تو ہم اس کے لئے سکول تو نہیں کھول سکتے بلکہ اس کو خود سوچنا چاہئے کہ اس کو کس بات کی سمجھ آتی ہے؟ اس ایوان میں ابھی بجٹ پیش کیا گیا ہے لیکن بعد میں قانون سازی بھی ہو گی تو ہم کسی کے لئے سکول نہیں کھول سکتے لہذا سب کو خود گھر سے پڑھ کر آنا ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آج اس ایوان کی طرف سے میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب اور اپنے قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک متوازن بجٹ پیش کیا ہے جس میں 68 فیصد non development اور 32 فیصد development budget ہے۔ ان سنگین معاشی حالات میں بہت متوازن اور اعلیٰ قسم کا بجٹ ہے جو عام آدمی کے لئے ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ! اپنی سیٹ پر پہنچیں اور اپنی بات کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں نے اپنا نام Monday کا دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: لیکن میرے پاس آپ کا نام ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں نے Monday کا ہی دیا تھا۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ کی مرضی ہے۔ Monday کو بھی بات کرنے کے لئے پانچ منٹ ملیں گے اور آج بھی پانچ منٹ ہی ملیں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اگر آپ نے کہہ دیا ہے تو میں بات کر لیتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بات کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کو مبارکباد دینا چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس منصب پر بٹھایا ہے اور جب سے ہم پارلیمنٹیرین بنے ہیں تو ہمیں مائیک نہیں دیا گیا۔ آج پہلی دفعہ ملا ہے تو میں چاہتی ہوں اور میری خوش قسمتی ہے کہ آپ کو مبارکباد پیش کروں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!دوسری بات یہ ہے کہ میں میاں صاحب کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ تیسری دفعہ انہیں یہ عہدہ ملا ہے اور عوام کا mandate حاصل ہوا ہے۔Mandate تو mandate ہوتا ہے وہ جعلی ہو یا اصلی۔ان پر ایک بھاری ذمہ داری عائد ہوئی ہے کہ انہیں عوام نے mandate دیا ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں اس mandate پر پورا اتارے اور جہاں پر اپوزیشن کی ضرورت پڑے گی ہم ان کا ساتھ دیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:شاباش۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!جیسا کہ ایجوکیشن، صحت کے لئے اور اس بجٹ میں جتنے بھی ہمارے پروگرام جو پنجاب کی ریڑھ کی ہڈی تھے تو یہ جو بجٹ پیش کیا ہے یہ totally خسارے کا بجٹ پیش کیا گیا ہے۔اس کی بھرپور مثال میں نے ریکارڈ پر لکھی ہے تاکہ میرے کسی فقرے میں غلطی نہ ہو اور میں نے ایک ایک بات figure out کی تھی اس لئے میں سوموار کے دن اپنی تقریر کرنا چاہتی تھی۔ میں لاء اینڈ آرڈر کی بات کروں گی۔۔۔

جناب سپیکر:اب تو ماشاءاللہ مائیک کے بغیر بھی آپ کی آواز یہاں پہنچ سکتی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر اپنے ہینڈ بیگ سے کچھ تلاش کرنے لگیں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!مجھے figures ہی نظر نہیں آرہے۔

جناب سپیکر:محترمہ!کیا گم ہو گیا ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!عینک نہیں مل رہی جس کی وجہ سے مجھے figures پڑھنے میں دشواری ہو رہی ہے۔ سب سے پہلے تو میں پچھلے پانچ سال جو 2008 سے 2013 تک جب پرویز الہیٰ صاحب نے یہ صوبہ آپ کے حوالے کیا یعنی جب آپ کو mandate ملا تب 100۔ارب روپے کا surplus صوبہ تھا اور آج اس صوبے کا یہ حال ہوا ہے کہ 445۔ارب روپے کا یہ deficit ہے جس سے صوبہ مقروض ہو چکا ہے۔اس سے بدترین مثال اور کیا ہو گی کہ جب پرویز الہیٰ صاحب کا دور تھا تو انہوں نے پانچ سال گزار کر بھی surplus صوبہ چھوڑا۔آج یہ صوبہ 445۔ارب روپے کا مقروض ہو چکا ہے۔ یہ good governance ہے، یہ اچھی کامیابی ہے اور یہ اچھے معاملات طے کئے ہیں؟ان سے اچھی تو صوبہ سندھ اور خیبر پختونخواہ کی حکومتیں نکلیں جنہوں نے 15 فیصد سرکاری ملازمین کی تنخواہیں بڑھائیں۔جنہوں نے آپ لوگوں کو الیکشن جتوایا، پنجاب کا الیکشن جیتنے میں سرکاری ملازمین نے بڑی مدد

کی ہے اور جب انہوں نے شور مچایا تو پھر بھی آپ ان کی 15 فیصد تنخواہیں نہیں بڑھا سکے اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ پنجاب حکومت نے اپنے منشور کے ساتھ زیادتی کی ہے کیونکہ منشور میں بھی 15 فیصد سرکاری ملازمین کی تنخواہیں بڑھانے کا لکھا گیا تھا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے No, No کی آوازیں)

جناب سپیکر! آج اگر ہم روٹی، کپڑا، بے روزگاری، غربت اور مہنگائی کی بات کرتے ہیں تو ان سب کے پیچھے بجلی کا بحران ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ ہمیں اس بجٹ میں 50 فیصد بجلی کے بحران کے لئے رقم مختص کرنی چاہئے تھی تاکہ عوام کے گھروں میں روزگار جائے، فیکٹریاں چلیں۔۔۔

جناب سپیکر: اچھی تجویز ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: صنعتیں بند ہو چکی ہیں اور ہم ہر بات پر یہ کہتے ہیں کہ پچھلی حکومت نے انہیں جہیز میں دیا اور ورثے میں دیا تو آپ لوگ پانچ سال سے یہاں پر موجود ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: معزز ممبران interrupt نہ کریں۔ خاموشی سے ان کی بات سنیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! سچی بات کڑوی لگتی ہے اور میری باتیں سچی ہوتی ہیں جو شروع سے ہی انہیں کڑوی لگتی ہیں۔ کوئی بات نہیں اور میں اپنی بات کہہ کر ہی رہوں گی۔ اگر یہ 50 فیصد رقم بجلی بحران کے لئے رکھتے تو شاید ہماری صنعتیں اور فیکٹریاں چل پڑتیں اور بے روزگاری، غربت اور مہنگائی ختم ہو جاتی اور روزگار عوام کے گھروں تک پہنچتا لیکن ٹوپی ڈرامے کرنے کے لئے پھر وہی بات کہ آٹا سستا کرنے کے لئے جو سبسڈی اور پنجاب کے عوام کو بھکاری بنانے کے لئے جتنی facilities ہیں وہ دی جا رہی ہیں۔ پہلے بھی آشیانہ سکیم تھی اور اس سکیم کے فارموں کے نام پر ایک ایک ہزار روپیہ لیا گیا۔ قرعہ اندازی کی گئی اور پھر دوبارہ قرعہ اندازی بند کر دی گئی۔ قرعہ اندازی میں نکلنے والے ناموں کو refuse کر دیا گیا۔ اب پھر آشیانہ سکیم پر اتنا پیسا رکھا گیا ہے۔ کون ایسا آدمی ہے کہ جو اتنا امیر ہو گا کہ 10 فیصد، 15 فیصد یا 25 فیصد پر یہ فارم fill کرے گا؟

جناب سپیکر! آپ لوگوں نے پانچ مرلہ کے گھروں پر بھی پراپرٹی ٹیکس لگا دیا حالانکہ پرویز الہیٰ صاحب کے دور میں پانچ مرلہ کے گھروں پر پراپرٹی ٹیکس نہیں تھا۔ پانچ مرلے کا گھر ایک متوسط اور غریب بندے کا گھر ہو گا۔ اب جاتی عمرہ جیسا گھر تو کسی عام بندے کا نہیں ہو سکتا۔ اس پر اگر ٹیکس لگے تو ہم بات بھی مانیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے معاملات تھے جن پر میں آپ کی توجہ دلاتی ہوں کہ ہم لوگوں کو بھکاری بنانے کی بجائے ان کے گھروں کے حالات اور ان کی frustration کو دیکھ لیں کہ وہ کن

حالات سے گزر رہے ہیں۔ ہم بڑی بڑی گاڑیوں، لعنت ہے جناب میرے اوپر کہ میں اتنی بڑی گاڑی میں آتی ہوں جبکہ غریب لوگ بے چارے سڑکوں پر رُل رہے ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "لعنت" کی آوازیں)

اور اسی طرح کی گاڑیاں آپ کے پاس بھی ہیں۔ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے پنجاب حکومت کے ہر آدمی کے پاس ہیں جو بڑی بڑی مرسڈیز اور جیپوں میں آتے ہیں۔ اپنے سے نچلے آدمی کو دیکھیں، ان کے لئے بجٹ بنانا چاہئے تھا لیکن انہوں نے ان کا نہیں سوچا۔ اپنے سے نچلے کا نہیں سوچا امیر کو امیر تر کیا گیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "جھوٹ اور غلط" کی آوازیں)

جناب سپیکر: معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔ جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ انہیں رہنے دیجئے اور سچائی کو سنئے۔ جی ایس ٹی کے نفاذ سے ہر ایک چیز کی قیمت بڑھ گئی ہے۔ آٹا، دال، چاول، چینی اور گھی کی قیمتیں بڑھا کر کیا انہوں نے غریب کے ساتھ زیادتی نہیں کی؟ یہ لوگ تو olive oil میں کھانا کھاتے ہیں۔ وہ غریب آدمی جو گھی میں کھانا بناتا ہے تو اس گھی کو بھی مہنگا کر دیا گیا ہے۔ ماچس کی تیلی سے لے کر اشیائے ضروریہ کی تمام چیزوں کو مہنگا کیا گیا ہے۔ کیوں ایسا کیا گیا، کیا یہ غریبوں کا بجٹ بنایا گیا ہے؟ یہ خسارے کا بجٹ ہے جسے مسترد کیا جاتا ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے No, No کی آوازیں)

جناب سپیکر: جب آپ بات کریں گی تو وہ بھی سنیں گی اس لئے آپ ان کی بات سنیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اگر آپ مجھے Perfect facts and figures کے ساتھ نہیں بولنے دیں گے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"ہم بھی انہیں بات نہیں کرنے دیں گے" کی آوازیں)

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پولیس کا محکمہ فلاپ ہو چکا ہے۔ پولیس کے لئے پچھلی دفعہ بھی انہوں نے اربوں روپے رکھا لیکن آج ہمارا صوبہ لاء اینڈ آرڈر کی خراب صورتحال میں سر فہرست ہے۔ سب سے زیادہ کرپشن، سب سے زیادہ ایف آئی آرز، حادثات سب سے زیادہ، تشدد بھی زیادہ

پنجاب میں ہو رہا ہے۔ یہ میں نہیں کہہ رہی بلکہ یہ سرکاری documents کہہ رہے ہیں۔ ہمارا صوبہ پنجاب lawlessness میں نمبر ایک ہو چکا ہے۔ کیا یہ good governance ہے اور کیا یہ good management ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ آج آپ کا دل بھی خون کے آنسو رو رہا ہے اور ہمارا بھی رو رہا ہے۔ ہم بے شک اپوزیشن میں ہیں لیکن ہم یہی چاہتے ہیں کہ اپوزیشن بھی حکومت کے ساتھ مل کر عوام کے لئے کچھ کرے اور جہاں ہماری تجاویز آپ کو اچھی لگتی ہیں، میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہمیشہ کرم نوازی کی ہے، ہر ایک کو موقع دیا ہے اور ہر ایک کی بات سنی ہے۔ اب بھی ہماری یہی بات ہے کہ ہماری تجاویز کو اہمیت اور value دی جائے۔ وزیر خزانہ صاحب کو تو یہ بھی معلوم نہیں تھا اور انہیں تو ایک دن پہلے کتاب دے دی گئی کہ رٹ لو اور پڑھ لو۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! Time over ہو گیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہمیں بھی اپنی تجاویز میں شامل کریں اور ہم سے تجاویز لیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے تقریر کل کرنی تھی لیکن میں آج بھی کوشش کروں گی کہ کچھ points۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آج ہی آپ کے پاس وقت ہے اور آج ہی جو کچھ کہنا ہے کہہ لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اپوزیشن کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور اپوزیشن لیڈر صاحب کی تقریر میں کچھ points ایسے ہیں جن کی clarification ہونی چاہئے۔ میں کوشش کروں گی کہ جو facts & figures ہیں، میں سمجھتی ہوں کہ میں نہیں کہتی کہ جان بوجھ کر twist کئے گئے لیکن جو بھی realities ہیں وہ میں آپ کے ساتھ share کر سکوں۔ سب سے پہلے اپوزیشن لیڈر صاحب نے ٹیکس فری بجٹ پر کہا کہ یہ ٹیکس فری بجٹ نہیں ہے اور 48 فیصد ٹیکسوں میں اضافہ ہوا ہے۔ ملک اور صوبہ کو چلانے کے لئے یقیناً ریونیو درکار ہوتا ہے اور ریونیو کے لئے ہمیشہ ہر مہذب ملک کے اندر ٹیکسوں کی شرح کو بہتر کیا جاتا ہے۔ اپنے ریونیو کو بڑھانے کے لئے دو طریق کار ہو سکتے تھے۔ پہلا یہ تھا کہ ٹیکسوں کے rate کو اتنا بڑھا دیا جاتا کہ اس سے پیسے حاصل کئے جا سکتے تھے یا یہ طریق کار ہو سکتا تھا کہ

نئے taxes کے حوالے سے ایسی base بنادی جائے کہ جو لوگ ٹیکس نیٹ ورک میں نہیں ہیں ان کو ٹیکس نیٹ ورک میں لے کر آیا جائے تاکہ جن لوگوں کو اس ملک میں بڑے بڑے گھر رکھنے کا حق ہے، بڑی بڑی گاڑیاں رکھنے کا حق ہے تو ان کو اس ملک کے لئے ٹیکس نیٹ ورک میں لانا بہت ضروری ہے۔ ہم نے ٹیکس کی base کو بڑھایا ہے، جو لوگ ٹیکس نیٹ ورک میں نہیں ہیں ان کو اس میں لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ مجھے افسوس ہوا کہ ایک طرف اپوزیشن لیڈر صاحب کو غریبوں کا بڑا خیال ہے، وہ غریبوں کی بہت دہائی دے رہے تھے لیکن دوسری طرف ان کی جو constituency ہے مجھے اس کا بھی احساس ہے جس میں بڑے بڑے گھر ہیں اور بڑے بڑے گھر گلبرگ، ماڈل ٹاؤن کے علاقوں میں آتے ہیں ان پر پراپرٹی ٹیکس لگنے پر اپوزیشن لیڈر کافی سیخ پا نظر آئے۔ میں ان سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ جناب مان لیا کہ آپ کو بڑے بڑے گھروں میں رہنے والے لوگوں نے ووٹ دیئے ہیں لیکن پنجاب کی دس کروڑ سے زیادہ کی آبادی ہے جس میں اکثریت غریب لوگوں کی ہے اور 90 فیصد غریب لوگ ہیں، ان غریب لوگوں کی زندگی بہتر کرنے کے لئے ہمیں ان دو یا تین فیصد لوگوں کو ٹیکس نیٹ ورک میں لانا تھا۔ ان سے ٹیکس لینا ہمارا حق ہے، اگر یہ گناہ ہے تو یہ گناہ ہم کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دوسری بات میں ایجوکیشن کے حوالے سے کہنا چاہتی ہوں کہ اپوزیشن لیڈر۔۔۔ مجھے اچھا لگا اور میں بالکل ان کا بہت احترام کرتی ہوں۔ انہوں نے کل بھی ایک ٹی وی پروگرام میں غلط figures quote کئے تھے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تھوڑا سا یہ کہہ دیں کہ میں تصحیح کرنا چاہتی ہوں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی، میں تصحیح کر رہی ہوں۔ اس وقت بھی ان کے مطابق ایجوکیشن کا بجٹ 10 فیصد تھا لیکن مجھے خوشی ہوئی کہ اب اپوزیشن لیڈر صاحب نے کتابیں پڑھی ہیں لیکن ابھی بھی میں سمجھتی ہوں کہ ان سے ایک آدھی کتاب پڑھنے میں شاید بھول چونک ہو گئی ہے۔ ان کے مطابق ایجوکیشن کا بجٹ 24 فیصد ہے جو 210۔ارب روپے ہے۔ میں اس کی تصحیح کرنا چاہتی ہوں کہ حکومت پنجاب کا ایجوکیشن کا بجٹ 244۔ارب روپے ہے جو 26 فیصد بنتا ہے جو کہ KPK کی گورنمنٹ سے 15 فیصد زیادہ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ تعلیم کے حوالے سے اپوزیشن لیڈر کے جو consensus ہیں اور وہ ہماری بھی معلومات افزا گفتگو سے مستفید ہوں گے۔ مجھے اچھا لگا کہ ان کو غریب بچوں کا بہت خیال ہے، ان کو یہ بھی

خیال ہے کہ پرائیویٹ ادارے 10 فیصد بچوں کو اپنے پرائیویٹ سکولوں میں شامل نہیں کر رہے ہیں۔ اس بارے میں میری ایک suggestion ہے کہ PTI کے ایک بہت بڑے لیڈر ہیں جن کا پرائیویٹ سکولوں کا بہت بڑا نیٹ ورک ہے تو وہ بسم اللہ کریں اور اعلان کریں کہ آج سے ان کے سکول نیٹ ورک کے اندر صرف غریب بچے پڑھا کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں آپ کو گارنٹی دینا چاہتی ہوں کہ اگر اس پرائیویٹ سکول کے نیٹ ورک میں غریب بچوں کا داخلہ ہو جائے تو یہ پاکستان اور ایجوکیشن کی ہسٹری میں بہت بڑا کارنامہ ہو گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ PTI کی جو ترجیحات ہیں اس کا انہیں ایک ثبوت دینا پڑے گا اور میری گزارش ہے کہ اس پر implement کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک اس نیٹ ورک کے علاوہ باقی سکولوں کی بات ہے تو یقیناً پچھلی بار بھی یہ proposal رکھی گئی تھی لیکن اس میں قانونی ترامیم کی ضرورت پڑے گی۔ وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں اس کا بھی اعلان کیا ہے کہ ہم اس پر قانون سازی کریں گے اور قانون سازی کے ذریعے باقی پرائیویٹ سکولوں کو اس بات پر مجبور کیا جائے گا کہ کم از کم 10 فیصد غریب بچوں کو داخل کیا جائے۔

جناب سپیکر! اپوزیشن لیڈر نے general administration میں جو 106۔ارب روپے quote کئے ہیں وہ غلط ہیں، میں نے ان کی پوری speech پر research کی ہے اور محکمہ خزانہ کے لوگوں سے بھی پوچھا ہے یہ 106۔ارب روپے غلط quote کئے جا رہے ہیں۔ میں پہلے general administration کا مطلب بتانا چاہتی ہوں کہ general administration کے اندر بہت بڑی بڑی مدیں آتی ہیں۔ لوکل باڈیز اور لوکل گورنمنٹ کو ہم جو فنڈز دیتے ہیں وہ مد بھی اس میں آتی ہے۔ تنخواہیں، پنشن، پولیس ڈیپارٹمنٹ، لاء اینڈ آرڈر اور ہماری سکیورٹی ایجنسیاں اس میں شامل ہوتی ہیں اس لئے اس میں جو quote term کی گئی ہے وہ غلط ہے۔اس بات کی بھی میں تصحیح کرنا چاہتی ہوں کہ جو لوکل باڈیز کے الیکشن کے حوالے سے کہا گیا کہ اس پر کوئی رقم نہیں رکھی گئی ہے میں اس میں صرف یہ گزارش کروں گی کہ لوکل باڈیز کا الیکشن کرانا الیکشن کمیشن کی ذمہ داری ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں، بس کریں، بہت شکریہ۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری بات complete ہونے دیں یا تو میں facts and figures سے ہٹ کر گفتگو کر رہی ہوں تو پھر کہیں۔یہاں پر تقریر کا مطلب صرف تقریر کرنا ہی نہیں ہے بلکہ یہ facts and figures صحیح جانے بہت ضروری ہیں کیونکہ یہاں میڈیا بیٹھا ہے اور باقی لوگ بھی موجود ہیں اس لئے صحیح message جانا چاہئے۔ میں اپنی بات جلد ہی wind up کر دیتی ہوں۔

لوکل باڈیز کے حوالے سے کہا گیا کہ الیکشن کے لئے پیسے نہیں رکھے گئے اس میں اہم بات یہ ہے کہ الیکشن کروانا basically الیکشن کمیشن کی ذمہ داری ہوا کرتی ہے لیکن block allocations بھی اس لئے رکھی جاتی ہیں تاکہ الیکشن میں مدد کی جاسکے اور لوکل گورنمنٹ اس پر الیکشن کروا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔اب آپ تشریف رکھیں، شاباش۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بجلی کے ٹیرف میں ایک روپے بارہ پیسے اضافہ کر دیا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جب آپ کی تقریر کرنے کی باری آئے گی تو اس میں آپ یہ بات کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایوان اس پر احتجاج کرتا ہے، یہ اضافہ واپس لیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: جب تجویز آئے گی پھر ہم اس پر غور کریں گے، ابھی کچھ نہیں ہو گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ایوان میں اس طرح سے غلط بیانی کرنا ٹھیک نہیں ہوتا۔ پہلے تو میں اپنی بہن کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ میں انہیں بڑا اچھا لگا ہوں لیکن اس طرح کی غلط بیانی کرنا مناسب نہیں۔ یہ budget speech ہے، میں نے یہ figures یہاں سے لئے ہیں اور یہ کہہ رہی ہیں کہ general administration میں اپوزیشن لیڈر نے جو figures quote کئے ہیں وہ غلط ہیں۔ یہ میرے سارے figures کو null and void قرار دے رہی ہیں یہ ایوان کے تقدس کا خیال کریں۔ میں انہیں صفحہ نمبر 30 کا کہتا ہوں کہ یہ ذرا اسے study کریں کہ general administration میں 101۔ارب 6 کروڑ روپیہ رکھا ہوا ہے۔اس طرح کی لفاظی کے ساتھ ایوان کو نہ الجھائیں بلکہ to the point میرٹ اور facts پر بات کریں تو بات سنی جائے گی، اس طرح نہ کریں۔ میں اس کا دوبارہ جواب دے سکتا ہوں لیکن اگر آپ نے بات کرنی ہے تو صحیح کریں۔

جناب سپیکر: آپ کی ان سے لڑائی تو ویسے ہی نہیں جچتی، آپ اس بات کو چھوڑ دیں، اچھا نہیں لگتا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرے بارے میں جو اپوزیشن لیڈر نے بات کی ہے میں clarification کرنا چاہتی ہوں۔ وہ میرے بڑے اور محترم ہیں لیکن انہوں نے پہلے 106۔ارب روپے point out کیا تھا اور اب یہ 101۔ارب روپے کہہ رہے ہیں۔ مجھے یہ بتائیے کہ ان کی پہلی بات ٹھیک

ہے یا اب کی بات ٹھیک ہے؟ میرا مقصد یہاں پر کسی کو disgrace کرنا نہیں ہے بلکہ میرا مقصد یہاں پر کچھ clarification کرنا ہے۔ان کا حق ہے یہ تنقید کریں لیکن مجھے بھی بات کرنے کا حق ہے کیونکہ میں بھی اس ایوان کی سینئر ممبر میں شمار ہوتی ہوں۔ایک بہت sensitive بات پر مجھے گزارش کرنی ہے کہ جو آج اس ایوان میں پنجاب کے تین ٹکڑے کرنے کی بات کی گئی ہے۔(شور وغل)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!ان سے کہیں کہ یہ ٹھیک بات کریں۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں،اس طرح شور میں آپ کیسے بات کر پائیں گے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!میری کم از کم ڈگری جعلی نہیں ہے، میں اصلی ڈگری پر اس ایوان میں بیٹھی ہوں۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!میرا باپ کم از کم ریمنڈ ڈیوس کا وکیل نہیں تھا۔(شور وغل)

جناب سپیکر: چلیں،بس ٹھیک ہے،تشریف رکھیں۔ایسی بات نہ کریں اور مہربانی فرمائیں۔
Order in the House, order in the House.
آپ کیا کر رہے ہیں؟ایسے نہ کریں۔ محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!اب آپ بھی ذرا مہربانی کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!میں صرف ان کی بات کا جواب دینا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی،آپ کی بات سن لی ہے۔آپ نے اپنی بات کر لی ہے اور انہوں نے بھی اپنی بات کر لی ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!اب آپ تشریف رکھیں۔آپ کی بڑی مہربانی،آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: عظمیٰ صاحبہ!آپ تشریف رکھیں۔ میں دوسرے معزز ممبر کو موقع دے رہا ہوں۔ Next name ملک تیمور مسعود صاحب کا ہے۔

ملک تیمور مسعود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!میں ایک تو یہ گزارش کروں گا کہ ویسے بھی ہماری اپوزیشن کے ممبران گنتی میں تو کم ہیں اور ٹائم جو ہمیں دیا جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں، ٹائم آپ کا شروع ہو چکا ہے۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! اس کا بھی زیادہ تر حصہ ٹریژری بنچز کو دے دیا جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کیا دے دیا جاتا ہے؟

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! میرے خیال میں پانچ منٹ کا ٹائم opposition benches کو دیا جاتا ہے اور اس سے کہیں زیادہ ٹائم آپ نے treasury benches کے فاضل ممبران کو دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے آپ پر افسوس ہے۔

ملک تیمور مسعود: میرا خیال ہے کہ یہ inequality نہیں ہونی چاہئے۔ بہر حال میں آج 897۔ارب روپے کے بجٹ پر بحث کرنا اپنے لئے اعزاز سمجھتا ہوں۔ یہاں پر مجھے مایوسی بھی اس بات کی ہے کہ گو اس کا حجم تو 897۔ارب روپے ہے لیکن جو پنجاب کے دس کروڑ عوام ہیں ان کی مایوسی کا حجم اس سے بہت زیادہ ہے لہذا سب سے بڑی اور اہم بات جو اس بجٹ میں ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ سرکاری ملازمین کی ہے جو کہ اس ملک کے اندر ٹیکس نیٹ میں سب سے زیادہ اپنا حصہ ادا کر رہے ہیں۔ more then 70 percent جو ٹیکس دیا جاتا ہے وہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں سے دیا جاتا ہے جب ان کے ٹیکس کے پیسے سے بجٹ بنایا جاتا ہے اور اس حکومت کو چلانے کے لئے انہی کے پیسے کو استعمال کیا جاتا ہے لیکن جب مراعات دینے کی باری آتی ہے تو افسوس کی بات ہے کہ ہر وقت اتنے تھوڑے دل کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ دس فیصد سے بھی بڑھ کر ان کی وہ تمام تر ضروریات جو کہ ان نامساعد حالات اور مہنگائی کے اندر ان کا جو حق بنتا ہے وہ ان کو نہیں دیا جا رہا لہذا میری اس ایوان سے گزارش ہو گی کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں دس فیصد سے بڑھا کر کم از کم باقی صوبے سندھ اور KPK کی طرح پندرہ فیصد اضافہ کیا جائے تاکہ سرکاری ملازموں کے اندر جو مایوسی کی لہر دوڑ رہی ہے اس کو کسی حد تک کم کیا جا سکے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد جیسا کہ بہت چرچا کیا گیا، یہاں پر تعلیم کے بجٹ کے حوالے سے کبھی 24 فیصد اور کبھی 26 فیصد بڑھایا گیا لیکن میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ ہم بڑھا کر 50 فیصد پر بھی لے جائیں گے اور کئی سو ارب روپے بھی تعلیم کے بجٹ کے لئے رکھ دیں گے لیکن اس سے پہلے جو معاملات چلائے جا رہے ہیں جیسا کہ اس ایجوکیشن سیکٹر کے اندر چیف منسٹر ایجوکیشن ریفارم پروگرام ہے جس کے تحت تمام تر سکولوں کے اندر سہولتیں فراہم کرنا ہیں اور اس بجٹ میں بھی جس طریقے سے ذکر کیا گیا کہ ایک سکول کونسل بنائی جائے گی جس کے لئے ڈیڑھ ارب روپے کے فنڈز کی allocation کی

جائے گی۔اسی طریقے سےmissing facilitiesکے لئے،books provideکرنے کے لئےاور labs provideکرنے کے لئے3۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔میری یہ گزارش ہے کہ جو3۔ارب روپے رکھے گئے ہیں اگر آپ اس میں نیا فنڈز دینے کی بجائے جو alreadyوہاں پرfacilitiesموجود ہیں انہی پرproper check and balanceرکھا جائے اور دیکھا جائے کہ آیا جو پیسے دیئے جارہے ہیں وہ وہاں پر صحیح طریقے سے استعمال ہورہے ہیں یا نہیں کیونکہ بہت سے ایسے سکولوں کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں جہاں پر بچوں کو سکولوں میں گرمیوں کی چھٹیاں ہوچکی ہیں لیکن جو free booksان کوprovideکی جانی تھیں وہ ابھی تک تین مہینے گزرنے کے باوجود نہیں دی گئیں۔یہ پیسا تو بجٹ میں ان کی کتابوں اور لیبارٹریوں کے لئے دیا جاتا ہے لیکن وہاں پر جوfacilitiesنہیں پہنچتیں ان کا ذمہ دار کون ہے،اس پرcheck and balanceکون رکھے گا؟لہذا اس پر زیادہ زور دیا جائے بجائے اس کے کہ ہمcredit gainکرنے کے لئے اور ایک سستی شہرت کے لئے ایجوکیشن کے بجٹ کو بڑھا چڑھا کر بیان کریں۔

جناب سپیکر!میں یہاں پر ایک اور بات بھی کہتا چلوں کہ جس طریقے سے یہاں پر ایجوکیشن کے لئے اسی بجٹ کے اندر ایک پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام کیا گیا ہے جس کے تحت تیرہ لاکھ کے قریب بچوں کو جو کہ سرکاری سکولوں میں تعلیم حاصل کر نہیں سکتے ان سکولوں میں ان کے داخلے نہ ہونے کی وجہ سے ان کو پرائیویٹ سکولوں کے اندرcompensateکیا جاتا ہے اور اس کے لئے بجٹ میں7۔ارب روپے رکھے گئے ہیں تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ سرکاری سکولوں کے بچوں کو جو کہ پنجاب ٹیکسٹ بورڈ کا نصاب پڑھتے ہیں جبکہ پرائیویٹ سکولوں کے اندر جن پر کوئی چیک نہیں اور کوئی پتا نہیں کہ وہاں پر کون سے ٹیکسٹ بورڈ کی کتابیں پڑھائیں جاتی ہیں،ان کاsyllabusکیا ہے،کیوں یہ دہرا معیار اپنا کر7۔ارب روپیہ ضائع کیا جاتا ہے اور ان بچوں کے مستقبل کو تاریک کیا جاتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!یہاں پر انرجی سیکٹر کے اندر20۔ارب روپیہ رکھا گیا تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے کہ آپ نے انرجی سیکٹر کے اندر پچھلے سال بجٹ میں10۔ارب روپیہ رکھا تھا تو مجھے صرف اتنا بتادیں کہ آپ انرجی سیکٹر کے اندر کتنیimprovementلے کر آئے ہیں؟اب جو آپ نے یہ بجٹ دگنا کر دیا ہے اور اب اس کو کتنی بہتری کے ساتھ لے کر آسکتے ہیں؟

جناب سپیکر:بہت شکریہ۔آپ کی بہت مہربانی۔جی،محمد وحید گل صاحب!

جناب محمد وحید گل: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

جناب سپیکر: بات سنیں!آپ نے اس دن بھی میری بات سنی ہو گی آپ نے کسی کے ساتھ personal نہیں ہونا۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!انشاءاللہ ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔جی،وحید گل صاحب!

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!ساری تعریفیں اس ربِ کائنات کے لئے جو ہم سب کا خالق ومالک ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کی ذات مبارک پر کروڑوں درود و سلام۔ میرے لئے آج ایک اعزاز کی بات ہے کہ آج میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کے وژن کے مطابق ایک سیاسی ورکر آج اس ایوان کے اندر پہنچا ہے۔ وہ سیاسی ورکر جس نے آپ کے لئے ،آپ کی عزت و وقار اور جمہوریت کو بچانے کے لئے سڑکوں پر ماریں کھائیں، ہم نے مشرف دور کی ڈکٹیٹر شپ کے اندر اذیتیں برداشت کر کے بھی جمہوریت کا عَلم گرنے نہیں دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو بجٹ آج پیش کیا گیا ہے اس بجٹ کے اندر میں نہیں سمجھتا کہ کوئی پہلو بھی ایسا نہیں جو چھوڑا گیا ہو، جہاں پر غریبوں کے لئے 36۔ارب روپے کی سبسڈی رکھ کر اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اس ملک اور اس صوبہ پر اتنا ہی حق اس غریب آدمی کا بھی ہے جتنا کہ ایک elite class کا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ رمضان المبارک کے لئے 5۔ارب روپے کی خطیر رقم رکھ کر اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ غریبوں کے لئے رمضان شریف کے اندر آسانی پیدا کی جا سکے۔

جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر دانش سکولوں کی بڑی بات ہوتی ہے تو میں اس مثال سے سمجھنا چاہتا ہوں کہ اگر ایک غریب آدمی کسی کے پاس فریاد لے کر آئے تو آپ اس کی کچھ مدد کر دیتے ہیں اور اس کی ساری ضرورتوں کا ازالہ ہر کوئی نہیں کر سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں پر اس ملک کے اندر ایجیسن کالج اور دوسرے بڑے بڑے سکولوں کے پاس سے غریب آدمی گزر بھی نہیں سکتا وہاں پر چیف منسٹر پنجاب نے اس بات کو یقینی بنایا ہے کہ جس غریب کو آج روٹی اور روزی کمانا مشکل ہے جس کی 6ہزار روپے تک کی آمدنی ہے اس کا بچہ بھی ایسے سکول،ایسے ادارے کے اندر تعلیم حاصل کرے اور وہ بھی وہاں سے پڑھ کر ملک و قوم کی خدمت کر سکے۔ آج اپوزیشن لیڈر نے یہ بات کی ہے جس میں

انہوں نے سکولوں میں تعلیمی نظام پر بات کی ہے کہ ایک طرف انگلش میڈیم سکول ہیں،ایک طرف اُردو میڈیم سکول ہیں اور ایک طرف دینی تعلیم کے ادارے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے بات نہیں کرنی چاہئے، ہمیں اپنے صوبے کی بات کرنی چاہئے لیکن یہاں پر بار بار خیبر پختونخواہ کی حکومت کا ذکر کیا گیا ہے تو میں اِن کو کہتا ہوں کہ یہ اپنے لیڈر صاحب کو کہیں کہ وہاں پر یا تو دینی اداروں کو ختم کر کے یا ایلیٹ سکولوں کو اُس کے اندر ضم کر کے کوئی مثال پیدا کریں اور دکھائیں تو آئندہ سال ہم بھی اس بات پر سوچ سکتے ہیں،اگر کوئی اچھی مثال پیدا ہوئی تو پھر اس کے مطابق دیکھا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ یہاں پر میٹرو بس کی بات کی گئی،اس سے ان کو بہت تکلیف پہنچتی ہے کہ ایک فیصد لوگوں کے لئے میٹرو بس چلائی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس شہر کے پانچ بڑے ہسپتال جن میں جنرل ہسپتال، چلڈرن ہسپتال، گلاب دیوی ہسپتال شامل ہیں۔ پانچ بڑے ہسپتال اس روڈ پر موجود ہیں جہاں غریب آدمی صرف بیس روپے میں ان ہسپتالوں میں اس طرح سے پہنچتا ہے جس طرح سے امیر آدمی گاڑیوں میں پہنچا کرتے تھے۔ایک طرف یہ کہا گیا کہ ایک فیصد لوگ یہ روڈ استعمال کرتے ہیں اور دوسری طرف ان کی اس تجویز کے اندر تضاد ہے،اپوزیشن لیڈر صاحب فرماتے ہیں کہ جلو سے لے کر ٹھوکر تک ٹریک لینڈ بچھا دی جائے تو میں ان سے عرض کرتا ہوں کہ کیا مجھے یہ بتانا پسند کریں گے کہ وہ ٹریک کتنے فیصد لوگوں کے لئے ہو گا؟

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ موقع دیا ہے کہ ہم ہر بات اس ایوان میں کریں۔ میں نے دیکھا کہ اپوزیشن لیڈر صاحب بجٹ کے دوسرے دن پریس کلب کے سامنے احتجاج کر رہے تھے، یہ وقت فوٹو سیشن کا نہیں ہے اور ان کو کیا اس بجٹ کے اندر کوئی اچھی بات نظر نہیں آئی؟ میری معزز خواتین بہنیں بیٹھی ہوئی ہیں۔25۔ارب روپے کی خطیر رقم رکھ کر وزیر خزانہ صاحب نے ایک ایسا کام کیا ہے جو شاید آج سے پہلے خواتین کے لئے نہ کیا گیا ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی یہاں پر اگر ہمیں اس ایوان کو چلانا ہے تو پھر ہمیں اس انداز میں چلانا پڑے گا کہ یہ مچھلی منڈی نہ بنے اور اخباروں کی زینت نہ بنے۔ دوسری طرف یہ بات کی گئی مجھے تو اس olive oil کا نام ہی نہیں آتا بلکہ اس ایوان میں موجود ہماری معزز بہنوں کو شاید اس آئل کا پتا بھی نہ ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری پارٹی نے، میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے جن کو منتخب کروا کر، جن کو ٹکٹیں دے کر ایوان میں بھیجا ہے ان کی اکثریت تو اس کلاس سے تعلق رکھتی ہے جنہوں نے olive oil میں شاید ہی کبھی کھانا کھایا

ہو مگر دوسری طرف مجھے زیادہ چہرے ایسے نظر آتے ہیں جو شاید اس سے زیادہ مستفید ہوتے ہوں گے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ

جناب محمد وحید گل: بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم ختم ہوا۔Nextآصف محمود صاحب ہیں ۔ جی، آصف محمود صاحب!۔۔۔ تشریف رکھتے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! موجود نہیں ہیں، میں نے ان کا نام کل کی تاریخ میں دیا تھا۔

جناب سپیکر: نہیں۔یہاں تو پھر وہ غیر حاضر ہیں،اب اس کے بعد ٹائم نہیں ملے گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں نے ان کا نام سیکرٹری صاحب کو دے دیا تھا،وہ کل تقریر کریں گے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

(اذانِ ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،چودھری نذر محمد گوندل صاحب!

جناب نذر حسین: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرا نام چودھری نذر حسین گوندل ہے جبکہ مجھے چودھری نذر محمد کے نام سے پُکارا گیا ہے۔سب سے پہلے میں2013-14کا ایک متوازن اور غریب پرور بجٹ پیش کرنے پر خادمِ اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف،ان کے رفقائے کار، ممبران،ان کی کابینہ ،جناب وزیر خزانہ اور اس کے ساتھ ہی وزارت خزانہ کے اہلکاران وافسران کو انتہائی تہہ دِل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔جب بھی کسی ملک یا صوبے کا بجٹ پیش ہوتا ہے تو اس پر تنقید یا ستائش کی جاتی ہے تو ابتدائی طور پر ملک کے حالات،اس صوبے کے حالات، اندرونی اور بیرونی خلفشار ،اس کے ساتھ ساتھ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال، ملک میں مہیا وسائل کی دستیابی کی سہولت کے مطابق اور اس کے علاوہ مہنگائی اور بے روزگاری کے جتنے بھی عوامل ہوتے ہیں ان کو مدنظر رکھ کر اس بجٹ کی یا تعریف کی جاسکتی ہے یا اس پر تنقید کی جاسکتی ہے۔آپ اس بجٹ کو ملاحظہ فرمائیں کہ جناب وزیر اعلیٰ کی ہدایت کے مطابق جس طرح یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے سابقہ بجٹ کے مقابلے میں اس سال،اس بجٹ میں تیس فیصد آفس کے اخراجات

میں کمی کی گئی ہے۔ حکومتی محکموں میں rightsizing کے لئے ایک کمیشن قائم کیا گیا ہے، اس کے علاوہ محکمہ تعلیم، پولیس اور عدلیہ کے علاوہ باقی تمام محکموں میں بھرتی پر پابندی عائد کی گئی ہے، سرکاری گاڑیوں کی خریداری پر پابندی عائد کی گئی ہے اور تمام وزراء کے اخراجات میں کمی کی گئی ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں، یہ وہ عوامل ہیں جن میں direct حکومتی اخراجات میں کمی کر کے آمدنی میں اضافہ کیا گیا ہے۔ اگر ہم محکمہ وار اس بجٹ کو دیکھیں تو سب سے جو ابتدائی چیز ہے وہ تعلیم ہے۔ اس بجٹ میں اللہ کے فضل و کرم سے دانش سکول کے لئے 3۔ارب روپے مختص کئے گئے، ذہین طلباء کے لئے پنجاب ایجوکیشن اینڈ ووومنٹ فنڈ کے لئے 2۔ارب روپے مختص ہیں، چیف منسٹر ایجوکیشن ریفارم سیکٹر کے لئے الگ رقم رکھی گئی ہے، سکول کونسل کو ایک ارب روپیہ الگ دیا گیا ہے، طلباء و طالبات کے وظائف کے لئے ڈیڑھ ارب روپے رکھے گئے ہیں، درسی کتب فراہم کی گئی ہیں، پہلی مرتبہ پرائمری سکول سے لے کر ہائر ایجوکیشن کالجوں تک missing facilities کے لئے الگ رقم رکھی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ہائر ایجوکیشن کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے 6۔ارب 67 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور تعلیم کو عام کرنے کے لئے ہر ڈویژن اور ضلع میں بہتر تعلیم دینے کے لئے نالج سٹی، نالج پارک، ٹیکنالوجی یونیورسٹیوں کے منصوبے رکھے گئے ہیں۔ طلباء و طالبات کی سہولت کے لئے اُجالا پروگرام کے تحت رقم رکھی گئی ہے، جنوبی پنجاب کے جتنے بھی اضلاع ہیں، جتنے بھی سکول ہیں سو فیصد missing facilities پوری کرنے کے لئے اس میں تدارک کیا گیا ہے۔ لیپ ٹاپ کے لئے ایک ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مکمل تعلیمی اخراجات کے لئے صوبہ اور ضلع کے اخراجات ملا کر 244۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جو کہ کل بجٹ کا 26 فیصد ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تعلیم کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید صاحب نے بھی مثبت تجاویز دی ہیں لیکن انہوں نے کسی طور پر بھی اس تعلیم کے بجٹ کے مطابق جو بھی چیزیں رکھی ہیں ان کو کسی لحاظ سے بھی غلط قرار دیا ہے اور نہ ہی ان کو یہ کہا ہے کہ یہ فالتو ہیں، اپنی تجاویز ضرور دی ہیں کہ دانش سکول اپنی جگہ لیکن پرائمری سکولوں کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے۔ میں یہ عرض کر دوں کہ بجٹ کی جتنی بھی دستاویز ہیں آپ ملاحظہ فرمائیں کہ دانش سکولوں کے ساتھ ساتھ دور دراز علاقے کے ایک عام پرائمری سکول سے لے کر کسی بھی تحصیل ہیڈ کوارٹر کے کالج کے لئے وافر مقدار میں اس مد میں رقم رکھی گئی ہے اور ان کی بہتری کے لئے اقدامات بھی کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرا اہم شعبہ زراعت ہے۔ آپ اس کو بھی ملاحظہ فرمائیں کہ شہروں

اور دیہاتوں میں حفظان صحت کی صفائی کے لئے پائلٹ پراجیکٹ میں200 ملین روپے مختص کر کے فیملی پلاننگ کے پروگرام کو بھی اہمیت دی گئی ہے۔اسی طرح فلٹریشن پلانٹ کے لئے10۔ارب 87 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں، صحت کے لئے 17۔ارب روپے اور سرکاری ہسپتالوں میں مفت ڈائلیسز کے لئے30 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں، ڈینگی جیسی موذی مرض کے مکاؤ کے لئے74 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں، صحت کے لئے 102۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جو کہ کل بجٹ کا 10.09 فیصد ہے۔ زراعت جو ہمارے صوبہ کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور ہماری directاور indirect ستر فیصد آبادی زراعت سے منسلک ہے۔کاشتکاروں کے لئے شمسی توانائی کے ٹیوب ویل اور بائیو گیس کے پلانٹ کے لئے 7۔ارب 50 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں ۔ کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے 4۔ارب 50 کروڑ روپے، زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے سب کیمپس بورے والا میں تعمیر کرنے کا اعلان کیا گیا ہے، لائیو سٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ کے لئے ایک ارب 44 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ محکمہ آبپاشی کی مکمل ترقی کے لئے اس کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے 22۔ارب 40 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ زراعت اور آبپاشی ترقی کرے گی تو صوبہ ترقی کرے گا۔ غریب عوام ترقی کریں گے تو اس سے عام آدمی کی معاشی حالت بہتر ہو گی۔اس کے علاوہ واٹر سپلائی کی مد میں بھی انہوں نے وافر مقدار میں رقم رکھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب! آپ کے پانچ منٹ ختم ہو گئے ہیں۔ مہربانی فرما کر اپنی بات کو مختصر کریں۔

جناب نذر حسین: انشاء اللہ۔اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ صحت کے معاملے میں دیکھیں، صنعتوں کے معاملے میں فیکٹریوں کے متعلق آپ ملاحظہ فرمائیں بھلوال اور رحیم یار خان میں جو on going schemes ہیں ان کو مکمل کرنے کے ساتھ ساتھ موٹروے پر ایک الگ صنعتی زون اور ایک صنعتی شہر آباد کرنے کے لئے 3۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ شہر موٹروے پر اس جگہ قائم ہو گا جہاں پہلے ترقی کے آثار نہیں تھے اور کم ترقی یافتہ علاقوں کو بھی ترقی یافتہ علاقوں کے برابر لانے کے لئے ایک بہت بڑا احسن قدم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔

جناب نذر حسین: مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب قاضی عدنان فرید صاحب!

قاضی عدنان فرید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!بہت شکریہ۔میں سب سے پہلے معزز وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف،وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں کو مبارکباد پیش کروں گا کہ انہوں نے اتنا balanced budget اتنے کم وقت میں تیار کر کے پنجاب کے عوام کو یہ تحفہ فراہم کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

سب سے پہلے میں معزز قائد حزب اختلاف کی کچھ باتوں کا جواب دینا چاہوں گا کہ جہاں تنقید یقیناً اپوزیشن کا حق ہے اور ان کو کرنی بھی چاہئے constructive opposition ہونی چاہئے،اچھی حکومت کے لئے بھی ضروری ہے لیکن ان کو اس چیز کا بھی ذکر کرنا چاہئے تھا کہ وزیراعلیٰ صاحب نے اپنے سیکرٹریٹ کے آفس کے جو اخراجات ہیں اس کی مد میں تیس فیصد cut کا اعلان کیا ہے ان کا یہ عمل بھی قابل ستائش ہے۔اس کے علاوہ حکومت کے جتنے بھی محکمے ہیں ان کے اندر جو non development expenditures ہیں اس میں بھی ہر محکمے کے اندر پندرہ فیصد کا cut لگانے کا اعلان کیا ہے۔ایک اور بات جو انہوں نے point out کی جس کی میں سمجھتا ہوں کہ مجھے ذاتی طور پر بھی تکلیف ہوئی اور یقیناً ہمارے جنوبی پنجاب کے جتنے بھی ممبران ہیں ان کو بھی تکلیف ہوئی ہو گی اس کے علاوہ باقی پنجاب کے جتنے دردِ دل رکھنے والے لوگ ہیں ان سب کو اس سے تکلیف ہوئی ہو گی۔انہوں نے یہاں پر بات کی کہ جنوبی پنجاب کو ہی کیوں focus کیا ہے ؟ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وہ Asian Development Bank کی رپورٹ کا جائزہ لیں جس کے اندر انہوں نے ہماری 60 فیصد آبادی کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ اپنی زندگی below the poverty line گزارنے پر مجبور ہیں۔مجھے یہ بتائیں کہ ایک عوامی درد رکھنے والی حکومت اس علاقے کو focus کرنا جانتی ہے۔میں شکر گزار ہوں میاں محمد شہباز شریف کا کہ انہوں نے کمال مہربانی کرتے ہوئے ہماری جنوبی پنجاب کی آبادی جو کہ پنجاب کے اندر 31 فیصد ہے اُس کے لئے انہوں نے 32 فیصد فنڈز dedicate کئے، میں ان کا تہِ دل سے مشکور وممنون ہوں۔ہمارے علاقے کے لئے یقیناً یہ کسی خوشخبری سے کم نہیں ہے۔اس کے علاوہ کسی بھی ملک اور علاقے کی ترقی کے لئے سب سے اہم شعبہ تعلیم کا ہے۔جب کسی بھی ملک کے تعلیمی شعبے کے اندر سہولیات کم ہوں گی تو اس ملک کی ترقی رُک جائے گی۔یہی وجہ ہے کہ چیف منسٹر صاحب نے اس دفعہ ہمارے South کے تمام سکولوں کے لئے indiscriminately خصوصی طور پر گرلز سکولوں کے لئے across the Punjab اور South کے لئے خوشخبری ہے کہ وہاں پر بوائز سکولوں

کے لئے بھی تمام missing facilities کو اس بجٹ کے اندر look after کیا ہے اور انشاء اللہ وہ تمام missing facilities fulfill کریں گے۔اس کے علاوہ انہوں نے PEF کے حوالے سے تنقید کی، اس کا بھی جواب دینا چاہوں گا کہ PEF کا اقدام ملک کی ترقی کے حوالے سے ایک انقلابی قدم ہے۔ جو صاحبان اس پر تنقید کرتے ہیں، اس پر اعتراض کرتے ہیں میں ان کو دعوت دوں گا کہ وہ پہلے PEF کے سسٹم کو آکر دیکھیں، غور کریں کہ کس طرح ایک غریب کا بچہ جس کو اپنی فیس بھرنے کی فکر نہیں، جس کو اپنی کتابیں لینے کی فکر نہیں، اس کا کام صرف اور صرف یہ ہے کہ ایک پرائیویٹ سکول کے اندر جو کہ PEF سے منظور شدہ ہے اس کے اندر جائے اور پھر تعلیم کی فکر چھوڑ دے۔ وہاں پر معیار تعلیم پر focus کیا جاتا ہے۔ وہاں کے نتائج، بڑی اچھی بات ہے کہ چیف منسٹر صاحب کے اقدامات کی وجہ سے سرکاری سکولوں کے نتائج بہت اچھے ہو رہے ہیں لیکن اس کے باوجود اگر آپ سرکاری سکولوں کے نتائج اور PEF سکولوں کے نتائج کا موازنہ کریں گے تو یقیناً آپ کو PEF سکول اس سے آگے نظر آئیں گے اور اس کے اندر per student جو تعلیمی اخراجات ہیں وہ کسی بھی سرکاری سکول سے کئی درجے کم ہیں۔ میں شکر گزار ہوں حکومت کا کہ انہوں نے PEF کو focus کیا ہے اور لگ بھگ 7۔ارب روپے کی رقم اس بجٹ کے اندر مہیا کی ہے۔اس کے علاوہ ایگریکلچر کے شعبہ کو اگر آپ accumulate کریں تو لگ بھگ 37۔ارب روپے اس کے لئے مختص کئے گئے ہیں کیونکہ ایگریکلچر ہماری economy کی backbone ہے اگر ہم اس کو look after نہیں کریں گے تو پھر ہمارے ملک کی ترقی مشکل ہو جائے گی۔ ہمارا ملک cotton growing country ہے، ہمارا ملک wheat producing country ہے اور اس کی irrigation کے لئے 22۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں یہ بھی ایک قابل ستائش عمل ہے۔اس کے علاوہ میں وزیر خزانہ صاحب کی توجہ چاہوں گا۔ میرا تعلق احمد پور شرقیہ جیسی دور افتادہ تحصیل سے ہے جو پنجاب کی سب سے بڑی تحصیلوں میں سے ایک تحصیل ہے۔ میری گزارش یہ ہو گی کہ اسے بھی consider کیا جائے کہ احمد پور شرقیہ کو ضلع کا درجہ دیا جائے۔اس کے علاوہ ہمارے ہاں جو نہری نظام ہے اس کے اندر بھی بہتری کی گنجائش ہے اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ نہری نظام کی بہتری کے لئے جو فنڈز انہوں نے مختص کئے ہیں انشاء اللہ العزیز اس سے بھی ہمارے علاقے میں خاطر خواہ ترقی ہو گی۔اس کے علاوہ میں آپ کی توجہ ایک اور مسئلے کی طرف بھی دلانا چاہوں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹائم ختم ہو گیا ہے، بس wind up کریں۔

قاضی عدنان فرید: جناب والا!ایک منٹ میں wind up کر رہا ہوں۔ ہمارے ہاں PEEF کا نظام بھی متعارف کروایا گیا یعنی Punjab Educational Endowment Fund، پاکستان کی تاریخ کا یہ ایک انقلابی قدم ہے۔ میں ذاتی طور پر ان طالب علموں کو جانتا ہوں جو پاکستان میں اپنی تعلیم بڑی مشکل سے جاری رکھ سکتے تھے اور ان کو بین الاقوامی شہرت یافتہ یونیورسٹیوں میں داخلہ ملا اور الحمد للہ وہ اپنی تعلیم PEEF کے فنڈ سے مکمل کر کے واپس اپنے ملک کے اندر آ کر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ بہت شکریہ، بہت مہربانی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، راجہ راشد حفیظ صاحب!

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے یہاں بجٹ پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں حکومت پنجاب اور پاکستان مسلم لیگ کا شکریہ ادا کروں گا جنہوں نے پاکستان تحریک انصاف کو KPK میں حکومت بنانے کا موقع دیا، جس طرح انہوں نے اپنی بجٹ تقریر میں ذکر کیا اور یہ ان کی good governance تھی جس کی وجہ سے شاید پنجاب میں انہیں موقع مل سکا کہ وہ اپنی good governance کے ذریعے دھاندلی کرتے ہوئے پاکستان تحریک انصاف کا mandate چرا سکیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپنے شہر کی طرف آؤں گا جہاں پر پچھلے پانچ سال میں مری روڈ پر صرف اور صرف دو پل تعمیر کئے گئے اور اس دفعہ پورے پوٹھوہار ریجن کے لئے ایک میٹرو بس کا لارا لگا دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر جو پرانے پراجیکٹس چل رہے تھے وہ زیادہ ضروری تھے جن میں سب سے اہم ترین پراجیکٹ نالہ لئی کا تھا۔ اگر حکومت نالہ لئی کا پراجیکٹ مکمل کر دیتی تو اس سے دو قسم کے فائدے حاصل ہو سکتے تھے۔ ایک تو مری روڈ پر جو دو پلوں کی صورت میں investment کی گئی تھی ان کی ضرورت ہر گز نہ ہوتی۔نالہ لئی کے دونوں طرف سڑک بننی تھی جس سے ہمارے شہر کی ٹریفک کا تمام مسئلہ حل ہو سکتا تھا۔اس کے علاوہ نالہ لئی ہر سال بے شمار لوگوں کو بے گھر کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کئی جانیں بھی جاتی ہیں۔جب 2007 میں مسلم لیگ(ق) کی حکومت ختم ہوئی تو اس وقت اس پراجیکٹ پر کام جاری تھا اور اس کے لئے کافی حد تک فنڈ بھی فراہم کیا جا چکا تھا۔اگر یہ پراجیکٹ مکمل کیا گیا ہوتا تو آج شاید راولپنڈی کے عوام کو اس میٹرو بس کی ضرورت ہوتی اور نہ ہی مری روڈ پر کسی انڈر پاس کی ضرورت ہوتی۔میری گزارش ہو گی کہ جس حد تک ممکن ہو سکے نالہ لئی کے پراجیکٹ پر کام کیا جائے اور اسے مکمل کرایا جائے۔اس کے ساتھ ہی اس وقت کا ایک اور پراجیکٹ ٹی بی ہسپتال جو

میرے خیال میں فیڈرل کا پراجیکٹ تھا اس کی بلڈنگ مکمل ہو گئی ہوئی ہے اور وہاں پر پچھلے پانچ سال سے مشینری بھی اسی طرح سے موجود ہے لہذا میں حکومت سے گزارش کروں گا کہ وہ اس پراجیکٹ کو جلد از جلد مکمل کرے۔

جناب سپیکر! یہاں پر تعلیم کے حوالے سے بے شمار ایسے نعرے دیئے گئے جنہیں دیکھتے ہوئے شاید لوگوں نے کچھ ووٹ بھی دیئے ہوں لیکن عملی طور پر اس بجٹ میں وہی پرانا سسٹم اور وہی پرانا طریق کار دہرایا گیا اور کوئی ایسی بڑی تبدیلی نظر نہیں آئی جس سے ہم سمجھ سکیں کہ پنجاب میں تعلیمی نظام بہتری کی طرف جائے گا۔دانش سکول اور سکول کے حوالے سے جتنے بھی پراجیکٹس ہیں وہ طبقاتی نظام تعلیم فروغ دے رہے ہیں۔ میرے خیال میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمیں اس وقت ان چیزوں سے بالا تر ہو کر سوچنا چاہئے کہ ہم کوئی ایسا سسٹم متعارف کرائیں کہ جس میں سنگل سلیبس ہوتا کہ یہاں پر پرائیویٹ انگلش میڈیم سکول جو سلیبس پڑھا رہے ہیں آپ کے سرکاری سکولوں میں بھی وہی سلیبس پڑھایا جا سکے۔ ایک بچہ جو سرکاری سکول میں تعلیم حاصل کرتا ہے اسے وہی تعلیم جو Froebel's، یکن ہاؤس، سٹی سکول اور اس وقت لاہور کے جو بڑے بڑے سکولوں میں مل رہی ہے وہ اسے بھی مل سکے لیکن ہمارے سرکاری سکولوں کے اساتذہ اس حد تک trained نہیں ہیں لہذا اس پر خاص طور پر توجہ دی جائے۔ اگر ہم نے سلیبس کو بہتر کرنا ہے تو پھر ان کی ٹریننگ بھی ضروری ہے، میرا ذاتی خیال ہے کہ ان اساتذہ کی تنخواہیں کم ہیں اور میں نہیں سمجھتا کہ اگر کوئی استاد اپنے گھر کے حالات سے متاثر ہو اور وہ صبح جا کر بچوں کو بہتر طریقے سے تعلیم دے سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! بہت شکریہ۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں conclude کروں گا۔آپ نے ہیلتھ کی مد میں ہسپتالوں میں جو ادویات فراہم کی ہیں۔ وہ ادویات صرف آپ کی کتابوں میں موجود ہیں لیکن ایمرجنسی میں اس قسم کی کوئی سہولت فراہم نہیں کی جا رہی۔ میں اس حوالے سے حکومت پنجاب کو سلام پیش کرتا ہوں کہ میں نے پڑھا تھا کہ غریب کو اس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دینی چاہئے اور پنجاب گورنمنٹ نے ایک ہزار نئے جج، ایک ہزار نئے ROs جن کی وجہ سے آج انہوں نے گورنمنٹ قائم کی وہ نئے بھرتی کرنے کا اعلان کر کے یہ ثابت کر دیا کہ وہ مزدور کو اس کی مزدوری دے رہے ہیں اور آگے بھی اپنے لئے ٹیم تیار کر رہے ہیں جو ان کو الیکشن میں مددگار ثابت ہو سکے۔ میں بجلی کے بحران کے حوالے سے صرف ایک جملہ کہوں گا کہ ہم نے ہمیشہ یہی سٹیٹمنٹ سنی کہ بجلی کا بحران فیڈرل سبجیکٹ

ہے اور انہوں نے یہی بتایا کہ پنجاب گورنمنٹ کو شش کرتی رہی لیکن پنجاب کے ساتھ سوتیلی ماؤں جیسا سلوک ہوتا رہا۔اب ماں بھی سگی ہے اور بچے بھی سگے ہیں لہذا میں امید کرتا ہوں کہ بجلی کے اس بحران کو جلد از جلد حل کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! بہت شکریہ۔ جناب عبدالرؤف مغل صاحب!۔۔۔جناب عبدالرؤف مغل صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ملک مظہر عباس راں صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ملک محمد ظہور انور صاحب!

ملک محمد ظہور انور: Thank you very much Mr. Speaker. یہ ایک تاریخی دن ہے کہ حکومت نے نئے سال کا بجٹ پیش کیا ہے میری اس سلسلے میں تحصیل تلہ گنگ کے متعلق چند ایک گزارشات ہیں اور وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ یہ متوجہ ہوں اور اس میں یہ کمیاں پوری کر لیں۔ پچھلے مہینے کی 6 تاریخ کو میاں محمد نواز شریف صاحب نے تلہ گنگ میں جلسہ عام کیا اور چند ایک اعلانات کئے وہ اس بجٹ میں incorporate ہونے چاہیئں لیکن وہ نہیں ہیں۔شاید انہیں اس وقت سے اب تک ٹائم نہیں ملا میں خاص طور پر وزیر خزانہ کی توجہ چاہتا ہوں۔ایک تو انہوں نے کہا کہ یہاں پر تعلیم کی کمی ہے اور علاقے کی ترقی اور تعلیم کو فروغ دینے کے لئے یہاں پر جو گورنمنٹ کالج ہے اسے یونیورسٹی کا درجہ دینا چاہئے لہذا میں گزارش کروں گا کہ اسے بجٹ میں شامل کرنا چاہئے۔انہوں نے دوسری بات کہی کہ وہاں پر medical facilities نہیں ہیں۔تلہ گنگ دور دراز علاقہ ہے وہاں صرف ایک پچاس بیڈ کا ہسپتال ہے انہوں نے فرمایا کہ یہاں پر میڈیکل کالج ہونا چاہئے اور اس کے لئے ٹیچنگ ہسپتال بھی بننا چاہئے۔انہوں نے تیسرا اعلان یہ کیا کہ وہاں پر انجینئرنگ کالج بھی ہونا چاہئے کیونکہ تلہ گنگ میں employment opportunities نہیں ہیں اس لئے وہاں پر انجینئرنگ کالج بننا بہت ضروری ہے لہذا میں وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ اس کے لئے بھی provision رکھیں لیکن شاید وزیر خزانہ میری طرف متوجہ ہی نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں ان کی توجہ ادھر ہی ہے۔

ملک محمد ظہور انور: جناب سپیکر! اگر تقریر کرنے کے بعد وزیر خزانہ کسی کی بات نہ سنیں، کسی کی تجویزیں ہی نہ سنیں تو پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! آپ کی ساری بات ریکارڈ ہو رہی ہے اس لئے آپ فکر نہ کریں۔

ملک محمد ظہور انور: جناب سپیکر! بعد میں اسے کوئی نہیں پڑھے گا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میاں محمد نواز شریف صاحب نے تلہ گنگ میں ایک بہت ہی important announcement کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ تلہ گنگ کو ضلع بنانا چاہئے اور وہاں پر انہوں نے باقاعدہ اعلان بھی کیا تھا کہ ہم تلہ گنگ کو ضلع بنائیں گے لیکن اس بجٹ میں ایسی کوئی نشاندہی نہیں کی گئی جس سے واضح ہو کہ پنجاب حکومت یا مقامی انتظامیہ اس سلسلے میں کوئی steps لے رہی ہے۔

اس سے پہلے حکومت پنجاب نے "لاوا" جہاں پر میرا گھر ہے کو تحصیل بنایا۔۔۔(شور وغل) لیکن ابھی تک اس پر کوئی پیشرفت نہ ہوئی ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس مقصد کے لئے جو پندرہ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں وہ کم ہیں۔ اس رقم کو بڑھا کر 20 کروڑ روپے کر دیا جائے کیونکہ اس میں تحصیل Campus کے علاوہ lind roads (ایک موضع لیٹی سے ملانے کے لئے اور دوسری موضع کوٹ گلہ)

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی کر کے خاموشی اختیار کریں۔ گپ شپ کرنی ہے تو لابی میں چلے جائیں لیکن ایوان میں خاموشی اختیار کریں۔

MALIK MUHAMMAD ZAHOOR ANWAR: Sir! Are you addressing the Finance Minister?

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ملک صاحب کی باتیں نوٹ کریں۔

ملک محمد ظہور انور: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ نے ابھی منسٹر صاحب کی توجہ میری گزارشات کی طرف دلائی ہے، یہ جو باتیں ہم سب ممبران یہاں کرتے ہیں، تجاویز دیتے ہیں اور اپنے علاقے کے متعلق گزارشات کرتے ہیں تو وہ علاقے کی بھلائی کے لئے ہوتی ہیں۔ یہ ایوان اسی لئے ہے اور ہمیں عوام نے بھی اسی مقصد کے لئے منتخب کیا ہے۔ اگر یہاں پر آ کر ہم کوئی تجویز دیتے ہیں یا علاقے کی ترقی کی بات کرتے ہیں اور وزیر صاحب اس کی طرف توجہ نہ دیں تو پھر یہ بہت ہی افسوسناک بات ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، منسٹر صاحب توجہ دے رہے ہیں اور آپ کی باتیں ریکارڈ بھی ہو رہی ہیں۔ آپ مہربانی کر کے اپنی بات مکمل کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

کورم کی نشاندہی

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بجٹ پر عام بحث ہو رہی ہے اور آپ کے اپنے علاقوں کی بات ہو رہی ہے اس میں بھی آپ نے کورم point out کر دیا ہے۔ بہر حال کورم point out ہو گیا ہے لہذا گنتی کی جائے (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورا پورا ہے لہذا اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ ملک صاحب! آپ اپنی بات مکمل کریں۔

سالانہ بجٹ برائے سال 2013-14 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

ملک محمد ظہور انور: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ تلہ گنگ، میانوالی روڈ کی حالت نہایت ہی خستہ ہو چکی ہے۔ پچھلے دور میں پرویز الہیٰ صاحب نے اس کو بنوانے کی کوشش کی تھی لیکن کبھی بھی یہ اچھی حالت میں نہیں بن سکی بلکہ جب بنی تھی تو اسی وقت سے ہی یہ ٹوٹنا شروع ہو گئی۔ اب بھی اُس سڑک کی حالت ایسی ہے کہ اُس پر گاڑیاں چلانی مشکل ہیں اور آئے دن accidents ہوتے رہتے ہیں۔ یہ بہت اہم روڈ ہے اور اس پر VIP movement بھی بہت زیادہ ہوتی ہے لہذا اس روڈ کو بہتر بنایا جائے۔ میاں محمد نواز شریف صاحب جب تلہ گنگ گئے تھے تو انہوں نے جلسے میں کہا تھا کہ یہاں پر میڈیکل کالج بننا چاہئے تو تلہ گنگ میں میڈیکل کالج بھی بنایا جائے۔ یہ میری گزارشات ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب اعجاز خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب عامر سلطان چیمہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہاں پر دو دن پہلے بجٹ کے نام پر جو تحریر پڑھی گئی ہے مجھے اس میں عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی جس کے لئے میں وزیر خزانہ کو خراج تحسین پیش کر سکوں۔ سالانہ میزانیہ عوام کی اُمنگوں کا ترجمان ہوتا ہے جو کہ عوام کے مسائل کو

مدنظر رکھ کر ترجیحات طے کی جاتی ہیں کہ اس وقت ہمارے صوبے میں عوام کو کیا کیا مسائل درپیش ہیں اور اُن کے مطابق بجٹ میں funds allocate کئے جاتے ہیں اور ترجیحات متعین کی جاتی ہیں۔آپ نے بجٹ پر بحث کے لئے بہت کم وقت دیا ہے اس کم وقت میں پورے بجٹ کا احاطہ کرنا میرے لئے ناممکن ہے لیکن میں چاہوں گا کہ اس موقع پر اپنے حلقہ کے مسائل اُجاگر کر سکوں۔راولپنڈی کو صرف میٹرو بس کا ایک "لارا" دیا گیا ہے جو کہ "جنگلہ بس" کے نام سے مشہور ہے۔پچھلے پانچ سالوں میں ضلع راولپنڈی کے ساتھ اور خصوصاً راولپنڈی سٹی کے ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا اُس کا رزلٹ یہ نکلا کہ وہ نام نہاد نمائندے جو "سب اچھا" کی رپورٹ دیتے تھے، جی حضوری کرتے تھے اور اس ایوان میں آکر اپنے مفاد حاصل کرتے تھے عوام نے اُن کو مسترد کر دیا اور اس دفعہ راولپنڈی کی عوام نے راولپنڈی کے حقیقی نمائندے اس ایوان میں بھیجے ہیں تاکہ ہم اپنے حقوق کا تحفظ کر سکیں اور اپنے حقوق لے بھی سکیں۔

جناب سپیکر!اس وقت ہمارے لوگ بھوک سے مر رہے ہیں اور آپ انہیں دانش سکول دے رہے ہو، آپ انہیں لیپ ٹاپ دے رہے ہو اور آپ انہیں موٹرویز دے رہے ہو، ان چیزوں کی ضرورت اور افادیت سے انکار نہیں لیکن یہ چیزیں اُس معاشرے میں top priorities میں آتی ہیں جہاں آپ کے لوگوں کو بنیادی وسائل میسر ہوں۔ایک شخص بھوک سے مر رہا ہے آپ اُس کو دو ہزار روپے کا سوٹ پہنا دو گے تو وہ بچے گا نہیں۔اُس کے مسئلہ کا حل 20 روپے کی روٹی ہے، دو ہزار روپے کا سوٹ نہیں۔ ہمیں دانش سکولوں اور "جنگلہ بسوں" کے "لارے" دے کر مذاق کیا جا رہا ہے۔ ہمارے لوگوں کے لئے ہسپتالوں میں دوائیاں نہیں ہیں، ہسپتالوں کی مشینریاں خراب ہیں جن کی وجہ سے ٹیسٹ نہیں ہو پا رہے اور لوگ بیماریوں سے مر رہے ہیں۔ ہمارے ہسپتال جو شفاء خانے ہوا کرتے تھے اور شفاء خانے ہونے بھی چاہئیں آج وہ موت کی انتظام گاہ بن چکے ہیں اور اُس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہماری ترجیحات درست نہیں ہیں۔ ہمارے لوگ بھوک سے مر رہے ہیں ہمیں چاہئے کہ ہم سب سے پہلے اُن کی بھوک کا بندوبست کریں۔ آپ نے 28۔ارب روپیہ سستی روٹی پر ضائع کیا، آپ یہی 28۔ارب روپیہ زمیندار کو دو، اُس کو کھاد یں سستی دو، اُس کو ٹیوب ویل پر سبسڈی دو تاکہ آپ کی لاگت کم آئے، آپ کی گندم سستی پیدا ہو تو آٹا خود بخود نیچے آ جائے گا۔آپ نے 20۔ارب 47 کروڑ روپیہ توانائی کے لئے رکھا ہے یہ ٹوٹل بجٹ کا 2.3 فیصد بنتا ہے اسی سے سنجیدگی کا اندازہ ہوتا ہے کہ عوام کو پیش آنے والی مشکلات کا حکومت کو کتنا احساس ہے۔اس بجلی کی وجہ سے رات کو ہمارے بچے سو نہیں سکتے، ہمارے مزدور کام نہیں کر سکتے، ہمارے کارخانے بند ہیں جس کی وجہ سے ہماری import ختم

ہو چکی ہے۔آپ کو top priority پر بجلی دینی چاہئے تھی اور یہ "جنگلہ بس "آپ دو سال بعد بھی شروع کر سکتے تھے، دو سال بعد بھی آپ لیپ ٹاپ دے سکتے تھے، دو سال بعد بھی آپ دانش سکول کھول سکتے تھے لیکن اس وقت ہمارے لوگ اندھیروں میں ہیں اور گرمی سے مر رہے ہیں۔ آپ ہمیں "جنگلہ بس" کے پیچھے نہ لگائیں، آپ ہمیں دانش سکولوں کے "لارے" نہ دیں، آپ ہمیں یہ ہائی ویز کے "لارے" نہ دیں۔ خدا کے لئے ہمیں مرنے سے بچائیں، خدا کے لئے ہمیں بھوک سے بچائیں، خدا کے لئے ہمیں بیماریوں سے بچائیں جو بنیادی ضروریات ہیں یہ آپ پوری کر دیں ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میرا تعلق چونکہ خطہ پوٹھوہار سے ہے تو مجھے اس بجٹ میں جنگلات کے لئے کچھ نہیں ملا۔ جس بیدردی سے جنگلات ضائع ہو رہے ہیں اور pollution بڑھ رہی ہے میں اس مسئلہ کی جانب وزیر خزانہ کی توجہ دلاؤں گا کہ خدا کے لئے اس کی طرف بھی توجہ دیں۔ مجھے اس بجٹ سے ایک جملہ ملا ہے کہ ہم سادگی اپنائیں گے، ہم کاروں پر جھنڈا نہیں لگائیں گے۔ خدا کے لئے کوئی مجھے سمجھا دے کہ کاروں پر جھنڈا نہ لگانے سے کتنی بچت ہو گی، کتنی سادگی آئے گی؟ اگر یہ بتا دیا جاتا کہ وزراء کون سی گاڑی استعمال کریں گے، وزراء کا fuel کتنا ہو گا، وزراء کے گھروں کا بجلی کا خرچ کیا ہو گا تو میں مانتا کہ شاید ہم سادگی کی طرف جا رہے ہیں لیکن جھنڈے اُتارنے سے سادگی نہیں آتی، سادگی عملی اقدام سے آتی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! بہت شکریہ۔ آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ جناب ذوالفقار غوری صاحب!

جناب ذوالفقار غوری: خُداوند یسوع المسیح کے نام سے آغاز کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! میں اپنے قائدین وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف اور وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو اس بجٹ پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کی کاوشوں اور اُن کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ:

ہم سب پاکستانی ہیں اپنی آپ کہانی ہیں
سب کردار برابر کے ہیں ہم سب اس کے بانی ہیں
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اس بجٹ کو ایک متوازن بجٹ قرار دیتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ملک کی ترقی اور خاص طور پر پنجاب کی ترقی کے لئے یہ بجٹ بڑا معاون ثابت ہو گا۔ میں اگر بجٹ کی اس کاپی کو دیکھوں تو صفحہ نمبر 10 کے پیرا نمبر 18 پر کرسمس بازار کی بات کی گئی ہے تو میں اس کے ساتھ ایک اور بات کا اضافہ کرانا چاہوں گا کہ ہمارے روزوں کے بعد ایسٹر کی عید آتی ہے۔ آپ نے کرسمس بازار کی بات تو کی ہے لیکن آپ نے روزوں کے بعد عید بازار کی بات نہیں کی تو میں یہ چاہوں گا کہ کرسمس کے ساتھ روزوں اور ایسٹر پر بھی بازار لگنے چاہئیں۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات یہ کروں گا کہ صفحہ نمبر 26 پر پیرا گراف 54 میں اقلیتی فنڈز کی بات کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت کم ہے اس کو بڑھانا چاہئے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پنجاب میں سب سے بڑی اقلیت Christians کی ہے اس لئے آپ کو آبادی کے لحاظ سے اس کے فنڈز کو بھی بڑھانا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں مرے کالج سیالکوٹ اور Christian گرلز ہائی سکول سیالکوٹ کی بات بھی کروں گا کیونکہ میرا تعلق سیالکوٹ سے ہے۔ میرے قائد خواجہ محمد آصف صاحب جو وفاقی وزیر برائے پانی و بجلی ہیں انہوں نے محنت اور کاوش سے ہمیشہ سیالکوٹ کی بہت خدمت کی ہے۔ وہ پانچ دفعہ یہاں سے ممبر قومی اسمبلی منتخب ہوئے ہیں۔ میں نے ان سے بھی بات کی ہے اور میں آپ کی وساطت سے یہ بات کرنا چاہوں گا کہ مرے کالج ہمیں واپس دیا جائے کیونکہ یہ سابقہ حکومت کی پالیسی اور ہمارا دیرینہ مطالبہ تھا جسے میاں محمد شہباز شریف صاحب نے پورا کرنے کا وعدہ بھی کیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ حاجی پورہ میں ایک Christian گرلز ہائی سکول ہے اس کو بھی واپس کیا جائے۔ یہ ہماری بہت بڑی خواہش اور پُرزور مطالبہ ہے کہ جتنے بھی ادارے 1972 میں نیشنلائز کئے گئے تھے ان کو واپس کیا جائے۔

جناب سپیکر! بجٹ کی کتاب میں سیالکوٹ میں ایک ٹیکنالوجی یونیورسٹی کے قیام کی بات ہوئی ہے۔ میں اس پر حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ یہ بڑی خوش آئند بات ہے۔

جناب سپیکر! یہاں Extended Programme on Immunization (EPI) کی بات کی گئی ہے، میرا تعلق ہیلتھ سے ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آج کا بچہ کل جب جوان ہو گا تو پاکستانی قوم اور پاکستان کا ایسا ستون ہو گا جو ہر بیماری سے پاک طاقتور ہو گا۔ اس لئے EPI پر NGOs اور Christian مشن ہسپتالوں کو اس میں شامل کیا جائے تاکہ EPI کو زیادہ سے زیادہ ترجیح دی جا سکے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب اعجاز حسین بخاری صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ سعدیہ سہیل صاحبہ!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!آج میرا یہ پہلا موقع ہے کہ میں اس floor پر بات کر رہی ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں سے جو یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہم اگر آج اس مجلس میں اور اس مقام پر بیٹھے ہوئے ہیں تو ہم یہاں اس لئے آئے ہیں کہ ہم عوام کی بھلائی کر سکیں۔ ہمیں پارٹیوں سے بالاتر ہو کر عوام کے لئے سوچنا چاہئے۔

جناب سپیکر!بجٹ کے حوالے سے بات ہے تو میرے قائد اس پر بہت تفصیلاً تبصرہ کر کے چلے گئے ہیں۔ میرے دوسرے colleagues نے بھی بہت اچھے طریقے سے اس پر بات کی ہے۔یہاں بار بار ایجوکیشن پر بات کی گئی ہے۔ کبھی دانش سکول پر بات ہوئی، کبھی گورنمنٹ کے سکولوں پر بات کی گئی اور یہ show کیا گیا کہ دانش سکولوں نے بڑا کام کیا ہے اور گورنمنٹ کے سکولوں نے بڑا کام کیا ہے۔ ہمیں بیکن ہاؤس کے طعنے بھی دیئے گئے لیکن میں یہاں ایک چھوٹی سی بات mention کرنا چاہتی ہوں کہ N.A-119 حلقہ حمزہ شہباز شریف جو آپ کے اور ہمارے خادم اعلیٰ کے بیٹے ہیں، جہاں ایک چھوٹا سا گورنمنٹ پرائمری سکول ہے جو ٹیکسالی گیٹ پر ہے وہ پورا سکول ڈیڑھ مرلہ پر مشتمل ہے اس میں پانچ کمرے ہیں، دو گراؤنڈ فلور پر، دو پہلی منزل پر اور دوسری منزل پر ایک کمرہ ہے۔ اس میں total students کی تعداد 150 ہے۔آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہاں اساتذہ کے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے کیونکہ ایک ڈیڑھ مرلہ کے سکول میں آپ کتنے students ڈال سکتے ہیں۔ اس علاقے کے لوگ انتہائی غریب ہیں جو اپنے بچوں کو دور نہیں بھیج سکتے۔ وہ داخلے کی نیت سے آتے ہیں لیکن پرنسپل منع کر دیتی ہے کیونکہ ایک ایک انچ کے حساب سے بھی بچے کے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے۔ وہاں پانی کی facility نہیں ہے، وہاں کا نلکا بند ہو چکا ہے، پانی چوری کر کے وہاں پہنچایا جاتا ہے تاکہ بچوں کو پینے کا پانی میسر ہو سکے۔ ہم باتیں بہت بڑی بڑی کر رہے ہیں کہ ہم بہت بڑا بجٹ پیش کر رہے ہیں تو خادم اعلیٰ کے بیٹے اس علاقہ سے پچھلے پانچ سال بھی قومی اسمبلی کے ممبر تھے اور اب بھی وہ وہاں سے منتخب ہوئے ہیں۔ کیا میں آپ سے پوچھ سکتی ہوں کہ گورنمنٹ کا وہ سکول اس حال میں کیوں اور کیسے ہے؟اس کا جواب پہلے دیا جائے۔

جناب سپیکر!اس کے بعد میں مانتی ہوں کہ ہمارے وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ بھی گورنمنٹ سکولوں سے پڑھے ہیں، ریلوے گریفن سکول کے پڑھے ہوئے ہیں، گورنمنٹ کالج سے پڑھے ہوئے ہیں تو یہ معیار سکولوں کا تھا۔ میں آج یہاں دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ بہت سے لوگ جو یہاں بیٹھے

ہیں وہ گورنمنٹ کے سکولوں سے پڑھے ہوئے ہیں جو یہاں تک پہنچے ہیں۔ ہم نے آج گورنمنٹ سکولوں کا کیا حال کیا ہے۔ پچاس ہزار سکول تھے جن میں دن بدن بچوں کی تعداد کم ہوئی ہے۔ میں نہیں کہہ رہی بلکہ سکول ایجوکیشن ویب سائٹ پر ہے کہ 2010 سے 2013 میں ان سرکاری سکولوں میں بچوں کی تعداد بہت کم ہوئی ہے۔ آپ کے اساتذہ، والدین اور بچوں نے گورنمنٹ سکول سسٹم کو reject کرنا شروع کر دیا ہے کیونکہ ان میں basic facilities نہیں ہیں۔ آپ کے اپنے حلقوں میں سکولوں کی یہ حالت ہے۔ آپ کے محمد اسلم کمبوہ پنجاب کے سیکرٹری سکولز تھے جن کی موجودگی میں پنجاب میں گورنمنٹ کے سکولوں کا level بہت نیچے آیا۔ اب ہم نے ان کو ہائر ایجوکیشن کا سیکرٹری بنا دیا ہے یعنی گورنمنٹ کالج ان کے under کر دیئے ہیں تاکہ ان کا بھی یہی حال ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مجھے بہت افسوس ہے۔ براہ مہربانی ان چیزوں کو مدنظر رکھا جائے کیونکہ تعلیم بنیادی چیز ہے۔ آپ یونیورسٹی کی سطح تک جنہیں laptop اور سولر انرجی سسٹم دیتے ہیں، یہ بہت اچھی بات ہے یہ ضرور ملنے چاہئیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ نہیں ملنا چاہئے لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہماری population میں سے کتنے فیصد بچے یونیورسٹیوں تک پہنچ سکتے ہیں۔ ان میں بھی ایک percentage ہوتی ہے جس کو یہ laptop اور سولر انرجی سسٹم دیئے جاتے ہیں۔ وہ مخصوص لوگ ہوتے ہیں، وہ کوئی بھی ہو سکتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتی کہ وہ biased ہیں وہ سب کو دیتے ہوں گے لیکن آپ کے اخراجات کی بھی ایک limit ہے اس لئے آپ پہلے پرائمری سکولوں پر توجہ دیں کہ لوگ یونیورسٹی تک تو پہنچیں۔ یہ بہت اہم چیزیں ہیں، ان کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ میں خاص طور پر چاہوں گی کہ میری اس تقریر کے بعد وہ جو ڈیڑھ مرلہ کا سکول ہے اس پر ضرور نظر ثانی کی جائے۔

جناب سپیکر! میں خواتین کے حوالے سے بات کروں گی کیونکہ میں خود خاتون ہوں اور یہاں بیٹھی خواتین ممبران ساری میری بہنیں ہیں یہ میرے لئے قابل عزت اور قابل احترام ہیں مگر ہم میں سے کوئی بہن اٹھ کر ایک غریب بہن کے منہ پر تھپڑ مار دیتی ہے تو یہ ہم سب کے لئے باعث شرم ہے۔ ہم یہاں ان کے حقوق کی بات کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ ہم ان کے حقوق کو پامال کرنے کے لئے نہیں بیٹھے۔ مجھے یہی کہنا تھا۔ Thank you very much

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب عبدالرزاق ڈھلوں صاحب!

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اللہ رب العزت کا شکر گزار ہوں کہ ہم سب لوگ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی جیت کے بعد اس ایوان

میں اکٹھے ہوئے ہیں۔ ہم اس عزم کے ساتھ اکٹھے ہوئے ہیں کہ ہم نے اس ملک کی تعمیر نو کرنی ہے۔ ہم نے غریب لوگوں کی مدد کرنی ہے۔ میں آج اس ایوان میں اپنے قائد میاں محمد نواز شریف صاحب کو پاکستان کا وزیر اعظم اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کو صوبہ پنجاب کا وزیر اعلیٰ بننے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں پاکستانی قوم کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے اندھیروں، بدامنی، دہشتگردی اور تاریکی میں ڈوبے ہوئے پاکستان میں میاں محمد نواز شریف صاحب کو وزیر اعظم بنا کر عوام کے دلوں میں ایک نئی امید اور نیا ولولہ پیدا کیا۔ میں اس کے لئے صرف اتنا کہوں گا کہ:

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

جناب سپیکر! آج کے اس بہترین بجٹ پر چند نئے آنے والے لوگ اس کو سمجھتے اور نہ جانتے ہوئے صرف بحث برائے بحث اور تنقید کر رہے ہیں۔ میں قائد محترم میاں محمد شہباز شریف کی ٹیم کو اور ان کے افسران کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے پنجاب کے لئے ایک متوازی بجٹ پیش کیا اور اگر اللہ کی رحمت ہوئی تو ہم اگلے چند سالوں میں اس سے بہتر surplus budget میں جائیں گے۔ یہ ایک ایسا متوازی بجٹ ہے جس میں جاری اخراجات 607۔ارب روپے اور ترقیاتی اخراجات 290۔ارب روپے کے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ تیسرا حصہ ترقیاتی اخراجات میں خرچ کرنا پنجاب کی تشکیل نو اور خوبصورت کرنے کا فیصلہ ہے۔ میں ترقیاتی بجٹ کو پچھلے مالی سال کے بجٹ سے 16 فیصد زیادہ پیش کرنے پر تمام لوگوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں قائد محترم وزیر اعلیٰ پنجاب کے دفتری اخراجات میں 30 فیصد کمی پر بھی اُن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کے احکامات کے مطابق تمام محکموں کو 15 فیصد اخراجات کم کرنے کی ہدایت پر بھی ان کا مشکور ہوں۔ تمام محکموں کے حجم کم کرنے کے لئے نیا کمیشن تشکیل دینے پر، 26 فیصد رقم تعلیم پر خرچ کرنے اور تقریباً 11 فیصد رقم صحت پر خرچ کرنے کے لئے بھی میں ان کا ممنون ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ 26 فیصد رقم تعلیم پر اس لئے خرچ کی جا رہی ہے کہ آنے والے وقت میں اس ملک کی سیاست میں "مٹی پاؤ" جیسے سیاستدان پیدا نہ ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ ترقیاتی بجٹ جنوبی پنجاب کو دینے کی جو نئی روایات میرے قائد محترم نے پچھلے سال اور اس سال پیدا کیں، میں صرف ان لوگوں سے سوال کرتا ہوں جو لوگ جنوبی

پنجاب میں اپوزیشن کے ممبر تھے، جو بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے اور انہوں نے غریب لوگوں کے لئے سکول کھلنے دیئے اور نہ ان کے لئے ہسپتال تعمیر ہونے دیئے اس لئے کہ کل آنے والے وقت میں کہیں یہ غریب ہمارا سامنا نہ کریں آج میں انہیں اس بات پر شرمندہ کرتا ہوں اور اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کی اس کاوش پر ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جنوبی پنجاب کے لئے 32 فیصد بجٹ کا اجراء کیا۔

جناب سپیکر! سرکاری ملازمین کی تنخواہیں ان حالات میں دس فیصد بڑھانے پر بھی میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ کون کہتا ہے کہ غریبوں کے لئے کام نہیں ہو رہا جبکہ غریب لوگوں کے لئے 36۔ارب روپے کی subsidy اور ضلعی حکومتوں میں 239۔ارب روپے کی تقسیم ایک بہترین فیصلہ ہے۔ امیر علاقوں میں دوکنال سے بڑے گھروں پر ٹیکس لگانے پر بھی میں قائد محترم کے اس فیصلے پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے غریبوں پر ٹیکس لگانے کی بجائے امیروں سے لے کر اس پیسے کو تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا جو میں سمجھتا ہوں کہ بہت اچھا فیصلہ ہے۔ اسی طرح امیر آبادیوں میں پانچ مرلہ کے وہ گھر جو 75/75 لاکھ روپے کے بکتے ہیں ان پر بھی ٹیکس کی مراعات اور چھوٹ کو ختم کرنے اور وزراء کی نئی گاڑیوں کو نہ خریدنے کا فیصلہ بھی بہت اچھا ہے جس پر میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ یہاں پر غریب لوگوں کی بات کی جاتی ہے تو جنہوں نے 60 ہزار روپے کا جوتا پہنا ہو، جنہوں نے 30 لاکھ کی گھڑی پہنی ہو اور جو 2 کروڑ روپے کی گاڑی میں آتے ہوں وہ کس طرح غریبوں کی بات کریں گے جن کے گھر کے قریب اگر غریب ور کر بھی جائے تو ان کے گھر سے پالتو کتّا ان کو بھونکتا ہے۔ غریب لوگوں کی بات کرنے والوں سے میں یہ کہوں گا کہ پہلے غریبوں کی جھونپڑی میں جاؤ، پہلے ان کے حالات دیکھو اور یہ بھی دیکھو کہ تم اس کو کھلاتے کیا ہو؟

جناب ڈپٹی سپیکر: فی الحال آپ wind up کریں کیونکہ ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! اجے تے شروع ہویا جے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ wind up کریں کیونکہ پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔ آپ آخری بات کریں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! مجھے گنتی کے صرف دو منٹ دے دیں۔ میں اس ایوان میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج میرے قائد پر تنقید کرنے والے کتابی کیڑے جنہوں نے صرف کتاب پڑھ کر سیاست شروع کی جبکہ میرے قائد نے اس پنجاب کی گلی اور محلے سے سیاست شروع کی اور اس پنجاب

میں میرے قائد نے موٹروے بنا کر یہ ثابت کر دیا کہ پاکستان کا کوئی سیاستدان پاکستان کی خدمت نہیں کر سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈھلوں صاحب! بہت شکریہ۔ آخری بات کر کے wind up کریں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں اس کو wind up ہی کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ آخری بات کر کے wind up کریں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! اگر آپ بضد ہیں کہ میں اس کو wind up کروں تو میں اپوزیشن کو صرف ایک شعر سنانا چاہتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر پاکستان تحریک انصاف کی معزز خواتین ممبران احتجاجاً کھڑی ہو کر کہنے لگیں کہ ان کو زیادہ وقت دیا جا رہا ہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ بات ختم کریں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: میں ایک شعر پر اپنی بات ختم کرنا چاہ رہا ہوں کہ۔

جاں نثار اے وطن کے جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سَر اٹھا کے چلے
ہم بدلتے ہیں رُخ ہواؤں کا
آئے، دنیا ہمارے ساتھ چلے

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ان کا بھی مائیک بند کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، انہوں نے end کر دیا ہے اور میں نے ان کا مائیک بند کروا دیا ہے۔

MRS RAHEELA ANWAR: Sir, time is over now and this is discrimination.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہمیں بھی اتنا ہی ٹائم ملنا چاہئے جتنا آپ ان کو دے رہے ہیں اور ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں۔ یہاں discrimination ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، یہاں کوئی discrimination نہیں ہو رہی۔ عباسی صاحب!انہوں نے wind up کر دیا ہے۔ جی، ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ بات کریں گی۔ No cross talk, order in the House ڈھلوں صاحب!اب اس پر کوئی بات نہیں ہو گی۔

ڈاکٹر نوشین حامد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!2013-14 کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ یہ بجٹ عوام کی توقعات کے مطابق نہیں ہے کیونکہ مختلف علاقوں اور شہروں میں جو مظاہرے کئے جا رہے ہیں وہ ان کے جذبات کی عکاسی کرتے ہیں۔ پچھلے دَور میں 13 فیصد inflation rate رہا ہے جو پچھلے چار decades میں سب سے زیادہ تھا اور بڑھتے ہوئے ٹیکسوں کی موجودگی میں میرا خیال ہے کہ تنخواہوں اور پنشن میں 10 فیصد اضافہ ناکافی ہے۔

جناب سپیکر!میں اس وقت وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر کے حوالے سے کچھ باتوں کا حوالہ دینا چاہوں گی۔ بجٹ میں انہوں نے Millennium Development Goals کا ذکر کیا ہے جس میں ہمارے لئے بہت سے goals مقرر کئے گئے ہیں تو انہوں نے صرف ایجوکیشن کو target کیا ہے جبکہ میں سمجھتی ہوں کہ بہت سے اور بھی اہم اہداف تھے ان کے لئے وہ کوئی مثبت اور ٹھوس حکمت عملی پیش نہیں کر سکے جن کے اندر غربت اور افلاس سے نجات کا معاملہ تھا۔ اب غربت اور افلاس میں عوام کو مزید دھکیل دیا گیا ہے کیونکہ indirect taxation غریب عوام کو ہی directly effect کرتی ہے جس میں 48 فیصد کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ یہاں Millennium Development Goals میں ماں اور بچے کی صحت پر ہمیں کوئی مثبت پالیسی نظر نہیں آئی۔ اس کے اندر انہوں نے کچھ Punjab Reproductive, Maternal, New Born Organization کا ذکر کیا ہے جیسے and Child Health Authority تشکیل دینے کا کہا گیا ہے مگر ابھی یہ صرف paper work میں موجود ہے۔ اسی طرح Integrated Reproductive, Maternal, New Born, Child Health and Nutrition Programme ہے تو کیا یہ پروگرام کوئی عملی صورت اختیار کریں گے یا ماضی کی طرح یہ بھی کاغذی کارروائی ہی رہے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میں دانش سکولوں کے حوالے سے یہ بات کروں گی کہ پچھلے tenure اور اس tenure میں ایک دانش سکول کے بجٹ میں 25 کروڑ روپے کا اضافہ کیا گیا ہے جبکہ ایک دانش سکول صرف 300 کے لگ بھگ بچوں کو cater کرتا ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر:No cross talk please مہربانی کر کے ان کی بات سنیں۔جی،ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!اسی طرح انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم نے خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے ایک ارب روپے کی اضافی رقم رکھی ہے تو چھ دانش سکولوں میں جہاں 1800 کے قریب بچے پڑھیں گے ان کے لئے 6۔ارب روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے جبکہ پنجاب کی پانچ کروڑ خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے صرف اور صرف ایک ارب روپے کی اضافی رقم رکھی گئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں تھوڑی سی بات لیپ ٹاپ سکیم کے حوالے سے کروں گی اور میں یہاں پر بیٹھی ہوئی بہنوں سے یہ کہوں گی کہ ایک دفعہ آپ بھی بحیثیت ماں اس پر غور کریں۔لیپ ٹاپ کلچر کو دیکھیں تو یہ use سے زیادہ misuse ہو رہا ہے۔اس سے ایک تو بچوں کا وقت ضائع ہو رہا ہے جبکہ بچے اس کا غلط استعمال بھی کر رہے ہیں اور وہ اپنا وقت ایسی non productive activities میں گزار رہے ہیں کیونکہ لیپ ٹاپ کے ایک بٹن پر پوری دنیا آپ کے سامنے کھل جاتی ہے اور اس میں positive influences بھی ہوتے ہیں اور negative influences بھی ہوتے ہیں۔ہماری نئی نسل میں اس سے negative influences بہت تیزی سے بڑھ رہا ہے کیونکہ ہم نے انہیں undue exposure دے دیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس سے بہتر یہ تھا کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اساتذہ کی زیر نگرانی کمپیوٹر labs کی upgradation ہوتی جہاں بچے اپنے اساتذہ کی نگرانی میں اسے مثبت انداز میں استعمال کرتے اور وہ یونیورسٹی کے کچھ بچوں تک limit نہ رہتا بلکہ وہ ساری یونیورسٹی کے بچوں کے لئے استعمال ہوتا۔میں یہ بھی بتا دوں کہ ہماری اچھی اچھی یونیورسٹیوں کے اساتذہ کے پاس بعض دفعہ لیکچر prepare کرنے کے لئے کمپیوٹر کی سہولت موجود نہیں ہوتی۔اگر انہیں لیپ ٹاپ کی بجائے کالجوں اور یونیورسٹیوں کی کمپیوٹر labs کو upgrade کیا جاتا تو اساتذہ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتے تھے۔

جناب سپیکر خواتین کے حوالے سے ایک اور چھوٹی سی بات ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں سستے آٹے کی فراہمی گو کہ ایک اچھا اقدام ہے مگر اس کا طریق کار انسانیت کی تذلیل ہے۔جس طریقے سے ٹرکوں کے پیچھے روزہ کی حالت میں خواتین کھڑی ہوتی ہیں اور وہ جس طرح سے دھکے کھاتی ہیں تو میری درخواست ہے کہ اس دفعہ اس کے لئے کوئی positive action لیا جائے تاکہ خواتین کی تذلیل نہ ہو۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! گھریلو تشدد حد سے زیادہ بڑھتا جا رہا ہے اور اس کے لئے میرا خیال ہے کہ پچھلے دور حکومت میں کچھ کام ہوا تھا لیکن اسے عملی جامہ نہیں پہنایا لہذا اس پر ترجیحی بنیادوں پر کام کیا جائے۔Luxury houses پر لگنے والے ٹیکس پر میں ایک اعتراض پیش کرنا چاہوں گی کہ اس میں انہوں نے صرف گھر کا سائز دیکھا ہے جبکہ ہم سب کو پتا ہے کہ ہر area کے لئے ایک D.C rate ہوتا ہے اور collector rate ہوتا ہے۔ گلبرگ کے چار کنال کے گھر کی جو value ہے وہ علامہ اقبال ٹاؤن، شاہدرہ، راوی ٹاؤن یا عزیز بھٹی ٹاؤن کے کسی گھر کی وہ value نہیں ہوتی۔ یہ فلیٹ ریٹ مناسب نہیں ہے۔اس میں اگر collector rate کو مدنظر رکھا جاتا تو شاید اس پالیسی پر بہتر طریقے سے عملدرآمد ہوتا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک اعلان گمشدگی کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے ڈیڑھ گھنٹے سے اپوزیشن لیڈر میاں محمود الرشید صاحب خلاف واقعہ، خلاف توقع اور خلاف روایات ایوان سے گم ہو چکے ہیں۔ اگر وہ میری آواز سن رہے ہیں اور جہاں کہیں بھی موجود ہیں تو وہ ایوان میں آ جائیں۔ انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ مہربانی کر کے بجٹ کے متعلق بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے بجٹ پر بھی بات کرنی ہے۔ میرا اعلان اگر انہوں نے سن لیا ہے تو وہ ایوان میں تشریف لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! منسٹر صاحب موجود ہیں آپ اپنی بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! آپ House in order کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ممبران خاموشی سے بات سنیں۔ جی، شیخ صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! آج مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہے کہ میں سات سال کے بعد یہاں اس معزز ایوان میں پہنچا ہوں، پچھلا tenure مجھ سے miss ہوا کیونکہ ہم پانچ وکلاء نے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ منسٹر کی سیٹ پر ہیں لہذا دوسری سیٹ پر آ کر اپنی بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: کیا یہاں پر میں بات نہیں کر سکتا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں پر کھڑے ہو کر آپ بات نہیں کر سکتے۔ Kindly تکلیف کر لیں اور دوسری سیٹ پر آ جائیں۔ مہربانی ہو گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر شیخ اعجاز احمد منسٹر کی نشست چھوڑ کر ممبر کی نشست پر آ گئے)

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! مجھے میرا پورا وقت دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ کا وقت پورے پانچ منٹ کا ہے اور وہ آپ کو پورا دیا جائے گا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ سات سال بعد آج مجھے پنجاب کے سب سے اعلیٰ اور مقدس ایوان میں محو گفتگو ہونے کا موقع مل رہا ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو بطور قائد ایوان اور میاں محمد نواز شریف کو بطور وزیر اعظم پاکستان، سپیکر صاحب کو اور آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں کہ آج آپ اس ایوان کا حصہ ہیں جو روایات کا بڑا مظہر ایوان ہے۔ یہاں پر جنوبی پنجاب کی بات کی گئی تو آپ کا اس Chair پر تشریف فرما ہونا اور ایوان کو conduct کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ جنوبی پنجاب کی محرومیوں کے ازالے کے لئے جو steps لئے گئے ہیں، اس کا ایک خوبصورت نمونہ آپ کی ذات ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پر جو دستاویز ہمیں تھمائی گئی ہے جو وزیر خزانہ صاحب نے بجٹ پیش کیا، یہ دستاویز جو صوبہ پنجاب یا جس ایوان میں یہ پیش کی جاتی ہیں اس کے عوام کی امنگوں اور خواہشات کا مظہر ہوا کرتی ہیں۔ اگر وہ خواہشات اور اس کی امنگوں کی دستاویز ہیں تو اس کے ساتھ commitment دلجمعی، دیانتداری اور اس کے علاوہ ترجیحات کا مظہر بھی یہ دستاویز ہوا کرتی ہیں اور پھر ترجیحات کا مظہر اس سے بڑھ کر یہ دستاویز کیا بول سکتی ہیں کہ صوبہ پنجاب کے دس کروڑ کے لگ بھگ عوام، یہ پہلی مرتبہ ہوا کہ سابقہ دور حکومت میں تبدیلی کی ایک ہوا چلی۔ یہ وہی ایوان ہے جس میں 2002 سے 2007 میں جنرل حسین مدی کے در پر سجدہ ریز ہونے کے بعد ٹکٹیں حاصل کرنے کے بعد (ق) لیگ نے یہاں پر حکومت بنائی اور ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے جدوجہد کی سیاست کی اور یہ وہی ایوان ہے اور یہ وہی در و دیوار ہیں اور ان میں وہی اکثر ممبران ہیں جنہیں اس بات کا پتا ہے کہ اسی ایوان میں ایک شرمناک قرارداد پیش کی گئی جس میں جنرل مشرف کو دس مرتبہ باوردی صدر بنانے کی بات کی گئی۔ ایک ان کی ترجیح تھی کہ وہ ملک کے اندر جمہوریت کو پامال کر کے ڈکٹیٹر شپ کو دس سال کے لئے لانا چاہتے تھے اور اگر آپ اسے count کریں تو وہ میرے ملک کے پچاس سالوں پر مشتمل ہونے چاہئیں۔ پھر اسی اسمبلی میں ایک اور

خوبصورت اضافہ ہوا کہ ایک طرف جنرل مشرف کی وہ(B)ٹیم جو یہاں پر اسے دس سال کے لئے منتخب کروانا چاہتی تھی اور میرے قائد کا وژن دیکھیں کہ [********]

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بات مناسب نہیں ہے۔ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! لیکن ان کا دل بالکل شیشے کی مانند صاف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ اس بات کو چھوڑیں اور بجٹ پر بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں بجٹ پر بھی آنے لگا ہوں۔ ان کا دل شیشے کی مانند صاف ہے اور یہ وہ تبدیلی ہے کہ جدوجہد کرنے والے کارکنوں کو میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے اس مقدس ایوان میں جگہ دی اور یہ وہ لوگ ہیں جو آج بھی پکار رہے ہیں۔ یہ جو میری بہنیں بیٹھی ہیں انہوں نے جدوجہد کی ہے یہ آج بھی پکار رہی ہیں کہ:

بارش ہوئی جفا کی ستم کی ہوا چلی
ہم وہ چراغ ہیں جو ابھی تک بجھے نہیں
یہ وقت کا جمود ہے ٹوٹے گا ایک دن
ہم جا رہے ہیں جانبِ منزل رکے نہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! وقت ختم ہو گیا ہے اس لئے ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اپوزیشن لیڈر نے آج یہاں پر کہا کہ ماحول آلودہ ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ کا ٹائم ویسے ختم ہو گیا ہے صرف ایک منٹ میں اپنی تقریر ختم کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا ہوں کہ اپوزیشن لیڈر نے آج یہاں پر کہا ہے کہ ماحول آلودہ ہے اور انہوں نے ہماری ایک بہن کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میں ان کا مشکور ہوں کہ میں انہیں پسند آیا ہوں۔ مجھے بڑا افسوس ہوا اور مجھے یہ بات کہہ لینے دیجئے کہ مجھے وزیر خزانہ سے گزارش کرنی ہے کہ 5لاکھ روپے کی رقم PTIکے نوجوانوں کی وضع قطع درست کرنے کے لئے مختص کریں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ، بہت شکریہ۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں صرف ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے میں ایک سکول تھا میں الیکشن کے دن وہاں پر گیا تو وہاں ہرنی کی چال سے اٹھکیلیاں بھرتی ہوئی بی بی آ رہی تھی تو میں نے کہا کہ بہن ذرا راستہ دیں۔ اس نے کہا کہ خبردار اگر مجھے بہن کہا میں تو بھائی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! شکریہ۔ بہت شکریہ۔ سردار شہاب الدین خان، تشریف نہیں رکھتے۔ ڈاکٹر صلاح الدین خان، تشریف نہیں رکھتے۔ جناب احمد خان بھچر، تشریف نہیں رکھتے۔ سردار محمد آصف نکئی، تشریف نہیں رکھتے۔ جناب احمد خان بلوچ، تشریف نہیں رکھتے۔ راجہ شوکت عزیز بھٹی!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ صبح اس کے گیت گاتی ہے، سورج ڈوبتا ہے تو اس کی تسبیح پڑھتا ہے، چرند پرند اس کے بول الاپتے ہیں، پتوں کی سرسراہٹ اس کی حمد گاتی ہے، میں اس اللہ تبارک وتعالیٰ کے بابرکت نام سے شروع کرتا ہوں۔ آقا مولا، سرور کائنات، امام المرسلین، خاتم النبیین، مولائے کل، محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات پر لاکھوں کروڑوں درود وسلام بھیجتے ہوئے بات کا آغاز کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! پانچ سال کا سیاسی دور گزرنے کے بعد پنجاب اور پاکستان کی عوام نے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف پر، ان کی سوچ پر، ان کی سیاسی قیادت پر اعتماد کے بعد ایک بار پھر جو موقع دیا میں اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اس پاکستان اور پنجاب کے عوام کے لئے جو بجٹ جس پر آج میں بحث کرنے جا رہا ہوں جسے وزیر خزانہ نے اس ایوان میں پیش کیا ہے یہ اس بات کا اعتماد ہے کہ جب سیلاب آیا تو ڈی جی خان، مظفر گڑھ، جنوبی پنجاب کے ان علاقوں میں جہاں اس وقت جانا مشکل تھا میرا قائد سات سات گھنٹے گاڑیوں کا سفر کر کے وہاں غریب کی کٹیا تک پہنچا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! جب ہماری مائیں بہنیں اسی لاہور میں Hiace ڈبوں میں بری طرح گھس کر عزت اور وقار کو پامال کرتے ہوئے اپنی مزدوری کے ٹھکانوں پر پہنچتی تھی انہیں ایئر کنڈیشنڈ بسیں دیں، انہیں میٹرو بسیں دیں۔ اب وہ عزت اور وقار کے ساتھ اپنی نوکریوں پر پہنچتی ہیں۔ غریب آدمی اگر اپنی جاب کے لئے، اپنے حصول رزق کے لئے صحیح سلامت پہنچ جاتا ہے تو یہاں بیٹھے ہوئے غریب کے ہمدردوں کو دکھ پہنچتا ہے۔ میں ایک بات اس ایوان کی نذر کر دوں کہ جس آدمی نے یہاں غریب آدمی کی سستی روٹی کے پراجیکٹ کو صحیح طریقے سے deliver نہیں کیا تھا یہاں بیٹھے ہوئے اس اپوزیشن جماعت کے لیڈروں نے انہیں دوبارہ الیکشن لڑنے کے لئے ٹکٹ دیا۔ جو اس پنجاب میں انکم سپورٹ

پروگرام کو بہتر طریق سے نہیں چلا سکے اُسی ایس اے حمید کو انہوں نے دوبارہ قومی اسمبلی کا ممبر منتخب ہونے کے لئے ٹکٹ دیا۔ یہ غریبوں کے ساتھ ان کا پیار اور محبت ہے۔ میرے قائد نے اندھیرے میں بسنے والے اس ملک کے نوجوان بچوں اور بچیوں کو سولر لیمپ دیئے۔ یہاں پر ابھی ایک ڈاکٹر صاحبہ اعتراض کر کے گئی ہیں کہ لیپ ٹاپ دیئے جاتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ 70 فیصد سے زیادہ نمبر لینے والوں کو دیئے جاتے ہیں۔ ایک بندوق چور اور ڈاکو بھی اٹھاتا ہے اور وہی بندوق بارڈر پر کھڑا جوان بھی اٹھاتا ہے جس کی وجہ سے رات کو آپ سکون کی نیند سوتے ہیں۔ یہ تربیت کی بات ہے، یہ سوچ کی بات ہے۔ اگر ان کا فن ایسا ہو کہ ماؤں اور بہنوں کو سٹیجوں پر نچا کر لوگوں سے ووٹ مانگیں تو یہ ان کا قصور ہے اور ہم علم کی روشنی جلا کر لوگوں کو سیدھی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ یہی میاں محمد شہباز شریف کا وژن ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! بات غریب کی کی گئی، ان ہی کے قائد نے اعلان کیا تھا کہ میں اس ملک میں ہیلتھ انشورنس لے کر آؤں گا۔ ان ہی کی خیبر پختون خواہ میں حکومت ہے وہاں انہوں نے جو بجٹ پیش کیا ہے اس میں صرف 50 کروڑ روپے ہیلتھ انشورنس کے لئے رکھے اور ہمارے قائد نے ہیلتھ انشورنس کے لئے 4۔ ارب روپے رکھے ہیں، ہم نے یہ مذاق نہیں کیا۔ ہم نے تعلیم کا بجٹ زیادہ کیا ہے، ہمارا اگر یہ قصور ہے تو یہ قصور ہم کرتے رہیں گے چاہے ہمیں جو مرضی سزا ملے۔ پاکستان اور پنجاب کی عوام نے ہمارے قائد پر اعتماد کیا، بے پناہ ووٹ دیئے اور اس جمہوری سسٹم پر اعتماد کا اظہار کیا۔ جو اس صوبہ کے ٹکڑے کرنے کی باتیں کرتے تھے ان کو ہی لوگوں نے reject کیا۔ یہ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نئے صوبے بنائیں گے اور ہم وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو قائداعظم نے ہمیں دیا ہے ہم اسے خوشحال بنائیں گے۔ ہماری سوچ جو ہماری وراثت ہے، قائداعظم محمد علی جناح نے جو ہمیں پاکستان دیا ہم اس کی خوشحالی اور مضبوطی کی بات کرتے ہیں۔ یہ یہاں ایک نیا ماڈرن ممی ڈیڈی پاکستان دینا چاہتے ہیں جس کی ہماری مذہبی ثقافت میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ انہیں تکلیف ہوتی ہے جب میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف غریب آدمی کے لئے سبسڈی رکھیں، اس سے ان کے سینوں میں درد اٹھتا ہے۔ جب لگژری گھروں میں رہنے والوں سے ان کی کمائی نکال کر غریب کی جھونپڑی میں جائے تو انہیں درد ہوتا ہے۔ عملی طور پر وہ آج کے دن تک ثابت نہیں کر سکے کہ انہوں نے غریب کی بہتری کے لئے کوئی کام کیا ہے۔ اگر ہم نے پیسے رکھے ہیں تو وہ غریب کی فلاح و بہبود کے لئے رکھے ہیں اور اگر ہم نے صحت کے لئے پیسے رکھے ہیں تو غریب کے لئے رکھے ہیں۔ آپ کے پاس بہت بڑا institution ہے آپ بتا دیں کہ آپ نے کتنا

غریب آدمیوں پر صرف کیا؟اس ملک کے غریب اور یتیم مدرسوں میں پڑھنے والے بچوں کے نام پر جو کھالیں جایا کرتی تھیں وہ بھی آپ اپنے ماڈرن ہسپتال میں لے گئے۔ وہاں بھی آپ نے غریبوں کو کچھ نہیں دیا اور وہاں غریب دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔آپ نے ایک LUMS کے نام پر یونیورسٹی بنائی وہاں کتنے غریب آدمی تعلیم حاصل کر رہے ہیں یہ ریکارڈ پر لے کر آئیں؟آئیں میں بتاتا ہوں کہ پنجاب کے سکولوں میں آئی ٹی لیپ ٹاپ دیئے، پنجاب کے سکولوں کو missing facilities دیں، انہیں اپ گریڈ کیا اور مزدور کے بچوں کو دانش سکول جیسے سکول میں تعلیم حاصل کرنے کا موقع قابلیت کی بنیاد پر دیا۔آپ ایسا کوئی ایک کام تو بتائیں؟ تنقید برائے تنقید کرنے کے لئے سب کو موقع ملتا ہے لیکن میں یہ بتادوں کہ اب پاکستان کے لوگ باشعور ہو گئے ہیں انہوں نے اس دفعہ کرپٹ لوگوں کو موقع دیا ہے اور نہ ہی ان ممی ڈیڈی لوگوں کو موقع دیا ہے۔ انہوں نے جو نئی سوچ لانی تھی اس کو پاکستان کی عوام نے reject کر دیا۔ پاکستان کی عوام نے گزشتہ پانچ سال میں میاں محمد شہباز شریف کے اس وژن کے ساتھ اپنا اعتماد بحال رکھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ wind up کریں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر!

اس دیس پہ مولا کا کرم ہو کر رہے گا
یہ دہر کسی روز حرم ہو کر رہے گا
نہ گھبراؤ ایہہ زندگانی اس جور و جفا سے
سر جبر کا اکڑا ہوا خم ہو کر رہے گا
وہ وقت بھی آئے گا مظلوم پہ شوکت
جو ہاتھ اٹھے گا قلم ہو کر رہے گا

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میں اپنی بات ختم کرنے سے پہلے صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرے بھائی وزیر خزانہ نے fitness clubs پر ایک ٹیکس لگایا ہے اس لاہور میں دو واقعات ہوئے ہیں۔ایک سات سالہ بچہ علی رحمان سوئمنگ پول پر without life guard وہاں پر گرا اس کی تین جگہ سے بازو ٹوٹی۔ پچھلے دنوں لاہور کے ایک سکول میں ایک بچہ سوئمنگ کے دوران زندگی کی

بازی ہار گیا۔ میری وزیر خزانہ اور وزیر قانون سے گزارش ہے کہ اس معاملے پر توجہ دیں تاکہ ایسے واقعات دوبارہ پیش نہ آئیں۔انہیں کوئی لیگل حیثیت دی جائے تاکہ یہ جو کروڑوں روپے لے کر fitness clubs میں لوگوں کو ممبر شپ دیتے ہیں یہ کوئی مناسب بندوبست کریں تاکہ کسی ماں کی گود نہ اجڑے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اس کو note کیا جائے۔ جناب طارق مسیح صاحب، تشریف نہیں رکھتے۔چودھری اشرف علی انصاری!

چودھری اشرف علی انصاری: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم۔ جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان میں بولنے کا موقع دیا ہے کیونکہ میرے لئے یہ پہلا موقع ہے اس لئے میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے قائدین وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف اور خادم پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو وزیر اعلیٰ پنجاب بننے پر، پورے ایوان کو منتخب ہونے پر، آپ کو منتخب ہونے پر اور تمام وزراء کو منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہمت اور توفیق دے کہ ہمارے قائدین کی محنت، جدوجہد اور ان کی good governance کی وجہ سے عوام نے ہم پر جس اعتماد کا اظہار کیا ہم سب اس اعتماد پر پورا اتر سکیں۔ اپوزیشن کی طرف سے یہاں پر یہ تاثر دینے کی ناکام کوشش کی گئی اور وہ یہ بات کرتے رہے کہ آج یہاں پر بھوک اور افلاس ہے۔انہوں نے کہا کہ شاید یہ جو بھوک اور افلاس ہے یہ دانش سکولوں کی وجہ سے ہے، لیپ ٹاپ دینے کی وجہ سے ہے اور سولر انرجی لیمپ دینے کی وجہ سے ہے تو میں اس معزز ایوان کی وساطت سے ان تک یہ بات پہنچانا بڑا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ جو بھوک اور افلاس ہے یہ دانش سکولوں کی وجہ سے نہیں ہے، یہ سولر انرجی لیمپ دینے کی وجہ سے نہیں ہے، یہ لیپ ٹاپ دینے کی وجہ سے نہیں ہے، یہ فری ادویات دینے کی وجہ سے نہیں ہے، یہ انفراسٹرکچر پر پیسا خرچ کرنے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ جو بھوک اور افلاس ہے یہ energy crisis کی وجہ سے ہے، یہ لوڈشیڈنگ کی وجہ سے ہے اور جن لوگوں نے لوڈشیڈنگ پیدا کی، جن لوگوں نے energy crisis پیدا کئے ان لوگوں پر انہوں نے کبھی زبان نہیں کھولی اور ان پر انہوں نے کبھی تنقید نہیں کی کیونکہ یہ ایک ہی کچے چٹھے ہیں۔ میں اس معزز ایوان کی وساطت سے ان پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ بچے جن کو آج لیپ ٹاپ دیئے جا رہے ہیں، جو بچے دانش سکولوں سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں، جن کو آج سولر انرجی لیمپ دیئے جا رہے ہیں انشاء اللہ کل کو یہ بچے جب اعلیٰ تعلیم

حاصل کر کے میدان عمل میں نکلیں گے تو یہ ہمارے قائدین کے دست و بازو بن کر ملک اور قوم کی خدمت کریں گے۔ ملک اور قوم کو ان بحرانوں سے نکالیں گے، اس بھوک اور افلاس کو ختم کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات کے اندر وزیر خزانہ اور قائد پنجاب نے جو بجٹ پیش کیا ہے یہ تاریخ کا بہترین بجٹ ہے کیونکہ اس میں سارے طبقات کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں special persons کو مد نظر رکھا گیا ہے، اس میں زمیندار کو مد نظر رکھا گیا ہے، اس میں مزدور کو مد نظر رکھا گیا ہے، اس میں سرکاری ملازم کو مد نظر رکھا گیا ہے، اس میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایلیمنٹری ایجوکیشن کو مد نظر رکھا گیا ہے، اس میں ہم دیکھتے ہیں کہ سیکنڈری ایجوکیشن کو مد نظر رکھا گیا ہے، اس میں ہائر ایجوکیشن کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے اور یہی وہ بجٹ ہے جس میں غریبوں کے علاج معالجے کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔ ہر شعبہ زندگی کو پوری طرح facilitate کیا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات کے اندر یہ تاریخ کا بہترین بجٹ ہے۔ میں جناب قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کی پوری ٹیم کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے بہترین بجٹ پیش کر کے پنجاب کے عوام کے دل جیت لئے ہیں اور پھر جس طرح ہمارے قائد نے پٹواری کلچر اور تھانہ کلچر کے خاتمے کی بات کی یہ پاکستان کی 66 سالہ تاریخ میں پہلی مرتبہ ہونے جا رہا ہے کہ ہمیں پٹواری کی غلامی سے نجات مل رہی ہے، 66 سال تک پٹواری اپنی مرضی کرتا رہا اور مرضی کی فیسیں وصول کرتا رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پٹواری کلچر سے نجات دلانا ہمارے قائدین کا اس ملک اور قوم پر ایک بہت بڑا احسان ہے۔ پھر جس طرح ہمارے قائدین تھانہ کلچر کی تبدیلی کی بات کرتے ہیں تو یہ بھی پاکستان کی تاریخ کے اندر پہلی مرتبہ دیکھنے کو مل رہا ہے۔ میں ایوان کی وساطت سے آپ تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ چند دن پہلے میرے حلقہ کے اندر ایک موٹر سائیکل چوری ہو گئی انہوں نے ون فائیو پر کال کی۔ اگلے دن خادم پنجاب کی ان کو کال آجاتی ہے آپریٹر بولتا ہے اور کہتا ہے کہ لائن پر رہئے گا خادم پنجاب آپ سے بات کریں گے تو خادم پنجاب پوچھتے ہیں کہ آپ نے ون فائیو پر کال کی تھی تو کیا پولیس بروقت پہنچی؟ ان صاحب نے جواب دیا کہ جناب عالی پولیس بروقت پہنچی لیکن موٹر سائیکل ابھی تک برآمد نہیں ہوا تو قائد نے کہا کہ ایک نمبر آپ کو send کر رہے ہیں اور آپ نے ابھی اسی پر reply کرنا ہے تو تین منٹ بعد متعلقہ SHO کی کال آ گئی یہ پنجاب کے اندر پہلی مرتبہ ہو رہا ہے۔ میں اپنے قائدین کو جنہوں نے عوام کو دیگر سہولیات دینے کے ساتھ ساتھ ان کے جان و مال کے تحفظ

کو بھی یقینی بنا رہے ہیں اس پر انہیں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ میرے قائدین نے مجھ پر بڑی شفقت اور بڑے اعتماد کا اظہار کیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ آپ جلدی wind up کریں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں آخری بات کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے معاون صحت کی حیثیت سے ذمہ داری نبھانے کا موقع ملا تو قائدین نے جس طرح dialysis اور فری ادویات کے لئے رقم رکھی ہے سچی بات ہے کہ یہ ملک اور قوم پر بڑا احسان ہے کیونکہ لوڈشیڈنگ کی وجہ سے فیکٹری، کارخانے اور صنعتیں بند ہو چکی ہیں، قوم بے روزگار ہو چکی ہے اور قوم دو وقت کی روٹی پوری کرنے سے قاصر ہے تو ایسے حالات میں قوم اپنے علاج معالج کی سہولتیں کس طرح پوری کر سکتی ہے؟ مجھے پتا ہے کہ جب ایک غریب بندہ dialysis کے لئے آتا ہے، جب DHQ ہسپتال گوجرانوالہ کے اندر اس کا فری dialysis ہوتا تھا تو وہ ہاتھ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھ کر اللہ کا شکر بھی ادا کرتا تھا اور ہمارے قائدین کے لئے دعا بھی کرتا تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ فری ادویات اور dialysis کے لئے رقم رکھ کر قائدین نے ملک اور قوم کے ساتھ محبت کا عملی طور پر ثبوت دے دیا ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ جناب توفیق احمد بٹ!

جناب محمد توفیق بٹ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آج اس ایوان میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف باعمل وزیر اعلیٰ، جناب وزیر خزانہ، ان کی پوری ٹیم اور سرکاری افسران جوان کے ساتھ ہیں ان کو ایک بہترین عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور مبارک باد دیتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

اور کا پیام اور ہے میرا پیام اور ہے
نواز شریف کے چاہنے والوں کا طرز کلام اور ہے

جناب سپیکر! آج اس ایوان میں یہ خالی کرسیاں جو اپوزیشن کی ہیں میں ان کی خالی کرسیوں کی مذمت کرتا ہوں اور ان کے عوام دشمن روّیہ کی بھی مذمت کرتا ہوں۔ میں زیادہ بات ان پر نہیں کروں گا کیونکہ ہم نے ان کو اتنی اہمیت نہیں دینی۔ پاکستان اور پنجاب کی بہادر عوام نے ان کو اپنے ووٹ کی طاقت سے مسترد کر دیا ہے لہذا ان پر بات کر کے ہم ان کی اہمیت کو دوبارہ کسی صورت میں اجاگر نہیں کریں گے۔ میں ان کے عوام دشمن روّیہ کی اس لئے پُرزور مذمت کرتا ہوں کہ قائد پنجاب میاں محمد شہباز

شریف اور وزیر خزانہ نے جس بہترین طریقے سے تاریخی بجٹ پیش کیا اس پر میرے تمام ساتھیوں نے بڑے اچھے انداز سے اس کی ساری باتیں بتائی ہیں۔ جس طرح انہوں نے غریبوں کے لئے ہیلتھ انشورنس کارڈ کے اجراء کا اعلان کیا ہے، جس طرح انہوں نے سادگی کی مثال قائم کرنے کے جو اعلانات فرمائے ہیں، جو وزراء اور اپنے اخراجات کو کم کرنے کے اعلانات فرمائے ہیں اس کے ساتھ ساتھ جس طرح تھانہ کلچر، پٹواری کلچر اور جس طرح انہوں نے رمضان بازار کے سلسلے میں سستے بازاروں کے لئے فنڈز رکھے ہیں، جس طرح انہوں نے سولر انرجی لیمپ اجالا پروگرام کے تحت فنڈز رکھے ہیں، جس طرح دیہاتوں میں بھی واٹر فلٹریشن پلانٹ لگانے کے لئے انہوں نے فنڈز رکھے ہیں میں اپنی حکومت اور اپنے قائد میاں شہباز شریف کو دل کی گہرائیوں سے پنجاب کے عوام کی طرف سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف پر تنقید کرنے والے لوگوں کو صرف یہ کہوں گا کہ ان کے دل میں غریبوں کے لئے کوئی رحم نہیں ہے اور کوئی جگہ نہیں ہے۔ یہ صرف زبانی جمع خرچ کرتے ہیں، زبانی دعوے کرتے ہیں اور بڑی بڑی خوبصورت باتیں کرتے ہیں۔ میں ان کے لئے یہ کہوں گا کہ میرے بھائیو! آپ جس طرح باتیں کرتے ہو اور KPK کی بار بار باتیں کرتے ہو، ہم نے تو اپنے ریکارڈ سے ثابت کیا ہے، ہمارے قائد نے تو اپنے ریکارڈ سے ثابت کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج ہم اس ایوان میں تین سو سے زیادہ تعداد میں موجود ہیں یہ سب کچھ ہمارے کردار کی وجہ سے ہے اور ہمارے سابقہ ریکارڈ کی وجہ سے ہے۔ میں ان بے عمل لوگوں کے لئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ:

بے عمل دل ہو تو جذبات سے کیا ہوتا ہے
بنجر ہی ہو اگر زمین تو برسات سے کیا ہوتا ہے

جناب سپیکر! قائد پنجاب کی طرح یہ کہنا چاہتا ہوں کہ:

ہے عمل لازم تکمیل تمنا کے لئے
ورنہ تمہارے صرف رنگین خیالات سے کیا ہوتا ہے

ہمارے قائد نے عمل کر کے ثابت کیا ہوا ہے۔ میں اب گوجرانوالہ کے عوام کی طرف سے جناب وزیر خزانہ، ان کی پوری ٹیم کو اور فخر پاکستان میاں محمد نواز شریف اور قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو سلام پیش کرتا ہوں اور وزیر اعلیٰ پنجاب، خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا مشکور ہوں جنہوں نے ہمارے گوجرانوالہ کے ڈی ایچ کیو ہسپتال کو اپ گریڈ کرنے کا اعلان کیا ہے اور شیخوپورہ روڈ کو دورویہ

کرنے کا اعلان فرمایا ہے اس کے ساتھ ساتھ ہمارے گوجرانوالہ میں سینکڑوں غریبوں کے لئے مکان بنا کر دینے کا اعلان فرمایا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے بڑی مہربانی فرمائی ہے گوجرانوالہ کی محبت کا جو گوجرانوالہ کی عوام نے مسلم لیگ (ن) کے ساتھ محبت کی ہے انہوں نے اعلان فرمایا ہے کہ گوجرانوالہ کو دارالخلافہ کے برابر درجہ دے کر ان کو جدید ترین سہولیات فراہم کریں گے جس کے لئے میں قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا شکر گزار ہوں اور ان کو سلام پیش کرتا ہوں۔السلام ُعلیکم۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بٹ صاحب! بہت شکریہ۔جی، پیر کاشف علی چشتی صاحب!

پیر کاشف علی چشتی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں حکومت پنجاب، وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ پنجاب کو محدود وسائل میں اچھا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دینا چاہوں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

پنجاب کے عوام کی بھاری اکثریت نے پاکستان مسلم لیگ (ن) کو ایک heavy mandate دیا ہے اور یہاں کے لوگوں کی یہ توقعات ہیں، یہ پاکستان مسلم لیگ (ن) ہی ہے اور اس کی قیادت ہی ملک سے اندھیروں کا خاتمہ کر سکتی ہے۔یہ نہایت ہی خوش آئند بات ہے کہ اس بجٹ میں انرجی ڈیپارٹمنٹ اور پاور بورڈ کو یہ کام سونپا گیا ہے کہ مختلف طریقوں سے بجلی کے پلانٹس پر کام کیا جائے اس حوالے سے Hydel, coal, gas, bio gas and wind energy سے چلنے والے بجلی کے پلانٹس شامل ہیں۔ کسی بھی بجٹ کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ایک ریونیو اور دوسرا expenditures۔جہاں تک ریونیو کا تعلق ہے تو ہمارے 60 فیصد سے زیادہ وسائل وفاقی حکومت کے divisible pool سے آتے ہیں اور 14 فیصد کے قریب provincial resources سے حاصل کئے جاتے ہیں تو اس حوالے سے چند ایک نئی تجاویز بھی ٹیکس کے حوالے سے ہیں جن میں گھروں پر ٹیکس اور زرعی انکم ٹیکس میں اضافہ کی recommendation ہے۔اس حوالے سے میری گزارش ہے کہ زرعی شعبہ جو کہ پہلے ہی بہت زیادہ implicit and explicit taxation سے دوچار ہے اور ٹیکسوں کے بوجھ تلے پہلے ہی stagnate ہو رہا ہے تو اس حوالے سے کوئی بھی target set کرتے ہوئے یہ بات مدنظر رکھی جائے۔اسی طرح پراپرٹی ٹیکس کے حوالے سے جو recommendations ہیں اس میں بھی اگر تاریخ خرید کے حوالے سے دیکھ لیا جائے کہ یہ پراپرٹی خریدی کب گئی ہے کیونکہ بہت سے ایسے بڑے گھر بھی ہیں جہاں پر ایک سے زائد خاندان رہتے ہیں۔جہاں تک expenditures کا تعلق ہے، ان میں تین بڑے شعبہ جات جنرل، پبلک سروسز اور ٹرانسفر جس میں mainly transfer to local

Public Order and Safety, mainly Police and، ہےgovernment Prisons and Economic Affairs ہیں، جن میں دیگر محکموں کو فنڈز دیئے گئے ہیں یہ تین ملا کر current expenditures کا 80 فیصد بنتا ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ یہ جو اتنی بھاری رقم ہمیشہ لوکل گورنمنٹ، ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور ٹی ایم ایز کو جاتی ہے کیا اس سے عوام کو benefits پہنچتے ہیں؟ میرے اپنے حلقے میں گولہ شریف بائی پاس روڈ جو کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے اندر آتی ہے ایک لمبے عرصے سے maintenance مانگتی ہے لیکن وہ آج تک repair نہیں ہو سکی تو ہمیں ضرورت ہے کہ ان ڈیپارٹمنٹس میں جہاں misappropriation ہے یا جہاں embezzlements ہو رہی ہیں یا اگر کرپشن ہے تو اسے minimize کیا جائے تاکہ جو اتنی بڑی spending ہوتی ہے اس کا benefit عوام تک پہنچے۔

اسی طرح ہمیں زراعت کے شعبے میں خصوصی توجہ دینی ہو گی۔ پچھلے ساٹھ سال میں بد قسمتی سے ہم لوگ زراعت، جس میں ہمیں competitive advantage تھا اس کو بھول کر انڈسٹری کو promote کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور حال یہ ہے کہ دو ٹریکٹر کمپنیوں کو بچانے کی خاطر ملک کے پورے کسانوں کو جو لاکھوں کی تعداد میں ان کو یرغمال بنایا ہوا ہے اور انہیں بھاری قیمت میں وہ ٹریکٹر خریدنے پڑتے ہیں۔ کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ اس ملک میں کسانوں کو ڈیوٹی فری ٹریکٹر مہیا ہوتے؟ اسی طرح جہاں انڈسٹری کو export re-finance میں آٹھ سے دس فیصد ریٹ پر قرضے دیئے جاتے ہیں وہاں کسانوں کو چودہ سے اٹھارہ فیصد تک قرضوں پر شرح سود دینی پڑتی ہے تو اس حوالے سے آئندہ کوئی خصوصی پروگرام کسانوں کے حوالے سے آنے چاہیئں۔ تعلیم کے حوالے سے میاں محمد شہباز شریف نے پہلے ہی بہت ہی خوش آئند اقدامات کئے ہیں اور مجھے اُمید ہے کہ آئندہ بھی جاری رہیں گے۔ اسی طرح ہیلتھ کے شعبے میں بھی ڈینگی کے تدارک کے حوالے سے انہوں نے جو خدمات کی ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ BHU's کو بھی سکولوں کی لائن پر اپ گریڈ کیا جائے گا تاکہ دیہی علاقوں میں صحت کی بہتر سہولیات مہیا ہو سکیں۔ آخر میں wind up کرتے ہوئے میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ جو budget formulation process ہے اس میں Legislation کی participation کی زیادہ ضرورت ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ rudimentary discussion نہیں بلکہ سٹینڈنگ کمیٹی کے through کوئی ایسا سسٹم بنایا جائے کہ جو بھی گرانٹس محکموں کی طرف سے آئیں وہ سٹینڈنگ

کمیٹیاں پہلے vet کریں اور اس کے بعد پھر وہ بجٹ کی statement کے اندر آئیں اور اس ایوان میں پیش ہوں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: پیر صاحب! بہت شکریہ۔ جناب شہزاد منشی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ تحسین فواد صاحبہ!

محترمہ تحسین فواد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اتنا متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔ اس کے لئے ہم ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور اس میں سب سے زیادہ غریبوں کا خیال رکھا گیا ہے، لوگ کہہ رہے ہیں کہ اس میں غریبوں کے لئے کوئی چیز نہیں ہے لیکن اس بجٹ میں سب سے زیادہ غریبوں کا خیال رکھا گیا ہے۔ ادھر یہ کہا گیا ہے کہ پولیس کے محکمے کو ٹھیک کرنا چاہئے تو ہمارے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کا تو عزم ہی یہ ہے کہ انشاء اللہ یہ محکمے ٹھیک ہوں گے اور انہوں نے ہمیشہ میرٹ پر کام کیا ہے، پہلے بھی کیا ہے اور اب بھی انشاء اللہ تعالیٰ وہ میرٹ پر کام کریں گے۔

جناب سپیکر! پرویز الہیٰ صاحب نے اتنے اچھے کام کئے ہوتے تو شاید ان کے ساتھ بیس عورتیں اور بیٹھی ہوتیں۔ یہ جو تنقید کرتے ہیں یہ تو اپوزیشن کا کام ہوتا ہے، اگر انہوں نے اچھے کام کئے ہوتے تو یہ اکیلی نہ ہوتیں ان کے ساتھ بیس اور لوگ ہوتے۔ یہ تو پرانی ریت ہے کہ جو ہار جاتا ہے وہ کہتا ہے کہ دھاندلی ہو گئی لیکن اس دفعہ کے الیکشن کراچی کو نکال کر پورے پاکستان میں اتنے شفاف الیکشن ہوئے ہیں کہ ہم اس پر الیکشن کمیشن کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ میرا تعلق بھی راولپنڈی شہر سے ہے اور راولپنڈی شہر میں جتنے ترقیاتی کام ہوئے ہیں اس کا کہیں ریکارڈ نہیں ملتا۔ ماشاء اللہ ایک کارڈیالوجی ہسپتال بنا ہے وہ دیکھنے والا ہے۔ وہاں پر تمام عوام چاہے وہ کسی بھی پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں اس کی تعریف کئے بغیر نہیں رہتے کہ اتنا اچھا کارڈیالوجی ہسپتال بنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا وقت بیس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ تحسین فواد: اس کے علاوہ راولپنڈی کینٹ اور شہر کے لئے اتنے زیادہ فنڈز ملے ہیں۔ جو شیلی تقریر کرنے کے لئے شاید یہ ضروری تھا کہ راولپنڈی میں فنڈز نہیں ملے لیکن میں راولپنڈی کے حوالے سے عرض کر دوں کہ ماشاء اللہ بہت فنڈز ملے ہیں۔ میں بس اتنا ہی کہنا چاہوں گی۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جناب رمیش سنگھ صاحب!

جناب رمیش سنگھ اروڑا: اِک اونکار سَت نام کرتا پُرکھ نربھو نرویر اکال مورت اجونی سے بھنگ گور پرشاد۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝
وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

پہلے میں نے جو verse پڑھی یہ میں نے گورو گرنتھ صاحب کی verse پڑھی ہے اور اس کو میں نے عربی میں translate کیا ہے جس کے same meanings ہیں۔ میرا خیال ہے کہ میرے اور بھی بہت سے ممبران بیٹھے ہیں۔ جس طریقے سے سب بسم اللہ پڑھتے ہیں اس طریقے سے میں نے بھی اپنا آغاز کیا ہے۔آج میں یہ چیز ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ 1947 کے بعد یہ پہلی دفعہ ہے کہ سکھ community کی representation اس مقدس ایوان میں کھڑے ہو کر آج speech کر رہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہ credit پاکستان مسلم لیگ (ن)، میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو جاتا ہے کہ انہوں نے سکھ community جو کہ پچھلے ساٹھ سال سے excluded تھی، ان کی representation پنجاب اسمبلی میں نہیں تھی، موقع بخشا اور آج یہاں سکھ community کی representation آئی۔ اس کے بعد میں اپنے topic پر آتے ہوئے عرض کروں گا کہ وزیر خزانہ نے ایک متوازن بجٹ پیش کیا جس پر میں وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں ایک متوازن بجٹ پیش کیا جس میں ایجوکیشن پر 26 فیصد، ڈویلپمنٹ پر 32 فیصد فنڈز کی allocation کی تاکہ ہمارا جو صوبہ پنجاب ہے جس کا پچھلے پانچ سال کا track record ہے جہاں پر بہت زیادہ ڈویلپمنٹ ہوئی ہے۔اب ہم اس کو راولپنڈی سے راجن پور تک دیکھتے ہیں۔ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جس طریقے سے ڈویلپمنٹ ہوئی اسی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے اگلے پانچ سال کے لئے عوام دوست اور متوازن بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ میں اس پر وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ وومن ڈویلپمنٹ کے بارے میں عرض کروں گا کہ Women Empowerment project جس پر آج ہمارے اپوزیشن بنچوں کے معزز ممبران کی طرف سے کچھ سوالات کئے گئے اور ان کی viability کی scalability کی باتیں کی گئیں، بذات خود میں نے یہ experiment کیا ہے، اگر انہوں نے budget document پورا پڑھا ہوتا جس میں Public Private Partnership کی بات کر رہے ہیں اور اس میں جو good practices

ہیں ہم ان سے سیکھ کر یہ further implement کریں گے۔یہ جو وومن ڈویلپمنٹ والے فنڈ میں ایک بلین روپے ہم اگلے ایک سال میں خرچ کریں گے۔وہ خواتین جو marginalized ہیں، ہماری ایک معزز ممبر جن کا تعلق اپوزیشن سے ہے انہوں نے اس پر ایک سوال کیا تھا کہ اس وقت جو پانچ کروڑ خواتین ہیں اور ہم جو وومن ڈویلپمنٹ کے لئے funds allocate کر رہے ہیں یہ ان خواتین کے لئے ہیں جو marginalized ہیں اور below poverty line ہیں اس کے لئے further criteria develop کرنا ہو گا کہ کن کو یہ دینا ہے؟ basically assets transfer grant ہے جس سے ان کا معیار زندگی بہتر کیا جائے گا اور یہ ایک پائلٹ پراجیکٹ ہے جب یہ successful ہو جائے گا تو certainly ہم اس کو scalability کی طرف لے کر جائیں گے۔اگر ہمارے معزز ممبران نے اس کو دیکھا ہوتا تو آج شاید وہ اس کی viability کا سوال نہ کرتے اور یہ Asian Development Bank نے بہت سارے پراجیکٹس پاکستان میں implement کئے ہیں اور خاص طور پر South Punjab میں ایسے بہت سارے پراجیکٹس بنائے ہیں اور ان کے اچھے نتائج بھی آئے ہیں۔اس کے بعد یہاں پر پٹواری سسٹم اور پولیس کلچر کی بھی بات ہوئی اس پر تو ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب جو خادم اعلیٰ ہیں ان کا اس بارے میں بڑا واضح بیان ہے اور statement ہے کہ ہم اس سسٹم کو change کر رہے ہیں۔وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں کہا تھا کہ ہم restructuring کی بات کریں اور اس دفعہ جو نئی بات اس میں آئی ہے وہ Key Performance Indicator ہے۔اس وقت ہمارے جتنے بھی محکمے کام کر رہے ہیں ان کی performance کو judge کرنے کے لئے ہم نے Key Performance Indicator Develop کر دیئے ہیں، ان کی performance پر ان کو engage کریں گے۔جو ادارے perform نہیں کر رہے ان کی efficiency ٹھیک نہیں ہو گی تو ان کو discourage کریں گے۔اسی طرح police searching کی بات کی جا رہی ہے اور ان کی capacity building کی بھی بات کی جا رہی ہے۔ میرے خیال میں اس میں بھی تھوڑی سی وضاحت کی ضرورت ہے جس کے لئے ہم تیار ہیں۔

جناب سپیکر!ایک چیز جس پر مجھے ذاتی طور پر دُکھ ہوا اور یہ بات اپوزیشن بنچوں کی طرف سے آئی ہے،اسی طرح باقی Non-Muslim Colleagues جو یہاں پر بیٹھے ہیں شاید انہوں نے بھی اس چیز کو feel کیا ہو گا۔اگر ہم بات کرتے ہیں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی میاں محمد نواشریف صاحب کی تو انہوں نے سب کو include کیا۔آج ایک سکھ community کی representation کی بھی

inclusion ہے۔ بلوچستان میں Nationalist کا آنا بھی ایک inclusion ہے۔ اسی طریقے سے ہم نے سب کو include کر کے ایک پاکستانی کی بات کی ہے۔ آج جب انہوں نے اپنی تقریر میں اقلیت کی بات کی تو پھر وہ ہمیں isolation میں لے گئے ہیں، اقلیت فنڈ کی بات کر کے وہ ہمیں isolation میں لے گئے ہیں اور انہوں نے discrimination کی بات کی ہے۔ رمیش سنگھ اروڑا یا میرے باقی جو colleagues ہیں ہم سب پاکستانی ہیں اور ہم ڈویلپمنٹ کی بات کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگر ہم یہاں پر بیٹھ کر پاکستان کی ترقی کے لئے contribute کرتے ہیں تو as a Pakistani کریں گے۔ میرے خیال میں یہ کہنا کہ یہ اقلیت ہے اور ہم اکثریت ہیں. That is not fair اور مجھے اس چیز کا دُکھ ہوا اور میں احتجاج کرتا ہوں اس لفظ پر اور میں اپنے اپوزیشن بنچوں سے request کرتا ہوں کہ انہوں نے آج اقلیت کا جو لفظ use کیا ہے اس لفظ کو واپس لیں۔ اس لفظ سے نہ صرف میری دل آزاری ہوئی ہے بلکہ باہر جو message جا رہا ہے because جس دن سے میں نے oath لیا ہے تو باہر ایک ہی message جا رہا ہے کہ ہم سب پاکستانی ہیں، ہم سب نے پاکستان کی ڈویلپمنٹ کے لئے مل کر contribute کرنا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس طرح سے اور اس طریقے سے اس مقدس ایوان میں کھڑے ہو کر اقلیت یا اکثریت کی بات کرنا جس طرح سے ہمارے اپوزیشن کے معزز ممبر نے بات کی، پنجاب کو تین حصوں میں divide کرنے کی بات کی گئی ہے۔ اسی طریقے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج پاکستانیوں کو اقلیت اور اکثریت کہہ کر ان کو divide کر کے discrimination کرنے کی بات کی گئی ہے۔ اس پر مجھے ذاتی طور پر بھی دُکھ ہوا ہے اور اس کے ساتھ میرے باقی colleagues کو بھی دکھ ہوا ہے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، جناب کانجی رام صاحب!

جناب کانجی رام: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں 14-2013 کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس سلسلے میں جناب وزیر خزانہ، ہماری ٹیم اور ان کے ساتھ ان کی جو ٹیم ہے اور خادم اعلیٰ پنجاب کو عوام دوست اور متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جس طرح سے بجٹ میں میرے مسلم بھائیوں کے لئے رمضان بازار کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے اور دوسرا میرے Christian بھائیوں کے لئے کرسمس بازار کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے میں یہاں پر اپنے وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ پاکستان میں رہنے والے ہندو بھائیوں کے لئے بھی ان کے جو مذہبی تہوار ہیں جیسے دیوالی اور ہولی کے تہواروں پر بھی ایسے بازاروں کے قیام کا اعلان کیا جائے۔ پچھلے سال جو بجٹ پیش ہوا

تھا اس میں اقلیتوں کے جو مذہبی تہوار تھے اس سلسلے میں ان کے لئے financially طور پر 32 کروڑ روپے مختص تھے اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہو گی کہ اس دفعہ بھی وہ فنڈز مختص کئے جائیں اور اس مد پر نظر ثانی کی جائے۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، جناب شہزاد منشی صاحب!

جناب شہزاد منشی: میں اپنے آقا اپنے مالک اپنے خداوند یسوع المسیح کے نام سے جس کی وجہ سے آج میں اس ایوان میں ہوں، اس اعلیٰ شخصیت کے نام سے اپنی تقریر کا آغاز کرنا چاہوں گا۔ سب سے پہلے میں اپنے قائدین میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا نہایت مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھ جیسے ایک کارکن پر اعتماد کر کے مجھے اس ایوان کا حصہ بنایا۔ بات ہو رہی ہے بجٹ پر، پیشتر اس کے کہ میں بجٹ پر بات کروں میں اپنی قیادت میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین بھی پیش کروں گا اور مبارکباد بھی پیش کروں گا، اس بھاری Mandate کے لئے جس پر ہماری عوام نے ان پر اعتماد کیا۔ وفاق اور صوبائی سطح پر بھی ان کو حکومت بنانے کا موقع بخشا۔ میں میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی ان محبت بھری باتوں کا چھوٹا سا بیان کرتا چلا جاؤں گا کہ بانی پاکستان کے تمام پاکستان میں بسنے والی communities کے لئے جو نظریات تھے وہ تمام قوموں کے ساتھ مساوی حقوق کی بات کرتے تھے اور اب میرے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے اس پر عمل پیرا ہو کر میرے پیارے بھائی کامران مائیکل جو کہ ایم پی اے تھے تو سب سے پہلے ان کو صوبائی وزیر بنا کر نہ صرف صوبائی وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور بنایا بلکہ پنجاب کی تاریخ میں سب سے پہلا صوبائی وزیر خزانہ بنا کر discrimination کے خاتمہ کا آغاز کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے ساتھ ساتھ سینیٹ میں سب سے پہلے کامران مائیکل جو کہ ایک مسیحی نوجوان ہیں ان کو سب سے پہلے سینیٹ کا ممبر بنایا اور اب بھی انہوں نے discrimination کے خاتمہ کے لئے وفاقی سطح پر ان کو Minister for Ports and Shipping بنا کر discrimination کے لفظ کو ختم کیا۔ میرے خیال میں یہ پہلا مسیح نوجوان ہے جسے ہماری اعلیٰ قیادت میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی طرف سے پورٹ اینڈ شپنگ کا منسٹر بنایا گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ان کی محبتوں اور پیار کا نتیجہ آج اس ایوان میں خوبصورت پھولوں کا گلدستہ ہے جس میں چھتیس اضلاع سے ممبران موجود ہیں اور پھولوں کے اس گلدستہ میں ہماری کمیونٹی ہندو، سکھ اور کرسچین کو سجا کر اور بھی خوبصورت بنا دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی محبتوں کی باتیں پاکستان میں

بسنے والی ساری کمیونٹی کی طرف سے بیان کرتا چلا جاؤں تو وہ کم نہ ہوں گی لیکن یہاں پر ہمارے دوستوں نے بھی ایک بات کی اور میں بھی آپ کے توسط اور وزیر خزانہ کی ایوان میں موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بات کرتا چلا جاؤں کہ ووٹنگ کے لحاظ سے ہماری کمیونٹی جو یہاں بیٹھی ہے وہ بہت کم نظر آتی ہے لیکن تعداد بہت زیادہ ہے۔ہماری قیادت کی ہمارے ساتھ جو محبتیں ہیں میں وہ آپ کے توسط سے ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اس لئے پچھلے سال جو بجٹ کی ratio رکھی گئی ہے اسے بڑھایا جائے کیونکہ ہمارے لوگ بڑے متوسط اور پسے ہوئے ہیں ان کے لئے جو فنڈز کی ratio رکھی جاتی ہے وہ بہت کم ہے جس میں churches ہیں graveyards ہیں اور اسی طرح ایجوکیشن کے معاملات ہیں۔میں یہ بات کرتا چلا جاؤں کہ بجٹ میں تعلیم، صحت اور سپورٹس کے لئے بہت زیادہ فنڈز رکھے گئے ہیں۔ میں وزیر خزانہ سے استدعا کرتا ہوں کہ تعلیم، صحت اور سپورٹس میں پنجاب میں بسنے والے ہندو، سکھ اور کرسچین کے لئے ایک واضح پالیسی بھی بتائی جائے تاکہ ہم ان کے جو نمائندے ہیں ان کو بتا سکیں۔ ہمارے لوگوں کی ہمارے قائدین تک direct رسائی نہیں ہوتی لیکن ہم ان کے اور پبلک کے درمیان ایک gateway ہیں اگر وہ چیزیں ہم تک پہنچیں تو ہم اپنے لوگوں کو آگاہی دے سکتے ہیں۔ہماری عوام کا قیادت پر اتنا زیادہ اعتماد ہے کہ وہ اپنی جانیں بھی نثار کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں جیسا کہ پاکستان کی تاریخ بھی گواہ ہے کہ چاہے وہ تعلیمی میدان ہو، صحت کا نظام ہو یا ملٹری کا نظام ہو ہر مقام میں محب الوطنی اور پاکستان کا خیر خواہ ہونے میں ہم سب کا کردار پس پردہ نہیں بلکہ سامنے ہے۔ہم ہر لحاظ سے محب وطن ہیں پاکستان کے شہری ہیں اور پاکستان کی بقا اور سلامتی کے لئے جان دینا جانتے ہیں اس لئے میں بڑی عزت واحترام سے استدعا کرتا ہوں کہ تعلیم، صحت اور سپورٹس میں ہمیں واضح پالسی بتائی جائے تاکہ ہم اپنے لوگوں کو اس سے آگاہی دے سکیں۔میری طرف سے آپ کو اور ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام منسٹر صاحبان کو بہت بہت مبارک ہو۔شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جناب عبدالرؤف مغل صاحب!

جناب عبدالرؤف مغل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!جناب سپیکر!میں خاص طور پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جب تقریر کے لئے میرا نام پکارا گیا تو اس وقت میں نماز کے لئے اُٹھ گیا تھا۔بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے دوبارہ موقع دیا۔میں 14-2013 کے بجٹ کے حوالے سے جناب وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے نہایت متوازن بجٹ پیش کیا جس میں تمام وسائل کو مسائل کے حل کے لئے استعمال کیا اور کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ایسا بھی نہیں کہ اخراجات زیادہ کئے ہوئے ہیں اور پنجاب کو زیر بار

کر دیا ہو یا قرض اٹھائے ہوں۔اعتراض کرنے والے تو اعتراض کرتے رہتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح میاں محمد شہباز شریف صاحب نے ہر معاملے میں کفایت شعاری کی ہدایات جاری کی ہیں اسی طرح مجھے یاد ہے کہ 99-1997 کے دور میں بھی میاں صاحب نے بحیثیت وزیر اعلیٰ میڈیکل میں وزیر صحت اور وزیر اعلیٰ کا جو کوٹا تھا اسے بھی ختم کر دیا تھا اور انہوں نے تمام تر مفادات عوام کے لئے مختص کر دیئے تھے۔اسی طرح وزیر اعلیٰ کے آفس اور باقی محکموں کے اخراجات محدود کرنے کے لئے جو احکامات جاری کئے گئے ہیں وہ بھی اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ میاں صاحب تمام تر فائدے عوام تک پہنچانا چاہتے ہیں اور درمیان میں اخراجات میں جو زیادتی ہے اسے روکنا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ گوجرانوالہ کے قریب جو کارڈیالوجی سنٹر بن رہا ہے میاں صاحب نے جو اس کے حوالے سے حکم جاری کیا ہے کہ اسے ہر لحاظ سے مکمل کر کے in function کیا جائے میں اس پر حکومت پنجاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جیسا کہ گوجرانوالہ، ملتان، راولپنڈی اور فیصل آباد کے متعلق حکم فرمایا گیا ہے کہ ڈویلپمنٹ اور سہولتوں کے حوالے سے انہیں بھی لاہور کے level پر لایا جائے گا میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا اقدام ہے۔جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ تمام تر کام لاہور میں ہو رہے ہیں بلاشبہ پچھلے پانچ سالہ دور کے آخری دو سال میں گوجرانوالہ میں بہت ترقیاتی کام ہوئے ریلوے سٹیشن اور ریل بازار کے پاس جو انتہائی رش والے علاقے تھے وہاں فلائی اوور بننے سے ٹریفک کا معاملہ بہت sort out ہوا ہے۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ حکومت پنجاب اور خاص طور پر میاں محمد شہباز شریف صاحب نے گوجرانوالہ کو میڈیکل کالج کے تحفہ سے نوازا، الحمد للہ آج میڈیکل کالج کی عمارت کا structure بہت بلند ہو چکا ہے مجھے توقع ہے کہ یہ عمارت اس سال in function ہو جائے گی۔ وزیر خزانہ یہاں بیٹھے ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس کی آمدہ ضروریات پوری کرنے کے لئے خصوصی نظر رکھی جائے۔پولیس سٹیشنوں میں سے سو پولیس سٹیشن ماڈل بنانے پر میں پنجاب حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور جو یہ عزم ہے کہ ہم ہر تھانے کو ایک ماڈل اور مثالی تھانہ بنائیں گے اور روایتی تھانہ کلچر ختم کریں گے۔ پٹوار کا جو روایتی کلچر ہے اسے بھی ختم کرنے کے لئے ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا جا رہا ہے وہ بھی انتہائی قابل تحسین ہے۔اس کے علاوہ میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت گوجرانوالہ میں جو مسائل ہیں ان پر بھی جاتے جاتے بات کروں کہ راولپنڈی بائی پاس پر انتہائی رش رہتا ہے خاص طور پر تین چار بجے سے لے کر مغرب تک بلکہ عشاء تک متواتر رش رہتا ہے۔میری استدعا ہے کہ وہاں پر ایک انڈر پاس کی انتہائی

ضرورت ہے اس سے وہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے اور گوجرانوالہ کے اندر سے گزرنے والی جو جی ٹی روڈ ہے اسے راولپنڈی بائی پاس سے لے کر چند داقلعہ تک کی دوبارہ carpeting کی جائے چونکہ وہ بڑی دیر سے خستہ پڑی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔

جناب عبدالرؤف مغل: مہربانی۔ میں زیادہ وقت نہیں لیتا اور دوبارہ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ آج کے اجلاس کی کارروائی مکمل ہوئی۔اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 21۔جون 2013 صبح 9.00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔کل بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔بہت شکریہ

135

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،21۔جون2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

"سالانہ بجٹ برائے سال2013-14 پر عام بحث"

137

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا دوسرا اجلاس

جمعتہ المبارک، 21۔جون2013

(یوم الجمع، 11۔شعبان المعظم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9بج کر35منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝

يَٰٓأَيُّهَا ٱلْإِنسَـٰنُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ ٱلْكَرِيمِ ۝ ٱلَّذِى خَلَقَكَ
فَسَوَّىٰكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِىٓ أَىِّ صُورَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝ كَلَّا
بَلْ تُكَذِّبُونَ بِٱلدِّينِ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَـٰفِظِينَ ۝ كِرَامًا
كَـٰتِبِينَ ۝ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ۝ إِنَّ ٱلْأَبْرَارَ لَفِى نَعِيمٍ ۝
وَإِنَّ ٱلْفُجَّارَ لَفِى جَحِيمٍ ۝ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ ٱلدِّينِ ۝ وَمَا هُمْ
عَنْهَا بِغَآئِبِينَ ۝ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا يَوْمُ ٱلدِّينِ ۝ ثُمَّ مَآ أَدْرَىٰكَ
مَا يَوْمُ ٱلدِّينِ ۝ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ۖ
وَٱلْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ ۝

سورۃ الانفطار آیات6تا19

اے انسان تجھ کو اپنے پروردگار کرم گستر کے باب میں کس چیز نے دھوکا دیا؟(6)(وہی تو ہے) جس نے تجھے بنایا اور (تیرے اعضا کو) ٹھیک کیا اور (تیرے قامت کو) معتدل رکھا(7) اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا(8) مگر ہیہات تم لوگ جزا کو جھٹلاتے ہو(9) حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیں(10) عالی قدر (تمہاری باتوں کے) لکھنے والے (11) جو کچھ تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیں(12) بے شک نیکوکار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گے۔ (13) اور بدکردار دوزخ میں(14) (یعنی) جزا کے دن اس میں داخل ہوں گے(15) اور اس سے چھپ نہیں سکیں گے(16) اور تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟(17) پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟(18) جس روز کوئی کسی کا بھلا نہ کر سکے گا اور حکم اس روز اللہ ہی کا ہوگا(19)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا ﷺ
اس کی دولت ہے فقط نقشِ کفِ پا تیرا ﷺ
پُورے قد سے جو کھڑا ہوں تو یہ تیرا ﷺ ہے کرم
مجھ کو جُھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا ﷺ
دستگیری میری تنہائی کی تُو ﷺ نے ہی تو کی
میں تو مر جاتا اگر ساتھ نہ ہوتا تیرا ﷺ

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سالانہ بجٹ بابت سال 14-2013 پر بحث کا آغاز کل 20۔ جون کو ہوا تھا۔ آج بھی بحث جاری رہے گی جو ممبران بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور اُنہوں نے پہلے اپنے نام نہیں بھجوائے وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو بھجوادیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

پنجاب اسمبلی کا اجلاس بروقت شروع کرنے کا مطالبہ

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ہم پچھلے پانچ سال یہ دیکھتے رہے کہ ہر اجلاس کبھی گھنٹہ اور کبھی دو گھنٹہ لیٹ شروع ہوتا تھا لیکن اب آپ سے میری یہ گزارش ہے کہ ہم ممبران پنجاب اسمبلی یہ نوٹ کروانا چاہتے ہیں کہ وقت کی پابندی کو ضروری بنایا جائے۔

جناب سپیکر: جی بالکل، وقت کی پابندی سب پر ہونی چاہئے۔ میں گورنمنٹ اور اپوزیشن دونوں کو کہہ رہا ہوں کہ میں انشاء اللہ انتہائی کوشش کروں گا کہ ٹائم پر اجلاس شروع ہو۔ وزراء صاحبان بھی نوٹ فرما لیں اُس میں کوئی تساہل نہ فرمائے۔ میں آپ کا شُکر گزار ہوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! معزز ممبران پنجاب اسمبلی کی گاڑیوں کی پارکنگ کا کیا بندوبست ہے؟ سامنے الفلاح بلڈنگ کی پارکنگ ہے اگر آپ یہ کر دیں کہ یہ پارکنگ وہاں چلی جائے۔ اگر security reasons ہیں تو اسمبلی کی right side پر آپ پارکنگ کروادیں۔ آپ اس ایوان کے Custodian ہیں، آپ سوچیں کہ کیا یہ ہمارے ساتھ درست ہے جس طرح معزز ممبران اسمبلی اپنی گاڑیوں سے اُتر کر اندر آتے ہیں اور گاڑیوں کا بھی نقصان ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جناب! میں خود وہاں سے چل کر آتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں۔آپ کی گاڑی تو اندر آتی ہے اور میں تو آپ کی بات ہی نہیں کر رہا۔ آپ کی گاڑی کو اندر آنے کی اجازت ہے اور آپ کی گاڑی اندر آنی بھی چاہئے۔

جناب سپیکر: میری بات سُنیں۔ میری گاڑی اندر نہیں آتی۔ میری گاڑی کو اندر آنے کی اجازت تو ہے لیکن آپ کو پتا ہے کہ میں گیٹ کے باہر اُتر کر پیدل یہاں آتا ہوں۔اس میں میری شان میں فرق پڑ جاتا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کی گاڑی کو اندر پارکنگ ملتی ہے۔اگر معزز ممبران اسمبلی کی گاڑیوں کو اندر پارکنگ نہیں مل سکتی تو آپ الفلاح بلڈنگ کی پارکنگ ہمیں دے دیجئے۔

جناب سپیکر: ہم الفلاح بلڈنگ کی پارکنگ کیسے لے سکتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہم الفلاح بلڈنگ کی پارکنگ کیوں نہیں لے سکتے؟آپ کے لئے ایک منٹ کا کام ہے۔آپ دو معزز ممبران کی کمیٹی بنائیے میں آپ کو پارکنگ لے کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، دیکھ لیں گے۔اس مسئلہ کو بعد میں حل کریں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

تعزیت

قائد جمہوریت اور شہید جمہوریت محترمہ بے نظیر بھٹو کے لئے دعائے مغفرت

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! آپ کی توجہ چاہئے۔ آج 21۔جون ہے اور شہید جمہوریت محترمہ بے نظیر بھٹو کی سالگرہ ہے تو میں چاہوں گی کہ آج اسمبلی میں اُن کی مغفرت کے لئے دعا کی جائے۔

جناب سپیکر: اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے۔آپ مہربانی فرما کر بجٹ پر بحث ہونے دیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! وہ قائدِ جمہوریت اور شہید جمہوریت ہیں اگر یہاں پر اُن کے لئے دعا ہو جائے گی تو میرے خیال میں اس میں کوئی بُرائی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تو آپ دعا کروائیں ہم آپ کے ساتھ مل کر دعا کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ بے نظیر بھٹو کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال14-2013 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: اب بجٹ پر بحث شروع کرتے ہیں۔ سردار شہاب الدین خان صاحب! آپ کا ٹائم دس منٹ ہے اور باقی معزز ممبران کا ٹائم پانچ منٹ ہے۔ آپ نے اپنی تقریر کو دس منٹ میں wind up کرنا ہے۔ جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے پاکستان مسلم لیگ (ن) کی نو منتخب حکومت، میاں محمد شہباز شریف صاحب اور ان کی کابینہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ہماری یہ دعا ہو گی کہ جن challenges کا مقابلہ کرنے کے لئے انہوں نے mandate لیا ہے وہ ان کو پورا کریں۔

جناب سپیکر! سالانہ بجٹ برائے سال14-2013 جس کا کل حجم 871۔ارب 95 کروڑ روپے ہے جس میں سے NFC Award سے جو رقم ہمارے صوبہ کو ملی ہے اس کا کل حجم 702۔ارب 12 کروڑ روپے ہے اور کل صوبائی محصولات 169۔ارب 83 کروڑ روپے کے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس بات پر دلانا چاہوں گا کہ جنوبی پنجاب جس کی میرے ساتھی عزت مآب وزیر خزانہ صاحب نے بڑے اچھے طریقے سے اپنی بجٹ تقریر میں بات کی ہے، ہمارے جنوبی پنجاب کی آبادی صوبہ کی کل آبادی کا 40 فیصد ہے، PFC Award سے ہمارا حصہ 93۔ارب کی بجائے 140۔ارب روپے بنتا ہے، ہمیں غلط figures بتائے گئے ہیں تو میری جنوبی پنجاب کے حوالے سے یہ تجویز ہو گی کہ ہمارا حق 93۔ارب روپے سے بڑھا کر 140۔ارب روپے کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں نے بجٹ کی کتابیں پڑھنے کے لئے بڑی کوشش کی ہے لیکن وقت کی کمی کے باعث نہیں پڑھ سکا۔ اس بجٹ میں تعلیم کی مد میں 210۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اس بجٹ کو آپ نے بھی ملاحظہ فرمایا ہو گا کہ جنوبی پنجاب کے ساتھ اتنی بڑی زیادتی کی جا رہی ہے۔ بجٹ کی تعلیمی مد میں missing facilities, upgradation of schools and colleges کے لئے کسی بھی جگہ پر جنوبی پنجاب کا نام نظر نہیں آتا۔ Statement of budget book میں جنوبی پنجاب کا ذکر کہیں نظر نہیں آتا۔ وزیر خزانہ صاحب نے دو on going schemes جو جنوبی پنجاب

خصوصاً لیّہ میں ہیں انہیں highlight کیا ہے جن میں سے ایک بہادر کیمپس بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی کا منصوبہ ہے۔ مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس یونیورسٹی کے کیمپس کے لئے مالی سال 14-2013 میں صرف دو کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ کیا ہماری پسماندگی کا یہی ازالہ ہے کہ تیس کروڑ روپے سے بننے والا کیمپس جسے اگر ہر سال صرف دو دو کروڑ روپیہ دیا جائے تو میرے خیال کے مطابق اس موجودہ حکومت کے دور میں بہادر کیمپس مکمل نہیں ہو سکتا؟

جناب سپیکر! دانش سکولوں کی بات کی گئی ہے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ آپ معیار تعلیم کو لاہور کے برابر لانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے میری یہ تجویز ہو گی کہ سب سے پہلے اس صوبہ میں طبقاتی نظام تعلیم کو ختم کرنا ہو گا۔ ہمارے remote areas جو پسماندہ ہیں جہاں literacy rate انتہائی کم ہے وہاں ابھی تک نئے سکول بنانے اور پرانے سکولوں کی upgradation کی گنجائش ہے۔ میری یہ تجویز ہو گی کہ اس بجٹ میں نئے سکولوں کی مد میں اور خصوصاً پرائمری سے مڈل اور مڈل سے ہائی کی upgradation کے لئے بجٹ مختص کیا جائے۔

جناب سپیکر! بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ upper class کا بجٹ ہے اس میں middle and lower class کو الفاظ کے ہیر پھیر میں رکھا گیا ہے۔ آپ دیکھیں کہ مہنگائی کا سیلاب آیا ہوا ہے، کیا اس مہنگائی کے دور میں کوئی غریب آدمی اپنے گھر کے بجٹ کے ساتھ بچوں کی تعلیم و تربیت اور ان کی صحت کا خیال رکھ سکتا ہے؟ نہیں۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ آپ کی جماعت نے الیکشن سے پہلے وعدہ کیا تھا کہ مزدور کی تنخواہ کم از کم پندرہ ہزار روپے ہو گی لیکن اس وعدے کو ایفا نہیں کیا گیا۔ میری یہ تجویز ہو گی کہ مزدوروں کی تنخواہ کم از کم پندرہ ہزار روپے کی جائے اور اس کے ساتھ ساتھ سرکاری ملازمین جن کی تنخواہ میں دس فیصد اضافہ کیا گیا ہے کم از کم ان کی تنخواہ میں بھی پندرہ فیصد اضافہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے 44۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ رقم بہت کم ہے جیسا کہ روز میڈیا پر آ رہا ہے کہ خسرہ، پولیو اور بہت سے امراض جو اس صوبہ میں جنم لے رہے ہیں ان سے بچاؤ کے لئے 44۔ارب روپے کی رقم بہت کم ہے۔ اس کے علاوہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال، تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور B.H.Us کی بات ہے تو اس بجٹ میں ادویات کی مد میں مجھے کہیں نظر نہیں آیا کہ کوئی پیسا مختص کیا گیا ہو۔ اگر یہی حال رہا تو یہاں بیماریاں پھیلیں گی۔ ہمارے ہسپتال جن میں مفت ادویات کی فراہمی کا کہا تو جاتا ہے لیکن پچھلے پانچ سالوں میں اور اب بھی میں نے تو نہیں دیکھا

کہ مفت ادویات مل رہی ہوں۔ میری یہ تجویز ہو گی کہ D.H.Qs, T.H.Qs, R.H.Cs and B.H.Us کے لئے اس بجٹ میں ادویات کی فراہمی کے لئے پیسا مختص کیا جائے۔

جناب سپیکر! زراعت جسے ہم اس ملک اور صوبہ کی ریڑھ کی ہڈی سمجھتے ہیں۔ میں جناب کے توسط سے اپنے معزز ممبران کی توجہ بھی اس جانب ضرور دلاؤں گا کہ زراعت کے لئے 13۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ ان 13۔ارب روپے سے زراعت کی ترقی ہو سکتی اور نہ ہی یہ صوبہ معاشی طور پر آگے بڑھ سکتا ہے۔ اس رقم سے کیا ہو گا، میں جنوبی پنجاب کی بات دوبارہ دہراؤں گا کہ جنوبی پنجاب ایک food basket ہے جہاں سے ہم cotton, wheat, sugarcane, grams، سبزیاں اور پھل پیدا کرتے ہیں لیکن آپ اپنی ایکسپورٹ کو دیکھیں کہ 18 فیصد میں سے ہمارے جنوبی پنجاب کی کاٹن 15 فیصد ایکسپورٹ ہوتی ہے۔ اگر زراعت کی ترقی کے لئے صرف 13۔ارب روپے ہی رکھنا ہیں تو اس سے آپ کی زراعت کی ترقی نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر! غریب کسانوں کو مفت بیج، کھاد اور ادویات کے لئے جو سبسڈی میں نے پچھلے بجٹ میں دیکھی ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ میری یہ تجویز ہو گی کہ ان کسانوں کو زیادہ سے زیادہ subsidy دی جائے تاکہ وہ اپنی فصلات بہتر طور پر کاشت کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹائم ختم ہو گیا ہے۔I am sorry for that

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں آخر پر صرف ایک شعر آپ کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میرے حصے میں؟

سردار شہاب الدین خان: جی، آپ نے ٹائم دیا اس کے لئے بہت مہربانی۔ کسی شاعر نے اس بجٹ پر خوب کہا۔

جناب سپیکر: بجٹ میں نے تو پیش نہیں کیا؟

سردار شہاب الدین خان: یہ شعر میں وزیر خزانہ صاحب کو سنا رہا ہوں کہ۔

میری ساری زندگی کو بے ثمر اُس نے کیا
عمر میری تھی مگر اُس کو بسر اُس نے کیا

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب! ٹائم کا تمام صاحبان خیال رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کچھ معزز ممبران نے مجھے اپنا ٹائم دیا ہے۔

جناب سپیکر: کون کون سے معزز ممبران نے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیجئے۔

جناب سپیکر: میں سیکرٹری صاحب سے کیا پوچھوں، کیا وہ آپ سے معتبر ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کے لئے اتنی اہم بات نہیں کر سکتا جتنی وہ کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ قریب ہیں، نیچے بیٹھے ہیں اور آپ سامنے بیٹھے ہیں۔ آپ بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے قائد محترم میاں محمد نواز شریف صاحب نے بلوچستان میں جس طرح حکومت بنانے کا موقع دیا ہے اور صوبہ خیبر پختونخواہ میں PTI کو موقع دیا ہے یہ اُن کا ایک مثالی قدم ہے جس کو تاریخ میں جتنا بھی سراہا جائے گا کم ہوگا۔ ہم سب کی دعا ہونی چاہئے کہ ہمارے یہ دونوں عظیم صوبے اللہ کی مہربانی سے امن اور عافیت کا گہوارہ بن جائیں اور پاکستان کے ان دشمنوں کو ہم سب کو سمجھنا چاہئے جو اصل میں پاکستان کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ایمنسٹی سکیم جو سیاست کی نذر ہو گئی، اگر وہ ایمنسٹی سکیم آ جاتی تو آج جو deficit مرکزی اور پنجاب حکومت کو سرمائے کی کمی کا سامنا ہے وہ کبھی نہ ہوتا۔ ایمنسٹی سکیم کے تحت اگر 2 فیصد پر سرمائے کی اجازت مل جاتی تو میں پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ آج بھی اربوں روپیہ روزانہ پاکستان سے fly ہو رہا ہے اور encashment کا ریٹ 5 فیصد سے بھی اوپر جا چکا ہے۔ یہ encashment 5 percent کے حساب سے ارب ہا روپیہ per month بنتا ہے لیکن یہ پیسا کس کی جیب میں جا رہا ہے میں نے اس پر کوشش کی لیکن چونکہ اسمبلی dissolve ہو چکی تھی اس لئے کچھ حاصل نہ ہو سکا۔ پاکستان کے ساتھ مسلسل ظلم ہو رہا ہے اور کوئی flight ایسی نہیں ہے جس میں سرمایہ fly نہ کر رہا ہو جبکہ وہی سرمایہ جس طرح banking channels سے آتا ہے اس کا ریٹ 4 سے 5 فیصد ہے۔ پوری دنیا میں Scandinavian countries ایسے ہیں جہاں پر ٹیکس 100 فیصد وصول ہوتا ہے لیکن وہ کیوں ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے عوام کو پوری سہولتیں دیتے ہیں۔ میں نے پچھلی بجٹ تقریر میں بھی یہ عرض کی تھی کہ اگر اور کچھ نہیں ہو سکتا تو حکومت پنجاب ایک amendment لا کر اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ لے لے جس کا آپ اندازہ لگائیں کہ اتنی بڑی تعداد میں سرمایہ اور ٹیکس

available ہو سکتا ہے جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔اسی طرح ٹیکس نیٹ کی بات ہوتی ہے تو ہمیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہاں پراپرٹیاں ہوں، بنکوں میں پڑا ہوا بے نامی سرمایہ ہو اور اگر ہم 2 فیصد پر ایمنسٹی نہیں دے سکتے اور سیاست کی نذر کر سکتے ہیں تو مذہبی طور پر ذمہ داری پوری کر کے اڑھائی فیصد پر بھی ملک کو ہم بہت بڑے بحران سے بچا سکتے ہیں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ IMF کی قطعاً ضرورت نہیں رہے گی اگر صرف ایک مہینے کے لئے یہ کہہ دیا جائے کہ آپ اڑھائی فیصد پیسا دیں ہم اس کو white کرتے ہیں اور آپ پیسے اور پراپرٹی کو سامنے لائیں۔

جناب سپیکر! میں آج آشیانہ کی بات نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن کل کسی معزز ممبر نے پھر آشیانہ کی بات کی لہذا میں مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 2010 کے آخر پر جب محترم وزیر اعلیٰ نے یہ معاملہ میرے سامنے رکھا اور مجھ سے کہا کہ اس کو اس طریقے سے چلانا ہے کہ غریب آدمی کو گھر مل سکے۔ میں معزز ممبران کو بتانا چاہتا ہوں کیونکہ اس ایوان میں زیادہ تر لوگ نئے تشریف لائے ہیں کہ صرف 25 کروڑ روپے کی seed money محترم وزیر اعلیٰ نے ہمیں دی تھی اور 25 کروڑ روپے سے انہوں نے دن رات محنت کی۔ سورج نہیں نکلتا تھا تو پہلے ہی وزیر اعلیٰ صاحب شدید سردی میں آشیانہ (ون) پر تشریف لے آتے تھے اور 25 کروڑ روپے کی seed money سے آج ہزاروں گھر بن چکے ہیں۔لاہور، فیصل آباد، ساہیوال میں گھر بن چکے ہیں اور کئی بن رہے ہیں۔ہزاروں لوگ جانتے ہیں کہ ان کو الاٹمنٹ ہو چکی ہے اور سینکڑوں لوگ وہاں رہ رہے ہیں۔الحمدُ للہ ہماری حکومت کے بدترین مخالف جو مرضی کہتے رہیں لیکن الیکشن مہم کے دوران کسی نے آشیانہ پر انگلی اٹھانے کی جرأت نہیں کی۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بھی یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ آج نہیں، کل، پرسوں یا دس سال بعد آشیانہ کے کسی financial کرپشن کے اندر اگر کوئی ایک روپیہ ظاہر کر دے گا تو میں اپنی جیب سے 50 روپے اس کی جگہ دوں گا۔ کوئی ثابت کرے کہ آشیانہ کے اندر گڑبڑ ہوئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: کیا صرف 50 روپے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو آپ کہیں گے وہ دوں گا۔اسی طرح گاڑیوں کی خریداری نہ کرنا بہت اچھی بات ہے لیکن میں detail میں نہیں جاؤں گا کیونکہ مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے اتنا ٹائم نہیں دیں گے حالانکہ میں آج بڑی اہم باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ سرکاری گاڑیوں کی خریداری نہ کرنا اچھی بات ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ پراجیکٹ کی گاڑیاں بھی نہیں چلنی چاہئیں۔اس وقت پراجیکٹ کی جو گاڑیاں چل رہی ہیں وہ کیوں چل رہی ہیں؟

جناب سپیکر: اب آپ مہربانی فرمادیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا یہ ٹائم ہے۔ میں پھر جلدی کر دیتا ہوں لیکن میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے after time جو لیا ہے وہ تو بتائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے پاس بیس منٹ کا ٹائم ہے کیونکہ میرے پاس تین معزز ممبران کا ٹائم ہے اور پانچ منٹ میرے اپنے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ ممبران نے کم از کم مجھے نہیں کہا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے لکھ کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ آپ ایک آدھ منٹ میں wind up کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایک آدھ منٹ میں بات نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: پھر آپ بیٹھ جائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر مجھے اس کو اس طرح سے sum up کرنے دیں کہ points اٹھا لینے دیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کے لئے اپنا اصول کس طرح توڑوں؟ یہ ٹھیک نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے دو points تو اٹھا لینے دیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ایک ممبر بیس منٹ کیسے لے سکتا ہے؟

جناب سپیکر: چلیں، انہوں نے دو points کا کہا ہے انہیں اٹھا لینے دیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اگر یہ بولنا چاہ رہے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ہمارے ممبران کو بھی اپنی بات مکمل کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ اصول کی خلاف ورزی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! چلیں، میں یہ بات کرتا ہوں کہ بڑی کوٹھیوں پر جو ٹیکس لگایا گیا ہے کیا یہ recoverable ہے؟

جناب سپیکر: آدھ منٹ سے زیادہ آپ کو موقع نہیں ملے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!وزیر خزانہ بیٹھے ہوتے تو میں پوچھتا کیونکہ luxury tax دراصل ایک user tax ہے تو جو لوگ ان کوٹھیوں میں بغیر ملکیت کے رہ رہے ہیں کیا وہ بھی ٹیکس دیں گے، کیا یہ ٹیکس سرکاری ملازمین پر بھی لاگو ہوگا اور کیا یہ کینٹ ایریا میں بھی لاگو ہوگا۔۔۔

جناب سپیکر: باقی آپ لکھ کر دے دیں میں اس کو پڑھ لوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اگر وزیر خزانہ نہیں ہیں تو یہ ایک اہم بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، تجاویز لکھنے کے لئے بیٹھے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جو ٹیکس recoverable نہیں ہے اس کو لگانے کا کیا فائدہ؟ میں بتاتا ہوں کہ ٹیکس پرائیویٹ سکولوں سے لیا جا سکتا ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر!انہوں نے کتنا اور بولنا ہے؟

جناب سپیکر: وہ تو آپ کو support کر رہے ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! یہ ہمیں نہیں بلکہ پنجاب حکومت کو support کر رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پرائیویٹ سکولوں اور کالجوں سے ان کی فیسوں کو freeze کر کے ٹیکس لینا چاہئے اور direct taxation وہاں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: اب آپ مہربانی کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں آپ کو ایسے ایسے ہوٹلوں کے متعلق بتاؤں گا۔۔۔

جناب سپیکر: مہربانی کریں۔ میں نے دوسروں کو بھی floor دینا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے ایک بات تو کر لینے دیں کہ آخر آپ ان ہوٹلوں سے سیلز ٹیکس 25 فیصد کیوں نہیں لیتے جہاں پر ساڑھے تین ہزار روپے per head لیا جا رہا ہے۔ میری تقریر تو آپ نے بند کروا دی لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جہاں سے ٹیکس recoverable ہے وہاں سے لیا جائے۔

(اس مرحلہ پر وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن ایوان میں تشریف لائے)

جناب سپیکر: جی، انہوں نے سن لیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!وزیر خزانہ صاحب تشریف لے آئے ہیں جنہیں میں بتانا چاہتا ہوں کہ luxury tax ایک user tax ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔جی،ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب جو جماعت اسلامی کے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الصلوۃ والسّلام علیٰ خاتم النبیین۔ حبیبنا و حبیب رب العالمین۔ جناب سپیکر!ابتدا میں جمہوری بجٹ تماشے کے بارے میں مختصراً بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں بھی اس ایوان میں تیسری دفعہ منتخب ہو کر پہنچا ہوں اور اس پر مسلسل واویلا کرتا ہوں۔اب جبکہ بجٹ پیش ہو گیا ہے تو اس میں ایک پیسے کی بھی تبدیلی اپوزیشن کے شور و غوغے کے باوجود نہیں ہو گی اور اس ایوان کے معزز حکومتی ممبران اور وزراء کا بھی اس بجٹ سازی میں کوئی حصہ نہیں ہے۔اس سارے معاملے پر ہمیں غور کرنا چاہئے اور بات کو آگے بڑھانا چاہئے کہ منتخب نمائندوں کو بجٹ سازی کے سارے process میں شامل کیا جانا چاہئے۔ویسے بھی جو روایتی بجٹ ہر سال پیش ہوتا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ ہم آئندہ بجٹ سے پہلے پری بجٹ سیشن ضرور رکھیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہر سال روایتی بجٹ آتا تھا جس کے بعد پورا سال قیمتوں میں استحکام رہتا تھا اور ہر امیر و غریب اور سفید پوش اپنے گھریلو بجٹ کو اس کے مطابق adjust کر لیتا تھا لیکن اب یہ باتیں قصہ پارینہ ہو گئی ہیں۔اب بجٹ پر بحث جاری ہے اور اسی دوران ہی پرسوں اعلان ہوا کہ ایک روپیہ 12 پیسے فی یونٹ بجلی کا نرخ بڑھا دیا گیا ہے جس کے نتیجے میں قیمتیں بڑھیں گی اور بڑھ رہی ہیں۔اسی طرح کل یہ اعلان ہوا ہے کہ یوٹیلٹی سٹورز کارپوریشن جو کہ سرکاری ادارہ ہے، نے 20 کلو گرام آٹا کے تھیلہ کی قیمت میں دس روپے اضافہ کر دیا جو 720 روپے کی بجائے اب 730 روپے کا ہو گیا ہے یعنی کوئی قاعدہ قانون کسی حوالے سے بھی نظر نہیں آتا اس لئے روایتی بجٹ سازی کا تو سارا سلسلہ ہی ختم ہو گیا۔ہر مہینے جب پٹرول، ڈیزل اور بجلی کی قیمتوں میں ردو بدل کے نام پر قوم کی جیبوں پر ڈاکا ڈالا جاتا ہے جس کے نتیجے میں مہنگائی کی ایک نئی لہر آتی ہے۔

جناب سپیکر!مجھے یہ گزارش کرنی ہے کہ ممکن ہو سکے تو آپ نے جو بات کی ہے یہ بہت صائب ہے کہ آئندہ سے ہم پری بجٹ سیمینار بھی کیا کریں گے۔میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ عوامی مسائل کو جتنا عوامی نمائندے سمجھتے ہیں یہ بیوروکریسی نہیں سمجھتی۔ اس میں کوئی مضایقہ نہیں ہے کہ pre-budget proposals جو تمام ڈیپارٹمنٹ کی سٹینڈنگ کمیٹیاں ہوتی ہیں جنہیں آپ پہلے feed کر دیں تاکہ اس کمیٹی کے معزز ممبران کم از کم اس ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے اپنی قیمتی آراء اور عوام کے grievances کا input اس میں دے دیں۔اس کے بعد پھر Budget proposals بھی

بن جائیں اور پری بجٹ سیمینار میں سارا معاملہ بحث میں آ جائے۔اس سے ایک عوامی touchاور اسمبلی کا touchآ جائے گا ورنہ تو ظاہر ہے کہ یہ ایک انگوٹھا ہے جو ہم اس پر لگا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر!میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بجٹ تو وزیر خزانہ صاحب نے پیش کیا ہے لیکن یہ کوئی اچھی روایت نہیں ہے کہ جو خوبصورت باتیں ہوتی ہیں اور جو اپنے حق میں چیزیں ہوتی ہیں انہیں تو بڑا خوبصورت کر کے بجٹ کے اندر depictکیا جاتا ہے لیکن کمزوریوں کو ظاہر نہیں کیا جاتا۔اب بیرونی اور اندرونی طور پر اربوں کھربوں روپے کے قرضے کی reflectionبھی آنی چاہئے اور یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اس معزز ایوان کی بڑی تعداد مسلمانوں پر مشتمل ہے اور سب اہل ایمان یہاں پر بیٹھے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ خود بھی touchدینے والے ہیں۔پورے پنجاب کے اور پاکستان کے لوگ جو ٹیکس دیتے ہیں اس سے کتنے ارب اور کھرب روپے کی رقم بیرون اور اندرون ملک قرضوں پر سود کی مد میں جاتی ہے ؟آپ بھی سمجھتے ہیں، میں بھی سمجھتا ہوں اور یہ پورا معزز ایوان سمجھتا ہے کہ سود حرام ہے اور سب سے زیادہ سخت بات اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمائی ہے کہ فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ جو سودی کام کرتے ہیں وہ میرے اور میرے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کرتے ہیں"۔ یہ بات بھی اس ایوان کو معلوم ہونی چاہئے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف مسلسل یہ جنگ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر!کل یہاں پر بات ہوئی تھی اور اس سے پہلے وزیر خزانہ صاحب نے اس پر بڑے ڈونگرے برسائے تھے اور میں خود بھی جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتا ہوں۔ظاہر ہے انہوں نے کہا کہ جنوبی پنجاب کے لئے اتنی رقم رکھی ہے تو یہ اچھی بات ہے۔میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایوان پورے پنجاب کی نمائندگی کرتا ہے اب جنوبی پنجاب کو انہوں نے کچھ دیا ہے تو نار درن پنجاب کے اور دوسرے لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں اور کل اس پر اعتراض آیا ہے۔میں یہ گزارش کروں گا جس طرح مرکز کی طرف سے N.F.C Awardآیا ہے اسی طرح P.F.C Awardکا بھی باقاعدہ اعلان کیا جائے اور district wiseاس کی distributionہو جائے۔اس سے یہ ساری بحث بھی لپٹ جائے گی اور ہر علاقے اور ضلع کو اس کے حق کے مطابق اس کا حصہ بھی مل جائے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے ایک اچھی uniformityآئے گی۔

جناب سپیکر!میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اب صوبہ پنجاب جو کہ سب سے بڑا بھی ہے،اس کے بجٹ کا حجم بھی سب سے بڑا ہے، وسائل بھی اس کے زیادہ ہیں اور اب جبکہ باقی تینوں صوبوں سندھ، کے پی کے اور بلوچستان کا بھی بجٹ آ گیا ہے تو تمام صوبوں نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 15 فیصد

اضافے کی نوید سنائی ہے۔اب پنجاب ہی کنجوسی کے اندر سب سے پیچھے رہ گیا ہے اس لئے میں محترم وزیر خزانہ سے اس بات کی گزارش کروں گا کہ مہربانی فرمائیں کہ جس طرح باقی صوبوں نے 15 فیصد اضافے کا اعلان کیا ہے تو اس کو بھی at par کر دیا جائے۔اس حوالے سے اگر آپ کو کوئی مشکلات ہیں اور اس میں رقم کی فراہمی کی بات ہے تو رقم فراہم کرنا کوئی زیادہ مشکل نہیں ہے۔ہمارے محترم وزیر اعلیٰ ترکی کے ساتھ آج کل کافی on line ہیں۔ترکی کے اندر بھی کرپشن کی یہی صورتحال تھی لیکن وہاں پر جب "رفاہ پارٹی" کے نجم الدین اربکان اس وقت وزیر اعظم بنے تھے تو انہوں نے اپنی الیکشن مہم کے دوران قوم کو نوید سنائی کہ میں 50 فیصد تنخواہوں میں اضافہ کروں گا اور اقتدار میں آنے کے چار ماہ بعد انہوں نے اعلان کیا کہ میں 60 فیصد تنخواہوں میں اضافہ کر رہا ہوں تو میڈیا نے پوچھا کہ یہ رقم کہاں سے آئے گی تو انہوں نے کہا کہ یہ جو کرپشن کے پرنالے کھلے تھے میں نے وہ بند کر دیئے ہیں۔ابھی یہاں یہ جو 260۔ارب روپیہ development plan کے اندر رکھا ہے اس میں 40 سے 50 فیصد نیچے سے لے کر اوپر تک کمیشن کا ایک systemize system ہے بلکہ اب تو افسران نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ جب ضلع اور ڈویژن کے لئے کوئی منصوبہ پی اینڈ ڈی سے بجٹ میں یہاں اسمبلی منظور کر دیتی ہے تو اس کے پیسے اس وقت تک وہ ڈسٹرکٹ میں release نہیں کرتے جب تک کہ 2 فیصد پی اینڈ ڈی میں ایڈوانس جمع نہ کرائیں۔شفٹ ہونے سے پہلے 2 فیصد دیں گے تو یہ رقم ضلع کے اندر کاموں کے لئے شفٹ ہو گی۔۔۔

MR SPEAKER: I think this is hearsay…

اس پر comment نہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ اس پر اگر یہ cut لگائیں گے، اس پر اگر اس کو address کریں گے تو یہ اتنی رقم مل سکتی ہے۔اس میں، میں یہ عرض کروں گا کہ باقی صوبوں کے مطابق 15 فیصد اضافہ کیا جائے، مہربانی کی جائے اور جو پنشنرز ہیں، بڑا صوبہ ہونے کے ناتے یہاں پر پنشنرز کو 20 فیصد اضافہ دیا جائے۔

جناب سپیکر! دوسری بات اس کے ساتھ مجھے یہ منسلک کرنی ہے کہ اس صوبہ کے اندر بے روزگاری بہت جوبن پر ہے۔صوبہ میں روزگار کی فراہمی کے حوالے سے وزیر خزانہ صاحب نے کسی منصوبے کا کوئی اعلان نہیں کیا اس کے اوپر میں شدید احتجاج کرتا ہوں۔اسی طرح مزدور کی جو 10 ہزار ماہوار اجرت کی گئی ہے اس کا کوئی mechanism develop کرنے کی ضرورت ہے، ماضی کے

اندر جتنے بھی اعلانات ہوئے ہیں وہ اعلانوں تک ہی محدود رہتے ہیں اور یہاں جو اعلان ہو جاتا ہے اس پر عملدرآمد کا کوئی mechanism نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں اس میں اگلی بات تعلیم کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جلدی جلدی کر لیں۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جی، اس میں گزارش یہ ہے کہ انہوں نے تعلیم کے اندر بڑی رقم رکھی ہے اور بہت ساری چیزیں انہوں نے اس حوالے سے بیان کی ہیں، مجھے اس بات پر گزارش یہ کرنی ہے کہ دنیا کے اندر جتنے بھی ترقی یافتہ ممالک ہیں بالخصوص یورپین ممالک ہی زیادہ ترقی یافتہ ہیں ان کے ہاں میڈیم آف ایجوکیشن جو ہے وہ ان کی اپنی ہی مادری زبان ہوتی ہے، اس حوالے سے جو ڈاکٹر ہیں، جو بچوں کی psyche سمجھتے ہیں وہ اس بات کو کہتے ہیں کہ بچے کی جو دو سے پانچ سال pre-school age ہے وہ کم و بیش تین ہزار الفاظ اپنی memory کے اندر محفوظ کرتا ہے اور وہ اس کو سکھائے نہیں جاتے، وہ اپنے ماں باپ سے سیکھتا ہے، اپنے بہن بھائیوں سے سیکھتا ہے، گلی محلے کے اندر بچوں سے سیکھتا ہے اور اب میڈیا بھی اس کے سامنے ہے اس سے بھی وہ سیکھتا ہے تو وہ جو تین ہزار الفاظ اس کے ذہن میں نقش ہو جاتے ہیں اس کے مطابق اگر آگے تعلیم کا سلسلہ چلے تو وہ علم سیکھتا ہے ورنہ یہ ایک رٹے کا سسٹم جو ہے اس کے ذریعے سے آ رہا ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اس سلسلے کو ختم کیا جائے اور اس میں جتنے بھی ماہرین ہیں ان کے ذریعے اس حوالے سے مشاورت کی جائے تو وہ اس حوالے سے پوری رہنمائی کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! لیپ ٹاپ سکیم جو شروع کی گئی ہے وہ بہت اچھی ہے اور میں اس کی تحسین بھی کرتا ہوں لیکن میں یہ کہوں گا کہ اس کی distribution ٹھیک نہیں ہوئی۔ یہ مڈل کے بچے کو بھی دیا ہے، میٹرک کے بچے کو بھی دیا ہے، انٹر میڈیٹ کے بچے کو بھی دیا ہے اور گریجویشن کرنے والے بچوں کو بھی دیا ہے۔ مجھے اس میں اعتراض یہ ہے کہ یہ انٹرنیٹ سے منسلک ہوتا ہے تو اس سے بچوں کے اخلاق برباد ہو رہے ہیں۔ یہ مانیٹرنگ کا کوئی سسٹم کر لیں تاکہ ان کے اخلاق برباد ہونے سے بچ جائیں۔ اگر آپ نے دینا ہے تو پی ایچ ڈی، ایم فل اور ایم اے کے سٹوڈنٹس کو دیں جس کے ذریعے سے وہ علم حاصل کر سکیں کیونکہ وہ mature ہوتے ہیں اس لئے اس کا صحیح استعمال کریں گے۔ اس حوالے سے میں عرض کروں گا کہ کوئی اقدامات کئے جائیں۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی فرمائیں، دوسروں کا ٹائم بھی جارہا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے آخری بات یہ عرض کرنی ہے کہ بلدیاتی انتخابات جو جمہوریت کی مضبوط بنیاد کے لئے بہت ضروری ہیں۔ یہ خوفزدہ نہ ہوں، KPK کی حکومت نے بجٹ میں ان الیکشن کے لئے پیسار کھا ہے لہذا پنجاب حکومت کو بھی بجٹ میں کچھ نہ کچھ رکھنا چاہئے۔ یہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہیئں، خاندانوں کی اجارہ داری جمہوریت پر اسی صورت میں ختم ہو گی جب basic level پر بلدیاتی اداروں کے انتخابات جماعتی بنیادوں پر ہوں اس سے ہی جمہوریت مضبوط ہو گی۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، بہت شکریہ۔ ڈاکٹر صاحب! ایک تو یہ ہے کہ خزانہ صاحب نہیں ہو سکتا، وزیر صاحب ہو سکتا ہے۔ آئندہ سے مہربانی فرمائیں۔ ڈاکٹر نادیہ عزیز!

ڈاکٹر نادیہ عزیز: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اپنے پنجاب کے عوام، اسمبلی کے ممبران، وزیر خزانہ اور اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کو اتنا متوازن اور بھرپور بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اتنے short ٹائم میں اس سے بہترین بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ یہ ان کی قائدانہ صلاحیت ہی ہے جس کی وجہ سے آج پنجاب کے عوام نے ان کو اتنا بھاری mandate دیا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان پانچ سالوں میں بھی اتنی ہی بھرپور طریقے سے کارکردگی سامنے آئے گی کہ آنے والا دور بھی مسلم لیگ (ن) کا ہی ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں سمجھتی ہوں کہ کسی بھی صوبہ کے لئے اہم ترین شعبہ تعلیم، صحت اور زراعت ہوتے ہیں۔ اس بجٹ میں باقی شعبوں کو بھی neglect نہیں کیا گیا۔ تعلیم کے لئے تقریباً 40۔ارب روپے مختص کئے گئے جو اس بجٹ کا تقریباً 26 فیصد حصہ بنتا ہے۔ یہ ہمارے قائد کی تعلیم دوست اور عوام دوست پالیسیوں کا مظہر ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ پچھلے دور میں بھی ایجوکیشن کے حوالے سے بہت کام ہوا ہے۔ ہمارے دانش سکول سسٹم کو بہت تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ جہاں پر ہمارے امیر لوگ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلواتے ہیں وہاں پر ہمارے غریب کے بچوں کا بھی اتنا ہی حق ہے کہ ان کو بھی اعلیٰ تعلیم کے مواقع دیئے جائیں۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام، میں اس کے لئے انہیں خراج تحسین پیش کرتی ہوں جس میں ہمارے طلباء کو وظائف دیئے جائیں گے اور طلباء کو حق حاصل ہو گا کہ وہ بھی اعلیٰ تعلیمی اداروں میں اپنی ایجوکیشن حاصل کر سکیں۔ ہمارے سابقہ دور میں جو لیپ ٹاپ اور اجالا سکیمیں تھیں یہ تمام سکیمیں اس بجٹ میں بھی continue کی جارہی ہیں۔ اس پانچ سالہ دور میں بھی ہمارے بچوں کو یہ تمام سہولیات میسر ہوں گی۔ میں Punjab Education Endowment

Fund کے قیام کے لئے بھی ان کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں جس کے لئے انہوں نے 2۔ارب روپے مختص کئے ہیں۔ پنجاب کے بہت سارے سکولوں میں ابھی بھی missing facilities پر بہت سارا کام ہونا ضروری ہے۔ اس بجٹ میں اس کے لئے بھی بہت سارا فنڈز رکھا گیا ہے۔ بہت سارے گرلز سکولوں کی چار دیواریاں نہیں ہیں، ان میں واش روم نہیں ہیں اور بہت ساری missing facilities ہیں جن پر کام کرنا باقی ہے۔ انشاء اللہ اس دور میں missing facilities کو provide کرنے کے لئے ایک بھاری رقم رکھی گئی ہے۔ اس کے علاوہ بہت اہم چیز یہ ہے کہ ہمارے بچوں کو گریجویشن کے بعد کوئی Jobs میسر نہیں تھیں ان کو Internship programme کے ذریعے mobilize کیا گیا کہ آپ Internship programme کے ذریعے تعلیم حاصل کریں اور یہ آپ کے لئے کمائی کا ذریعہ بھی ہو گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ آنے والا دور ہمارے طلباء کا ہے اور اگر آج ہم اپنے طلباء پر investment کر رہے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے دور میں pay back ہو گا۔ وہ قومیں جو اپنی تعلیم پر محنت کرتی ہیں ان کو کوئی ترقی سے نہیں روک سکتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں صحت پر بھی بات کرنا چاہوں گی کہ ہمارے بجٹ کا تقریباً 11 فیصد حصہ یعنی 45۔ارب روپے صحت کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ سب سے پہلے تو بیماری سے بچاؤ، تشخیص اور اس کے علاج کے بارے میں سوچا جاتا ہے۔ اس بجٹ میں واٹر فلٹریشن پلانٹ کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے لئے پینے کے صاف پانی کا مسئلہ خصوصاً پنجاب میں اور specially میں اپنے حلقے کی بھی بات کروں گی کہ وہاں فلٹریشن پلانٹ لگانا بہت ضروری تھا۔ اس کے لئے 5۔ارب روپے رکھے گئے ہیں یہ انشاء اللہ بیماریوں کی روک تھام کے لئے بہت out help ہو گا۔ اس کے علاوہ پنجاب میں EPI system، پینے کے صاف پانی، نکاسی آب کے ساتھ ساتھ حفظان صحت کی آگاہی کے لئے بھی 200 ملین روپے رکھے گئے ہیں تو یہ بھی ہمارے system health کو empower کرنے کے لئے بہت ضروری ہے۔ پچھلے tenure میں بہت اہم کام کیا گیا تقریباً 52 ہزار آٹھ سو L.H.Vs اور اس سے related staff کو مستقل کیا گیا میں اس کے لئے اپنے قائد اور ان کی ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: مہربانی، بہت شکریہ

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: مکمل ہو چکی ہے، آپ کی مہربانی۔ ڈاکٹر صلاح الدین خان صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ میاں نوید علی صاحب!

میاں نوید علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پہلی دفعہ پنجاب اسمبلی کا ممبر منتخب ہوا ہوں اور میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف اور جناب وزیر خزانہ کو اتنا اچھا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ Basically بجٹ ہوتا کیا ہے ؟ بجٹ ہوتا ہے کہ آپ اپنے تمام circumstances کو دیکھتے ہوئے ایک properلائحہ عمل تیار کرتے ہیں کہ آپ نے پورے سال میں کیا کرنا ہے اور کس طرح کرنا ہے لیکن unfortunately کچھ ساتھیوں کو یہ سادہ سی بات سمجھ نہیں آرہی۔ ہمارے قائدین نے جن حالات میں یہ بجٹ تیار کیا ہے اس سے متوازن بجٹ میں نہیں سمجھتا کہ تیار ہو سکتا تھا۔ سب سے بڑی بات ہے کہ جو mainپہلو ہوتے ہیں جس میں Educationآتی ہے، Healthآتی ہے، Developmentآتی ہے Each & everything has been focused in this budget.

جناب سپیکر: کوئی صاحب ایسے ہیں جن کا ٹیلی فون یہاں چل رہا ہے اس کو فوری طور پر بند کیا جائے ورنہ اگر مجھے پتہ چل گیا تو وہ ضبط ہو جائے گا۔ شکریہ

میاں نوید علی: جناب سپیکر! یہ ایک معزز ایوان ہے اور یہاں ہم لوگ الحمد للہ پنجاب کے عوام کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہاں ایوان میں ایک بات ہوئی کہ mandate تو mandate ہی ہوتا ہے چاہے وہ اصلی ہو یا جعلی۔ مجھے وہ بات یاد آگئی کہ کسی politician نے بات کی تھی کہ "ڈگری تو ڈگری ہوتی ہے چاہے وہ اصلی ہو یا جعلی" مجھے یہ سن کر بڑا عجیب لگا کہ ان کی سوچ آج بھی ادھر ہی ہے۔ یہ ڈگری اور mandate کو اکٹھا ملانے کی کوشش کر رہے ہیں جبکہ mandate, mandate ہی ہوتا ہے اور وہ اصلی ہوتا ہے البتہ ڈگری جعلی ضرور ہو سکتی ہے۔ کوئی لمبی بحث نہیں۔

جناب سپیکر! میں ایک شعر کے ذریعے اپنی speech کو ختم کروں گا اور یہ سمجھانے کی کوشش کروں گا کہ آپ acceptکریں کہ کیا realityہے۔ Dedicated to honourable Shahbaz Sharif sahib.

دل میرا جاگیر تیری اے
اکھیاں وچ تصویر تیری اے

کھیڑے ایویں کھیڑے ای پے گئے
اج وی رانجھنا ہیر تیری اے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترم احمد خان بھچر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ عالیہ آ قتاب صاحبہ!

ڈاکٹر عالیہ آ قتاب: جناب سپیکر!سب سے پہلے تو میں میاں محمد شہباز شریف کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دینا چاہوں گی جنہوں نے مشکل معاشی حالات میں اتنا متوازن بجٹ بنایا۔۔۔(شور وغل)

MR SEAPKER: Order in the House.

ڈاکٹر عالیہ آ قتاب: جناب سپیکر!سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اس بجٹ میں انہوں نے تعلیم اور صحت کو ترجیح دی جب تعلیم کو ترجیح دی تو میں یہ کہنا چاہوں گی کہ کل اپوزیشن لیڈر نے ایلیٹ سکول کی بات کی تھی، وزیر اعلیٰ پنجاب نے دس فیصد بجٹ مختص کیا ہے یعنی دس فیصد بجٹ allot کیا جائے گا۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR SEAPKER: No cross talk.

ڈاکٹر عالیہ آ قتاب: جناب سپیکر!میں یہ کہتی ہوں کہ اس کا آغاز Beacon House School اور City School سے کرنا چاہئے کیونکہ یہ بھی بہت عظیم سکول ہیں۔ اگر غریب کا بچہ ان میں امیروں کے ساتھ پڑھے گا تو بہت اچھا رہے گا اور اس کو تعلیم حاصل ہو گی۔ جہاں تک تعلیم کی بات ہے تو میں آج ایک special topic پر بات کرنا چاہوں گی جو سپیشل ایجوکیشن کے بارے میں ہے۔ سب سے پہلے میں یہ بتانا چاہوں گی کہ سپیشل ایجوکیشن کیا ہے؟ سپیشل ایجوکیشن ان بچوں کے بارے میں ہے جو کہ ذہنی طور پر معذور ہیں جن کو mentally challenged بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ان کے بارے میں ہے جو کہ Blind, Deaf and Dumb ہیں اور physically handicapped بھی ہیں۔ یہ ایک ایسا شعبہ ہے جس کے بارے میں پہلے اتنا بیان نہیں کیا گیا۔ میں شکریہ ادا کرنا چاہوں گی کہ اس دفعہ ہماری حکومت نے اتنا بجٹ allocate کیا جس میں 1.14 بلین بجٹ سپیشل ایجوکیشن کے لئے ہے جس میں انہوں نے vocational training کے لئے علیحدہ بتایا ہے اس کے علاوہ انہوں نے کمپیوٹر علیحدہ دیئے ہیں لیکن اس میں ابھی بھی بہت سی چیزیں باقی ہیں وہ یہ ہیں کہ اس میں بچوں کی vocational training کرانی چاہئے اور سب سے پہلے ہمیں ان کی صلاحیت کا پتا ہونا چاہئے، ہمیں یہ پتا ہونا چاہئے کہ کون سے ایسے بچے ہیں جن کا Math کا skill اچھا ہے اور کون سے ایسے بچے ہیں جن کا Art کا skill اچھا

ہے۔یہ وہ بچے ہیں جو کہ ذہنی طور پر اور physically mentally challenged ہیں لیکن ان کی باقی ایسی چیزیں ہیں جو بہت زیادہ talent ہیں۔ حال ہی میں امریکہ میں ابھی Google میں ریسرچ ہوئی ہے جس میں انہوں نے one thousand Artistic بچوں کو hire کیا ہے اور وہ انہوں نے اس لئے hire کیا ہے کہ ان کی Math skill بہت زیادہ sharp ہے۔اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں ایک مثال دینا چاہوں گی کہ physically handicapped or mentally handicapped ضروری نہیں کہ By birth ہو، یہ کبھی بھی زندگی کے کسی حصہ میں ہو سکتی ہے۔اس سے related ایک شخص ہے جو ماڈل ٹاؤن پارک میں بیٹھتا ہے جس کا نام شمشاد ہے اور وہ پیدائشی blind نہیں تھا جب وہ آٹھویں کلاس میں تھا تو اُس کی آنکھوں کی بینائی چلی گئی لیکن اس کے بعد اس نے میٹرک کا امتحان دیا اور اپنے روزگار کے لئے اس نے ماڈل ٹاؤن بلاک میں بیٹھ کر Wait Scale سے لوگوں کا Wait لے کر ایک کمپیوٹر سکول کھولا ہے جہاں پر وہ Blinds کو computer training دیتا ہے اسی کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ معاشرے پر بوجھ نہیں ہے بلکہ معاشرے کا ایک اہم حصہ ہے۔ جس میں وہ لوگوں کو روزگار مہیا کر رہا ہے اور صرف روزگار مہیا نہیں کر رہا بلکہ اپنے پیروں پر کھڑا ہوا ہے (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس لئے میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ صاحب سے کہنا چاہوں گی کہ سپیشل ایجوکیشن کی برانچ پر سپیشل توجہ دیں۔ اس کے لئے ایسی سکیم ہونی چاہئے، ابھی حال ہی میں سپیشل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے دو انٹرنیشنل آرگنائزیشن کے ساتھ MOU sign کیا ہے جو کہ بہت اچھی بات ہے۔اس میں یہ ہو گا کہ جو ہمارے سپیشل ایجوکیشن کے لوگ ہیں ان کو training کے لئے باہر سے بلایا جا سکے اور training کے لئے صرف باہر سے ہی نہیں بلایا جا سکے بلکہ یہاں سے جو لوگ ہیں ان کو بھی training دی جا سکے۔اس کے علاوہ ایسے بچوں کے لئے technical training بہت زیادہ ضروری ہے۔Because یہ Technical چیزوں میں بہت اچھے ہوتے ہیں۔اسی طرح ان کی Recreation کے لئے کوئی پارکس وغیرہ موجود نہیں ہیں اور جب ان کی Recreation کے لئے پارکس وغیرہ موجود نہیں تو یہ بھی ہے کہ ان کی Recreation کا بھی ذہن میں رکھنا چاہئے۔ ہمیں ان کی ایجوکیشن اور ان کے Behaviour Modification کے لئے سب سے زیادہ کام کرنا چاہئے جب ہمیں ان کے Behaviour Modification کے لئے کام کرنا چاہئے تو اس میں ہمیں سپیشل ایجوکیشن کی ضرورت ہے، ان کا Individual education plan بنانا ہے۔ Individual education plan وہ ہوتا ہے جو ہر بچے کا علیحدہ ہوتا ہے کیونکہ ہر بچے کی علیحدہ صلاحیت ہوتی ہے اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے جب

Independent Education Planning کی جاتی ہے تو اس سے ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ کس بچے کی کیا صلاحیت ہے اور جب ہمیں پتا چل جاتا ہے تو اسی کے مطابق اس کو اس category میں ڈالا جاتا ہے۔ جن بچوں کی آرٹ اچھی ہے ان کو sketching اور Art کے ذریعے سکھایا جاتا ہے۔ ان لوگوں کی Music Skill بھی اچھی ہوتی ہے، Math کا skill بہت sharp ہوتا ہے اور یہ بچے candle بہت اچھی بنا سکتے ہیں۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب سے اپیل ہے کہ ایسے بچوں کو بھی باہر لایا جائے ۔ اس میں ہمیں سب سے زیادہ میڈیا کی support کی ضرورت ہے اور ہمیں میڈیا کے ساتھ electronic press کی بھی support کی ضرورت ہے کیونکہ میں نے دیکھا ہے جب ان بچوں کی special Olympics ہوتی ہیں تو ایسے بچوں کو کبھی کوئی importance نہیں دی جاتی، کبھی کوئی highlight نہیں کیا جاتا ہے۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آپ کی گپ شپ کے لئے لابی موجود ہے، مہربانی فرمائیں ایوان کو in order رہنے دیں۔ جی، آپ کا ٹائم بھی ختم ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر عالیہ آفتاب: جناب سپیکر! میں end کرنا چاہوں گی۔ ہمیں چاہئے کہ ہم سارے مل کر اس شعبہ پر کام کریں اور آگے آئیں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ جناب محمد سبطین خان!

جناب محمد سبطین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے اور اپنی suggestions کے لئے وقت دیا۔ میں آپ کی وساطت سے گورنمنٹ کو یہ request کروں گا کہ یہ ٹائم بہت تھوڑا ہے جتنی بڑی بجٹ کی books ہیں اور جتنا بڑا بجٹ کا حجم ہوتا ہے تو اس کے لئے دو یا اڑھائی دن پڑھنے کے لئے بہت کم ہیں۔ میں حکومت سے request کروں گا کہ اس پر نظر ثانی کریں اور یہ کم از کم پانچ سے سات دن کا ٹائم ہونا چاہئے تاکہ جو ہمارے معزز ممبران ہیں وہ پوری تیاری کر کے آئیں اور بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

جناب سپیکر! پہلی گزارش تو یہ ہے کہ میں بسم اللہ کرنا چاہوں گا ایجوکیشن سے کیونکہ ہمارے پیارے نبی ﷺ سردار الانبیاء کا بھی یہی فرمان ہے کہ تعلیم حاصل کرو چاہے آپ کو اس کے لئے چین بھی جانا پڑے۔ ہر حکومت بجٹ اپنی پارٹی، اپنی حکومت، اپنی شہرت، اپنی عوام کی بھلائی کے لئے بناتی ہے، ہر حکومت چاہتی ہے اور کوشش یہ کرتی ہے کہ وہ بجٹ صحیح طریقے سے بنائے لیکن اس بجٹ پر اصل جو problem آتی ہے وہ اس کی implementation پر آتی ہے۔ اب تعلیم کے لئے بہت بڑی رقم

رکھی گئی ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا جس purpose کے لئے، basic education کے لئے، پرائمری ایجوکیشن کے لئے، ہائر ایجوکیشن کے لئے اور کالج کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے تو کیا اس کی proper utilization ہو رہی ہے یا نہیں؟ بات یہ ہے کہ ہمارے چیف منسٹر صاحب کا ایک خواب دانش سکول تھا ہم بالکل اس پر comments نہیں کریں گے لیکن دانش سکول کے ساتھ جو ہمارے گورنمنٹ کے سکول ہیں کیا ان میں بھی وہ facilities ہیں؟ کیا جو کھاتے پیتے لوگ ہیں یا جو سفید پوش طبقہ ہے کیا وہ ان گورنمنٹ سکولوں میں اپنے بچوں کو پڑھانا چاہتا ہے تو میرا خیال ہے کہ جواب آئے گا نہیں کیونکہ ہر بندے کا ایک خواب ہے کہ ہمارا بچہ اچھی جگہ پر تعلیم حاصل کرے۔ اس کے لئے میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم سے یہ request کروں گا۔۔۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں موبائل فون بجنے کی آواز آئی)

جناب سپیکر! آپ نے یہ ٹیلیفون confiscate کرنا تھا۔

جناب سپیکر: جن صاحب کا یہ موبائل ہے وہ kindly اس کو بند کر دیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میرا فون بند ہے۔

جناب سپیکر: جی، ان کا ایک منٹ ضائع ہوا ہے۔ ان کو مزید ایک منٹ دیں گے۔

جناب محمد سبطین خان: بڑی مہربانی۔ جناب سپیکر! جس طرح کچھ عرصہ پہلے ہماری ایک پالیسی آئی تھی کہ باہر کے کچھ ادارے محکمہ تعلیم کے جو ہمارے اپنے پاکستانی ادارے تھے وہ ghost schools کو check کریں گے۔ وہ ghost schools کو check کرتے کرتے پورے پاکستان کو check کرنے لگ گئے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اس طرح کی غلطی ہم دوبارہ نہ کریں بلکہ جب آپ کے اپنے معزز ممبران ایم پی ایز، ایم این ایز اور سینیٹرز ہیں آپ ان کے ذریعے اپنی constituencies کو check کیوں نہیں کرواتے؟ ہمارے rural background میں، ہمارے دیہاتوں میں ایسے سینکڑوں سکول تو چلے نہیں ہوں گے لیکن ایسے سکول موجود ہیں جن میں گائے، بھینسیں بندھی ہوئی ہیں، جن میں زمینداروں نے اپنے ڈیرے بنائے ہوئے ہیں اگر ہم یہ کر لیں جتنا بجٹ گورنمنٹ نے ایجوکیشن کے لئے رکھا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اصل بات یہ ہے کہ اس کی proper utilization ہونی چاہئے۔ ہمارا انڈیا کے ساتھ اگر ایک کرکٹ میچ ہو تو آپ کو لاہور کی سڑکیں سنسان نظر آتی ہیں کیونکہ We are sentimental. ہم emotional ہو جاتے ہیں کہ ہمیں انڈیا سے نہیں ہارنا چاہئے تو ہم انڈیا کے ساتھ ایجوکیشن کا مقابلہ کیوں نہیں کرتے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

ہم انڈیا کے ساتھ ڈیمز کا مقابلہ کیوں نہیں کرتے ؟وہ دھڑا دھڑ ڈیمز بنائے جا رہے ہیں اور ہماری سوئی اس بات پر اٹکی ہوئی ہے کہ کالا باغ ڈیم بنے یا کالا باغ ڈیم نہ بنے۔

جناب سپیکر: آپ اس بارے میں کیا suggest کرتے ہیں؟

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں utilization پر توجہ دینی چاہئے۔ سری لنکا کو دیکھیں ہماری طرح کا سفید پوش ملک ہے کیونکہ سب ہی یہ رونا رو رہے ہیں کہ مشکل حالات میں بجٹ بنا تو میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح ہم خود سفید پوش لوگ ہیں، ہمارا ملک بھی سفید پوش، ہمارا صوبہ بھی سفید پوش، سری لنکا بھی سفید پوش ملک ہے اس کو دیکھیں، انڈیا کی طرف دیکھیں ہمیں اپنی ایجوکیشن کو improve کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ wind up کریں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک آدھ منٹ دے دیں۔ میں ہیلتھ کو بھی چھوڑ دیتا ہوں، میں انرجی کرائسز پر بات کرنا چاہ رہا تھا، ایگریکلچر پر بات کرنا چاہ رہا تھا، انڈسٹریز پر بات کرنا چاہ رہا تھا۔ انرجی کی وجہ سے ہمارا ایگریکلچر سیکٹر بھی down جا رہا ہے بلکہ down the drain جا رہا ہے، ہماری انڈسٹری بھی down جا رہی ہے اور آخری میری گزارش یہ ہے کہ جو بھی حکومت آتی ہے اس کی سوئی کرپشن پر اٹک جاتی ہے کہ پٹواری اور پولیس کو تبدیل کرنا ہے۔ ہمیں نیچے سے اوپر نہیں جانا چاہئے بلکہ ہمیں اوپر سے نیچے آنا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جب اوپر سے کرپشن ختم ہو گی تو بے چارے پٹواری یا پولیس والے کی کیا حیثیت ہے کہ وہ کرپشن کرے گا؟ اگر ایک ضلع میں ایک ڈپٹی کمشنر، ڈی سی او یا ڈی پی او honest آ جاتے ہیں تو اس ضلع کا مقدر سنور جاتا ہے۔ ایک سڑک بنتی ہے، ایک سکول بنتا ہے، ایک ہسپتال بنتا ہے جو حکومت بناتی ہے تین سال بعد اس کی repairing start ہو جاتی ہے۔ جب ہم خود ایک چیز بنواتے ہیں، جب ہم اپنا گھر بنواتے ہیں، اپنی پرائیویٹ پراپرٹی بنواتے ہیں تو وہ پچاس پچاس سال کیوں چلتی ہے؟ یہ repairing والا کام ختم ہونا چاہئے، پہلے ہمیں اس پر emphasize کرنا چاہئے۔ پولیس کے فنڈز بھی بڑھتے جا رہے ہیں اور کرائم بھی بڑھتا جا رہا ہے۔ آخر میں، میں یہ کہوں گا کہ کہیں وہ وقت نہ آ جائے کہ جس طرح میرے بہت قابل احترام بھائی رانا ثناء اللہ خان نے کہا تھا کہ پنجاب اسمبلی کی اپوزیشن tiny opposition ہے، پولیس کا یہی کام نہ رہ جائے کہ تم tiny opposition کنٹرول کرو اور پنجاب کی ذمہ داری تم سے ہٹ جائے۔

Thank you very much.

جناب سپیکر: خان صاحب! بہت شکریہ، بڑی مہربانی۔جی، محترمہ جوئیس روفن جولیس!

سید حسین جہانیاں گردیزی: جناب سپیکر! میں سبطین صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ کالا باغ ڈیم کے حوالے سے آپ کے سوال کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ خود لیں گے۔(قہقہہ)

مہربانی۔جی، محترمہ!

محترمہ جوئیس روفن جولیس: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اس متوازن بجٹ پر وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کرتی ہوں اور خاص طور پر اقلیتوں کے حوالے سے جو فنڈز وزیر اعلیٰ نے ہمیں دیئے ہیں اس پر روشنی ڈالنا چاہتی ہوں۔ پچھلی دفعہ ہمارے پاس جو فنڈز تھے اس کے علاوہ بھی ہمیں جناب وزیر اعلیٰ نے صوابدیدی فنڈز دیئے، Block Allocation میں سے فنڈز دیئے، قبرستانوں کے لئے فنڈز دیئے، ان کی چار دیواریوں کے لئے فنڈز دیئے اور اس دفعہ بھی بجٹ میں خصوصی طور پر ہماری عبادت گاہوں کی تعمیر کے لئے، قبرستانوں کے خریدنے کے لئے ہمیں 21 کروڑ روپے کے ترقیاتی فنڈز دیئے گئے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ان کا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اندر اسلامی رواداری کا ثبوت ہے کہ انہوں نے مذہبی اقلیت کو، ان کی عبادت گاہوں کو اور ان کے قبرستانوں کو تحفظ دیا ہے۔ دوسری بات جو میں یہاں پر کرنا چاہتی ہوں وہ ہمارے تعلیم کے شعبہ کی ہے۔ انڈوومنٹ فنڈز میں سے پانچ فیصد اقلیتوں کے لئے مقرر ہے۔ جب پچھلی دفعہ میں نے وزیر اعلیٰ سے بات کی تھی کہ ہماری ہائر ایجوکیشن کے لئے آپ فنڈز دیں تو مریم سہیل ایک کنیئرڈ کالج کی لڑکی تھی جس کو وزیر اعلیٰ نے انڈوومنٹ فنڈز میں سے ڈیڑھ لاکھ روپیہ دیا، نہ صرف اس کو بلکہ محکمہ تعلیم نے Christian بچوں کے ایف سی کالج اور کنیئرڈ کالج کے ریکارڈ منگوائے اور انہیں فون کر کے ان بچوں کے گھروں میں یہ فنڈز پہنچائے اور آج وہ بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

دوسری بات جو میں یہاں پر کرنا چاہتی ہوں کہ 2۔ارب روپے جو قبرستانوں کی تعمیر کے لئے تھے جیسے ہمارے قائد حزب اختلاف نے کہا اس میں سے بھی ہمارے مسیحی قبرستانوں کی تعمیر کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ ہمارا ایک المیہ ہے کہ جس وقت سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے مسیحی اقلیت تعلیم اور صحت کے شعبے میں نمایاں خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ ہمارے بانی پاکستان قائداعظم بھی مشنری اداروں کے پڑھے ہوئے ہیں لیکن پاکستان پیپلز پارٹی نے ہمارے ادارے nationalize کر کے نہ صرف مسیحی اقلیت کو جہالت کے اندھیروں میں دھکیل دیا بلکہ اس سے مسلمان بھی متاثر ہوئے

کیونکہ غریب بچے ان مشنری اداروں میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔اب میری وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف سے درخواست ہے کہ ہمارے بچوں کے لئے میڈیکل کالجوں میں،انجینئرنگ کالجوں میں، ٹیکنیکل کالجوں میں اس کے علاوہ نرسنگ کے شعبہ میں سیٹیں مختص کی جائیں اور ان کو پانچ فیصد کوٹا دیا جائے تاکہ جو گھاؤ پاکستان پیپلز پارٹی نے ہماری ایجوکیشن پر لگایا ہے اس کو بھرا جائے۔ سابقا وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی صاحب نے اس بات کا اقرار کیا تھا کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے بہت بڑی غلطی کی ہے لیکن اس غلطی کا ازالہ نہیں کیا گیا۔ میں قائد محترم میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف سے درخواست کرتی ہوں کہ ہمارے مسیحی بچے ایف ایس سی کی اتنی tuitions نہیں پڑھ سکتے،وہ afford نہیں کر سکتے ہیں جس طرح انہیں پانچ فیصد روزگار میں اور ہر محکمے میں نوکری دی ہے اسی طرح سے ہمارے بچوں کو میڈکل کالجوں میں تعلیم کے مواقع فراہم کئے جائیں اور ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ جس طرح سے صحت کے شعبہ میں نرسوں اور ڈاکٹروں نے پاکستان بننے کے بعد خدمات سرانجام دی ہیں ،ہمارے مسیحی بچوں کو مواقع فراہم کئے جائیں تاکہ وہ ڈاکٹر بنیں، نرسوں کے شعبے میں جائیں،وہ اسی طرح پاکستان کی خدمت کرتے رہیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں میاں محمد شہباز شریف کو خراج عقیدت پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے محکمہ پولیس کی بھرتی میں پانچ فیصد اقلیتوں کا کوٹا مقرر کیا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ!خراج تحسین۔

محترمہ جوئس روفن جولیس: انہوں نے ایک خاکروب کے بچے کو،ایک غریب مزدور کے بچے کو موقع فراہم کیا کہ وہ ایک تھانے کے اندر جا کر تھانیدار بن کر بیٹھ سکتا ہے اور یہ ہمارے لئے ایک فخر کی بات ہے کہ ہمارے بچے اس وقت پولیس میں بھرتی ہو رہے ہیں لہذا اس وقت میں ایک اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: اہم مسئلہ آپ نے پیچھے چھوڑ دیا ہے؟

محترمہ جوئس روفن جولیس: جناب سپیکر!بس ایک منٹ لوں گی۔ حافظ قرآن کے 20 نمبر ہیں اسی طرح سے ہماری مذہبی رواداری کا ثبوت دیتے ہوئے ہمارے مسیحی بچوں کو بھی یہ موقع دیا جائے کہ وہ چلیں زبور کی کتاب کے پچاس زبور زبانی حفظ کر لیں،ہر کلاس میں پانچ زبور حفظ کر لیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی،بہت مہربانی،آپ کی بات سن لی ہے۔۔۔

محترمہ جوئس روفن جولیس:ان کو کیتھولک چرچ جو کہ ہمارا ایجوکیشن کا اپنا بورڈ ہے، چرچ آف پاکستان کا بورڈ ہے وہاں وہ حفظ کریں۔۔۔

جناب سپیکر:جی، بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔میاں محمد اسلم اقبال صاحب!۔۔۔(نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال:اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ 14-2013 کے حوالے سے بولنے کا موقع فراہم کیا۔چونکہ وقت کی کمی ہے اس لئے میں ایک دو چیزیں جلدی جلدی بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔سب سے پہلے میں اس پر بات کروں گا کہ ہمارے وزیر خزانہ کی طرف سے یہ جو اعلان کیا گیا کہ یہ ٹیکس فری بجٹ ہے۔اگر آپ Annual Budget Statement کا صفحہ نمبر 6,7,8 اور 9 دیکھیں تو اس پر آپ کو direct and indirect taxes کی مد میں جو رقوم ہیں وہ واضح طور پر نظر آئیں گی۔Direct taxes کی مد میں 31 بلین روپے اور Indirect taxes کی مد میں 89 بلین روپے عوام پر ٹیکس لگائے گئے ہیں۔ان میں سے جو سب سے زیادہ ٹیکس لگایا گیا ہے وہ Electricity duty پر ہے۔جب کسی ایک چیز کی قیمت بڑھتی ہے تو اس کا اثر تمام چیزوں پر ہوتا ہے۔اگر آپ اس ڈیوٹی کو دیکھیں تو 4 ہزار 9 سو 12 ملین روپے پنجاب کی عوام پر ٹیکس لگایا گیا ہے۔اب یہ کہنا کہ یہ بجٹ جو ہے یہ ٹیکس فری ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ غریب عوام کے اوپر ایک بہت بڑا بوجھ ہے۔اس حوالے سے میں آپ کی وساطت سے request کروں گا کہ عوام پر جو بوجھ ڈالا گیا ہے اس کو کم سے کم کیا جائے۔دوسری بات یہ ہے کہ بجٹ جو پچھلے سالوں میں اس حکومت نے، جو موجودہ حکومت بھی ہے اس نے بنایا تو اس کی utilization of budget یعنی Annual Development Programme کے تحت اس کی جو utilization رہی ہے وہ کسی بھی حکومت کی کارکردگی جو ہوتی ہے اس کو وہ ناپنے کا، جانچنے کا ایک پیمانہ ہوتی ہے۔اگر ہم 10-2009 کے بجٹ پر نظر ڈالیں تو اس کی allocation 175 billion rupees تھی جبکہ اس کی utilization 119 billion rupees ہوئی اور اس طرح سالانہ ترقیاتی پروگرام کی utilization صرف 68 فیصد ہوئی ہے۔اسی طرح 11-2010 میں 196 بلین روپے مختص کیا گیا جس میں سے 94 بلین روپے utilize ہوئے اور 48 فیصد یعنی پچاس فیصد سے بھی کم اس کی utilization کی گئی۔ 12-2011 کے بجٹ میں 220 بلین روپے مختص کئے گئے، میں یہ عرض کروں گا کہ ایوان کے سامنے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت volume تو بہت زیادہ show کر دیا جاتا ہے اور پنجاب کے عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ہم آپ کے لئے بہت زیادہ ترقیاتی بجٹ رکھ رہے ہیں لیکن end

of the day جب سال ختم ہوتا ہے تو پتا یہ چلتا ہے کہ 48 فیصد سے زیادہ اس فنڈ کی utilization ہی نہیں ہوئی۔(نعرہ ہائے تحسین)

کیا یہ عوام کے ساتھ ناانصافی نہیں کہ جس مقصد کے لئے ہمیں ان ایوانوں کے اندر بھیجا گیا اور یہ لوگ حکومتیں بناتے ہیں اس کے ثمرات نیچے تک جانے چاہیئں لیکن جب بندہ اپنی پوری competent team کے ساتھ میدان میں نہ اترے تو اس کے نتائج یہی نکلتے ہیں جو آپ کے سامنے میں نے بیان کئے ہیں۔ پھر 12-2011 کے اندر 220 بلین روپے کا بجٹ اور 136 کی utilization اور 62 فیصد یعنی صرف 62 فیصد اس کی utilization ہے۔13-2012 کے اندر 250 بلین رکھا گیا اور 137 بلین اس کی utilization ہوئی اور 55 فیصد ٹوٹل اس کی utilization ہے۔ایک تو بات میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جب آپ کے اندر بجٹ کو utilize کرنے کی اتنی capacity نہیں ہے تو پھر آپ عوام کو بیوقوف کیوں بناتے ہیں، کیوں اتنا بجٹ اسمبلی کے اندر پیش کیا جاتا ہے کہ عوام آس اور امید لگا کر بیٹھ جاتی ہے کہ ہمارے حکمران ہمارے ساتھ کچھ کریں گے۔ وہ ہمارے بچوں کے سکولوں کے لئے یا صحت کے معاملے میں کچھ کریں گے۔ اگر تو آپ کے پاس پیسوں کی کمی ہے پھر تو بات بنتی ہے کہ ہمارے resources limited ہیں لیکن اگر آپ کے resources ہیں اور آپ کے پاس وہ capacity نہیں ہے، وہ ٹیم نہیں ہے تو پھر میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ گزارش کروں گا کہ kindly آپ اپنی ٹیم کے اندر بہتری پیدا کریں، انہیں اختیارات دیں اور بیوروکریسی میں ایسے لوگ لے کر آئیں جو ایک معیار کو اپنے اپنے محکمے میں adopt کر سکیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں یہاں پر ایک بات ضرور کہنا چاہوں گا اور وہ یہ ہے کہ کامرس اینڈ انویسٹمنٹ کا محکمہ جس کے تحت ہم یہ اُمید لگا کر بیٹھتے ہیں کہ ہمارے صوبے کے اندر زیادہ سے زیادہ investment آئے گی، روزگار پیدا ہوگا، پڑھے لکھے نوجوان بچے اور بچیوں کو روزگار کے مواقع ملیں گے۔ بڑے دُکھ کے ساتھ یہ بات کہنی پڑ رہی ہے کہ commercial activities کے لئے اپنے صوبے میں investment کو attract کرنے کے لئے، foreign investor کو لانے کے لئے کوئی واضح پالیسی نہیں بنائی گئی جس کی بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس سال میں ہم اتنی jobs create کریں گے۔۔۔(شور وغل)

MR SPEAKER: Order please, order in the House. Listen carefully please.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب والا!آج کے دور کے اندر یہ بہت بڑی بات ہے کہ ہمارے offices میں سفارشوں کے انبار لگے ہوتے ہیں کہ ہمیں jobs دی جائیں۔ ڈویلپمنٹ بھی اپنی جگہ پر ٹھیک ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ روزگار کے مواقع مہیا کئے جائیں تاکہ پڑھے لکھے نوجوان بچے اور بچیاں روزگار حاصل کر سکیں۔ایک بہت ضروری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں اور مجھے یہ بھی پتا ہے کہ ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ میں dialysis centre کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔ حکومت نے اس مد میں 30 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹائم کا خیال رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! مجھے اس کا بخوبی علم ہے۔ میں صرف تیس سیکنڈ کے اندر اپنی بات کو سمیٹوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: یہاں پر وزیر صحت بھی تشریف فرما ہیں، میں ان سے گزارش کروں گا کہ تمام ہسپتالوں کے اندر Dialysis Centres میں دس فیصد beds کا اضافہ کیا جائے۔آپ کی مہربانی ہے کیونکہ لوگ ہمارے دفاتر میں آتے ہیں اور آکر کہتے ہیں کہ ہمارے پاس سہولت نہیں ہے دوسرا ہمارے پاس پیسے بھی نہیں ہیں۔ جہاں آپ تنوروں اور سستی روٹی سکیم پر۔۔۔

جناب سپیکر: باقی باتوں کو چھوڑ دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اگر ان سکیموں پر پیسا ضائع کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات انہوں نے سن لی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: میں یہ گزارش کروں گا کہ لوگوں کو ایسی سہولت دی جائے جس سے وہ اپنا مفت علاج کروا سکیں۔ یہ بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: اس کے ساتھ ساتھ آخر میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں پانچ فیصد اضافہ کر دیا جائے۔آپ کا کچھ نہیں جائے گا ان کا شاید کچھ بن جائے۔

جناب سپیکر: اب آپ دس فیصد سے پانچ فیصد کروانا چاہتے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب والا! آپ نے جو دس فیصد بڑھایا ہے اس میں مزید پانچ فیصد اضافہ کر دیا جائے، کل پندرہ فیصد کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، مہربانی۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار محترمہ نسرین جاوید المعروف نسرین نواز، محترمہ فرزانہ بٹ اور محترمہ شاہ جہاں کی طرف سے "آپ کو بجٹ کا پتا نہیں" کی آوازیں)

جناب سپیکر: آپ cross talk نہ کیا کریں۔ یہ مجھے پسند نہیں .This I tell you یہ اچھی بات نہیں ہے۔ جناب طارق مسیح گل صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں رانا ثناء اللہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ حکومتی بنچوں پر میری جو یہ بہنیں بیٹھی ہیں ان کو تھوڑی سی ٹریننگ دلائیں تاکہ جب کوئی دوسرا بندہ بولے تو اس کی بات کے درمیان یہ بات نہ کیا کریں اور انہیں جس مقصد کے لئے اس ایوان میں بھیجا گیا ہے وہ مقصد پورا ہو۔

جناب سپیکر: ایک دوسرے کا احترام کیجئے۔ آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ جی، طارق مسیح گل صاحب!

جناب طارق مسیح گل: جناب سپیکر! میرے معزز ممبران صوبائی اسمبلی پنجاب! آپ سب کی خدمت میں خداوند کے قدوس نام میں سلام عرض کرتا ہوں۔ آج کے بجٹ اجلاس میں حصہ لینے کے لئے آپ نے مجھے اجازت دی ہے اس پر میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ آج میں نے اس ایوان میں پہلی مرتبہ پہنچ کر اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے اس وژن کو اپنی عوام تک پہنچانا ہے جس کے بل بوتے پر انہوں نے مجھے کرسچین کمیونٹی سے اس ایوان کے لئے select کیا ہے۔ میں اپنے بھائی وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنی بجٹ تقریر میں پاکستان کی اقلیتوں کا خیال رکھتے ہوئے، پاکستان میں رہنے والی مسیحی، ہندو، سکھ اور دوسری اقلیتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بجٹ میں ہمارے لئے، ہمارے مذہبی تہواروں کے لئے، ہمارے چرچز کے لئے، ہمارے قبرستانوں کے لئے اور ہمارے کمیونٹی سنٹروں کے لئے ہمارا حصہ رکھا ہے۔

جناب سپیکر!میں کل اس ایوان میں بیٹھا تھا تو میں نے اپنی ایک محترمہ بہن جس کا تعلق اپوزیشن سے ہے اسے اپنی تقریر میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ غریب کا بجٹ نہیں ہے، یہ مزدور کا بجٹ نہیں ہے تو میں اپنی بہن جو اس وقت تو شاید ایوان میں موجود نہیں ہیں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ در حقیقت یہ غریب کا بجٹ ہے، یہ مزدور کا بجٹ ہے۔اگر آپ سمجھنا چاہتی ہیں تو پھر اپنی کلائی پر پہنی یہ تیس لاکھ روپے کی گھڑی اتار کر اپنی آنکھ اور ذہن کو اس مزدور بہن کی طرف مائل کیجئے جیسے میرے قائد میاں محمد نواز شریف نے حسینہ بیگم کو اس ایوان میں لا کر ایک مزدور کی شان کو اوپر کیا ہے اور اس نے اس جگہ پر آ کر یہ ثابت کیا ہے کہ میرا بیٹا چھابڑی بان تھا، جو چھابڑی میں کیلے بیچنے والا ہے اس کی ماں کو اس ایوان میں پہنچا کر یہ ثابت کیا ہے کہ یہ مزدوروں کی فلاح کے لئے، مزدوروں کی بہبود کے لئے، مزدوروں کی ترقی کے لئے، مزدوروں کی خوشحالی کے لئے اور مزدوروں کے استحکام کے لئے بجٹ یہ عورت پیش کرے گی چونکہ یہ جانتی ہے کہ مزدوروں کو تکلیف کیا ہے؟ اس کو پتا ہے کہ جب ایک چھابڑی اٹھانے والا بچہ، ایک چھابڑی اٹھانے والا بوڑھا بزرگ چھابڑی اٹھاتا ہے تو اس کے سر سے بال کیسے گنجے ہوتے ہیں؟ وزن اٹھانے سے مزدور کے ہاتھ میں جو چنڈیاں پڑتی ہیں ان کے پاس یہ ثبوت موجود ہے۔میری اس پیاری بہن کو کیا پتا کہ مزدور کا بجٹ کس کو کہتے ہیں اور مزدور کہتے کس کو ہیں؟ جس کے پاس ایک کروڑ روپے سے زائد رقم کی گاڑی ہے، جو ایک کروڑ روپے سے زائد رقم سے گاڑی خرید کر اس ایوان میں پہنچی ہے، یہ جو چودھریوں کی پیاری بہن ہے اسے کیا پتا کہ مزدور کسے کہتے ہیں؟ مجھ سے پوچھئے جس کا باپ مزدور، جس کی ماں مزدور اور مزدوری کرتے کرتے مجھے ایجوکیشن دلوائی اور آج میں میاں محمد نواز شریف قائد محترم میاں محمد شہباز شریف کی وساطت سے اس ایوان میں آیا ہوں تاکہ اپنے مزدور مسیحی بھائیوں، بہنوں اور بزرگوں کی اس ایوان میں آواز اٹھا کر یہ ثابت کروں کہ مزدور کو تکالیف کیا ہیں۔

جناب سپیکر!میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ آج خلیل طاہر سندھو صاحب کا یہاں پر ہیلتھ منسٹر بننا بہت بڑی بات ہے۔۔۔

محترمہ فائزہ احمد ملک:جناب سپیکر!ان کا ٹائم پورا ہو گیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر:No comments آپ تشریف رکھیں۔

جناب طارق مسیح گل:قائد محترم میاں محمد شہباز شریف نے صحت کو برقرار رکھنے کے لئے ایک ایماندار، شریف اور محب وطن جناب خلیل طاہر سندھو کو صحت کی اضافی وزارت اس لئے دی ہے تاکہ یہ

دن رات محنت کر کے ان مزدوروں کا خیال رکھ سکیں۔ ان مزدوروں کی بھلائی کر سکیں جو ہسپتال میں جاتے ہیں تو ایک پرچی لینے کے لئے لائن میں کھڑے ہوتے ہیں لیکن ان کی باری نہیں آتی۔ یہ میرے قائد کی تمام سہولتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بات کیا کریں ورنہ کوئی فائدہ نہیں۔اب میں ایجوکیشن پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ جتنا بجٹ ہے اس کا 26 فیصد بجٹ میرے قائد نے ایجوکیشن کی ترقی کے لئے دیا ہے۔۔۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ان کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: interrupt نہ کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ان کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ ان کو بولنے دیں۔

جناب طارق مسیح گل: اب اگر ان کو پریشانی ہے یا تکلیف ہے تو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ ٹائم چیک کر لیں۔ان کا ٹائم ختم ہو چکا ہوا ہے۔

جناب طارق مسیح گل: جناب سپیکر! میں میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ اپنے اس بجٹ میں مسیحی بھائیوں کے لئے یوحنا آباد کی آبادی جو ایشیاء کی سب سے بڑی آبادی ہے اس آبادی کے لئے ایک گرلز سکول بنا کر مجھ پر، میرے بھائیوں پر اور میری مسیحی قوم پر ایک احسان کیجئے گا۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرے قائد خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ بیٹھ جائیں، بیٹھ جائیں، bell ہو چکی ہے، آپ بیٹھ جائیں۔آپ بیٹھ جائیں بڑی مہربانی ۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار نے اپنی نشستوں سے کھڑے ہو کر
نواز شریف زندہ باد اور شیر آیا شیر آیا کے نعرے لگائے)

(معزز خواتین ممبران حزب اختلاف نے اپنی نشستوں سے کھڑے ہو کر
عمران خان زندہ باد کے نعرے لگائے)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House. Order in the House. I say order in the House. I say order in the House.

جناب محمد وحید گل: یہ درمیان میں بات نہ کریں، نہیں تو ہم بھی کسی کو بات نہیں کرنے دیں گے۔

جناب سپیکر: گل صاحب!آپ تشریف رکھیں۔گل صاحب آپ تشریف رکھیں۔
Order in the House, order in the House, order in the House. Order in the House. Order please. Order, order in the House.

آپ تشریف رکھیں۔بڑی مہربانی۔
جناب محمد وحید گل: اگر یہ interrupt کریں گے تو پھر ہم بھی بات نہیں کرنے دیں گے۔
جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔
محترمہ شنیلا رُوت: کل جب میں بولوں گی تو پھر مجھے بھی زیادہ ٹائم دینا۔
جناب سپیکر: آپ کو کیا ہو رہا ہے؟آپ کا اس بات سے کیا تعلق ہے؟ وہ بولتے ہیں تو ان کو اپنی بات کرنے دیں۔آپ بھی بات کرنا۔محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔مہربانی۔
میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!.Order please. Order in the House
جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!۔۔۔
جناب سپیکر: No sir محترم آپ تشریف رکھیں۔آپ کی بڑی مہربانی۔
میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!گزارش ہے کہ آپ Custodian of the House ہیں۔ آپ نے اس ایوان کو چلانا ہے اس کے لئے آپ نے کچھ parameters بنائے ہیں۔
جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!
میاں محمد اسلم اقبال: آپ نے تقریر کے لئے اپوزیشن اور حکومتی بنچوں کے لئے پانچ منٹ مختص کئے ہیں۔گزارش یہ ہے کہ بجٹ پر تجاویز کے لئے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار محترمہ رخسانہ کوکب،
محترمہ نسرین نواز اور محترمہ مدیحہ رانا اپنی نشستوں سے کھڑے ہو کر بات کرنے لگیں)

جناب سپیکر!اب آپ خود اندازہ لگالیں۔
جناب سپیکر: Order please محترمہ!اس بات کو جانے دیں، آپ کی مہربانی ہے۔آپ کیا کر رہے ہیں؟ تماشا نہ بنیں۔جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ جب آپ نے دونوں طرف کے بنچوں کو پانچ پانچ منٹ دیئے ہیں تو اس چیز کو مدنظر رکھا جائے۔ آپ نے پانچ منٹ بجٹ پر تجاویز کے لئے دیئے ہیں نہ کہ کسی بھی لیڈر کے بارے میں قصیدے پڑھنے کے لئے دیئے ہیں۔ اگر دیئے ہیں تو پھر ہم بھی شروع کر دیتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ آپ نے انصاف کرنا ہے اور انصاف کی کرسی پر بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر کوئی directly کسی کی قیادت کو بُرا بھلا کہے گا چاہے وہ ادھر سے ہو یا اُدھر سے تو میں اس کا نوٹس لے کر اُسے باہر نکال دوں گا۔ This I tell you. اب آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

جناب طارق مسیح گل: جناب سپیکر! میں نے اپنے قائد کی تعریف کی ہے۔ میں نے کسی کے قائد کو بُرا بھلا نہیں کہا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ ذہن میں رکھیں کہ آج آپ کی غیر جانب داری کا امتحان ہے۔ اگر آپ نے آج اس چیز کو دفن کر دیا تو پھر حزب اختلاف کے بنچوں سے آپ امید نہ رکھیں کہ ہم حزب اقتدار کے ممبران کو بات کرنے دیں گے۔

جناب سپیکر: آپ مجھے دھمکیاں دینے کی کوشش نہ کریں۔ I tell you that I can use my powers as well. آپ ایسے نہ کریں۔ رانا ارشد صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! یہ ایوان کو کیسے نہیں چلنے دیں گے اور یہ ایسی بات کس طرح کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: مولانا صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں، آپ کیسے بول رہے ہیں اور کس کی اجازت سے بول رہے ہیں؟ آپ بیٹھ جائیں۔

محترمہ رخسانہ کوکب: یہ ہمیں بات کرنے سے کیسے روک سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! اگر حزب اختلاف کے ممبران اسی طرح شور کریں گے تو پھر ایوان نہیں چلے گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔ مجھے ایوان چلانا آتا ہے۔ میں دیکھوں گا کہ یہ ایوان کو کیسے نہیں چلنے دیتے؟ Order please. Order in the House.

جناب محمد وحید گل: یہ ایوان کو چلنے سے کیسے روک سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ حضرت صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

(قطع کلامیاں)

بیٹھ جائیں۔ بات سنیں۔ مولانا! آپ کیا کرتے ہیں، یہ آپ کا کیا طریقہ ہے؟ آپ بیٹھیں، تشریف رکھیں۔ جناب! میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ بیٹھ جائیں اور میری بات سنیں۔ بات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ Order please. Order in the House. دیکھیں، حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں غور سے سُن لیں۔۔۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! ان کو سمجھائیں۔۔۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب! میں آپ کو باہر نکال رہا ہوں۔ ان کو باہر لے جائیں۔ آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ کو کوئی ادب آداب آنا چاہئے۔ مولانا صاحب! ایسے بات نہیں چلے گی۔ I can throw you out. Be careful.

جناب طارق مسیح گل: جناب سپیکر! سچ سننے کے لئے دل بڑا کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ تشریف رکھیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو معزز ممبر اپنی بات کرنا چاہے اس پر کسی قسم کی قدغن تو نہیں لگائی جا سکتی کہ وہ اپنی بات نہ کرے لیکن اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھنے کی کوشش کیجئے۔ ایک دوسرے کی قیادت پر تنقید نہ کریں۔ ایڈوائزری کمیٹی میں جو فیصلہ ہوا ہے اس پر عمل کریں۔ اس میٹنگ میں تمام پارلیمانی لیڈر صاحبان، قائد حزب اختلاف، ہمارے وزیر قانون اور دیگر وزراء صاحبان بھی موجود تھے تو اس میٹنگ میں ہم نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ایک دوسرے کے ساتھ اُلجھنا نہیں ہے اور ہم نے اس ایوان کو اچھے طریقے سے چلانے کی کوشش کرنی ہے۔ ہم نے اپنے آپ کو عوام یا دنیا میں بدنام نہیں کرنا۔ آپ اگر اس قسم کی حرکات کرتے ہیں تو اتھارٹی یا Chair پر جو بیٹھا ہوتا ہے اس کے پاس کچھ اختیارات تو ہوتے ہیں اس لئے مہربانی فرمائیں۔ میں اکثر گریز کرتا ہوں لیکن اگر آپ اس طرح کی حرکات کریں گے تو پھر مجبوراً مجھے اپنے اختیارات استعمال کرنے پڑیں گے اور میں چاہتا ہوں کہ ایسی نوبت نہ آئے۔ آپ تمام میرے لئے معزز ممبران ہیں۔ ایک دوسرے کا احترام ہم سب پر واجب ہے۔ ہماری بہنیں جو ادھر یا اُدھر بیٹھی ہیں ان سب کو ایک دوسرے کا خیال رکھنا چاہئے اور باوقار طریقے سے اس ایوان کی کارروائی کو چلانا چاہئے۔ یہ میں آپ سے appeal کر رہا ہوں۔ جہاں تک وقت کا تعلق ہے تو پارلیمانی لیڈر

صاحبان کے علاوہ باقی سب معزز ممبران کے لئے ہم نے طے کیا تھا کہ پانچ منٹ وقت دیا جائے گا اگر کوئی معزز ممبر اس سے زیادہ وقت لینے کی کوشش کریں گے تو پھر وہ اس ایوان کے ساتھ زیادتی کریں گے اس لئے مہربانی فرمائیں اور اپنے طریقے کو اچھا کیجئے۔آپ کی باتیں پریس سُن رہا ہے اور بین الاقوامی سطح پر تمام دنیا بھی آپ کو دیکھ رہی ہے۔آپ مہربانی فرمائیں کیونکہ آپ ایک مہذب معاشرے کے معزز ممبران ہیں۔لاکھوں کی تعداد میں عوام نے آپ پر اعتماد کر کے یہاں اس ایوان میں بھیجا ہے۔یہ آپ کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے تو اپنے اعزاز کو قائم رکھئے۔بہت شکریہ

اب میں floor محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ کو دے رہا ہوں۔کیا وہ تشریف رکھتی ہیں؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر!وہ موجود نہیں ہیں لہذا ان کی جگہ ہمارے کسی اور ساتھی کو بات کرنے کا موقع دے دیں۔

جناب سپیکر: ان کی جگہ کسی اور کو موقع نہیں ملے گا۔محترمہ موش سلطانہ صاحبہ!

محترمہ موش سلطانہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!سب سے پہلے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بہت زیادہ شکر ادا کرتی ہوں جس نے ہماری پارٹی پاکستان مسلم لیگ (ن)،ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف،خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ہم سب کو اتنی بڑی کامیابی سے ہمکنار کیا ہے۔

جناب سپیکر!میں آپ کی بھی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان کے معزز ممبران سے مخاطب ہونے کا موقع دیا۔بجٹ چاہے کسی تنظیم،ادارے یا حکومت کا ہو وہ اس کے مستقبل کے عزائم اور ارادوں کا آئینہ دار ہوتا ہے۔اس وقت ہماری قوم کو جن مشکلات کا سامنا ہے مجھے پورا یقین ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت اور حکومت اس سے عہدہ برآ ہونے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے۔

جناب سپیکر!میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف،وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے اتنی مختصر مدت میں 14-2013 کا متوازن اور قابل عمل بجٹ پیش کیا۔مجھے مزید یقین ہے کہ انشاء اللہ اس بجٹ پر مکمل عمل درآمد بھی ہو گا جیسا کہ خادم اعلیٰ نے اپنے گزشتہ دور میں کئی محاذوں پر ناممکن کو ممکن بنایا جو کہ بہت زیادہ قابل تعریف اور قابل تحسین ہے۔پنجاب کی مثالی ترقی ان کی دیانت اور امانت کی آئینہ دار ہے۔اس بات کی گواہ صرف پاکستانی قوم ہی نہیں بلکہ دنیا کی ہر حکومت نے اسے مثالی قرار دیا ہے۔

جناب سپیکر!تمام ممبران نے بجٹ تقریر سنی ہے اور بجٹ کا مطالعہ بھی کیا ہو گا لہذا میں اعداد و شمار میں پڑ کر ایوان کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتی۔آپ خود ہی اندازہ کر سکتے ہیں کہ صحت،

توانائی، معیشت کی بحالی، انفراسٹرکچر، سڑکوں کا جال اور اس کے ساتھ ساتھ دانش سکول، پنجاب ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ، تمام سکولوں میں missing facilities کو مکمل کرنا، سکول کونسلوں کا قیام، وظائف، مفت کتابوں کی تقسیم، پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام، آئی ٹی کے فروغ کے لئے آئی ٹی لیبارٹریوں کا قیام، 87 نئے کالجوں کی تعمیر، یونیورسٹیوں کا قیام، خواتین یونیورسٹی کی تعمیر، Knowledge City, Knowledge Park, Technology City, Digital Lab اور خصوصی طور پر پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن کا قیام انقلابی اقدام ہیں۔

جناب سپیکر! یہ میاں محمد شہباز شریف صاحب کا ہی vision ہے کیونکہ یوتھ اور یوتھ کے مسائل کو ان سے بہتر اور کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ خادم اعلیٰ نے اپنا focus غریب نوجوانوں پر رکھا۔ ان کے لئے لیپ ٹاپ، PEEF اور اُجالا سکیم جیسے پروگرام شروع کئے کیونکہ ان کا تعلیم اور دیگر سہولتوں پر اتنا ہی حق ہے جتنا کہ کسی امیر طالب علم کا۔ اس کے علاوہ فیصل آباد، راولپنڈی اور ملتان میں میٹرو بس کا اجراء ایک اہم ترین منصوبہ ہے اور ان کی افادیت ان غریب ڈیڑھ لاکھ لوگوں سے پوچھیں جو لاہور میں روزانہ اس پر سفر کر رہے ہیں اور باعزت طریقہ سے اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم female members کا کوئی مخصوص حلقہ انتخاب نہیں ہوتا، ہمارا حلقہ پورا پنجاب ہے۔ میں اس سلسلہ میں کوئی تجویز دینے سے پہلے آپ سے یہ درخواست کروں گی کہ خواتین ممبران کو بھی کام کرنے کے یکساں مواقع فراہم کئے جائیں۔ میرا تعلق پاکستان کے بازوئے شمشیر زن ضلع چکوال سے ہے۔ میں درخواست کرتی ہوں کہ شہیدوں اور غازیوں کی سرزمین کو ایک خواتین یونیورسٹی عطا کی جائے تاکہ ہمارے ضلع کی بچیاں بھی قومی تعمیر و ترقی میں کردار ادا کر سکیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ آپ notes تو لے سکتی ہیں لیکن آپ لکھی ہوئی تقریر یہاں پر نہیں پڑھ سکتیں۔

محترمہ عموش سلطانہ: جی، ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! پنجاب کا تقریباً آدھا بجٹ ترقیاتی کاموں کے لئے مختص ہے اور ظاہر ہے کہ بجٹ کا اہم کام بجٹ کی implementation ہوتا ہے۔ میں آپ سے یہ درخواست کروں گی کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے گزشتہ ادوار میں خدمت کمیٹیاں تشکیل دی گئی تھیں تو اگر اُن کمیٹیوں کو دوبارہ سے بحال کیا جائے تو میں اُمید کرتی ہوں کہ اُس سے ترقیاتی کام زیادہ بہتر طریقہ سے انجام دیئے جا سکیں گے۔ اگر یہ ایوان مناسب سمجھے تو میری ایک اور تجویز ہے کہ انگلینڈ میں

e-petition کے نام سے ایک web page write ہے جس پر لوگ اپنی شکایات درج کرتے ہیں اور اگر اُس کو ایک لاکھ لوگوں کے signatures مل جائیں تو وہ مسئلہ House of Commons میں discuss کیا جاتا ہے۔ اگر ہم پاکستان میں بھی وہ طریق کار apply کریں وہ web page بنایا جائے اور اگر ایک لاکھ لوگ یا آبادی کے حساب سے لوگ اُس کو signature کر دیں تو وہ مسئلہ یہاں پر discuss کیا جائے تو اس سے یہ ہو گا کہ ایک عام آدمی کا پنجاب اسمبلی، وزیر اعلیٰ اور ہمارے وزراء پر direct access ہو جائے گا۔ میں آخر میں ایک مرتبہ پھر آپ کا بہت زیادہ شکریہ ادا کرتی ہوں اور آپ کو بہت زیادہ مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پنجاب میں تقریباً 36/35 محکمے ہیں آپ خود انصاف کیجئے کہ کیا پانچ منٹ میں کوئی ممبر بجٹ پر تجاویز دے سکتا ہے، جو واقعی بجٹ پر بولنا چاہے۔ آپ کا اختیار ہے اور آپ نے میری انتہائی اہم تجاویز کو بھی bulldoze کیا۔ میں یہ نہیں کہتا، تجاویز اُدھر سے آئیں یا اِدھر سے آئیں لیکن پانچ منٹ میں بجٹ پر کبھی کوئی تقریر ہو سکتی ہے؟ اگر واقعی کسی نے بجٹ پر بولنا ہے۔ آج اس بات کو سوچئے گا ضرور۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جب یہ فیصلہ ہوا تھا تو آپ کے لیڈر صاحبان بھی درمیان میں تھے۔ محترمہ راحیلہ انور صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا، تھوڑا سا اور بھی میرا خیال رکھئے جیسے آپ اس ایوان کے Custodian ہیں اور جیسے ہم آپ کے under آتے ہیں تو kindly ہم discrimination feel نہ کریں اور میں اپنی حزبِ اقتدار کی بہنوں سے request کروں گی کہ ہم آپ کی بہنیں ہیں اور ہم نے اس ایوان کو مل کر چلانا ہے، چاہے ہم اِن بنچوں پر ہیں، چاہے اُن بنچوں پر ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

.I am so sorry اگر میرے کسی act سے اُن کا دل دُکھا ہو اور میں اُن سے بھی یہی اُمید رکھتی ہوں کہ throughout اس Session میں اور اگلے آنے والے Sessions میں ہمارے ساتھ بھی اُن کا روّیہ ایسا ہی ہو گا۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں خواتین کی بہبود کے لئے 11۔ارب روپیہ مختص کیا گیا جو میرے خیال میں ہمارے لئے بہت ہی ناکافی ہے۔ میں اپنے وزیر خزانہ سے یہ request کروں گی کہ مہربانی فرما کر یہ رقم دُگنی کر کے ہمارے اوپر عنایت کیجئے۔ عورتیں بھی اسی ملک کی شہری ہیں۔ ہمیں بھی ترقی چاہئے اور ہمیں بھی آپ کے شانہ بشانہ کام کرنا ہے۔

جناب سپیکر! آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کا بجٹ میں بھی ذکر ہے۔ میرا تعلق جہلم سے ہے اور وہاں پر دس سال سے آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کی تختی لگی ہوئی ہے اور وہ نامکمل ہے۔ اُس سے حکومت کو 6.5۔ارب روپیہ کا ریونیو آ سکتا ہے اگر آپ اُس سکیم کا افتتاح کر کے اُسے چالو کر دیں۔ میں اپنے وزیر خزانہ صاحب سے request کرنا چاہوں گی کہ شہید وہ ہوتے ہیں جو سر دھڑ کی بازی لگا کر ہماری جانیں بچاتے ہیں، اس ملک پر قربان ہوتے ہیں خاص طور پر محکمہ پولیس کے شہیدوں کے لئے مہربانی کر کے اُن کے لئے اتنا کچھ کر دیجئے کہ بعد میں اُن کے بچے بھیک نہ مانگیں اور اُن کی بیوائیں سڑکوں پر روتی نہ پھریں۔

جناب سپیکر! بہت ہی ادب کے ساتھ گزارش کروں گی کہ یہ ہمارا بھی ملک ہے اور یہ وزیر اعلیٰ کا بھی ملک ہے۔ میرا علاقہ اسی پنجاب میں آتا ہے۔ اللہ اِنٹرچینج پر آج سے پانچ چھ سال پہلے ایک انڈسٹریل ایریا منظور ہوا تھا کیا وہ صرف میرا علاقہ ہے؟ وہ اس ملک کا علاقہ ہے، وہ وزیر اعلیٰ کا علاقہ ہے اور وہ پنجاب کا علاقہ ہے اگر وہاں پر انڈسٹریل اسٹیٹ بن جاتی تو موٹروے کی دونوں طرف کے کتنے لوگوں کو روزگار ملتا۔ چائنا والوں نے ہمارے ساتھ co-operate کیا وہ وہاں پر انڈسٹری لگانے کو تیار تھے۔ براہ مہربانی اُس پراجیکٹ کو فوراً شروع کیا جائے۔ ہمارے نہایت قابل احترام وزیر اعلیٰ صاحب پانچ سال پہلے جہلم تشریف لائے تھے اور ایک گرین بیلٹ بنانے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ پراجیکٹ سات کروڑ روپیہ سے شروع ہونا تھا، اُس پراجیکٹ کے لئے مشینیں آئیں، لوگ آئے اور وہ وہیں کا وہیں رہ گیا۔ میری request ہے کہ اُس پراجیکٹ کو ADP میں ڈالا جائے اور اُس پر کام شروع کیا جائے۔

جناب سپیکر! ایگریکلچر ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ جہلم کا زیادہ تر علاقہ بنجر پڑا ہوا ہے۔ سب سے بڑی نمک کی کان جہلم میں ہے وہاں سے پورا پاکستان نمک کھاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جس نے ایک دفعہ کسی کا نمک کھا لیا وہ ہمیشہ حلال کرتا ہے۔ ہمارا نمک تو پورا پاکستان کھاتا ہے اور ہمارے ساتھ

discriminationکیوں؟ جہلم کی زمینیں بنجر پڑی ہوئی ہیں۔آپ لوگوں نے بجٹ میں ایگریکلچر کے حوالہ سے ہمارے لئے کیا رکھا ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

آج سے تیس سال پہلے جلال پور سے کندووال تک ایک نہر شروع کی گئی۔ میری humble requestہے کہ اُس نہر کو مکمل کیا جائے تو وہاں کے سارے لوگ آپ کے لئے دعا گو ہوں گے۔وہاں پر تختی چاہے کسی کے نام کی ہو لیکن وہاں پر میرے لوگوں کے کام ہونے چاہیئں کیونکہ ہمیں تختیاں نہیں بلکہ کام چاہیئں۔ سیلاب آتا ہے تو جہلم تباہ ہو جاتا ہے۔آپ وزیر خزانہ کو in orderکریں کہ وہ میری باتیں سُنیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!وہ آپ کی باتیں نوٹ کر رہے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!آج سے پانچ سال پہلے ہمارے محترم وزیر اعلیٰ صاحب نے کھیوڑا میں ہسپتال بنانے کا اعلان کیا جو آج تک صرف اعلان ہے۔ میری آپ سے،اس ایوان سے اور وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی درخواست ہے کہ میرے جہلم کو تباہ ہونے سے بچائیں وہاں ہسپتال چاہیئں،بچیوں کے لئے یونیورسٹیاں چاہیئں۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی،بہت شکریہ

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!مجھے صرف آدھ منٹ کی بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جی،محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ صاحب نے C.M Houseکو I.T Universityبنانے کا اعلان کیا تھا۔ میں انہیں صرف یہ یاد دہانی کرانا چاہتی ہوں۔Thank you

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ میاں نصیر احمد صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!شکریہ۔ میں 14-2013 کا بجٹ پڑھنے اور پیش کرنے پر وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں وقت کی قید کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف تین چار تجاویز دوں گا۔

جناب سپیکر!میں سب سے پہلے تعلیم کے حوالے سے بات کروں گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج2013کے اندر بھی یقیناً یہ ایک لمحہ فکریہ ہے کہ پاکستان کے اندر اور اسی طرح باقی صوبوں اور پنجاب میں آج بھی سینکڑوں سکول ہیں جن میں missing facilities اور ghost schools کے حوالے سے رپورٹیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔اس بجٹ کے اندر یقیناً جو احسن اقدام کیا گیا ہے اس میں سب سے پہلے جو ایک ارب روپیہ missing facilities کے لئے رکھا گیا ہے وہ سکول مینجمنٹ کمیٹیوں کے ذریعے خرچ کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ سب سے اہم بات یہ ہے کہ آج بھی ہمارے ہاں ہزاروں سکول ایسے ہیں جن کی مینجمنٹ کمیٹیاں نہیں بنی ہوئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پہلی دفعہ پنجاب میں non salary budget کے نام سے ایک فنڈ متعارف کرایا گیا ہے جس میں 3۔ارب 50کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے جو پنجاب کے اندر missing facilities کے حوالے سے استعمال ہو گی۔اس کو بھی ہم سکول کونسلوں کے ذریعے خرچ کرنے جا رہے ہیں۔ میری ان سے گزارش ہو گی کہ ان سکول کونسلوں کی کوئی نہ کوئی قانونی شکل ضرور بننی چاہئے کیونکہ تقریباً4.5۔ارب روپے کی بہت بڑی رقم ان کے ذریعے خرچ ہونے جا رہی ہے۔اس رقم کو جو سکول کونسلیں خرچ کریں گی ان کی ایک قانونی شکل ہونی چاہئے اور اس کے علاوہ اس چیز کو بھی make sure کیا جائے کہ کیا ان سکولوں کو جنہیں پیسے دیئے جا رہے ہیں ان کے اندر سکول کونسلیں موجود ہیں یا نہیں۔اس کے ساتھ ساتھ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے لئے تقریباً7۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے ایک سرکاری سکول میں ایک بچے کی تعلیم پر حکومت پنجاب تقریباً اڑھائی ہزار روپیہ خرچ کرتی ہے جبکہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن چار سو روپے کے اندر یہ سہولت پرائیویٹ سکول کے ذریعے مہیا کرتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایجوکیشن سیکٹر میں جہاں پرائیویٹ ownership زیادہ ہوتی ہے وہاں بہتر کام ہوتا ہے۔ اگر پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن چار سو روپے سے پنجاب کے بچوں کو یہ تعلیم دے سکتے ہیں اور جس کے پروگراموں کو باہر کی ایجنسیوں نے سراہا بھی ہے،ان کے بجٹ کو دُگنا کرنا چاہئے اور ان کے ذریعے ہمیں پنجاب کے اندر پرائمری اور مڈل ایجوکیشن کو فروغ دینا چاہئے۔اس کے علاوہ ایجوکیشن کا جو ترقیاتی اور غیر ترقیاتی بجٹ ہے اس میں کمی کرنے کے لئے ہمیں پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کو مزید مضبوط کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ ساتھ بڑے گھروں پر ٹیکس کی بات ہوئی ہے۔ یہ فیصلہ یقیناً قابلِ تحسین ہے اور یہ ٹیکس لگنے چاہئیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو پانچ مرلہ کے گھروں پر ٹیکس لگانے

کی بات کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ posh areas میں یہ ٹیکس لگائے جائیں گے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس فیصلے کو review کرنا چاہئے۔ یہ فیصلہ یقیناً مشکل ہے کہ پنجاب میں یہ ٹیکس دو یا تین بڑے شہروں میں لگے گا اور ان میں بھی ایسے posh areas ہیں جو کنٹونمنٹ بورڈ اور کینٹ کا حصہ ہیں جہاں پر حکومت پنجاب ٹیکس بھی وصول نہیں کر سکتی۔ اس کو categorize کرنے کے لئے کہ posh area کون سا ہو گا اور کون سا نہیں ہو گا یہ ایک مشکل اقدام ہے اس کے علاوہ بہت تھوڑی تعداد ہے جس کے لئے ہم بہت بڑا متنازعہ کام کرنے جا رہے ہیں اس لئے پانچ مرلہ کے گھروں پر ٹیکس کو review کرنا چاہئے، چاہے وہ posh area میں ہیں یا نہیں ہیں اس لئے اس ابہام میں جانے کی بجائے اس ٹیکس کو review کیا جائے اور پانچ مرلہ کے گھروں کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب کی طرف سے ایک بڑا احسن اقدام کیا گیا ہے کہ ہیلتھ انشورنس کارڈ پنجاب کے چار اضلاع میں متعارف کرایا جا رہا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان چار اضلاع کا یقیناً پسماندگی کی بنیاد پر یہ فیصلہ کیا جا رہا ہے۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ ایک عام آدمی جو پنجاب کے کسی بھی حصے میں رہتا ہے اس کے لئے ہیلتھ کے مسائل تو ہیں اس لئے ہیلتھ انشورنس کارڈ کا اجراء کیا جا رہا ہے اس طرح کی ملتی جلتی سکیمیں پوری دنیا میں چل رہی ہیں۔ اس کے لئے تقریباً 4۔ارب روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے۔ اس کو بڑھانا چاہئے اور اسے پنجاب کے صرف چار اضلاع میں نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ اضلاع کے اندر اس سکیم کو متعارف کرانا چاہئے۔ یہ بڑی اچھی سکیم ہے اس لئے اس بارے میں بھی review کیا جائے، اس کے بجٹ کو بڑھایا جائے اور کم از کم پنجاب کے اٹھارہ اضلاع کے اندر اس سکیم کا اجراء ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! ایک اور بڑا اچھا کام کیا گیا ہے کہ وزراء کی صوابدیدی گرانٹ اور furnishing گرانٹ بھی ختم کر دی گئی ہے۔ میں اس پر ان کے ساتھ ہمدردی بھی کرتا ہوں اور مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں کہ پنجاب نے اس حوالے سے بڑا اچھا اقدام کیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ان کو علیحدہ علیحدہ مبارکباد بھی دے دیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں اس اقدام کو سراہتا ہوں چونکہ چاروں صوبوں میں پنجاب حکومت اور وزراء نے پہل کی ہے۔ یہ ایک احسن اقدام ہے۔

جناب سپیکر! ہم نے یہاں public safety اور پولیس کے حوالے سے بات کی ہے۔ آج بھی پنجاب پاکستان کا واحد صوبہ ہے جس کے اندر پانچ سے چھ روپے فی شخص سکیورٹی کے حوالے سے

خرچ ہوتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یقیناً پولیس کے اندر بہتری کی گنجائش ہے اس کے لئے ہمیں سکیورٹی کے حوالے سے اس بجٹ کو بھی بڑھانا چاہئے۔

جناب سپیکر! آخری بات کروں گا کہ یہاں کل یا پرسوں میرے کسی دوست نے بات کی تھی کہ میٹرو بس کی بجائے ہمیں ring road اور اس طرح کی بڑی roads پر بجٹ لگانا چاہئے اور میٹرو بس پر صرف ایک فیصد لوگ سفر کرتے ہیں تو میں بتانا چاہتا ہوں کہ اگر صرف لاہور کی بات کریں تو لاہور کے اندر بارہ فیصد سے زائد لوگوں کو گاڑی کی سہولت میسر نہیں ہے۔ آج بھی میٹرو بس پر سوا لاکھ سے زائد مسافر روزانہ سفر کرتے ہیں اس لئے حکومت کی ترجیح یہی ہونی چاہئے کہ ہمیں وہ لوگ جنہیں گاڑی کی سہولت میسر نہیں ہے اور جنہوں نے بسوں پر سفر کرنا ہے ان کو زیادہ سے زیادہ facilitate کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

جناب وحید احمد ڈوگر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈوگر صاحب!

جناب وحید احمد ڈوگر: جناب سپیکر! آپ کی ruling چاہئے کہ کیا بجٹ بنانا حکومت کا کام ہے یا اسمبلی کا ہے؟ اگر اسمبلی کا کام ہے تو کیا بجٹ پر تقریر کرنے کے لئے پانچ منٹ ہر ممبر کے لئے کافی ہیں؟

جناب سپیکر: ہماری مجبوری ہے۔ ہم نے بجٹ پر بحث کے لئے کم از کم چار دن رکھے ہیں۔ آپ کو یہ سوچنا چاہئے کہ تمام ممبران کو بات کرنے کا موقع ملنا چاہئے۔ یہ کسی کی وراثت تو نہیں ہے کہ چند بندوں کو کہہ دیں کہ آپ بول لیں باقی اپنے گھر کو جائیں۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ اب میں ملک محمد احمد خان صاحب کو دعوت دوں گا کہ وہ بجٹ پر تقریر کریں۔ جی، ملک صاحب!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے اس بجٹ پر بات کرنے کے لئے موقع دیا۔ یہ بجٹ جو اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے اس کے خدوخال بڑے واضح ہیں۔ یہ غریب پرور بھی ہے اور متوازن بھی ہے۔ اس بجٹ میں یہ بات بھی طے ہے کہ چیف منسٹر کے اپنے vision میں وہ جو پنجاب کے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کرنا چاہتے ہیں وہ ساری چیزیں ہیں جو ایک متوازن بجٹ کے لئے کہی جا سکتی ہیں۔ میں اس بجٹ کو پیش کرنے پر وزیر خزانہ کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس بجٹ میں بنیادی بات جو بہت ضروری تھی جس کو وزیر خزانہ نے address کرنے کی کوشش بھی کی ہے اور کافی حد تک

طے بھی ہوئی ہے کہ sources of implementation جو سکیموں کے لئے دیا گیا ہے۔اب پہلی چیز جو اس ایوان کے اندر sense بھی آ رہی ہے اور لاء منسٹر سے بھی ہم نے request کی کہ یہ ایک طے شدہ بات ہے جس کو آپ کے سامنے شیخ علاؤالدین صاحب نے بھی point out کیا کہ بجٹ بنانا حکومت کا کام نہیں بلکہ حکومت کا کام بجٹ propose کرنا ہے اور بجٹ پر تجاویز دینا اور پاس کرنا اس ایوان کا کام ہے جو دو segregated portions ہیں۔بجٹ پیش کرنے اور ایوان کے اندر lay کرنے کی responsibility وزیر خزانہ کی تھی جنہوں نے بڑا متوازن بجٹ propose کر دیا جو آپ کے سامنے بھی آ گیا ہے۔اب پورے سال کی receipts کیا ہوں گی،ان کے اخراجات کیا ہوں گے یعنی پورے ایک سال کے بجٹ کے لئے جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس پر بات کرنے کے لئے آپ کی بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں جو پانچ منٹ agree کئے گئے وہ بہت کم ہیں لہذا میں اپنے حلقہ کی تجاویز دینے کے لئے یہ پانچ منٹ ناکافی سمجھتا ہوں۔اس پورے بجٹ پر بات کرنا اور پانچ منٹ میں بات کرنا اس کا آپ خود اندازہ کیجئے گا۔ پہلے نمبر پر یہ کہ گورنمنٹ کے 35 شعبے جن کے اندر مثال کے طور پر ایک proposal رکھی گئی ہے کہ 200 کروڑ روپیہ Service Facilitation Centres کے لئے دیا جائے گا جو بہت اچھی تجویز ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چیف منسٹر کا vision ہے کہ عوام کو کم سے کم تکلیف ہونی چاہئے اور one-window operation کے ذریعے عوام کے جو documents کے حصول کے متعلق مسائل ہیں وہ حل ہونے چاہئیں۔اب 200 کروڑ روپیہ رکھ کر one-window operation کا step لینا کہ اگر کسی نے ڈومیسائل لینا ہو گا تو وہ Facilitation Centre میں جا کر لے سکتا ہے۔اب میں اس پر آپ کو اپنی proposal دینا چاہوں تو پانچ منٹ اس کے لئے ناکافی ہیں کیونکہ پانچ منٹ میں وہ proposal نہیں دی جا سکے گی۔اب پانچ منٹ میں میرے پاس جو mandate ہے اس کے اندر رہتے ہوئے میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کے سامنے comparative studies ہیں جسے آپ اپنے سامنے رکھ لیں کہ انڈیا کا صوبہ آندھرا پردیش جس کا چندر بابو نائیڈو چیف منسٹر ہے جو دو دفعہ repeatedly اپنے آفس میں واپس آتا ہے،incumbency کا factor اُس کو hit نہیں کرتا اور وہ وہاں پر اپنا ایک پروگرام دیتا ہے کہ میں نے اپنے شہر حیدر آباد کو welcome کر لیا ہے اور بنگلور کو to bring in the foreign investments good bye کر دیا ہے۔اب وہ پروگرام لے کر جب آئندہ الیکشن مہم میں جاتا ہے تو تیسری دفعہ جیت کر واپس آتا ہے۔ایک حیدر آباد اور بنگلور شہر پورے ہندوستان کی تاریخ میں export of I.T experts, I.T Universities، کمپیوٹر کی دنیا کے اندر ایک انقلاب،Bill Gates کا

حیدر آباد اور بنگلور میں جانا اور وہاں پر American investments کا آنا مثال ہے۔ان دونوں شہروں حیدر آباد اور بنگلور کے بارے کہہ دیا گیا تھا کہ یہ پوری دنیا کی I.T کی ضروریات کو پورا کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ چیف منسٹر کا جو vision ہے کہ لاہور، ملتان، فیصل آباد اور راولپنڈی کو at power رکھ کر ان کے اندر ترقیاتی سکیمیں اس طرح سے دی جائیں کہ یہ چمکتے دمکتے شہر باہر کے لوگوں کو invite کریں اور اس میں ایک منطق ضرور ہے کیونکہ دنیا میں یہ فارمولا try بھی ہوا اور کامیاب بھی ہوا۔

جناب سپیکر! تعلیم کے لئے جو بجٹ رکھا گیا وہ بہت اچھا ہے۔ابھی میاں نصیر صاحب سکول کونسلوں کی بات کر رہے تھے تو اب اگر سکول کونسلوں کی پوری شکل کو اس کے پورے خدوخال کو واضح کرنا ہوگا،اس کی formulation دینا ہوگی اور بطور ممبر پنجاب اسمبلی میں یہ سمجھوں کہ میں اپنی کچھ تجاویز میاں صاحب کی تجویز کے ساتھ link کر دوں تو حضور پانچ منٹ پھر بھی کم ہیں۔

جناب سپیکر: اب ایک رونے کو چھوڑ دیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں کیسے چھوڑ دوں؟ میں نے ایک سرسری بات کرنی ہے جو میں آپ کے سامنے کر کے جا رہا ہوں۔ یہ پنجاب اور پاکستان کی تاریخ کا ایک خوبصورت document ہے جو آپ کے سامنے آیا ہے۔ اس پر اگر عملی جامہ پہنا دیا جائے تو یقین کریں کہ اس سے بہتر بجٹ نہیں آ سکتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، شاباش۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میرا ٹائم ابھی رہتا ہے اور میں گھڑی پر گنتے جا رہا ہوں کیونکہ ابھی 180 سیکنڈ ہوئے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ جو Service Facilitation Centres کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں اس کو ایک پائلٹ پراجیکٹ کے نام پر تین بڑے شہروں میں لے جائیں۔ Service Facilitation Centres اگر یونین کونسل کی سطح پر آ جائیں گے تو بہت بہتر نتائج مل سکتے ہیں۔آپ پٹواری کلچر کا خاتمہ بھی تب ہی کر سکتے ہیں اگر اس کو ایک ambit میں لے آئیں گے۔ وہاں پر job centres کی creation کہ وہاں پر کتنے لوگ ہیں جن کو job کی ضرورت ہے۔۔۔ جناب! آپ کا میری طرف دیکھنا ہی کافی ہے۔ کیا مجھے بولنے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی، یہ تو اصول کی بات ہے۔

ملک محمد احمد خان: جی، بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: جی، احمد خان بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں پانچ منٹ میں تھوڑی سی بات ہی کروں گا کیونکہ ٹائم بہت تھوڑا ہے۔ میں زراعت کے حوالے سے بات کروں گا کیونکہ یہاں ہمارے بہت سے بھائی بیٹھے ہیں جو زراعت سے belong کرتے ہیں۔ گورنمنٹ نے صوبائی سطح پر زراعت کے لئے 13۔ارب روپے رکھے ہیں اور یہ 13۔ارب روپے زراعت کے لئے اس طرح ہیں جس طرح ایک مونگ پھلی کا دانہ ہو کیونکہ ہمارا صوبہ زراعت پر ہی base کرتا ہے۔ آپ نے water resources کے لئے پیسے رکھے ہیں تو ہمارے ایریا میانوالی، بھکر، خوشاب اور سرگودھا سے دوست یہاں بیٹھے ہیں تو ہمارا وہاں بڑا مسئلہ پانی کا ہے اور جب ہمارے پاس پانی ہو گا تو water resources استعمال کریں گے۔ پختہ کھالے ضرور بنیں لیکن ہمارے ہاں ٹیوب ویلوں کی depth چار سے پانچ سو فُٹ ہے اور ٹربائنیں لگی ہوئی ہیں۔ ہم آپ سے یہ گزارش کریں گے کیونکہ مرکز میں بھی آپ کی گورنمنٹ ہے تو ہمیں بجلی پر subsidy دی جائے۔ چونکہ ہمارے ایریا سے تعلق رکھنے والے حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں وہ شاید کسی وجہ سے آپ سے یہ نہ کہہ سکیں لیکن ہمارے لئے یہ سب سے بڑی پریشانی ہے لہذا ہمیں ٹربائنوں پر subsidy دی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمارے ان تین چار اضلاع میں دوسرا بڑا مسئلہ پینے کے پانی کا ہے۔ وہاں پر 50 سے اوپر temperature ہوتا ہے تو جب آپ اُدھر جائیں گے تو آپ کو پتا چلے گا کہ اس وقت لوگوں کے پاس پینے کا پانی بھی نہیں ہے۔ تمام ٹربائنیں آپ کی لوکل گورنمنٹ کے ماتحت آتی ہیں جو وہاں خراب پڑی ہیں۔ میں آپ کے اور وزیر خزانہ کے توسط سے گورنمنٹ سے گزارش کروں گا کہ وہ ہماری ٹربائنوں اور واٹر سپلائی کے بارے میں لوکل گورنمنٹ کو ہدایت جاری کریں۔ آپ نے ایگریکلچر ٹیکس کے بارے میں بات کی ہے کہ 1997 اور 2001 میں ایک amendment ہوئی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: یہ بات میں نے نہیں بلکہ منسٹر صاحب نے کی ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! اب ایگریکلچر ٹیکس کے بارے میں واضح کیا جائے کیونکہ ہم زمیندار تو پہلے ہی ٹیکس دے رہے ہیں۔ پیپلز پارٹی کا ساڑھے بارہ ایکڑ کا نعرہ تھا اور وہی چل رہا ہے لیکن آج تو پچاس ایکڑ والا زمیندار بھی غربت کی لکیر پر ہے لہذا ہمیں تھوڑا سا یہ بتایا جائے کہ آپ ہم سے یہ ٹیکس کس

طرح وصول کریں گے جبکہ ہم ٹیکس پہلے ہی دے رہے ہیں؟ میرے خیال میں جنوبی پنجاب ہو، سنٹرل پنجاب ہو یا پوٹھوہار ہو ہم اتنا ٹیکس دے رہے ہیں کہ آپ کا کوئی دوسرا شعبہ agriculture taxes کی نسبت اپنی valuation کے حساب سے نہیں دے رہا۔ میں آپ کو یہاں پر یہ واضح بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں ایک سو ایکڑ کے زمیندار سے اس کی زمین لے لیں اور یہاں ڈیفنس میں ہمیں ایک کنال کا بنگلہ دلوادیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس وقت سو ایکڑ زمین کے مالک کی یہ پوزیشن ہے۔ ہم اپوزیشن میں ہیں اور یہ نہیں کہتے ہیں کہ آپ ہمیں شامل کریں لیکن ایک بات میں یہ عرض کروں گا کہ اس ٹیکس کو جس طریقے سے بھی لاگو کریں تو کم از کم agriculturists کو شامل کریں اور ایک علیحدہ میٹنگ بلائیں۔ میں وزیر خزانہ سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ پانچ منٹ میں ہم اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ زمیندار پر ایک اور ظلم ہونے جارہا ہے جو کہ زرعی ٹیکس کی مد میں ہے۔ ایک عام دکاندار اور کاروباری آدمی کی آمدنی چار لاکھ روپے exempt ہے اور میرے یہ بھائی اور دوست agriculturists بیٹھے ہیں، یہ پڑھیں تو ہمیں 80ہزار روپے تک exempt کیا جارہا ہے۔Water resources پختہ کھالے بھی بنائیں اور سولر ٹیوب ویل کے بارے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ گرمیوں میں اس کی کارکردگی بہتر ہو گی مگر سردیوں میں اس کی کارکردگی بہتر نہیں ہو گی۔ میانوالی، بھکر اور خوشاب جو کہ تھل کا علاقہ ہے کے لئے ہم سولر ٹیوب ویل recommend نہیں کرتے کیونکہ ہماری water depth بہت زیادہ ہے۔ ہر صوبہ مرکز کو سبسڈی دے رہا ہے، ہماری ٹربائن جو on going ہیں تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس میں پیسے رکھیں اور ہمارے لئے ٹربائن subsidize کریں۔ پینے کا پانی بہت ضروری ہے اور اگر میں گننا شروع کر دوں کہ اس وقت وہاں میانوالی میں پانی کے لئے کتنی لڑائیاں ہو رہی ہیں جن سے لاء اینڈ آرڈر کا بھی مسئلہ بنا ہوا ہے۔

جناب سپیکر!شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میری یہی تجاویز تھیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: محترمہ سائرہ افتخار صاحبہ!

محترمہ سائرہ افتخار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!شکریہ کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان میں بات کرنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں حکومت پنجاب کو under given circumstances اور اتنے limited resources میں حقیقت پر مبنی اتنا realistic and progressive budget پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!ہم corporate world میں، corporate language میں اسے smart budget کہتے ہیں جو کہ حقیقت کے قریب ہو اور جو goals and targets ہم نے 2013-14 کے لئے set کئے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ میاں محمد شہباز شریف کی inspiration leadership میں ہم انہیں achieve کریں گے۔ رہ گئی بات جو محترم اپوزیشن لیڈر صاحب نے کی تھی کہ یہ بجٹ بیوروکریسی کا گورکھ دھندا ہے تو ان کے لئے میں مؤدبانہ طور پر گزارش کروں گی کہ یہ budget proposed ہے، imposed نہیں۔ چار دن بحث کے لئے اسی لئے دیئے جاتے ہیں کہ تمام معزز ممبران اس پر اپنا input دیں اور پھر اس input کو اس میں incorporate کیا جاتا ہے۔ ہمارا دل اتنا بڑا ہے اور ہم میں اتنی tolerance اور اتنی acceptability ہے کہ اگر اپوزیشن بھی اچھا feedback دے گی تو اسے ضرور consider کیا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!ڈیری اور لائیو سٹاک ہماری دیہی معیشت کا ایک بہت اہم ترین ستون ہے کیونکہ میرا اپنا تعلق rural background سے ہے اس لئے میں اس چیز کی spirit کو بہت اچھے طریقے سے سمجھتی ہوں۔ لاکھوں غریب لوگوں کی دال روٹی کا دار و مدار ڈیری اور لائیو سٹاک پر ہے۔ یہ نہ صرف دودھ، انڈے اور گوشت کی شکل میں ہماری غذائی ضروریات کو پورا کرتا ہے بلکہ بائیو گیس اور organic کھاد کا بہترین ذریعہ بھی ہے اور یہ سلسلہ یہیں پر ختم نہیں ہوتا بلکہ اس سے carpets, skins اور لیدر کی مصنوعات تیار کر کے کثیر زر مبادلہ بھی حاصل کیا جاتا ہے۔ اس وقت ملکی جی ڈی پی میں agriculture contribution تقریباً 10.2 فیصد ہے جس کا حجم پاکستانی روپے میں 636 بلین روپے ہے۔ اس میں تمام چھوٹی بڑی crops آ جاتی ہیں جبکہ دوسری طرف ڈیری اینڈ لائیو سٹاک سے 11.6 فیصد جی ڈی پی میں contribution ہوتی ہے۔ اس میں بھی میں نے گوشت کی انڈسٹری شامل نہیں کی۔ اگر اس میں گوشت کی بھی انڈسٹری شامل کریں تو percentage تقریباً 14 فیصد تک پہنچ جاتی ہے اور اس کا حجم 680 بلین روپے تک پہنچ جاتا ہے۔ ڈیری اور لائیو سٹاک میں اتنا زیادہ potential ہونے کے باوجود somehow ابھی اس کے maximum usage سے ہم فائدہ نہیں اٹھا سکے۔ شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم نے mainly زراعت پر focus کیا ہے اور تھوڑا سا ہم نے ڈیری اور لائیو سٹاک کو over shadow کر دیا۔ اس کی اور بھی بہت ساری وجوہات ہوں گی۔ میرا تعلق اور career ایک ڈیری اور لائیو سٹاک کمپنی کے ساتھ رہا ہے تو میں نے محسوس کیا ہے کہ ہماری دیہی خواتین کے پاس ٹیکنیکل ٹریننگ بالکل نہیں ہے۔ ہمارے دیہات کا ماحول کچھ ایسا ہے کہ مرد کھیتوں میں کام

کرنے چلے جاتے ہیں اور لائیو سٹاک کی take care ان کی health care، ان کا چارہ وغیرہ بنانا، کاٹنا، سنبھالنا اور دودھ وغیرہ نکالنے تک سب کام ان کی خواتین کے سپرد ہوتے ہیں۔ In short they are the Livestock Managers لیکن گاؤں کے ماحول اور ہمارے taboos social کچھ ایسے ہیں کہ ہماری لائیو سٹاک مینجرز کو بنیادی مال مویشی کی سنبھال اور اس کی take care کے بارے میں اس طرح سے ٹریننگ اور know-how نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر! اب سے دو تین سال پہلے U.N.D.P اور سوئس ڈویلپمنٹ کونسل نے ایک پراجیکٹ یہاں پر شروع کیا اور خوش قسمتی سے میں اس پراجیکٹ کا حصہ بھی تھی اور ہم نے اس میں اڑھائی ہزار دیہی خواتین کو basic farm practices میں ان کے پاس جا کر پنجابی زبان میں انہیں trained کیا جو انہیں سمجھ بھی آ سکے۔ اسی طرح پانچ ہزار مڈل اور میٹرک پاس بچیوں کو جس طرح محکمہ صحت میں لیڈی ہیلتھ وزیٹرز ہوتی ہیں ہم نے انہیں لیڈی لائیو سٹاک ورکرز کے طور پر trained کیا اور اس کے key indicators یہ تھے کہ دودھ کی yield اس ٹریننگ کے بعد 20 سے 25 فیصد بڑھی اور domestic income بھی تقریباً 20 سے لے کر 50 فیصد تک ان گھروں میں بڑھی جن بچیوں نے لیڈی لائیو سٹاک ورکرز کی ٹریننگ حاصل کی تھی۔ حالیہ بجٹ میں ایک جو بہت اچھا initiative ہے کہ دیہی خواتین کی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے انہیں مویشی دینے کا اعلان کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! I think this is a very good scheme. Somehow he should club this scheme with this kind of training ہم اس ٹریننگ کے ساتھ اسے club کریں۔ 2004 میں جناب پرویز الٰہی صاحب جب وزیر اعلیٰ تھے تو انہوں نے ورلڈ بنک سے 30 کروڑ ڈالر یا ملین کا قرض لیا تھا اور اس پراجیکٹ کا نام ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز تھا۔ جب وہ حکومت چھوڑ کر گئے تو سکولوں کی تعداد بھی اتنی تھی اور enrollment بھی اتنی ہی تھی۔ بتایا جائے کہ وہ ہوائی سکول اور خلائی بچے کہاں ہیں جبکہ دوسری طرف دانش سکول ہماری حکومت نے شروع کئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت شکریہ، بڑی مہربانی۔ ڈاکٹر صلاح الدین صاحب!

ڈاکٹر صلاح الدین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! بجٹ میں ہمارے شمالی پنجاب کو نظر انداز کیا گیا اور شمالی پنجاب میں خاص طور پر میرے ضلع میانوالی کو نظر انداز کیا گیا ہے جبکہ جنوبی پنجاب اور پنجاب کے دوسرے حصوں کو زیادہ نوازا گیا ہے۔ اس حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ

میٹرو بس سروس پہلے ہی لاہور میں ماشاء اللہ چل رہی ہے۔اسے اور کئی شہروں میں چلانے کا اعلان کیا گیا ہے لیکن میانوالی کی roadsاور عام roadsکا بہت بُرا حال ہے۔خاص طور پر میانوالی شہر سے کالا باغ اور وہاں سے عیسیٰ خیل، بنوں کی طرف جانے والی main roadکا بہت بُرا حال ہے۔ایسے لگتا ہے کہ افغانستان اور امریکہ کی جنگ واقعی اس roadپر ہوئی تھی اور بالکل ہوئی تھی کیونکہ نیٹو کی سپلائی اسی road سے کی گئی تھی۔اس roadپر بہت زیادہ حادثات ہو رہے ہیں اور آپ سے عرض ہے کہ اس roadکو consider کیا جائے۔اس کے علاوہ اسی roadپر کالا باغ کا ایک پل ہے۔آپ میری بات کا یقین کریں کہ اس پل کے پرانا ہونے کی وجہ سے اس کے پھٹے خراب ہو گئے ہیں اور پچھلے تین چار سالوں میں سات سے آٹھ آدمی اس میں گر کر مر چکے ہیں۔

جناب سپیکر!میں دانش سکولوں کا ذکر کروں گا۔دانش سکول بننے چاہئیں اچھی بات ہے لیکن not at the cost of other areas میرے حلقہ پی پی۔44 میں ایسی جگہیں ہیں جہاں پر سکول ہی نہیں ہیں اور اگر ہیں تو پرائمری سکول ہیں جو کہ اس وقت سے ہیں جب پاکستان بنا تھا،اس کی upgradation نہیں ہوئی۔میں عرض کروں گا کہ اس بجٹ میں یونیورسٹیاں بنانے کا اعلان کیا گیا ہے۔بہاولپور، فیصل آباد، ملتان اور سیالکوٹ میں پہلے ہی یونیورسٹیاں موجود ہیں لیکن میانوالی میں یونیورسٹی نہیں ہے اس لئے میں اس ایوان کی طرف سے اپنے اہلِ اقتدار کو گزارش کروں گا کہ وہ میانوالی پر توجہ دیں اور میانوالی میں یونیورسٹی کا قیام عمل میں لائیں۔

جناب سپیکر!اس بجٹ میں بلدیات کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ہمیں امریکہ اور یورپ کی جو خوشحالی نظر آتی ہے وہ بلدیاتی نظام کی وجہ سے ہی ہے۔میرے خیال میں اب ہمیں اپنے حالات تبدیل کرنے چاہئیں "جس کا کام اسی کو ساجھے "ہم ایم این ایز اور ایم پی ایز ہیں ہمیں قانون سازی کرنی چاہئے نلکے، گلیاں اور سڑکیں بنانے کا کام بلدیات کے سپرد کرنا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں ایک اور بات عرض کروں گا کہ بجٹ میں ملازمتوں پر پابندی لگانے کا اعلان کیا گیا ہے کچھ محکمے ہیں جن میں ملازمتیں دی جا رہی ہیں۔ایک تاثر ہے کہ (ن)لیگ کی گورنمنٹ جب بھی آتی ہے وہ ملازمتیں دینا بند کر دیتی ہے۔پورے پنجاب میں بہت زیادہ بے روزگاری ہے اس لئے اس طرف توجہ دینی چاہئے۔شکریہ

جناب سپیکر:بہت مہربانی، بہت شکریہ۔میاں طارق محمود!

میاں طارق محمود: شکریہ۔جناب سپیکر!سب سے پہلے تو میں فنانس منسٹر اور ان کے محکمے کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان حالات میں انہوں نے بڑی محنت سے یہ بجٹ تیار کیا ہے۔خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے وژن کو بھرپور طریقے سے عوامیsupport حاصل ہے۔ہم نے یہاں سنا کہ چیف منسٹر سیکرٹریٹ کے اخراجات بہت زیادہ ہیں،ہمارا جو تجربہ رہا ہے کہ 97 سے لے کر اب تک جب بھی شہباز شریف وزیر اعلیٰ ہاؤس میں آئے تو وہاں کے اخراجات بالکل نہ ہونے کے برابر ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر:97 نہیں بلکہ 1997۔

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!ٹھیک ہے1997۔جب ہماری پہلی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ ہوئی تو اس میں کفایت شعاری کی پالیسی پر عملدرآمد کرتے ہوئے ہمارے سامنے پہلی دفعہ نان اور ٹینڈے لائے گئے جس سے ہمیں پتا چل گیا کہ یہاں کے اخراجات پر بھرپور کنٹرول ہوگا۔

جناب سپیکر!14-2013 کے اخراجات 199.9 ملین ہیں جس میں تنخواہوں کی مد میں 144 ملین اور12 ملین foreign delegation کے لئے ہیں۔پیچھے پھر کیا رہ گیا؟اس بجٹ میں ہر issue کو مدنظر رکھا گیا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ کچھ issues ایسے ہیں کہ اگر ان کو review کر لیا جائے تو بہت بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر!دانش سکول کا پراجیکٹ بہت اچھا رہا ہے اس میں ہمارے سامنے سب سے خوبصورت بات یہ آئی کہ ایک غریب کا بچہ بھی کسی اچھے سکول میں جا کر تعلیم حاصل کر سکتا ہے۔وہ کبھی بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ میں بھی کسی اچھے سکول کے دروازے تک پہنچ سکوں گا اور وہ قابلیت کی بنیاد پر ہی وہاں تک پہنچ سکتا ہے۔پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن کا قیام وقت کی اہم ضرورت ہے۔پورے پاکستان میں ایک ہائر ایجوکیشن کمیشن تھا جس کی وجہ سے لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لئے بڑی لمبی لائنیں لگی ہوتی تھیں میں اس پر بھی قائدین کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر!بجٹ میں صاف پانی کے منصوبوں کا ذکر ہوا ہے۔ہم سب سمجھتے ہیں اور یہاں اپنے حلقوں کی نمائندگی کرتے ہیں،ہمیں پتا ہے کہ پینے کے صاف پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ایک گاؤں میں جا کر دیکھیں کہ صاف پانی کا مسئلہ کتنا بڑا مسئلہ ہے؟60 فیصد بیماریاں گندے پانی کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہیں اس لئے اس میں مزید فنڈز دینے چاہئیں اور لوگوں کو صاف پانی ضرور ملنا چاہئے۔ایک بات جو میں اکثر محسوس کرتا ہوں کہ ہم سڑکیں بناتے ہیں،ہم نے بڑا نیٹ ورک بنایا لیکن ہمارے صوبے میں سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ سڑک بنانے والا بلڈوزر جو15 ٹن کا ہوتا ہے اور جو ٹرالر اس پر سے گزرتا

ہے وہ پچاس، ساٹھ ٹن وزن لے کر جاتا ہے۔ سڑک بننے کے بعد وہ ٹرالر ایک ہی بار گزرتا ہے تو اس سڑک کی تباہی اور بربادی ہو جاتی ہے لہذا اس قانون پر عملدرآمد کرایا جائے۔ میرے حلقہ انتخاب میں اس دور میں "ڈنگا تا گجرات روڈ" سڑک بنائی گئی۔ ضلع جہلم میں دو تین سیمنٹ فیکٹریاں ہیں جس طرح یہاں نمک کا ذکر ہوا تو وہاں نمک کی بھی فیکٹریاں ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی ایسا سسٹم بنا دیا جائے جس کی وجہ سے وزن کی ایک مقدار طے ہو جائے اور کوئی ٹرک اور ٹرالر اس مقدار سے زیادہ وزن نہ اٹھا سکے۔ بجٹ میں اس کا کوئی mechanism ہونا چاہئے تاکہ سڑکوں کی بچت ہو سکے۔

جناب سپیکر: یہ mechanism موجود ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ ہے لیکن اس پر عملدرآمد کی ضرورت ہے۔ شمسی توانائی سے چلنے والے ٹیوب ویل زمینداروں کے لئے بہت اچھا تحفہ ہے اس کو ہم جتنا بھی بڑھائیں، اس پر جتنا بھی خرچ کریں، چاہے زمیندار سے بھی اس کا کچھ حصہ لے لیا جائے لیکن شمسی توانائی والے ٹیوب ویلوں کو جتنا بھی بڑھایا جائے وہ بہتر ہے۔

جناب سپیکر! ڈرگ ٹیسٹ لیبارٹریوں کی سخت ضرورت تھی۔ یہ ہر ڈویژن کی سطح پر ہونی چاہیئں، غذائی معیار کو جانچنے کے لئے اس کی بہت ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ ہم پارلیمنٹیرین اپنی اپنی زندگی میں۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے اس کی بھی درستی کرنی پڑے گی آپ پارلیمنٹیرین نہیں ہیں بلکہ Legislators ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ بہت ضروری بات ہے، یہ آپ کے کام آئے گی اور میرے بھی کام آئے گی۔ پارلیمانی سسٹم میں ایک کیلنڈر ہونا چاہئے تاکہ ہمیں پتا ہو کہ مہینے میں کتنے دن اجلاس ہو گا۔ یہ بہت ضروری ہے چاہے مہینے میں دس دن اجلاس ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: یہ میں بتا دیتا ہوں کہ سال میں اجلاس کے 100 دن ہوتے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ان 100 دنوں کو تقسیم کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ suggestion آپ بعد میں دینا، بہت شکریہ۔ محترمہ نبیلہ حاکم علی خان!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: شکریہ۔جناب سپیکر!میں کوشش کروں گی کہ میری بات میں repetition نہ ہو، میں صرف وہ باتیں کروں گی جو رہ گئی ہیں۔بجٹ میں آٹے کی مد میں 28۔ارب روپے سبسڈی کے طور پر مختص کئے گئے ہیں جن کا چند افراد کو ہی فائدہ ہو گا اس میں میری گزارش یہ ہے کہ اگر مارکیٹ ریٹ پر سبسڈی دی جائے تو اس سے تمام عوام یکساں طور پر فائدہ اٹھا سکیں گے۔جیسا کہ یہاں پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ خواتین ایک آٹے کے تھیلے کے پیچھے پورا پورا دن کھڑی رہتی ہیں اور اس ٹرک کے پیچھے بھاگتی ہیں ان کا جو حشر ہوتا ہے وہ میڈیا بھی بہت دفعہ دکھا چکا ہے۔

جناب سپیکر!ایک بات دانش سکول پر بہت دفعہ ہوئی اور یہ محسوس کیا جانے لگا ہے کہ شاید یہ صرف تنقید ہے لیکن میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آج اس floor پر جو بھی کوئی بات کر رہا ہے اس کا مقصد عوام کی بھلائی ہے اس لئے تمام سٹوڈنٹس کے لئے یکساں مواقع مہیا کرنے چاہیئں۔میں اس میں صرف یہ عرض کروں گی کہ جو 3۔ارب روپے سے ہم 6 سکول بنانے جا رہے ہیں اگر اسی رقم کو 36 اضلاع میں ایک گرلز اور ایک بوائز سکول میں چار چار کروڑ روپے تقسیم کر کے ان سکولوں کے معیار کو بہتر کر دیا جائے اور وہاں سٹوڈنٹس کو accommodate کر دیا جائے تو یہ زیادہ بہتر ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!صحت کا شعبہ بہت اہم ہے۔ادویات کی مد میں جو 50 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے وہ انتہائی کم ہے اور یہ شکایات پچھلے ادوار میں بھی ہوتی رہی ہیں اور اس دفعہ اگر بجٹ نہ بڑھایا گیا تو یہ شکایات مزید بڑھ جائیں گی اس لئے ادویات کی مد میں 50 کروڑ روپے کی بجائے ڈیڑھ ارب روپیہ مختص کیا جانا مناسب ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!ہمارے ایوان میں زیادہ تر لوگ زراعت سے وابستہ ہیں ان کا گزر بسر، دارومدار زراعت پر ہے۔ہمارے بجٹ کے صفحہ نمبر 46 پر سولر ٹیوب ویل لگانے کے لئے بھی بجٹ رکھا گیا ہے۔میرے علم کے مطابق جو سولر ٹیوب ویل لگائے جا رہے ہیں اگر موجودہ installed ٹیوب ویلوں کو ہی سولر پر convert کر دیا جائے تو وہ اس لئے زیادہ بہتر ہو گا کہ جو سولر ٹیوب ویل آپ اب لگائیں گے وہ بہت کم رقبے کو سیراب کریں گے، اگر موجودہ ٹیوب ویلوں کو سولر پر shift کر دیا جائے تو اس میں ایک تو بہت حد تک رقم کی بچت ہو گی، بہتر نتائج حاصل ہوں گے اور زیادہ رقبہ بھی سیراب ہو گا۔ایک بہت ہی اہم issue پچھلے بہت سارے سالوں سے چل رہا ہے وہ یہ ہے کہ ایجوکیشن بورڈ کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے۔اس کے علاوہ ہم سب کے بچے جس مسئلے سے دوچار ہیں وہ entry test کا مسئلہ ہے۔میرا یہ خیال ہے کہ یہ مسئلہ صرف اسی لئے ہے کہ بورڈ کی کارکردگی بہتر نہیں ہے اگر بورڈ کی کارکردگی کو بہتر بنا دیا

جائے تو میرٹ پر آنے والے بچوں کو admissions مل سکیں گے اور اسی طرح جو entry test کا چکر ہے جس کے لئے بہت ساری اکیڈمیاں کروڑوں اور لاکھوں روپے students سے اس مد میں وصول کر رہی ہیں، میرے خیال میں یہ بہت ہی اہم معاملہ ہے اس کے لئے میں جناب سپیکر سے گزارش کروں گی کہ اس پر فوری طور پر عملدرآمد ہونا چاہئے کیونکہ اس سے پہلے بھی چیف منسٹر صاحب اس پر بارہا کہہ چکے ہیں کہ آئندہ entry test کو ختم کیا جائے گا لہذا اس پر عملدرآمد کرایا جانا نہایت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! میرا تعلق ضلع ساہیوال سے ہے اس لئے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ساہیوال کے بارے میں ایک دو باتیں جو بہت اہم ہیں وہ میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہوں گی۔ ساہیوال اب چونکہ ڈویژن کا درجہ حاصل کر چکا ہے اور ساہیوال میں DHQ ہسپتال جس روڈ پر واقع ہے وہاں پر ٹریفک کا بہت زیادہ رش رہتا ہے اور وہاں سے ہی فیصل آباد کو ٹریفک جاتی ہے۔ وہاں پر رِنگ روڈ کا منصوبہ بہت عرصے سے زیر غور رہنے کے باوجود پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکا تو میری آپ سے گزارش ہے کہ بجٹ میں اس کے لئے بھی کچھ رقم مختص کی جانی چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہ اس لئے بھی اس وقت اہم ہو چکا ہے کیونکہ ساہیوال اب ڈویژن بن چکا ہے کیونکہ ہمارے چیف منسٹر صاحب نے ساہیوال کو ڈویژن بنانے کے لئے بڑا کام کیا ہے اگر اس کو مکمل کر دیا جائے تو ایک اور credit حاصل کیا جا سکتا ہے۔ میں آخر میں صرف ایک اور بات کہوں گی کہ فورٹ منرو کا ذکر بجٹ میں کیا گیا ہے تو اسی طرح ہمارے ساہیوال میں ایک Historical place ہڑپہ ہے، ہمارے پاس یہ ایک بہت بڑا اثاثہ ہے اگر اس وقت اس پر توجہ دی جائے تو ایک اچھا حصہ انکم اور ریونیو کا حاصل کیا جا سکتا ہے۔ میں چاہوں گی کہ اس کے لئے چیف منسٹر صاحب کو بھی کہا جائے اور میری جو تجویز ہے اس کے لئے کوئی بجٹ مختص کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بھی بہت شکریہ۔ جی، مخدوم سید محمد مسعود عالم صاحب!

مخدوم سید محمد مسعود عالم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے حکومت اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان کی قیادت میں ماشاءاللہ بہت متوازن بجٹ پیش کیا گیا ہے اور اس متوازن بجٹ کو کامیاب کرانے میں اور implement کرانے میں ہم سب کا ایک اہم role ہے۔ اکثر سپیکرز نے بجٹ کے figures کو quote کیا ہے۔ میں اس سے ہٹ کر اس بجٹ میں جو اہم burning issue ہے وہ انرجی کا ہے اس میں کچھ proposals دینا چاہوں گا۔ جو development countries ہیں ان میں زیادہ feasibility, renewable

energy sources کی ہے اور اس میں سر فہرست nuclear gas, compress natural gas, bio-gas, geo thermal power radiant engine, hydroelectricity, wind power, solar power, wave power اور tilde power قابل ذکر ہیں۔ میں ان میں سے صرف چند کو address کروں گا کیونکہ وقت کا قدغن لگا دیا گیا ہے۔ میں سب سے پہلے wind power کا ذکر کروں گا اور آپ کی اجازت سے اس پر ایک note پڑھنا چاہوں گا کہ:

Pakistan has at least fifty thousand megawatt of potential in only the Balochistan and Sindh provinces. Sufficient wind exists to power every costal village in the country. There also exists a corridor between Dahro and Kaitibandar that alone could produce between forty to fifty thousand megawatt.

جناب سپیکر! یہ ہماری requirement سے کہیں زیادہ ہے اور اگر ہم یہ achieve کر لیتے ہیں تو ہم انرجی export کرنے کے قابل بھی ہو سکتے ہیں۔ ہمیں wind power پر کام کرنے کے لئے ٹیکنالوجی کی اشد ضرورت ہے اور ہم ان ملکوں کو دیکھیں جہاں اس وقت 99.2 percent windmill سے انرجی produce کی جا رہی ہے اور یہ بات قابل ذکر ہے کہ Costa Rica ایک ملک ہے .جہاں یہ target achieve کیا جا رہا ہے اور ان کی کوشش ہے کہ اس ملک کو "carbon neutral" country بنا دیا جائے تاکہ pollution سے بھی پاک ہو۔ Once investment کے بعد اس کی جو source ہے وہ free of cost ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ صرف ہم نے coal power ایک traditional system پر نہیں رہنا بلکہ آئندہ پچاس سال کی planning کرنی ہے جس سے آنے والے دور میں پاکستان کی معیشت ترقی کر سکے۔ Coal power کے بارے میں، میں ایک note آپ کی اجازت سے پڑھنا چاہوں گا۔

Pakistan has the fifth largest coal deposits in the world. However, the negative impact of coal has been well documented when power is produced from coal, Sulfar dioxide and nuclear oxide as well.

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہو گی کہ جس طرح traditional کام کر رہے ہیں ہم نے coal کو استعمال کرنا ہے لیکن یہ ten سے twelve percent achieve کر سکیں گے۔ ہمیں ساتھ

ساتھ باقیrenewable resource کو بھی استعمال کرنا ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ جیسے سولر انرجی پر بہت زیادہ کام کیا جارہا ہے اور معزز وزیر اعلیٰ صاحب نے یہاں پر سولر انرجی کا بہت ذکر کیا ہے جس میں ٹیوب ویل کا بھی ذکر فرمایا ہے بلکہ ایک نجی میٹنگ میں انہوں نے فرمایا ہے کہ پچاس یونٹس سے تین سو یونٹس تک جو چھوٹے گھریلو یونٹس ہیں ہم ان کو بھی سولر پینل پر لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میری گزارش ہو گی کہ سولر پینل کا جوraw material ہے وہsilica sand ہے جو ہمارے تھر، تھل اور چولستان میں موجود ہے اگر ہم پلانٹ لگا رہے ہیں تو جتنے سولر پینل ہیں وہ ہمارے یہاں بن سکتے ہیں۔ میں ایک آخری pointعرض کرنا چاہوں گا کہ ایگریکلچر کا ایک بہت بڑاrole ہے جو انرجی میں بہت contribute کر سکتا ہے۔ یہ ایک پلانٹ ہے جس کو بائیو ڈیزل پلانٹ کہتے ہیں اس میں jatropha, curcas, castor bean and sukh-chain سے بھی ڈیزل پیدا ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ مخدوم صاحب! میری بھی مجبوری ہے، آپwind up کریں۔

مخدوم سید محمد مسعود عالم: جناب سپیکر! میں صرف آخری مؤدبانہ تجویز پیش کرنا چاہوں گا کہ اس میں ہم سب پورا معزز ایوان، بشمول معزز ممبران حزب اختلافenergy crisis کے حل کے لئے مزید اس طرح contribute کر سکتے ہیں کہ ہم کم از کم ہر ماہ اپنی ایک دن کی تنخواہ energy resources کے لئے deputeکر دیں تاکہ ہماریpractical contribution آئے۔ آخر میں، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارا جو نشان تھا وہ ٹائیگر تھا اگر ہم یہ سارے ٹارگٹ باری باریachieve کریں تو Pakistan could be an Asian Tiger under the leadership of Honourable Mian Muhammad Nawaz Sharif and under the able guidance of Mian Muhammad Shahbaz Sharif.

جناب سپیکر: جی، احسن ریاض فتیانہ صاحب!

جناب احسن ریاض فتیانہ: السلام علیکم! جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں یہاں پر بجٹ پر بات کرنا چاہوں گا۔ بجٹ وہ چیز ہوتی ہے یا ایسا پلیٹ فارم جس پر ہم لوگ being a Parliamentarian یہdecide کرتے ہیں کہ ہمیں حکومت اور عوام کے پیسے کو کس طرح سے استعمال کرنا ہے، اس کا صحیح استعمال ہو رہا ہے کہ غلط استعمال ہو رہا ہے۔ بجٹ تو ہماری گورنمنٹ نے بہت اچھا بنایا ہے۔ انہوں نے اس میں کئی پہلوؤں کو دیکھا ہے۔ ایجوکیشن کے لئے بھی خطیر رقم رکھی ہے، ہیلتھ کے لئے بھی خطیر رقم رکھی ہے، ہمیں صرف بجٹ کو نہیں دیکھنا، ہمیں بجٹ کے علاوہ

سپلیمنٹری بجٹ پر بھی نظر رکھنی چاہئے۔ پچھلے سال جو 82۔ارب 35 کروڑ روپے کے اضافی اخراجات کئے گئے ہمیں ان پر بھی نظر رکھنی چاہئے کہ آیا وہ اخراجات حکومت کو کرنے چاہیئں تھے اور اگر اتنے زیادہ اخراجات کئے گئے تو کیا انہوں نے اسمبلی ممبران سے اس کے لئے اجازت لی تھی؟ان میں سے کچھ چیزیں ایسی ہیں جو توجہ کے لائق ہیں۔ جیسا کہ اگر ہم دیکھیں تو گورنمنٹ نے اربوں روپے ٹرانسپورٹ کی مد میں خرچ کئے، گورنمنٹ نے کئی اور جگہوں پر بھی پیسے خرچ کئے، گورنمنٹ نے اس چیز کا خیال نہیں کیا کہ ہیلتھ پر جو ہم اتنے پیسے خرچ کر رہے ہیں کیا اس سے ہمارے لوگوں کے مسائل حل ہو رہے ہیں؟ ہمارے بیوروکریٹس بہت اچھی چیزیں سوچتے ہیں لیکن ان کو یہ نہیں پتا کہ ہماری عوام کے کیا مسائل ہیں؟ ہمارے نمائندے جن کو لاکھوں لوگوں نے ووٹ دے کر یہاں پر بھیجا ہے ان سے تجاویز لینی چاہیئں اگر آپ پچھلے سال کے بجٹ میں دیکھیں تو صرف 97 کروڑ روپے ایم این ایز اور ایم پی ایز کی تجاویز پر خرچ کئے گئے اور اربوں کھربوں روپے ویسے خرچ کئے گئے کیا ان تدابیر کے اوپر ایم پی ایز سے اجازت نہیں لینی چاہئے، ان کو تجاویز دینے کا حق نہیں ہے؟ کیا وہ کروڑوں لوگ جن کی ہم یہاں بیٹھ کر نمائندگی کرتے ہیں ان کو ان کا حق، ان کی مرضی سے، ان کے نمائندوں کی اجازت سے دیا جاتا ہے؟ اس کے علاوہ اگر دیکھیں تو زراعت پر ٹیکس لگا۔ ٹیکس ایک بہت اچھی چیز ہے اور ضرورتِ وقت ہے ہمیں ٹیکس کی ضرورت ہے مگر ہمیں چاہئے کہ ہم direct taxation کو بڑھائیں اور in direct taxation پر سے زور ہٹائیں۔ ہم نے ایگریکلچر پر ٹیکس لگایا اچھی چیز ہے، ہونا چاہئے لیکن اتنا نہیں ہونا چاہئے کہ ہماری معیشت جو کہ ریڑھ کی ہڈی ہے وہ ٹوٹ جائے۔ ہمارے کسان جو اس وقت سخت تکلیف میں ہیں، میں صرف کماد کی مثال دیتا چلوں، sugarcane، چینی جس کی آج کل قلت بھی ہے چالیس فیصد کے لگ بھگ ہماری شوگر ملوں نے کسانوں کو payments ہی نہیں کیں۔ اتنا زیادہ time period لینے والی یہ فصل ہے، ڈیڑھ سال لگتا ہے کیا اس کا وہ ریٹ نہیں دیا جا سکتا جس کا کسان حق دار ہو؟ اگر ہم اس کے آگے دیکھتے چلیں تو آپ کو سپلیمنٹری بجٹ جو میرے خیال سے کسی ممبر نے نہیں کھولا ہو گا، اِدھر اپوزیشن بھی بیٹھی ہے جس کا کام یہاں پر تنقید بھی کرنا ہے ہماری اپوزیشن تک نے ہمارے سپلیمنٹری بجٹ کو کھول کر نہیں دیکھا۔ آپ سپلیمنٹری بجٹ کو کھول کر دیکھیں ہماری پولیس نے محرم کے نام پر ہی 51 ملین روپے اضافی خرچے۔ ہم لوگوں نے ملین روپوں سے کیش ایوارڈز دیئے، ہم لوگوں نے پولیس کو 20 فیصد ایڈہاک ریلیف کے نام پر اڑھائی ارب روپے دے دیئے۔ یہ چیزیں دینی چاہیئں لیکن ہمیں پہلے ضروریات اور خواہشات میں فرق کرنا چاہئے۔ ہم پہلے اپنی ضروریات کو پورا

کریں، اپنے معاشرے کو بہتر کریں، اپنی معیشت کو طاقتور کریں پھر ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی خواہشات اور luxuries کی طرف جائیں۔ میرے خیال میں سڑکیں بنانا اچھی چیز ہے، میٹرو بس ایک بہت اچھا منصوبہ ہے جس سے معیشت ترقی کرتی ہے لیکن میں آپ کی وساطت سے توجہ دِلاتا چلوں، رانا ثناء اللہ صاحب بھی بیٹھے ہیں جو ہمارے فیصل آباد سے ہی تعلق رکھتے ہیں ان کو بھی اس چیز کا علم ہو گا کہ اربوں روپے میٹرو بس پر تو لگ گئے اور بھی لگیں گے اچھا منصوبہ ہے لیکن سمندری کے مین ڈرین جیسے پراجیکٹس جس سے ہزاروں لوگوں کی جانیں جا رہی ہیں، ہیپاٹائٹس alarming rate پر بڑھ رہا ہے، waterborne diseases آسمان پر پہنچ گئی ہیں، کیا ان کے لئے ہماری حکومت کوئی فنڈز نہیں رکھے گی، کیا عوام کے مسائل کی دادرسی نہیں کی جائے گی؟ ہمیں یہ بھی سوچنا چاہئے کہ کیا ہم آئی ایم ایف سے قرضے نہیں لے رہے ہیں، بار بار یہ کہنے کے باوجود ہم قرضے نہیں لیں گے، کشکول توڑ دیں گے کیا اب یہ سب صحیح ہے؟ اگر آپ سپلیمنٹری بجٹ اور ریونیو کو اُٹھا کر دیکھیں تو اس سال 2013 تک ہم لوگ صرف 20۔ارب روپے کے مقروض تھے۔ بجٹ 14-2013 کے آخر میں ہمیں بتایا گیا ہم 46۔ارب روپے سے زیادہ کے مقروض ہو جائیں گے تو کیا قرضہ نہیں لیا گیا؟ جس کا ہمیں ابھی تک بتایا بھی نہیں گیا۔ میرے خیال میں اگر تو ہم لوگوں نے بجٹ بنانا ہے اس ملک اور صوبہ پنجاب کو گڈ گورننس دینی ہے تو ہمیں عوام کا confidence لینے کی ضرورت ہے اور عوام کا confidence تب ہی ملتا ہے جب ہم عوام کے مسائل کی دادرسی کرتے ہیں، عوام سے ان کی مشکلات سُنتے ہیں، پوچھتے ہیں اور ان کے مسائل کا حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میری اپیل ہے، یہاں پر حکومتی ممبران بھی بیٹھے ہیں اور اپوزیشن والے بھی بیٹھے ہیں ہم بجٹ پر ایک دوسرے کو تنقید کا نشانہ بنانے کی بجائے، ایک دوسرے کو بولنے کی بجائے عوام کا احترام کریں، ایک دوسرے کا احترام کریں اور مل جل کر ایک ایسا بجٹ بنائیں جس سے ہمارے عوام کے مسائل کی دادرسی ہو سکے، فلاح و بہبود ہو سکے اور معیشت ترقی کر سکے۔ میری ایک چھوٹی سی تجویز ہے کہ ہم لوگوں نے بجلی کے لئے جو صرف 13۔ارب روپے رکھے ہیں کہ بجلی کا مسئلہ دور ہو براہِ مہربانی اس پر فنڈنگ بڑھائی جائے، اگر بجلی بہتر ہو جائے گی تو ہماری انڈسٹری بھی بہتر ہو جائے گی، انڈسٹری بہتر ہو گی تو روزگار ملے گا، ٹیکس بڑھے گا اور بہت سارے مسائل دور ہوں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ I think Rana Sb will be the last Speaker. ایوان کا وقت پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے کیونکہ جمعۃ المبارک ہے اور سب نے جمعہ پڑھنا ہو گا۔ جی، رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان:جناب سپیکر!بہت شکریہ کہ آپ نے آج بجٹ پر بولنے کا موقع عنایت فرمایا۔یہ بجٹ مزدور،کسان اور تنخواہ دار طبقے کا بجٹ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ سے عام شہریوں کو جو فائدہ پہنچا ہے وہ شاید اپوزیشن والوں کو نظر نہیں آ رہا۔ جیسا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور قائد محترم میاں محمد نواز شریف نے اس بجٹ میں وفاقی سطح پر بھی اور صوبائی سطح پر بھی کفایت شعاری کو اپنانے کی کوشش کا اعادہ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح سے 1997 کی گورنمنٹ میں قائد محترم میاں محمد نواز شریف نے کفایت شعاری کو اپنایا تھا اسی طرح سے اس گورنمنٹ کو بھی کفایت شعاری کو اپنا وتیرہ بنانا چاہئے۔ توانائی کے بحران کو حل کرنے کے لئے وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت نے بھی گراں قدر کوششوں کا آغاز کیا ہے۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں قائد محترم میاں محمد نواز شریف اور خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو کہ انہوں نے سب سے پہلی توجہ توانائی کے بحران کو حل کرنے کی طرف دی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس وقت پاکستان مسلم لیگ کو اللہ کے فضل و کرم سے جو عظیم کامیابی حاصل ہوئی ہے تو وہ یہ ہے کہ دنیا کی توجہ اس طرف ہے، پاکستان کے عوام کی توجہ بحران کی طرف ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ قائد محترم میاں محمد نواز شریف ہی ایک ایسی قیادت ہیں جو اس ملک اور اس کے عوام کو اس بحران سے نجات دلا سکتے ہیں۔ میں تحسین پیش کروں گا اپنے قائد محترم میاں محمد شہباز شریف کو کہ انہوں نے پنجاب میں education reforms کے لئے اور اس کے علاوہ زراعت،آبپاشی،فاریسٹ اور لائیو سٹاک کے شعبہ کو بہتر کارکردگی میں لانے کے لئے اس دفعہ حکومت پنجاب نے بجٹ میں تجاویز دی ہیں اور خاص طور پر پنجاب کے لوگوں کو صاف پانی کی فراہمی کے لئے اس دفعہ خطیر رقم رکھی گئی ہے اس پر میں حکومت پنجاب کو اور وزیر خزانہ کو تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر!Police Reforms کے لئے اس وقت حکومت پنجاب بہت اہم کام کر رہی ہے۔Police Reforms کے ساتھ ساتھ Police Order 2002 میں amendment کی ضرورت ہے۔ پنجاب کے عوام Police Order 2002 کی وجہ سے اس وقت پولیس کی چکی میں پِس رہے ہیں۔ میرے قائد محترم میاں محمد شہباز شریف اور میرے جو بھائی اس اسمبلی میں Police Reforms Committee کے ممبر ہیں میری ان سے یہ گزارش ہے کہ Police Reforms میں Police Order 2002 میں جو ضروری amendments ہونے والی ہیں جس کی وجہ سے عوام کو انصاف نہیں مل رہا ان amendments کی طرف توجہ دی جائے۔آج اپوزیشن بنچوں سے

میرے بھائی نے یہ کہا کہ صوبائی حکومت نے جو بجٹ پیش کیا ہے اس میں جنوبی پنجاب کا ذکر ہی نہیں کیا گیا تو میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت نے صفحہ 21,22 اور اس کے علاوہ بھی مختلف صفحات پر مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے جنوبی پنجاب کے مختلف منصوبوں کے لئے 93۔ارب روپے کی خصوصی رقم رکھی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ خادم اعلیٰ پنجاب نے اس بجٹ میں یہ بھی تجویز رکھی ہے کہ آئندہ مالی سال میں جنوبی پنجاب کے تمام سکولوں میں ہر قسم کی سہولیات کی کمی کو ایک سال کی ریکارڈ مدت میں پورا کر دیا جائے گا۔اس طرح سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک متوازن بجٹ ہے،ایک بہتر بجٹ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ حکومتی محکموں کی restructuring اور rightsizing کے لئے جو کمیشن تشکیل دیا گیا ہے یہ پنجاب حکومت کا ایک تاریخی کارنامہ ہے۔ پنجاب حکومت نے اس بجٹ میں بے روزگاری کو ختم کرنے کے لئے جو اقدامات کرنے کی کوشش کی ہے وہ انڈسٹری کا فروغ ہے۔ سرکاری اداروں میں اتنی نوکریاں نہیں ہوتیں کہ بہت سے لوگوں کو نوکریاں دے کر بے روزگاری کو ختم کیا جا سکے۔اس ملک کو ترقی دینے کے لئے انڈسٹری کو زیادہ سے زیادہ فروغ دینا ہو گا۔ صوبائی اور وفاقی سطح پر بھی اس بجٹ میں انڈسٹری کی طرف جو توجہ دی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب حکومت کا ایک قابل تحسین اقدام ہے ۔ باصلاحیت طلباء و طالبات کو endowment fund کے ذریعے جو رقومات دی جائیں گی اس سے غریب طلباء و طالبات اپنی ہائر ایجوکیشن حاصل کر سکیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب حکومت کا ایک اہم کارنامہ ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں چونکہ دیہاتی علاقے سے تعلق رکھنے والا ایک چھوٹا کسان ہوں تو میں سمجھتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: ایوان کا وقت ایک منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔آپ جلدی کریں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! اس بجٹ میں زراعت کے شعبہ کو زیادہ سے زیادہ ترقی دینے کے لئے خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت اگر حکومت پنجاب اس موجودہ بجٹ 14-2013 میں چھوٹے کسانوں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں دے گی، کھاد پر سبسڈی دے گی، زیادہ سے زیادہ نہری پانی مہیا کرے گی تو پنجاب میں یقیناً سبز انقلاب آئے گا۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ، بڑی مہربانی۔اب اجلاس بروز ہفتہ 22۔جون 2013 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔اُس دن بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث ہو گی۔

198

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،22۔جون2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

"سالانہ بجٹ برائے سال2013-14 پر عام بحث"

200

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا دوسرا اجلاس

ہفتہ،22۔جون2013

(یوم السبت،12۔شعبان المعظم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 34 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا
مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ
وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا
فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

سُوْرَةُ البَقَرَة آیت 286

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا بُرے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار! اگر ہم سے بھول یا چُوک ہو گئی ہو تو ہم سے مؤاخذہ نہ کیجئو۔ اے پروردگار! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار! جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھئو۔ اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرما(286)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اکھیاں دے نیر جدائی وچ دن رات وگائے جاندے نیں
خوش بختاں نوں محبوباں دے دیدار کرائے جاندے نیں
کعبے دا دوارا کیہہ آکھاں روضے دا نظارہ کیہہ آکھاں
ایتھے درد سنائے جاندے نیں اوتھے دکھ ونڈائے جاندے نیں
اک وار فرشتہ جد آوے مڑ دُوجی واری نہیں ملدی
سرکار دے اُمتی نیں جہڑے مڑ مڑ کے بلائے جاندے نیں
اِک جھلک جو ویکھی یوسف دی ہتھ کٹ لے عورتاں مصر دیاں
ایتھے بِن ڈِٹھیاں ای سوہنے توں لکھاں سِیس کٹائے جاندے نیں

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب سالانہ بجٹ برائے سال2013-14 پر بحث کے لئے میں ڈاکٹر مراد راس کو دعوت دیتا ہوں۔

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

تعزیت

ایم کیو ایم کے ممبر اسمبلی جناب ساجد قریشی اور ان کے بیٹے کی شہادت، پشاور حسینیہ مدرسہ میں بم دھماکے میں شہید ہونے والوں اور سابق ممبر اسمبلی رائے عمر فاروق خان کھرل کی وفات پر دعائے مغفرت

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! کراچی میں ایم کیو ایم کے ممبر صوبائی اسمبلی ساجد قریشی اور ان کے بیٹے شہید ہوئے ہیں۔اسی طرح جی ٹی روڈ پشاور میں واقع حسینیہ مدرسہ میں بم دھماکا کے نتیجے میں لوگ شہید ہوئے ہیں تو ان سب کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! اوکاڑہ کے سابق ممبر صوبائی اسمبلی رائے عمر فاروق خان کھرل صاحب انتقال فرما گئے ہیں ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، ضرور سب کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔اللہ تعالیٰ سب کی بخشش فرمائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

ڈاکٹر مراد راس: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بحث کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔وقت بہت محدود ہے اس لئے میں جلدی جلدی اپنے points کو بیان کروں گا۔میرا خیال ہے کہ pre-budget discussion اور اجلاس ہونا بہت ضروری ہے۔اس

وقت ہم جتنی بھی تجاویز دے سکتے ہیں یاد ے رہے ہیں ان میں سے کوئی بھی implement نہیں ہو گی کیونکہ عام طور پر اس کا طریق کار ہمیشہ یہی رہا ہے کہ یہاں پر جو discussion ہوتی ہے وہ post budget ہے۔اس موقع پر ہم صرف criticism کر سکتے ہیں لیکن اس میں کوئی valuable efforts نہیں ڈال سکتے۔

جناب سپیکر!میں سب سے پہلے دانش سکولوں کے حوالے سے بات کروں گا کیونکہ یہ point یہاں پر بڑا repeat ہوا ہے۔اسی طرح لیپ ٹاپ کے لئے ایک ارب روپے رکھے گئے ہیں۔میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اسی رقم کے حساب سے لیپ ٹاپ کی قیمت نکالیں اور ان کو per family distribute کیا جائے تو ایک ارب روپے کے اندر کتنی families کے بچوں کو کمپیوٹر کی تعلیم مل سکتی ہے ؟آپ آئین کے آرٹیکل A-25 کو دیکھیں جس میں ریاست کی یہ ذمہ داری ٹھہرائی گئی ہے کہ وہ ہر پانچ سال کے بچے کو پرائمری تعلیم مہیا کرے۔یہ بہت ہی ضروری point ہے۔ہم جو پیسے دانش سکولوں یا لیپ ٹاپ پر لگا رہے ہیں اگر وہی پیسے existing سکولوں پر لگائیں تو اس سے بہت بہتری آسکتی ہے۔اسی طرح گھوسٹ سکولوں کو manage کیا جائے۔

جناب سپیکر!اس کے بعد میں بجلی کے مسئلہ کی طرف آؤں گا جس پر یہ الیکشن لڑا گیا ہے۔اس وقت پنجاب کا سب سے بڑا مسئلہ بجلی کا ہے۔پچھلے سال اس کے لئے 10 بلین روپے مختص کئے گئے لیکن اس کی کوئی تفصیل نہیں دی گئی کہ وہ رقم کہاں خرچ کی گئی ہے ؟اب اس کو بڑھا کر 20 بلین روپے کر دیا گیا ہے۔جب اس کی تفصیل آ جائے گی کہ یہ رقم کس طرح خرچ کریں گے تو پھر ہمیں بھی معلوم ہو جائے گا مگر میں آپ کو یہ بتادوں کہ یہ 20 بلین روپے بجٹ کا صرف دو فیصد ہے۔صوبہ پنجاب کے سب سے بڑے مسئلہ کے لئے بجٹ میں صرف دو فیصد رقم مختص کی گئی ہے اس لئے حکومت کو اس پر مزید غور کرنا چاہئے اور اس رقم کو enhance کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر!تیسری چیز میں یہ عرض کروں گا کہ ہر دفعہ پولیس کا بجٹ بڑھ جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر:منسٹر صاحب ذرا notice لیں۔محکمہ بھی notice لے رہا ہے لیکن آپ بھی points note کرتے جائیں۔مہربانی فرما کر معزز ممبر کی بات ذرا توجہ سے سُنیں۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!میں یہ عرض کر رہا تھا کہ as usual پولیس کا بجٹ اس مرتبہ پھر بڑھا دیا گیا ہے۔پولیس کا بجٹ بڑھانے سے کبھی بھی مسائل حل نہیں ہوں گے۔جب تک reforms نہیں کی جاتیں تو اس وقت تک مسائل حل نہیں ہوں گے۔جب تک تھانہ کلچر ختم نہیں کیا جاتا اور جب تک اس

میں reforms نہیں لائی جاتیں تو تب تک پولیس کا یہ سسٹم کبھی ٹھیک نہیں ہو سکے گا۔آپ جتنی مرضی پولیس کی نفری اور ان کی گاڑیاں بڑھادیں لیکن جب تک accountability نہیں ہو گی تو تب تک بہتری نہیں آ سکے گی۔اگر ان کی مراعات بڑھائی گئی ہیں تو پھر ان کی accountability بھی ہونی چاہئے کہ وہ رقم کہاں پر استعمال ہوئی ہے اور اس سے کیا بہتری آئی ہے؟جب تک آپ reforms نہیں کریں گے تو اس وقت تک یہ تھانہ کلچر ٹھیک نہیں ہو سکے گا۔

جناب سپیکر!اسی طرح پٹواری سسٹم کو بہتر کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ہمیں بڑی خوشخبری دی گئی ہے کہ پنجاب میں2014تک سارا Land Record computerize کر دیا جائے گا۔بہت اچھی خبر ہے اور ہم دُعا کرتے ہیں کہ یہ ہو مگر پچھلے پانچ سالوں میں یہ نہیں ہو سکا جبکہ ایک سال کے اندر میٹرو بس سروس کا پراجیکٹ مکمل کر لیا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر:اس پراجیکٹ پر ایک سال نہیں لگا بلکہ یہ تھوڑے عرصہ میں مکمل ہوا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس:جی،ہاں یہ پراجیکٹ گیارہ مہینوں میں مکمل ہوا ہے۔میٹرو بس سروس کا پراجیکٹ تو گیارہ مہینوں کے اندر مکمل کر لیا گیا لیکن پانچ سال میں ہم پنجاب کے Land Record کو computerize نہیں کر سکے۔

جناب سپیکر!میں یہاں پر بڑے فخر سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ میں جس حلقہ سے جیت کر آیا ہوں اور جس حلقہ نے مجھے اپنا نمائندہ منتخب کیا ہے قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف بھی اسی حلقہ کے ووٹر ہیں۔وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے بھی وہاں پر بہت سا وقت گزارا ہے اس لئے مجھے کسی اور کی گواہی کی ضرورت نہیں ہو گی کیونکہ اس ملک کے دو بہت ہی سینئر لیڈر گواہی دیں گے کہ ادھر کے حالات کیسے ہیں۔وہاں پر کروڑوں،اربوں روپے کی سڑکیں بنائی گئیں اور ترقیاتی کام کئے گئے۔اس حلقہ کے اندر گلبرک،ماڈل ٹاؤن اور گارڈن ٹاؤن آتے ہیں لیکن وہاں پر کچی آبادیوں کے اندر پانی میسر نہیں ہے۔میں صاف پانی کی بات نہیں کر رہا بلکہ میں صرف پانی کی بات کر رہا ہوں۔اس حلقہ میں واقع کچی آبادیوں کے لوگوں کو پانی تک میسر نہیں۔اس حلقہ میں سڑکوں اور فلائی اوور پر کروڑوں،اربوں روپے لگائے گئے ہیں لیکن کچی آبادی کے مکینوں کو پانی میسر نہیں۔جہاں پر ٹیوب ویل لگا ہوا ہے اس کا بور کام نہیں کر رہا،جہاں پر بور کام کر رہا ہے وہاں پر جنریٹر نہیں لگا ہوا اور جہاں جنریٹر لگا ہوا ہے وہاں پر جنریٹر کام نہیں کر رہا۔آپ یقین کریں کہ چھوٹے چھوٹے بچے گلیوں میں بیٹھ کر زمین سے جو پائپ نکلے

ہوئے ہیں ان سے پانی بھر کر اپنے گھروں میں لے کر جاتے ہیں تو یہ حالات اس حلقے کے ہیں جہاں پر کروڑوں، اربوں روپے سڑکوں اور فلائی اوور کی تعمیر پر لگائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں جلدی جلدی دو points عرض کروں گا۔ میرے حلقے کا سب سے بڑا مسئلہ قبرستان کا ہے۔ وہاں پر قبروں کے اُوپر قبریں بنائی جارہی ہیں۔ قبرستان کے لئے جگہ الاٹ نہیں کی جارہی جو کہ آسانی سے الاٹ کی جاسکتی ہے کیونکہ وہاں پر ایل ڈی اے کی جگہ موجود ہے جو کہ قبرستان کے لئے الاٹ کی جاسکتی ہے۔

جناب سپیکر! آخری point عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے تو پہلے بھی آخری point ہی کہا تھا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا آخری point یہ ہے کہ وہاں پر باپ آیا اُس نے گھر خریدا وہ مر گیا، اُس کا بیٹا اُسی گھر میں رہا اور وہ بھی مر گیا لیکن اُس شخص کے پوتوں کو ابھی تک بھی مالکانہ حقوق نہیں ملے۔ ہم نے اگر اپنی priorities کو نہ بدلا تو ہم صرف اس ملک کی تباہی کی طرف چل نہیں رہے ہیں بلکہ اس ملک کی تباہی کی طرف دوڑ رہے ہیں۔ جس عوام نے ہمیں منتخب کیا ہے وہ اس ایوان میں آکر ہمیں گریبانوں سے پکڑ لے گی۔ آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے تھوڑا extra time دیا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ شمیلا اسلم!

محترمہ شمیلا اسلم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اس پنجاب حکومت کا 14-2013 کا پہلا 897۔ارب اور 56 کروڑ روپے کا عوام دوست، ترقیاتی اور متوازن بجٹ پیش کرنے پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ آج ہم یہاں پر جو شاندار بجٹ پیش کرنے کے قابل ہوئے ہیں اُس کی وجہ ہمارے پچھلے پانچ سالہ ترقیاتی کام اور وہ عوام دوست سکیمیں ہیں جن کی وجہ سے الیکشن میں عوام نے مسلم لیگ (ن) پر اعتماد کا اظہار کیا اور ہم پنجاب و مرکز میں بغیر کسی سیاسی جماعت کے ساتھ اتحاد کرنے کے اپنی حکومت بنانے میں کامیاب ہوئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس بجٹ کی تیاری میں حقیقت پسندی سے کام لیا گیا ہے اور ایسے اہداف مقرر کئے گئے ہیں جنہیں حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس بجٹ میں جو ترجیحات طے کی گئی ہیں وہ یقیناً مسلم لیگ (ن) کے منشور کا حصہ ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ ان ترجیحات پر عملدرآمد سے مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں محمد نواز شریف اور

میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں پاکستان ترقی کی راہ پر گامزن ہو گا اور اسی کے بارے میں ملتان کے ایک شاعر قمر رضا شہزاد صاحب نے کچھ یوں کہا ہے:

روشنیوں سے ہر دالان سجائیں گے
گھر گھر میں اِک نیا مکان سجائیں گے
پہلے ہم نے یہ پنجاب سجایا تھا
اب ہم یہ پورا پاکستان سجائیں گے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں دس فیصد اضافہ بہت اچھی چیز ہے یقیناً اس سے اُنہیں ایک حد تک relief ملے گا۔ میری تجویز ہے کہ اگلے سال اس میں مزید اضافہ کیا جائے۔ مزدور کی تنخواہ جو دس ہزار روپیہ مقرر کی گئی ہے یہ موجودہ حکومت کا ایک انقلابی قدم ہے لیکن اس میں check and balance کی سخت ضرورت ہے۔ جو ادارے مزدور کو اُن کا حق نہیں دیتے اُن کے خلاف سخت سے سخت ایکشن لینے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! معیاری اور جدید تعلیم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی ترجیحات کا حصہ ہے اور میں نے اس سلسلہ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی بات کی تھی کہ ہمارے ایجوکیشن سیکٹر کی ایک پالیسی ہے کہ پانچ سو گز کے اندر جو سکول واقع ہیں چاہے وہ لڑکیوں کے ہیں یا لڑکوں کے ہیں اُنہیں ایک دوسرے میں merge کر دیا جاتا ہے۔ یہ سکیم شہروں میں تو کامیاب ہے مگر دیہاتوں میں مخلوط تعلیم کو پسند نہیں کیا جاتا اس لئے اس پالیسی پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پچھلے سال تمام گرلز کالجوں کو بسیں فراہم کی گئی تھیں میں اُمید کرتی ہوں کہ اس دفعہ بوائز کالجوں کو بسیں فراہم کرنے کے لئے بھی بجٹ میں رقم مختص کی جائے گی۔ ضلع وہاڑی کی ایک یونین کونسل نمبر 22 (داد کو میرا) تیس دیہاتوں پر مشتمل ہے مگر افسوس کہ یہاں پر لڑکیوں کا صرف پرائمری سکول ہے اسے اپ گریڈ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس یونین کونسل میں BHU بھی نہیں ہے تو یہاں پر BHU بنایا جائے یا پھر موبائل ہیلتھ یونٹ قائم کئے جائیں۔

جناب سپیکر! کھیلیں ہماری ثقافت کا حصہ ہیں۔ نوجوانوں کو آگے لانے کے لئے یوتھ پالیسی کا اعلان کیا گیا۔ ہاکی ہمارا قومی کھیل ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ وہاڑی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اُس نے ہاکی کے میدان میں بہت سے نامور کھلاڑی پیدا کئے ہیں جن میں سلیم شیروانی اور وسیم رندھاوا کے نام

قابل ذکر ہیں۔یہاں پر خورشید انور سٹیڈیم ہے جو اٹھارہ ایکڑز مین پر مشتمل ہے اور یہاں پر ٹربائن کی بھی سہولت ہے اگر یہاں پر آسٹروٹرف بچھانے کے لئے رقم مختص کی جائے تو یہاں پر کھلاڑی ملک سے باہر پاکستان کا نام روشن کرنے میں نمایاں رہیں گے۔اس کے ساتھ ساتھ میرا one way mettled road کا ایک منصوبہ تھا جو تقریباً 3 کروڑ روپے کی لاگت سے شروع کیا گیا تھا اُس کے لئے صرف 69 لاکھ روپے release کئے گئے ہیں میں سمجھتی ہوں کہ اس منصوبہ کو اس بجٹ میں شامل کرنا بہت ضروری ہے تاکہ اس سے گرلز کالج اور ڈی ایچ کیو کے لوگوں کو relief مل سکے۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلے سال ضلع وہاڑی میں محکمہ فشریز کے فارمز کی چاردیواری اور ٹربائن کے لئے تقریباً 55 لاکھ روپیہ مختص کروایا تھا مگر افسوس کہ صرف 8 لاکھ روپیہ release کیا گیا ہے۔ چاردیواری نہ ہونے کی وجہ سے فش فارم سے مچھلیاں چوری ہو جاتی ہیں جن کو بچانے کے لئے مطلوبہ رقم فوری طور پر release کی جائے۔

جناب سپیکر! کسی بھی ملک کی ترقی میں خواتین انتہائی اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ میری تجویز پر ضلع وہاڑی میں انڈسٹریل ہوم اور ہوسٹل فار ورکنگ وومن کے منصوبے شروع کئے جا رہے ہیں اور اس بجٹ میں ان کے لئے رقم مختص کی گئی ہے۔ایم پی اے ہونے کی حیثیت سے میری ایک تجویز یہ بھی ہے کہ خواتین ایم پی ایز جو مخصوص سیٹوں پر آتی ہیں اور یہاں سے فنڈز لے کر اپنے علاقوں میں جاتی ہیں تو سولنگ، سڑکوں اور اسی طرح کے دیگر منصوبوں پر اُن کے پیسے خرچ کر دیئے جاتے ہیں، کتنا ہی اچھا ہو کہ اس کے لئے پابندی عائد کر دی جائے کہ یہ پیسے خواتین کے منصوبہ جات کے لئے استعمال ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں پولیس کے حوالہ سے ایک بات کہوں گی کہ پولیس پر اکثر یہ الزام آتا ہے کہ ڈکیتی کے پرچے درج نہیں کئے جاتے۔ میری تجویز یہ ہے کہ ڈی پی او آفس میں ایک سیل قائم کر دیا جائے جہاں پر ڈکیتی کے پرچے درج نہ ہونے کے خلاف ایکشن لیا جائے۔آخر میں ایک شعر کے ساتھ اپنی تقریر کا اختتام کروں گی:

دُودھ یقیناً چاندی سا شفاف ملے گا
پینے کا پانی بھی سب کو صاف ملے گا
ہم بدلیں گے تھانہ اور کچہری لوگو!
انشاء اللہ اب سب کو انصاف ملے گا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: مہربانی۔جناب مسعود شفقت صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہماری خواہش تو یہ تھی کہ قائد ایوان بجٹ اجلاس کے دوران اسمبلی کے اس فورم میں آتے یا وہ ٹوکن شرکت ہی کرتے اور اگر وہ نہیں آ سکے تو کم از کم یہ ایوان اس بات کا متقاضی ہے کہ وزیر خزانہ یہاں پر موجود ہوں۔ ہم اپنی تقریریں دیواروں کو سنانے کے لئے یہاں پر اکٹھے نہیں ہوئے۔ یہ سارے منتخب نمائندے ہیں ان کی تجاویز کے وزیر خزانہ notes لیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، منسٹر صاحبان تشریف فرما ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! وزیر خزانہ ایوان میں آ کر ٹریژری بنچوں کی نمائندگی کریں اور معزز ممبران کی تقاریر کے notes لیں۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! وزیر خزانہ بجٹ کے حوالہ سے ہی کسی میٹنگ میں مصروف ہیں مگر ہم اُن کے ہی behalf پر notes لے رہے ہیں اور آپ کی خواہش کے مطابق انہیں انشاء اللہ accordingly brief کر دیا جائے گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اسمبلی کے اجلاس کے دوران اگر وزیر موصوف کسی اور میٹنگ میں بیٹھے ہوں تو یہ اس اسمبلی کی توہین ہے۔ اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے اور وزیر موصوف کسی اور میٹنگ میں مصروف ہیں۔ میرے خیال میں اس پر میں توجہ ہی دلاؤں گا کہ اس معاملہ کو اُنہیں تھوڑا سا seriously لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔جناب مسعود شفقت!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔رائے منصب علی خان صاحب!

رائے منصب علی خان: جناب سپیکر! آپ کی بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا ویسے میں تو سمجھ رہا تھا کہ آپ خواتین کے حقوق کا زیادہ خیال رکھ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے کہ آپ نے ہمیں موقع دیا۔ دو دن سے مجھے بتایا گیا ہے کہ آج آپ نے تقریر کرنی ہے اور پھر خواتین کو موقع دے دیا جاتا تھا تو یہ بھی اچھی بات ہے کہ ہماری بہنیں بھی تقاریر کریں لیکن آپ کی توجہ بہت اعلیٰ ہے۔

جناب سپیکر! کل ایک معزز ممبر حزب اختلاف بجٹ پر بحث کے حوالہ سے اعتراض کر رہے تھے کہ بہت تھوڑا وقت دیا گیا ہے۔ بجٹ پر بحث کرنے کے لئے تھوڑا وقت اس لئے دیا گیا ہے کہ بجٹ کی تیاری کے لئے وقت بہت کم تھا مگر اس کے باوجود خادم اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے بجٹ کے لئے

بھرپور ٹائم دیااور وزیر خزانہ بھی اس طرف غور کر رہے ہیں،اس میں جو کمی ہو گی انشاء اللہ تعالیٰ وہ دور کر رہے ہیں اور وہ دور ہو جائے گی۔

جناب سپیکر!میں چند باتیں جنوبی پنجاب کے حوالے سے عرض کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میرا تعلق ملتان سے ہے۔اس بجٹ میں جنوبی پنجاب کے احساس محرومی کو کافی حد تک دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اس میں، میں خاص طور پر energy sector کے بارے میں عرض کرتا ہوں کہ دیہات میں توڑی، پھوک اور گوبر سے بجلی پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے جس سے دیہات روشن ہوں گے اس کے لئے معقول رقم رکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ تونسہ بیراج ڈیم کے لئے 50کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے جس سے 50میگاواٹ بجلی پیدا ہو گی جو کہ اس علاقے کے لئے ہو گی جس میں خاص طور پر ڈیرہ غازی خان ڈویژن، کوٹ ادو اور ضلع مظفر گڑھ وغیرہ کے علاقے شامل ہیں۔اس کے علاوہ CDA سے بھی معاہدہ کیا گیا ہے اس سے بھی ہم بجلی حاصل کریں گے۔اس سے بجلی کے حوالے سے راولپنڈی کو فائدہ دیا جائے گا۔

جناب سپیکر!پٹواری کلچر کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ ایک سال کا وقت دیا گیا ہے۔اس سے پہلے پانچ سال گزرے ہیں لیکن اُن پانچ سالوں میں رقم نہیں رکھی گئی تھی اس دفعہ اس مد کے لئے 9۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے یہ حکومت کا بہت بڑا اقدام ہے۔انشاء اللہ یہ کامیاب ہو گا۔آپ جانتے ہیں کہ جو لوگ پٹواری کے پاس جاتے ہیں تو وہ کس طرح انہیں ذلیل کرتے اور کس طرح ان کا خون نچوڑتے ہیں۔انشاء اللہ تعالیٰ ایک سال کے بعد عوام کو ہر قسم کی فرد، پٹوار کی کاپی اور انتقال وغیرہ کی کاپی بٹن دبا کر مل جایا کریں گی۔یہ بلاشبہ موجودہ حکومت کا بہت زبردست کارنامہ ہو گا جو پایہ تکمیل کو پہنچے گا۔

جناب سپیکر!خواتین کو باوقار اور باعزت مقام دلانے میں میاں محمد شہباز شریف کے اقدامات بہت زبردست ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ اقدامات تو وزیر اعلیٰ صاحب کر رہے ہیں۔آپ اس میں کیا کریں گے ؟

رائے منصب علی خان: جناب سپیکر!میں ان کی تعریف کر رہا ہوں۔ میں اور آپ ایک ہی کشتی کے سوار ہیں، میری اور آپ کی عمر بھی ایک جیسی ہے اس لئے مل کر ان کی تعریف کریں گے۔ دیہی خواتین کے بارے میں50کروڑ روپیہ ڈیری سکیم کے لئے رکھا گیا ہے جس سے ایک غریب دیہاتی خاتون گائے اور بھینس خرید سکے گی، اگر وہ بیوہ ہو گی تو اپنے بچوں کا پیٹ پال سکے گی اور میں سمجھتا ہوں کہ دور دراز جیسے روجھان، علی پور، ملتان اور مخدوم رشید وغیرہ کے علاقے کی رہنے والی غریب خواتین اس

سکیم سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں گی۔اس طرح وہ کسی زمیندار کی دست نگر نہیں ہوں گی بلکہ ان کی اپنی بھینس ہو گی،وہ اس کا دودھ بیچیں گی اور اس کے گوبر کو استعمال میں لائیں گی۔اس طرح ان کو باعزت مقام دلانے میں حکومت کا بھرپور کردار ہو گا۔

جناب سپیکر!جنوبی پنجاب میں تعلیم کے لئے اڑھائی ارب روپیہ رکھا گیا ہے۔ ہمارے کئی سکولوں میں مویشی بندھے ہوئے ہیں، چار دیواری نہیں ہے، لیٹرین نہیں ہے اور سٹاف پورا نہیں ہے اس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے حکم دیا ہے کہ جنوبی پنجاب کا کوئی سکول استاد، لیٹرین اور چار دیواری کے بغیر نہیں ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا اقدام ہے جس سے ہم کافی عرصہ سے محروم چلے آ رہے تھے۔

جناب سپیکر!اعلیٰ تعلیم کے لئے بورے والا اور لیہ میں یونیورسٹی کیمپس بنائے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں علاقے ملتان ہیڈ کوارٹر اور لاہور ہیڈ کوارٹر سے بہت دور ہیں وہاں پر یونیورسٹی کا قیام ہونہار بچوں کے لئے بہت مفید ہو گا۔

جناب سپیکر!ملتان میں بھی میٹرو بس چلانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ ہمیں قوی امید ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب ملتان کے لوگوں کو یہ سہولت بڑی جلد مہیا کریں گے۔

جناب سپیکر!انڈسٹریل سٹیٹ کا دائرہ کار ملتان اور رحیم یار خان وغیرہ تک بڑھا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: رائے صاحب!وقت ختم ہو گیا ہے۔

رائے منصب علی خان: جناب سپیکر!آخری بات زراعت کے متعلق کروں گا کہ ہماری زراعت ملک کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ ہمارے دوست کل کہہ رہے تھے کہ زراعت کو 13۔ارب روپیہ دیا گیا ہے جبکہ 22۔ارب 50 کروڑ روپیہ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ شکریہ۔ محترمہ باسمہ چودھری!۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں۔ محترمہ کرن عمران!

محترمہ کرن عمران: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر تقریر کرنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے اپنے قائد محترم وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔اس کے ساتھ ساتھ میں وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کو اتنا متوازن اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دوں گی۔ میرے ایک colleague نے ابھی کہا تھا کہ میٹرو بس سسٹم جو شروع کیا گیا وہ گیارہ مہینوں میں مکمل ہوا۔ میں ان کے علم میں اضافہ کر دوں کہ یہ منصوبہ ترکی کے اشتراک سے بنا،اس

پر ترکی کی ٹیم نے جو paper work کیا اس پر ایک سال لگا تھا اس کے بعد اس پر عملی جامہ گیارہ مہینوں میں پہنایا گیا اس طرح میٹرو بس 23 مہینوں کے tenure میں بنی۔

جناب سپیکر! خواتین ڈویلپمنٹ پروگرام پر 25۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں اس کو پنجاب حکومت کا خوش آئند اقدام کہوں گی۔ اس کے علاوہ صوبائی محتسب ایک خاتون ہیں، پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ ایک خاتون کو اس level پر لایا گیا ہے۔ یہ بھی پنجاب حکومت کا بہت اچھا اقدام ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے منشور اور بجٹ کی ترجیحات میں جہاں تعلیم اور صحت کی بات کی جاتی ہے تو وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا تھا کہ ایک مریض کو وہ کس طرح اپنی گاڑی میں ہسپتال لے کر گئے اور اس کا علاج کرایا۔ اس پر ہمارے قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید نے کہا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کتنے لوگوں کو اپنی گاڑی میں لے کر جائیں گے اور VIP treatment کرائیں گے۔ میں ان کی بات کو تسلیم کرتی ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ بجٹ میں جب ہیلتھ انشورنس کارڈ کا اجراء کیا گیا تو اس پر تنقید نہیں کرنی چاہئے تھی اس لئے کہ وہی treatment یا اس سے ملتا جلتا treatment کارڈ ہولڈر کو ملنا ہے جو اُس مریض کو وزیر اعلیٰ صاحب کے ساتھ جانے سے ملا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری یہاں پر کچھ تجاویز ہیں کہ جتنے بھی پرائیویٹ پبلک سکول ہیں ان کے نصاب تعلیم کو مرحلہ وار یکساں کیا جائے۔ تمام اساتذہ چاہے وہ پبلک سیکٹر میں ہوں یا پرائیویٹ سیکٹر میں ہوں گرمیوں کی چھٹیوں میں ان کی کم از کم 20 دن کی سالانہ ٹریننگ کی جائے۔ پرائیویٹ سکولوں کے اساتذہ کی کم از کم تعلیم گریجویشن ہونی چاہئے۔ خصوصی بچوں کو تعلیم دینے والے اساتذہ کی معیاری ٹریننگ کے لئے ملکی و غیر ملکی ماہرین کی خدمات حاصل کی جائیں۔ سمال اینڈ کاٹج انڈسٹری کے لئے مخصوص علاقوں میں خواتین کے لئے انڈسٹریل زون قائم کئے جائیں۔ پنجاب کے بڑے شہروں میں خواتین کے لئے خصوصی طور پر بسیں چلانے کا انتظام کیا جائے۔ میری کوشش تھی کہ میں پانچ منٹ میں اپنی بات کو مکمل کروں اس لئے میں اپنی تقریر کا اختتام ایک شعر سے کرتی ہوں کہ:

میں اس کا دوست ہوں، وہ یہ اعتراف کرتا ہے
مگر باتیں بھی وہ میرے ہی خلاف کرتا ہے
جہاں جاتا ہے کرتا ہے وہ میرا ذکر نفرت سے
یہ اس کی مہربانی ہے مجھے بھی یاد رکھتا ہے

شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔جناب ظہیر الدین خان!

جناب ظہیر الدین خان علیزئی: جناب سپیکر!میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے موقع دیا۔ میں یہاں زراعت کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔زراعت کے لئے13۔ارب روپے ہو یا 22۔ارب روپے ہو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ رقم ناکافی ہے۔ ہمارے ملک کے لئے زراعت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہم نے زراعت کی وجہ سے ہی آگے چلنا ہے۔ ہم اگر اپنے agriculture sector کو ہی مضبوط کر لیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری بہت سی مشکلات حل ہو جائیں گی۔ ہماری 80/70 فیصد آبادی کا انحصار زراعت پر ہے اور وہ اس سے منسلک ہیں۔اس کے علاوہ اور بھی بہت سے طبقات ہیں جو زراعت کے ساتھ منسلک ہیں۔اگر ہمارا کسان، کاشتکار اور زمیندار خوشحال ہو گا تو ہمارا ملک ترقی کر سکتا ہے اور تب ہی کاروباری حضرات بھی ترقی کر سکتے ہیں کیونکہ کاروباری حضرات بھی زراعت کے ساتھ منسلک ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہاں پر میرے بہت سے کاشتکار بھائی بیٹھے ہوئے ہیں اور پچھلی اسمبلی میں بھی بیٹھے تھے لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ زراعت کے ساتھ شروع سے لے کر اب تک ناانصافی ہو رہی ہے۔آپ کے ملک کی 70/80 فیصد آبادی جس چیز پر depend کرتی ہے ہم اس کی طرف توجہ نہیں دے رہے۔22۔ارب روپے ہوں یا13۔ارب روپے مگر یہ زراعت کے لئے بہت معمولی سی رقم ہے۔اگر آپ ٹیکس لگانے کی بات کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ زراعت پر ٹیکس بالکل لگائیں اور ہر چیز پر ٹیکس ہونا چاہئے کیونکہ ہم بھی ٹیکس دینا چاہتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ چیزوں پر ہمیں subsidy دیں۔اگر آپ inputs اور implements کو check کریں تو ہمارے inputs آسمان کو چھو رہے ہیں۔ایک عام کاشتکار کیا بلکہ اچھے خاصے کاشتکار کی purchasing اس کی power سے باہر ہوتی جا رہی ہے چاہے وہ implements ہوں، چاہے inputs ہوں جس میں کھادیں، بیج، ادویات اور سب چیزیں شامل ہیں۔یہاں پر زمیندار حضرات بیٹھے ہوئے ہیں اس لئے آپ سب جانتے ہیں کہ آج کل کاشتکاری کیسے ہو رہی ہے؟ لوڈشیڈنگ کی وجہ سے بہت بُری حالت ہے، ڈیزل پر ٹیوب ویل چل رہے ہیں اور جب بجلی کے bill آتے ہیں تو ہر کاشتکار پریشان ہو جاتا ہے، چاہے ایک normal کاشتکار ہو، چاہے کوئی اچھا ہو۔

جناب سپیکر!secondly میں آپ کی توجہ اس طرف دلوانا چاہتا ہوں کہ یہ ایک المیہ ہے کہ seed policy ابھی تک ہمارے پاس نہیں بنی کیونکہ یہاں پر جعلی بیج کا استعمال ہو رہا ہے جس کی وجہ سے جتنا نقصان کاشتکار کو ہو رہا ہے وہ ہماری سوچ سے بھی باہر ہے۔ سارا سال کاشتکار محنت کرتا ہے لیکن

جعلی بیج کی وجہ سے اسی کاشتکار کا بھٹہ بیٹھ جاتا ہے اور وہیں سے کاشتکار کا استحصال شروع ہوتا ہے۔اس کے بعد میں ایک اور اہم چیز کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ Pesticides Industry میں generic ادویات کو branded کر کے بیچا جا رہا ہے یعنی سستی ادویات کو مہنگا کر کے بیچا جا رہا ہے۔ پچھلے دورِ حکومت سے یہ چیز شروع ہوئی تھی اور پتا نہیں اُن کو کہاں سے لائسنس ملا، وفاق نے یا پنجاب نے اجازت دی ہے لیکن اس پر انکوائری ہونی چاہئے کیونکہ یہ totally غیر قانونی کام ہے۔ ہمارے کاشتکار کے ساتھ یہ بہت بڑی زیادتی ہے کہ generic ادویات کو branded کر کے مہنگے داموں بیچا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں تھوڑی سی صحت پر بات کرنا چاہوں گا اور اپنے ملتان شہر کا بھی ذکر کروں گا کہ صحت کے لئے اربوں روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے۔ ملتان میں نشتر ہسپتال جو بہت بڑا ہسپتال ہے اور پورا جنوبی پنجاب کیا بلکہ K.P.K کا بھی بہت سا حصہ نشتر ہسپتال پر depend کرتا ہے۔ نشتر ہسپتال میں بہت دُور دُور سے مریض آتے ہیں لیکن وہاں پر بھی حالات ٹھیک ہونے کے قابل ہیں لہذا میں یہ چاہوں گا کہ نشتر ہسپتال کی طرف خاص طور پر توجہ دیتے ہوئے Burn Unit کو بہتر working condition میں لایا جائے تاکہ دُور دراز سے آنے والے ہمارے بھائی چاہے وہ ڈی آئی خان سے ہیں اس سے استفادہ حاصل کر سکیں کیونکہ وزیرستان، بھکر اور بنوں سے بھی لوگ آتے ہیں جبکہ جنوبی پنجاب کا بھی سارا بوجھ نشتر ہسپتال پر ہی پڑتا ہے لہذا Burn Unit کو proper condition میں لانا چاہئے۔اسی طرح میں کینسر یونٹ کے حوالے سے ذکر کرنا ضروری سمجھوں گا کہ کینسر یونٹ پچھلے پانچ سال سے زیر التواء ہے جس پر کام نہیں ہو رہا لہذا میں آپ سے request کروں گا کہ مہربانی کر کے کینسر یونٹ کے فنڈز release کئے جائیں تاکہ جنوبی پنجاب کی عوام کینسر یونٹ کا فائدہ اٹھا سکے کیونکہ وہاں پر کینسر کی بیماری بہت عام ہے، وہاں پر دُور دُور سے بے چارے غریب لوگ آتے ہیں اور جب ان کو سہولت نہیں ملتی تب انہیں لاہور اور دوسرے شہروں کا رُخ کرنا پڑتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب ظہیر الدین خان علیزئی: جناب سپیکر! مجھے چند سیکنڈ دیجئے گا۔ میں یہاں پر تھوڑا سا یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ پراپرٹی ٹیکس ہمیشہ لوکل گورنمنٹ وصول کرتی ہے جبکہ ہمارا پراپرٹی ٹیکس ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ وصول کر رہا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ directly یہ لوکل گورنمنٹ کے under ہونا چاہئے اور ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ کے under نہیں ہونا چاہئے۔ میرا ایک چھوٹا سا اور بھی point ہے۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ جو کہہ رہے ہیں ان کو note فرمائیں۔ ذرا خیال کریں۔

جناب ظہیر الدین خان علیزئی: جناب سپیکر! آپ کے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن والے جس طرح کرتے ہیں یہاں سے ہی کرپشن کی جڑ شروع ہوتی ہے۔ اس محکمے کا ایک انسپکٹر ساری category لکھتا ہے اور بغیر کسی سروے اور ثبوت کے لکھتا ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ The time is over now

جناب ظہیر الدین خان علیزئی: جناب سپیکر! ایک point اور میں عرض کرنا چاہوں گا کہ کورٹ کے مطابق 75 سال کے آدمی کی پنشن کو double کر دیا گیا ہے اور تمام صوبوں کے اندر ان کو پنشن جاری بھی کر دی گئی ہے لیکن حکومت پنجاب نے ابھی تک اس کا notification جاری نہیں کیا لہذا یہ بھی کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب محمد ثاقب خورشید!

جناب محمد ثاقب خورشید: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بحث کے لئے floor دیا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد نواز شریف صاحب کی قیادت میں وزیر خزانہ۔۔۔

جناب سپیکر: خورشید صاحب! اپنے آپ کو تھوڑا correct کر لیں۔

جناب محمد ثاقب خورشید: جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے جو بجٹ پیش کیا ہے وہ واقعی ایک عوام دوست بجٹ ہے۔ ہمارے اپوزیشن کے دوستوں کو اس دن سکتہ طاری ہو گیا تھا لیکن جب سے وہ ہوش میں آئے ہیں تب سے انہوں نے ایک روایتی انداز میں تنقید شروع کی ہوئی ہے لہذا میں گزارش کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اُن کو اُن کے حق سے محروم نہیں کر سکتے۔ مہربانی کر کے آپ اپنی بات کریں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد ثاقب خورشید: جناب سپیکر! وہ روایتی انداز میں تنقید کر رہے ہیں۔ یقیناً میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں ولولہ انگیز فیصلے اور ان کے کام کا جادو سَر چڑھ کر بول رہا ہے۔

جناب سپیکر: معزز ممبران! کھانے پینے کا کام باہر کیجئے کیونکہ یہاں بیٹھ کر کھایا نہیں جا سکتا۔ جو ممبران منسٹر صاحبان کی سیٹوں پر بیٹھے ہیں وہ ان کی سیٹیں چھوڑ کر اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف لے جائیں۔ منسٹر صاحب! آپ بھی اپنی سیٹ پر جائیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر زراعت ڈاکٹر فرخ جاوید اپنی سیٹ پر اور منسٹر صاحبان کی سیٹوں پر بیٹھے معزز ممبران اپنی سیٹوں پر تشریف لے گئے)

جناب محمد ثاقب خورشید: جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف کے ولولہ انگیز فیصلے اور ان کے ترقیاتی کاموں کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے جس کی وجہ سے انتخابات کا result آپ سب کے سامنے ہے۔ یہاں یہ راگ الاپا جا رہا ہے کہ جنوبی پنجاب کو محرومی کا احساس ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں 31 فیصد آبادی کے لئے 93۔ارب روپیہ جو رکھا گیا ہے اس میں کسانوں کے لئے بھی پیسے ہیں اور کھیتوں سے لے کر منڈیوں تک جو رقم مختص کی گئی ہے وہ بھی اس میں موجود ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اسی طرح توانائی کے بحران کے حل کے لئے اور کسانوں کو سولر ٹیوب ویل فراہم کرنے کے لئے بھی رقم رکھی گئی ہے جو زراعت کے شعبہ کے لئے ایک اہم پیش رفت ہے۔ اس کے علاوہ میری گزارش ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کا عزم ہے کہ ہم نے تھانہ کلچر اور پٹوار کلچر کو یکسر تبدیل کرنا ہے تو میں یہاں ایک تجویز اور دوں گا کہ اس کے ساتھ ساتھ اگر اسٹامپ فروش کلچر بھی تبدیل کر دیا جائے تو بہتر ہو گا کیونکہ وہ بھی عوام کو لوٹنے کا ایک بہانہ بنے ہوئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: کہیں ذاتی مخالفت تو نہیں ہے؟

جناب محمد ثاقب خورشید: جناب سپیکر! اسٹامپ فروش عوام کو لوٹنے، عوام کے جعلی اور غلط کام کرنے کے کارخانے بنے ہوئے ہیں لہذا ان سے بھی چھٹکارا حاصل کرنا چاہئے۔ اسی طرح مارکیٹ کمیٹیاں بھی ہم پر بوجھ ہیں۔ مارکیٹ کمیٹیاں جو ٹیکس وصول کر رہی ہیں اگر وہ ٹیکس TMA یا ایکسائز ڈیپارٹمنٹ وصول کر لے تو وہ کسی دوسرے شعبے کو merge کر دی جائیں۔ اس کے علاوہ وہاڑی میں لائیو سٹاک کے لئے کوئی خاطر خواہ کام نہیں کیا گیا لہذا میری گزارش ہے کہ لائیو سٹاک کے لئے زیادہ سے زیادہ فنڈز رکھے جائیں جو بجٹ میں مختص بھی کئے گئے ہیں لیکن ہمارے ضلع وہاڑی کے لئے علیحدہ سے فنڈز رکھے جائیں۔ گرلز ڈگری کالج کے لئے ہوسٹل کی ضرورت ہے کیونکہ ہمارے گرلز ڈگری کالج میں اکثر دیہاتی بچیاں اپنی رہائش نہ ہونے کی وجہ سے تعلیم حاصل نہیں کر سکتیں۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ آٹا کے لئے بہت خطیر رقم رکھی گئی جو کہ قابل ستائش بات ہے لیکن اس سلسلے میں رمضان المبارک کے دوران

آٹا حاصل کرنے کے لئے T.M.A کئی مقامات مخصوص کرتی ہے جہاں پر لوگوں کی لائنیں لگ جاتی ہیں۔ اگر 1997 کی طرح کارڈ یا پرچی سسٹم کر دیا جائے اور دیہاتوں کی سطح پر بھی یہی سسٹم کر دیا جائے تو شاید کام صحیح طرح چل سکے کیونکہ ہوٹلوں کے بیرے لائنوں میں لگ کر آٹا حاصل کر لیتے ہیں اور مستحقین بے چارے آٹا حاصل کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ میں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جاوید اختر صاحب!

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا وقت دیا۔ میرا تعلق ملتان شہر سے ہے اور جس آبادی اور حلقے سے میں کامیاب ہوا ہوں الحمد للہ وہاں کے ووٹروں کی آبادی ایک لاکھ 60 ہزار ہے جس میں ایک لاکھ آبادی انصاری برادری کی ہے جو کہ سمال انڈسٹری کا کام کرتی ہے۔ وہ چھوٹے کام کرتے ہیں لیکن لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے انہیں بہت پریشانی ہے کیونکہ جب گیس کی لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے تو وہ بے روزگار ہو جاتے ہیں۔ دس بارہ گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ میں ان کی مزدوری بھی پوری نہیں ہوتی اور ان کے مسائل دن بدن بڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! وہاں پر ایک بیوہ کالونی ہے جسے 30 سال سے مالکانہ حقوق نہیں دیئے گئے اور وہ ویسے ہی وہاں پر پڑے ہیں۔ کچی آبادیوں میں کوئی سڑک اور لیٹرین نہیں ہے جبکہ سیوریج اور پینے کا پانی آپس میں mix up ہو رہا ہے جس سے بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ 23 سال سے (ن) لیگ کی حکومت رہی ہے لیکن اس علاقے میں کوئی کام نہیں کیا گیا۔ الحمد للہ ہم پہلی دفعہ آئے ہیں تو لوگوں نے پچھلی حکومت کے بارے میں کہا کہ یہ حکومت بالکل کوئی کام نہیں کرتی جس کی وجہ سے ہم آئے ہیں۔ ہم نے کہا کہ ہم انشاء اللہ کام کروائیں گے اور اپنے حلقہ کی آواز کو اٹھائیں گے اور دن رات ایک کر دیں گے۔ علاقے کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ان پر توجہ دی جائے کیونکہ یہ علاقہ بہت پسماندہ ہے جہاں پر کوئی ڈسپنسری ہے، پانی کا کوئی فلٹریشن پلانٹ ہے اور نہ ہی اس قسم کی کوئی سہولت۔ ایک لاکھ کی آبادی وہاں پر موجود ہے جنہیں بہت پریشانی ہے۔ سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اس لئے میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ مہربانی کر کے ان معاملات کو جلد از جلد حل کروائیں تاکہ لوگوں کی پریشانیاں دُور ہوں۔

جناب سپیکر! ہم لوگ یہاں بیٹھے ہیں، کام کے لئے آئے ہیں، لاہور میں سیر کرنے کے لئے نہیں آتے جاتے ہیں۔ ہمارے علاقے کے مسائل کو حل کروائیں، آپ کی مہربانی ہو گی اور آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ آپ سے اپیل ہے کہ اسی بجٹ میں اضافہ فرمائیں اور ہمارے علاقے کے مسائل کو مہربانی کر کے حل کروائیں۔ گیس کی لوڈ شیڈنگ نے بھی بڑا تنگ کیا ہوا ہے اور تین تین ماہ تک لوگ بے روزگار

بیٹھے ہوتے ہیں کیونکہ جو مزدور تازہ روٹی اور تازہ مزدوری کماتا ہے وہ بے چارہ تو ایک دن نہیں نکال سکتا تو وہ تین مہینے کیسے فارغ بیٹھے گا؟ تین تین ماہ تک گیس کی سپلائی وہاں پر نہیں ہوتی جو کہ ہمارے لئے بہت بڑا مسئلہ ہے۔ مہربانی کر کے اس مسئلے کو جلد از جلد حل کیا جائے اور ترقیاتی کاموں کو چھوڑ کر انڈسٹری کی طرف توجہ دیں کیونکہ یہ ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ انڈسٹری چلے گی تو مزدور کا چولہا بھی جلے گا اور چولہا جلے گا تو انشاء اللہ خوشحالی آئے گی۔ مہربانی فرما کر ہماری اس اپیل کو نوٹ کر کے اس پر توجہ دیں اور ہمارے علاقے کے مسائل حل کریں۔ وہاں پر ڈسپنسری ہے نہ سکول ہیں۔ وہاں کالونیوں میں پلاٹ ہیں لیکن بچیوں کے لئے سکول نہیں ہیں اس لئے مہربانی کر کے سکول قائم کرنے کے آرڈر کئے جائیں۔ ایک لاکھ کی انصاری برادری کے بچوں کے کھیلنے کے لئے وہاں پر کوئی گراؤنڈ نہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! دیکھیں وہ کتنی اچھی باتیں کر رہے ہیں۔ انہیں توجہ سے سنیں کیونکہ آپ نے ان کا جواب بھی دینا ہے۔ بہت اچھی بات کی ہے۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! ہم یہی چاہتے ہیں کہ اس علاقے پر توجہ دی جائے اور وہاں پر آپ کی توجہ کی بہت ضرورت ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پنجاب کی بہتری کے لئے یہ joint venture ہونی چاہئے۔

(حکومتی اور اپوزیشن بنچوں کی بھی)

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! آپ وہاں کا visit کریں اور علاقے کے مسائل مہربانی کر کے حل کرائیں تاکہ لوگوں نے جو توقعات ہم سے وابستہ کی ہیں ہم ان سے سرخرو ہوں۔ بہت مہربانی، شکریہ

جناب سپیکر: خواجہ عمران نذیر صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔

جناب طارق مسیح گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب طارق مسیح گل: شکریہ۔ جناب سپیکر! شہبازِ پاکستان میاں محمد شہباز شریف سے یہ رابطہ کریں تو خدا کی مہربانی سے ان کے علاقے کے تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: خواجہ عمران نذیر صاحب!۔۔۔ نہیں ہیں۔ محمد سبطین رضا صاحب!

حاجی ملک محمد وحید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔آپ تشریف رکھیں اور ایسا نہ کریں۔ میں آپ کو آخری وارننگ دے رہا ہوں۔جی، سبطین رضا صاحب!

سید محمد سبطین رضا: شکریہ۔جناب سپیکر!سب سے پہلے تو میں بہترین اور متوازن بجٹ پیش کرنے پر حکومت پنجاب، میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور خاص طور پر جنوبی پنجاب کے لئے 32 فیصد حصہ مقرر کرنے پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اگرچہ یہ 32 فیصد حصہ آبادی کے تناسب سے ایک فیصد زائد ہے لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ میاں محمد شہباز شریف کے پچھلے پانچ سالہ دور سے پہلے یہ علاقہ مسلسل نظر انداز ہوتا رہا ہے اور پچھلے چند سالوں میں آنے والے سیلابوں کی وجہ سے بہت زیادہ محرومیوں کا شکار ہو چکا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کوٹے کو 32 فیصد سے بڑھا کر 40 فیصد کر دیا جائے تاکہ وہاں کے لوگوں کا معیار زندگی بھی upper پنجاب کے لوگوں جیسا ہو سکے اور جنوبی پنجاب کے لوگوں کے دلوں میں موجود احساس محرومی ختم ہو سکے۔ گزارش یہی ہے کہ اس کا کوٹا 32 فیصد سے بڑھا کر 40 فیصد کیا جائے۔

جناب سپیکر!میرا تعلق مظفر گڑھ کی پسماندہ تحصیل علی پور سے ہے جسے بنے ہوئے 100 سال کا عرصہ گزر چکا ہے کیونکہ 1926 میں علی پور کو تحصیل کا درجہ حاصل ہوا تھا اور شاید ہی پورے پنجاب میں کوئی دوسری اتنی بد قسمت تحصیل ہو جو 1926 میں تحصیل بنی ہو اور آج تک تحصیل ہی رہی ہو۔ گزارش یہ ہے کہ علی پور کے عوام کا حق ہے کہ تحصیل علی پور کو ضلع کا درجہ دیا جائے اور اس کے لئے باقاعدہ بجٹ مختص کیا جائے کیونکہ یہ ہمارا حق ہے جو کہ ہمیں دیا جائے۔ ہیڈ تونسہ سے نکلنے والی مظفر گڑھ کینال سے مظفر گڑھ سیراب ہوتا ہے۔ 1996 میں ایک ejector silt جس پر صرف 10 سے 15 لاکھ روپے کا خرچہ تھا خراب ہونے کی وجہ سے پوری مظفر گڑھ کینال silt up ہو گئی ہے اس کے silt up ہونے کی وجہ سے نہ صرف کوٹ ادو جو مظفر گڑھ کی تحصیل ہے اس کی نہایت قیمتی زمینیں سیم زدہ اور بنجر ہو چکی ہیں۔اس کے علاوہ ہماری مظفر گڑھ کی نہریں ششماہی ہیں۔ ششماہی نہریں ہونے کے باوجود وہ نہر جس کی capacity نو ہزار کیوسک ہے اب وہ صرف چھ ہزار کیوسک پانی لے رہی ہے۔ایک تو نہریں ششماہی ہیں دوسرا پانی کی کمی ہے جس کی وجہ سے وہاں کے لوگ وارابندی کا شکار ہو گئے ہیں۔ میرے علاقے کے لوگوں کو پورے ایک سال میں صرف دو مہینے پانی دستیاب ہوتا ہے۔ تحصیل علی پور جس کی دو دریاؤں کے درمیان زمین ہے وہاں اگر سیلاب آئے تو سب سے زیادہ ہم متاثر ہوتے ہیں، پانی کی کمی کی وجہ سے ہم ایک ایک بوند کو ترستے ہیں۔ پاکستان کا تحصیل علی پور ایک

California State ہے جس میں ہر پھل کی کاشت ہو جاتی ہے اس سے زیادہ زرخیز خطہ پورے پاکستان میں نہیں ہے اور اس وقت سب سے زیادہ مسئلہ پانی کا ہے۔اس وقت پانی کے مسائل کی وجہ سے زبوں حالی کا شکار بھی یہی علاقہ ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ مظفر گڑھ کینال کو پختہ کیا جائے۔اس کے علاوہ تحصیل علی پور کی نہریں لنڈا، سبائے والا، کھادرا، گھلواں اور چندر بھان کو بھی lining کیا جائے تاکہ یہ مسئلہ حل ہو سکے اور اس کے لئے بجٹ میں رقم مختص کی جائے۔

جناب سپیکر! پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور اس ملک کی 70 فیصد آبادی زراعت سے منسلک ہے۔ پاکستان کی معیشت کا 70 فیصد دار و مدار زراعت پر ہی ہے۔ پاکستان کی ترقی کا راز زراعت کی ترقی میں مضمر ہے۔ زراعت کی ترقی کے لئے اس امر کی نہایت ضرورت ہے کہ زرعی inputs مثلاً کھاد، سپرے اور زرعی مشینری پر سیلز ٹیکس ختم کیا جائے۔ان اشیاء کو سیلز ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے تاکہ زراعت کی ترقی سے پورا ملک ترقی کر سکے۔ میں میاں محمد شہباز شریف کے اس انقلابی قدم کی بھی تعریف کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے سولر ٹیوب ویل کے لئے 7۔ارب 50 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے۔ اللہ رب العزت میاں محمد شہباز شریف کو سولر اور بائیو گیس ٹیوب ویل ہر کسان کے در پر پہنچانے کے اس عزم میں ان کی مدد اور انہیں کامیابی عطا فرمائے۔

جناب سپیکر! زرعی انکم ٹیکس کے بارے میں میری تجویز یہ ہے کہ جو زمیندار بزنس کرتے ہیں اس کو ان پر لاگو کیا جائے۔ جو زمیندار زراعت کا کاروبار کرتے ہیں وہ زرعی انکم ٹیکس دیں۔50 ایکڑ والے اشخاص جو صرف اور صرف زمیندارہ کرتے ہیں اور ان کا کوئی کاروبار نہیں ہے ان کو زرعی انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ جو زمیندار کاروبار کرتے ہیں یا جو کاروباری حضرات اپنے کالے دھن کو سفید کرنے کے لئے کچھ زمینیں لے کر اس سے white money بناتے ہیں ان پر زرعی ٹیکس لگایا جائے لیکن ہم پر یہ ظلم نہ کیا جائے ہم پہلے ہی زبوں حالی کا شکار اور پریشان ہیں۔ براہ مہربانی یہ فرق ہونا چاہئے کہ جو زمیندار بزنس کرتے ہیں یا جو businessman زمینوں کی آڑ میں اپنے کالے دھن کو سفید کرتے ہیں ان پر زرعی ٹیکس لگایا جائے۔ جو صرف زمیندارہ کرتے ہیں اور کوئی کاروبار نہیں کرتے ان کو زرعی انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ میں میاں محمد شہباز شریف کی جنوبی پنجاب کی محبت کے بارے میں تھوڑا سا بتاؤں گا کہ میاں محمد شہباز شریف جنوبی پنجاب سے جو محبت کرتے ہیں اسے وہ اپنا گھر سمجھتے ہیں۔ جس طرح انہوں نے لاہور سے الیکشن لڑا اسی طرح سے جنوبی پنجاب کے ایک علاقے سے بھی لڑا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔بہت شکریہ۔ محترمہ ناہید نعیم!

محترمہ ناہید نعیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میرا تعلق گوجرانوالہ کے ایک دیہاتی علاقے سے ہے اور میں ایک سماجی کارکن ہوں۔ میں اپنے دیہاتوں کے ترقیاتی کام کروانا چاہتی ہوں۔ میں اپنے دیہات کے سب سے اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ صاف پانی نہ آنے کی وجہ سے وہاں پیٹ کی بیماریاں اور موت پھیل رہی ہے۔ جس میں ہیپاٹائٹس (سی) سب سے زیادہ ہے اور اس کا علاج اتنا مہنگا ہے کہ ہر غریب آدمی یہ علاج نہیں کروا سکتا۔ سیوریج اور واٹر سپلائی لائن کے ناکارہ ہونے کی وجہ سے مکس شدہ پانی لوگوں کو پینے کے لئے ملتا ہے جو اس بیماری کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ گوجرانوالہ میں بدقسمتی سے جو فلٹریشن پلانٹس نصب شدہ ہیں ان میں سے اکثر عدم ادائیگی بل اور فلٹر بروقت تبدیل نہ کرنے کی وجہ سے بند پڑے ہیں۔آپ سے درخواست ہے کہ ان مسئلوں پر غور فرمائیں۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ کی بہت مہربانی۔اس سے پہلے کہ میں چودھری اقبال صاحب کو دعوت دوں میں ایک اعلان بھی کرنا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کے کیفے ٹیریا میں کام شروع ہو چکا ہے آپ جو کچھ لینا چاہتے ہیں وہاں سے لے سکتے ہیں۔بہت مہربانی۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر!شکریہ کہ آپ نے مجھے اجازت دی۔اس بجٹ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نئے initiatives لئے گئے ہیں اور لیڈر شپ کی innovation نظر آتی ہے۔اس پر اپوزیشن اعتراض کرتی ہے یہ اعتراض کرنا ان کا حق ہے لیکن جب وہ اچھے کاموں پر اعتراض کرتے ہیں تو ہم بہت حیران ہوتے ہیں۔ ہم لاہور آکر بڑی حسرت سے دیکھتے ہیں کہ میٹرو بس سروس جس کا 27 کلو میٹر کا فاصلہ بنتا ہے اور اس پراجیکٹ کو گیارہ مہینوں میں مکمل کر دیا گیا۔ مجھے ذرا کوئی ایسا لیڈر تو لا کر دکھائے جو گیارہ مہینوں میں اس پراجیکٹ کو مکمل کرا سکے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جہاں پر تنقید کرنے کی باتیں ہیں ان کو prove بھی کرنا چاہئے کیونکہ یہ ہمارا اپنا ایوان ہے اس میں اگر ہم تنقید نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا؟ مثال کے طور پر میں وزیر خزانہ صاحب کو note کرانا چاہوں گا کہ تنخواہ بڑھائی جاتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے کل بھی عرض کی تھی کہ خزانہ صاحب نہیں ہوتا وزیر صاحب ہوتا ہے۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر!میں نے خزانہ صاحب نہیں کہا، میں نے وزیر صاحب کہا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں،آپ نے خزانہ صاحب بھی کہہ دیا ہے۔

چودھری محمد اقبال: اچھا ٹھیک ہے، I am sorry میں وزیر صاحب کو note کرانا چاہتا ہوں کہ یہ تنخواہیں بڑھانے کا رواج ہر سال چل پڑا ہے۔ یہ اچھی بات ہے کہ مہنگائی کو compensate کرنے کے لئے تنخواہیں بڑھائی جاتی ہیں لیکن یہ پروگرام rational نہیں ہے اس لئے rational نہیں ہے کہ جو ملازم دس ہزار روپے تنخواہ لیتا ہے اس کی تنخواہ میں دس فیصد کے حساب سے ایک ہزار روپے کا اضافہ ہوا اور جو ملازم ایک لاکھ روپے تنخواہ لیتا ہے اس کی تنخواہ میں دس ہزار روپے کا اضافہ ہوا۔ مجھے ذرا فار مولا سمجھائیں کہ مہنگائی بڑے افسر کو کم اور چھوٹے کو زیادہ effect کرتی ہے تو پھر اس میں تفریق کیوں رکھی گئی ہے؟ اگر اس کو compensate کرنا ہی ہے تو اس کو برابر compensate کیا جائے بلکہ چھوٹے اہلکار جس کی تنخواہ تھوڑی ہوتی ہے اس کو زیادہ compensate کیا جائے۔ اس میں تفاوت ہے لہذا اس کو note فرمایا جائے۔

جناب سپیکر! بیوہ خواتین کو ٹیکس سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ اگر بیوہ عورت وہ گھر خود استعمال کرتی ہے اور اس میں خود رہتی ہے تو پھر اس کو exempt کر دیا جائے لیکن اگر وہ اس گھر میں نہیں رہتی اس کو کرائے پر دیا ہوا ہے تو اس پر ٹیکس لگایا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ایک بیوہ عورت کے گھر کا ٹیکس معاف کر دیا جائے تو اس سے کیا فرق پڑے گا بلکہ اس سے ایک کرپشن کا راستہ رُک جائے گا کیونکہ جب محکمہ کے ملازمین جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ آپ نے دو کمرے کرائے پر دیئے ہوئے ہیں اس لئے آپ پر سارے گھر کا ٹیکس لگے گا۔ اس قسم کی چھوٹی چھوٹی bottlenecks کو دور کیا جانا چاہیئے۔

جناب سپیکر! حکومت نے جو اچھے initiatives لئے ہیں میں ان کی بھی ضرور تعریف کروں گا۔ مثال کے طور پر Citizen Service Facilitation Centre یہ ایسا relief giving programme ہے جس میں عوام الناس کو پورے صوبہ میں بہت فائدہ پہنچ رہا ہے۔ اس میں بہت سے پروگرام قابل عمل ہو گئے ہیں اور ان پر عمل ہو رہا ہے اور باقی پر کام جاری ہے۔ اس کے علاوہ جو ریونیو ریکارڈ computerize ہو رہا ہے، ابھی یہاں پر ایک دوست نے اعتراض کیا تھا کہ ریونیو ریکارڈ computerize ہو رہا ہے اس پر کوئی کام نہیں کیا گیا۔ میرا تعلق گوجرانوالہ سے ہے جو میرے فاضل دوست گوجرانوالہ کے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ آپ کو بتائیں گے کہ وہاں پر computer centre کام کر رہا ہے اور بڑی کامیابی سے چل رہا ہے اور باقی مرحلہ وار پورے پنجاب میں چلایا جا رہا ہے تاکہ پٹواری

کلچر سے جان چھوٹ جائے۔ بالخصوص چھوٹے زمیندار اور چھوٹے کاشتکار کی جان چھوٹے جو پٹواری کے clutch میں ہر وقت رہتا ہے۔ یہ ایسے initiatives ہیں جن کی تعریف ہونی چاہئے نہ کہ تنقید ہونی چاہئے۔ ہیلتھ انشورنس کی عام آدمی کی بہت اہم ضرورت تھی جو پوری کر دی گئی ہے اور اس سے زیادہ بہتر سہولت میرا خیال ہے کہ دی نہیں جا سکتی۔

جناب سپیکر! میں زراعت پر بات کروں گا کہ Punjab irrigation Agriculture Productivity Improvement Project جو کہ 36۔ارب روپے مالیت کا پروگرام ہے شروع کیا گیا ہے۔ اس میں زمیندار کو آسانی پیدا کرنے کے لئے ہر قسم کے پروگرام ہیں جن میں laser levelling ہے، کھالے پکے کرنے کا پروگرام ہے اور ہر طرح کی سہولت زمیندار کو دی گئی ہے۔ یہ بہت اچھا پروگرام ہے اس پر میں وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے یہ شروع کرایا ہے اور انہوں نے اس پر کام جاری رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے اور نیا بجٹ بھی دیا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ بائیو گیس اور شمسی توانائی سے ملنے والے ٹیوب ویل جن کے لئے 7۔ارب 50 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے یہ بہت اعلیٰ initiative ہے کیونکہ زمیندار بجلی کے بل دینے کے قابل نہیں رہا، اتنی مہنگائی ہے، اتنا ڈیزل مہنگا ہے کہ وہ بے چارہ پس گیا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھی بات ہے۔ اس میں ایک نئی چیز میں ذرا وزیر صاحب کو note کروانا چاہوں گا کہ پاکستان اور صوبہ پنجاب میں جس تناسب سے آبادی بڑھ رہی ہے کسی وقت بھی ملک میں خوراک کا مسئلہ بن سکتا ہے اس لئے ہمیں نئے avenue start کرنے چاہئیں اور وہ کس طرح ہو سکتے ہیں، چولستان، تھل اور torrents Hill کے جو علاقے ڈی جی خان اور راجن پور میں ہیں ان کو آباد کرنے کا پروگرام مرحلہ وار شروع کیا جا سکتا ہے۔ وہ اس طرح سے کیا جا سکتا ہے کہ private and public partnership سے بھی شروع کیا جا سکتا ہے اور حکومت خود بھی initiative لے کر شروع کر سکتی ہے۔ میں آپ کو عرض کرنا چاہوں گا کہ دنیا میں یہ کام کیسے ہو رہا ہے مثلاً چائنا میں Gobi Desert کو آباد کر کے وہاں پر Cotton اور Tomato کاشت کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ دنیا میں کیا کیا initiatives لئے جا رہے ہیں کہ Sallie Desert اسرائیل اور مصر میں پھل اور سبزیاں پیدا کر رہا ہے۔ راجستھان میں جو Desert ہے وہاں پھل، سبزیاں اور آئل سیڈ پیدا کیا جا رہا ہے یہ تو ہمارا ہمسایہ ملک ہے اس سے ہمیں کچھ سیکھنا چاہئے۔ ہمیں زراعت کو strength کرنے کے لئے کام کرنا چاہئے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں دو، چار proposals وزیر صاحب کو لکھوانا چاہوں گا۔

جناب سپیکر! پنجاب میں ایگریکلچر پالیسی کو مزید strengthen کرنے اور production productivity enhancement programme for wheat, rice, maize and cotton crop. ہونا چاہئے۔ یہ پنجاب کی major crops ہیں اگر ان میں فی من ایکڑ کا بھی اضافہ ہو جائے گا تو ہماری معیشت پاؤں پر کھڑی ہو سکتی ہے۔ ایگریکلچر واحد field ہے جو ہمیں boost up کر سکتی ہے، ہماری اکانومی کو سہارا دے سکتی ہے بلکہ بڑی جلدی سہارا دے سکتی ہے اور یہ بہت جلد result دینے والی field ہے۔اس کے علاوہ development of cultural waste in Pothohar جو میں نے پہلے عرض کر دیا ہے اس کو اس طرح Thal, Cholistan, Hill torrents area سے کیا جا سکتا ہے کہ:

Mega project of one million acre of culturable waste planned through mechanize agriculture.

جناب سپیکر! پھر یہ ہے کہ:

Shift from characterization to mechanization through research development sowing irrigation, plant protection, harvesting, processing equipment.

اس کے علاوہ

Focus on low cost newable water and energy development technology.

اس میں folk storage ہو سکتا ہے، rain water harvesting ہو سکتی ہے، dig wells ہو سکتے ہیں Mini Dams ہو سکتے ہیں اور Small Dams command area development programmes ہو سکتے ہیں۔ پھر اس کے علاوہ جو وزیر اعلیٰ صاحب نے اعلان کیا ہے اس میں solar and bio energy cost effective technology ہیں وہ لائی جا سکتی ہیں۔ Low cost laser equipment sowing residue to management and drip irrigation equipment for small forms دی جا سکتی ہیں۔اس کے علاوہ mechanization, bulldozers, reactivation of field and side circumstances دی جا سکتی ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر!آپ گھنٹی بجا رہے ہیں اس لئے میں اب اس کو wind up کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں تو گھنٹی نہیں بجاتا، گھنٹی جہاں سے بجتی ہے وہ بج رہی ہے ادھر ٹائم fix ہوتا ہے۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر!میں wind up کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: مہربانی، بہت شکریہ

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر!میں صرف ایک شعر کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں کیونکہ یہاں پر ہمارے فاضل لیڈر آف اپوزیشن نے ہمارے اوپر طنز کر کے ایک شعر پڑھا تھا۔انہوں نے فرمایا تھا کہ:

تیرا ملنا خوشی کی بات سہی
تجھ سے مل کر اداس رہتا ہوں

جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ صاحب اور ہمارے درمیان یہ انہوں نے ایک طنز کی تھی۔ میں ان سے بڑا محبت بھرا شعر کہنا چاہتا ہوں۔ وہ چلے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ تشریف نہیں رکھتے۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر!میں شعر عرض کرتا ہوں کہ:

ہم فقیروں سے دوستی کرلو
گر سکھا دیں گے بادشاہی کے
بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔احمد شاہ کھگہ صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں سب سے پہلے آپ اور اپنے معزز ایوان کے ممبران کو اس الیکشن میں کامیابی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اس کے بعد میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرا تعلق ضلع پاکپتن سے ہے جو ایک پسماندہ ضلع ہے۔ اس حکومت کی طرف سے ایک اچھا اقدام اٹھایا گیا ہے کہ ہمارے ضلع کو دو وزارتیں دے کر نمائندگی دی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا اقدام ہے اور میں امید کرتا ہوں اپنے دونوں وزیر صاحبان سے کہ وہ پاکپتن کی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے بہت زیادہ محنت کریں گے اور بہت ساری کاوشوں سے پاکپتن کو ترقی دلائیں گے ۔ اس کے بعد میں زرعی انکم ٹیکس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں وزیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کی

تفصیلات بتائیں کہ یہ جو زرعی ٹیکس لگانے کی بات ہو رہی ہے یہ کون سے طبقے پر ہے ساڑھے بارہ ایکڑ سے نیچے ہے ؟اس سے اوپر تو پہلے ہی لگا ہوا ہے کیونکہ زمیندار تو پہلے ہی بڑی مشکل سے اپنا گزارہ کر رہا ہے اور پہلے بھی ٹیکس دے رہا ہے۔ میں وضاحت چاہوں گا کہ کون سا طبقہ اب اس زرعی ٹیکس کا شکار ہونے والا ہے۔

جناب سپیکر! میں صحت کے بارے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ پینے کا پانی صحت کے لئے بہت ضروری ہے اور میرے حلقے میں تقریباً تین سو گاؤں ہیں۔ میری گزارش ہو گی کہ جہاں اور بہت سارے اچھے کام آپ کی حکومت کر رہی ہے اس بجٹ میں ضلع پاکپتن اور خاص طور پر میرے حلقے میں کم از کم پچاس گاؤں کو واٹر سپلائی، پینے کا پانی مہیا فرمائیں تو مہربانی ہو گی۔ میرا علاقہ چونکہ دیہاتی ہے، ہمارے وزیر زراعت بھی بیٹھے ہیں اور میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے بھی علم میں ہے کہ وہاں پر ایک پاکپتن کبیر والا روڈ ہے جو تقریباً20 سے 25 کلو میٹر تک ہے اُس کے اوپر تقریباً70 دیہات آتے ہیں اور وہ سڑک اتنی ٹوٹ چکی ہے کہ اگر کسی بیمار آدمی کو شہر آنا پڑے تو وہ بمشکل ہی پہنچتا ہے۔ وہ سڑک ڈسٹرکٹ ساہیوال تحصیل عارف والا اور پاکپتن کو link کرتی ہے۔ میری جناب وزیر خزانہ سے گزارش ہو گی کہ جہاں میٹرو بس سروس کا گیارہ ماہ میں اچھا کام کیا گیا ہے اور ماشاء اللہ اچھا اقدام ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کی زکواۃ ہی دی جائے اور اس سڑک کو اسی سال مکمل کیا جائے، بے شک ہمارے وزراء صاحبان اپنی تختی بھی لگوائیں اور افتتاح بھی کریں تاکہ علاقے کی بہتری ہو سکے۔ اس کے بعد یہ جو پانچ مرلہ گھروں پر ٹیکس لگانے کی بات کی گئی ہے یہ بھی نامناسب ہے کیونکہ پانچ مرلے کا گھر بمشکل جو گزارہ کرتا ہے وہی بناتا ہے۔ دو کنال، چار کنال یا اس سے اوپر جو یک وقتی بات کی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یک وقتی کی بجائے چار کنال سے اوپر جتنی رہائشی کوٹھیاں ہیں ان کو ہر سال ٹیکس لگایا جائے کیونکہ وہ afford کر سکتے ہیں لیکن ہم زمیندار نہیں کر سکتے اور چھوٹا نوکری والا آدمی بھی afford نہیں کر سکتا۔ براہ مہربانی پانچ مرلے کے گھر کو ٹیکس معاف فرمایا جائے اور بڑے گھروں پر ٹیکس لگایا جائے۔ ہمارا ایک قصبہ ملکہ ہانس جو حضرت وارث شاہ صاحب کے نام سے بہت مشہور ہے اور بڑا پرانا قصبہ ہے اس کی آبادی تقریباً ایک لاکھ ہے۔ میں وزیر تعلیم سے گزارش کروں گا کہ وہاں بوائز اور گرلز ڈگری کالج نہیں ہیں لہذا ڈگری کالج بنوائے جائیں اور یہ بھی اسی سال کے بجٹ میں رکھا جائے، جناب کی نوازش ہو گی۔

جناب سپیکر! کسانوں کے حوالے سے بات کروں گا۔ ہمارے کسان بھائیوں نے پچھلی حکومت سے billing کے بارے میں معاہدہ کیا تھا۔ اب ماشاء اللہ الحمد للہ مرکز اور پنجاب میں مسلم لیگ (ن) کی

حکومت ہے تو میں گزارش کروں گا کہ ان معاہدوں کی تعمیل کی جائے اور ان کو ریلیف دیا جائے کیونکہ ہمارا کسان پہلے ہی بہت پِس چکا ہے۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو زمیندار ساڑھے بارہ ایکڑ سے لے کر 100 ایکڑ تک کا مالک ہے۔ 100 ایکڑ والا زمیندار 12 ایکڑ والے زمیندار سے بھی زیادہ مظلوم ہے کیونکہ 12 ایکڑ کا آدمی خود پانی بھی لگاتا ہے، ہل بھی چلاتا ہے اور سپرے بھی کرتا ہے۔ اس سے اوپر جو چار پانچ مربع کا مالک ہے اس کو چار پانچ نوکر رکھنے پڑتے ہیں بیشک اس کی پراپرٹی دس کروڑ کی ہے لیکن اس کی سالانہ انکم 20 لاکھ سے زیادہ نہیں ہے۔ اس کے مقابلے میں اگر شہر کا کوئی دُکاندار ہے مثلاً سلیم فیبرکس والے ہیں اگر انہوں نے دس کروڑ روپے کا مال رکھا ہوا ہے تو اس کے ساتھ ان کی سالانہ آمدن بھی دس کروڑ روپے ہو گی۔ اس حوالے سے میری گزارش ہے کہ ایک کمیٹی بنائی جائے تاکہ اس غریب کسان، زمیندار اور کاشتکار کے بارے میں کوئی اچھا فیصلہ کیا جائے۔ ہم سے بھی دلائل لئے جائیں اور وہ بھی دیں۔ ٹائم کی کمی کے باعث میں یہاں پر اختتام کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بھی شکریہ۔

محترمہ سلمیٰ شاہین بٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

محترمہ سلمیٰ شاہین بٹ: جی، جناب سپیکر! میں ایک بات عرض کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں! آپ خود خیال کریں۔

محترمہ سلمیٰ شاہین بٹ: جناب سپیکر! میں نے کوئی ایسی بات نہیں کرنی، میں مختصر سی بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: مجھے اب کیا پتا کہ آپ نے کیا بات کرنی ہے؟

محترمہ سلمیٰ شاہین بٹ: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ محترم اپوزیشن لیڈر یہ کہہ رہے تھے کہ ایوان میں وزیر خزانہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ ایسی بات نہ کریں۔ آپ کی مہربانی۔

محترمہ سلمیٰ شاہین بٹ: تو اب وہ خود بھی موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ بس میں نے آپ کی بات سُن لی ہے۔ جی، محمد وحید گل!

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اچھی بات کریں گے تو سُنوں گا ورنہ پھر دیکھ لیں۔ایک implementationہو جائے گی پھر نہ کہنا۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! اچھی بات کروں گا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل ایوان میں جو واقعہ ہوا ہے اگر میرے رویہ سے کسی کو تکلیف پہنچی ہے تو میں اس کے لئے معذرت کرتا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں اپوزیشن بنچوں سے بھی توقع کرتا ہوں کہ وہاں سے بھی کوئی چیز ایسی نہیں ہو گی جو ماحول کو خراب کرنے کا باعث بنے گی، ہمیں مل کر اس ایوان کو چلانا ہے۔

جناب سپیکر: شاباش۔ میاں صاحب!.good very جی، حاجی ملک محمد وحید صاحب!

حاجی ملک محمد وحید: نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریمo اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمo بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے پانچ منٹ کے ٹائم کی پابندی کو حکماً شروع کیا کہ جب پانچ منٹ ہوں، گھنٹی بجے اور تقریر ختم ہو جائے تو میں پانچ منٹ میں بجٹ کے حوالے سے اپنی تمام تر باتوں کو کوزے میں بند کرنا چاہتا ہوں اور مختصر کر کے آج اس ایوان میں جس میں تمام اشرافیہ بیٹھے ہوئے ہیں ان کی موجودگی میں، پچھلے تمام پراجیکٹس پر جو اس کتاب میں بہت خوبصورت انداز میں لکھے گئے ہیں ان پر بات کرنا چاہتا ہوں اور آج خلق خُدا کی آواز کو یہاں پر بُلند کرتے ہوئے حقیقت پر مبنی وہ بات کرنا چاہتا ہوں جس کو کوئی جُھٹلا نہیں سکتا۔ چاہے تنقید برائے تنقید کی سیاست ہو، اپوزیشن لیڈر صاحب کو اور ان کی ٹیم کو حق پہنچتا ہے کہ وہ تنقید کریں اس میں کوئی شک نہیں، وہ بات کر سکتے ہیں لیکن میں خلق خدا کی بات کرنا چاہتا ہوں جس کے نتیجے میں آج آپ دیکھیں خلق خُدا جو میرے رَب کی زباں ہوتی ہے اگر خلق کی زباں ہے تو میرے رَب کا دیا ہوا فیصلہ آج اس بات کی تصدیق کر رہا ہے اور میرے قائد میاں محمد شہباز شریف کی پنجاب کے لئے جو انتھک کوششیں تھیں آج اس کا ثبوت یہ ایوان پیش کر رہا ہے کہ تین سو ممبران کی تعداد کو خلق خدا نے اس ایوان میں بھیجا ہے۔ میں بات کرنا چاہوں گا ان تمام پراجیکٹس پر جو پہلے سے شروع ہوئے، پروان چڑھے اور اللہ کے فضل و کرم سے ہمیں عزت بخشی گئی ان عوام الناس کی طرف سے جنہوں نے اس تپتی دھوپ میں لائنوں میں لگ کر صرف ایک بہترین ایڈمنسٹریشن کے طور پر پورے پنجاب میں تہلکہ مچایا اور تعمیر و ترقی کے جال بچھائے اور عوام الناس کے دِلوں میں گھر کیا اور آج نتیجہ یہ ہے کہ ہمیں فخر ہے

کہ ہمارا تعلق مسلم لیگ (ن) سے ہے اور فخر ہے کہ چھوٹے میاں تو چھوٹے میاں انشاء اللہ اب بڑے میاں بھی میدان میں آچکے ہیں۔آج ہم صرف پنجاب ہی کی بات نہیں کریں گے،آج ہم پاکستان کی بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔اللہ کے فضل وکرم سے پنجاب کا بجٹ تو ان تمام تر خوبیوں کے ساتھ میں آج اپنے ہاتھ میں تھامے آپ کے سامنے کھڑا ہوں بلکہ قومی اسمبلی کے بجٹ کو بھی اُٹھا کر دیکھیں یہ جب آگے چلیں گے،ان پر کام ہو گا تو پھر اللہ کے فضل وکرم سے جس طرح آج یہ ایوان بھرا پڑا ہے آئندہ الیکشن میں قومی اسمبلی کا ایوان بھی بھرا پڑا ہو گا۔میں دعا گو ہوں اپنے قائدین کے لئے کہ انہوں نے ایک عام غریب سے لے کر امیر تک تمام کو مدنظر رکھتے ہوئے بجٹ بنایا اور اب جو نئے کام شروع کئے ہیں،اس میں نئے پراجیکٹس شامل کئے ہیں میں ان پر بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر!سب سے پہلے صحت کے حوالے سے بات کروں گا۔ایک غریب کا بچہ،ایک یتیم بچہ،ایک بیوہ جس کے گھر کی چھت بھی گرنے والی ہو وہ بیمار ہو جائے تو وہ کیا کرے گی؟وہ ایک مسیحا کی تلاش میں رہے گی تو آج مسیحا نے ہیلتھ انشورنس کارڈ اس تک پہنچا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ اب یہ دِن چھٹ جائیں گے اور وہ مسیحا اللہ کے فضل وکرم سے میرے قائد میاں محمد شہباز شریف کی صورت میں وہاں پر پہنچ گیا ہے۔اب وہ لوگ بہترین سے بہترین ہسپتال میں جائیں گے اور اپنے علاج معالجہ کے لئے وہاں سے مستفید ہو کر آئیں گے۔میں صحت کے بعد ڈینگی پر بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔آپ نے دیکھا ہو گا وہ دن،وہ رات جس میں ہر آدمی سکھ اور چین کی نیند سوتا ہے آپ بھی گواہ ہیں جب ڈینگی کی وباء نے ہمیں تھام لیا تھا تو میرے قائد میاں محمد شہباز شریف نے دن رات کی کوششوں سے ڈیڑھ سال میں ڈینگی ختم کر دیا۔یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے۔پچیس سال سے سری لنکا اس مرض سے،اس وباء سے جنگ لڑ رہا تھا تو وہ میرے قائد میاں محمد شہباز شریف کی تعریف کر کے جاتا ہے تو میں بھی اپنے بھائیوں سے کہتا ہوں کہ جو اچھا کام ہو گا اس کی تعریف ضرور ہو گی،اگر آپ نہیں کریں گے تو وہ خلق خدا کرے گی۔میں صرف اسی طرح دو باتیں کوزے میں بند کرنا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دیں گے اور میری یہ بہنیں اور بھائی اجازت دیں گے تو کروں گا ورنہ ٹھہر جاؤں گا کیونکہ میں بھی وقت کا پابند ہوں۔سولر سسٹم کی بات ہوتی ہے،جب علم کی شمع بجھ رہی تھی،میرے قائد میاں محمد شہباز شریف نے طلباء وطالبات کی ان مشکلات کو مدنظر رکھا کہ علم کی شمع کو کیسے روشن کیا جائے تو قائد محترم نے سولر سسٹم ان تک پہنچایا اور علم کی شمع کو روشن کیا۔

جناب سپیکر:آپ کی مہربانی۔

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر!آخری بات، میں آپ کا ٹائم نہیں ضائع کروں گا۔ میں میٹرو بس کے حوالے سے بات کرتا ہوں۔ میرے بھائیوں نے کہا کہ اس سے صرف ایک فیصد لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ خدا کی قسم!میں وہاں پر گیا تو ایک غریب بچہ جو اس بس میں بیٹھا تھا اور وہ بہت خوش تھا کہ بیس روپے کا ٹکٹ ہے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر! میری بات سُنیں۔ میں آخری بات میٹرو بس کے حوالے سے کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ Thank you my dear.

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جنگلہ بس نہیں ہے، اس سے بہت سے لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب!آپ کا بہت شکریہ، بڑی مہربانی۔ جی، محترمہ شُنیلا رُوت!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں نے Monday کے لئے نام دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ Monday کو تقریر کریں گی، ٹھیک ہے، آپ کی مرضی۔ جی، محترمہ نسیم لودھی!

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: No Sir, thank you. میں نے floor اُدھر دے دیا ہے، آپ کی بڑی مہربانی۔ جی، محترمہ نسیم لودھی!

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ کی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو اس کامیاب اور متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ ملکی حالات ایسے ہیں کہ آئی ایم ایف کے بوجھ تلے، اس کے قرض کے بوجھ تلے پاکستان دبا ہوا ہے اور غریبوں کو غربت بہا کر لئے جا رہی ہے۔ ان حالات میں پنجاب کا مثالی اور ترقیاتی بجٹ پیش کرنا ناممکن تھا۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ تو پرانی ممبر ہیں hints تو آپ لے سکتی ہیں لیکن لکھی ہوئی تقریر پڑھنا ٹھیک نہیں۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب والا!میں points دیکھ رہی ہوں۔

جناب سپیکر: جی،points دیکھ لیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا!اگر آپ اجازت دیں تو وہ لکھی ہوئی تقریر بھی پڑھ سکتی ہیں اور rules میں یہ بات موجود ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب والا!میں آپ سے اجازت لے رہی ہوں اور میں points ہی دیکھ رہی تھی لیکن اس کے باوجود غریبوں کو غربت بھا کر لے جا رہی ہے۔آئی ایم ایف کے بوجھ تلے بھی دبے ہوئے ہیں لیکن ان حالات میں ایسا بجٹ پیش کرنا ایک کارنامہ ہے۔خادم اعلیٰ پنجاب کا یہ vision ہے کہ:

وطن کو چمنستان بنا کر چھوڑوں گا
اس کی صبح کو خنداں بنا کر چھوڑوں گا

جناب سپیکر!ہماری ملکی آبادی کی خواتین جس کا تناسب 52 فیصد سے زائد ہے اسے اکثر قومی دھارے سے دور رکھا گیا جس کی وجہ سے ان خواتین کو ساتھ رکھ کر ہم جتنی ترقی کر سکتے تھے وہ نہ کر سکے۔خواتین کے حوالے سے میں یہ بات کروں گی کہ یہ حکومت صدقِ دل سے خواتین کے مسائل کو حل کرنے کے لئے کوشاں ہے بلکہ انہوں نے تو ایک اچھی خاصی کو شش کر ڈالی حالانکہ خواتین جو ہوتی ہیں، میں یہ ضرور کہوں گی کہ پُل بنتے ہیں تو مرد اس کو cross کرتے ہیں تو خواتین بھی وہیں سے گزرتی ہیں، میٹرو بس چلتی ہے تو اگر مرد حضرات اسے استعمال کرتے ہیں تو خواتین بھی اسے استعمال کرتی ہیں، جہازوں پر بھی بیٹھتی ہیں، مردوں کے شانہ بشانہ کھیتی باڑی بھی کرتی ہیں لیکن پھر بھی ان کی ترقی کے لئے الگ محکمے بنا دیئے گئے ہیں۔خواتین کی بہبود کے لئے 25۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں، یہ خادم اعلیٰ کی فراست، دانش اور محبت کا نتیجہ ہے۔پنجاب میں دیہی خواتین کی خود کفالت کے لئے مال مویشی خرید کر دیئے جائیں گے۔اس سے گاؤں کی وہ خواتین جو کسمپرسی کی حالت میں ہوتی ہیں اس سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکیں گی اور اس ایک ہزار روپے کے لئے جو مہینہ بھر ڈاکیا کی راہ دیکھتی تھیں اب وہ نہ

دیکھیں گی بلکہ اس ایک ہزار روپے کی بھیک کو وہ مسترد کر سکیں گی اور خود کو خودداری کی زندگی اور عزت کی زندگی دے سکیں گی۔

جناب سپیکر: محترمہ ٹائم ختم ہے، مہربانی کر کے دو تین سیکنڈ میں wind up کر لیں۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب والا! خادم اعلیٰ کے اس اقدام کو میں بہت سراہتی ہوں۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ جی، محترمہ فائزہ احمد ملک!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جس دن فیڈرل بجٹ پیش ہوا تھا اس دن گھی، چائے، آٹے اور چکن کی قیمتوں میں اضافہ ہو گیا۔ جو پرائس کنٹرول کمیٹیاں تھیں، میں آپ کے توسط سے محترم وزیر خزانہ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پرائس کنٹرول کمیٹیوں نے کوئی ایکشن نہیں لیا۔ آج حالات یہ ہیں کہ فیڈرل بجٹ میں اور نہ ہی ہمارے پنجاب کے بجٹ میں اشیائے خوردنی کی چیزوں پر کوئی ٹیکس لگایا گیا ہے لیکن practically market کے اندر تمام چیزوں کے ریٹ بڑھ گئے ہیں۔ میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ محترم وزیر خزانہ کے through تمام DCOs کو آج ہی یہ message دیں کہ یہ پرائس کنٹرول کمیٹیاں کہاں سو رہی ہیں، میں ذمہ داری سے یہ بات کر رہا ہوں کہ انہوں نے طوفان مچایا ہے اور لوگوں کو لوٹنا شروع کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر خزانہ! ان کی بات کا فوری طور پر نوٹس لیں۔ بہت مہربانی valid point of order ہے۔ جی، محترمہ فائزہ احمد ملک!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے آپ کو سو موار کے لئے نام لکھ کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے بھی سو موار کے لئے کہا ہے لیکن مجھے تو نہیں بتایا گیا، آپ کی مرضی ہے۔ جی، محترمہ مدیحہ رانا!

محترمہ مدیحہ خان: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم o بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپنے قائدین مسلم لیگ (ن) وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ پنجاب میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ان نامساعد حالات کے باوجود بھی اتنا غریب دوست اور اتنا متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

موجودہ بجٹ ہمارے قائدین کی حُب الوطنی اور عوامی خدمات سے سرشار vision کی عکاسی ہے۔ موجودہ بجٹ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ نہ صرف ہمارے قائدین میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد

شہباز شریف کو عوام جن مسائل سے دو چار ہیں ان کا مکمل ادراک ہے بلکہ وہ ان مسائل سے نمٹنے کے لئے شب و روز محنت کر رہے ہیں۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ بجٹ مالی سال 14-2013 میں ڈویلپمنٹ فنڈز کے لئے 290۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے اور میرے لئے آج یہ بات باعثِ افتخار ہے کہ اس 290۔ارب روپے کی رقم میں سے جو کہ ماضی کے بالکل برعکس ہے تقریباً 93۔ارب روپے یعنی کہ 32 فیصد حصہ جنوبی پنجاب کی محرومیوں کے ازالہ کے لئے مختص کر دیا گیا ہے۔ یہ بات بھی کرتی چلوں جیسا کہ یہاں پر پنجاب میں ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے vision کے مطابق سب سے زیادہ اور اوّلین ترجیح شعبہ تعلیم کو دی جا رہی ہے۔ شعبہ تعلیم کے حوالے سے 72۔ارب 7 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ میں یہاں پر تقریباً دو دن سے ایک discussion سن رہی ہوں جو کہ دانش سکول کے حوالے سے ہے، میں اپنی اپوزیشن کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہنا چاہوں گی کہ جو خود بیکن ہاؤس جیسی school chain کے owner ہیں وہ یہ کیسے برداشت کریں گے کہ غریب عوام کے بچے بھی ان کے بچوں کی طرح دانش سکولوں میں اعلیٰ تعلیم سے آراستہ ہوں۔ وہ لوگ جو کہ لینڈ کروزر میں ایوان میں تشریف لاتے ہیں وہ کیا جانیں کہ جب میٹرو بس میں مڈل کلاس طبقے کے لوگ یا غریب عوام سفر کرتے ہیں تو ان کے دِل پر اس وقت کیا عالم ہوتا ہے، وہ ہماری حکومت پنجاب کو کیا دعائیں دیتے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

وہ لوگ جو کہ ہمارے سیاسی مخالفین ہیں کل یہ discuss کر رہے تھے کہ چار کنال کے جو گھر ہیں ان پر ٹیکس نہیں لگنا چاہئے۔ یہ ہو گیا، وہ ہو گیا، [******] جب میڈیا نے یہ چیز دکھائی کہ وہ لوگ جن کے سر پر چھت ہے، پہننے کے لئے کپڑے ہیں اور نہ ہی کھانے کے لئے روٹی ہے وہ لوگ پچھلی حکومت کی نااہلی کی وجہ سے اپنے بچے تک فروخت کرنے پر آ چکے تھے، اس وقت ان لوگوں کے دل نہیں دُکھے اور وہ لوگ جو کہ مڈل کلاس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں، جب آشیانہ سکیم میں اپنے گھر بنائیں گے تو اس وقت ان کے دل کی کیا حالت ہو گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

بہر حال بات کو مختصر کرتے ہوئے میں یہ کہوں گی کہ چاہے ہمارے اپوزیشن کے بہن بھائیوں کو اس متوازن بجٹ میں کوئی اچھائی نظر آئے یا نہ آئے میں کہوں گی کہ انشاء اللہ عوام اس بجٹ کو سراہے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ اس بجٹ میں رہتے ہوئے ہم پاکستان مسلم لیگ (ن) کے banner تلے پاکستان کو دنیا کا ایشیئن ٹائیگر بنائیں گے۔ میں یہ بات ایک شعر کے ذریعے کہوں گی:

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ صفحہ نمبر 234 کارروائی سے حذف کئے گئے۔

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
ہم نے تو دِل جلا کر سر عام رکھ دیا
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں تعلیم کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں کہ اس وقت ہمارا ملک پاکستان توانائی کے بحران سے دوچار ہے ہم نے بارہا دفعہ کوششیں کیں کہ ہم سابقاوفاقی حکومت کے ساتھ مل کر توانائی کے بحران سے نکلیں لیکن ان کا تعاون حاصل نہ ہو سکا۔ توانائی کے اس بحران سے سب سے زیادہ سٹوڈنٹ طبقہ متاثر ہوا ہے، ہم نے ان کے لئے سولر سسٹم فراہم کیا۔اگر یہ ہماری غلطی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب حکومت یہ غلطی بار بار کرتی رہے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ ان کو نہیں بلکہ مجھے address کریں۔آپ کی مہربانی۔آرڈر پلیز۔

محترمہ مدیحہ خان: جناب سپیکر! یہاں پر برگر فیملی سے related ہمارے جتنے بھی لوگ ہیں ان کو یہ بتانا چاہوں گی کہ شاید وہ کبھی بھی اس چیز کا اندازہ نہیں لگا سکتے کہ لوگ یہاں پر ایک سادہ روٹی کو ترس رہے ہیں اور میں میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں جنہوں نے 28۔ارب روپے آٹے کے لئے مختص کئے ہیں تاکہ عوام کو کم قیمت پر آٹا مل سکے۔بہت شکریہ۔

سید عبدالعلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ اپنی سیٹ پر تشریف لے جائیں۔اس کے بعد مجھ سے بات کریں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! محترمہ نے برگر فیملی کا ذکر کیا ہے۔یہ کیا ہے، مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی؟

جناب سپیکر:.No point of order جدھر آپ کی سیٹ ہے اس پر تشریف لے جائیں۔مہربانی، ایسے نہ کریں۔اگلے مقرر محمد آصف محمود صاحب!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR SPEAKER: No.

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا ہمارا right ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا کون سا right ہے، کیا right ہے؟

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا right ہے۔

جناب سپیکر: اگر point of order valid ہوگا تو میں سن لوں گا ورنہ نہیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! محترمہ نے غیر پارلیمانی الفاظ کا استعمال کیا ہے۔

جناب سپیکر: کون سے الفاظ؟

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: انہوں نے کہا ہے کہ "مر" گئے۔

جناب سپیکر: اگر کوئی بھی معزز ممبر کوئی غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کرے تو میں general order کر رہا ہوں کہ انہیں کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔ جی، محمد آصف محمود صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلے مقرر جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی صاحب ہیں۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر!

تیری ہستی کو چند لفظوں میں سمیٹوں کیسے
تیرا کردار تو لگتا ہے مجھے آکاش کی طرح

جناب سپیکر! میں اپنے قائدین کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے آپ کی محنت، آپ کی لگن، آپ کی ایمانداری کو سراہتے ہوئے۔ آپ کو دوبارہ پنجاب اسمبلی کا سپیکر بنایا اس پر میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ میں وزیر خزانہ اور ان کی پوری ٹیم کو پنجاب دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں میٹرو بس کے حوالے سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ خالصتاً غریب لوگوں کے لئے منصوبہ بنایا گیا ہے۔ یہ منصوبہ فیروزپور روڈ پر بنایا گیا ہے، اس روڈ کو جنرل ہسپتال، چلڈرن ہسپتال، گلاب دیوی ہسپتال اور گنگا رام ہسپتال touch کرتے ہیں۔ اس بس کا یہ بھی فائدہ ہوا کہ اس میں مریضوں اور ان کے لواحقین کے لئے بہت زیادہ سہولت ہوئی ہے اور پھر اس روڈ کو جو کالج touch کرتے ہیں ان کے طالب علموں کو بھی اس بس سروس کا بہت زیادہ فائدہ ہوا اور آج روزانہ اس بس سروس کے ذریعے ایک لاکھ پچیس ہزار لوگ استفادہ کر رہے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس روڈ کو گجومتہ سے قصور شہر تک مکمل کیا جائے تاکہ وہاں سے آنے والے مزدور، اساتذہ اور طلباء کو بھی فائدہ ہو سکے۔

جناب سپیکر: Sorry for interruption معزز ممبران میں نے پہلے بھی آپ سے گزارش کی ہے کہ آپ اپنی سیٹوں پر تشریف رکھا کریں اور مہربانی کر کے منسٹر صاحبان کی سیٹوں پر تشریف نہ رکھیں۔

میں آپ سب کو یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر کسی کا کام ہے تو منسٹر صاحب کی موجودگی میں کام لے لیں اس کے بعد اپنی سیٹوں پر جائیں۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! آپ یہ دو منٹ کا ٹائم note کر لیں۔

جناب سپیکر: میں نے دو نہیں بلکہ آپ کا ایک منٹ لیا ہے۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! میں ہیلتھ کے متعلق بات کروں گا کہ D.H.Q ہسپتال ہو یا T.H.Q ہسپتال میرے قائد نے ہر ضلع کے اندر ایمرجنسی میں اتنا اچھا سسٹم کر دیا ہے کہ غریب ہو یا امیر ہر بندے کو وہاں ادویات مہیا کی جاتی ہیں، اس کے علاوہ انہوں نے پچھلے پانچ سالوں میں میڈیکل کالج بنائے ہیں۔ میں یہ اہم بات کرنا چاہتا ہوں کہ مختلف ہسپتالوں میں جو ڈائیلسز پروگرام چل رہا ہے اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ سے یہ درخواست ہے کہ ان beds کی ratio میں 25 فیصد اضافہ کرنا چاہئے تاکہ زیادہ سے زیادہ مریضوں کو چیک کیا جا سکے۔ پاکستان میں جگر کی پیوند کاری کا علاج نہیں ہوتا پچھلے سال تقریباً پچاس کے قریب مریضوں کو انڈیا میں بھیجا گیا تاکہ وہاں ان کا علاج کرایا جائے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس لیبارٹری یا ہسپتال کا پنجاب یا پاکستان کے اندر انتظام کیا جائے اور ڈاکٹر بھارت سے hire کئے جائیں۔ میں یہ بھی کہوں گا کہ جب پچھلے دور حکومت میں ڈینگی نے نہ صرف پورے پنجاب بلکہ پاکستان کے لوگوں کو disturb کیا تو اس وقت میرے قائد نے یہ نہیں دیکھا کہ رات ہے یا دن، میرے قائد نے اپنی صحت کی طرف نہیں دیکھا، میرے قائد نے اپنی نیند کی طرف نہیں دیکھا بلکہ میرے قائد نے یہ دیکھا کہ میں اس قوم کو بچاؤں گا کس طرح؟ میرے قائد اور اس کی ٹیم نے دن رات محنت کی اور میرے قائد نے یہ کہا کہ:

جس کا ڈر تھا کہ جلا دے گی آشیاں میرا
وہ چنگاری ہم نے اپنے لہو سے بجھا دی
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں تعلیم کے حوالے سے تھوڑی سی بات کروں گا کہ پچھلے پانچ سالوں کے دوران ایجوکیشن میں اتنے کام ہوئے کہ شاید اس سے پہلی حکومتیں بیس سالوں میں بھی اتنے کام نہیں کروا سکیں۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی:جناب سپیکر!دو منٹ تو آپ نے لے لئے تھے۔بس میں ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کرتا ہوں۔

جناب سپیکر:میں نے آپ کا ایک منٹ لیا تھا وہ میں نے آپ کو دے دیا۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی:جناب سپیکر!میں ایک منٹ میں تجویز دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:اب میں تو سن نہیں رہا۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی:جناب سپیکر!پنجاب کے اندر لیپ ٹاپ تقسیم کئے گئے، لیپ بھی تقسیم کئے گئے۔

جناب سپیکر:جی، محمد عارف خان سندھیلا صاحب!

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:No sir, no sirآپ کی بڑی مہربانی۔اب میں نے floorادھر دے دیا ہے۔کسی بات کا خیال کریں، بڑی مہربانی۔آپ کسی اور کو supplementکریں۔اب floorآپ کے پاس نہیں بلکہ میں نے ادھر دے دیا ہے۔جی، سندھیلا صاحب.Your time starts now

جناب محمد عارف خان سندھیلا:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میرے لئے یہ بڑے اعزاز کی بات ہے کہ آج مجھے پنجاب کے سب سے اعلیٰ ایوان میں بات کرنے کا موقع مل رہا ہے۔میں اس بجٹ کو نہایت متوازن، بہترین اور عوام کے لئے فائدہ مند کہوں گا۔یہ بجٹ میاں محمد نواز شریف کے vision کے مطابق ہے۔میں اس بجٹ کو پاکستان اور پنجاب کی ترقی اور بہتری کے خواب کی عملی تعبیر سمجھتا ہوں۔میرے ہاتھ میں یہ سبز رنگ کا کتابچہ ہے جس کا ایک ایک لفظ اس ایوان کے تقریباً سارے معزز ممبران پڑھ اور سُن چکے ہیں۔اس پر سیر حاصل بحث اور بات ہو چکی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ چند چیزوں کی نشاندہی ضروری ہے۔جب کوئی شخص اپنی ذات یا گھر کا بجٹ بناتا ہے تو پہلے وہ سوچتا ہے کہ میرے پاس کیا ہے، اسی طرح ملک اور صوبوں کے بجٹ بنائے جاتے ہیں۔جب مرکز اور پنجاب میں مسلم لیگ(ن) کی حکومتیں قائم ہوئیں تو ملکی معیشت انتہائی خراب ہو چکی تھی۔میاں محمد نواز شریف صاحب نے 1999 میں ملک کی ترقی و خوشحالی، بہتری، بھلائی اور مضبوطی کا آغاز کیا تھا۔انہوں نے ایٹم بم کے دھماکے کئے، موٹروے بنوائی اور ملک کی ترقی کے خوبصورت خواب دیکھے تھے لیکن پرویز مشرف کے بوٹوں نے پاکستان کی خوشحالی کی شریانوں پر پاؤں رکھ دیئے۔آج بارہ تیرہ سال بعد مسلم لیگ(ن)

کی حکومت بنی ہے۔2008 کی اسمبلیاں بھی مارشل لاء کے سائے تلے ہی بنی تھیں۔آج خدا کے فضل سے پاکستان کی قومی اسمبلی اور پنجاب اسمبلی میں عوام کے منتخب نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں جنہیں لاکھوں عوام کی حمایت حاصل ہے۔آج وہ لوگ کہاں گئے جو مسلم لیگ (ن) کو جی۔ٹی روڈ کی پارٹی کہتے تھے اور تخت لاہور کی باتیں کیا کرتے تھے؟ وہ مٹ گئے، ختم ہو گئے اور بحرانوں کے گرد و غبار کے نیچے دَب گئے۔

جناب سپیکر: آپ اللہ کا شکر ادا کریں اور آگے چلیں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلا: جی، ہاں یہ اللہ کا کرم ہے۔یہ ہمارے پارٹی ورکروں کی جدوجہد اور اس کے قائدین کی عظیم کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ہماری قیادت اور مسلم لیگ (ن) کے کارکنوں نے پاکستان کی بہتری کے لئے آمروں سے سمجھوتے نہیں کئے بلکہ اٹک قلعہ اور دوسرے قید خانوں کو آباد کیا۔بنیادی مسئلہ یہاں سے شروع ہوتا ہے کہ جب یہ پاکستان ہمیں ملا تو ملکی معیشت تباہ ہو چکی ہے۔ہمیں پاکستان افراتفری اور عذاب میں جکڑا ہوا ملا ہے۔پاکستان میں دھماکے اور ڈرون حملے ہو رہے ہیں۔رینٹل پاور اور ten percent والوں نے اس ملک پاکستان کی بنیادیں تک ہلا دی ہیں۔ہمیں خُدا کا شکر ادا کرنا چاہئے، پاکستان کو آج ایک ایسی قیادت نصیب ہوئی ہے کہ جس کے دل میں پاکستان کا درد ہے اور جو پاکستان کے لئے سوچتی ہے۔آج پاکستان کے عوام کے دُکھوں اور مسائل کو دیکھتے ہوئے میاں محمد نواز شریف کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہو گئی ہے جبکہ قبل ازیں وزیر اعظم ہاؤس میں گھوڑوں کے اصطبل بنا کرتے تھے۔

جناب سپیکر! میں تیرہ سال تک پیرس میں رہا ہوں۔وہاں پر جب کوئی وباء پھیلتی ہے یا ڈینگی جیسے امراض پیدا ہوتے ہیں تو وہ قومیں اپنے پورے وسائل کے ساتھ کئی دَہائیوں تک ان کے خاتمے کے لئے لڑتی ہیں، سیمینار منعقد ہوتے ہیں، ان کے اعلیٰ دماغ بیٹھ کر سوچتے ہیں اور پھر کہیں جا کر ان امراض پر قابو پایا جاتا ہے۔آج چین پوری دنیا میں چھا رہا ہے لیکن ڈینگی کی بیماری چائنا میں بھی موجود ہے۔اس کے برعکس ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف نے تھوڑے سے وسائل کے ساتھ ڈینگی کی بیماری پر ایک سال میں قابو پایا ہے۔بین الاقوامی ادارے ان کی اس کوشش کو سراہ رہے ہیں۔پی ٹی آئی والے کہتے رہے کہ ہم آ رہے ہیں اور ہم انقلاب لا رہے ہیں جبکہ قائد حزب اختلاف کے اپنے لیڈر جلسوں میں شیر کے لئے ووٹ مانگا کرتے تھے تو انہوں نے کیا آنا ہے؟ جب انسان دوسروں کی طرف انگلی اُٹھاتا ہے تو ایک انگلی آگے کی طرف اور چار انگلیاں پیچھے کی طرف ہوتی ہیں۔قائد حزب اختلاف نے خادم اعلیٰ

پنجاب اور وزیر خزانہ کے بارے میں باتیں کیں اور پھر اُٹھ کر چلے گئے۔انہیں یہاں پر بیٹھ کر ان باتوں کا جواب بھی سُننا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: جی،آپ ایسے پابندی نہ لگائیں۔آپ ان کو پابند نہیں کر سکتے۔آپ صرف اپنی بات کریں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلا: جناب سپیکر!آج اس ایوان میں ایک اور بھی انقلاب نظر آ رہا ہے کہ جن لوگوں نے مارشل لاء کے خلاف جدوجہد کی تھی وہ آج اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔یہ ایک بڑی انمول مثال ہے کہ میری بائیں سمت، میرے بائیں ہاتھ کی طرف جو خواتین بیٹھی ہیں انہوں نے پرویز مشرف کی آمریت کے خلاف جدوجہد کی اور قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔اب میں floor ڈاکٹر نجمہ افضل کو دیتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!کیا وزیر خزانہ آپ کی اجازت سے گئے ہیں؟اگر آپ کی اجازت سے گئے ہیں تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب تشریف فرما ہیں۔آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں سب سے پہلے پنجاب حکومت اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے ایک نہایت متوازی، عوام دوست اور تاریخی بجٹ پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر!میں پہلے شعبہ صحت کے بارے میں بات کرنا چاہتی ہوں جس میں لیڈی ہیلتھ ورکروں کو مستقل کرنے کا کہا گیا ہے۔تقریباً 52843 لیڈی ہیلتھ ورکرز ہیں۔میں چاہتی ہوں کہ ان تمام لیڈی ہیلتھ ورکروں کو مکمل اور معیاری تربیت دی جائے تاکہ وہ اپنے اپنے حلقوں میں ایک فعال کردار ادا کر سکیں۔ہر حلقے میں 172 لیڈی ہیلتھ ورکر ہونی چاہئیں۔ہر یونین کونسل میں بارہ سے پندرہ لیڈی ہیلتھ ورکر ہوتی ہیں۔میں چاہتی ہوں کہ ان کو organize کیا جائے،ان کو monitor کیا جائے، ان کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے سالانہ رپورٹ اور منفی رپورٹ کا سسٹم قائم کیا جائے تاکہ وہ حقیقی معنوں میں اپنے معاشرے میں فعال کردار ادا کر سکیں اور شعبہ صحت میں ایک انقلاب لا سکیں۔ پنجاب میں چار میڈیکل کالج بنانے کا اعلان کیا گیا ہے۔میری یہ تجویز ہے کہ نرسوں اور پیرا میڈیکل سٹاف کی ٹریننگ پر خصوصی توجہ دی جائے۔ان میڈیکل کالجوں کے ساتھ جو نرسنگ سکول ہیں ان میں

نرسوں کی capacityاور ان کی seats بڑھائی جائیں تاکہ ہمارے صوبے میں نرسنگ سٹاف کی shortageپوری ہو سکے اور باہر کے ممالک میں جو نرسوں کی مانگ ہے وہ بھی پوری ہو سکے۔ فیصل آباد کے لئے چلڈرن ہسپتال بنانے کا اعلان کیا گیا ہے جو کہ بہت خوش آئند ہے لیکن اس کے لئے صرف پچاس لاکھ روپے کا بجٹ دیا گیا ہے میں چاہتی ہوں کہ اسے بڑھا کر کم از کم دس کروڑ روپے کیا جائے تاکہ ایک modern and fully equipped hospitalبن سکے اور ہمارے شہر کی ضرورتوں کو پورا کر سکے۔اس کے علاوہ وہاں پر ایک ڈینٹل کالج چار سال سے کام کر رہا ہے لیکن اس کی ابھی تک recognitionنہیں ہو سکی۔ میں چاہتی ہوں کہ اس پر پیشرفت ہو تاکہ ہمارے طلباء کو مزید مسائل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

جناب سپیکر! میں اپوزیشن بنچوں کی بات کروں گی جنہوں نے کل دانش سکولوں پر بڑی بے جا تنقید کی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ امیر کے بچوں کے لئے جب کیڈٹ کالج بنائے جاتے ہیں تو اُن کو تکلیف نہیں ہوتی لیکن غریب کے بچے کے لئے جب کوئی پیسا خرچ کیا جائے تو مشورہ دیا جاتا ہے کہ اس پیسے کو کہیں اور استعمال کیا جائے۔ میں بتانا چاہتی ہوں کہ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے موٹروے پر تنقید کی، یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے میٹرو بس پر تنقید کی، آج وہی موٹروے ہزاروں متوسط طبقے کے لوگ استعمال کر رہے ہیں اور ایک شہر سے دوسرے شہر تک ایک اچھا سفر کرتے ہیں بالکل اُسی طرح جس طرح یہ بڑی بڑی گاڑیوں پر موٹروے پر سفر کرتے ہیں۔ متوسط طبقہ کے لوگ ائر کنڈیشنڈ میٹرو بس میں بڑے اچھے طریقہ سے سفر کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بات کی گئی کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہ بڑھائی جائے، ان کی تنخواہ تو پچھلے پانچ سال میں 80 فیصد بڑھ چکی ہے۔ میں یہاں پر صرف یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ اُن مزدوروں کا بھی خیال رکھا جائے جو انڈسٹری چلا رہے ہیں اور energy crisisکی وجہ سے جن کے چولہے بند ہو گئے ہیں۔ ہمارے قائدین نے تہیہ کر رکھا ہے کہ ہم energy crisis ختم کر کے ان غریب لوگوں کا حق ان کی دہلیز پر پہنچائیں گے۔ میں اُجالا پروگرام اور نئے پٹوار سسٹم کی بھی تعریف کرتی ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، آپ کی تقریر کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ محترمہ طحٰیا نون صاحبہ!

محترمہ طحٰیا نون: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں نے آپ سے پوچھنا تھا کہ میں انگلش میں اپنی تقریر کر سکتی ہوں؟

جناب سپیکر: دیکھیں، یہاں پر انگلش میں تقریر کرنا ٹھیک نہیں ہے۔آپ کی مرضی ہے لیکن یہاں پر انگلش میں تقریر اچھی نہیں لگے گی۔جی، محترمہ!

MRS TAHIA NOON: Mr Speaker! I am good in English because I have practiced in English so I will continue in it. Firstly, I would like to thank you for giving me the opportunity to address you in English. Secondly, I would also like to thank Mian Muhammad Nawaz Sharif and Mian Muhammad Shahbaz Sharif for affording me the opportunity to be here to address you. My first information was to talk on many different subjects but having heard the budget and having heard that an amount of Rs. 38,314,945,000/- was put aside for education, I would rather intrigue and I was intrigued because I looked at the entire province of Khyber Pakhtunkhawa which has a budget of 344 billion as an entire province and here we have this large sum solely for education. I decided to research education. As I researched education and its proposed budget, I realized that not only was there a large sum of money allocated but there is an increase of 30 percent as from the previous year's budget for education. This revealed to me that education was very important to the Khadim-e-Aala. This was further reflected in the overall policy manual and in the education sector road map which is very detailed and clearly takes into account all aspects necessary to and here I borrow a quote from their own vision statement "Bring every child to school and retain him/her so long as he/she graduates from the secondary school for his/her personal development that translates into socio-economic development of Punjab. The Khadim-e-Aala's goals and visions are based on a democracy that improves the lives of the poorest member of our society not just judicially, monetarily but equitably. The magnitude of the challenge is that education consists of empowering existing school system, addressing higher education, literacy and non formal basic education and special needs education and it also takes into account a

budget for sports and other extra curricular activities as they are an extremely cohesive and important components of one's overall educational experience. (Applause)

As regards our basic school system, the Khadim-e-Aala has put into his plan the aim to improve infrastructure, computer and science laboratories and to have teachers and the administrative training and these are amongst other improvements. There is to be a distribution of free books and a stipend for girls. This is actually very important…(Applause)

Because it makes sure that the cost of burden does not pass on to the parents for the material. It also ensures that girls are incentivized to study. An educated mother, Mr Speaker, is the future of our country because she has the potential to change our future…(Applause)

Two more steps are being taken to ensure further efficiency and create a self improving system. Firstly, there is a pilot project in 9 districts of the Punjab. All schools shall be allotted a non salary fund. The non salary fund is to take care of small issues that arise on a daily basis such as utilities, maintenance, a broken lock, a bit of paint or a piece of furniture. It allows the schools a certain amount of autonomy. The non salary fund is to be governed by the School Council. It allows people to be a part of a democratic system. It allows them a voice, a choice and a body through which they may become more effective. These are the ground breaking and democratic measures in their definitive form as regards education. The second step to ensure the continued progress is monitoring. Firstly, teachers are to be monitored by a technological means. At the moment I have not been able to understand precisely what they are. From my understanding the World Bank is working in conjunction to create an exact definition that makes certain that teachers are present and that they may be able to get away with the absenteeism. Secondly, a school loses its non salary budget, should it not be able to retain its students?

Retention is a key issue as our children are dropping out particularly in the primary years of their education. To help and facilitate this, a kid's room project has been initiated. (Interruptions)

Excuse me! May I continue?

MR SPEAKER: Carry on, please.

MRS TAHIA NOON: May I just address one last sentence?

MR SPEAKER: Time is over now. Thank you very much. Alhaj Muhammad Ilyas Chinioti Sahib!

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ایوان میں معزز ممبران کی تعداد کم ہے لیکن میں پھر بھی کورم کی نشاندہی نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: آپ نے کورم کی نشاندہی تو کر دی ہے۔ جی، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے۔ اب کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ میاں محمد اسلام اسلم صاحب!

میاں محمد اسلام اسلم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!۔۔۔Thanks

جناب سپیکر: کیا آپ انگریزی میں بولنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! نہیں، میں اردو میں ہی بات کروں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! میں جناب خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو ان کی مدبرانہ صلاحیتوں پر اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو ایک اچھا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس بجٹ میں یہ خاص بات ہے کہ تمام محکموں کے اخراجات میں پندرہ فیصد کمی کی گئی ہے اور چیف منسٹر ہاؤس کے اخراجات میں تیس فیصد کمی کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ملازمین کی تنخواہوں میں دس

فیصد کا اضافہ کیا گیا ہے جس پر میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔اس سال بجٹ کا تخمینہ پچھلے سال کے بجٹ سے چودہ فیصد زیادہ ہے جبکہ ترقیاتی بجٹ کا تخمینہ سولہ فیصد زیادہ ہے۔

جناب سپیکر!توانائی کے شعبے میں جو تبدیلی آئی ہے میں اس کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب کا مشکور ہوں کہ پچھلی دفعہ اس مد میں 10ہزار ملین روپے رکھے گئے تھے اور مالی سال 14-2013 میں اسے بڑھا کر20ہزار 500 ملین روپے کر دیا گیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ہمارے قائد محترم توانائی کے بحران پر قابو پالیں گے۔ میں اسی توانائی کے حوالے سے آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ رحیم یار خان میں پچھلے سال حمزہ شوگر مل نے تحصیل خان پور کو بجلی فراہم کی یہ ایک تجربہ تھا اس سال انشاء اللہ وزیر اعلیٰ پنجاب جس طرح توانائی کے بحران کو ختم کرنے میں دلچسپی لے رہے ہیں اگر خصوصی دلچسپی لی گئی تو شوگر ملوں کے خام مال سے ہم بہت حد تک توانائی کے بحران پر قابو پانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔اسی طرح بائیو گیس پلانٹس اور دیگر ضروریات ہیں جن کو پورا کرنے سے توانائی کے بحران پر قابو پایا جا سکتا ہے۔اس سارے بحران کی ذمہ داری ہم پچھلی مرکزی حکومتوں پر ہی ڈالیں گے کہ انہوں نے اس معاملہ میں کوئی خاص دلچسپی نہیں لی اور کوئی خاص کام نہیں کیا۔ یہ ملک 2008 میں جب مشرف گیا تو 38۔ارب ڈالر کا مقروض تھا۔ان پانچ سالوں میں یہ قرضہ 60۔ارب سے بھی تجاوز کر گیا ہے یعنی اس ملک کو آہنی ہاتھوں سے لوٹا گیا ہے۔

جناب سپیکر!اس سال تعلیم کا بجٹ پچھلے سال کے بجٹ25ہزار65 ملین روپے سے بڑھا کر25ہزار398 ملین روپے کیا گیا ہے۔ یہ انتہائی خوش آئند بات ہے کہ 333 ملین روپے زیادہ ہیں۔اس کے علاوہ خواتین کے لئے 25۔ارب روپے رکھے گئے ہیں انشاء اللہ اس سے ہمارے صوبہ کی خواتین کی تعمیر و ترقی میں یہ رقم اہم کردار ادا کرے گی۔

جناب سپیکر!زراعت کے حوالے سے عرض کروں گا کہ 5ہزار40 ملین روپے13-2012 کا بجٹ تھا اسے بڑھا کر5ہزار 500 ملین روپے کیا گیا ہے۔اس بجٹ کو زیادہ بڑھانے کی گزارش ہے کیونکہ ہمارا ملک زرعی ہے۔ اس میں 460 ملین کا اضافہ تو ٹھیک ہے لیکن اس کو اور زیادہ بڑھایا جائے تاکہ ہمارے پنجاب کی لاکھوں ایکڑ اراضی جو بنجر پڑی ہے اسے آباد کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔بہت مہربانی۔ محترمہ عائشہ جاوید!

محترمہ عائشہ جاوید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!بہت شکریہ۔ میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ جمہوری نظام میں Parliament سب سے بہتر ہے اور بجٹ اس کا سب سے اہم ترین document

ہوتا ہے۔اگر ہم Parliament کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں اور اس کا کردار مزید مؤثر کرنا چاہتے ہیں تو بجٹ بنانے میں ہمیں اپنا حصہ ڈالنا ہوگا۔

جناب سپیکر! میں یہاں آپ سے یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ unfortunately ہم لوگوں نے اس روایت کو جو اس ایوان کا حصہ بنی ہے بلکہ میں یہاں Rules of Procedure میں سے یہ quote کرنا چاہوں گی کہ ہم نے پچھلی دفعہ بہت اچھی روایت قائم کی تھی اور pre-budget discussion جو Rule.133-A کی صورت میں ہے اس کا Chapter XV-A ہے۔ آپ بہتر جانتے ہیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کو بھی پتا ہے کہ اس دفعہ ہماری مجبوری تھی۔ ہم pre-budget discussion نہیں کر سکے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! اس میں clearly indicate کیا گیا ہے کہ فروری اور مارچ میں pre-budget discussion کی جائے گی لیکن any way بات کو آگے لے کر چلتے ہیں۔ اب ہم pre-budget سفارشات تو نہیں دے سکتے لیکن میں چند ایک تجاویز آپ کے سامنے پیش کرنا چاہوں گی۔

جناب سپیکر: آپ ضرور پیش کریں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! شکریہ۔ ہمارے ایوان میں کمیٹیاں موجود ہیں اور بہت عرصے سے یہ function کر رہی ہیں۔ میری اس پر یہ تجویز ہے کہ ان کمیٹیوں کو ہم empower کریں اور ان کو ہم Suo-moto powers دیں۔ اس وقت ہماری حکومت ہے اور ہم لوگ اکثریت میں ہیں۔ اس وقت رانا ثناء اللہ صاحب موجود نہیں ہیں وہ ہوتے تو شاید میری بات سنتے لیکن میں نے یہ بات آپ تک پہنچانی ہے کہ اگر ہم کمیٹیوں کو empower کریں گے تو ہم زیادہ آسانی سے اور بہتر طریقے سے کام کر سکیں گے۔ کمیٹیوں کا کردار صرف اور صرف bill کو پاس کرانے کی حد تک نہ رہ جائے جو کہ گزشتہ برسوں میں ہم دیکھتے آئے ہیں کہ ہمیں معلوم بھی نہیں ہوتا تھا اور all of the sudden ایک bill ہمارے سامنے آ جاتا تھا۔ میں اس پر مزید یہ کہوں گی کہ کمیٹیاں اپنے اپنے محکموں کو oversight کریں اور ان کی performance کا analysis کریں اس کے لئے محکمے اپنی سالانہ reports اپنی اپنی سٹینڈنگ کمیٹیوں کو بھیجیں اور وہ ان کا جائزہ لیں۔

جناب سپیکر! میں ایک اور اہم بات یہاں کرنی چاہوں گی کہ جمہوری حکومت کا کام عوام کی زندگی کو آسان بنانے کے لئے سہولیات فراہم کرنا ہے۔اس کا بہترین طریقہ Local Government ہے اور ہم Local Bodies کے ذریعے یہ کام کر سکتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

ہم نے اپنے منشور میں اس چیز کا ذکر کیا ہے۔اب ہم نے اسے صرف ensure کرنا ہے کہ جلد از جلد بلدیاتی انتخابات کرائیں۔

جناب سپیکر! جس طرح N.F.C Award صوبوں کو ان کی ضروریات کے مطابق وسائل فراہم کرتا ہے اسی طرح میں یہاں اس forum سے عرض کروں گی کہ Provincial Finance Commission کا قیام ضرور عمل میں لایا جائے۔

جناب سپیکر! میری ایک اور تجویز ہے کہ ہم لوگ یہاں صرف اور صرف allocations اور اس کے بعد utilization کی بات کرتے ہیں لیکن ہم یہاں کبھی release کی بات نہیں کرتے کہ بجٹ میں اگر تاخیر ہوئی ہے اور وہ release نہیں ہوا تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟ اس معاملے پر Finance Department سے گزارش ہے کہ وہ اس چیز کو seriously دیکھے۔

جناب سپیکر! پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں کے حوالے سے بات کروں گی کہ ہمیں ان پر check and balance رکھنا ہے۔ہمیں بڑے غور سے انہیں دیکھنا چاہئے اور اس معاملے کو اہمیت دینی چاہئے کہ کیا یہ سکول بچوں کو وہ سہولیات فراہم کر رہے ہیں جن کی بنیاد پر وہ زیادہ فیسیں وصول کرتے ہیں۔ میرے نزدیک حکومت نے جو اچھا اقدام کیا ہے کہ اس دفعہ teachers training کے لئے بجٹ میں 9 فیصد اضافہ کیا ہے۔اس کے علاوہ Provincial Education Assessment System جس کے تحت آپ بچوں کی enrolment اور ان کی retention check کرتے ہیں اس میں ہم نے 7 فیصد اضافہ کیا ہے جو کہ بہت خوش آئند ہے۔ یہ سسٹم چل رہا ہے لیکن 2006 کے بعد انہوں نے اسے اپنی رپورٹوں میں شامل ہی نہیں کیا۔ میں خیبر پختونخواہ کا ذکر کرنا چاہوں گی کہ انہوں نے اس مد کے اندر اپنے صوبہ میں کوئی budget allocation رکھی ہی نہیں۔

جناب سپیکر! میں آبپاشی کے حوالے سے یہاں بات کرنا چاہوں گی کہ ہمارے ہاں دنیا کا ایک مثالی نہری آبپاشی نظام موجود تھا اور اب بھی ہے لیکن ضرورت صرف اور صرف اس اَمر کی ہے کہ ہم اس کو بہتر کر سکیں، Drip Irrigation کے سسٹم کو بہتر بنا سکیں اور زرعی شعبہ سے متعلق research facilities کو مزید بہتر بنائیں۔ میں نے آخری گزارش آپ سے یہ کرنی ہے کہ ہم لوگ نئے پراجیکٹ

بنانے میں بہت پیسے لگا دیتے ہیں اس لئے میرا زور اس بات پر ہے کہ انفراسٹرکچر پر کروڑوں روپے لگانے کی بجائے اس کی maintenance پر توجہ دی جائے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، گلناز شہزادی صاحبہ!

MRS GULNAZ SHAHZADI: Bismillahir-Rahmanir-Raheem! Special thanks to Allah the Creator, the Judge, the Honourer and the Auditor. I also like to thank our honour…

جناب سپیکر: محترمہ! آپ انگلش میں بات کرنا چاہتی ہیں یا اُردو میں کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ گلناز شہزادی: جی، mix ہے۔

جناب سپیکر: اچھا mix ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

MRS GULNAZ SHAHZADI: Sir, I was very conscious when thought to precise my discussion within 5 minutes.

جناب سپیکر: کوئی فرق نہیں پڑتا۔ چلیں، ٹھیک ہے، آپ کو mix کی اجازت ہے۔

MRS GULNAZ SHAHZADI: Sir, it's quite easy to thank in English.

جناب سپیکر: ویسے ہے تو بڑی بات mixing کی اجازت دینا لیکن آپ کریں۔

MRS GULNAZ SHAHZADI: Sir, I like to thank our honourable leaders for providing me such an opportunity to be a member of their team…

جناب سپیکر: آپ کو دیکھ کر پڑھنے کی اجازت نہیں ملے گی۔

MRS GULNAZ SHAHZADI: Only the hints are written here. Ok sir. Special congratulations to our respected Chief Minister Mian Muhammad Shahbaz Sharif and Finance Minister Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman for this proportional, symmetrical and practical budget.

جناب سپیکر! 2013-14 کے بجٹ میں ہیلتھ، ایجوکیشن، ایگریکلچر، لائیوسٹاک، پبلک ٹرانسپورٹ، پاپولیشن ویلفیئر پروگرام، increasing salary packages، energy crisis کو meet کرنے کے پروگرام، انفراسٹرکچر، developmental programmes، مفت ادویات، مفت ڈائیلسز، واٹر فلٹریشن پلانٹس، PEF کا قیام، بجٹ تقریر کے سیریل نمبر 53 کے مطابق مزدور

بھائیوں کے بارہ ہزار بچوں کو تعلیمی وظائف دینے اور ان کے لئے دو ہزار فلیٹ تعمیر کرنے کے منصوبے، اس بجٹ کے غریب اور عوام دوست ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرا تعلق تحصیل و ضلع سیالکوٹ سے ہے لہذا میں خواتین یونیورسٹی سیالکوٹ کی completion کے لئے allocated بجٹ، international level کی ٹیکنالوجی یونیورسٹی کے قیام کا منصوبہ اور D.H.Q ہسپتال سیالکوٹ کو upgrade کرنے کے لئے respected وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی خاص طور پر مشکور رہوں۔ بجٹ تقریر کے سیریل نمبر 26 کے مطابق 300 ایسی دیہی یونین کونسلیں ہیں جہاں پر طالبات کے ہائی سکول موجود نہیں ہیں، وہاں پر موجود ایلیمنٹری سکولوں کو بھی upgrade کرنے کے بارے میں بات کی گئی ہے۔ میں اس reference سے یہ بات کہنا چاہوں گی کہ سیالکوٹ کے جس علاقے دوبرجی ملیاں سے میرا تعلق ہے وہاں پر میری اطلاع کے مطابق پچیس سال سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود ایک گرلز پرائمری سکول ہے جو تقریباً پانچ مرلے پر محیط اور تین کمروں پر مشتمل ہے۔ اس سکول میں الیکشن کے دوران پولنگ سٹیشن بھی بنتا ہے جہاں پر تقریباً پانچ ہزار ووٹ cast کئے جاتے ہیں لہذا میری گزارش ہے کہ اس گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول دوبرجی ملیاں اور adjacent villages کے جتنے بھی پرائمری سکول ہیں اُن کو ایلیمنٹری سکول کے طور پر upgrade کیا جائے تاکہ طالبات اپنی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھ سکیں، اہل علاقہ اس کے لئے بے حد مشکور ہوں گے۔

Sir, to conclude I would like to say very proudly that our honourable leaders Mian Muhammad Nawaz Sharif and Mian Muhammad Shahbaz Sharif are no doubt the epoch makers of this era for their vision and for their policies. Thanks.

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جناب اویس قاسم صاحب!

جناب اویس قاسم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ پہلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب کو ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ بجٹ اسی تجربہ کار ٹیم نے پیش کیا ہے جس ٹیم نے پچھلے پانچ سال اس صوبہ میں عوام دوست اور نہایت ہی متوازن بجٹ پیش کئے اور ایسا طرزِ حکمرانی اپنایا کہ پچھلے پانچ سالوں میں

ہمارے اس صوبہ کے عوام نے پہلی دفعہ ایک میرٹ پر چلتی ہوئی حکومت، محنت کرتی ہوئی حکومت، کرپشن فری حکومت اور پچھلے پانچ سالوں میں کوئی scandal اس تجربہ کار ٹیم کا سامنے نہ آیا جس کی وجہ سے اسی طرزِ حکمرانی پر اعتماد کرتے ہوئے اس صوبہ اور اس ملک کی عوام نے 11۔ مئی کو اپنا فیصلہ دیتے ہوئے بھاری اکثریت سے پاکستان مسلم لیگ (ن) کو کامیابی عطا کی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کامیابی میں قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی پچھلے پانچ سال کی انتھک محنت کا ایک بنیادی کردار ہے۔ ہماری اس تجربہ کار ٹیم نے پچھلے پانچ سالوں میں جو منصوبہ جات دیئے وہ result oriented تھے جن کی وجہ سے عوام کا اعتماد اس جماعت پر بڑھا اور ان کے منصوبوں نے لوگوں کو result اور relief دیا۔ اگر میں صرف دو محکمے ایجوکیشن اور ہیلتھ کی بات کروں تو اس پر بہت زیادہ ٹائم لگے گا۔ میری اپنے وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ وہ اس بجٹ میں health facilities کے لئے ضرور کچھ کریں۔ جس طرح Dialysis کو ایک regular feature بنایا گیا ہے، ہیپاٹائٹس کے injections کے لئے ہر سال ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں facility provide کرتے ہوئے فنڈز مہیا کئے جاتے ہیں اسی طرح کم از کم D.H.Q level پر ایک Cardiac Ward ضرور ہونی چاہئے .جہاں پر proper طریقے سے initial treatment کا arrange ہو اور وہاں پر کم از کم دِل کے ایک یا دو ڈاکٹر بیٹھیں تاکہ P.I.C لاہور جیسے ہمارے بڑے ہسپتالوں میں load کم ہو۔ میں اپنی حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے اس بجٹ میں اس چیز کا اعادہ کیا ہے کہ اسی سال بہت جلد Cardiac Centre وزیر آباد بھی operational ہو جائے گا جس کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ P.I.C لاہور پر load کم ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے کہ ظفروال کو چار سال پہلے تحصیل کا درجہ دیا گیا اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اس علاقے کے لوگوں کے لئے خصوصی مہربانی کی اور تحصیل کا درجہ ملنے کے بعد ظفروال میں خاطر خواہ بنیادی سہولتوں کی فراہمی میں اضافہ ہوا اور لوگوں کی مسافت کم ہوئی۔ میری اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ جس طرح اس بجٹ میں 300 یونین کونسلوں میں گرلز ایلیمنٹری سکولوں کو اپ گریڈیشن کا کہا گیا ہے کہ جن یونین کونسلوں میں گرلز ہائی سکول نہیں ہیں تو میری وزیر خزانہ سے یہ التماس ہے کہ وہ نوٹ فرمائیں کہ میری تحصیل ظفروال میں تین یونین کونسلیں ایسی ہیں جہاں پر گرلز ہائی سکول نہیں ہیں۔ ان 300 یونین کونسلوں میں میری ان تین یونین کونسلوں کو بھی شامل کر کے ترجیحی طور پر ان سکولوں کو اپ گریڈ کیا جائے۔ ہمارا علاقہ چونکہ بارڈر ایریا

ہے وہاں پر سہولتوں کا فقدان ہے تو میری یہ بھی گزارش ہے کہ اس سال وہاں پر کم از کم دس مزید نئی ویٹرنری ڈسپنسریاں قائم کی جائیں اور ان کے فنڈز رکھے جائیں۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شوکت علی لا لیکا صاحب!

جناب شوکت علی لا لیکا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں محدود وسائل میں محدود وقت میں متوازن بجٹ پیش کرنے پر اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اپوزیشن ممبران کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لا لیکا صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب شوکت علی لا لیکا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے قائد میاں محمد شہباز شریف کے وژن کو۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "جعلی ڈگری ہائے ہائے" کی نعرہ بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ممبران خاموشی سے بات سنیں اور یوں نعرہ بازی سے گریز کریں۔ جی، لا لیکا صاحب!

جناب شوکت علی لا لیکا: جناب سپیکر! تھانہ کلچر، پٹواری کلچر اور نہری پانی کی چوری کے کلچر کو ختم کرنے کے اعلان کو متفقہ طور پر اس ایوان نے سراہا ہے۔ میں اپوزیشن ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ میرے قائد کے وژن پر چلے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں افسوس کے ساتھ یہ بات کروں گا کہ جنوبی پنجاب کے فنڈز کے حوالے سے اپوزیشن لیڈر نے جن الفاظ کے ساتھ مخالفت کی اور جس انداز سے مخالفت کی تو میں ان سے وضاحت طلب کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ان کا منشور ہے یا ان کی اپنی سوچ ہے؟ اس کے ساتھ ساتھ سرمایہ داروں پر دو کنال، چار کنال کی کوٹھی پر اگر ٹیکس لگتا ہے اور آشیانہ سکیم کے تحت لوگوں کو دیئے جانے والے گھروں پر بھی اعتراض ہوتا ہے تو یہ ان کی پارٹی کا منشور ہے یا ان کی اپنی سوچ ہے؟ مجھے اس بات کی بھی وضاحت چاہئے۔

جناب سپیکر! زراعت کے حوالے سے میں بات کروں گا کہ پاکستان کی معیشت اور پنجاب کی معیشت زراعت پر مبنی ہے اور زراعت کے علاوہ ملک ترقی کر سکتا ہے، صوبہ ترقی کر سکتا ہے اور نہ ہی مہنگائی اور بے روزگاری ختم ہو سکتی ہے۔ وقت کم ہے اور میں تجاویز دوں گا اس شکریہ کے ساتھ کہ آبپاشی کے لئے نہروں کی لائننگ کے لئے فنڈز رکھے گئے لیکن وہ کم ہیں لہذا اس مد میں فنڈز بڑھائے

جائیں۔پختہ کھالوں کی مد میں فنڈز رکھے گئے ہیں لیکن شکریہ کے ساتھ میری تجویز یہ بھی ہو گی کہ یہ فنڈز بھی کم ہیں لہذا بڑھائے جائیں۔زراعت اس وقت تک مضبوط نہیں ہو سکتی جب تک زرعی آلات ٹیکس فری نہیں کریں گے۔اس حوالے سے میری گزارش ہو گی کہ ٹریکٹر کو ڈیوٹی فری کیا جائے اور ٹریکٹر پر ٹیکس معاف کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اگر ٹیکس لینا ہی ہے اور ٹیکس لگانا ہی ہے تو ایک ہزار سی سی سے زیادہ کی گاڑیوں پر لگایا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ hybrid seed کا پورے پاکستان میں کوئی ادارہ نہیں ہے لہذا اس مد میں فنڈز رکھے جائیں۔ میرا تعلق بہاولنگر سے ہے جو پنجاب میں نہیں بلکہ پاکستان میں کپاس پیدا کرنے میں دوسرے نمبر پر ہے۔ اسی طرح چاول کی فیکٹریاں اور brown rice یعنی سیلا چاول کے حوالے سے پورے پاکستان میں پہلے نمبر پر ہے۔ میری تجویز ہو گی کہ بہاولنگر کو انڈسٹریل زون کا درجہ دیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرے ضلع بہاولنگر میں ٹراما سنٹر نہیں ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی اضلاع ایسے ہیں جہاں ٹراما سنٹر نہ ہیں تو میری تجویز ہے کہ ٹراما سنٹرز کے لئے فنڈز رکھے جائیں۔ میڈیکل کالج کی وہاں پر اشد ضرورت ہے اور اس کے لئے فنڈز بھی رکھے جائیں۔ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے کہ دریائے ستلج میں قصور اور اس سے ملحقہ تمام فیکٹریوں کا آلودہ پانی چھوڑا جا رہا ہے اور خاص طور پر ضلع بہاولنگر میں ہزاروں لوگ صرف نہری پانی پی کر گزارہ کر رہے ہیں جس سے وہ مختلف بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ میری استدعا ہے کہ فیکٹریوں کے مالکان کو پابند کیا جائے کہ وہ اس پانی کا treat کروائیں یا حکومت اس کے لئے فنڈز مختص کرے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ 60 سالوں سے پاکستان کا زمیندار چیخ چیخ کر یہ کہہ رہا ہے کہ زراعت کے بغیر معیشت مضبوط ہو گی، پاکستان مضبوط ہو گا، پنجاب مضبوط ہو گا اور نہ ہی آپ کی صنعتیں چلیں گی۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ نگہت شیخ!۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں۔جناب امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: شکریہ۔جناب سپیکر! میں میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور ان کی ٹیم کو اس مشکل معاشی صورتحال میں اور نہایت قلیل وقت میں ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اس کے ساتھ ساتھ میں میاں محمد شہباز شریف کو ایک مرتبہ پھر

مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے قوم کو ہی سادگی اور حالات کی سنگینی سے آگاہ نہیں کیا بلکہ اپنے بیلٹ کو tight کرتے ہوئے وزیراعلیٰ ہاؤس کے اخراجات میں 30 فیصد کمی کر کے ایک خوبصورت اور شاندار روایت اور مثال قائم کی ہے۔اس موقع پر جبکہ اپوزیشن اس متوازن بجٹ کے اندر سے دوربین لے کر خامیاں تلاش کر رہی ہے تو ایسے میں وہ چائے کی پیالی میں طوفان اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن بے بسی اور تلملاہٹ ان کا مقدر ہے۔ میں ان کے لئے اس صورتحال میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ :

آئیے عرض گزاریں کہ نگار ہستی
زہر امروز میں شرینی فردا بھر دے
جن کی آنکھوں کو رُخ صبح کا یارا بھی نہیں
ان کی پلکوں پہ شب و روز کو ہلکا کر دے
جن کا دین پیروی کذب و ریا ہے ان کو
ہمت کفر ملے جرأت تحقیق ملے
حرفِ حق دل میں کھٹکتا ہے جو کانٹے کی طرح
آج اظہار کریں اور خلش مٹ جائے

جناب سپیکر!جب دو کنال سے بڑے گھروں پر کوئی ٹیکس لگتا ہے اور جب بڑے بڑے سکولوں پر کوئی قدغن لگائی جاتی ہے تو نہایت افسوس کی بات ہے کہ ہاتھ تو اشرافیہ اور ایلیٹ کلاس پر ڈالا جاتا ہے اور چیخیں اس ایوان میں سنائی دیتی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو یہاں اشرافیہ کے مقاصد کے نگہبان بنے بیٹھے ہیں، وہ نہیں چاہتے کہ امیروں کے خزانوں سے پیسے نکال کر غریبوں کو سہولتیں فراہم کرنے کے لئے خرچ کئے جائیں۔ مراعات یافتہ طبقے کے یہ لوگ اس سکیم کو ناکام بنانا چاہتے ہیں۔ میں اس میں یہ تجویز پیش کرنا چاہوں گا کہ دو کنال کے گھروں پر جو ٹیکس لگایا گیا ہے اس کو مزید منصفانہ بنانے کے لئے اس کی درجہ بندی کی جائے کیونکہ لاہور اور پنجاب کے دیگر شہروں میں زمین کی قیمتیں ایک جیسی نہیں ہیں۔ لاہور میں دو کنال کا گھر دو تین کروڑ میں بنتا ہے اور ٹوبہ ٹیک سنگھ جہاں سے میں تعلق رکھتا ہوں وہاں پچاس لاکھ روپے میں بن جاتا ہے۔ پچاس لاکھ والا بھی پانچ لاکھ ٹیکس دے اور تین کروڑ والا بھی پانچ لاکھ ٹیکس دے یہ انصاف نہیں ہے اس لئے اس کو قیمت کی شرح کے ساتھ منسلک کیا جائے۔

جناب سپیکر! جہاں تک پانچ ہزار سے زائد فیس وصول کرنے والے سکولوں میں دس فیصد بچوں کے داخلے کی بات ہے میں اس سکیم کو سراہتے ہوئے یہ تجویز پیش کروں گا کہ اس کا دائرہ سکولوں سے بڑھا کر مزید آگے لے جایا جائے۔ وہ میڈیکل کالج جو دس دس لاکھ روپے سالانہ فیسیں لے رہے ہیں اور وہ پرائیویٹ یونیورسٹیاں جو لاکھوں روپے ماہانہ غریبوں کے بچوں سے فیسیں charge کر رہی ہیں وہاں پر بھی یہ اصول لاگو کیا جائے اور وہاں بھی دس فیصد عام لوگوں کو داخلے کی سہولت فراہم کی جائے۔ دانش سکول پر تنقید ایک فیشن بن گیا ہے۔ آج کسی بھی اپوزیشن کے ممبر کی تقریر اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ وہ دانش سکول پر تنقید کرنے کا فرض ادا نہ کر لے۔ یہ دانش سکول پر تنقید نہیں کر رہے ہیں بلکہ یہ اس کے آنے والے نتائج سے خوفزدہ ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ شہباز شریف کے vision کے نتیجے میں اس ملک کے اندر قیام پاکستان کے مقاصد کی تکمیل ہو گی کیونکہ آنے والے دس پندرہ سال کے بعد اس ملک میں ایک نئی کلاس آئے گی۔ ہر سال سینکڑوں نوجوان 90 فیصد طبقے کی نمائندگی کرنے والے مقتدر طبقوں میں شامل ہوں گے، وہ پاکستان کی Superior Services کا حصہ ہوں گے، وہ پاکستان کی فوج کا حصہ ہوں گے اور وہ پاکستان کی پولیس کا حصہ ہوں گے۔ وہ وہاں جا کر تھانوں سے محروم طبقات جن کے مقاصد کی نگرانی یہاں بیٹھے لوگ کرتے رہے ہیں وہ وہاں بیٹھ کر شہباز شریف کے vision کے مطابق اپنے 90 فیصد طبقے کا حق مانگیں گے۔ وہ 65 سالوں سے ہونے والے اس ظلم کا خاتمہ کریں گے۔ جب تاریخ لکھی جائے گی، مستقبل کا مورخ تاریخ لکھے گا تو اس وقت شہباز شریف کے vision کا ذکر بھی آئے گا، دانش سکول کا ذکر بھی آئے گا جو اس ملک کی تاریخ بدلے گا اور اس کے مقاصد کی تکمیل کی حد تک لے کر جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ کا ٹائم ختم ہو گیا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میری بات لمبی تھی میں ایک قطع عرض کرنا چاہتا ہوں۔

کچھ خواب ہیں جن کو لکھنا ہے
تعبیر کی صورت دینی ہے
کچھ لوگ ہیں اجڑے دل والے
انہیں اپنی محبت دینی ہے
کچھ نیندیں اپنی باقی ہیں
جنہیں بانٹنا ہے کچھ لوگوں میں

ان کو بھی تو راحت دینی ہے
اے عمر رواں آہستہ چل
ابھی خاصا قرض چکانا ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں محمد منیر!

میاں محمد منیر: جناب سپیکر! وقت کی قدغن ہے اور سوچتا ہوں کہ بجٹ کے کن پہلوؤں پر بات کروں اور کیا تجاویز دوں پھر اپنے حلقے کے مسائل کی بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے تو میں میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کے ممبر میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے انتہائی مشکل، نامساعد حالات میں جبکہ energy crisis، پاکستان کی معیشت زبوں حالی کا شکار ہے ایک خوبصورت بجٹ دیا جس کو اگر میں عوام دوست اور غریب پرور کہوں تو شاید میری بات غلط نہ ہو۔ ماضی کے بجٹ سے ایک کھرب 14۔ ارب روپے کا اضافہ کر کے جہاں صحت کی سہولتوں میں بے پناہ اضافہ کیا گیا، میڈیکل کالج بنانے کی بات کی گئی، ادویات کی رقم میں اضافہ کیا گیا وہاں ایجوکیشن کے لئے یونیورسٹیاں بنانے کی بات کی گئی۔ کالج اور سکولوں میں missing facilities improve کرنے کی بات کی گئی۔ خاص طور پر جنوبی پنجاب کی بات کی گئی۔ پھر مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہاں پر بیٹھے ہوئے کچھ لوگوں نے پنجاب کو بھی تین حصوں میں تقسیم کرنے کی بات کی۔ ہم پنجاب کی بات کرتے ہیں، ہم پاکستان کی بات کرتے ہیں اور جنوبی پنجاب بھی پنجاب کا حصہ ہے۔ یہاں پوٹھوہار کا نام لے کر ایک تیسرے پنجاب کو بنانے کی بھی بات کی گئی جس کی ہم نفی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان مشکل ترین حالات میں جبکہ پاکستان بے پناہ مسائل میں گھرا ہوا ہے پنجاب کی قیادت نے اتنا خوبصورت بجٹ پیش کیا ہے۔ انہوں نے زراعت کے لئے فنڈز رکھے، کچے نالوں کو پختہ کرنے کی بات کی گئی، بہت سے لوگ یہ بات شاید نہیں جانتے ہوں گے کہ پختہ نالے بننے سے ہم کتنا پانی بچا سکتے ہیں۔ آنے والا وقت ہمارے لئے water crisis کا آ رہا ہے ہمیں اس کے لئے بھی کچھ سوچنا ہے۔ اتنی لمبی بات کرنے کا وقت نہیں ہے اس لئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر یہ بھی اعتراض ہوا ہے کہ لیپ ٹاپ دیئے گئے، یہاں پر یلو کیب سکیم پر بھی اعتراض ہوتا ہے، یہاں پر گرین ٹریکٹر کی بات ہوتی ہے، یہاں پر نوجوانوں کو دیئے گئے فنڈز کی بات ہوتی ہے، خواتین کے لئے رکھے گئے بجٹ پر اعتراض ہوتا ہے اور آٹے پر دی گئی سبسڈی پر

بھی اعتراض ہوتا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ وہ تمام سکیمیں ہیں جو غریب لوگوں کے لئے رکھی گئی ہیں، اس پنجاب کے ان غریب لوگوں کے لئے رکھی گئی ہیں جو لوگ انتہائی مشکل اور نامساعد حالات میں اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔ Aitchisonian Club کے لوگ اس بات پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ دانش سکول کیوں بنائے گئے؟ میں یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا گورنمنٹ کالج لاہور پورے پنجاب میں ہر جگہ میں اُسی level کا ہے، کیا ایف سی کالج کا level پورے پنجاب میں ایک جیسا ہے، کیا پنجاب یونیورسٹی کا level ہر جگہ پر ایک جیسا ہے؟ نہیں ہے لیکن یہ Aitchisonian Club کے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے، دانش سکول کے پڑھے ہوئے بچے کل کو جب اس ایوان میں بیٹھے گے، اس پاکستان کی خدمت کریں گے اور ان کے competition میں آئیں گے۔ یہ اس بات پر اعتراض کرتے ہیں (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں جناب وزیر خزانہ کو یہ تجویز دینا چاہوں گا کہ دانش سکول ہر تحصیل میں ہونا چاہئے وہاں پر غریب کا بچہ پڑھ کر جب اس ایوان کا حصہ بنے گا تو پھر پتا چلے گا کہ غربت کیا چیز ہوتی ہے۔ ان لوگوں کو میٹرو بس سروس نے نہ جانے کیوں پریشان کر رکھا ہے۔ ان کو ماضی کی یہ بات دیکھنی چاہئے کہ جب میرے قائد جناب میاں محمد نواز شریف نے موٹروے بنانے کی بات کی تو اس وقت بھی بے پناہ تنقید کی گئی تھی۔ آج وقت اور حالات نے یہ ثابت کیا ہے کہ اگر موٹروے نہ ہوتا تو کوئی شخص یہاں سے اسلام آباد آسانی سے نہ جا سکتا۔ آج دو رویہ جی ٹی روڈ نہ ہوتی تو لوگ سفر نہ کر سکتے۔ آج یہ بھی وہی منصوبے ہیں جو میٹرو بس سروس کی صورت میں ملتان کا حصہ بنیں گے، راولپنڈی کا حصہ بنیں گے اور فیصل آباد کا حصہ بنیں گے۔ میں چیلنج کرتا ہوں اُن لوگوں کو جو اعتراض کرتے ہیں جا کر دیکھیں کہ غریب لوگ اُس میں سفر کرتے ہیں اور میں اپنے قائد کے لئے ایک شعر کہنا چاہتا ہوں کہ:

ہو اگر جذبہِ پرواز سلامت
روکیں گے میری راہ یہ ٹوٹے ہوئے پَر کیا

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں صاحب! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا۔

میاں محمد منیر: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ میں اپنی تقریر ختم کروں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ اپنی بات کو wind up کریں۔

میاں محمد منیر: جناب سپیکر!اپنے علاقہ کے حوالے سے میں صرف ایک بات کروں گا کہ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال اوکاڑہ125 بیڈ کا ہسپتال ہے، صرف40 بیڈ کی ایمرجنسی ہے اور پورے ڈسٹرکٹ کے لوگوں نے وہاں آنا ہوتا ہے۔ میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ اسے 250 بیڈوں کا ہسپتال کیا جائے۔ وہاں پر نیورو کا بلاک بن چکا ہے لیکن وہاں پر ڈاکٹر نہیں ہیں، وہاں کے لوگ Liver کی بیماری میں بہت زیادہ مبتلا ہیں۔ ہمارا شہر اس میں ¼ شیئر کرنے کے لئے تیار ہے اگر وہاں پر Liver Centre بنادیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا بھی بہت شکریہ۔ محترمہ ثریا نسیم!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

MR DEPUTY SPEAKER: No, point of order.

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں،please تشریف رکھیں۔ محترمہ ثریا نسیم!۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟

معزز ممبر: جناب سپیکر!نماز پڑھنے گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا نماز پڑھنے گئی ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب!پلیز،آپ تشریف رکھیں۔ جناب خالد غنی چودھری!

جناب خالد غنی چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر!میں آپ کا بہت زیادہ مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اپنے مفروضات پیش کرنے کا موقع دیا۔ میں اپنی اعلیٰ قیادت، جناب وزیر خزانہ اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے ان دستیاب حالات میں ایک بہت اچھا متوازن، غریب پرور، کسان دوست، عوام دوست اور انقلابی بجٹ پیش کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں تمام طبقات کو برابر ریلیف دینے کی کوشش کی گئی ہے اور میں انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ان نامساعد حالات میں ایک بہت اچھا بجٹ پیش کیا۔ چونکہ وقت کی قدغن لگائی گئی ہے لہذا میں مختصراً اپنے حلقے کے جو حالات ہیں اور ہمارے وہاں پر جو Development کے معاملات ہیں میں آپ سے وہی گزارش کروں گا اور وزیر خزانہ سے یہ امید رکھتا ہوں کہ وہ میری گزارشات کو

سنیں گے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہمیں کچھ نہ کچھ ریلیف دینے کی بھی کوشش کریں گے ۔ میں سب سے پہلے اپنے حلقے کی جو سڑکیں ہیں ان کی طرف آؤں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب منسٹر صاحب! آپ ان کی بات سنیں گے اور ذرا note بھی کریں گے ۔

جناب خالد غنی چودھری: جناب سپیکر! پچھلے دس سال میں میرے حلقے کو بہت زیادہ ignore کیا گیا ہے ۔ میرا تعلق ضلع جھنگ سے ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کا پسماندہ ترین ضلع ہے اور تحصیل شورکوٹ اس ضلع کی سب سے پسماندہ تحصیل ہے ۔یہاں پر میرے ایک فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ علی پور 1926 میں تحصیل بنی تھی اور یہی حال میرے شورکوٹ کا ہے یہ 1927 میں تحصیل بنی تھی ۔ آج تک ہمارا کوئی پُرسان حال نہیں ہے ،وہاں کوئی Development نہیں ہوئی ہے ۔ سڑکوں کے حوالے سے میں عرض کروں گا کہ farms to market road آٹھ یا دس سڑکیں شورکوٹ کو آتی ہیں وہ تمام کی تمام ٹوٹی ہوئی ہیں ۔اس وقت 3 کروڑ 38 لاکھ روپے ہم غریب کسانوں سے شوگر مل والوں نے Sugar cess کی مد میں کاٹے ہیں اور وہ رقم پڑی ہے ۔ میری وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ اُن ارباب اختیار کو حکم دیا جائے کہ وہ 3 کروڑ 38 لاکھ روپے ریلیز کئے جائیں اور اگر اس سے زیادہ کچھ پیسے چاہئیں تو وہ بھی ہمیں عنایت فرمائے جائیں ،ہماری جو سڑکیں ہیں وہ مرمت کروائی جائیں تاکہ کسان اپنی اجناس اور اپنا گنا ملوں اور منڈیوں میں آسانی سے لا سکے ۔

جناب سپیکر! اب میں محکمہ صحت کی طرف آؤں گا۔ میری پوری تحصیل شورکوٹ میں بارہ یا تیرہ B.H.Us ہیں اور بہت افسوس کی بات ہے کہ کسی ایک میں بھی M.B.B.S ڈاکٹر نہیں ہے ۔ میری ارباب اختیار سے گزارش ہو گی کہ اس کے لئے کوئی نئی ریکروٹمنٹ کی جائے اور ہمیں B.H.U میں M.B.B.S ڈاکٹر مہیا کئے جائیں تاکہ دیہات کے لوگ بھی شہروں کے برابر صحت کے حوالے سے کچھ نہ کچھ سہولت حاصل کر سکیں ۔T.H.Q ملتان ہم سے تقریباً سوا سو کلو میٹر اور فیصل آباد ڈیڑھ سو کلو میٹر دور ہے میری یہ گزارش ہو گی کہ T.H.Q کو upgrade کیا جائے ،وہاں پر heart اور burn کے یونٹس بنائے جائیں تاکہ ہمارے جو heart کے مریض ہیں انہیں فوری طور پر وہاں ریلیف مل سکے ۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ جب کسی کو heart attack ہوتا ہے تو وہ راستے میں ہی مر جاتا ہے ۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ ہمیں وہاں پر یہ یونٹس دیئے جائیں ۔

جناب سپیکر! شورکوٹ کینٹ ،وہاں پر ایک بہت بڑا قصبہ ہے اس کے ساتھ ہمارے PAF کی base بھی ہے اور کافی دیہات بھی لگتے ہیں وہاں کے شہریوں نے اپنی مدد آپ کے تحت تقریباً 4 کروڑ لگا

کر وہاں پر ہسپتال کی ایک بہت اچھی بلڈنگ بنائی ہے۔ ہمیں Cantonment Board نے وہاں پر ڈاکٹر بھی دیئے ہوئے ہیں اور وہاں کے مخیر حضرات ادویات بھی ریگولر فراہم کر رہے ہیں۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ حکومت پنجاب اس ہسپتال کے لئے جس کی تقریباً4 کروڑ کی لاگت سے بہت خوبصورت بلڈنگ بنائی گئی ہے وہاں پر ڈاکٹر مہیا کرے اور ادویات بھی مہیا کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کا ہمارے اوپر بہت بڑا احسان ہو گا، بلڈنگ ہم بنا چکے ہیں اور ہمیں صرف ڈاکٹروں کی ضرورت ہے اگر ڈاکٹر دے دیئے جائیں تو اس علاقے کا بہت بڑا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اس کے بعد میں ہیلتھ انشورنس کارڈ سکیم کی طرف آؤں گا کیونکہ میرا ضلع جھنگ ایک غریب اور پسماندہ ضلع ہے تو ہیلتھ انشورنس کارڈ سکیم کے سلسلے میں میری گزارش ہو گی کہ ہمارے ضلع کا نام بھی ہیلتھ انشورنس کارڈ سکیم میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف تعلیم کو بہت زیادہ priority دیتے ہیں اور اس مد میں بہت زیادہ پیسا مختص کیا گیا ہے لیکن میری تحصیل شور کوٹ کی حالت یہ ہے کہ پوری تحصیل میں ایک بوائز اور ایک گرلز کالج ہے۔ بوائز کالج کی بلڈنگ کو خطرناک قرار دے کر کافی کمرے اور آدھی سے زیادہ بلڈنگ بند کر دی گئی ہے۔ میری وزیر خزانہ سے گزارش ہو گی کہ بوائز کالج کے لئے خصوصی طور پر فنڈز مہیا کئے جائیں تاکہ ہمارے بچے وہاں سکون سے تعلیم حاصل کر سکیں۔ اسی طرح شور کوٹ کینٹ میں گرلز کالج کے لئے زمین بھی مختص کی گئی ہے، وہاں پر سرکاری کالونی تھی وہ وزیر اعلیٰ صاحب نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے گرلز کالج کے لئے لیز پر عنایت بھی کر دی ہے اب ہمیں صرف وہاں اساتذہ کی ضرورت ہے میں اپنی طرف سے ایک offer پیش کرتا ہوں کہ وہاں فرنیچر کی ضرورت ہے اور لیبارٹری کی بھی ضرورت ہے لیکن ہمیں صرف اساتذہ دے دیں اور انشاء اللہ تعالیٰ باقی جو معاملات ہیں ہم وہ خود سارے طے کر لیں گے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب خالد غنی چودھری: جناب سپیکر! میں اپنی بات ایک منٹ میں ختم کرتا ہوں۔ شور کوٹ میں چناب کالج، ٹیکنیکل کالج، سپیشل ایجوکیشن کالج، ووکیشنل کالج اور کمرشل کالج سارے ایک جگہ پر ہیں لیکن وہاں پر میٹھا پانی نہیں مل رہا لہذا میں یہ گزارش کروں گا کہ وہاں پر میٹھے پانی کا arrange کیا جائے۔ میں ایک آخری بات کسانوں کے لئے کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں سے TS لنک کینال نکلتی ہے اس سے ہمیں پانی تو نہیں ملتا، وہ آگے دو ڈویژنوں کو سیراب کرتی ہے لیکن ہمیں وہاں سے سیم و تھور بہت زیادہ ملا

ہے۔ہماری ہزاروں ایکڑاراضی بیکار ہو چکی ہے،لوگ گھر سے بے گھر ہو چکے ہیں اور جن کا ایک مربع زمین بھی ہے وہ نوکری کرنے پر مجبور ہے۔ میری آپ سے ایک گزارش ہو گی اور میں ارباب اختیار کو ملا ہوں کہ کم از کم یا تو اس کو تین فٹ گہرا کیا جائے یا کم از کم شور کوٹ کا وہ حصہ جو متاثر ہو رہا ہے اس کو پکا کروایا جائے۔یہ آپ کی بہت بڑی مہربانی ہو گی اور آپ کا احسان ہو گا اگر اس سلسلے میں فنڈز رکھے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب!بہت شکریہ۔ محترمہ رخسانہ کوکب!

کورم کی نشاندہی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!کورم پورا کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے افسوس کی بات ہے۔آپ کو اس موقع پر کورم point out نہیں کرنا چاہئے۔ منسٹرز صاحبان موجود ہیں اور آپ کے مسائل discuss ہو رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!حکومت کا فرض بنتا ہے کہ کورم پورا رکھے۔یہ ہمارا حق ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا ہے۔اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے شیر، شیر کی نعرہ بازی)

جی، محترمہ رخسانہ کوکب!۔۔۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈھلوں صاحب!آپ تشریف رکھیں، مہربانی کریں۔ محترمہ رخسانہ کوکب!۔۔۔

جناب محمد وحید گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بڑی مہربانی، کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔ٹائم short ہے، ابھی بہت سارے مقررین رہتے ہیں۔ محترمہ رخسانہ کوکب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں۔ محترمہ میری گل!۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں۔جناب محمد نعیم انور صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے، چودھری محمود الحسن چیمہ!

سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

چودھری محمود الحسن چیمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں بجٹ 14-2013 پیش کرنے پر وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک اچھا اور متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔(شور وغل)

جناب سپیکر! ذرا ایوان کو order in کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خاموشی اختیار کریں۔ Order in the House, order in the House.

چودھری محمود الحسن چیمہ: میں اپنی بہنوں سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ ذرا تحمل کا مظاہرہ کریں، اس طرف صرف ایک ممبر بیٹھی ہیں وہ آپ کو ذرا سی بات کرتی ہیں تو آپ اُن سے چِڑ کر اتنا شور مچانا شروع کرتی ہیں۔ آپ بھی ذرا تحمل کا مظاہرہ کیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! مہربانی کریں اور آپ اپنی بات جاری رکھیں۔(قطع کلامیاں) Order in the House. خاموشی اختیار کریں۔ چودھری صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ سلمٰی شاہین بٹ: جعلی ڈگری والوں کے حق میں بات نہ کریں۔

چودھری محمود الحسن چیمہ: میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ ذرا تحمل کا مظاہرہ کریں۔ میں ڈسٹرکٹ رحیم یار خان کی بات کروں گا کہ ہمارے ڈسٹرکٹ میں سب سے بڑا مسئلہ پانی کا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں ایک ہی کافی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ خاموشی اختیار کریں، مہربانی کریں۔(قطع کلامیاں)

No cross talk please. Order in the House

میں خواتین ممبران سے گزارش کرتا ہوں کہ خاموشی اختیار کریں اور چودھری صاحب کی بات سُنیں۔ مہربانی کریں۔ جی، فرمائیں!

چودھری محمود الحسن چیمہ: میں اپنے ڈسٹرکٹ رحیم یار خان کے حوالے سے وزیر خزانہ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ڈسٹرکٹ میں سب سے بڑا مسئلہ پانی اور سیم و تھور کا ہے۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ آپ اس دفعہ ان دو مسائل پر ہمارے ڈسٹرکٹ کو فنڈز دیں۔ Health facilities کے حوالے سے ہمارے ڈسٹرکٹ میں پچھلے تین سال سے میڈیکل کالج پر کام ہو رہا ہے۔ میڈیکل کالج کے لئے فنڈز ترجیحی بنیادوں پر دیئے جائیں تاکہ اس کو بھی جلدی مکمل کیا جائے اور جنوبی پنجاب کے حوالے سے ہمارا ڈسٹرکٹ بلوچستان کے ساتھ اور سندھ کے ساتھ لگتا ہے وہاں سے بھی بہت سارے لوگ علاج کے لئے ہمارے ڈسٹرکٹ رحیم یار خان میں آتے ہیں تو میری یہ گزارش ہو گی کہ میڈیکل کالج کے فنڈز کو بھی ترجیحی بنیادوں پر دیا جائے۔ اس بجٹ کے اندر ہمارے جنوبی پنجاب کے لئے جو بتیس فیصد ڈویلپمنٹ فنڈ رکھا گیا ہے اس حوالے سے میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ ہمارے ڈسٹرکٹ رحیم یار خان میں سب سے زیادہ minorities بستی ہیں جن میں بھیل برادری ہے Christian ہیں اور مینگوال ہیں تو میری یہ بھی گزارش ہو گی کہ اس بجٹ کے اندر اقلیتی برادری کے لئے خصوصی طور پر علیحدہ سے کچھ بجٹ مختص کیا جائے۔ اس کے علاوہ زراعت جو ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے اس میں بھی سبسڈی کا اضافہ کیا جائے خاص طور پر land level کرنے کے لئے lasers کو اور زیادہ ترجیحی بنیادوں پر دیا جائے، بلڈوزر پر سبسڈی دی جائے۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ ان کے لئے تیل موجود نہیں ہے، فنڈز موجود نہیں ہیں تو اس پر بھی میری یہ گزارش ہو گی کہ بلڈوزر کی سبسڈی کو بھی بڑھایا جائے اور اس کے لئے فنڈز مہیا کئے جائیں تاکہ جب بھی کسی کاشتکار یا زمیندار کو اپنی زمینوں کو level کرنے کی ضرورت پڑے تو وہ ان کو موقع پر مہیا ہوں۔ سڑکیں ہمارے علاقے کا سب سے بڑا مسئلہ ہیں جو سڑکیں بن چکی ہیں اب وہ ساری ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں تو میری یہ گزارش ہو گی کہ ایک سال کے لئے نئی سڑکیں بنانے کی بجائے ہمارے ڈسٹرکٹ میں جو پرانا سٹرکچر تباہ ہو چکا ہے اس کو ترجیحی بنیادوں پر بنایا جائے اور اس کو ٹھیک کیا جائے تاکہ ہمارے ڈسٹرکٹ میں جو پرانی سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں وہ ایک دفعہ پھر بحال ہو جائیں اور استعمال کے قابل ہو سکیں۔ یہ بھی میری گزارش ہو گی کہ ان سڑکوں کے لئے ہمیں ترجیحی بنیادوں پر بجٹ دیا جائے۔ اس کے علاوہ ہمارے ڈسٹرکٹ کو پچھلی دفعہ جو PFC یعنی Provincial Finance Commission کے تحت پیسے دیئے گئے وہ تقریباً 7۔ارب 4.5 کروڑ روپے بنتے تھے جو کہ ہمارے ضلع کے اندر تنخواہوں میں ہی پورے ہو گئے۔ ڈویلپمنٹ کے لئے بھی آبادی کے لحاظ سے ڈسٹرکٹ رحیم یار خان پنجاب کا پانچواں یا چھٹا بڑا ڈسٹرکٹ ہے اس میں بھی خصوصی طور پر ہمارے ڈسٹرکٹ کے

اندر اضافی فنڈز دیئے جائیں تاکہ اتنے بڑے ڈسٹرکٹ میں ڈویلپمنٹ بہتر طریقے سے ہو سکے۔اسی طرح ہیلتھ ،ایجوکیشن اور اس کے علاوہ جو دوسری بنیادی ضروریات ہیں ان پر بھی توجہ دی جائے۔اس کے علاوہ میں ایک اور مسئلہ کی طرف بھی توجہ دلانا چاہوں گا کہ ہمارے علاقے میں زیر زمین پانی کڑوا ہونے کی وجہ سے لوگ نہری پانی پینے پر مجبور ہیں اس لئے واٹر سپلائی سکیمیں بھی ہمیں ترجیحی بنیادوں پر دی جائیں۔اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے جو شمسی توانائی کے ذریعے ٹیوب ویلوں کو چلانے کا منصوبہ دیا ہے اس میں اور زیادہ پیسے رکھے جائیں تاکہ زمیندار کو جو لوڈشیڈنگ کا مسئلہ ہے وہ کسی حد تک حل ہو سکے اور زیادہ سے زیادہ ٹیوب ویل شمسی بنیادوں پر چلائے جائیں تاکہ زمیندار اپنی کاشتکاری اچھے طریقے سے کر سکیں۔ایک اور گزارش میں آپ کی وساطت سے کرنا چاہوں گا کہ سڑکوں پر گنے کے سیزن میں ٹرالیوں پر بہت زیادہ لوڈ ہوتا ہے اس کے لئے بھی کوئی قانون پاس کیا جائے کیونکہ اتنے زیادہ لوڈ کی وجہ سے ہماری سڑکیں ٹوٹ جاتی ہیں،اس کے لئے بھی ایک limit مقرر کی جائے تاکہ اتنا زیادہ پیسا لگا کر جو سڑکیں تعمیر کی جاتی ہیں ان کو بھی بعد میں اچھے طریقے سے سنبھالا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:چودھری صاحب!اب آپ اپنی تقریر کا end کریں۔

چودھری محمود الحسن چیمہ:جناب سپیکر!میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جب اجلاس ختم ہوتا ہے تو تمام ممبران یہاں سے بیک وقت نکلتے ہیں تو سامنے سے بھی گاڑیاں آ رہی ہوتی ہیں اس پر بھی آپ اپنے سٹاف کی توجہ دلائیں کہ جب اجلاس ختم ہو تو اس وقت ون وے ٹریفک ہو تاکہ ساری گاڑیاں بآسانی نکل جائیں اور باہر دھوپ میں پندرہ بیس منٹ انتظار نہ کرنا پڑے کیونکہ جب دونوں طرف سے ٹریفک گزرتی ہے تو ٹریفک بلاک ہو جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:چودھری صاحب!وہ تو آپ لوگوں کی گاڑیاں آتی ہیں اور تو میرے خیال میں اجلاس کے دوران کسی گاڑی کو نہیں آنے دیا جاتا۔

چودھری محمود الحسن چیمہ:جناب والا!سامنے سے بھی گاڑیاں آتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:وہ تو آپ لوگوں کی گاڑیاں آتی ہیں۔

چودھری محمود الحسن چیمہ:جناب والا!کل بھی اس سلسلے میں پندرہ بیس منٹ ٹریفک بلاک رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ لوگ اگر تعاون کریں تو میرے خیال میں یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ بہر حال اس کو آج دیکھ لیتے ہیں۔

چودھری محمود الحسن چیمہ: شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جی، چودھری محمد اشرف صاحب!

چودھری محمد اشرف: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اس اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے پاکستان مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو یہ عزت بخشی اور توفیق عطا فرمائی کہ وہ ملک پاکستان کی خدمت کر سکیں۔ان کا visionایک اچھا vision ہے جو عوام میں مقبول ہوا ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں اور انہیں مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ انشاء اللہ اس vision کو بھرپور طریقے سے آگے لے کر چلیں گے اور اس پر بھرپور طریقے سے عملدرآمد بھی کروائیں گے۔اس کے علاوہ میں جناب سپیکر اور جناب ڈپٹی سپیکر کو بھی ان کے اچھے انتخاب پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ یہاں پر کامیاب ہوئے۔ میں یہاں پر قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید صاحب کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں، وہ ایک اچھے انسان ہیں اور میں اس توقع کے ساتھ کہ وہ خود اور اپنی ٹیم کو ساتھ لے کر اس ایوان کو اچھے طریقے سے چلانے میں مددگار ثابت ہوں گے، نہ کہ تنقید برائے تنقید کریں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اچھی تنقید اور اچھی تجاویز پر اس ایوان کو ضرور نظر رکھنی چاہئے اور ان اچھی تجاویز کو بھی اپنے بجٹ میں شامل کر لینا چاہئے۔ میں یہ بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کو خوش اسلوبی سے، پیار و محبت سے، اس ملک اور خاص طور پر صوبہ پنجاب کو چلانے کے لئے بڑی مفاہمت سے کام لینا ہوگا۔وزیر خزانہ پنجاب میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے vision کو آگے بڑھاتے ہوئے جس ہمت، حوصلے اور خوش دِلی سے اپنی ٹیم کے ساتھ اس بجٹ کو پیش کیا ہے یہ نہایت ہی غریب پرور اور ایک متوازن بجٹ ہے۔ کبھی بھی کوئی چیز مکمل نہیں ہو سکتی۔اس میں ہمیشہ اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے اس سلسلے میں ہم سب مل کر انشاء اللہ اصلاح ضرور کریں گے اور اس کو کامیاب و کامران کرنے میں بھی یہ ایوان مدد فراہم کرے گا۔انشاء اللہ اس کو بھی ہم مل جل کر کامیابی سے ہمکنار کریں گے۔ تعلیم کے سلسلے میں بجٹ میں اچھی خاصی رقم مختص کی گئی ہے لیکن پرائمری سطح پر اگر ضرورت پڑے تو مزید رقم کو بھی استعمال کر لینا چاہئے کیونکہ پرائمری تعلیم ایک بنیاد ہے، بنیادوں کو مضبوط ہونا چاہئے اور ہر لحاظ سے مکمل کر لینا چاہئے۔اس کے علاوہ energy crisis کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا اور میری یہ تجویز ہے کہ گجرات میں شادیوال کے مقام پر ایک سمال پاور سٹیشن موجود

ہے جس کی installation capacity13.5 تھی اب وہ کم ہو کر 4.5تک ہو گئی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں siltآ گئی ہے ، کچرااور گند جمع ہو گیا ہے،اس کی صفائی پر بہت زیادہ رقم خرچ نہیں ہوتی۔اگر اس کو صاف کر لیا جائے تو اس کی capacity بہتر ہو سکتی ہے اور گوجرانوالہ ڈویژن کے سسٹم میں یہ بجلی شامل ہو سکتی ہے۔اس کے علاوہ چیچو کی ملیاں اور نندی پور کے مقام پر جو سروے ہوا تھا وہ گجرات میں شادیوال کے مقام پر بھی ہو چکا ہے۔اس کا کام بند ہے اس کام کو شروع کروایا جائے تاکہ یہ بجلی بھی گوجرانوالہ ڈویژن کے سسٹم میں شامل ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب!آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے،اب آپ wind up کریں۔

چودھری محمد اشرف: جناب والا!structure کے حوالے سے بات کروں گا کہ لالہ موسیٰ کے گردونواح میں ایک بائی پاس سڑک ہے جو کہ تقریباً آدھی مکمل ہو چکی ہے باقی حصے کو مکمل کر دیا جائے۔ آپ کے توسط سے جناب وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ اس کے لئے بھی رقم رکھیں تو وہ سڑک لالہ موسیٰ جی ٹی روڈ سے لے کر نالہ بھمبھر کے بند پر آدھی تقریباً بنی ہوئی ہے اور اس کے باقی حصے کو پنجاہ روڈ سے جا کر ملائیں جو رحمانیہ پل سے ہوتی ہوئی جائے گی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

چودھری محمد اشرف: شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب فیضان خالد ورک صاحب!

جناب فیضان خالد ورک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!جناب سپیکر!میں سب سے پہلے اپنے خدا کا شکر ادا کرتا ہوں،اس کے بعد اپنے قائدین کا کہ جنہوں نے ان مشکل حالات میں جن میں گھر چلانا بھی مشکل ہے اور صوبہ تو بہت بڑا ہے ایک ایسا عوام دوست بجٹ پیش کیا جو ہم سب کے لئے ایک مثال بن کے رہ گیا ہے۔ چونکہ میں ایک زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں اس لئے میں جو دیکھ سکتا ہوں وہ شاید دوسرے زمیندار ہی دیکھ سکیں لیکن شہری اور باقی ممبران کو ان مشکلات کا اندازہ نہیں ہو گا۔اس وقت آپ لوگوں نے سولر انرجی پر ٹیوب ویل اور بائیو گیس پر جو چیزیں پیش کی ہیں وہ ایسی بے مثال ہیں کہ چھوٹے زمینداروں کے لئے خوشحالی کی لہر لے کر آئی ہیں۔اس سے پہلے کسی نے بھی توانائی کے بحران سے نکالنے کے لئے ایسا کوئی حل نہیں نکالا۔یہ ایسے ٹیوب ویل ہیں جن پر صرف ایک دفعہ رقم لگانے پر خرچہ ہونا ہے اس کے بعد یہ فری ہونے ہیں۔

جناب سپیکر! جو تعلیم کے نعرے لگانے والی پارٹی تھی جو تعلیم تعلیم کرنے والے تھے اگر وہ آج موازنہ کریں تو پنجاب نے ہی سب سے زیادہ یعنی 24 فیصد بجٹ تعلیم پر رکھا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اگر آپ ہیلتھ کی بات کرتے ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ جب ڈینگی کا مسئلہ آیا تو ہمارے قائد خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے ایسی کوشش کی اور ایسا کر کے دکھایا جس کی دنیا کے ترقی یافتہ ممالک بھی تعریف کرتے ہیں کہ ایسے قائد اور ایسے خادم اعلیٰ پنجاب نے جیسے اس پر قابو پایا اس کی کوئی بھی مثال نہیں دے سکتا۔ یہی وہ چیزیں ہیں جو آج اس ملک اور ہماری پارٹی کو اس مقام تک لے کر پہنچی ہیں اور عوام نے ہمیں ایسا mandate دیا کہ قومی اسمبلی اور پنجاب اسمبلی میں ہماری سب سے زیادہ اکثریت ہے۔ دوسری جتنی بھی پارٹیاں تھیں وہ دیکھتی ہی رہ گئیں اور وعدے، وعدے ہی رہ گئے اور جھوٹے وعدے جھوٹے ہی ہوتے ہیں۔ مہربانی، بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ راشدہ یعقوب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ان کی باری ہے اگر مہربانی کر دیں تو انہیں بات کرنے دیں۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: ان کے بعد میں بات کر لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ فی الحال انہیں بات کرنے دیں اس کے بعد میں دیکھتا ہوں۔

محترمہ راشدہ یعقوب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! میں سب سے پہلے پاکستان مسلم لیگ (ن) کے قائدین میاں محمد نواز شریف کو وزیر اعظم منتخب ہونے اور میاں محمد شہباز شریف کو وزیر اعلیٰ منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ اس نازک دور میں جبکہ ہمارے ملک کو بے شمار اندرونی اور بیرونی خطرات لاحق ہیں انہوں نے اسے بھنور سے نکالنے کی ذمہ داری اٹھائی ہے۔ ہمارے قائد اور ان کی پوری ٹیم کی شب و روز کی محنت کے نتیجے میں یہ متوازن بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ جب سے یہ بجٹ پیش کیا گیا اس کی عام بحث میں ہم نے دیکھا کہ اپوزیشن کی طرف سے اس کے ہر point پر بے شمار تنقید کی گئی شاید اپوزیشن کا تنقید کرنا حق بنتا ہے لیکن میں یہاں پر صرف تھوڑا سا یہ بتانا چاہتی ہوں کہ اپوزیشن کی طرف سے ایک بات کی گئی شاید اپوزیشن لیڈر صاحب نے یہ فرمایا کہ مجھے غریب عوام کے دکھ میں پوری رات نیند نہیں آتی اور میں پوری رات کروٹیں بدلتا رہتا ہوں۔ میں صرف یہ کہنا

چاہتی ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی طرف سے عوام دوست اور غریب عوام کے حق میں جو پالیسیاں پیش کی گئیں ان پر سب سے زیادہ تنقید اور شدید اعتراض بھی اپوزیشن لیڈر کی طرف سے ہوا۔ انہوں نے سب سے پہلے کہا کہ میٹرو بس سروس میں صرف ایک فیصد لوگ سفر کرتے ہیں، شاید وہ اپنے جوش تنقید میں یہ کہہ گئے یا واقعی اس بات سے لاعلم تھے کہ ہمارے متوسط طبقہ کی percentage کیا ہے؟ تمام باشعور لوگ جانتے ہیں کہ ہمارا متوسط طبقہ اس سفری سہولت سے کس percentage سے مستفید ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ اپوزیشن لیڈر صاحب کی طرف سے کہا گیا کہ نئے سکولوں، کالجوں، لیبارٹریوں اور نہ ہی ہسپتالوں کی ضرورت ہے بلکہ جو پرانے ہیں انہی کو upgrade کیا جائے۔ میں یہاں پر صرف یہ بتانا ضروری سمجھتی ہوں کہ میرا ضلع جھنگ ہے، میرے پی پی۔78 جھنگ صدر میں پچھلے پانچ سالوں میں میرے قائد میاں محمد شہباز شریف کی پالیسیوں کو جاری رکھتے ہوئے بے شمار سکولوں کو upgrade کیا گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ان میں missing facilities کو پورا کیا گیا اور یقیناً یہ پالیسی پورے صوبہ میں جاری رہی ہو گی، اگر یہ وہاں پر ہوا ہے تو پھر پورے صوبہ میں ہوا ہو گا۔ اپوزیشن کا یہ اعتراض کہ نئے سکول نہیں ہونے چاہیئں، میں یہاں پر صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جب کسی گھر میں افراد کا اضافہ ہوتا ہے تو پھر چیزوں کا اضافہ کرنا ضروری ہو جاتا ہے اسی طرح بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر جہاں ہمیں چیزوں کو upgrade کرنے کی ضرورت تھی وہاں بہت سارے نئے ادارے تعمیر کرنے کی بھی ضرورت ہے جن میں سکول، ہسپتال اور وہ تمام ادارے جن کی ضرورت ہے وہ نئے بننے چاہیئں۔ اس کے علاوہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی تمام پالیسیاں جن میں دانش سکول، آشیانہ ہاؤسنگ سکیم، میٹرو بس سروس اور دیگر شامل ہیں، اگر اس صوبہ کی عوام کو یہ پالیسیاں قبول نہ ہوتیں یا انہیں ان پالیسیوں سے relief نہ ملا ہوتا تو میرا نہیں خیال کہ یہ باشعور عوام اس بھاری اکثریت سے پاکستان مسلم لیگ (ن) کو کامیاب کرا کر ان پر اعتماد کا اظہار کرتی۔ یہ عوام دوست پالیسیوں کا regard ہے جن کی بدولت آج مسلم لیگ (ن) برسر اقتدار ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اپوزیشن نے جنوبی پنجاب کے بجٹ کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے تفریق ڈالنے کی کوشش کی کہ ہمارے قائد نے ان کو حصہ سے زیادہ بجٹ دیا۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارے قائد نے جس اعلیٰ ظرفی اور اعلیٰ سوچ کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس خطے کی پسماندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے جنوبی پنجاب کے لئے مختص کردہ فنڈز کو اس کی آبادی کے تناسب سے زیادہ رکھنے کی روایت کا آغاز کیا اور

ڈپٹی سپیکر کا چناؤ بھی اس خطے سے کرتے ہوئے جنوبی پنجاب کی عوام کی محرومیوں کا ازالہ کیا اس سے خود کو ثابت کر دیا ہے کہ good governance اور خادم اعلیٰ کا جو title انہیں دیا جاتا ہے یہ اقدام اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری یہ تجویز ہے کہ ہر سال کے بجٹ میں اسی طرح دیکھ کر کہ جو علاقے اس حد تک پسماندگی میں مبتلا ہیں ان کو اسی طرح ان کے مختص کئے گئے بجٹ سے زیادہ فنڈز دیئے جائیں تاکہ ہمارا صوبہ ہمارے قائد کی سربراہی میں ترقی و خوشحالی کا سفر طے کرتا ہوا ایک مثالی صوبہ بن سکے۔ اس کے ساتھ میں اپنے ضلع کی طرف آتی ہوں جس میں چند ایک بنیادی مسائل ہیں جن کا میں یہاں پر ذکر کرنا ضروری سمجھتی ہوں کہ یہ بہت پرانا اور تاریخی ضلع ہے اسے ڈویژن بنایا جائے۔ میری یہ بھی تجویز ہے کہ جس طرح ہمارے قائد مڈل کلاس سے لوگوں کو reserve سیٹوں پر لے کر آگے لائے اور ورکرز کو آگے لایا گیا، اقلیتوں میں سے بھی لوگوں کو نمائندگی دی گئی اسی طرح سپیشل لوگوں میں سے بھی لوگوں کو reserve seats پر آگے لایا جائے (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا ٹائم over ہو گیا ہے۔ بہت شکریہ، پیر محمد اشرف رسول صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ لبنیٰ ریحان!

محترمہ لبنیٰ ریحان: الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ۔ جناب سپیکر! میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ اس نے مجھے اور ہم سب کو عاجزی دی اور عزت بخشی۔ میں آپ کی انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس اسمبلی کے floor پر بات کرنے کا موقع دیا، میں اس ایوان میں new comer ہوں اور اس تبدیلی کا منہ بولتا ثبوت ہوں جو میرے قائد میاں محمد نواز شریف نے مجھے ایک ٹیچر سے ایم پی اے بنا کر اسمبلی میں بھیجا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اپوزیشن بجٹ پر تنقید برائے تنقید کرنے کی بجائے تنقید برائے تعمیر کرے تو بہت بہتر ہو گا اور میرے قائد میاں محمد نواز شریف ان کی تجویز پر جلد از جلد عملدرآمد یقینی بنائیں گے۔ جہاں تک اس بجٹ کا سوال ہے تو یہ بجٹ 14-2013 انتہائی متوازن اور غریبوں کا معیار زندگی بہتر بنانے کے لئے خوش آئند بجٹ ہے میں اس بجٹ کی تیاری پر وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ راولپنڈی سے تعلق رکھنے والے فاضل ممبر نے پہلے دن تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہمیں راولپنڈی میں میٹرو بس، سڑکیں، انڈر پاس اور نہ ہی اوور ہیڈ برج چاہئیں۔ میں ان سے یہ کہتی ہوں کہ یہ چیزیں بننے سے لاکھوں لوگوں کو روزگار مہیا ہوتا ہے اور سفر میں آسانی پیدا

ہوتی ہے۔انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ نالہ لئی کوcover کرنے کے لئے مسلم لیگ (ق) کے دور حکومت میں جو ایکسپریس ہائی وے بنائی جارہی تھی اسے بنایا جائے۔ میں ان سے یہ کہتی ہوں کہ میرے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف غریب پرور اور انسان دوست شخصیت کے مالک ہیں۔انشاء اللہ مجھے اپنے قائد پر یقین ہے کہ وہ راولپنڈی کے لوگوں کا یہ دیرینہ مطالبہ ضرور پورا کریں گے۔

جناب سپیکر!میں یہاں پنجاب کے مزدوروں کی بات بھی کروں گی۔ میرے قائد مزدوروں کا بہت خیال رکھتے ہیں۔اس بجٹ میں مزدور بھائیوں کے بارہ ہزار بچوں کو تعلیمی وظائف دینے کا اعلان کیا گیا ہے جو کہ ایک خوش آئند بات ہے۔انہوں نے مزدوروں کو دس ہزار روپے تنخواہ دینے کا کہا ہے یہ بھی بہت خوش آئند ہے۔اسی طرح میرے قائد نے مزدوروں کے لئے لیبر کالونیاں بنوائی ہیں۔مزدوروں کو شاہدرہ کی لیبر کالونی میں مالکانہ حقوق مل چکے ہیں لیکن دوسری کالونیوں میں ابھی تک مزدوروں کو مالکانہ حقوق کے کاغذات نہیں مل سکے۔ میاں محمد شہباز شریف کی پالیسی اور اعلان کے مطابق محکمہ کو جلد از جلد مزدوروں کو یہ مالکانہ حقوق دینے کے انتظامات کرنے چاہیئں۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ میں deputation پر آئے ہوئے تمام ملازمین کو واپس کرنا چاہئے اور ادارے کے مستقل ملازمین کو بھرتی کرنا چاہئے تاکہ ادارے کی فلاح و بہبود اور ترقی ہو سکے کیونکہ باہر سے آنے والے افسران کی دلچسپی کام کی بجائے تنخواہ اور الاؤنس میں رہتی ہے۔ میں یہاں پر یہی کہوں گی کہ اگر مزدور خوشحال ہو گا تو انشاء اللہ پاکستان بھی خوشحال ہو گا۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،بہت شکریہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،فرمائیں!

کورم کی نشاندہی

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے اس لئے گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر دوبارہ گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔اب میں floor محترمہ ارم حسن باجوہ کو دیتا ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے اور آپ نے کہہ دیا ہے کہ کورم پورا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! گنتی کی گئی ہے اور کورم پورا ہے اس لئے اب آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ ارم حسن باجوہ!

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! پہلی دفعہ جب ڈاکٹر مراد راس نے کورم point out کیا تو میں اُن کے پاس گزارش لے کر گیا کہ traditionally جب بجٹ پر speeches ہو رہی ہوں تو دنیا کے ایوانوں میں ایک ایک یا دو دو بھی ممبران بیٹھے ہوتے ہیں کیونکہ budget speech کا یہ مقصد نہیں ہوتا کہ ہم ایک دوسرے کو سنائیں بلکہ بجٹ تقریر کا مقصد ہوتا ہے کہ ہم ایک policy speech کریں اور وہ policy speech گورنمنٹ کو رجسٹر ہو۔ Opposition Benches and Treasury Benches سے بھی یہ میری گزارش ہوگی کہ اس کو بڑا seriously لینا چاہئے اور personally اگر کوئی ایسا problem ہے تو There are many other ways. جہاں بندہ اپنا اظہار کر سکتا ہے مگر میرے خیال میں اس طرح کا message convey کرنا کہ اس ایوان میں every time کورم نہیں ہوتا یہ مناسب بات نہیں ہے۔یہاں سے دو معزز ممبران بھی اُٹھ کر جائیں تو کورم point out کر دیا جائے Just looking out for it. یہ بڑا non-serious attitude ہے اس کا نوٹس لیا جانا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! آپ نے بالکل ٹھیک بات کی ہے۔ محترمہ ارم حسن باجوہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ جانتے ہیں کہ اس وقت نماز کا بھی ٹائم ہے اور چونکہ budget speeches کے دوران نماز کے لئے وقفہ نہیں ہو رہا اس لئے معزز ممبران نماز کے لئے بھی باہر جاتے ہیں تو اس طرح سے مذہبی معاملات میں بھی خلل پیدا کیا جا رہا ہے۔ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں اور آپ اُن کو force کر رہے ہیں کہ ایوان میں آئیں۔ ہر ایک کو اپنی ذمہ داری کا پتا ہے، گورنمنٹ کو

اپنی ذمہ داری کا پتا ہے اور اپوزیشن کو بھی اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اچھی بات ہے میڈیا دیکھ رہا ہے اور پنجاب کی عوام کو بھی پتا چل رہا ہے کہ کون اس ایوان کو چلنے نہیں دینا چاہتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ، بہت شکریہ۔ جی، محترمہ ارم حسن باجوہ!

سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

محترمہ ارم حسن باجوہ: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ہم ہواؤں کا رُخ بدلنے والے ہیں
ہمارے عزم جواں ہیں ہمارے ساتھ چلو

تمام تعریف اور حمد اُس بزرگ و بالا ہستی کی ہے جس نے ایک مرتبہ پھر مسلم لیگ (ن) کو چُنا اور قیادت کو اہم ذمہ داری سونپی۔ جس کی مہربانی سے عوام نے بھرپور اعتماد اور محبت کا اظہار کیا جس کا ثبوت آپ کے سامنے ہے اور تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ایسی بے مثال کامیابی اور اعتماد کا اظہار ایک آدھ سال کی کاوشوں کا نتیجہ نہیں ہوا کرتا بلکہ یہ سنہری تاریخ ہماری قیادت نے کبھی پوری دنیا میں مخالفت کے باوجود چاغی کے پہاڑوں پر تاریخ رقم کی تو کبھی موٹروے کے دلنشیں نظاروں کی صورت میں اور کبھی میٹرو بس جیسے جدید سسٹم سے آراستہ کیا۔

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتی ہوں جنہوں نے محدود وسائل میں رہتے ہوئے ایک متوازن بجٹ پیش کیا۔ تعلیم کے حوالہ سے میاں محمد شہباز شریف کی efforts قابل تحسین اور قابل تعریف ہیں۔ نئی یونیورسٹیوں کا قیام، دانش سکول کا قیام اور ذہین طالبات کے لئے وظائف کا اعلان ایک قابل تعریف عمل ہے۔ صحت کے لئے سترہ ارب روپے کے فنڈز، ٹی بی جیسے مرض اور free dialysis کا اعلان بھی ایک قابل تعریف عمل ہے۔ ہم توانائی کے بحران کا شکار ہیں جس سے ہماری معیشت effect ہو رہی ہے اُس کے alternative بھی سوچے گئے ہیں وہ بھی ایک قابل تعریف عمل ہے۔ چھوٹے کاشتکاروں کے لئے بائیو گیس اور شمسی توانائی سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کا اعلان خوش آئند اقدام ہے۔ تعلیم پر بہت زیادہ focus کیا گیا ہے جیسے کہ نپولین نے کہا ہے:

"You give me the educated mother, I will give you the educated nation."

یہ سب سے اہم کام ہے۔اگر ماں اور بچہ صحت مند ہوں گے تو ایک صحت مند معاشرہ وجود میں آئے گا۔ میں آخر میں ایک بار پھر یہ کہوں گی کہ ہم سب کو ایک نئے عزم اور ہمت کے ساتھ ان سارے مسائل کو حل کرنا ہے جو پہاڑ کی طرح سر اُٹھائے کھڑے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو استقامت اور ایمان کی سلامتی عطا فرمائے۔آمین، ثم آمین۔

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ سید حسین جہانیاں گردیزی صاحب!

سید حسین جہانیاں گردیزی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میں پہلے تو یہ استدعا کرتا ہوں کہ یہ جو پانچ منٹ کا ٹائم رکھا گیا ہے یہ بجٹ پر بحث کرنے کے لئے نہایت ناکافی ہے اور اتنے کم وقت میں بجٹ پر کسی حوالے سے بھی بحث نہیں ہو سکتی۔ بجٹ پر بحث کے لئے چار دن جو minimum time ہے اس کو بڑھانا چاہئے اور آئندہ اس کے لئے زیادہ ٹائم دینا چاہئے۔

جناب سپیکر! موجودہ حالات میں یہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت ہی متوازن بجٹ ہے اس لحاظ سے کہ اس میں کئی نئے initiatives لئے گئے ہیں اور اُن initiatives کی بنیاد پر میں بجٹ بنانے پر وزیر اعلیٰ اور اُن کی قابل ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! کسی بھی قوم کا سرمایہ اُس کا human resource ہوتا ہے اور جس قوم کا human resource بہتر ہو گا وہ قوم اُتنی ہی زیادہ ترقی کرے گی۔ Youth, human resource کی طاقت ہوتی ہے اور خدا کے فضل سے پاکستان میں اس وقت پچاس فیصد آبادی ایسی ہے جو پچیس سال سے کم عمر کی ہے۔ یہ پاکستان کی بہت بڑی طاقت ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس طاقت کو positively استعمال کیا جائے، ایسے مقصد کے لئے convert کیا جائے کہ وہ productive ہو اور وہ اس ملک کی تعمیر میں حصہ ڈال سکے۔ میں اس بجٹ کے حوالے سے بات کرتا ہوں کہ موجودہ بجٹ میں جو 3۔ارب روپیہ self employment scheme کے لئے رکھا گیا ہے وہ اس Youth کو ایک

direction دینے اور productive process میں لانے کے لئے نہایت احسن قدم ہے۔اس کے ساتھ ساتھ Youth کے لئے اس بجٹ میں ڈیڑھ ارب روپیہ اور بھی رکھا گیا ہے جو وزیر اعلیٰ صاحب نے Youth کے لئے internship scheme شروع کی ہوئی ہے۔آج ہماری اکانومی پچھلے کئی سالوں سے stagnation کا شکار ہے ایسے موقع پر Youth کو employ and engage کرنے کے لئے یہ اقدام کافی مددگار ثابت ہو گا۔

جناب سپیکر! کوئی بھی قوم ہو وہ قوم اُسی وقت ترقی کر سکتی ہے جب وہ توانا ہو، صحت مند ہو۔ صحت مند قومیں ہی ترقی کیا کرتی ہیں، صحت مند قومیں ہی productive ہوا کرتی ہیں اور پاکستان میں بھی اگر ہماری قوم کی صحت بہتر ہو گی تو ظاہر ہے وہ ترقی کے عمل میں بہتر کردار ادا کر سکے گی۔اس بجٹ میں خاص طور پر جو ہیلتھ انشورنس سکیم introduce کی گئی ہے یہ پروگرام پہلی دفعہ introduce کر کے وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک نہایت ہی احسن قدم اُٹھایا ہے اور اس ہیلتھ انشورنس سکیم کے بارے میں جو commitment ہے کہ وہ پسماندہ اضلاع سے شروع کی جائے گی تو میں محترم وزیر خزانہ کو یہ بات باور کرانا چاہتا ہوں کہ آپ ہیلتھ انشورنس کا اجراء پسماندہ اور اُن اضلاع سے کریں جہاں غربت کی سطح سے نیچے زندگی گزارنے والے افراد کی تعداد زیادہ ہے۔ میں خاص طور پر دیہی علاقوں کے بارے میں کہوں گا کہ جہاں صحت کی سہولیات کا فقدان اور بہت کمی ہے وہاں ہیلتھ انشورنس شروع کرنے کو ترجیح دی جائے تاکہ ان لوگوں کو زیادہ سے زیادہ صحت کی سہولیات ملیں جو غربت کی سطح سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ دیہات ہی میں ہیلتھ کے issues زیادہ ہیں۔آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم پرائمری ہیلتھ پر زیادہ توجہ دیں اور پھر سیکنڈری ہیلتھ پر توجہ دیں۔ مجھے خوشی ہے کہ ہمارے ملک میں Tertiary health کے لئے بہت سے ادارے ایسے بھی ہیں جو state of the art ہیں اور بہت سے ادارے ایسے بھی ہیں جو بین الاقوامی اداروں کے ساتھ مقابلہ کر سکتے ہیں لیکن پرائمری ہیلتھ ہماری توجہ کی محتاج ہے۔آج سے تیس سال پہلے پرائمری ہیلتھ کا جو standard مقرر کیا گیا تھا اور اس وقت جو B.H.Us بنائے گئے تھے وہ اس وقت نہایت بُری حالت میں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گردیزی صاحب! آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

سید حسین جہانیاں گردیزی: جناب سپیکر!میں wind up کرتا ہوں۔ میری تجویز ہے کہ پرائمری ہیلتھ کے معاملات کو ترجیحی بنیادوں پر حل کیا جانا چاہئے۔ میرے پاس بہت سی تجاویز تھیں لیکن میں پھر وہی بات کروں گا کہ پانچ منٹ بہت کم ہیں۔ میں بہت سے معاملات پر بات کرنا چاہتا تھا لیکن وقت کی کمی کی وجہ سے اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، جاوید اختر صاحب!

جناب جاوید اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اتنے کم وقت اور اتنے مشکل حالات میں اتنا اچھا اور متوازن بجٹ پیش کیا گیا۔ وہ ایک دفعہ پھر مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے جنوبی پنجاب کو 32 فیصد حصہ دیا ہے۔ اس سلسلہ میں میری آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ جنوبی پنجاب کے پسماندہ اضلاع جن میں ڈیرہ غازی خان اور راجن پور سر فہرست ہیں، اس بجٹ میں ان کو ترجیح دی جائے کیونکہ ان کے مسائل دوسرے اضلاع سے بہت زیادہ ہیں۔

جناب سپیکر! تعلیم پر 93۔ارب 71 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے جو بہت خوش آئند ہے۔ ہم دوسرے ممالک سے اس وقت مقابلہ کر سکتے ہیں جب ہم تعلیم یافتہ ہوں گے اس لئے تعلیم کو اہمیت دینا بہت اچھا اقدام ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنے ضلع کے حوالے سے گزارش کروں گا کہ ہمارا ضلع زیادہ تر دیہی آبادی پر مشتمل ہے وہاں پر سکول ناکافی ہیں۔ میں اپنے حلقہ کی بات کروں تو وہاں کوئی گورنمنٹ گرلز اور بوائز ڈگری کالج نہیں ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس بجٹ میں میرے حلقہ پی پی۔242 ڈیرہ غازی خان میں گرلز اور بوائز کالج بنائے جانے کے احکامات جاری فرمائے جائیں۔

جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے بہت اچھا اقدام کیا گیا ہے کہ 80۔ارب روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے۔ ہمیشہ صحت مند قومیں ہی ترقی کرتی ہیں۔ اس حوالے سے B.H.Us پر زیادہ توجہ دی جائے کیونکہ وہاں پر ڈاکٹر بھی نہیں ہیں۔ میں اپنے ایک B.H.U کی بات کروں گا کہ B.H.U شادن لنڈ کے قریب انڈس ہائی وے ہے جہاں آئے روز حادثات ہوتے رہتے ہیں وہاں کوئی سہولت میسر نہیں ہے، مریض ڈیرہ غازی خان یا نشتر ہسپتال تک جاتے جاتے expire ہو جاتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ ہر B.H.U میں ایمرجنسی وارڈ قائم کیا جائے، ڈاکٹر اور دیگر عملہ کی حاضری کو بھی یقینی بنایا جائے۔

جناب سپیکر!زراعت ہمارے ملک اور صوبہ کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ زراعت کی مد میں13۔ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔میں اپنے ضلع کی بات کروں گا کہ بجلی کے flat rate ختم ہونے کی وجہ سے ہمارا ایک feeder جو کوٹ موئی کے نام سے ہے پہلے وہاں 255 ٹیوب ویل کام کرتے تھے اب بجلی کی لوڈشیڈنگ اور flat rate ختم ہونے کی وجہ سے وہاں دس یا بارہ باقی رہ گئے ہیں۔ وہاں زراعت کا بہت بُرا حال ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کا جو شمسی توانائی کے ٹیوب ویل لگانے کا پروگرام ہے یہ بہت احسن اقدام ہے۔ میں آپ کے اور ایوان کے توسط سے گزارش کروں گا کہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کو اس معاملہ میں اہمیت اور ترجیح دیں کیونکہ وہاں زراعت بالکل ختم ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر!ہمارا پچادھ کا علاقہ ہے میں اس کے حوالے سے گزارش کروں گا کہ hill torrent جو کہ ہمارے پہاڑوں سے نکلتے ہیں وہ تونسہ سے لے کر راجن پور تک ہمارے سارے structure اور roads کو hit کرتے ہیں اور لاکھوں ایکڑ پر لگی فصلات ہر سال تباہ ہو جاتی ہیں۔ یہ اتنا بڑا معاملہ نہیں کہ اس کو کنٹرول نہ کیا جا سکے،7۔ارب روپے کے بجٹ سے ساری رود کوہیوں کو channelize کیا جا سکتا ہے۔ میری وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ ہر سال کی تباہی اور نقصان کا تخمینہ لگائیں تو وہ کھربوں میں بنتا ہے۔ اگر 7۔ارب روپیہ ان رود کوہیوں کو channelize کرنے پر خرچ کیا جائے تو جو پانی لوگوں کو مالی نقصان پہنچاتا ہے، ہر سال ہزاروں گھر مسمار ہوتے ہیں تو وہاں وہی پانی زمینیں سیراب کرے گا تو وہاں کی زراعت صوبہ کی ترقی میں اہم کردار ادا کرے گی۔

جناب سپیکر!میں ایک اہم بات تعلیم کے حوالے سے کرنا چاہوں گا کہ F.Sc کے بعد جو انٹری ٹیسٹ رکھا گیا ہے اس حوالے سے میں جنوبی پنجاب کے بچوں کی آواز آپ تک پہنچا رہا ہوں کہ اس انٹری ٹیسٹ کو ختم کیا جائے یا جنوبی پنجاب کے لئے کوئی علیحدہ لائحہ عمل بنایا جائے کیونکہ وہاں ٹاٹ پر بیٹھ کر جو بچے پڑھتے ہیں وہ بڑے سکولوں اور بڑے کالجوں میں پڑھنے والے بچوں کے ساتھ compete نہیں کر سکتے حالانکہ وہ بہت قابل ہیں لیکن status کا فرق ہے وہاں ٹاٹ پر تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کا ایچی سن کالج یا بڑے سکولوں میں پڑھنے والے بچوں کے ساتھ مقابلہ کرنا بڑا مشکل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب!وقت ختم ہو گیا ہے، مختصر کریں۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر!میں ابھی wind up کرتا ہوں۔ میں پولیس کے حوالے سے بات کروں گا کہ اسے کنٹرول کرنے کے لئے کوئی cell قائم کیا جائے اور ہر ضلع میں SP rank کا آفیسر لگانا چاہئے۔ حکومت کو چھتیس ایماندار آفیسر تلاش کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہوگی۔ ہم پولیس پر اتنا پیسا خرچ کرتے ہیں اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ٹھیک نہیں ہے۔ان کو کنٹرول کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی طریق کار تو ہونا چاہئے۔ اگر ان کی کارکردگی check and balance سے بہتر نہیں ہوتی تو جو رشوت خور ہیں۔انہیں آرمی کی طرح 17 سے 19 سال میں ریٹائر کر دیا جائے اور جو کام کرنے والے اور efficiency رکھنے والے ہیں بے شک وہ 60 سال سے بھی اوپر تک جائیں لیکن جو راشی ہیں اُن کو مراعات دے کر وقت سے پہلے ریٹائر کر دینا چاہئے۔ میں آخری گزارش کرپشن کے حوالے سے کروں گا جس کے متعلق ہمارے کسی فاضل ممبر نے بات نہیں کی۔ یہ بڑا بہترین قسم کا بجٹ آیا ہے لہذا میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ اگر کرپشن کو روک لیا گیا اور یہ پیسا صحیح استعمال ہوا تو انشاء اللہ پنجاب میں انقلاب آئے گا اور آپ دیکھیں گے کہ پنجاب بھرپور ترقی کرے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب!بہت شکریہ۔ رائے عثمان خان کھرل صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ملک احمد سعید خان صاحب!

ملک احمد سعید خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!آپ کا شکریہ کہ مجھے آپ نے بجٹ 2013-14 پر بحث میں حصہ لینے کے لئے موقع فراہم کیا۔ میں وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کروں گا اور ان کا شکریہ بھی ادا کروں گا کہ انہوں نے ایک متوازن بجٹ پنجاب کے لئے اس ایوان میں پیش کیا ہے۔ بلاشبہ یہ ایک ایسا بجٹ ہے جو تمام محکموں کے حوالے سے اور تمام مکاتبِ فکر کے لوگوں کی نمائندگی کرتا ہے بلکہ ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو اس بجٹ میں proper حصہ دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج 65 سال ہمارے اس ملک عزیز کو آزاد ہوئے بیت چکے ہیں تو 65 سال کی تاریخ کے اندر آج ہمیں اس بات کا اعادہ کرنا چاہئے کہ کچھ روایات جو پہلے سے چلی آ رہی ہیں ان کے اندر کچھ تبدیلی مقصود ہے اور الیکشن کے دوران بالخصوص عوام نے جو mandate دیا ہے۔۔۔(شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: Order in the House خاموشی اختیار کریں اور ان کی بات سنیں۔ میں خواتین ممبران سے کہتا ہوں کہ خاموشی اختیار کریں۔

ملک احمد سعید خان: جناب سپیکر! پنجاب کے عوام نے اس دفعہ جو mandate دیا ہے اس میں خادمِ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے vision کو support کیا ہے۔ ان کا جو پچھلا دورِ حکومت گزرا اس میں تمام شعبوں کے اندر حکومت کی کارکردگی پر لوگوں نے بھرپور اعتماد کا اظہار کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ جو میاں صاحب کی قیادت میں وزیر خزانہ نے پیش کیا ہے یہ بھی پنجاب کے لوگوں کی فلاح کے لئے ہے۔ چونکہ اپنی تجاویز دینے کے لئے اس میں وقت بہت مختصر رکھا گیا ہے اس لئے میں دو تین محکموں کے متعلق اور اپنے حلقہ کے حوالے سے اپنی تجاویز وزیر خزانہ کو پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ایجوکیشن سیکٹر کے اندر تین سو یونین کونسلوں میں بچیوں کی تعلیم کے سکولوں کو upgrade کرنے کا منصوبہ دیا گیا ہے تو میں وزیر خزانہ کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا کہ ہمارے دیہی حلقوں میں یونین کونسلوں کا حجم بہت بڑا ہے لہذا اگر یہ ممکن ہو کہ کسی جگہ پر یونین کونسل میں distance اتنا زیادہ ہے کہ دس، پندرہ میل تک بھی کوئی ہائی سکول موجود نہیں ہے تو وہاں پر میں تجویز کروں گا کہ ایسی یونین کونسلوں کے اندر ایک کی بجائے دو ہائی سکول بچیوں کے لئے دیئے جائیں جو ہمارے پنجاب کے مستقبل اور خواتین کی تعلیم کے لئے بہت ضروری ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اسی طرح انہوں نے انڈوومنٹ فنڈ کے لئے جو رقم رکھی ہے اس پر بھی میں ان کو مبارکباد پیش کروں گا۔ تمام ترقی یافتہ ممالک میں جو طلباء سکولوں اور کالجوں میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں اُن کو حکومتی سطح پر اور پرائیویٹ سیکٹر میں ہمیشہ support کیا جاتا ہے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اس مد کے اندر اُن طلباء کو شناخت کرنا اور جو آگے نکل کر بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں بالخصوص میں ہائر ایجوکیشن کے اندر طلباء کے حوالے سے کہوں گا کیونکہ وہاں پر تعلیمی اخراجات بہت زیادہ ہیں تو دیہاتوں سے جو طلباء وطالبات کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں جو وہاں بہتر کارکردگی کر رہے ہیں، position holders ہیں اور جن کے پاس وسائل بھی موجود نہیں ہیں ان کے لئے اس portion میں زیادہ حصہ مختص کیا جائے۔ ایسا کرنے سے تعلیم کے فروغ میں کافی بہتری آئے گی۔ اس کے علاوہ Computer Labs, Knowledge City, Knowledge Park, Technology University اور Digital Libraries کے پروگرام دیئے گئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ vision جو وزیر اعلیٰ پنجاب نے پنجاب کے لوگوں کی بہتری، ترقی اور ہماری آئندہ نسل کی بہتر کارکردگی کے لئے دیا ہے اس پر بھی میں اُن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! صحت کے شعبہ میں میرے ضلع کے اندر D.H.Q ہسپتال ہے جس کے لئے میں وزیر خزانہ سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ D.H.Q قصور میں سہولتوں کا فقدان ہے، ڈاکٹروں کی عدم دستیابی ہے، لاہور کے periphery کے اندر قصور میں، میں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر جو ہمارے دیہاتوں سے مریض جاتے ہیں تو روزانہ کی بنیاد پر بیس بیس، پچیس پچیس لوگوں کو لاہور کی طرف refer کیا جاتا ہے لہذا وہاں پر اگر کوئی ایسا انتظام ہو کہ جن سہولیات کی D.H.Q ہسپتال میں عدم دستیابی اور ڈاکٹروں کی عدم دستیابی ہے اُن کو پورا کیا جائے۔ وہاں پر dialysis کا یونٹ ایک شِفٹ میں کام کر رہا ہے لیکن رش بہت زیادہ ہے اس لئے اس یونٹ کو دو شفٹوں میں لے کر جایا جائے، اس کے لئے فنڈز دیئے جائیں اور اگر وہاں پر ڈاکٹروں کی دستیابی ہو تو ہمارے قصور والوں کے لئے بہت مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں بار بار کورم کی نشاندہی نہیں کر رہی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: لیکن آپ کے حکومتی ممبران کی توجہ نہ ہونے اور ان کی عدم موجودگی کی وجہ سے میں علامتی واک آؤٹ کرتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کی معزز ممبر محترمہ ثمینہ خاور حیات علامتی واک آؤٹ کر گئیں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "جعلی ڈگری، ہائے ہائے" کی نعرہ بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری محمد اشرف وڑائچ صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اس پوری بجٹ تقریر کے اندر اپوزیشن مناسب حصہ نہیں لے رہی۔ ایک طرف یہ کورم point out کرتے ہیں تو دوسری طرف ایوان میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہے۔ میڈیا کی آنکھ سے عوام کو دکھایا جا سکتا ہے کہ کون لوگ ان معاملات میں دلچسپی لے رہے ہیں اور پنجاب کا کتنا خیال ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پلیز تشریف رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اپوزیشن کو یہاں پر تنقید کرنے کا حق ہے جو انہیں کرنی چاہئے لیکن یہاں پر آپ دیکھیں کہ اپوزیشن کا کوئی ممبر نہیں بیٹھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ چودھری محمد اشرف وڑائچ صاحب!

چودھری محمد اشرف وڑائچ: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اپنے قائد محترم میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور ہمارے وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنے کم وقت میں ایک متوازن اور ہر پہلو پر کام کرتے ہوئے ایک اچھا بجٹ ہمیں دیا جس کے لئے میں ان کا شکر گزار ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ زراعت، ایجوکیشن اور صحت کے لئے بجٹ رکھا گیا ہے اور حالات کے مطابق جو ہمارے وسائل تھے میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن تنقید ضرور کرے لیکن اس سے بہتر بجٹ اگر ہم اپوزیشن کو دعوت دیں تو وہ قطعاً پیش نہیں کر سکتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری اپوزیشن لیڈر سے التماس ہے کہ انہوں نے پہلی تقریر بڑی خوب صورت کی اور ہمارے قائد محترم کے vision کو سراہتے ہوئے کہا کہ ہم ان کے بہتر اقدامات کی حمایت کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ ایک بہتر بجٹ ہے جس پر بے جا تنقید نہ کی جائے۔ میری اپوزیشن سے یہی التماس ہے اور ویسے اس وقت ایوان میں اپوزیشن بیٹھی ہی نہیں۔

جناب سپیکر! میرا تعلق گوجرانوالہ کے ایک دیہاتی علاقہ سے ہے اور پی پی۔97 گوجرانوالہ کے ساتھ ہی گھکھڑ قلعہ دیدار سنگھ میرا حلقہ ہے۔ وہاں کے 80 فیصد لوگوں کا ذریعہ معاش زراعت ہے جو کہ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ میری یہ التماس ہے کہ زراعت جسے اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی کہا جاتا ہے۔ اس بجٹ میں کسانوں کو ٹریکٹر سکیم کی صورت میں سہولتیں دی گئی ہیں تو میری یہی submission ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے بہت سے مسائل ہیں۔ ہمارا علاقہ مونجی کی کاشت کا ہے جہاں پر بجلی کی کمی کی وجہ سے ٹیوب ویل بند پڑے ہیں۔ بجلی کا اتنا بڑا بحران ہونے کی وجہ سے غریب کاشتکار کی مونجی کی فصل جو کہ اس کا ذریعہ معاش ہے وہ متاثر ہو رہی ہے۔ اس پر میری گزارش ہے کہ بجلی کے بل بہت زیادہ ہیں اور ان کی ادائیگی کسانوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسانوں کو compensate کیا جائے یا انہیں سبسڈی دی جائے۔ ہمارے قائد محترم نے سولر ٹیوب ویل دینے کا اعلان کیا ہے تو میرے خیال میں اس سال ہماری مونجی کی کاشت کو متاثر ہونے سے بچانے کے لئے بجلی پر سبسڈی دی جائے کیونکہ کاشتکار ٹیوب ویلوں کے کنکشن منقطع کروانے پر مجبور ہیں۔ اگر کوئی بل ادا نہ کر سکے تو عدم ادائیگی کی بناء پر واپڈا والے اس کا کنکشن کاٹ رہے ہیں جس سے مونجی کی فصل متاثر ہو

رہی ہے۔ میری یہ التماس ہے کہ اس پر فوری توجہ دی جائے تاکہ غریب کسان اور ان کے بچے متاثر نہ ہوں، ہماری ریڑھ کی ہڈی بھی متاثر نہ ہو اور کسان بے چارے صحیح طرح کام کر سکیں۔

جناب سپیکر! زرعی ٹیکس کے بارے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ زرعی ٹیکس ہم ادا کر رہے ہیں اور اب زرعی انکم ٹیکس الگ سے عائد کیا جا رہا ہے تو ہمارا طبقہ پہلے ہی کافی پسا ہوا ہے لہذا مہربانی کر کے اسے لاگو نہ کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت مہربانی۔ جناب احمد خان بلوچ!

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ صاحب اور ان کی ٹیم کو مبارکباد دیتا ہوں کہ ایک اچھا اور متوازی بجٹ پیش کیا۔ وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر اعظم صاحب کے لئے اب سوچنے اور محنت کرنے کی ضرورت ہے کہ عوام نے 11۔ مئی کے الیکشن میں انہیں مسائل کا نجات دہندہ سمجھ کر ووٹ دیا ہے۔ اب انہیں کرپشن پر کنٹرول کرنا ہوگا، لوڈ شیڈنگ پر کنٹرول کرنا ہوگا اور عوام کو انصاف دلانا ہوگا۔ اس ایوان میں کافی ساری باتیں ہوئی ہیں لیکن کاشتکاروں کے لئے بہت کم بات ہوئی ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کاشتکار مظلوم طبقہ ہے جو ملکی معیشت کو مضبوط کرتا ہے، چاہے خود غریبی میں ہی زندگی بسر کرتا ہے لیکن ملک کو خوشحالی دیتا ہے۔ کاشتکار اندھیری راتوں کو کانٹوں پر چل کر ملک کو خوشحالی دیتا ہے اور آج ملک کی روشنیاں صرف کاشتکار طبقہ ہی کی بدولت ہیں۔ ملک میں چلنے والی فیکٹریاں بھی کاشتکار طبقہ ہی کی مرہون منت ہیں۔

جناب سپیکر! زرعی ٹیکس ہم ادا کر رہے ہیں لیکن یہاں پر بار بار بات ہوتی ہے کہ ان پر زرعی انکم ٹیکس بھی لگایا جائے جو کہ افسوس کی بات ہے۔ بے شک کاشتکاروں سے اس کا حساب کتاب کر لیں کہ اگر ہم صنعت کاروں اور کسی بھی طبقے سے کم ٹیکس دے رہے ہیں تو مزید ٹیکس دینے کے لئے تیار ہیں۔ ہم ان سے ٹیکس بھی زیادہ دے رہے ہیں، ملکی معیشت کو بھی مضبوط کر رہے ہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ پھر بھی نظریں کاشتکاروں پر ہیں۔ ہمسایہ ملک بھارت کو دیکھیں جہاں کاشتکاروں کے لئے بجلی مفت ہے، نہری پانی مفت ہے، کسانوں پر کوئی زرعی ٹیکس یا انکم ٹیکس نہیں ہے اور ان کی تمام اجناس کو وقت پر اٹھایا جاتا ہے جس کے نتیجے میں ہم آج سبزیاں بھی بھارت سے منگواتے ہیں۔ ہماری زراعت بہت پیچھے چلی گئی ہے۔ ہم یہ سوچتے ہیں کہ کاشتکاروں کو کس طرح سے پریشان کیا جائے جبکہ وہ سوچتے ہیں کہ کاشتکار کو کیسے خوشحال کیا جائے۔ کاشتکار خوشحال ہوگا تو پاکستان خوشحال ہوگا۔

جناب سپیکر!افسوس کی بات یہ بھی ہے کہ آج بھارت میں نائٹروجن کھاد کی بوری پانچ سو روپے میں مل رہی ہے اور ڈی اے پی کھاد کی بوری ایک ہزار روپے میں مل رہی ہے جبکہ ہمارے ملک میں ڈی اے پی کھاد کی بوری چار ہزار روپے اور نائٹروجن کھاد کی بوری دو ہزار روپے میں مل رہی ہے اور ان سے کوئی پوچھنے والا ہے اور نہ ہی کوئی ہماری دیکھ بھال کرنے والا ہے۔ ہم pesticides میں روزانہ کتنا ٹیکس ادا کرتے ہیں اور ڈیزل پر کتنا ٹیکس ادا کرتے ہیں، ہم آبیانہ دیتے ہیں، معاملہ دیتے ہیں، زرعی ٹیکس دیتے ہیں، کھاد کی بوری چار دن پہلے لے کر آتے ہیں اور دوبارہ لینے جاتے ہیں تو 100 روپے مہنگی ہو چکی ہوتی ہے۔ یہ ہم پر ٹیکس نہیں ہے تو اور کیا ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!ہم پر روزانہ کی بنیاد پر ٹیکس لگ رہا ہے جبکہ باقی طبقے تو سال بعد ٹیکس دیتے ہیں لیکن ہم وہ طبقہ ہیں جنہیں کوئی رعایت دینے والا نہیں ہے۔ ڈیزل مہنگا ہو گیا ہے اور زراعت پر ٹیکس لگ گیا ہے۔ Pesticides کی قیمتیں بڑھ گئیں تو کوئی روکنے والا نہیں ہے، کھاد کی قیمت روزانہ کی بنیاد پر بڑھ رہی ہے جبکہ ہمارا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔ میری گزارش ہے کہ اگر آپ نے پاکستان میں خوشحالی لانی ہے تو کاشتکار طبقے کو خوشحال کریں۔ ان کی تکلیفیں اور پریشانیاں دور کریں، نہ کہ ان پر زرعی ٹیکس لگائیں۔ یاد رکھنا کہ اگر زرعی ٹیکس لگائیں گے تو ملکی معیشت کبھی نہیں بدلے گی اور میں یہ بار بار کہہ رہا ہوں کہ وہ غریب تو پہلے ہی جس طرح زندگی گزار رہا ہے گزار لے گا لیکن ملکی معیشت بہتر نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر!پچھلے پانچ سال بھی ہم کہتے کہتے تھک گئے کہ پولیس آرڈر 2002 کو تبدیل کرو کیونکہ اس سے عوام بہت تنگ ہیں اور خلق خدا کو بہت تکلیف ہے۔ یہاں پر ڈیرہ غازی خان سے لوگ آتے ہیں، رحیم یار خان سے لوگ آتے ہیں اور ملتان سے لاہور صرف اس لئے آتے ہیں کہ investigation تبدیل کی جائے۔ مہربانی کریں کیونکہ غریب کے پاس کرایہ بھی نہیں ہوتا اور وہ یہاں پر آکر درخواست دیتا ہے اس لئے اس کو آسان بنائیں اور سابقا طریق کار بحال کریں۔ میں نے تو بہت باتیں کرنی تھیں لیکن گھنٹی بج گئی ہے میں صرف ایک منٹ میں بات ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بلوچ صاحب!ٹائم ہو گیا ہے، مہربانی کریں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!آپ مجھے صرف تیس سیکنڈ دے دیں میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ ہمارا لینڈ ریکارڈ کا جو کام چلا ہے اس میں میری گزارش ہے کہ کیبن زیادہ کر دیں، فیس لینے کے لئے زیادہ آدمی بٹھائیں کیونکہ وہاں لوگوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ ویسے یہ وزیر اعلیٰ صاحب کا ایک تاریخی کام ہے۔

میں یہ تجویز دوں گا کہ مفت ویکسینیشن صرف اٹھارہ اضلاع کے لئے کی گئی ہے، مہربانی کر کے اس کو پورے پنجاب کے لئے کریں۔ جنوبی پنجاب کے اضلاع چھوڑ دیئے گئے ہیں اس سے احساسِ محرومی پیدا ہو رہا ہے۔ یہ ویکسینیشن جہاں اٹھارہ اضلاع میں کی جارہی ہے وہاں چھتیس اضلاع کے لئے بھی مفت کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بلوچ صاحب! بہت شکریہ

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری صرف ایک گزارش ہے کہ ممبران کو یا بیوروکریٹس کو جو علاج کے لئے اربوں روپے دیئے جاتے ہیں خدا کے لئے یہ بند کر دیں کیونکہ ہمارا ملک اتنا وزن نہیں اٹھا سکتا۔ وزیراعلیٰ جیسے خادم اعلیٰ بن کر خدمت کر رہے ہیں تو مہربانی کریں بیوروکریٹس بھی اپنے آپ کو خادمِ عوام سمجھیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب محمد اکبر حیات ہراج!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ فرح منظور صاحبہ!

محترمہ فرح منظور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ایک عوام دوست بجٹ پیش کیا۔ اپوزیشن نے ہماری ہر اچھی پالیسی پر تنقید کی ہے۔ انہوں نے لیپ ٹاپ پر تنقید کی، انہوں نے میٹرو بس پر تنقید کی اور انہوں نے دانش سکول پر تنقید کی۔ میں ایک دیہات سے تعلق رکھتی ہوں اور میرا ضلع وہاڑی ہے۔ میں اپوزیشن سے یہ کہتی ہوں کہ آپ دیہاتی علاقوں میں آئیں اور ان مزدوروں کے بچوں سے ملیں جو دانش سکولوں میں پڑھ رہے ہیں، اب وہ فخر محسوس کرتے ہیں، جب ان سے ملیں تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم جب رات کو سوتے تھے تو یہ دعا کر کے سوتے تھے کہ یا باری تعالیٰ کاش ایسا دن بھی ہو جس دن ہم بھی سکولوں میں جائیں، ہمارے پاس بھی اچھے یونیفارم ہوں اور ہمارے پاس بھی کتابیں ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اچھے لیڈر وہی ہوتے ہیں جو اپنے عوام کی بہتری کے لئے سوچتے ہیں جیسا کہ وزیراعلیٰ صاحب نے ہونہار بچوں میں لیپ ٹاپ تقسیم کئے، سولر لیمپ تقسیم کئے اور آج ان بچوں کو دیکھتے ہوئے بہت سے بچے دل میں یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم بھی ان کی طرح پڑھیں گے، آگے آئیں گے، ہمیں لیپ ٹاپ ملیں گے اور ہمیں سولر لیمپ ملیں گے۔ آج ہمارے بچے ہم سے یہ کہتے ہیں کہ ہمیں

فلاں لیپ ٹاپ چاہئے تو ہماری کوشش ہوتی ہے کہ ایک سیکنڈ سے پہلے ان کی کہی بات کو پورا کر دیا جائے۔ایک مزدور کا بچہ صرف خواہش کر سکتا تھا مگر وہ لے نہیں سکتا تھا لیکن آج میرے ہونہار بچوں کو یہ مل رہے ہیں۔اب کمپیوٹر ہماری کتابوں میں شامل کر دیا گیا ہے،جب تک ان کے پاس لیپ ٹاپ نہیں تھے تو وہ اپنا کام احسن طریق سے نہیں کر سکتے تھے لیکن آج ہمارے بچے بہت آگے جا رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ایسے ہی آگے جائیں گے۔

جناب سپیکر!میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ ہماری پچھلی فیڈرل گورنمنٹ اور اُس سے پچھلی فیڈرل گورنمنٹ نے ہمیں لوڈشیڈنگ کی صورت میں ایک تحفہ دیا،انہوں نے انرجی بحران پیدا کیا، انہوں نے پیدا نہیں کیا بلکہ ایجاد کیا جس کا خمیازہ آج پورا ملک بھگت رہا ہے۔اس کا سب سے بُرا اثر زراعت پر پڑا ہے،آج ہماری زرعی زمینیں کالونیوں کی شکلیں اختیار کرتی جا رہی ہیں،وہ کیوں اختیار کر رہی ہیں؟لوڈشیڈنگ ہو گی تو فصلوں کو پانی نہیں ملے گا اور فصلیں برباد ہو جائیں گی۔آج ایک غریب کسان اپنی زمین میں اجناس پیدا کرنے کی بجائے اس کو کالونیوں کی طرف لے کر جا رہا ہے۔میں اس وقت سے ڈرتی ہوں جیسے آج ہم پٹرول اور گیس باہر سے import کر رہے ہیں کہیں ہم خوراک بھی import نہ کرنے لگیں۔وزیر اعلیٰ صاحب کی بہت ساری بہترین کاوشوں میں سے ایک یہ ہے کہ ساڑھے بارہ ایکڑ رقبے کے کسان کو سولر انرجی ٹیوب ویل لگا کر دیا جائے گا جس سے کسان تو خوشحال ہو گا، زمینیں تو سیراب ہوں گی بلکہ میں کہتی ہوں کہ پورا پاکستان خوشحال ہو گا۔یہ ان کی بہترین کاوش ہے اور میں اس بہترین کاوش پر ان کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی کہ ہمارے وفاقی وزیر خزانہ جناب اسحاق ڈار نے انرجی بحران کو highlight کیا اور عوام کو یہ امید دلائی کہ انشاء اللہ فیڈرل گورنمنٹ آپ کے ساتھ تعاون کرے گی۔پچھلی فیڈرل گورنمنٹ نے ہمارے نندی پور کے پراجیکٹ کو روک دیا تھا۔اگر وہ اپنی ہٹ دھرمی پر نہ رہتے تو آج کم از کم پنجاب کے ہر گھر میں روشنی ہوتی اور ہماری زمینیں سیراب ہوتیں لیکن اب وہ بنجر پڑی ہیں۔انہوں نے پانچ سالہ دور میں پاور انرجی کے پروگرام پر کوئی توجہ نہیں دی۔انشاء اللہ تعالیٰ میں امید رکھتی ہوں کہ ہماری گورنمنٹ اس پر بھرپور کام کرے گی اور آنے والے دنوں میں میرے ملک کا ہر کسان خوشحال ہو گا، میری فصلیں، میری زمینیں ویسے ہی لہلہائیں گی جیسے پہلے لہلہاتی تھیں۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ حاجی محمد الیاس انصاری!

حاجی محمد الیاس انصاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ہمارے لئے لائق تحسین ہے صوبائی وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کہ انہوں نے اتنے مختصر اور قلیل عرصہ میں پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب کا بہترین بجٹ پیش کیا۔ گزشتہ حکومت جس میں وفاقی حکومت مخالف ہوتے ہوئے ہمارے خادم اعلیٰ پنجاب کو ایک بحران کا سامنا کرنا پڑا۔ جب پاکستان energy crisis کی وجہ سے ایک بحران کی شکل اختیار کر گیا تو اس کو بھی اس بجٹ میں مدنظر رکھا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایوان کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

حاجی محمد الیاس انصاری: جناب سپیکر! غریب عوام کے حق کو تسلیم کرتے ہوئے خصوصی طور پر تعلیم اور صحت کے شعبے میں ایک خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ میرا تعلق پنجاب کے دوسرے بڑے شہر فیصل آباد سے ہے، سابقہ حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے، گیس اور بجلی کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے وہاں کی صنعت اور انڈسٹری تباہ ہو چکی ہے لیکن خادم اعلیٰ پنجاب نے آج توانائی کے شعبے میں 20۔ارب 43 کروڑ روپے کی رقم رکھ کر اس بات کو اہمیت دی کہ ہمارے ملک کی انڈسٹری چلنی چاہئے تاکہ ہمارا مزدور بے روزگار نہ رہے۔ میری وزیر خزانہ پنجاب میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن سے یہ گزارش ہے کہ توانائی کے شعبہ میں یہ رقم 7 فیصد سے بڑھا کر 10 فیصد کی جائے۔

اس کے علاوہ فیصل آباد میں چلڈرن ہسپتال کے لئے جو رقم پچاس لاکھ روپے مقرر کی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر پچاس لاکھ روپے میں ایک ہسپتال بن جاتا ہے تو میری گزارش ہے کہ یہ پچاس لاکھ روپیہ ڈسپنسری کے لئے رکھ دیا جائے اور ہسپتال کے لئے پچاس کروڑ روپے کی رقم رکھنی چاہئے۔

اس کے علاوہ فیصل آباد میں میاں صاحب نے اپنے پچھلے دور میں ایک انڈر پاس بنوایا تھا جو کہ ابھی run کر چکا ہے تو میری اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ فیصل آباد جھنگ روڈ جہاں پر ایئرپورٹ بھی ہے وہاں پر بھی رش کو دیکھتے ہوئے انڈر پاس تعمیر کرنے کی تجویز رکھی جائے۔

میں آخر میں اپنی قیادت پر اعتماد کرتے ہوئے انشاء اللہ یہ توقع رکھوں گا کہ جس طرح انہوں نے تعلیم اور صحت کے شعبہ میں بجٹ رکھا ہے اسی طرح غریب آدمی کے لئے انہوں نے جو فنڈز مختص کئے ہیں وہ بہت کم ہیں ان میں، میں ایک توسیع بھی چاہوں گا کہ پنجاب کے شہروں میں دستکاری کے لئے جو 2۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں لیکن موٹروے کے پاس آپ نے ان کی تشہیر کے لئے اور ان

کی ایڈورٹائزز کے لئے جو رکھا ہے وہ کوئی واضح نہیں ہے،اس پر بھی غور کیا جائے کہ کہیں وہ رقم ایسے ہی ضائع نہ ہو جائے جس سے ایک غریب آدمی کا حق ضبط ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب!بہت شکریہ۔آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

حاجی محمد الیاس انصاری: جناب سپیکر!ایک منٹ۔مجھے امید ہے کہ پنجاب حکومت نے جس طرح سابقا مشکل ترین دور میں پنجاب کو بدلا ہے اسی طرح انشاء اللہ میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں اپنا دن رات ایک کر کے اس محنت کو جاری رکھتے ہوئے اس ملک کو اندھیروں کی بجائے روشنیاں دے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب!بہت شکریہ

حاجی محمد الیاس انصاری: اب اس ملک میں حقیقی عوامی اور جمہوری حکومت ہو گی، وفاق پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناح اور شاعر مشرق علامہ اقبال کے خواب کی تعبیر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔چودھری لال حسین صاحب!

چودھری لال حسین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں تمام ساتھیوں کو اس ایوان کے ممبر منتخب ہونے پر،آپ کو ڈپٹی سپیکر بننے پر مبارکباد دیتا ہوں اور خصوصاً ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو تیسری دفعہ Hat-trick کرنے پر بھی مبارکباد دیتا ہوں۔یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔میرا خیال ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں اس سے پہلے یہ نہیں ہوا۔ پچھلے سال جب خادم اعلیٰ پنجاب UK London گئے تو لارڈ نذیر نے ان کو ہاؤس آف لارڈ میں چائے پر مدعو کیا تو انہوں نے کہا کہ جو پاکستانی ملک پاکستان کی خدمت کرنا چاہتے ہیں وہ اپنی nationality surrender کر کے پاکستان میں آئیں اور سیاست میں حصہ لیں تو میں نے اپنے قائد کے حکم پر اپنی British Nationality کو چھوڑا حالانکہ nationality لینے کے لئے دنیا پندرہ سے بیس سال دھکے کھاتی ہے مگر میں نے اپنے ملک کی خاطر خادم اعلیٰ پنجاب کے حکم کے مطابق nationality واپس کر کے پاکستان میں الیکشن میں حصہ لیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

گو میں پہلی دفعہ ممبر اسمبلی بن کر آیا ہوں مگر میں خاندان کے حوالے سے آٹھویں دفعہ ممبر بن کر آیا ہوں۔ میرے بھائی چودھری خادم حسین چھ دفعہ ممبر اسمبلی بنے ہیں اور اب وہ ایم این اے ہیں۔ میرا بھتیجا چودھری ندیم خادم بھی last tenure میں ممبر تھا اور اب میں آیا ہوں۔انشاء اللہ تعالیٰ ہم مسلم لیگ اور اپنے قائدین کے لئے ہر قربانی دیں گے جس طرح خادم اعلیٰ اٹھارہ اٹھارہ،انیس انیس گھنٹے

کام کرتے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ ہم ممبران بھی اسی طرح جس طرح وہ کسی بھی ٹائم پر کسی بھی پراجیکٹ کو دیکھنے چلے جاتے ہیں۔ آپ بھی ہر ہسپتال میں جائیں، تھانے میں جائیں اور دوسرے محکموں میں جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ لوگوں کو محسوس ہو گا کہ یہ نمائندے عوامی ہیں اور یہ میاں محمد شہباز شریف کی طرز پر چل پڑے ہیں۔ جس طرح کل ہمارے جیل خانہ جات کے وزیر نے چھاپہ مارا اور پانچ پانچ سو روپے دے کر عام آدمی کی حیثیت سے اندر چلے گئے تو بعد میں ان کو پتا چلا کہ یہ وزیر صاحب ہیں۔ اس طرح ہمارے معزز ممبران کو اپنے ضلع کے لئے task دیں اور تین مہینے کے task میں انشاء اللہ تعالیٰ دیکھیں گے تبدیلی جس طرح ہمارے قائد اور خادم اعلیٰ پنجاب چاہتے ہیں اسی طرح آئے گی۔

جناب سپیکر! میاں محمد نواز شریف کو جو لُٹا پُٹا پاکستان ملا ہے انہوں نے ساری خامیوں کے باوجود حکومت کو derail نہیں ہونے دیا۔ وہ انتظار کرتے رہے کہ وقت آئے گا اور انشاء اللہ جمہوریت چلتی رہے گی۔ ان کے اس vision کی وجہ سے آج جو ثمر ملا ہے، ان کی بڑی بہادرانہ سوچ کی وجہ سے آج ہماری مسلم لیگ (ن) بھاری اکثریت سے جیت کر اس ملک پر راج کر رہی ہے۔ جس طرح میاں محمد نواز شریف سوچ رہے ہیں اور انہوں نے جتنے وزیر مسلم لیگ (ن) کے مرکز میں بنائے ہیں وہ سارے active اور effective کام کرنے والے لوگ ہیں۔ اسی طرح پنجاب میں، میں وزیر خزانہ کے لئے ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں، آپ سب کو سننی پڑے گی، ان کو لکھنا پڑے گا اور سننا بھی پڑے گا۔ اس ملک میں reserves کی بہت کمی ہے اور اس ملک میں روزگار کی بہت کمی ہے میں ایک idea دیتا ہوں اور بعد میں بتاؤں گا کہ کس ملک میں یہ idea چل رہا ہے۔ آپ foreign لوگوں کو invite کریں، industrial estate علیحدہ کریں جو صرف export کے لئے ہو، ان کو فری بلڈنگ اور جگہ دیں وہ بے شک حکومت کے نام پر رہے تو وہ صرف export کریں گے۔ ان سے foreign exchange کی حیثیت میں مزدوروں کے پیسے لئے جائیں جو کہ بنگلہ دیش میں اس وقت موجود ہے اور وہ پچھلے بیس سال سے یہ کچھ کر رہے ہیں۔ وہ ہم سے بعد میں آزاد ہو کر آج ہم سے آگے جا چکے ہیں۔ اگر آپ اس سسٹم کو یہاں پر بھی اپنائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ reserve بھی آئے گا، روزگار بھی آئے گا، حالات بھی اچھے ہوں گے، wealth بھی ہو گی، ہیلتھ بھی ہو گی اور اس پاکستان کو سب کچھ ملے گا۔ جب ہم پنجاب والے یہ کام شروع کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہماری کاپی کرتے ہوئے دوسرے صوبوں کے لوگ بھی یہی اقدامات کریں گے۔ میں اس سے زیادہ آپ کا وقت نہیں لینا چاہتا۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! بہت شکریہ۔ حاجی خالد سعید صاحب!

حاجی خالد سعید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے میاں محمد شہباز شریف کا انتہائی مشکور ہوں اور ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن کا بھی مشکور ہوں کہ جنہوں نے ایک ایسا متوازن بجٹ پیش کیا کہ جس پر پنجاب کے تمام مکاتب فکر متفق ہیں اور یہ پاکستان اور پنجاب کی تاریخ کا ایک سنہرا بجٹ ہے۔ اپوزیشن کی طرف سے بجٹ کے حوالے سے بہت سی باتیں کی گئیں، کہیں انرجی کے سلسلے میں، کہیں ایجوکیشن پر اور کہیں صحت پر ایک بہت بڑی تنقید کی گئی لیکن کہنے کی بات یہ ہے کہ انرجی کا مسئلہ پاکستان کے اندر آج سے پیدا نہیں ہوا پاکستان کے اندر انرجی کا مسئلہ اس وقت سے پیدا ہونا شروع ہوا جب سے ہم نے پاکستان کے اندر نئے وسائل تلاش نہیں کئے۔ دنیا کی قوموں کے اندر جب ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے مستقبل کے لئے کوئی لائحہ عمل ضرور طے کیا جاتا ہے لیکن ہمارے پاکستان کے اندر ہم نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ آج سے سو سال کے بعد کیا مسائل ہوں گے؟ وقتی طور پر ایک مسئلہ کو حل کر لیا جاتا ہے لیکن وسائل کو تلاش کرنا اور وسائل کو بروئے کار لانا ایک بہت بڑا مسئلہ ہوتا ہے۔ آج میں اس ایوان کے اندر یہ بات کہوں گا کہ energy crisis کے حل کے لئے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم نئے وسائل تلاش کریں، ہم نئے geologists پیدا کریں، ہم نئی ٹیمیں پیدا کریں، جو تیل کے کنوؤں کو تلاش کریں، جو پاکستان کے اندر ان وسائل کو تلاش کریں، جو گیس کو تلاش کریں، پاکستان کے اندر معدنیات کو تلاش کریں۔ قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف کے دور میں energy crisis نہیں تھے، جب پرویز مشرف نے جمہوریت پر ڈاکا مارا اس وقت پاکستان میں ملیں بھی لگ رہی تھیں، پاکستان کے اندر انڈسٹری بھی لگ رہی تھی لیکن جب پرویز مشرف کا دور آیا تو پاکستان کے اس 13 سالہ دور میں energy کو پورا کرنے کے لئے کوئی وسائل پیدا نہ کئے گئے۔ افسوس یہ ہوا کہ پاکستان کے اندر ملوں کی چمنیوں سے جو دھواں اُٹھتا تھا وہ خاموش ہو گیا، پاکستان کے Industrialist اپنا پیسا پاکستان سے باہر لے گئے اور پاکستان کے اندر سرمایہ کاری بند ہو گئی پاکستان کے اندر جو غیر ملکیوں کے Contract تھے وہ متاثر ہو گئے۔ پاکستان کے اندر غیر ملکی کمپنیوں نے سرمایہ لانا بند کر دیا، 13 سال پاکستان کی انڈسٹری بند ہو گئی، پاکستان کے مزدور، پاکستان کے کسان اور پاکستان کے تاجر نے بدحالی کی زندگی بسر کرنا شروع کر دی لیکن آج مجھے یہ بات کہنے پر فخر محسوس ہوتا ہے کہ میرے قائد میاں محمد نواز شریف اور قائد میاں محمد شہباز شریف نے پاکستان کے اندر اور پنجاب کے اندر energy board قائم کیا اور اس کے لئے 20۔ارب روپے سے زیادہ خطیر رقم رکھ کر یہ ثابت کر دیا کہ پاکستان کے اندر

energy کے وسائل کو پورا کیا جائے گا۔ جس ملک کے اندر energy پوری ہو جائے، سستی energy آ جائے وہاں کا کسان بھی خوشحال ہو جاتا ہے، وہاں کا تاجر بھی خوشحال ہو جاتا ہے، وہاں کی انڈسٹری بھی چلتی ہے، جب ہم energy کو پورا کر لیں گے، وسائل تلاش کر لیں گے تو یقیناً پاکستان ہر شعبہ زندگی میں ترقی کر جائے گا۔ میں ایک بات بجٹ میں شامل کروانا چاہتا ہوں، وزیر خزانہ آپ تھوڑا سا میری طرف متوجہ ہوں میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دینا چاہتا ہوں جو perfect اور سچی ہے۔1864 میں، 1964 کی بات نہیں ہے 1864 کی بات ہے کہ حیدر آباد جنکشن انگریز نے قائم کیا تو اس وقت جو ریلوے چلتی تھی وہ ریلوے لکڑی اور کوئلے سے چلتی تھی اور یورپ میں جتنی انڈسٹری چلتی تھی وہ بھاپ سے چلتی تھی۔اس وقت غلامی کے دور میں وہ ریلوے بھاپ پر چلتی تھی اس وقت لکڑی کے وسائل تھے۔آج پاکستان کے اندر چار فیصد لکڑی کے وسائل ہیں، چار فیصد جنگلات ہیں، جب پاکستان آزاد ہوا تو اس وقت چھتیس فیصد پاکستان کے اندر جنگلات کے ذخائر موجود تھے۔آج پاکستان کے ذخائر کو ختم کر دیا گیا ہے، پاکستان کے اندر اگر گیس کم پڑ جائے، پٹرول کم پڑ جائے تو پاکستان کے energy انرجی کے وسائل کہاں سے پیدا کریں گے؟ میری اس معزز ایوان میں آپ سے یہ استدعا ہے کہ پاکستان کے اندر نئے وسائل کو ڈھونڈا جائے اور پاکستان کے اندر جنگلات کا دفاع کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔حاجی صاحب!آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ مہربانی کر کے کوئی آخری بات ہے تو اس کو wind up کر دیں۔

حاجی خالد سعید: جناب سپیکر! میں بس اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے مریضوں کو گردوں کے علاج کے لئے اور ہیپاٹائٹس کے جو مریض ہوتے ہیں ان کو علاج معالجہ کے لئے باہر جانا پڑتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم نظام تعلیم میں، میڈیکل کے نظام میں اتنی بہتری لائیں کہ ہمارے مریضوں کو علاج کے لئے جائنانہ جانا پڑے، وہ انڈیا جا کر گردوں کو تبدیل نہ کروائیں، ہمیں تعلیم کے میدان میں مزید ترقی کرنا ہو گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب! بہت شکریہ۔جناب نعیم صفدر انصاری صاحب!

جناب محمد نعیم صفدر انصاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے قائد محترم میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو appreciate کرتا ہوں کہ مشکل ملکی حالات، ملکی مسائل اور محدود وسائل میں رہتے ہوئے جو بجٹ پیش کیا گیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔اتنے محدود اور قلیل وسائل میں تقریباً سبھی محکمہ جات پر اور سبھی وسائل پر بات کی گئی اور سب سے بڑھ کر جس بات پر پچھلی حکومت میں بھی کافی

حد تک کام کیا گیا تعلیم کے شعبہ میں، صحت کے شعبہ میں اس دفعہ بھی اس پر خصوصی توجہ دی گئی۔ یہ ایک اچھی روایت ہے ہمارے دیگر صوبوں میں جو competition کی فضاء چلی ہے ہم اُمید رکھتے ہیں کہ ہم اس competition کو ملک پاکستان کی بہتری کی خاطر لے کر چلیں گے اور جس طرح ایک کلاس میں بچے پوزیشن بہتر کرنے کے لئے محنت کرتے ہیں ہم انشاء اللہ اپنی پوزیشن بہتر کرنے کے لئے دِن رات محنت بھی کریں گے۔ اللہ کے فضل وکرم سے جو پہلے ہمارا خدمت کا دور گزرا یہ اسی کا شاخسانہ ہے کہ آج پنجاب کے عوام نے اس قدر heavy mandate کے ساتھ ہمیں دوبارہ خدمت کا موقع دیا ہے۔ ہم انشاء اللہ ان کے اعتماد پر پورا اُترنے کی بھرپور کوشش کریں گے، وقت کی قلت کے باعث میں اپنی تقریر کو point to point ہی رکھوں گا، میں یہ بات کرتا چلوں کہ میرا تعلق قصور سٹی سے ہے، یہاں پر زیادہ تر ایگریکلچر اور لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے بات ہوتی ہے لیکن ہمارا شہر ایک انڈسٹری کے طور پر جانا جاتا ہے۔ ابھی میرے بھائی نے یہاں فیصل آباد کے حوالے سے بات کی تو جس قدر ان کے شہر کی انڈسٹری متاثر ہوئی، ہمارا شہر بھی بڑے بُرے طریقے سے متاثر ہوا اور آج حالت یہ ہے کہ وہاں ایک مزدور کے لئے مزدوری تو دور کی بات اُسے اپنی زندگی گزارنا بھی محال ہے اور اُس کی وجہ صرف لوڈشیڈنگ تھی اور خاص طور پر ہمارے قصور کو اس حوالے سے نظر انداز کیا گیا کیونکہ وہاں مسلم لیگ (ن) کا mandate کثیر تعداد میں ملا۔ ہمیں کبھی آر سی سی کی مد میں لوڈشیڈنگ میں اضافہ کیا گیا اور کبھی کسی بات پر pin point کر کے عوام کے ساتھ ناانصافی کی گئی لیکن آج اللہ کے فضل وکرم سے وفاق میں میاں محمد نواز شریف کی حکومت ہے تو انشاء اللہ ہم بہت جلد energy crisis پر قابو پائیں گے اور ہمارا مزدور دوبارہ خوشحال ہوگا اور ان کو بھی روزگار کے اچھے مواقع ملیں گے۔ جس طرح ہمارے وزیر قانون نے بھی کہا اور چیف منسٹر کا بھی عزم ہے کہ ہم نے اس پٹواری کلچر اور تھانہ کلچر کو ختم کرنا ہے تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ آپ کی یہ ٹیم، آپ کے اس عزم میں آپ کا ساتھ دے گی اور دن رات محنت کر کے یہ جو ہمارا رشوت ستانی کا دور اور یہ جو ہمارے یہاں مسائل ہیں، جو عام آدمی تک پہنچنے میں رکاوٹ ہیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ انہیں بھی دور کریں گے۔ انصاف کی فراہمی اور دیگر جو ہمارے مسائل ہیں جن سے ایک عام آدمی متاثر ہو رہا ہے ہم ان کو بھی حل کریں گے۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ بات کہتا چلوں کہ ہمارے یوتھ کے حوالے سے کچھ پراجیکٹس کو، کچھ initiatives کو پچھلی گورنمنٹ نے میاں محمد شہباز شریف کے vision کے مطابق، چاہے وہ یلو کیب سکیم ہو، لیپ ٹاپ سکیم ہو یا انٹرن شپ سکیم ہو لیکن یہاں ایک بات گوش گزار کرتا چلوں کہ یہ

ایک ایساinitiativeتھا،وزیر اعلیٰ صاحب کاایک ایسا پروگرام تھاجس سے نہ صرف پنجاب بلکہ پاکستان اورپوری عالمی دنیامیں اس کی عزت اور وقار میں اضافہ ہوا،وہ سپورٹس اور یوتھ فیسٹیول تھا جس نے الحمدللہGuinness Book of World Recordمیں ریکارڈقائم کئےاور یہ ایک ایسا initiativeتھاجس میں ہمارے نوجوان بچےاور بچیوں کو بغیر کسی سفارش کے،بغیر کسی لالچ کے ہر سطح پر موقع دیاگیا۔حالات یہ ہوئے کہ ہماراوقار بلند ہوااور ہمیں ایک ایسی قوم کی حیثیت سے دیکھاگیاجہاں ان کو دہشت گردی جیسے مسائل لاحق ہیں یہ ایک بڑیpotentialقوم بھی ہے،یہ ایک بڑی اچھیspirit والی قوم بھی ہے۔میں اس میں یہی گزارش کروں گاکہ اس یوتھ فیسٹیول کاسالانہ بنیادوں پر انعقاد کروایا جائے تاکہ ہماری نوجوان نسل کو بھی اپنے جوہر دکھانے کا موقع مل سکے۔ہمارا ایک شخص جو پچھلے تیرہ سالوں میں اتنے بُرے طریقے سے خراب کیاگیا،اس imageکو اچھا کرنے میں بھی ہم اچھاrole playکریں گے۔

جناب سپیکر!اسی طرح میں ایک اور گزارش بھی کرتاچلوں اور میں اپنی بات کوwind upکرتے ہوئے کیونکہ مجھے پتاہے کہ آپ نے فوری طور پر حکم صادر فرمانا ہے۔ہماری قصور اور لاہور فیروزپور روڈ،آپ یقین کریں اتنی محنت،اتنی کوشش اور وزیر اعلیٰ کی ذاتی توجہ کے بعد معرض وجود میں آئی لیکن بدقسمتی کی بات کہ اس روڈ پر کسی محکمے کی توجہ ہے،اسے کسی محکمے کے حوالے کیاگیا،وہاں پر پٹرولنگ پولیس کاانتظام ہے،ٹریفک پولیس کاانتظام ہے اور نہ ہی وہاں پر کوئیpatch workکیاگیا ہے۔اس روڈ کو جسے ہم پنجاب کی موٹروے کہتے تھے،پنجاب کی مثالی روڈ کہتے تھے وہ آج ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔میری آپ سے یہ requestہوگی کہ اسے کسی محکمے کے حوالے ضرور کریں تاکہ اس کی properتعمیر و ترقی اور مرمت ہو سکے،وہاں پر ٹریفک کا سسٹم بھی بہترین طریقے سے چل سکے۔میں آپ کاانتہائی شکر گزار ہوں کہ یہاں میرے بھائی نے قصور کے ڈی ایچ کیو کے حوالے سے بات کر لی ہے تواس میں بھی ہماریrequestہے وہ میں وزیر خزانہ کو لکھ کر دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:بہت شکریہ

جناب محمد نعیم صفدر انصاری:جناب والا!میں آخر میں دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے اور ہمت دے کہ ہم اپنے ملک کی ترقی کا باعث بن سکیں۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: آمین۔ بہت شکریہ۔ جناب فقیر حسین ڈوگر صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ مولانا محمد الیاس چنیوٹی صاحب!۔۔۔ مولانا صاحب وقت چونکہ پانچ منٹ ہے، آپ کو پتا بھی ہے اس لئے مہربانی فرمائیے گا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدo جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر گفتگو کرنے کا موقع دیا۔ میں یہ کہوں گا کہ پنجاب اور ملک بھر میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کو جو کامیابی ملی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی پچھلی پانچ سالہ کارکردگی کا منہ بولتا ثبوت ہے اور یہ جو مثالی کارکردگی تھی اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بھاری mandate دیا ہے۔

جناب سپیکر! energy crisis کے حوالے سے میں یہ کہوں گا بلکہ پہلے میں یہ بھی کہوں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے جو یہ بجٹ پیش کیا ہے صرف کسی ایک موضوع کو یا ایک مسئلے کو نہیں لیا گیا بلکہ ہمارے جتنے سُلگتے ہوئے مسائل ہیں ان پر توجہ دی گئی ہے اس لئے میں وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور ان کی پوری ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ بہت تھوڑے وقت میں ایک چیلنج کے طور پر انہوں نے ان مسائل کو قبول کیا ہے۔ الحمد للہ حکومت پنجاب نے ملک کا اہم ترین مسئلہ جو energy crisis ہے اس کے لئے 20۔ارب روپے سے زیادہ کی ایک خطیر رقم مختص کی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو ذرائع استعمال کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے جیسے وزیر اعلیٰ پنجاب نے لاہور میں میٹرو بس سسٹم کو کامیاب طریقے سے چلایا ہے اور اس میں وہ کامیاب ہوئے ہیں انشاء اللہ energy crisis میں وہ ضرور کامیاب ہوں گے۔ میں یہاں پر یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ فیصل آباد میں تین سو میگاواٹ بجلی پیدا کرنے والا یونٹ جس کو گیس ملتی تھی وہ سات سال سے بند پڑا ہوا ہے۔ ماہرین کا کہنا یہ ہے کہ اگر وہ گیس چالو کر دی جائے تو آدھے گھنٹے بعد تین سو یونٹ بجلی پیدا ہونی شروع ہو جائے گی۔ کفایت شعاری کے حوالے سے وزیر اعلیٰ صاحب نے چار محکموں کو چھوڑ کر باقی جگہ پر cut لگایا کہ نئی بھرتیاں نہیں ہوں گی۔ یہ ایک اچھا اقدام ہے لیکن میں یہ کہوں گا چنیوٹ چونکہ ایک نیا ضلع ہے اس کی اپنی ضروریات ہیں اس لئے وہاں کے جو محکمہ جات ہیں ان کو بھرتی کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ اس کو ہم اچھے طریقے سے working position میں لے آئیں۔

جناب سپیکر! چیف منسٹر روڈ میپ۔ ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام میں وزیر اعلیٰ صاحب نے بہت اچھی تجاویز دی ہیں کہ اساتذہ کی حاضری، missing facilities جیسی چیزوں کو ہنگامی بنیادوں

پر دیکھا جائے لیکن یہاں پر ایک خرابی یہ آتی ہے کہ پولیو، مردم شماری اور ووٹر کے اندراج وغیرہ کے کاموں کے لئے اساتذہ کو استعمال کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ان کے تعلیمی معاملات میں تاخیر ہو جاتی ہے اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ نوجوان رضاکاروں کو بامعاوضہ اس کام پر لگایا جائے تو اس سے خاطر خواہ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے حوالے سے یہ ادارہ جو پرائیویٹ ادارے ہیں ان کی نگرانی کرتا ہے لیکن وہاں ایک یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ پرائیویٹ سکول والے اپنے اساتذہ کی فائلیں تو دکھاتے ہیں کہ بڑے qualified اساتذہ ہیں لیکن در حقیقت وہ اتنے qualified نہیں ہوتے جس کی وجہ سے بچوں کی تعلیم ادھوری رہ جاتی ہے۔ سکول ایجوکیشن کے حوالے سے میں یہ کہوں گا کہ ہمارے چنیوٹ میں جو کہ ایک بڑا شہر ہے وہاں پر تین ہائی سکول لڑکوں اور چار ہائی سکول لڑکیوں کے لئے ہیں، وزیر اعلیٰ صاحب جب 2009 میں ہمارے ہاں تشریف لائے تھے تو اس وقت چار چار نئے سکول بچوں اور بچیوں کے بنانے کا وعدہ کیا تھا لیکن تا حال وہ وعدہ ادھورا ہے۔ میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہو گی کہ اپنے خصوصی فنڈز سے ہمیں ان سکولوں کے اجراء کے لئے گرانٹ دی جائے۔ آئی ٹی لیب اور جدید سائنس لیب، اس کے اوپر وزیر اعلیٰ صاحب نے خصوصی توجہ دی ہے اور اس کے خاطر خواہ نتائج نکل رہے ہیں۔ میری اپنی یو۔ سی کا گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ہے جو محلہ شاہ بران میں واقع ہے۔ وہاں پر آئی ٹی لیب تو کجا سائنس لیبارٹری تک نہیں ہے لہذا ان کی جو ضروریات ہیں ان کو پورا کیا جائے۔ ہائر ایجوکیشن کے حوالے سے کہوں گا کہ چنیوٹ میں ایک ہی کالج ہے جو کہ 1954 میں وہاں کی شیخ برادری نے قائم کیا تھا لیکن حکومت کی اس کی طرف کوئی خاطر خواہ توجہ نہیں ہے۔ ایم اے کی کلاسوں کے لئے بنیادی طور پر وہاں کے مقامی مخیر حضرات کے تعاون سے کچھ تنخواہیں دی جا رہی ہیں، اس سال ان کے لئے بجٹ رکھا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسی طریقے سے ہماری بچیوں کا جو کالج ہے وہاں ایم اے کی کلاسوں کے لئے ایک بہت بڑا بلاک وزیر اعلیٰ صاحب کی کاوش سے بن چکا ہے اب اس کے لئے اساتذہ اور عملے کی ضرورت ہے لہذا اس کو مہیا کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وقت ختم ہو گیا ہے، اب آپ اسے wind up کریں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: انشاء اللہ wind up کرتا ہوں۔ جناب وزیر خزانہ نے صحت کے معاملے پر توجہ دیتے ہوئے یہ کہا ہے کہ 60 فیصد بیماریاں پانی کے درست نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں ورثے میں ملتی ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارا چنیوٹ شہر چونکہ دریائے چناب کے مشرقی کنارے پر واقع ہے۔ بہت ساری ملیں جو فیصل آباد اور دوسرے شہروں کی ہیں ان کا گندہ اور جراثیم والا پانی سیدھا کا سیدھا دریا

میں پہنچ جاتا ہے یا غرقابی بنائی ہوئی ہے وہاں بغیر treatment کے پہنچ جاتا ہے۔اس کے لئے میری گزارش ہے کہ مل مالکان کو پابند کیا جائے کہ وہ اپنے treatment plant لگائیں تاکہ پانی صاف ستھرا ہو کر دریا میں جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! بہت شکریہ

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: خصوصی مہربانی فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مختصر کریں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ امن وامان پورے ملک کا ہی اہم ترین مسئلہ ہے اس کے لئے گزارش کروں گا کہ شریعت نے یہ کہا ہے کہ "لن یصلح آخر هذه الامة الا بما صلح به اولها کہ اس امت کے آخری طبقہ کے مسائل اس وقت تک نہیں حل ہو سکتے جب تک کہ یہ امت پہلے طبقہ کے لوگوں کی راہ پر نہ چل پڑے۔" اس لئے میں کہنا چاہوں گا کہ امن صرف دین سے حاصل ہوتا ہے اور حدیث جبریل سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ دین تین چیزوں کا نام ہے ایمان، اسلام اور احسان۔ ایمان کا مادہ امن ہے، اسلام کا مادہ سلامتی ہے اور احسان کا مادہ حسن ہے یعنی دین سے امن ملے گا، دین سے سلامتی ملے گی اور دین سے ہی بھلائی ملے گی۔ جو کہا جاتا ہے کہ امن قائم کیا جائے امن کے معنی یہ ہیں کہ شہری چاہے مسلم ہو یا غیر مسلم اس کے چار حقوق کا تحفظ ہو اس کا عقیدہ، اس کی عزت، جان اور مال محفوظ ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: آخری پوائنٹ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ شریعت نے ان چار چیزوں کو محفوظ کرنے کے لئے آٹھ قوانین دیئے ہیں اور اسلام نے گارنٹی دی ہے کہ اگر وہ آٹھ حدود قائم ہو جائیں تو امن وامان خود بخود آ جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب! بہت شکریہ۔ آپ اسے wind up کر دیں اور بھی مقررین بیٹھے ہیں۔ بڑی مہربانی۔ end کر دیں، میں نے پہلے بھی آپ سے گزارش کی تھی۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میرے ضلع کے دو ایم پی اے صاحبان نے تقریر نہیں کی لہذا استدعا ہے کہ ان کا ٹائم بھی مجھے دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ مولانا صاحب! بہت شکریہ، پھر آگے آپ کو موقع ملے گا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر!اگر آپ اجازت دے دیں تو میرے پاس جو تحریری مطالبات ہیں وہ وزیر خزانہ کو دے دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،آپ written وزیر خزانہ کو دے دیں وہ انشاء اللہ consider کریں گے۔بہت شکریہ۔جناب محمد کاشف صاحب!

جناب محمد کاشف: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر تقریر کرنے کا موقع دیا۔ میں اس وقت جو تقریر کرنا چاہتا تھا اس کا مقصد تھوڑا ختم ہوا اس لئے لگ رہا ہے چونکہ اپوزیشن کا کوئی ایک ممبر بھی یہاں پر موجود نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بجٹ پر تجاویز دے دیں،ان کو چھوڑ دیں۔

جناب محمد کاشف: وہ بجٹ پر ہی تجاویز تھیں۔میں اپنا نظریہ ان تک پہنچانا چاہتا تھا کہ بجٹ پر تقریر محض تنقید نہیں ہوتی۔ تنقید برائے تنقید کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا،بجٹ ایک honourable document ہوتا ہے اسے بچے نہیں بناتے بلکہ ایک بہت بڑا panel اور بہت بڑی ٹیم بہت ساری چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے بجٹ کا ایک document بناتی ہے اور ایک ایک پہلو پر دھیان دیا جاتا ہے۔بجٹ خواہشات سے نہیں بلکہ وسائل سے بنتا ہے اور بجٹ میں جو بھی allocations کی جاتی ہیں وہ understood بات ہوتی ہے کہ اگر آپ ایک allocation کریں گے تو اس کے بدلے کوئی اور allocation نہیں کر پائیں گے ہم اسی کو opportunity cost کہتے ہیں لہذا ہمیں اپنے وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے ان چیزوں کو سمجھنا چاہئے کہ ہم جو کچھ چاہتے ہیں،ہم جو ایک Utopian State چاہتے ہیں وہ ممکن نہیں ہے،Utopian State وسائل کے ساتھ ممکن ہوتی ہے۔ ہمارے جس طرح کے وسائل ہیں انہیں مد نظر رکھتے ہوئے یہ ایک بہت ہی زبردست بجٹ ہے۔میں وزیر خزانہ اور ان کی پوری ٹیم کو congratulate کروں گا کہ انہوں نے اپنے وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے، مسائل اور تمام طبقات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس بجٹ میں بہت ہی زبردست allocations کی ہیں۔اپوزیشن کبھی تو surplus پر تنقید کرتی ہے اور کبھی deficit پر،ان کی statements کا اتنا زیادہ conflict ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ شاید اپوزیشن کو یہ خود بھی idea نہیں ہے کہ budget surplus بہتر ہوتا ہے یا deficit budget اگر deficit ہوا بھی ہے اگر وہ ڈویلپمنٹ پر خرچ ہوا بھی ہے تو deficit budget ڈویلپمنٹ کی راہ ہموار کرتا ہے لہذا یہ ان کی تنقید کوئی اتنی معنی خیز نہیں تھی،انہوں نے جو باقی

تنقید بھی کی وہ various policies پر کی، میٹرو بس، اجالا سکیم، سستی روٹی، سستا آٹا سکیم ان ساری سکیموں کو مدنظر رکھتے ہوئے طبقات کو سامنے رکھا گیا۔ میٹرو بس پر ہماری lower income class کو بے حد فائدہ پہنچ رہا ہے۔ مجھے بے حد خوشی ہے کہ اس سکیم کو باقی شہروں کے اندر بھی introduce کرانے کا منصوبہ ہے۔ اگر اپوزیشن کا کوئی ممبر ہوتا تو میں ان سے پوچھتا کہ اگر ایک مزدور پیشہ، سٹوڈنٹس اور lower income class کو ایک باعزت transport facility مل رہی ہے تو کیا یہ بُری بات ہے؟ اسی طرح اگر اجالا سکیم کے تحت UPS دیئے گئے ہیں یا سٹوڈنٹس کو لیپ ٹاپ دیئے گئے ہیں تو کیا یہ طبقات ہمارے معاشرے کا حصہ نہیں ہیں؟ کیا یہ deserve نہیں کرتے کہ ان کو بھی competition کی اس دنیا کے اندر اسی طرح موقع ملے جیسا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے دانش سکول introduce کرائے لہذا محض تنقید کا کوئی فائدہ نہیں ہے انہوں نے باقی جن معاملات کے بارے میں بات کی کہ حکومت پنجاب نے نوکریوں پر پابندی عائد کر دی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھا قدم ہے اور focus سرکاری نوکریاں دینے پر نہیں بلکہ اس بات پر focus ہونا چاہئے کہ economic conditions ایسی پیدا کر دیں کہ نوکریوں کی کوئی کمی نہ رہے اور پرائیوٹ سیکٹر کے اندر ہی اتنی jobs generation ہو جائے کہ حکومت کو اس مد کے اندر ایک پیسا بھی خرچ نہ کرنا پڑے۔ یہ ایک بہت ہی زبردست اور balanced بجٹ ہے اگر اپوزیشن چاہتی ہے کہ ہم بھی ایک Enron بجٹ پیش کریں جو کہ جھوٹ کا پلندہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری ٹیم اور ہماری قیادت ایسی نہیں ہے۔ اس میں جو بھی allocations ہوئی ہیں وہ بے حد important تھیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کے اندر جو austerity measures ہیں یا جس طرح طبقات کے اندر اسے distribute کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک سال کے اندر ہی یہ difference بڑا واضح ہو جائے گا کہ یہ بہت ہی گہری سوچ اور بہت ہی ریسرچ کے بعد یہ بجٹ پیش کیا گیا۔ میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ اسی بجٹ کا تسلسل جاری رہے گا، بجٹ اچھا یا بُرا نہیں ہوتا، کون سا بجٹ اچھا یا کون سا economic decision اچھا ہے یا بُرا ہے اس کا فیصلہ عوام کرتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کاشف صاحب! بہت شکریہ

جناب محمد کاشف: جناب سپیکر! Last point چونکہ ہمارا بجٹ وزیر اعلیٰ صاحب کے سابقا بجٹ کا تسلسل ہے اسی پر improvement ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ عوام نے اپنا فیصلہ دے دیا ہے کہ یہ کیسا بجٹ ہے۔ الیکشن 2013 میں عوام نے ہمیں جو بھرپور mandate دیا ہے یہ اس بات کی نشاندہی کر رہا ہے کہ ہماری جو فنانس کی ٹیم ہے، وہ جو بجٹ پیش کرتی رہی ہے وہ زبردست ہے، انشاء اللہ تعالیٰ جب وہی

پالیسیاں آگے لے کر چلیں گے تو مزید بہتری آئے گی اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اس بجٹ کو اپوزیشن پاس کرائے یا نہ کرائے لیکن اسے عوام نے ضرور پاس کرنا ہے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ سردار خالد محمود وارن صاحب!

سردار خالد محمود وارن: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں شکر گزار آں جناب نے ٹائم دتا۔ سب توُں پہلے تاں میں جناب کُوں اپنے قائد محترم۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اردو میں بات کریں۔

سردار خالد محمود وارن: سائیں انگریزی وچ تاں گال کر سکدا آں سرائیکی وچ نئیں کر سکدے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ اردو میں بات کریں گے تو وزیر خزانہ صاحب کو آپ کے مسائل اور تجاویز سمجھنے میں آسانی ہو گی۔

سردار خالد محمود وارن: سائیں اگر اجازت ڈے ڈیوتاں مہربانی ہو سی تہاڈی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب!ہمارے پاس سرائیکی رپورٹر بھی نہیں ہے تو اس لئے میری گزارش ہو گی کہ آپ اردو میں تقریر کر لیں۔

سردار خالد محمود وارن: سائیں وزیر خزانہ صاحب سرائیکی سمجھدے نیں۔ سائیں قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف، ساڈے قائد محترم میاں محمد نواز شریف سائیں،اُنہاں دی کیبنٹ کُوں،اپنے (ن) لیگ دے تمام کارکناں،ایں ایوان وچ کامیاب تھیون آلے ممبران کُوں تے سپیکر صاحب کُوں کیونکہ میں پہلی دفعہ بولیندا پیاں تے میکوں موقع نئیں ملیا تہاکُوں باضابطہ مبارکباد ڈیون دا، میڈی طرفوں میڈے علاقے دے لوکاں دی طرفوں اپنے تمام ممبران کُوں مبارکباد۔(نعرہ ہائے تحسین)

سائیں میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن تے اُنہاں دی ٹیم کُوں میں دل دیاں اتھاہ گہرائیاں نال مبارکباد پیش کریناں کہ اُنہاں نے پنجاب دی عوام واسطے ایں مختصر وقت دے اندر اتنا عوام دوست بجٹ پیش کر کے ساڈے پارٹی دے تمام کارکناں تے اپنے قائدین دے سر فخر نال بلند کیتے نیں۔ میں دُعا گو ہاں کہ میاں شجاع الرحمٰن تے اُنہاں دی ٹیم جیویں کہ محنت نال ایہہ بجٹ پیش کیتا اے ایویں ایں بجٹ دے وچ تجاویز شامل کر کے اصلاح شُدہ بجٹ دے نال تمام ایں ایوان دے ممبران دی تجاویز نال ساڈے ایں پنجاب دی عوام دے دل جیتیسن۔انہاں کُوں میڈی مختصر دو چار تجویزاں ہن۔ جیویں کہ آپ نے بجٹ بڑھا کے پیش کیتا اے، ایویں میڈے حلقے دے اندر کوئی تقریباً ڈو ترائے سڑکاں ہن اگر جناب شامل کر

گھنن۔ہک پُل موسیٰ خان توں،تیجی والا جھانگڑاپُل تک جیہڑی کہ جلالپور پیر والا شجاع آباد توں سڑک آندی پئی اے اُوچ شریف آلے پاسے۔تے اے ملتان نال ساڈے علاقے دا رابطہ تھی ویسی اگر پندرہ کلو میٹر سڑک عنایت فرمائی ونجے تاں جناب دی مہربانی ہوسی۔ہک سڑک ساڈی پُل موسیٰ خان توں خیر پور ڈاھا ویندی پئی اے۔اے مظفر گڑھ ضلعے کُوں touch کریندی پئی اے براستہ دُھوڑ کوٹ توں نلکا اڈا۔جیویں کہ تہاڈے بجٹ دے اندر،ایں ٹک دے اندر میں پڑھیا اے تے ساڈے ایں ضلع بہاولپور دیاں سڑکاں میکوں نظر نئیں آیاں۔ایں واسطے میں ضروری سمجھم کہ جناب کُوں گوش گزار کراں۔

جناب سپیکر!گزارش اے کہ جیویں امن وامان قائم کرن واسطے پولیس ڈیپارٹمنٹ کُوں جناب نے خطیر رقم ڈتی اے ایویں میڈے حلقے دے اندر ہک ساڈانواں تھانہ بنایا گیا اے۔میاں محمد شہباز شریف نے عنایت کیتا ہائی۔اوندا ناں دُھوڑ کوٹ اے۔تھانے دے نال اوندی عمارت موجود کائنی تے جناب اپنے بجٹ دے اندر دُھور کوٹ تھانے دی عمارت ڈے تے ساڈے علاقے وچ جرائم تے کنٹرول کرن آلے ساڈے پولیس افسران دے باہن دی تے سائیلین دے اُتھاں پہنچن دی جگہ provide کیتی ویسی۔جناب دی بڑی مہربانی ہوسی۔ایویں میڈے حلقے دے اندر،تیجی دے اندر میاں محمد شہباز شریف سائیں نیں لڑکیاں واسطے ہک لال بی بی گرلز ڈگری کالج عنایت کیتے۔تے تیجی دے اندر اُتھاں ہائی سکول کیونکہ موجود کائنی۔او لڑکیاں بیچاریاں دے کیتے کالج وچ ونجن واسطے جیویں پہلے سکول دی تعلیم ضروری اے تے جناب اپنے بجٹ وچ ہائی سکول دی منظوری تے رقم وی عنایت فرماون کیونکہ اے بہوں ضروری اے کہ اُتھاں ڈگری کالج بن چکے تقریباً تکمیل دے مراحل وچ اے تے اُتھاں ہائی سکول کائنی۔

جناب سپیکر!جیویں ایں ایوان دے اندر میڈے کولوں پہلے میڈے colleague تے بھرا نے سوال اٹھائے کہ جنوبی پنجاب داناں کیوں گھیدا ویندا اے؟ملک دے اندر بہوں وڈے مسائل ہن تے پنجاب کُوں تقسیم تھیون دے گالیں کریندے پئین لیکن میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کُوں تے اُنہاں دی ٹیم کُوں خراج تحسین پیش کریناں جنہاں نیں ساڈے سرائیکیاں دے دل جتیندے ہوئے ایں پنجاب اسمبلی،وچ پچھلے دَور وچ بہاولپور صوبے تے جنوبی پنجاب دی قرار داد پاس کرتے اُتھوں دے وڈے مخدومیں تے نواباں دے جیہڑے کوڑے دعوے ہن اُنہاں کُوں جُھٹلاتے سرائیکی لوکاں دے دل جیتے ہن جیندی وجہ توں سرائیکی علاقیاں توں پاکستان مسلم لیگ(ن)بہوں بھاری اکثریت نال،بہوں وڈے وڈے سرداراں تے نواباں کُوں ہراتے میاں محمد نواز شریف دے اساں جیے سپاہی جت تے ایں ایوان وچ پہنچے آں۔میں اُنہاں کُوں خراج تحسین پیش کریناں کیونکہ اُوں روز میں

اسمبلی وچ موجود کائناں ہم ورنہ میں اُوں دیہاڑے اُنہاں کُوں خراج تحسین پیش کراں ہاں ایں قرار داد پیش کرن دے اُتے۔

جناب نے بہوں اچھا بجٹ پیش کیتا اے کیونکہ میڈے قائد میاں محمد شہباز شریف صاحب نے پٹواری کلچر تے تھانہ کلچر دے خاتمے دا اعلان کیتے۔اساں اُنہاں کُوں خراج تحسین پیش کریندے آں کہ پنجاب دی عوام جیہڑی انگریز دَور توں پٹواری تے تھانیدار دی غلامی دے شکنجے وچ بند ہائی میڈے قائد میاں محمد شہباز شریف نے ایں شکنجے کوں ختم کرن دا اعلان کیتا اے۔اللہ تعالیٰ میکوں وی، ساڈی ایں ٹیم کُوں وی تے ساڈے قائد کُوں وی طاقت تے استقامت عطا کرے۔انگریز دے بنائے ہوئے کالے قوانین، پٹواری کلچر تے تھانہ کلچر دے خاتمے دا جیہڑا کارنامہ میڈے قائد نے انجام ڈتا اے میں تے ساڈے علاقے دے ایں پنجاب دی عوام اپنے قائد کُوں خراج تحسین پیش کریندے ہئیں۔ایں بجٹ دے اندر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

سردار خالد محمود وارن: سائیں میں تُساں تے پورے ایوان دا شکر گزار آں، خصوصاً اپنے وزیر خزانہ دا تے سپیکر صاحب دا کہ ساڈی ایں ماں بولی سرائیکی زبان کُوں سُنن واسطے تُساں ٹائم کڈھیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! میں تُہاڈا وی بہوں شکریہ ادا کریناں۔سائیں بہت شکریہ۔سید محمد محفوظ مشہدی صاحب!

سید محمد محفوظ مشہدی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں مشکور ہوں کہ ذرا late ہی سہی لیکن میرا نام بھی آپ نے شامل فرمایا اور مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع عنایت کیا۔محترم میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے جو بجٹ پیش کیا ہے اس پر بڑی سیر حاصل بحث ہوئی ہے لیکن یہ الفاظ دہرائے بغیر چارہ نہیں کہ نامساعد معاشی حالات، بہت ساری مشکلات اور تنگ دستی کے باوجود بجٹ متوازن اور مثبت بھی ہے۔اس کے اندر بہت سے ایسے پہلو ہیں کہ جنہیں اس پورے ایوان کو سراہنا چاہئے تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ حزب اختلاف سے سہو ہو گیا ہے۔میاں محمد شہباز شریف نے چیف منسٹر ہاؤس کے اخراجات میں تیس فیصد کمی کی ہے۔ہر بندہ سمجھتا ہے کہ جس ماحول میں کوئی آدمی گزارہ کر رہا ہوتا ہے تو اس سے ایک انچ بھی پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں ہوتا۔میاں صاحب نے بطور وزیر اعلیٰ یہ بنیاد پورے صوبہ میں رکھ دی ہے۔اس کی آواز اب دیگر صوبوں اور پورے ملک میں جائے گی۔انہوں نے کفایت شعاری کی بنیاد رکھ دی ہے۔جب کسی قوم کا کوئی بڑا آدمی سادگی اور کفایت شعاری اختیار کرتا ہے تو بہت سی فضولیات

جو لوگوں اور معاشرے کے اندر ہوتی ہیں وہ ختم ہو جاتی ہیں۔اسی طرح وزراء کا صوابدیدی فنڈ ختم کیا گیا ہے یہ سب بڑی خوش آئند باتیں ہیں۔اس کی مثال فی زمانہ آسان نہیں۔قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید صاحب اگر تشریف فرما ہوتے تو میں ان سے عرض کرتا چونکہ میں لاہور میں ان کے حلقے میں بھی رہتا ہوں تو میں ان سے ضرور پوچھتا کہ بطور قائد حزب اختلاف وہ کون سی مراعات میں رعایت دینے کے لئے تیار ہیں؟

جناب سپیکر!میں چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ان اچھائیوں میں ایک بڑی اچھائی یہ ہے کہ تھانہ کلچر اور پٹواری کلچر میں تبدیلی آ جائے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب پٹواری کلچر میں فرد کی بنیاد پر تبدیلی آئے گی تو یہ بھی ایک بڑی تبدیلی ہو گی اگر پٹواری کا تسلط فرد، زمین کی خریداری اور فروخت کے کاغذات پر نہ ہو تو پھر پٹواری ہماری طرح کا ہی ایک بندہ ہو گا۔پٹواری کے ہاتھ میں یہ دو ایسی چابیاں ہیں جن کو وہ استعمال کرتا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس اعلان پر عملدرآمد ہو جائے تو پھر واقعی نچلی سطح پر تبدیلی واقع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر!اسی طرح پولیس پرچے درج نہیں کرتی۔مجھ سے پہلے بھی میرے کسی ساتھی نے اس حوالے سے بات کی ہے کہ پرچے کا اندراج مسئلہ بن جاتا ہے۔ڈاکا پڑ جاتا ہے اور پولیس کا لوگوں کے ساتھ جھگڑا شروع ہو جاتا ہے کیونکہ پولیس کہتی ہے کہ یہ چوری ہے جبکہ لوگ کہتے ہیں کہ ڈاکا ہے۔ڈاکے کا پرچہ درج کرنے میں پولیس گریز کرتی ہے۔اگر اس حوالے سے ڈی پی او کے دفتر میں ایک Cell بنا دیا جائے جو اس بات کا تجزیہ جلدی سے کر لے کہ ڈاکا ہے یا چوری تو اس طرح لوگوں کا ایک بہت بڑا مسئلہ حل ہو جائے گا۔اس کی بنیاد وزیر خزانہ نے فراہم کر دی ہے کہ اس میں تبدیلی آئے گی۔میں ایک مسئلہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں، یہ مسئلہ اس سے پہلے اس ایوان میں زیر بحث نہیں آیا اور یہ بات میرے ذہن میں پہلے سے موجود تھی کہ مسلم لیگ (ن) کی قیادت نے ہمیشہ معذوروں اور ضعیفوں کی مدد کی ہے اور میاں محمد شہباز شریف کا vision ہے کہ پنشن کے حصول اور پنشن کے کاغذات منظور کرانے میں چھ مہینے تو ضرور لگتے ہیں لیکن بعض اوقات چھ چھ سال تک پنشنرز کو خوار ہونا پڑتا ہے جبکہ وہ اپنے بچوں کے مستقبل پر اپنی رقم کو خرچ کرنے کے لئے بے تاب بھی ہوتے ہیں تو جس طرح پٹواری سے فرد کا تقاضا ہے کہ بٹن دبانے سے فرد مل جائے اسی طرح میں یہ گزارش کروں گا کہ ایک پنشنر کو بڑھاپے میں اپنی پنشن ایک بٹن دبانے پر مل جائے تو اس سے بڑی نیکی اور کوئی نہیں ہو گی، اس سے پنشنرز کا مسئلہ بھی حل ہو گا اور اللہ تعالیٰ بھی اس عمل سے راضی ہو گا۔میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس

بات کی فکر نہیں کرنی چاہئے کہ اپوزیشن کیوں تنقید کرتی ہے۔اپوزیشن تنقید کرے اور ہمیں اپنے طور پر تحمل کے ساتھ ملک و قوم کی خدمت کرنی ہے۔ حالیہ انتخاب کے اندر لوگوں نے پچھلی کارکردگی کی بنیاد پر فیصلہ دیا ہے۔اس ایوان کی کارکردگی بھی آج قوم کے سامنے ہے اور قوم کا شعور بیدار ہو گیا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف کو خاص طور پر پنجاب میں جو بھاری mandate ملا ہے یہ اُن کی کارکردگی کا نتیجہ ہے جس سے ہم بھی مستفید ہوئے۔

جناب سپیکر! میری آخری بات رہ گئی ہے۔ میرا ضلع منڈی بہاؤالدین ہے اور ایک دیہاتی علاقہ ہے۔رسول کے مقام پر ہمارا ایک بہت پرانا اور شہرت یافتہ ٹیکنیکل کالج ہے اُس کی سینکڑوں ایکڑ زمین ہے اور وسیع گراؤنڈ ہیں۔ پہلے بھی مختلف مواقع پر جب وہاں لوگ جاتے رہتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس کالج کو انجینئرنگ یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے گا۔ میں وزیر خزانہ کی توجہ چاہتا ہوں کہ اتنے قدیمی معروف ٹیکنیکل ادارہ کے اندر انجینئرنگ یونیورسٹی کا کیمپس قائم کر دیا جائے تو یہ اُس علاقہ کی بہت بڑی خدمت ہو گی۔ میرے حلقہ کے اندر جتنی یونین کونسلیں ہیں اُن کے اندر بارہ بارہ گاؤں بھی ایک یونین کونسل میں ہوتے ہیں میں گزارش کرتا ہوں کہ ایک یونین کونسل میں ایک فلٹریشن پلانٹ کا انتظام ہے اور پہلے بھی الحمدللہ یہ کام حکومت پنجاب نے ہی کیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! ٹائم ختم ہو گیا ہے۔آپ اپنی تجاویز لکھ کر وزیر خزانہ کو دے دیں تو انشاءاللہ وہ آپ کی تجاویز پر عمل کریں گے۔بہت شکریہ۔جناب جمیل حسن خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ نجمہ بیگم!

محترمہ نجمہ بیگم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سب سے پہلے اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے تبدیلی کے نعرے کو سچ کر دکھایا۔ میں ڈیرہ غازی خان کی ایک عام ورکر ہوں انہوں نے ایک عام ورکر کو اس معزز ایوان کا ممبر بنا کر عام عوام کی بات کرنے کا مجھے موقع دیا۔بجٹ کی یہ جو 31 صفحات پر مشتمل کتاب ہے اس کی ہر لائن اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ غریب عوام کے لئے یہ بجٹ بنایا گیا ہے اور اس میں غریب عوام کے لئے پالیسیاں بنائی گئی ہیں۔اس میں دانش سکول ہو یا سولر لیمپ ہو، یونیورسٹیاں ہوں یا ہسپتال ہوں اس بجٹ میں ساری رقوم غریب عوام کے لئے رکھی گئی ہیں کیونکہ میاں محمد نواز شریف کی پارٹی عام عوام کی پارٹی ہے اور عام عوام نے اُن کو منتخب کیا ہے۔ ہمارے اپوزیشن کے بھائی جو اس وقت یہاں پر موجود نہیں ہیں یہ عوام دوست نہیں، عوام دشمن ہیں کیونکہ یہ عوامی پالیسیوں کے خلاف بات کرتے ہیں۔اگر لیپ ٹاپ ایک امیر بچے کے

ہاتھ میں ہو تو اُس کو فیشن سمجھا جاتا ہے اور یہ لیپ ٹاپ اگر غریب بچے کے ہاتھ میں دیا گیا ہے تو اُس کو اخلاقیات کی بُرائی سمجھا جاتا ہے اس لئے میں اس بات کو غلط سمجھتی ہوں کیونکہ ہم ترقی کرنا چاہتے ہیں اور اس میں ٹیکنالوجی کا کوئی قصور نہیں ہے۔ ایک غریب بچہ اگر دانش سکول میں پڑھتا ہے تو اُس کو بُرائی کیوں کہا جاتا ہے؟ یہ عوام دشمن اگلے پانچ سال کے لئے اپنی سیٹیں پکی کرنے کے لئے ایسی باتیں کرتے ہیں لیکن ان کو بھی پتا ہے کہ یہ عوامی پالیسی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! حزب اختلاف کے دوست یہاں پر موجود نہیں ہیں تو آپ بجٹ پر بات کریں۔

محترمہ نجمہ بیگم: جناب سپیکر! میں بجٹ پر ہی یہ بات کر رہی ہوں اور یہ بجٹ پر ہی بحث ہو رہی ہے۔ میں ڈیرہ غازی خان کے اُس علاقہ سے تعلق رکھتی ہوں جہاں سے بہت سارے لوگ اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے ہیں، صدر بھی رہے ہیں لیکن اُن کے دور میں کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوا اور پچھلے پانچ سالوں میں ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب نے mega projects جو پیش کئے ہیں اُن میں غازی میڈیکل کالج، غازی یونیورسٹی، ٹراما سنٹر، نواز شریف پارک، ماڈل بازار، سڑکوں کا جال، یہ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اب یہ تمام منصوبے پورے پاکستان میں ہوں گے اور انشاء اللہ آئندہ آنے والی حکومت بھی ہماری ہو گی اور یہ بچی کھچی سیٹیں بھی ہماری ہوں گی۔

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ سے ڈیرہ غازی خان کی خواتین کے حوالہ سے بات کرنا چاہتی ہوں اور میری گزارش ہے کہ جس طرح سے ماڈل بازار بنائے گئے ہیں اسی طرح سے خواتین کے لئے مخصوص بازار بنائے جائیں جس میں خواتین کو سپیشل دُکانیں الاٹ کی جائیں۔ وہاں پر بہت سرکاری زمینیں ہیں، وہاں پر خواتین کاروبار کریں کیونکہ اَن پڑھ خواتین کے پاس ہنر ہے وہ اپنے اپنے ہنر کے مطابق دُکانیں کھولیں اور وہاں پر خواتین ہی خریداری کرنے جائیں اس سے ہماری خواتین ترقی کریں گی، کسی انکم سپورٹ کے انتظار میں نہیں بیٹھیں گی اور اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کر سکیں گی۔ ہمارے Maternity Homes میں ICU room نہیں ہیں تو وزیر خزانہ سے میری گزارش ہے کہ وہاں پر ICU room قائم کئے جائیں۔ میں Cardiology Center کے لئے بھی گزارش کروں گی کیونکہ ہمارے ڈیرہ غازی خان کے لوگ اگر دل کے امراض میں مبتلا ہو جائیں تو ملتان جاتے ہوئے راستے میں اُن کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ پاکستان زندہ باد اور مسلم لیگ (ن) زندہ باد۔

ارادے جن کے ہوں پُختہ، نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے گھبرایا نہیں کرتے

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، جناب محمد انیس قریشی صاحب!

جناب محمد انیس قریشی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! شکریہ۔ میں کوئی لمبی چوڑی بات تو نہیں کروں گا۔ میں وزیر خزانہ کی نذر چند گزارشات کروں گا۔ انہوں نے اپنی تقریر کے صفحہ 6 پر پٹواری کے دفتر سے عوام کو نجات دلانے کا ذکر کیا ہے۔آپ اُس وقت تک پٹواری سے نجات حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ اس کے لئے متبادل بندوبست نہ کر لیا جائے کیونکہ ریکارڈ سے آپ کو نقول تو مل جائیں گی لیکن نئے ہونے والے انتقالات اور اُن کو update کرنے کی ذمہ داری تحصیل دار اور اے سی کو خود لینا ہو گی۔ میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کا متبادل بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت نے ہیلتھ انشورنس کے لئے 4۔ارب روپے کی رقم رکھی ہے کیا میں وزیر خزانہ سے یہ سوال کر سکتا ہوں کہ یہ ہیلتھ انشورنس امریکہ کی طرز پر ہو گی یا اس کا premium حکومت ادا کرے گی کیونکہ امریکہ میں جو ہیلتھ انشورنس لاگو ہے وہاں پر ہیلتھ انشورنس کمپنیوں نے عوام کو یرغمال بنا رکھا ہے اور عوام ان کے ہاتھوں سخت پریشان ہیں، وہ ان سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اوباما کی حکومت بھی ان کمپنیوں کے سامنے بے بس ہے۔ اگر یہ انشورنس نظام اُس قسم کا ہے تو پھر ہمیں ایسا نظام نہیں چاہئے۔ وزیر خزانہ صاحب اس کی وضاحت کریں کہ کیا premium کی رقم حکومت خود ادا کرے گی یا عوام کو ادا کرنا پڑے گی؟ اگر یہ رقم عوام ادا کرے گی تو یہ سسٹم درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر! تیسری بات پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے سلسلہ میں ہے۔ 7۔ارب 50 کروڑ روپے اسے مہیا کئے گئے ہیں۔ یہ interest free loan ہوتا ہے۔ میری دانست میں ایسی مثالیں ہیں کہ اکثر لوگوں نے اس کو misuse کیا ہے، انہوں نے بڑی بڑی کوٹھیاں بنالی ہیں اور ساتھ ہی دو، دو کمروں میں ایک دو کلاسیں لئے بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سکول چل رہا ہے۔ میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ MD ان کی زبردست strict قسم کی monitoring کو یقینی بنائیں تاکہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا پیسا ضائع نہ ہو اور صحیح لوگوں کو یہ سہولت مل سکے۔

جناب سپیکر!صفحہ 28 سیریل نمبر60 میں پراپرٹی کی خرید وفروخت میں سٹہ بازی کی حوصلہ شکنی اور رہائشی پلاٹوں کو عام آدمی کی دسترس میں رکھنے کے لئےCapital Gain Taxنافذ کیا جائے گا۔یہاں پر جوdefinitionاس حوالے سے بتائی گئی ہے تو میں گزارش کروں گا کہ:

Acquisition means transfer of property through any man including gift, request, will, succession, inheritance, devolution, dissolution or etc.

اس میں یہ تینوں الفاظ inheritedیعنی وراثتی انتقال کے بارے میں ہیں اور وراثتی انتقالات جتنے بھی ہوتے ہیں وہ والدین کی وفات کے بعد اُن کے وارثان کے پاس جاتے ہیں۔ اگر وارثان سات، آٹھ ،نو یا دس ہیں اور پراپرٹی بہت چھوٹی ہے تو وہ اس کو تقسیم نہیں کر سکتے لہذا اس پراپرٹی کو بیچ کر آپس میں رقم تقسیم کر لیتے ہیں۔اس حساب سے غریب اور متوسط طبقہ شکنجے میں آئے گا اور پراپرٹی ڈیلر اور speculatorاس سے بچ جائیں گے۔ براہ کرم وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ اس کو دیکھیں اور اس میںproper amendmentsلائیں۔

جناب سپیکر!وزیر خزانہ نے اپنی تقریر کے صفحہ 25 پیرا52 میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے بہت سی سکیمیں بتائی ہیں لیکن آج کل کاburning questionجو بہت پریشان کرنے والا ہے کہ غریب والدین عزت وآبرو کے ساتھ اپنی بچیوں کو رخصت نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے پاس اتنے وسائل نہیں ہوتے لہذا میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ ہر ضلع میں کم از کم پچاس بچیوں کے لئے ایک ایک لاکھ روپیہ رکھا جائے جو بچی کی رخصتی سے سات دن پہلے انہیں دیا جائے تاکہ اُن کے والدین عزت وآبرو کے ساتھ اپنی بچیوں کو رخصت کر سکیں۔

جناب سپیکر!اس کے بعد وزیر خزانہ نے فرمایا ہے کہ پنجاب ریونیو اتھارٹی37۔ارب روپے کی recoveryکر چکی ہے۔اگرcompulsory registrationاورconsent monitoringہو تو یہ recoveryدُگنی ہو سکتی ہے۔اس وقتself paymentاورself compliance کا سسٹم رائج ہے جو درست نہیں ہے۔Thank you very much

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔رانا عبدالرؤف!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔جی، محترمہ فوزیہ ایوب قریشی!

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!شکریہ۔ میرا تعلق جنوبی پنجاب کے شہر بہاولپور سے ہے تو میں اس حوالے سے بات کروں گی۔

جناب سپیکر! بہاولپور کے حوالے سے میاں محمد شہباز شریف کے کام انگلیوں پر گِنے نہیں جا سکتے۔ آج بجٹ پر بات ہو رہی ہے تو اس حوالے سے میں اپنے شہر بہاولپور اور اپنی طرف سے قائد محترم میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور ان کی ٹیم کو مبارکباد دوں گی کہ جنہوں نے اتنے مشکل اور کم وقت میں اتنا متوازن بجٹ پیش کیا۔ ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے پہلے دن یہ بات کی تھی کہ پورا ملک بہت مشکلات اور اندھیروں میں ہے جب تک ہم تمام جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر کام کرنا شروع نہیں کریں گی تو اس وقت تک مشکلات میں اضافہ ہو گا نہ کہ کمی آئے گی۔ میں یہ گزارش کروں گی کہ یہ ایوان ایسا ہے کہ جہاں ہمیں ایک دوسرے کا احترام کرنا ہے اور ملک کی مشکلات کو بھی مدنظر رکھنا ہے۔ ہم اس وقت یہ کر سکتے ہیں کہ ہم اپنے آپ سے باہر نکلیں، اپنے معاملات کو پیچھے رکھ کر ملک کے معاملات کو ترجیح دیں۔

جناب سپیکر! بجلی کا بحران ہمارے سامنے ہے، جب تک ہم لوڈشیڈنگ پر کنٹرول نہیں کریں گے اس وقت تک معیشت بہتر ہو گی، زراعت بہتر ہو گی اور نہ ہی ہماری زندگی میں بہتری آ سکے گی۔ ہماری عوام لوڈشیڈنگ کی وجہ سے نیند کی کمی کا شکار ہے اس وجہ سے لوگوں میں چڑچڑاپن آ جاتا ہے اور کوئی کام صحیح نہیں ہو سکتا۔ میں یہ گزارش کروں گی کہ اپنے خول سے باہر نکلیں، یہ وقت ایک دوسرے پر تنقید کرنے کا نہیں ہے، آپ تنقید کو سنیں ضرور لیکن ignore کریں یہ ہو تو نہیں سکتا مگر کوشش کرنے میں حرج نہیں ہے۔ ہمیں جب بھی ضرورت پڑے گی تو ہم مل کر اسے face کریں گے۔

جناب سپیکر! محترمہ دعیہ آپا بہاولپور میں خواتین کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں اور خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے وہ بہت بہتر سمجھتی ہیں۔ ہم اپنی آواز ان تک آسانی سے پہنچا سکتی ہیں۔ خواتین کے حوالے سے بہاولپور میں بہت کام ہوئے ہیں، جیسے وہاں پر ماڈل بازار ہے، بہت سے ادارے ہیں، کالج ہیں اور 410 بستروں کا ہسپتال بنا ہے جس کی اشد ضرورت تھی۔ بہاولپور کے قریبی علاقے یزمان، احمد پور شرقیہ، بہاولنگر اور دیگر علاقے جہاں سے لوگ لاہور تک نہیں پہنچ سکتے تھے ان کی وہاں طبی ضروریات پوری ہو جاتی ہیں۔

جناب سپیکر! بہاولپور میں خواتین کے لئے ٹرانسپورٹ کی بہت کمی ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ صرف خواتین کے لئے ٹرانسپورٹ کا اجراء کیا جائے۔ اس کے علاوہ وہاں خواتین کے تفریحی پارکس کی کمی ہے اور جو پارکس ہیں ان میں سکیورٹی کا انتظام بھی نہ ہے۔ میں چاہوں گی کہ خواتین کے لئے علیحدہ تفریحی پارکس بنائے جائیں جہاں سکیورٹی کا انتظام بھی ہو۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میں یہ کہوں گی کی بہاولپور میں زیادہ سے زیادہ فلٹریشن پلانٹ فراہم کئے جائیں۔اب میں وقت کی کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی تقریر ختم کرتی ہوں۔

پاکستان زندہ باد میاں محمد نواز شریف زندہ باد میاں محمد شہباز شریف زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جناب محمد ارشد خان لودھی!

جناب محمد ارشد خان لودھی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں آپ کا مشکور ہوں کہ دیر سے ہی سہی لیکن ایک چیز point out کرنا چاہتا ہوں، میں اس چیز سے واقف ہوں کہ کارروائی ریکارڈ ہو رہی ہے لیکن کم از کم وزیر خزانہ کو توایوان میں موجود ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر خزانہ موجود تھے،ابھی باہر گئے ہیں۔ان کی جگہ پر یہاں دوسرے وزیر points note کر رہے ہیں۔وہ اِدھر ہی ہیں ابھی تشریف لے آتے ہیں۔

جناب محمد ارشد خان لودھی: جناب سپیکر!مجھے علم ہے کہ آپ کے پانچ منٹ کی پابندی بھی میرے ارد گرد گھوم رہی ہے لیکن میں کوشش کروں گا کہ چند ایک points آپ کی خدمت میں عرض کر سکوں۔

جناب سپیکر!میں سب سے پہلے وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے ان نامساعد حالات میں ایک متوازن بجٹ پیش کیا۔آپ کو علم ہے کہ بجٹ آئندہ سال کے لئے حکومت کے vision، عوام کے مسائل ان کے لئے provisions کا ایک collection ہوا کرتا ہے۔میں سب سے پہلے وزیر اعظم پاکستان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اسمبلی میں جب پہلی تقریر کی تو یہ vision دیا کہ اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی سے لوگوں نے انہیں بہت بڑا mandate دیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ مصائب ایک دن میں ختم ہونے والے نہیں ہیں لیکن میں کوشش کروں گا کہ پاکستان کو ان مصائب سے باہر نکال سکوں۔میری یہ conviction ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سب کام کرتی ہے لیکن یہ مسلمہ اصول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد اگر کوئی ملک کو ان مصائب سے باہر نکال سکتا ہے تو وہ میاں محمد نواز شریف کی قیادت ہے۔اس کے بعد میاں محمد شہباز شریف کی good governance کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ آج بہت بڑا mandate ہمیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!یہ متوازن بجٹ ہے جسے میں زیادہ تفصیل سے بیان نہیں کروں گا کیونکہ میرے ذہن کے مطابق اگر بہت ضروری بات ہے تو ہمیں تعلیم پر توجہ دینی چاہئے۔میں وزیر خزانہ کا ممنون

ہوں کہ انہوں نے بہت بڑی رقم تعلیم کے لئے مختص کی ہے۔ پرائمری ایجوکیشن، ہائر ایجوکیشن کو اگر اوپر سے نیچے لے کر جائیں تو میں تجربہ سے بات کر سکتا ہوں جس کے حوالے سے میں وزیر خزانہ صاحب کو یہ گزارش کروں گا کہ جس قوم کی تعلیم پر توجہ نہیں ہے وہ قوم ترقی یافتہ نہیں ہو سکتی۔ میں نے point outاس لئے کیا ہے کہ آپ یونیورسٹیوں، کالجوں اور ہائی سکولوں کی بات چھوڑیں بلکہ آپ bottom level پر اپنے حلقوں میں چلے جائیں تو وہاں پر پرائمری سکولوں کو یکجا کرتے ہوئے بچیوں اور بچوں کو ایک جگہ پر کر دیا گیا ہے۔ آپ تعلیم کو فروغ ضرور دیں اور اس پر توجہ دینے کی ضرورت اس لئے ہے کہ تعلیم کو عام کرنا ہے۔ اگر ملک کو آگے لے کر چلنا ہے اور قوم کو educate کرنا ہے تو بنیادی تعلیم سے اس کو علیحدہ علیحدہ کریں کیونکہ ہمارا معاشرہ ایسا نہیں ہے کہ بچے اور بچیاں سکول میں اکٹھے پڑھیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ صحت پر خاطر خواہ پیسے رکھے گئے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لودھی صاحب! پلیز wind up کی طرف جائیں۔

جناب محمد ارشد خان لودھی: جناب سپیکر! میں اس میں point out صرف یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ bottom پر چلے جائیں اور وہاں کے بنیادی مراکز صحت کی طرف توجہ دیں کیونکہ لاہور، راولپنڈی، ملتان اور فیصل آباد کے ہسپتالوں میں بہت facilities ہوں گی لیکن what about bottom? اب آپ کے بنیادی مراکز صحت برباد ہو چکے ہیں، وہاں کوئی ڈاکٹر اور ادویات نہیں ہیں اس لئے میں گزارش کروں گا کہ اگر ہم صحت پر اتنی بڑی رقم خرچ کر رہے ہیں تو پھر ہماری توجہ bottom پر ہونی چاہئے جہاں پر 85 فیصد لوگ دیہاتوں میں زراعت سے متعلقہ آباد ہیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ وہ طبقہ جس نے ہمیں بہت بڑا mandate دیا ہے، جس نے ہمیں بہت بڑی کامیابی سے ہمکنار کیا ہے اس کی طرف توجہ دی جائے۔ آج کل کھاد، بیج، زرعی ادویات، زراعت اور پانی کا جو حشر ہے خدا کے لئے اس کی طرف آپ دیکھیں تاکہ ہماری زراعت بہتر ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب محمد ارشد خان لودھی: جناب سپیکر! میری ایک منٹ کی بات ہے اور میں اسے short کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی کر کے اب end کر دیں۔

جناب محمد ارشد خان لودھی: جناب سپیکر!بس ایک منٹ۔ پچھلے سال جناب وزیر اعلیٰ پنجاب ہمارے ساہیوال تشریف لے گئے اور مہربانی کرتے ہوئے میرے حلقہ میں بھی تشریف لے گئے جہاں انہوں نے تین projects announce کئے جو میں وزیر خزانہ کی خدمت میں رکھنا چاہتا ہوں کہ ایک انہوں نے وہاں دریائے راوی پر پُل بنانے کی announcement کی جو اللہ کی مہربانی سے شروع ہے جس پر میں اُن کا مشکور ہوں لیکن وہاں جو سڑک جاتی ہے جو اُس کو connect کرے گی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اور وزیر خزانہ تھوڑی دیر اکٹھے بیٹھ جائیں۔

جناب محمد ارشد خان لودھی: جناب سپیکر!میں اس کو ختم کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،پلیز end کریں۔

جناب محمد ارشد خان لودھی: جناب سپیکر!یہ میرے حلقہ اور ساہیوال ڈویژن کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے لیکن کافی ممبران نے ابھی بات کرنی ہے لہذا مہربانی کریں۔

جناب محمد ارشد خان لودھی: جناب سپیکر!I am going to finish it لیکن وہاں دو منصوبے تھے جو lapse کر گئے ہیں۔ایک ہڑپہ سے ساہیوال سڑک کی improvement and widening تھی اور دوسرا ہمارا ہڑپہ ایک بہت بڑا قصبہ اور تاریخی مقام ہے وہاں پر انڈر پاس ریلوے کا منصوبہ تھا لیکن وہ بھی lapse ہو گیا جو شروع نہیں ہو سکا۔Kindly اس کی طرف توجہ دیتے ہوئے اس بجٹ میں اگر اس کی ابتداء کر دی جائے تو I shall be grateful یہ تین چیزیں ہیں اگر ان کی طرف وزیر خزانہ صاحب توجہ کریں گے تو میں مشکور ہوں گا۔ میں پہلے ہی محسوس کر رہا تھا کہ اتنی دیر میں wind up نہیں ہو گا مگر پھر بھی میں آپ کا،چھوٹے میاں صاحب اور وزیر خزانہ صاحب کا انتہائی مشکور ہوں۔ میں آخر پر پھر یہ کہوں گا کہ ان کی طرف توجہ کریں کیونکہ الیکشن کی وجہ سے یہ منصوبہ جات رُک گئے تھے اور اب ان کو شروع ہونا چاہئے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جناب محمد ارشد خان لودھی صاحب سینئر ہیں۔جی،رائے منصب علی صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔جناب شکیل آئیون صاحب!

جناب شکیل آئیون: جناب سپیکر!میں میاں محمد نواز شریف کو وزیر اعظم پاکستان بننے پر اور ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف جو وزیر اعلیٰ پنجاب بنے ہیں اُن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اسی طرح

وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور ان کی ساری ٹیم کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے بجٹ 14-2013 بڑا عوام دوست اور متوازن پیش کیا ہے۔ میں اس بجٹ کے حوالے سے بات کروں گا کہ زراعت جو ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے تو ہمارے کسان بھائیوں کو اس بجٹ میں بہت فنڈز دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے، آشیانہ سکیم، میٹرو بس، صحت اور تعلیم کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ چونکہ میں اقلیت سے ہوں تو میرا علاقہ حلقہ پی پی۔159 میں آتا ہے اور میں یونین کونسل 142 میں رہتا ہوں لہذا میں چاہوں گا کہ یہ نوٹ کیا جائے کہ وہاں کوئی ہائی سکول نہیں ہے۔ یہ لاہور کے دیہاتی علاقوں پر مشتمل حلقہ ہے اور میں چاہوں گا کہ وہاں پر ہائی سکول اور کوئی کالج بنایا جائے تاکہ وہاں پر ہمارے بچے اور بچیاں تعلیم حاصل کر سکیں کیونکہ وہاں سے 20/25 کلو میٹر کے فاصلے پر ماڈل ٹاؤن ہے۔ اس کے علاوہ وہاں پر کوئی سکول یا کالج نہیں ہے۔ میں گزارش کروں گا وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ سے کہ وہاں پر ہائی سکول بنایا جائے تاکہ ہمارے بچے اور بچیاں تعلیم حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! وہاں پر کوئی ہیلتھ سنٹر بھی نہیں ہے۔ صحت کی مد میں بہت سے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ وہاں پر پینے کا صاف پانی بھی دستیاب نہ ہے اس لئے وہاں پر ٹیوب ویل لگایا جائے کیونکہ لوگ ٹربائنوں سے پانی حاصل کر کے پیتے ہیں۔ اس حلقہ میں یونین کونسل نمبر 142,143 اور 145 میں ہیپاٹائٹس (سی) عام ہے اس لئے ان یونین کونسلوں میں واٹر فلٹریشن پلانٹ لگائے جائیں۔ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ اقلیتوں کے فنڈ کو ڈگنا کیا جائے۔ یہاں پر جنوبی پنجاب کی بات ہو رہی ہے تو جیسا کہ 32 فیصد فنڈز وہاں کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ وہاں پر اقلیتیں بھی آباد ہیں جن میں ہندو، کرسچیئن اور دیگر ہیں تو ان کے چرچ، مندر اور قبرستانوں کے لئے 5 فیصد فنڈز مختص کئے جائیں تاکہ بجٹ میں انہیں بھی کوئی حصہ مل سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمیں جو فنڈز دیئے گئے ہیں ان میں 5 فیصد کوٹا اقلیتوں کے لئے مختص کیا جائے۔ انجینئرنگ اور میڈیکل کالج میں بھی اقلیتوں کو 5 فیصد کوٹا دیا جائے تاکہ ہمارے بچے بھی پڑھ کر ملک و قوم کی خدمت کر سکیں۔ آشیانہ سکیم کو پنجاب میں رائج کیا گیا ہے تو اس سکیم میں بھی اقلیتوں کو 5 فیصد کوٹا دیا جائے تاکہ وہ خود کو بہتر محسوس کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں تبدیلی کی بات کروں گا جیسے اور دوست بات کرتے ہیں۔ میں grass root سے آیا ہوں اور یونین کونسل کی سطح سے اس ایوان میں پہنچا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے

قائد کی طرف سے بہت بڑی تبدیلی ہے اور انہوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ غریب عوام کا بھی کوئی نمائندہ اس ایوان میں آکر اپنے حلقہ کی اقلیتوں کی بات کر سکتا ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ چودھری محمد اکرم صاحب!

چودھری محمد اکرم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ سب سے پہلے میں اپنے قائدین میاں محمد نواز شریف کو وزیر اعظم بننے اور میاں محمد شہباز شریف کو وزیر اعلیٰ پنجاب بننے پر اپنی طرف سے اور اہل سیالکوٹ کی طرف سے دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کی پوری ٹیم کو بھی اتنے قلیل وقت میں اتنا اچھا، غریب دوست اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جیسا کہ بجٹ میں سیالکوٹ میں وومن یونیورسٹی کے لئے 46.176 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی ہے تو میری گزارش ہو گی کہ وومن یونیورسٹی کو اس مالی سال میں مکمل کر دیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! سیالکوٹ میں ٹیکنالوجی یونیورسٹی کا قیام اس بجٹ میں لایا گیا ہے۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ ٹیکنالوجی یونیورسٹی کے لئے فنڈز allocate کئے جائیں کیونکہ ٹیکنالوجی یونیورسٹی کے لئے کوئی فنڈز allocate نہیں کئے گئے۔ میرا تعلق سیالکوٹ سے ہے جو کہ ایک صنعتی شہر ہے۔ اہل سیالکوٹ اس وقت پوری دنیا میں پاکستان کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ سیالکوٹ کی صنعت اس وقت فٹ بال، surgical instruments اور دوسری چیزوں پر محیط ہے اور دنیا کے ہر ملک میں یہ چیزیں ایکسپورٹ ہو رہی ہیں اس لئے ٹیکنالوجی یونیورسٹی کا قیام بہت ضروری ہے تاکہ پورے پاکستان میں اس یونیورسٹی سے روزگار مہیا ہو سکے۔

جناب سپیکر! گوجرانوالہ سیالکوٹ روڈ کو اس مالی سال میں مکمل کیا جائے کیونکہ یہ کافی دیر سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور اس روڈ پر بہت سے حادثات ہو رہے ہیں۔ سیالکوٹ میں خواجہ محمد صفدر میڈیکل کالج کے لئے 200.623 ملین روپے مختص کرنے پر میں وزیر خزانہ صاحب کا شکر گزار ہوں لیکن میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ خواجہ محمد صفدر میڈیکل کالج کو اس مالی سال میں مکمل کیا جائے۔

جناب سپیکر! سیالکوٹ میرے حلقہ میں دو تھانے پچھلے سال سے demolish کئے گئے ہیں جن میں تھانہ سول لائن کے لئے 31.96 ملین روپے رکھے گئے ہیں لیکن اس مالی سال میں صرف پانچ ملین روپے اس تھانے کے لئے رکھے گئے ہیں باقی اگلے مالی سال میں لے گئے ہیں لیکن پچھلے سال سے یہ تھانہ demolish ہوا ہے اور ایک چھوٹی سی گلی میں بنا ہوا ہے جس سے عوام کو بڑے مسائل درپیش

ہیں۔ دوسرا تھانہ رنگ پورہ کی بھی یہی حالت ہے جس کے لئے بھی 31.96 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ اسی مالی سال میں دونوں تھانوں کی بلڈنگ کو مکمل کیا جائے تاکہ عوام الناس کو سہولت مل سکے۔

جناب سپیکر! پولیس کو جدید خطوط پر تربیت دینے کے لئے کہا گیا ہے جس سے ہماری لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر بنایا جائے گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا وقت مزید آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری محمد اکرم: جناب سپیکر! ہماری حکومت اور خادم اعلیٰ کا پہلا step ہے کہ ہم تھانہ کلچر کو تبدیل کر رہے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ سردار محمود قادر خان صاحب!

جناب محمود قادر خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب سپیکر! میں سب سے پہلے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کا ان نامساعد حالات میں ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ تعلیم کے میدان میں جہاں قومیں چاند تک پہنچ چکی ہیں تو تعلیم کے شعبے میں 24 فیصد بجٹ کا حصہ مختص کر کے انہوں نے بہت اچھا اقدام اٹھایا ہے اور مجھے امید ہے کہ مستقبل میں بھی وزیر اعلیٰ صاحب تعلیم کو خصوصی فوقیت اور اہمیت دیں گے۔ میں تحصیل کوٹ چھٹہ ضلع ڈیرہ غازی خان پی پی۔246 سے پہلی دفعہ بطور پنجاب اسمبلی کا ممبر منتخب ہوا ہوں۔ میں وزیر خزانہ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ دو سال پہلے جناب خادم اعلیٰ پنجاب نے کوٹ چھٹہ کو تحصیل کا درجہ دیا اس تحصیل میں تحصیل سٹاف موجود ہے لیکن انفراسٹرکچر کے لئے اس بجٹ میں کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔ میں گزارش کروں گا کہ تحصیل کوٹ چھٹہ کے لئے مہربانی کر کے اس تحصیل آفس کمپلیکس کے لئے بجٹ میں رقم رکھی جائے۔ جہاں تعلیم کی بات کی ہے تو میری تحصیل کوٹ چھٹہ میں جہاں سے میں ممبر منتخب ہوا ہوں مانا ہمدانی ایک یونین کونسل ہے میں گزارش کروں گا کہ وہاں انٹر گرلز کالج اور انٹر بوائز کالج بنایا جائے۔ میری بہت ساری یونین کونسلیں ہیں جہاں پر گرلز ہائی سکول تک نہیں ہے۔ جہاں تعلیم کے شعبہ میں اتنی ساری رقم رکھی گئی ہے میں گزارش کروں گا کہ اس کو priorities دے کر missing facilities کی طرف توجہ دی جائے۔ یہ missing facilities پنجاب کے کسی حصے میں بھی ہو، لاہور کے گردونواح چاہے بھٹہ چوک میں ہو یا ڈیرہ غازی خان کے پہاڑی علاقے میں ہو سب سے پہلے ان کو پورا کیا جائے۔ اس کے بعد جہاں سکول نہیں ہیں بالخصوص ان یونین کونسل میں

جہاں بچیوں کے سکول نہیں ہیں وہاں سکول بنائے جائیں۔اسی طرح ایک یونین کونسل جھوک اُترا ہے اس میں گرلز ہائی سکول اور بوائز ہائی سکول کو ہائر سیکنڈری کا درجہ دیا جائے۔اس کے بعد یونین کونسل جکڑامام شاہ میں جہاں گرلز ہائی سکول ہے ہی نہیں مہربانی کر کے وہاں گرلز ہائی سکول دیا جائے۔ایک بہت بڑا قصبہ شیر وہے جہاں گرلز ہائی سکول نہیں ہے بلکہ مڈل سکول ہے اس کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے اور بوائز سکول کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دیا جائے۔

جناب سپیکر!یہ بہت اچھی بات ہے کہ اس حکومت نے صحت کے شعبہ میں بہت سارے انقلابی اقدامات اٹھائے ہیں۔انہوں نے ہیلتھ انشورنس کارڈ بھی متعارف کرایا ہے جو بہت خوش آئند ہے۔ہمارے ریموٹ ایریا ہیں مہربانی کر کے جس طرح میرے معزز ممبران نے بات کی ہے کہ Basic Health Units پر توجہ دینی چاہئے اس پر زیادہ توجہ دینی چاہئے۔کوٹ چھٹہ تحصیل ہیڈ کوارٹر کو تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کا درجہ دیا جائے۔

جناب سپیکر!میں آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ چیف منسٹر صاحب نے اپنی پارلیمانی میٹنگ اور یہاں پہلے خطاب میں بھی تھانہ کلچر اور پٹواری کلچر کے خاتمے کا ذکر کیا تھا۔بہت سارے معزز ممبران نے اس کے بارے میں بہت ساری باتیں کیں۔میں خادم اعلیٰ پنجاب سے گزارش کروں گا کہ اس صوبہ اور اس ملک کے لئے ڈینگی بہت بڑی لعنت تھی اگر ایک سال کے اندر اس کا خاتمہ ممکن ہو سکتا ہے تو پھر "ڈینگی مکاؤ مہم" کی طرز پر ہی اس لعنت کو ختم کیا جائے۔جب تک ہم تھانہ کلچر کو ختم نہیں کریں گے، لوگوں کو انصاف نہیں دیں گے تو اس وقت تک ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔میں ان سے اپیل کروں گا کہ جس طرح انہوں نے وعدہ فرمایا ہے اور ان کی پہلی تقریر میں بھی یہ بات خوش آئند ہے کہ ہم تھانہ کلچر کا خاتمہ کریں گے۔اگر ہم لوگوں کو انصاف مہیا نہیں کریں گے تو ہمارا حشر بھی وہی ہو گا جو سابقہ ادوار میں دوسری پارٹیوں کا ہوا ہے۔مجھے امید ہے کہ تھانہ کلچر کے لئے چیف منسٹر صاحب جس طرح کا vision رکھتے ہیں اس کو ختم کرنے میں کوئی کمی نہیں رکھیں گے۔

جناب سپیکر!اس معزز ایوان میں خاص طور پر ٹریژری بنچوں پر بیٹھے ہوئے ممبران میں سے تین دن سے میرے کسی بھائی نے یہ بات نہیں کی، میں پہلی دفعہ یہاں ممبر منتخب ہوا ہوں۔جب چیف منسٹر کا الیکشن ہوا تو لابی کے اندر ٹھہرنے کی جگہ نہیں تھی۔وہاں اتنی گھٹن تھی کہ خواتین بھی بہت پریشان تھیں۔میں چیف منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ پارلیمنٹ ملک میں بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہیں جہاں 70 فیصد رقم اس پارلیمنٹ پر خرچ ہو چکی ہے، مشینری بھی یہاں موجود ہے تو میں

وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کروں گا کہ مہربانی کر کے اس کو مکمل کرانے کے لئے اس بجٹ میں کچھ نہ کچھ رقم ضرور رکھی جائے۔ میں ان کا ایک ادنیٰ سپاہی ہوتے ہوئے کیمپ میں بھی بیٹھنے کے لئے تیار ہوں اور ہم اسی اسمبلی میں ہی گزارہ کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن آنے والے مستقبل کے لئے 70 فیصد رقم جو خرچ ہو چکی ہے اس کو بچانے کے لئے میں ان سے بار بار اپیل کروں گا کہ مہربانی کر کے اس کو مکمل فرمائیں۔ میں ایک اور گزارش کروں گا کہ ہمارے ایم پی اے صاحبان جو ڈیرہ غازی خان، راجن پور اور رحیم یار خان سے آتے ہیں اور ان کا کم و بیش فاصلہ پانچ چھ سو کلو میٹر سے زیادہ بنتا ہے ان کے لئے یہاں کوئی کمرہ نہیں ہے۔ وہ بھی کسی ہوٹل میں رہتے ہیں اور کبھی کسی ہوٹل میں رہتے ہیں۔ اس میں حکومت کے بے تحاشا پیسے بھی خرچ ہوتے ہیں اور peace of mind بھی نہیں ہوتا۔ جو پچاس ساٹھ کلو میٹر سے آنے والے ممبران ہیں انہوں نے کمروں پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس کی الاٹمنٹ کے لئے کمیٹی بنائی جائے جس میں فاصلوں کو مدنظر رکھا جائے اور میرٹ کی بنیاد پر کمرے الاٹ کئے جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

موجودہ ہاسٹل ممبران کی تعداد کے حساب سے بہت چھوٹا ہے۔ یہاں پر چمبہ ہاؤس خالی پڑا ہوا ہے، تقریباً چالیس ممبران وہاں پر adjust ہو سکتے ہیں۔ میں وزیر خزانہ اور سپیکر صاحب سے گزارش کروں گا کہ مہربانی کر کے چمبہ ہاؤس میں پانچ سالوں کے لئے ممبران اسمبلی کو میرٹ کی بنیاد پر رہائش دینے کا بندوبست کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جہاں ہیلتھ کے شعبہ کے لئے اتنی ساری رقومات رکھی گئی ہیں۔ نشتر ہسپتال جو نہ صرف جنوبی پنجاب کا بوجھ اٹھاتا ہے بلکہ بلوچستان کے بھی کافی حصے کا بوجھ اٹھاتا ہے بعض اوقات ڈیرہ اسماعیل خان اور دور افتادہ علاقوں کے لوگ بھی اس سے مستفید ہوتے ہیں اس لئے اس میں upgradation کی سخت ضرورت ہے۔ میں خادم اعلیٰ پنجاب سے یہ گزارش کروں گا کہ مہربانی کر کے کارڈیالوجی میں بھی extension کی جائے۔

جناب سپیکر! میں نے بجٹ میں پڑھا ہے کہ تمام ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز کو دو رویہ سڑکیں میسر ہیں۔ ڈیرہ غازی خان جو جنوبی پنجاب کا اہم مقام ہے جس سے بلوچستان connected ہے، جس سے آپ کا سندھ وابستہ ہے، جس سے آپ کا سرحد وابستہ ہے، بہت سارے بجلی گھر ہیں اور وہ پارکو (PARCO) انڈسٹریل ایریا ہے اس لئے مہربانی کر کے N.H.A کو سفارش کی جائے، وفاق کو سفارش کی جائے اور الحمدللہ اب وفاق میں بھی (ن) کی حکومت ہے تو وہ N.H.A کو سفارش کریں کہ وہاں دو رویہ

سڑک بنائی جائے۔ اگر ایک فیز کے لئے رقم نہیں ہے تو اس کو دو فیزوں میں یعنی مظفر گڑھ بائی پاس سے قریشی تک اور بعد میں قریشی سے ڈیرہ غازی خان تک دو رویہ سڑک بنانے کی سفارش کی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ راجہ عبدالحنیف صاحب!

راجہ عبدالحنیف: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں آپ کو بطور ڈپٹی سپیکر منتخب ہونے پر بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ خاص طور پر اپنی قیادت کا جنہوں نے آپ کے ذریعے جنوبی پنجاب کو نمائندگی دی۔ جنوبی پنجاب کے لئے جو 32 فیصد ترقیاتی بجٹ رکھا گیا ہے میری وزیر خزانہ سے گزارش ہو گی کہ اس میں مزید اضافہ کیا جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ 2013 کے الیکشن کا جو رزلٹ ہے وہ جہاں میاں محمد نواز شریف کے اصولی موقف، جمہوریت سے commitment، اقتدار کی سیاست اور ججوں کی بحالی کی تحریک کا نتیجہ تھی وہاں میاں محمد شہباز شریف کی پنجاب میں پانچ سالہ کارکردگی اور good governance کا بھی نتیجہ تھی جس کی وجہ سے مسلم لیگ (ن) نے پنجاب میں clean sweep کیا اور مرکز میں بھی ہماری حکومت بنی۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جس طرح الیکشن کے بعد خیبر پختون خواہ میں تحریک انصاف کو گورنمنٹ دی گئی، بلوچستان میں باوجود اس کے کہ ہمارے پاس mandate تھا لیکن میاں نواز شریف نے دوسری پارٹیوں کو گورنمنٹ بنانے کا موقع دیا اس پر بھی میں اپنی قیادت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ 2013 کا جو بجٹ ہے وہ غریب پرور، عوام دوست اور ایک متوازن بجٹ ہے۔ اس کے ذریعے آئندہ پانچ سالوں میں بھی ہماری پالیسیاں جاری رہیں گی۔ پانچ سال میں جو ہمارے ڈویلپمنٹ کے کام پورے صوبہ میں ہوئے ہیں وہ بھی پوری قوم کے سامنے ہیں جس کی وجہ سے ہمیں 2013 کے الیکشن میں شاندار کامیابی حاصل ہوئی۔ اس وقت جو بڑے مسائل ہمارے سامنے ہیں۔ ان میں energy crisis، لاقانونیت، تعلیم اور صحت کے حوالے سے مسائل ہیں ان پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے اربوں روپے کے جو فنڈز رکھے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک سال کے اندر انشاء اللہ تعالیٰ صوبہ پنجاب میں اس کے ذریعے ایک واضح تبدیلی محسوس ہو گی ۔اس کے ساتھ ساتھ جو تھانہ کلچر اور پٹواری کلچر کے حوالے سے اعلان کیا گیا ہے ہم امید کرتے ہیں کہ ایک سال کے اندر کافی ساری تبدیلی اس میں بھی نظر آئے گی اور جو نوجوانوں کے لئے سود سے پاک

قرضے کا اعلان کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو فوری طور پر شروع ہونا چاہئے اور ون ونڈو کے ذریعے جلد از جلد نوجوانوں کو قرضے دینے چاہئیں تاکہ بے روزگاری کا خاتمہ ہو سکے۔

جناب سپیکر! یہاں پنجاب میں سپورٹس کے حوالے ذکر ہوا اور ہمارا پچھلے دو سال سے جو Sport Festival ہوا میں امید کرتا ہوں کہ ہماری حکومت آگے بھی Sports پر خصوصی توجہ دے گی۔ پورے پنجاب میں جتنے ایم پی ایز کے حلقے ہیں اور ایک ایم پی اے کا جو انتخابی علاقہ بنتا ہے اس میں جتنی بھی حکومت کی جگہ خالی پڑی ہے میری وزیر خزانہ سے یہ request ہو گی کہ اس میں Sports complex بنائے جائیں اور بچوں کے لئے گراؤنڈ بنائے جائیں تاکہ ہمارے نوجوان کھیلوں میں involve ہو سکیں اور crimes سے بچ سکیں۔ اس ملک میں جو لاقانونیت اور دہشت گردی بڑھ رہی ہے اس پر بھی میں سمجھتا ہوں کہ نوجوانوں کو Sport میں involve کر کے اس سے بچا جا سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جو ہیلتھ انشورنس کارڈ سکیم کا اجراء کیا گیا ہے ہمیں اس کا بھی ایک بہتر رزلٹ آئندہ سالوں میں ملے گا۔ آشیانہ ہاؤسنگ سکیم جو continue کی گئی ہے اس پر بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بھی ہمارے بہت سے غریب گھرانوں کو بہت فائدہ ہو گا۔ اس کے علاوہ جو گرلز سکولوں میں missing facilities کے حوالے سے 3۔ارب روپے رکھے گئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی ضروری تھا اور جو اپوزیشن کی طرف سے ہم پر انگلیاں اٹھائی جا رہی تھیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ 3۔ارب روپے کی لاگت سے ایک سال کے اندر missing facilities پنجاب میں خاص طور بچیوں کے سکولوں میں ختم ہوں گی اور اس کا ایک بہت بہتر رزلٹ ہمارے سامنے آئے گا۔ میں وزیر خزانہ اور مسلم لیگ (ن) کی حکومت سے ایک اور گزارش کروں گا کہ ہمارے جو پرائیویٹ سیکٹر کے سکول ہیں ان کی ہر سال بغیر notice دیئے جو فیسیں بڑھائی جاتی ہیں اور ہر سال سالانہ جو فیسیں لی جاتی ہیں اس پر خصوصی طور پر قانون سازی کی جائے اور پرائیویٹ سکولوں کو پابند کیا جائے کہ وہ اس میں اپنی من مانی نہ کریں۔ میں ایک اور گزارش کرنا چاہوں گا کہ لائبریریوں کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ ہمارے نوجوان لائبریریوں سے منسلک ہو سکیں۔ اس کے علاوہ الیکشن سے قبل ایک لاکھ ملازمین کو مستقل کرنے کا ایک اعلان کیا گیا تھا وہ بھی میری گزارش ہو گی کہ اس وقت چیف الیکشن کمشنر نے اس کا notice لیتے ہوئے اس کو روک دیا تھا لہذا دوبارہ انہیں مستقل کرنے کا اعلان کیا جائے۔ راولپنڈی شہر کے حوالے سے جو سب سے بڑا مسئلہ ہمارے سامنے ہے وہ پانی کا مسئلہ ہے۔ میں چاہوں گا کہ پانی کے مسئلے کا فوری حل نکالا جائے اس میں Cantt اور City دونوں شامل ہیں۔ راولپنڈی شہر کے لئے

میٹرو بس سروس کا اعلان کیا گیا ہے تو میری گزارش یہ ہو گی کہ میاں محمد شہباز شریف کو پچھلے دور میں رِنگ روڈ کے حوالے سے ایک presentation دی گئی انہوں نے اس کو بڑا appreciate بھی کیا تھا اور وہ 70۔ارب روپے کا پراجیکٹ ہے ۔ ہماری خواہش ہے کہ آپ چائنا یا ترکی کے ساتھ یا پرائیویٹ سیکٹر کے ساتھ مل کر رِنگ روڈ کے منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔ نالہ لئی اور ایک سٹیڈیم روڈ پر ہمارا Overhead Flyover ہے اس کے ساتھ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! آپ جلدی wind up کریں۔

راجہ عبدالحنیف: جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں wind up کرتا ہوں۔2008 کے الیکشن کے بعد میں نے Assembly question کیا تھا کہ ہماری جو نئی اسمبلی بن رہی ہے یہ کب مکمل ہو گی تو اس کا جواب آیا تھا کہ جون 2009 میں مکمل ہو جائے گی لیکن آج پانچ سال ہو گئے ہیں اور 2013 شروع ہے ابھی تک اسمبلی کی عمارت مکمل نہیں ہوئی اس حوالے سے میری request ہے کہ اس کو بھی جلد از جلد مکمل کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمارے بھائی نے ایک issue اٹھایا ہے کہ ہمارے ایم پی ایز جو دوسرے شہروں سے اسمبلی اجلاس کے لئے لاہور شہر میں آتے ہیں ان کے لئے کمرے نہیں ہیں تو میری گزارش ہو گی کہ وفاقی حکومت کے اسلام آباد میں فیڈرل لاجز جس طرح بنے ہوئے اس طرح ایم پی ایز کے لئے ایک سکیم بنائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! بہت شکریہ۔ وزیر خزانہ صاحب! آپ note کر رہے ہیں، آپ نے راجہ صاحب کے note points کر لئے ہیں؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے note کر لئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب خرم اعجاز چٹھہ صاحب!

جناب خرم اعجاز چٹھہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے ہم اللہ تعالیٰ کا لاکھ شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے عوام کی آواز کے لئے ہم پر ایک ذمہ داری ڈال کر ہمیں یہاں ایوان میں بھیجا اور ساتھ ہی ہماری عوام نے ہم پر جو اعتماد کیا، ہمیں دعائیں دیں اور ہمارا ساتھ دیا ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ پہلے کی طرح ہم پھر کوشش کریں گے اور ہماری یہ دعا ہے کہ ہم سب مل کر پوری

ایمانداری اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے اپنے عہدے کو اچھے طریقے سے استعمال کریں اور عوام کے اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچائیں۔

جناب سپیکر! ہم میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو اتنے کم عرصے میں اتنا متوازن بجٹ بنانے پر مبارکباد دیتے ہیں۔ چونکہ ٹائم کی کمی ہے اور بجٹ بہت ہی اچھا ہے صرف کچھ suggestions ہیں جو میں بیان کرتا ہوں کہ کسی بھی معاشرے اور کسی بھی ملک کی ترقی کے لئے سب سے اہم role ایجوکیشن کا ہے۔ ہماری حکومت نے ایجوکیشن کو پہلے بھی اور آج کے بجٹ میں بھی بہت زیادہ focus کیا ہے، چاہے آپ دانش سکول لے لیں، لیپ ٹاپ سکیم لے لیں، Endowment Fund لے لیں اور کمپیوٹر لیب لے لیں۔ اس کے علاوہ ہمارے بچوں کے بیرون ملک visit اور وہ بچے جو کبھی بڑے شہروں میں بھی آنا نہیں سوچتے تھے اور ان کو بیرون ملک اچھی International Universities میں visit کرانا یہ خادم اعلیٰ پنجاب کا بہت اچھا اقدام ہے۔ میری یہ request ہے کہ اس پروگرام کو extend کیا جائے۔ ہم جس طرح دانش سکول ہر ضلع میں بنانے کا سوچ رہے ہیں اس میں میری request ہو گی کہ in future اس کو ہر تحصیل میں لے کر جائیں اور اسی طرح کی International Level کی universities ہر ضلع میں بنائیں تاکہ ہمارے بچے اپنے ڈسٹرکٹ اور اپنی تحصیل میں رہتے ہوئے کسی Complex کا شکار نہ ہوں اور وہاں پر اچھے طریقے سے ایجوکیشن حاصل کر سکیں۔ اسی طرح ہمارے ایجوکیشن سسٹم میں بہت سارے گھوسٹ سکول ہیں اور ایسے سکول جہاں پر ہمارے لوگوں نے وہاں پر گائیں اور بھینسیں باندھ رکھی ہیں ایسے تمام سکولوں کو ہمیں بند کرنا چاہئے یا پھر ہمیں ان کو ٹھیک کر کے دوبارہ سے لوگوں کے لئے ان کو facilitate کرنا چاہئے۔ ہمارے سکولوں کی جو نئی بلڈنگ بنتی ہیں یا upgrade ہوتے ہیں ان کے estimate میں ہمارے بچوں اور ان سکولوں کے لئے فرنیچر کی کوئی facility نہیں provide کی جاتی اور کئی دفعہ یہ چیز دیکھنے میں آئی ہے کہ نئے سکول، نئی بلڈنگ لیکن بچے نیچے ٹاٹ پر بیٹھنے پر مجبور ہیں۔ اس میں یہ ہماری request ہو گی کہ in future جب بھی کوئی نیا سکول یا نئے Institute کا estimate بنایا جائے تو فرنیچر، بجلی اور دوسری تمام چیزوں کا بھرپور خیال رکھا جائے۔ ہمارے سکولوں میں جہاں تک ٹیچروں کی کمی کا سوال ہے اس کے ساتھ ساتھ ہمارا جو lower staff ہے، بہت سارے ایسے سکول ہیں جہاں پر چوکیدار اور نائب قاصد نہیں ہیں جس کی وجہ سے بہت سارا نقصان اس طرح ہو رہا ہے کہ وہاں پر چوکیدار اور سٹاف نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے سکولوں کے ارد گرد کے جو رہائشی ہیں یا اس طرح کے لوگ جو کہ معاشرے میں کرائم

کرتے ہیں وہ سکولوں سے بہت ساری چیزیں چُرا لے جاتے ہیں جس کی وجہ سے بہت ساری پریشانی سکولوں میں بنتی ہے۔اس سلسلے میں ہماریrequestہے کہ یہ ہمارا قومی اثاثہ ہیں ان کو بچانے کے لئے ہمارے سکولوں میں سٹاف ضرور provide کیا جائے۔ جس طرح یہاں پر بات ہوئی کہ ہر پرائیویٹ سکول وہاں پرprovision % 10 رکھے تو ہماری یہrequest ہے کہ اسی طرح کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بھی غریب بچوں کے لئے فری ایجوکیشن رکھی جائے۔ ہیلتھ کے حوالے سے بھی یہ requestہے کہ ہیلتھ یونیورسٹیز اور کالج ہر ڈسٹرکٹ کی سطح پر ہوں۔Rescue 1122 facility بہت اچھی ہے اس کو تحصیل سطح پرextend کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چٹھہ صاحب! بس اب آپwind up کریں۔

جناب خرم اعجاز چٹھہ: ڈائیلسز پروگرام جو شروع کیا گیا ہے اس کو ہر ڈسٹرکٹ کی سطح پر کیا جائے کیونکہ آج کل یہ بیماری لوگوں کو بہت زیادہ ہو رہی ہے اس لئے فری ڈائیلسز کی سہولت ہر ڈسٹرکٹ میں مہیا کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب خرم اعجاز چٹھہ: جناب سپیکر! بس میں ایک آخری بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آخری بات کر کے بالکلend کریں۔

جناب خرم اعجاز چٹھہ: جناب سپیکر! ایگریکلچر کے حوالے سے یہ کہنا چاہوں گا کہ ہماری زراعت میں جو لوگوں کی inputs ہیں اس سے آج کل زمیندار بہت زیادہ پریشان ہیں، ان کو سستا اور subsidize کیا جائے۔ الیکٹرک سٹی، کھاد، بیجوں اور ریسرچ انسٹیٹیوٹ کو بہتر بنایا جائے تاکہ پروڈکشن بڑھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: باقی تجاویز آپ وزیر خزانہ صاحب کو دے دیں، بہت شکریہ

جناب خرم اعجاز چٹھہ: جناب سپیکر! آخر میں، میں ایک بات کرنا چاہوں گا، پانچ منٹ بہت جلدی ختم ہو گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، پانچ منٹ تو ٹائم پر ختم ہوئے ہیں۔(قہقہہ)

جناب خرم اعجاز چٹھہ: میں ٹائم زیادہ لینے پر اپنے باقی ممبران سے معذرت خواہ ہوں اور آخر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے میاں محمد شہباز شریف نے بجٹ میں کہا ہے کہ ہم پٹواری اور تھانہ نظام کو

بہتر کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب ان کے ساتھ ہیں اور ہم بہت جلد اس پرانے نظام کو اپنے معاشرے سے نکال پھینکیں گے۔بہت مہربانی، بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، محترم زاہد اکرم صاحب!

چودھری زاہد اکرم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o من کان یُرید العزۃَ فللہِ العزۃُ جَمیعاًo صَدق اللہُ العظیمo جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان میں تقریر کرنے کا موقع دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ جس نے مجھے سال 14-2013 کے بجٹ پر اظہارِ خیال کے قابل بنایا۔ پاکستانی قوم نے ایک بار پھر مسلم لیگ (ن) کی قیادت پر جس طرح تاریخی اعتماد کا اظہار کیا ہے اس پر میں قائد محترم میاں محمد نواز شریف اور خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ اور میاں صاحب کی ٹیم کو ایک مثالی بجٹ ایوان میں پیش کرنے پر بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اس بجٹ میں زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے عوام الناس کی بہتری، فلاح اور ترقی کے سفر کا آغاز کیا گیا ہے۔ترقی کے اس سفر میں حصولِ منزل کے لئے ہم نے جو عہد کیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر ثابت قدمی عطا فرمائے۔بجٹ میں تاریکیوں، مایوسیوں اور مشکل حالات کا مقابلہ کر کے انسانی زندگی کے بنیادی مسائل کے حل کے لئے سادگی، کفایت شعاری، اور محنت کو اپنا کر نبی آخری الزماں حضرت محمد ﷺ کی سُنت کو مشعل راہ بنایا گیا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت حاصل ہو گی۔ پرانا پٹواری اور تھانہ کلچر کا خاتمہ، عام آدمی کے لئے سکون حکومت پنجاب کا انقلابی قدم ہے۔بجٹ میں تعلیم کے شعبہ کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے بالخصوص جنوبی پنجاب کے عوام کے لئے دانش سکولوں کا قیام، سکولوں کی اپ گریڈیشن، گرلز سکولوں میں چار دیواریاں، بلڈنگ کے لئے فنڈ مہیا کرنا بہت احسن قدم ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

تعلیمی معیار کو بلند کرنے اور میرٹ کو اپنا کر قائد محترم نے طلباء و طالبات میں مقابلے کا جذبہ پیدا کیا ہے۔ سکولوں کی اپ گریڈیشن اور کالجوں کے قیام سے ایک انقلاب آئے گا اور ہمارے نوجوان تعلیم سے آراستہ ہو کر پاکستان کی ترقی کے لئے اپنا کردار ادا کر سکیں گے۔ دیہاتی اور شہری سکولوں کے بچوں میں فرق ختم کرنے کے لئے خادم اعلیٰ پنجاب نے جو کوششیں کی ہیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔ میری تجویز ہے کہ اگر سرکاری اور پرائیویٹ سکولوں کا نصاب ایک کر دیا جائے تو ہمارے دیہی علاقوں، سرکاری سکولوں اور پرائیویٹ سکولوں کے بچوں کے معیار تعلیم کا فرق بھی ختم ہو جائے گا۔اس سے متعلق محکمہ تعلیم کے ماہرین اور جناب وزیر تعلیم کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی جائے تاکہ مثبت حل نکل سکے۔

میرے علاقہ لطیف آباد میں جو ایک central place ہے اس میں near about کوئی ڈگری کالج نہ ہے۔اس کی رواں سال میں منظوری دی جائے۔بجٹ میں جنوبی پنجاب کے لئے بتیس فیصد فنڈ مختص کیا گیا ہے اس میں اقلیتوں کے لئے بھی کچھ حصہ مقرر کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے اور ہماری معیشت کا انحصار زراعت پر ہے۔زراعت کی ترقی کے لئے بجٹ میں اٹھائے گئے اقدامات قابل تحسین ہیں۔ملکی ضرورت کے پیش نظر زراعت سے متعلق ڈیری کی ترقی کے لئے خواتین کی شمولیت احسن اقدام ہے۔گرین ٹریکٹر سکیم،ایگریکلچر اور نوجوانوں کے لئے انٹرن شپ سکیمیں ترقی کا باعث بنیں گی۔اسی طرح آبپاشی کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے بجٹ میں نہروں اور کھالوں کی پختگی کے لئے کثیر رقم مختص کی گئی ہے جس سے خاطر خواہ نتائج نکلیں گے۔اس ضمن میں،میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ پانی جیسی خداداد نعمت کی تقسیم میں میرے ضلع بہاولنگر کے ساتھ بے حد زیادتی ہوئی ہے جس سے ملکی پیداوار کو ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔پانی کی منصفانہ تقسیم سے بہتری آسکتی ہے۔ضلع بہاولنگر پنجاب میں ایک گنجان اور پیداوار کے لحاظ سے ایک اہم ضلع ہے۔ضلع کے دو تہائی علاقہ میں زیر زمین پانی کڑوا ہے جس کی وجہ سے کاشتکاری اور پینے کا پانی ناقابلِ استعمال ہے۔کاشتکاری کا انحصار صرف نہری پانی پر ہے اور پانی کی فی ایکڑ تقسیم غیر منصفانہ ہے۔مظفر گڑھ،رحیم یار خان،بہاولپور اور بہاولنگر ایک جیسے sandy علاقے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،wind up کریں۔

چودھری زاہد اکرم:جناب سپیکر!میں تھوڑا سا ٹائم لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:زاہد اکرم صاحب!ٹائم مختصر ہے،بس اس کو end کریں۔

چودھری زاہد اکرم:جناب سپیکر!میں صرف ایک عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آخری بات کریں اس کے بعد اپنی تقریر end کریں۔

چودھری زاہد اکرم:جناب سپیکر!میں ایک شعر سے اپنی تقریر ختم کرتا ہوں:

یہ کیسا دستور زباں بندی ہے تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک افتخار احمد صاحب!

ملک افتخار احمد: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمo بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ میں وزیر خزانہ کو ایک جامع بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ میاں محمد نواز شریف کو وزیر اعظم اور میاں محمد شہباز شریف کو وزیر اعلیٰ بننے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آپ کی وساطت سے میں وزیر خزانہ سے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں، جس طرح میرے بھائی نے بھی بات کی ہے کہ راولپنڈی کینٹ اور راولپنڈی شہر میں پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ دوسری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو بجٹ پیش ہوا ہے اس حوالے سے تنقید برائے تنقید تو ہر جماعت پر ہوتی ہے اور جس طرح پچھلے ادوار میں بھی ہوتی رہی ہے مگر جس طریقے سے بجٹ پیش ہوا ہے اور ساری ٹیم نے مل کر اس بجٹ کو پیش کیا ہے میں اس پر مبارکباد دینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایوان کا وقت پندرہ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

ملک افتخار احمد: اس کے ساتھ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر اس پر بہتر طریقے سے ساری ٹیم نے کام کیا جس طرح تھانہ کلچر اور پٹواری کلچر پر بات ہوتی ہے اگر اس پر کام کیا گیا تو انشاء اللہ یہ بہت اچھا کام ہے۔ یہی چیز ہے جس کی غریب آدمی تک رسائی ہو گی اور غریب آدمی کو اس سے فائدہ بھی پہنچے گا کیونکہ لوگوں کو ایف آئی آر کٹوانے کے لئے یا اگر گاڑی گم ہو جائے تو اس کے لئے بے شمار چکر کاٹنے پڑتے ہیں۔ اسی طرح پٹواری کے پاس بھی جب وہ فرد لینے جاتے ہیں تو وہ لوگوں سے بے شمار پیسے ڈیمانڈ کرتے ہیں اگر اس پر عمل ہو گیا اور ہماری ٹیم نے کام کیا جو کہ ہم کریں گے اور ساری ٹیم اس کا عہد کرے گی تو اس سے غریب تک فائدہ پہنچے گا۔ اس کے علاوہ سستی روٹی سکیم کی بات ہوتی ہے اگر اس کو دوبارہ شروع کیا جائے، جس طریقے سے پہلے کام ہوا ہے اس پر باقاعدہ ٹیم بنا کر کام کیا جائے تو یہ بھی غریب آدمی کے لئے بہترین اور فائدے کی چیز ہے۔ لوگوں کو اس کا پہلے بھی فائدہ ہوا ہے اور آئندہ بھی ہو گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ ملک ذوالقرنین ڈوگر صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جی، محترم شعیب اویسی صاحب!

میاں محمد شعیب اویسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا، energy crisis اور financial crisis کا جو دور ہے اس دور میں بجٹ بنانا بہت مشکل اور ناممکن سی بات تھی۔ میں مبارکباد دیتا ہوں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو اور فنانس منسٹر کو کہ انہوں نے بڑا متوازن

بجٹ بنایااور ہر شعبے ،ہر سیکٹر میں پیسے رکھے چونکہ ٹائم کی بڑی قلت ہے اس لئے میں مختصر سی گزارش کروں گا کہ میں جنوبی پنجاب سے تعلق رکھنے والا ہوں، جنوبی پنجاب کے لئے 93۔ارب روپے کی خطیر رقم رکھنا بہت احسن اقدام ہے۔ میں جنوبی پنجاب کے لوگوں کی طرف سے جناب وزیر اعلیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بڑی مہربانی، شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ آج کے اجلاس کی کارروائی مکمل ہوئی۔ اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 24۔جون2013 صبح 11 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ اس روز بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔

321

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،24۔جون2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

"سالانہ بجٹ برائے سال2013-14 پر عام بحث"

323

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا دوسرا اجلاس

سوموار،24۔جون2013

(یوم الاثنین،14۔شعبان المعظم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 45 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

حٰمٓ ۝١ وَٱلۡكِتَٰبِ ٱلۡمُبِينِ ۝٢ إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِي لَيۡلَةٖ مُّبَٰرَكَةٍ
إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ۝٣ فِيهَا يُفۡرَقُ كُلُّ أَمۡرٍ حَكِيمٍ ۝٤ أَمۡرٗا
مِّنۡ عِندِنَآۚ إِنَّا كُنَّا مُرۡسِلِينَ ۝٥ رَحۡمَةٗ مِّن رَّبِّكَۚ إِنَّهُۥ
هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡعَلِيمُ ۝٦ رَبِّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ وَمَا
بَيۡنَهُمَآ إِن كُنتُم مُّوقِنِينَ ۝٧ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحۡيِۦ وَيُمِيتُۖ
رَبُّكُمۡ وَرَبُّ ءَابَآئِكُمُ ٱلۡأَوَّلِينَ ۝٨

سُوْرَۃُ الدّخان آیات1 تا8

حٰمٓ(1) اِس کتاب روشن کی قسم(2) کہ ہم نے اُس کو مبارک رات میں نازل فرمایا ہم تو رستہ دکھانے والے ہیں(3) اسی رات میں تمام حکمت کے کام فیصل کئے جاتے ہیں(4)(یعنی) ہمارے ہاں سے حکم ہو کر۔ بیشک ہم ہی (پیغمبر کو) بھیجتے ہیں(5)(یہ) تمہارے پروردگار کی رحمت ہے۔ وہ تو سننے والا جاننے والا ہے(6) آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب کا مالک۔ بشرطیکہ تم لوگ یقین کرنے والے ہو(7) اُس کے سوا کوئی معبود نہیں (وہی) جِلاتا ہے اور (وہی) مارتا ہے (وہی) تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا پروردگار ہے(8)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

دیکھے وہیں رَحمت کے بسیرے ہیں نبیؐ جی
جس دل میں تیری یاد کے ڈیرے ہیں نبیؐ جی
جس دن سے مدینے کی میں شَب دیکھ کے آیا
تب سے میری آنکھوں میں سویرے ہیں نبیؐ جی
دوزخ میں جلیں گے جو غلامی میں نہ آئے
اُن کے لئے جنت ہے جو تیرے ہیں نبیؐ جی
معمول ہے دن رات درود آپ نبیؐ پہ پڑھنا
رَحمت کے میرے گھر میں بسیرے ہیں نبیؐ جی
کیا چیز ہے سرور شہ والا کی محبت
ہر کوئی یہ کہتا ہے کہ میرے ہیں نبیؐ جی

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال2013-14 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب سالانہ بجٹ پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ میں بتاتا چلوں کہ اب تک110 معزز ممبران اس بحث میں حصہ لے چکے ہیں۔۔۔

ملک سیف الملوک کھوکھر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، جب سپیکر بول رہا ہو تو اس وقت ذرا اجتناب کیا کیجئے۔ میں تھوڑی دیر بعد آپ کی بات سُن لیتا ہوں۔آج میرے پاس 67 معزز ممبران کی فہرست پہنچی ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ زیادہ سے زیادہ معزز ممبران کو accommodate کریں اس کے بعد وزیر خزانہ صاحب wind up speech کریں گے۔آج جو صاحبان تقریر نہ کر سکیں تو میری خواہش ہے کہ وہ ضمنی بجٹ پر بحث میں حصہ لیں۔ایسے معزز ممبران جو پہلے بات نہ کر سکے ہوں ان کو موقع ضرور ملنا چاہئے۔ بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! گلگت میں دہشت گردی کا جو واقعہ ہوا ہے اس کی مذمت کے لئے میری اور بہت سے دوسرے دوستوں کی طرف سے قرار داد پیش کرنے کا کہا گیا ہے۔ وزیر قانون صاحب کا فون آیا تھا کہ میں تھوڑی دیر میں پہنچ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔اس بارے میں میری آپ اور وزیر قانون صاحب سے بات ہوئی ہے۔آپ متفقہ طور پر ایک قرار داد لائیں گے اور پھر جب ایوان اجازت دے گا تو ہم اس کو take up کریں گے۔آپ تھوڑا سا انتظار کیجئے۔ مجھے بھی اس بات کا احساس ہے اور یہ بہت ضروری بات ہے۔ ہم انشاء اللہ اس حوالے سے قرار داد متفقہ طور پر پاس کریں گے۔آپ وزیر قانون کے ساتھ مشاورت سے اس قرار داد کو بنالیں اس کے بعد ہم اس کو ایوان میں پیش کریں گے اور معزز ممبران سے اس کی اجازت لیں گے۔

ملک سیف الملوک کھوکھر:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

ملک سیف الملوک کھوکھر: جناب سپیکر!میں ایک بہت ہی ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔کل میں نے ٹیلیویژن کے اُوپر پڑھا ہے۔آئی جی پنجاب نے ایک حکم نامہ جاری کیا ہے کہ معزز ممبران صوبائی اور قومی اسمبلی کے احترام اور پروٹوکول کا خیال رکھا جائے۔ان کو"جی،سر"کہہ کر بُلایا جائے۔ان کی کال سُنی جائے اور انہیں واپسی کال کی جائے۔میں اس پر اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی،بہت شکریہ۔اب تشریف رکھیں۔

ملک سیف الملوک کھوکھر: جناب سپیکر!آج تک پاکستان میں کسی ادارے نے ممبر کے پروٹوکول کا اتنا خیال نہیں رکھا۔پچھلے دور میں تقریباً114 تحاریک استحقاق پیش ہوئیں لیکن کسی ایک پر بھی کسی افسر کو سزا نہیں دی گئی اور صرف معافی تلافی ہوتی رہی ہے۔

جناب سپیکر:آپ کا بہت شکریہ۔بڑی مہربانی۔This is no point of order.یہ کوئی مہربانی نہیں بلکہ آپ کا استحقاق ہے۔آپ بیٹھیں،تشریف رکھیں اور بحث شروع کرنے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!آپ کی حکومت سادگی کا دعویٰ کر رہی ہے اور ٹریژری بنچوں کے ممبران آپ سے پروٹوکول مانگ رہے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: بیٹھ جائیں،بیٹھ جائیں۔محترمہ!بیٹھ جائیں۔آپ بیٹھیں۔جی،حاجی وحید اصغر ڈوگر صاحب!

جناب وحید اصغر ڈوگر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!شکریہ۔میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ پر سیر حاصل گفتگو ہو چکی ہے۔میں بھی اپنی طرف سے کچھ تجاویز آپ کی وساطت سے حکومت کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔اس وقت پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ انرجی کا ہے۔اس کے لئے پچھلے سال 10۔ارب روپے مختص کئے گئے تھے لیکن بد قسمتی ہے کہ revised budget میں وہ رقم کم ہو کر4۔ارب 43کروڑ روپے رہ گئی اور اُس پر بھی کام نہیں ہوا۔حکومت نے ہائیڈرو کے پانچ پراجیکٹس منتخب کئے تھے جن میں سے صرف دو پراجیکٹس پر کام ہوا ہے۔حکومت نے پچھلے سال کول کے دو پراجیکٹس منتخب کئے تھے جن کی feasibility report ابھی تک مکمل نہیں ہوئی۔اب اس حکومت نے اس مالی سال کے لئے 20۔ارب50کروڑ روپے کا بجٹ اس مقصد کے لئے رکھا ہے اُس میں بھی

3۔ارب50کروڑ روپے کے ongoing projects ہیں اور کوئی 16۔ارب روپے کا نیا بجٹ رکھا گیا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اسمبلی کو یہ دیکھنا چاہئے کہ جو رقم کسی خاص مد میں اور کسی ایسی مد میں جو کہ اس وقت پاکستان کا مسئلہ ہے جس کی وجہ سے ہماری ملیں بند پڑی ہیں، ہمارا روزگار بند پڑا ہے، ہمارے لوگ گرمی میں بلبلا رہے ہیں اور وہ جلوس نکالنے پر مجبور ہیں۔ ہمارے خادم اعلیٰ ہر سال بیس کیمپ لگاتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ اب بھی انشاء اللہ تعالیٰ لگائیں گے تو ہم اُس energy crisis کے لئے کیا کر رہے ہیں، ہم اُس کی طرف کیا توجہ دے رہے ہیں؟ میں یہ 16۔ارب50کروڑ روپیہ بھی کم سمجھتا ہوں۔ پچھلے سال یہ توجیہہ پیش کی گئی ہے کہ وفاقی حکومت ہمیں کام نہیں کرنے دیتی حالانکہ اُس وقت بھی منہ بولے چھوٹے بھائی اور بڑے بھائی کی وفاقی حکومت تھی اور اب ماشاء اللہ سگے بھائیوں کی حکومت ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں اُمید رکھوں گا کہ اس سال یہ مسئلہ نہیں آئے گا اور ہم زیادہ ترجیح انرجی کو دیں گے۔ میں اس سلسلہ میں آپ کو مختلف تجاویز دوں گا۔ ہمارے وزیر خزانہ نے سستی گندم مہیا کرنے کے لئے 28۔ارب روپیہ رکھا ہے میری تجویز یہ ہے کہ آپ کتنے لوگوں کو سستی گندم مہیا کریں گے ؟آپ نہیں کر سکتے۔ اس وقت گندم کی قیمت 1200 روپے فی من ہے اور کھلی منڈی میں گندم1400روپے فی من بِک رہی ہے تو آپ1400روپے میں کتنی کمی دیں گے ؟آپ اس کی بجائے 28۔ارب روپیہ زمیندار کو پانی کی مد میں، بجلی کی مد میں اور کھاد کی مد میں سبسڈی دیں گے تو گندم زیادہ پیدا ہو گی اور اس کا ریٹ1200روپے سے اوپر نہیں جائے گا اور اس طرح سے اس کا فائدہ پورے پاکستان کو ہو گا۔ میں آپ کی وساطت سے یہ تجویز کروں گا کہ یہ 28۔ارب روپیہ زمیندار کو سبسڈی دینے کے لئے مقرر کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!دانش سکولوں کے لئے 3۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے۔ میں نے مختلف تقاریر سُنی ہیں میں بہت خوش ہوا ہوں ان کے وزیر اعلیٰ صاحب کا بہت اچھا vision ہے لیکن میرے اور میرے قائد کا ایک vision ہے کہ یکساں نظام تعلیم ہونا چاہئے۔ ہمیں منظور ہے دانش سکول ہی بنا دیں، ہر جگہ دانش سکول بنائیں اور دوسرا تعلیمی نظام ختم کر دیں۔ اگر آپ کو دانش سکول پسند ہے تو ہر غریب کے لئے بھی یہی دانش سکول پسند کریں۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم دانش سکول میں چند سو لوگوں کے بچوں کو داخلہ دیں گے جبکہ آپ کو لاکھوں لوگوں نے mandate دیا ہے تو پھر میں یہ بات مان لوں کہ آپ چند سو لوگوں کے بچوں کو دانش سکول میں اس لئے داخلہ دینا چاہتے ہیں کہ جیسے مخدوم امین فہیم نے کہا ہے کہ

آپ کو ووٹ ہی چند سو لوگوں نے دیئے ہیں اور باقی ووٹ باہر کی ایجنسیوں نے ڈالے ہیں اسی لئے آپ سب کو یہ سہولت نہیں دے رہے۔ میرے پنجاب کے بچوں کو ایک نظام تعلیم دیں۔آپ جو چیز اپنے لئے پسند کرتے ہیں، اپنے ووٹر کے لئے پسند کرتے ہیں اور وہی چیز پورے پنجاب کے لئے پسند کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!ایک اور بہت بڑامسئلہ ہے۔ پچھلے وزیر تعلیم نے ہمارے دیہاتوں میں پرائمری کے زنانہ اور مردانہ سکول یکجا کر دیئے تھے۔اُن کو یہ معلوم نہیں کہ وہاں پر پرائمری میں چودہ چودہ سال کے بچے پڑھتے ہیں اور ہمارے دیہاتوں کے لوگ اپنی بچیوں کو وہاں نہیں بھیج سکتے۔اس وقت کے وزیر تعلیم دیہاتوں کے ماحول کو اچھی طرح سے سمجھتے ہیں تو وہ دوبارہ سے یہ سکول الگ کر دیں۔اس سے بچیوں کا بھی فائدہ ہو گا اور نظام تعلیم بھی بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر!میں ایک اور گزارش کروں گا کہ سڑکات پر بہت پیسا لگایا گیا۔ میرے حلقہ میں سے ایک سڑک گزرتی ہے جس کو تر کھنی روڈ کہتے ہیں۔ یہ غازی آباد (ساہیوال) سے عارف والا جاتی ہے۔اُس سڑک کا چار کلو میٹر حصہ پچھلے دس سال سے مرمت ہوا نہ وہ سڑک نئی بنائی گئی۔اس چار کلو میٹر سڑک کے دونوں طرف کروڑوں روپے سے سڑک مکمل ہونے کے قریب ہے جبکہ سڑک کے اس حصہ پر کام نہیں ہو رہا تو اگر یہ سڑک بنادی جائے تو اس سے بہاولنگر، عارف والا، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور فیصل آباد جانے کے لئے لوگوں کا فاصلہ بہت کم ہو جائے گا تو میں گزارش کروں گا کہ اس پر توجہ دی جائے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ علامہ محمد غیاث الدین صاحب!

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریمo امابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمo بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ

"انصاف اور حق رسانی کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو اور تول کو گھٹاؤ مت"

جناب سپیکر!میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ 14-2013 کے بجٹ پر کچھ عرض کرنے کی آپ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ پانچ منٹ کے وقت میں کماحقہ تبصرہ نہیں کیا جا سکتا لیکن پھر بھی میں یہ کہہ کر مختصر سا جائزہ بغیر کسی تبصرے کے پیش کرتا ہوں کہ :

طُوفانِ نوع لانے سے اے چشم فائدہ
دو اشک ہی کافی ہیں گر اثر کریں

جناب سپیکر!14-2013کا بجٹ اس عاجز کے خیال میں پچھلے دور میں جو حالات رہے ہیں اُس کے مطابق یہ بہت مناسب اور متوازن بجٹ ہے جس کا کل حجم 897.569۔ارب روپے ہے، جاری اخراجات کا کل تخمینہ 607.569۔ارب روپے ہے، ترقیاتی کاموں کے لئے 290۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جو کل بجٹ کا 32 فیصد حصہ بنتا ہے۔ پچھلے مالی سال سے یہ بجٹ 14 فیصد زیادہ ہے اور پچھلے ترقیاتی بجٹ سے 16 فیصد زیادہ رکھا گیا ہے یہ بھی مستحسن قدم ہے۔ میں وزیر خزانہ اور قائد عوام میاں محمد شہباز شریف اور اُن کی بجٹ تیار کرنے والی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر!اس بجٹ میں سادگی اور کفایت شعاری کو جاری رکھتے ہوئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے پچھلے سال کے اخراجات کے مقابلے میں وزیر اعلیٰ کے دفتر کے اخراجات 30 فیصد کم رکھے ہیں۔ اس کی وزیر اعلیٰ صاحب کو داد دینی چاہئے، کوئی شخص بھی جس کے وسائل ہوں وہ اپنے اخراجات میں کمی نہیں کرتا۔ یہ وزیر اعلیٰ صاحب کا بہت بڑا کارنامہ ہے نہ صرف اپنے دفتر بلکہ ان کے ماتحت جتنے بھی محکمے ہیں ان کے اخراجات میں بھی پندرہ فیصد کمی کرنے کے لئے ایک کمیشن تشکیل دے دیا گیا ہے جو رائے دے گا کہ کہاں کہاں کمی کی جائے۔ یہ بھی بڑا احسن قدم ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے معاملہ میں صوبہ اور اضلاع کے جاری اور ترقیاتی اخراجات ملا کر اس بجٹ میں 244۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ اس حکومت کی علم دوستی کا ثبوت ہے۔ میں اس پر وزیر خزانہ اور اپنے قائد کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اسی طرح صحت کے لئے صوبہ اور اضلاع کے تمام جاری اور ترقیاتی اخراجات ملا کر اس بجٹ میں 102۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اس طرح کل بجٹ کا 26 فیصد تعلیم پر خرچ کیا جا رہا ہے اور 10.9 فیصد صحت پر خرچ کیا جا رہا ہے جس پر میں وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر!میں تعلیم کے حوالے سے اپنے علاقہ تحصیل شکر گڑھ جو دیہاتی علاقہ ہے کی بات کروں گا کہ وہاں کے لوگ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم بڑے شہروں میں دلانے کی سکت نہیں رکھتے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ بوائز اور گرلز ڈگری کالجوں میں ایم اے کی کلاسوں کے اجراء کا حکم صادر فرمایا جائے۔

جناب سپیکر!میں صحت کے حوالے سے عرض کروں گا کہ تحصیل کی سطح پر جتنے تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال ہیں ان تمام کوupgrade کیا جائے۔اس طرح وہ لوگ جو بڑے شہروں میں آکر اپنے مریضوں کا علاج نہیں کرا سکتے وہ اپنی تحصیل کے اندر علاج کرا سکیں۔

جناب سپیکر: حضرت!وقت ختم ہو گیا ہے۔آپ تشریف رکھیں۔

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر!پانچ منٹ بہت کم ہیں۔

جناب سپیکر: سب کے لئے پانچ منٹ ہیں، سب کو اپنا اپنا حق ملے گا۔آپ کا بہت شکریہ، مہربانی۔ چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے آج بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔یقیناً بجٹ حکومتی ترجیحات پر مبنی دستاویزات ہوتی ہیں جن سے حکومت کی ترجیحات واضح ہوتی ہیں۔یہ بجٹ ماشاء اللہ اس حکومت کا پہلا بجٹ ہے،اس حکومت نے ایک بھاریmandateاور عوام کی توقعات کے ساتھ اس اسمبلی میں قدم رکھا ہے۔اس پہلے بجٹ کو اِن کے منشور اور عوامی توقعات پر مبنی ہونا چاہئے تھا۔وہ عوامی وعدے جو انہوں نے الیکشن میں کئے ان وعدوں کو اپنی ترجیحات میں شامل کرتے لیکن دکھ اس بات کا ہے کہ تھوڑے سے عرصے میں ہی انہوں نے عوامی توقعات پر پانی پھیر دیا ہے۔اس کا ردعمل عوام میں سامنے آرہا ہے جو قابل افسوس ہے۔

جناب سپیکر!آج اس صوبہ میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال آپ کے سامنے ہے۔آج الیکشن ختم ہوتے ہی انہوں نے اپوزیشن کو انتقامی سیاست کی بھینٹ چڑھادیا ہے ہر حلقہ میں پرچے پہ پرچہ دیا جا رہا ہے اور جعلی معاملات میں جعلی میڈیکل بنا کر پرچے دیئے جا رہے ہیں۔ان کی مثالیں سامنے ہیں، میرے حلقہ میں چار تھانے ہیں ان میں اوسطاً بیس سے پچیس پرچے روزانہ ہو رہے ہیں وہاں ان کے ممبران بیٹھ کر معاملات کو خود دیکھتے ہیں۔وہ جعلی میڈیکل سرٹیفکیٹ بنا کر لوگوں کو انتقام اور سیاست کی بھینٹ چڑھا رہے ہیں۔ہمیں دُکھ اس بات کا ہے کہ ہم جیسے لوگ بھی محفوظ نہیں ہیں۔اس سال جنوری میں انہی کی حکومت تھی کہ میرے لاہور کے گھر میں ڈاکا پڑا، مجھے پچھلے دنوں اطلاع دی گئی کہ ڈاکو پکڑ لئے گئے ہیں، میرے ایک مہینہ چکر لگانے اور نشاندہی کے باوجود برآمدگی کی گئی اور نہ کی جا رہی ہے وہ کہتے ہیں کہ بااثر لوگوں یا حکومتی لوگوں کے فون کرائے جائیں پھر برآمدگی ہو گی۔یہ ایک حقیقت ہے اس پر میں نے تحریک استحقاق بھی جمع کرائی لیکن میری تحریک استحقاق کو اس قابل ہی نہیں سمجھا گیا کہ اسے اسمبلی میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔وہ تحریک استحقاقcommentsکے لئے لاء منسٹر

کے پاس بھیج دی گئی اور وہ ان کی ردی کی ٹوکری کا حصہ بن گئی۔ اگر ایک ممبر کے ساتھ ایسا سلوک ہو رہا ہے تو پھر یہ لوگ عام آدمی کے ساتھ کیا کریں گے، آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟ آج عوام نے غلطی سے ووٹ دے کر ان کو منتخب کیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلد ان کو اس کا اندازہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہیلتھ سیکٹر میں انہوں نے جو خاطر خواہ فنڈز رکھے ہیں وہ اس قابل ہی نہیں کہ اس سے عام یونین کونسل کی سطح پر جا کر BHU کو بہتر کیا جا سکے۔ ہمیں دُکھ تو اس بات کا ہے کہ ان ہسپتالوں میں جہاں غریب نے جا کر اپنا علاج کرانا ہے وہاں ادویات ملتی ہیں اور نہ ہی ڈاکٹر وہاں پر حاضر ہوتے ہیں بلکہ ڈاکٹر اپنی تعیناتی کو عارضی طور پر شہری ہسپتالوں میں لے جاتے ہیں۔ میں یہاں یہ بات بھی کروں گا کہ ہماری بچیاں بہت لائق ہیں وہ میرٹ پر آ جاتی ہیں اس وجہ سے male ڈاکٹر کم ملتے ہیں اور اکثر بچیاں جن کی تعلیم پر کروڑوں روپیہ لگتا ہے وہ شادیوں کے بعد پریکٹس بھی نہیں کرتیں اور اپنے گھروں کو چلی جاتی ہیں یا ان کی family انہیں پریکٹس نہیں کرنے دیتی۔ سرکاری ہسپتالوں میں اس وجہ سے بھی کافی vacancies خالی ہیں۔ میری حکومت سے گزارش ہو گی کہ کوئی ایسی policy بنائیں کہ female پر پابندی لگائی جائے اور male ڈاکٹروں کی اسامیاں زیادہ پیدا کی جائیں تاکہ وہ دُور دراز علاقوں میں جا کر اس مسئلہ کو حل کر سکیں۔

جناب سپیکر! انہوں نے ہیلتھ انشورنس کارڈ کے حوالے سے ناکام منصوبہ بنایا ہے۔ اس سے پہلے بھی اس حکومت نے اپنے سابقہ دور حکومت میں اس طرح کے منصوبے بنائے تھے جو کہ بُری طرح ناکام ہوئے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ سستی روٹی، تنور، پیلی ٹیکسی اور گرین ٹریکٹر کے حوالے سے منصوبے بنائے گئے تھے یہ تمام وہ منصوبہ جات ہیں جو بُری طرح ناکام ہوئے اور اس حکومت نے اپنے پچھلے دور میں خود ہی ان منصوبوں کو ختم کیا۔ میری گزارش ہو گی کہ ایسے معاملات کو نہ دیکھا جائے بلکہ میری گزارش ہو گی کہ مہنگائی کے سیلاب سے نمٹنے کے لئے price control کے نظام کو بہتر کیا جائے اور consumer courts کو بااثر کیا جائے تاکہ لوگوں کو سستے اور ماڈل بازاروں سے سستی اشیاء مل سکیں۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ بہت شکریہ۔ رانا منان خان صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ باؤ اختر صاحب!

باؤ اختر علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کے لئے موقع فراہم کیا۔ میں قائد محترم میاں محمد نواز شریف جو عوامی تائید کے ساتھ تیسری بار وزیر اعظم پاکستان بنے اور خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، شہباز پاکستان جو تیسری دفعہ

ایک بھاری mandate کے ساتھ وزیر اعلیٰ منتخب ہوئے ہیں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ خادمِ پنجاب، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور ان کی ٹیم کو 871۔ارب 95کروڑ روپے کا ایک عوام دوست اور متوازی بجٹ پیش کرنے پر ایوان کی طرف سے دِل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرے بھائی جو عوامی mandate کے ساتھ ایوان میں موجود ہیں، اپوزیشن لیڈر جو لاہور سے mandate لے کر یہاں ایوان میں تشریف فرما ہیں انہوں نے اپنی تقریر میں اعداد و شمار اس طرح بیان کئے جو میرے خیال میں بجٹ کا حصہ نہیں ہو سکتے۔۔۔

جناب سپیکر: ان کو چھوڑ دیں اور اپنی بات کریں۔ منسٹر صاحب خود ہی wind up کرتے ہوئے بتا دیں گے۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میٹرو بس کے حوالے سے میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کہا کہ اس میں ایک فیصد لوگ سفر کرتے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ ان کی constituency بھی اسی میٹرو بس کے right side پر ہے،[*******] جو اس بات کی تائید ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب جنہوں نے اپنے سابقا پانچ سالہ دَور میں پنجاب کے لوگوں کی اتنی خدمت کی ہے۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): پوائنٹ آف آرڈر۔

باؤ اختر علی: وزیر اعلیٰ پنجاب نے اتنی خدمت کی ہے جس کے صلہ میں پنجاب کے رہنے والوں نے انہیں اتنے ووٹوں سے نوازا کہ آج یہ ایوان اکثریت کے ساتھ وزیر اعلیٰ کے کاموں کی تعریف کر رہا ہے۔۔۔

LEADER OF OPPOSITION (Mian Mehmood-ur-Rasheed): Sir! Point of explanation.

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اپوزیشن لیڈر صاحب کھڑے ہیں انہیں ٹائم دیا جائے۔

جناب سپیکر: ان کو بات کر لینے دیں۔ بعد میں ٹائم دیتا ہوں۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میں ایجوکیشن سیکٹر پر بات کروں گا۔۔۔

LEADER OF OPPOSITION (Mian Mehmood-ur-Rasheed): Sir! Point of explanation.

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 333 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

باؤاختر علی: جناب سپیکر![********]

جناب سپیکر: دیکھیں، انہوں نے آپ کو interrupt کیا ہے اور میں آپ کو interruption کا وقت ضرور دوں گا لیکن اُن کو بات کر لینے دیں کیونکہ وہ Point of explanation پر آ گئے ہیں۔

باؤاختر علی: جناب سپیکر! میرا حق ہے کہ میں بجٹ پر بات کروں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا حق ہے اور میں نے آپ کو ہی floor دیا ہے۔ میں ان کے بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اگر اس طرح سے یہ بات کریں گے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان چیزوں کو mind کیوں کرتے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میٹرو بس انہیں یا میاں محمد شہباز شریف کو مبارک ہو۔ اگر یہ اس طرح کی بات کریں گے تو پھر یہاں ہمیں کوئی نہیں روک سکے گا۔ ہمیں میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا نام لے کر بہت باتیں کرنی آتی ہیں اس لئے میں اِن سے عرض کروں گا کہ بجٹ پر بات کریں۔ میرا نام لے کر جھوٹی بات کرنا کہ "یہ میٹرو بس پر سفر کرتے رہے ہیں" یہ غلط بات کر رہے ہیں جس طرح سے انہوں نے بات کی ہے انہیں اپنے الفاظ واپس لینے چاہیئں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میں نے ان کو ٹوک دیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس ایوان کو چلایا جائے تو ان لوگوں کو اپنا طرزِ تخاطب بدلنا ہو گا کیونکہ ہم بھی سیاسی بات کر سکتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ Order in the House, order in the House باؤاختر صاحب! آپ ڈیڑھ منٹ مزید بات کریں گے۔ میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا کہ آپ بجٹ کی تجاویز پر بات کریں کیونکہ کسی پر personal بات نہیں کرنی چاہئے۔ انہوں نے جو کہا اس کا جواب وزیر خزانہ دیں گے۔ باؤاختر صاحب نے جو personal بات کی ہے وہ کارروائی کا حصہ نہیں بنے گی۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

باؤاختر علی: جناب سپیکر! میرے لئے اپوزیشن لیڈر محترم ہیں اور پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ میٹروپولیٹن کارپوریشن میں یہ بھی کونسلر رہ چکے ہیں اور میں بھی رہ چکا ہوں۔

جناب سپیکر: چلو، اچھی بات ہے لیکن آپ اپنی بات کریں۔

باؤاختر علی: جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ ایوان کے آداب کیا ہوتے ہیں لیکن یہ آپ کو dictate نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، مجھے آپ dictate کروا سکتے ہیں اور نہ وہ کروا سکتے ہیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟

باؤاختر علی: جناب سپیکر! میں بجٹ پر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا میں آپ کی dictation لیتا ہوں؟

باؤاختر علی: جناب سپیکر! میں بجٹ پر بات کرتا ہوں کہ آپ اس بجٹ کو ایجوکیشن سیکٹر میں دیکھیں جبکہ دانش سکولوں کے اوپر criticize کیا جا رہا ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House. I say order in the House.

باؤاختر علی: جناب سپیکر! دانش سکولوں کے اوپر criticize کیا جا رہا ہے جبکہ دانش سکولوں کا اجراء ان غریب بچوں سے پوچھیں جو اپچی سن کالج کا خواب نہیں دے سکتے، جو کسی اعلیٰ سکول میں تعلیم حاصل کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے اور یہ خادمِ اعلیٰ پنجاب کی کاوش ہے کہ انہوں نے غریب کے بچے کو دانش سکول جیسی تعلیم سے آراستہ کیا۔ آپ دیکھیں کہ انہوں نے طلباء کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے سولر پیکج اور لیپ ٹاپ دیا یہاں تک کہ missing facilities میں جو گرلز سکول چار دیواری سے محروم ہیں جن کے پاس فرنیچر نہیں ہے، بجلی نہیں ہے اور پینے کا صاف پانی نہیں ہے ان کے لئے بھی انہوں نے بجٹ میں خاطر خواہ رقم رکھی ہے۔

جناب سپیکر! میں صحت کے سیکٹر کے حوالے سے بھی گزارش کروں گا کہ آپ کسی ٹیچنگ ہسپتال، ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال یا تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال کو لے لیں تو آج ایک روپے کی پرچی پر ایک مریض کو OPD, indoor میں مفت علاج ملنے کے ساتھ ساتھ مفت ادویات بھی ملتی ہیں۔ میرے لیڈر میاں محمد نواز شریف کے سَر یہ بھی سہرا جاتا ہے کہ انہوں نے free dialysis کا پروگرام شروع کیا جس کا میاں محمد نواز شریف نے فروری 1999 میں اجراء کیا تھا نہ صرف dialysis بلکہ free

transplantation کا بھی اعلان کیا لیکن ڈکٹیٹر کے دَور میں اس کو سبوتاژ کیا گیا مگر 2008 کے بعد میرے لیڈر میاں محمد شہباز شریف نے اس کو دوبارہ شروع کیا۔ آج تحصیل کی سطح پر صرف مفت dialysis نہیں ہو رہا بلکہ ادویات بھی مفت مہیا کی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: باؤجی! بہت مہربانی۔

باؤاختر علی: جناب سپیکر! یہ ایک ٹیکس فری بجٹ ہے، غریبوں کو اس پر کوئی عار نہیں ہے اور یہ ایک ایسا متوازن بجٹ ہے جس پر میں وزیر خزانہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی صاحب!

جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے اس اہم موقع پر بولنے کا موقع دیا۔ میں بجٹ کے اس اہم موقع پر گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ تعلیم جس کے اوپر ہماری موجودہ حکومت کا focus ہے اس پر دانش سکول ہوں، اجالا سکیم ہو یا لیپ ٹاپ کی سکیمیں ہوں یہ اپنی جگہ بہت اچھے منصوبے ہوں گے لیکن میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے صوبے کے 42 فیصد پرائمری سکولوں میں ابھی تک بجلی کا انتظام نہیں ہے جو بہت افسوس کا مقام ہے۔ حکومتِ وقت کو ان سکولوں میں فوری بجلی کا یا solar energy کا انتظام کرنا چاہئے جس کو ہم focus کر رہے ہیں۔ اگر ممکن ہو تو ان سکولوں میں فوراً solar energy سے بجلی کا بندوبست کیا جائے۔ اسی طرح ہمارے دیہی علاقوں سے خاص طور پر میرے ممبران اسمبلی جو یہاں تشریف رکھتے ہیں ان کو معلوم ہے کہ دریائی علاقوں میں یہ المیہ ہے کہ حکومتِ وقت وہاں پر investment کرنے سے ہچکچاتی ہے اور ہمارے پورے دریائی علاقے میں کوئی بوائز ہائی سکول اور نہ ہی گرلز ہائی سکول ہے لہذا میری گزارش ہے کہ وہاں پر فوراً گرلز اور بوائز ہائی سکول کا انتظام کیا جائے۔ اس کے علاوہ اس بجٹ میں یہ بات بھی دیکھنے میں آ رہی ہے کہ اربوں روپے میٹرو بسوں پر استعمال کر رہے ہیں لیکن ہمارے دیہی علاقوں کے تحصیل ہیڈ کوارٹر تمام بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔ میری گزارش ہے کہ جنوبی پنجاب کے تمام تحصیل ہیڈ کوارٹرز میں اربن ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت Mega Projects شروع کئے جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہماری زراعت کا شعبہ اس وقت بدحالی کا شکار ہے۔ اس میں farm to market roads جو 1985 کا منصوبہ تھا تعمیر وطن پروگرام کے تحت اسے شروع کیا گیا تھا۔ اس وقت

عام طور پر ان سڑکوں کی چوڑائی صرف دس فٹ تھی۔ میری گزارش ہے کہ اس پر نظر ثانی کی جائے اور یہ farm to market roads کم از کم 16 فٹ چوڑے ہونے چاہیئں۔ میری یہ بھی گزارش ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کی سٹینڈنگ کمیٹیاں اتنی بااختیار نہیں ہیں لہذا انہیں فوری طور پر قومی اسمبلی کی طرز پر بااختیار بنایا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ یہاں پر صوبے کا بجٹ تو پاس کر دیا جاتا ہے لیکن فنڈز releases کے لئے صوبائی اسمبلی کو اعتماد میں نہیں لیا جاتا۔ میری گزارش ہے کہ صوبائی اسمبلی میں ایسا نظام لایا جائے کہ کم از کم تین ماہ بعد یا چھ ماہ بعد ممبران اسمبلی کو آگاہ کیا جائے کہ فنڈز releases کا process کس طرح ہو رہا ہے۔اس کے علاوہ ہمارے اس صوبے میں کڈنی ڈائیلسز کے لئے حکومت پنجاب کا بہت اچھا اقدام ہے لیکن میری گزارش ہے کہ اس کے لئے مزید فنڈز بڑھائے جائیں اور ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر پر اس سہولت کو عام کیا جائے تاکہ کڈنی کے مریض اس سے استفادہ کر سکیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ کسی بھی کمیونٹی کو ٹارگٹ کرنے کی بجائے ہم اپنے ٹیکس کے نظام کو بہتر کریں۔ جب ہمیں N.F.C Award کے تحت 85 فیصد وفاق سے فنڈز آ رہے ہیں تو ہم 15 فیصد کے لئے اپنے عوام کو کیوں ٹارگٹ کرنا چاہ رہے ہیں؟ روزانہ کم قیمت پر انتقال اور رجسٹریاں ہو رہی ہیں اگر حکومت وقت اس پر قابو پائے تو حکومت کو اربوں روپے کی بچت ہو سکتی ہے۔ جس طرح پچھلے دور میں یہاں گاڑیوں پر لگژری ٹیکس لگایا گیا تو اس کا کیا فائدہ ہوا؟ اگر ہم ٹیکس کی شرح کم رکھتے تو اس سے یہ فائدہ ہوتا کہ اس صوبے میں گاڑیاں زیادہ رجسٹرڈ ہوتیں لیکن یہاں ٹیکس زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ گاڑیاں اسلام آباد اور دوسرے صوبوں میں رجسٹرڈ ہوئیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، قیصر عباس مگسی صاحب! اپنی سیٹ پر جا کر بات کریں۔

سردار قیصر عباس خان مگسی: جناب سپیکر! شکریہ کہ مجھے اپنے خیالات کے اظہار کے لئے موقع فراہم کیا۔ سب سے پہلے تو میں وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی راہنمائی میں ایک خوبصورت اور عوام دوست بجٹ پیش کیا۔ اس بجٹ میں خصوصی طور پر ہمارے جنوبی پنجاب کے پسماندہ علاقوں کو focus کیا گیا اور پچھلے پانچ سالوں میں بھی جنوبی پنجاب میں میاں محمد شہباز شریف نے focus کیا اور جنوبی پنجاب کے لئے خصوصی فنڈز دیئے، وہاں پر Mega Projects بنے اور اس دفعہ بھی ہمارے جنوبی پنجاب کو خصوصی

طور پر ترجیح دی گئی۔ ہمارے ضلع کا لیہ تونسہ پل کا ایک دیرینہ مطالبہ تھا جس کا گزشتہ ہر حاکم وقت نے اپنے ہر دورے کے موقع پر وعدہ کیا لیکن اس سال کے بجٹ میں میاں محمد شہباز شریف نے مہربانی فرماتے ہوئے لیہ تونسہ پل کے لئے رقم مختص کی ہے جس کے لئے ہم خادم اعلیٰ پنجاب اور میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کے بے حد مشکور ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اسی طرح ہمارے جنوبی پنجاب کے علاقوں میں خصوصی طور پر معیار تعلیم کو بہتر بنانے اور غریب لوگوں کے بچوں کو بہتر تعلیم دلانے کے لئے دانش سکول سسٹم کو متعارف کرایا گیااور اس کا focus بھی جنوبی پنجاب کو رکھا گیا۔ اب تک جنوبی پنجاب میں متعدد سکول بن چکے ہیں اور اس سال کے بجٹ میں بھی چھ دانش سکول جنوبی پنجاب کے لئے رکھے گئے ہیں جس کے لئے ہم وزیر اعلیٰ پنجاب کے بے حد ممنون ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اسی طرح پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے اس کے لئے بھی ہم خادم اعلیٰ پنجاب کے مشکور ہیں کہ اس رقم سے غریب لوگوں کے talented بچے جو کہ رقم نہ ہونے اور اخراجات برداشت نہ کرنے کے باعث تعلیم سے محروم ہو جاتے تھے۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے تحت پچھلے سال ہمارے وہاں پر ایک function ہوا جس میں بریفنگ کے دوران بتایا گیا کہ 40ہزار طلباء وطالبات سرکاری خرچ پر تعلیم حاصل کر رہے تھے لہذااس سسٹم کے تحت فنڈز دینے پر ہم وزیر اعلیٰ پنجاب کے بے حد مشکور ہیں۔اسی طرح ریونیو ڈیپارٹمنٹ میں ریونیو کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے بھی رقم مختص کی گئی جس کے لئے ہم میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور خادم اعلیٰ پنجاب کے انتہائی مشکور ہیں۔ قبل ازیں غریب لوگوں کے ساتھ فراڈ ہو جاتے تھے، بااثر لوگ پٹواری مافیا کے ساتھ مک مکا کر کے ریکارڈ غائب کرا دیتے تھے تو کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ ہونے سے غریب لوگ اس لوٹ کھسوٹ سے بچ سکیں گے اور ریونیو بھی ہر آدمی کو قانون کے تحت جمع کرانا پڑے گا جس سے حکومت کے ریونیو میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہو گا۔

جناب سپیکر!میں اپنے علاقے کے حوالے سے ایک دو گزارشات آپ کے توسط سے کروں گا کہ ہمارے علاقہ میں چوک اعظم کی سیوریج سکیم منظور ہوئی تھی جس کے لئے اس بجٹ میں رقم مختص نہ کی گئی ہے تو میں گزارش کروں گا کہ اس سیوریج سکیم کے لئے اس بجٹ میں رقم مختص فرمائی جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میرے حلقہ میں ایک گرلز ڈگری کالج بن رہا ہے اس کے لئے بھی فنڈز جاری کئے جائیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جناب عبدالمجید خان نیازی صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔

جناب محمد وحید گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔No point of order. No point of order is allowed Thank you. میاں ممتاز احمد مہاروی صاحب!

میاں ممتاز احمد مہاروی: جناب سپیکر! آپ نے مجھے سالانہ بجٹ 14-2013 پر اپنے خیالات کے اظہار اور مثبت تجاویز دینے کا موقع فراہم کیا میں اس کے لئے آپ کا مشکور ہوں۔ حسب روایت ہم سب معزز ممبران کے سامنے ایک کتابچہ رکھ دیا گیا ہے اور یہ بجٹ بنانے والے جو ائر کنڈیشنڈ دفاتر میں بیٹھ کر بناتے ہیں انہیں پتا نہیں ہے کہ اس ملک اور صوبہ پنجاب میں رہنے والے مزدور، کسان اور متوسط طبقہ کس حال میں زندگی گزار رہا ہے؟ ان تمام باتوں کے باوجود وقت کی کمی اور Rules of Business کی مجبوری کی وجہ سے ان بھاری کتابوں کو پڑھنا اتنا آسان کام نہیں ہے۔ اس بجٹ کو 30۔جون سے پہلے پہلے ہر صورت pass کرانا بھی ضروری ہوتا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ حکومت اور اپوزیشن ایک ہی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ اگر اپوزیشن کی مثبت تجاویز اور مثبت تنقید کو اپنی تجاویز میں شامل نہ کیا جائے اور اس پر بلاوجہ تنقید کی جائے تو میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ اس گاڑی کا چلنا مشکل ہو جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! صوبہ پنجاب جو اس ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ اس میں جنوبی پنجاب، سنٹرل پنجاب اور اپر پنجاب کے لئے مختلف رقوم رکھی گئی ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ صوبہ کے تمام اضلاع کے ساتھ مساوی سلوک کیا جائے تاکہ کسی کو احساس محرومی نہ ہو۔ کسی کو یہ احساس نہ ہو کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ صوبہ پنجاب کی 70 فیصد آبادی کاشتکار سے منسلک ہے اور زراعت اس صوبہ میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ میں تو یہ کہوں گا کہ زراعت کے بغیر اس ملک اور صوبے کا چلنا ممکن نہیں ہے۔ کاشتکار ایک ایسا طبقہ ہے، میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں تشریف فرما 70,75 فیصد معزز ممبران اسمبلی کاشتکار طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ کاشتکار ہی اس وقت اس ملک اور اس صوبہ میں بہت بڑے بحران سے گزر رہا ہے۔ کاشتکار کو انرجی کے بحران، نہری پانی اور پینے کے صاف پانی کے مسائل کا سامنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کاشتکار کے لئے صحت اور تعلیم بھی انتہائی ضروری ہے۔ جس کاشتکار کا ٹیوب ویل اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے نہ چل رہا ہو، جو سارا سارا دن بیٹھ کر دیکھتا رہے کہ بجلی کس وقت آئے گی اور ساتھ ساتھ یہ ظلم بھی ہو رہا ہو کہ اس کو نہری پانی بھی نہ مل رہا ہو تو پھر اس کا

نظام زندگی کس طرح چلے گا،اس کی صحت کس طرح اچھی رہے گی، وہ اپنے خاندان کو کیسے سنبھالے گا اور وہ اپنے بچوں کی تعلیم کی طرف کیسے توجہ دے گا؟(نعرہ ہائے تحسین)

میں ساتھ ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ جس طرح اس ملک میں،اس صوبہ میں انرجی کا بحران چل رہا ہے یہ آٹھ ، دس،پندرہ، بیس دن میں حل نہیں ہو سکتا لیکن کچھ ضلعوں میں ایسے مسائل ہیں جنہیں بڑی آسانی اور باہمی مشاورت سے حل کیا جاسکتا ہے۔ جس طرح میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اگر اپوزیشن کی تجاویز کو مثبت انداز میں لیا جائے تو اس سے بہت سارے مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے۔ میں بہت اہم بات آپ کے توسط سے ایوان اقتدار میں بیٹھے ہوئے لوگوں تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ جس کرسی پر آپ اس وقت تشریف فرما ہیں 1990 اور 1993 کے دور میں اسی کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک طاقتور شخصیت نے ضلع بہاولنگر جو اس صوبہ کے چند پسماندہ ضلعوں میں سے ایک ہے کے ساتھ بہت بڑی زیادتی کی تھی۔ ہیڈ سلیمانکی جو ضلع بہاولنگر میں موجود ہے وہاں سے دو بڑی نہریں فورڈوا اور فتح نکلتی ہیں اس ضلع کا پانی کاٹ کر جس میں کافی حصہ بہاولپور کا بھی آتا ہے پاکپتن کینال اور کھادر کینال کو دے دیا گیا۔یہاں پر ضلع بہاولنگر اور ضلع بہاولپور کے معزز ممبران تشریف رکھتے ہیں میری آپ کے توسط سے گزارش ہے کہ ہمارے ضلع کے لئے مہربانی فرمائی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب علی اصغر منڈا!آپ نے صرف بجٹ پر ہی بات کرنی ہے اور اس کے علاوہ کسی کے متعلق کوئی comments نہیں دینے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ۔ وعلیٰ الک واصحابک یاحبیب اللہ۔

لجپال جنہاں دا رکھوالا اے اونوں کون مٹاون والا اے

جناب سپیکر!آپ کی خصوصی ہدایت کے مطابق کہ آپ نے صرف بجٹ کو ہی focus کرنا ہے تو میں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے حکم کے مطابق صرف اور صرف صوبہ پنجاب کے بجٹ 14-2013 کو ہی focus کروں گا۔ میں اس بجٹ بحث کے موقع پر سب سے پہلے صوبہ پنجاب کا متوازن اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور پارٹی قائد وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جن کے vision کے مطابق پنجاب کی عوام کی فلاح و بہبود کو سامنے رکھتے ہوئے عوام دوست اور متوازن بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت پورے ملک میں جس طرح توانائی کا بحران ہے تو ہمیں یہ بحران حل کرنے

کے لئے اس پر زیادہ سے زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ جس طرح موجودہ بجٹ میں ایک خاطر خواہ رقم مختص کی گئی ہے تو میری اس میں ایک تجویز یہ بھی ہے کہ توانائی کا بحران جو اس وقت پاکستان کی معیشت کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے جس سے بے روزگاری میں اضافہ ہو رہا ہے، امن وامان کی صورتحال دن بدن خراب ہو رہی ہے اور کرائم کی ratio بھی بڑھ رہی ہے اس لئے ہمیں فوری طور پر توانائی کے بحران کو حل کرنا چاہئے۔ اس پر میری تجویز یہ ہے کہ گورنمنٹ سیکٹر کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ سیکٹر کو بھی شامل کرنا چاہئے اور اس میں پرائیویٹ سیکٹر کو زیادہ سے زیادہ شامل کرنے کے مواقع فراہم کرتے ہوئے facilitate کرنا چاہئے کیونکہ دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں جن میں برطانیہ جیسے ملک کی ایک بہت بڑی مثال ہے کہ وہاں پر توانائی پیدا کرنے کی تمام ذمہ داری اور اس کی generation کے ساتھ ساتھ distribution پرائیویٹ سیکٹر کے پاس ہے۔ ہمیں اس تمام سسٹم میں توانائی کی generation اور اس کی distribution میں پرائیوٹ سیکٹر کو شامل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کرنے چاہئیں اور اس کو پوری طرح transparent کرنے اور زیادہ opportunity کے ساتھ اس سلسلے کو عام کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ facilitate کرنا چاہئے۔ اس میں میری دوسری تجویز یہ ہے کہ توانائی کے بحران کو حل کرنے کے لئے تمام صوبوں سے consensus کے ساتھ کالا باغ ڈیم کو بنانا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دوسرے صوبوں والے بھی ہمارے بھائی ہیں، ہمارے جسم کا حصہ ہیں اور پاکستان کا حصہ ہیں اس میں ان کے جو جائز مطالبات ہیں ان کو consider کرتے ہوئے ان کے ساتھ consensus develop کرنا چاہئے۔ کالا باغ ڈیم اس وقت ملک کی بہت اہم ضرورت ہے اس کو بننا چاہئے اور تمام صوبوں کو رضامند کرنے کے لئے ایک اعلیٰ کمیشن قائم کر کے اس پر فوری طور پر کام شروع کر دینا چاہئے۔ ہم وفاقی حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں اور بڑے ادب کے ساتھ تجویز بھی پیش کرتے ہیں کہ اس پر کام کرنے کے لئے ایک خاطر خواہ فنڈز کا مختص کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔ دوسرے دو تین سیکٹر جو اس صوبہ کی ترقی اور بہتری کے لئے ضروری ہیں جس میں ایجوکیشن، ہیلتھ، لاء اینڈ آرڈر اور زراعت کو بھی ترقی دینے کے لئے جو فنڈز مختص کئے گئے ہیں میں اس پر حکومت پنجاب، وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ پنجاب اور ان کی ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اس میں کوئی شک وشُبہ نہیں ہے کہ بہت زیادہ فنڈز رکھے گئے ہیں، رہی بات ان کے استعمال کی، ان کے استعمال میں جہاں جہاں پر کوئی کمی یا کوتاہی ہے اس کو دُور کرنے کے لئے ہمیں ایسی اصلاحات کرنی چاہئیں جن سے ڈویلپمنٹ سیکٹر،

ایجوکیشن سیکٹر، ہیلتھ سیکٹر، زراعت سیکٹر اور باقی دوسری ترقیاتی سکیموں میں بہتری آنی چاہئے۔ ہم نے اس کے لئے جس طرح third party validation کی ایک provision رکھی ہوئی ہے اس کو زیادہ شفاف طریقے سے implement کرنا چاہئے۔ ایک ہی گلی اور ایک ہی آبادی کی ایک ہی سکیم کو پانچ پانچ ایجنسیاں مکمل کر کے اس کی payment لیتی جائیں۔ پہلے PWD، پھر پبلک ہیلتھ، پھر ٹی ایم اے، پھر ضلع کونسل اور پھر ڈسٹرکٹ بلڈنگ والے آجائیں۔ ہمیں اس کو شفاف بنانے کے لئے بھرپور توجہ دینی چاہئے تاکہ ترقیاتی سکیموں میں زیادہ بہتری لائی جاسکے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ شاباش، بہت شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ اب نہیں ہو گی۔ بڑی مہربانی، پھر دیکھا جائے گا۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: اب نہیں، No, be wise.

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اپنی submission ضرور پیش کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: ضرور، کیا آپ میری اجازت کے بغیر پیش کریں گے؟

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے پیش کروں گا۔

جناب سپیکر: زیادہ ٹائم نہیں ملے گا۔ اب جلدی جلدی بات کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں سٹی شرقپور جو کہ تحصیل ہیڈکوارٹر ہے اس کے لئے ایک پبلک پارک کا قیام اور Sport Gymnasium کی تعمیر کا حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتا ہوں۔ میرا دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ لاہور شرقپور dual carriage road تعمیر کے بعد road accident زیادہ ہو رہے ہیں اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ تحصیل شرقپور میں 1122 ایمرجنسی کی سہولت کا قیام ضروری ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔ بڑی مہربانی، 1122 پھر بعد میں لے آئیں۔ ابھی نہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!صرف پانچ منٹ دے دیں۔میں صرف main hintsبیان کرتاہوں۔۔۔

جناب سپیکر: بھائی!میں نے آپ کو پانچ منٹ پہلے دیئے ہیں بلکہ ساڑھے چھ منٹ دیئے ہیں کیونکہ آپ کا ڈیڑھ منٹ پہلے ضائع ہوگیا تھا۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!سٹی شرقپور شریف میں ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کا قیام، تحصیل ہیڈکوارٹر شرقپور شریف کی سطح پر عدالتوں کا قیام، متروکہ اوقاف کی زمین پر ونڈالہ دیال شاہ ڈھاکہ نظام پورہ(فیروزوالہ)میں پبلک پارک اور کرکٹ گراؤنڈ کا قیام، شاہدرہ کینال کے کناروں کے دونوں جانب بقیہ کارپٹ روڈ، گرین بیلٹ کی تعمیر کے ساتھ روڈ لائٹ کی فراہمی، لاہور شرقپور روڈ پر پٹرولنگ پوسٹ کا قیام، ونڈالہ دیال شاہ، ڈھاکہ نظام پورہ(فیروزوالہ)شاہدرہ کا ملحقہ اربن علاقہ ہے اس کے لئے پینے کے صاف پانی کی سہولت کے لئے مکمل واٹر سپلائی سسٹم کا قیام اور تعمیر اور سٹی شرقپور شریف میں بڑااڈا لاریاں چوک کی توسیع کا منصوبہ موجودہ بجٹ میں شامل فرماکر ان بیان کردہ منصوبہ جات کی تکمیل کی جائے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، سردار محمد آصف نکئی صاحب تشریف فرما ہیں؟۔۔۔موجود نہیں ہیں۔جناب اعجاز خان صاحب تشریف فرماہیں؟۔۔۔موجود نہیں ہیں۔جی،next ڈاکٹر محمد افضل صاحب!

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر!بجٹ پر اظہار خیال کا موقع دینے کا شکریہ۔میرا تعلق جنوبی پنجاب بہاولپور سے ہے۔وزیر خزانہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے جنوبی پنجاب کے لئے 93۔ارب روپے کی خطیر رقم بجٹ میں رکھی ہے، بہت اچھی بات ہے مگر اس ضمن میں میری وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ میرے یہ points note فرمالیں کہ وہ اپنی wind up speech میں جنوبی پنجاب کے لئے گزشتہ پانچ سالوں میں رکھی جانے والی رقم، فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جاری ہونے والی رقم اور on ground خرچ ہونے والی رقم کی مکمل تفصیل ایوان کے سامنے پیش کریں۔

جناب سپیکر: دیکھ کر پڑھا نہیں جاتا،آپ hints لے سکتے ہیں، تھوڑا سا اس بات کا ذرا خیال رکھیں۔

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر!پتا چلے کہ جنوبی پنجاب کو کتنی رقم ملی ہے اور اس میں سے خرچ کتنی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی،اچھا۔

ڈاکٹر محمد افضل:اب93۔ارب روپے تو کہہ دیا ہے لیکن اس میں خرچ5۔ارب روپے ہوں۔۔۔

جناب سپیکر:جی،بتائیں!

ڈاکٹر محمد افضل:جناب سپیکر!ہمیں یہ بتایا جائے، چلیں ایک سال یعنی پچھلے سال کا بتا دیا جائے کہ جنوبی پنجاب کے لئے کتنی رقم مختص کی تھی،اس میں سے خرچ کتنی ہوئی ہے اور کتنے منصوبے مکمل ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر:جی،وہ تو آپ کے supplementary questions ہوں گے، یہ تو questions کی بات آ گئی۔جی،فرمائیں!

ڈاکٹر محمد افضل:جناب سپیکر!وزیر خزانہ تو سن ہی نہیں رہے،وہ اپنی گپ شپ میں مصروف ہیں۔

جناب سپیکر:جی،وہ بیٹھے ہیں۔وزیر خزانہ!ذرا غور سے سنیں۔

ڈاکٹر محمد افضل:جناب سپیکر!بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال میں چودھری پرویزالٰہی کے دور حکومت میں cardiacاور kidney centre بنائے جانے کا فیصلہ کیا گیا۔۔۔

جناب سپیکر:جی،ویسے دیکھ کر پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل:جناب سپیکر!جی۔۔۔

جناب سپیکر:تقریر لکھ کر جو آپ لائے ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل:جناب سپیکر!pointsلکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر:جی،pointsبولیں لیکن آپ نے تو دیکھ کر پڑھنا شروع کر دیا ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل:جناب سپیکر!pointsہی بول رہا ہوں۔چودھری پرویزالٰہی کے پچھلے دور حکومت میں دو یونٹس cardiacاور kidney centre وہاں پر بنے تھے جن کا سامان و مشینری2007 سے آئی پڑی ہے جو کہ اب تک installنہیں ہوئی۔ میری گزارش یہ ہے کہ مشینری installکی جائے تاکہ دونوں یونٹس چالو ہو سکیں اور بہاولپور کے لوگ جن کو ملتان آنا پڑتا ہے،ملتان میں بھی cardiac centre کا تحفہ چودھری پرویزالٰہی کا ہی دیا ہوا ہے۔ میری گزارش ہے کہ ہمارے دونوں یونٹس چالو کئے جائیں اور عوام کو پریشانی سے بچایا جا سکے۔

محترمہ سلمیٰ شاہین بٹ:جناب سپیکر!یہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کیا کر رہی ہیں؟

ڈاکٹر محمد افضل:جناب سپیکر!ان کو توچپ کرائیں۔

MR SPEAKER: Order please, order in the House.

ڈاکٹر محمد افضل:اس کے ساتھ ساتھ بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال میں گائنی کمپلیکس اور نیورو یونٹس کے دو منصوبے منظور ہوئے تھے وہ ختم کر دیئے گئے میری گزارش ہے کہ ان دونوں منصوبوں کو دوبارہ چالو کیا جائے تاکہ جنوبی پنجاب اور خاص طور پر بہاولپور کی محرومیاں ختم ہو سکیں۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔جی،Next point

ڈاکٹر محمد افضل:جناب سپیکر!دوسری میری گزارش یہ ہے کہ بہاولپور سپیشل چولستان تحصیل یزمان کا جو علاقہ ہے۔(شور وغل)

MR SPEAKER: Order in the House.

ڈاکٹر محمد افضل:وہاں پر ہمارا جو سب سے burning issue ہے وہ پانی کا ہے نیچے کا پانی کڑوا ہے، وہاں پر جو بائیو گیس اور سولر انرجی پراجیکٹ بنائے جا رہے ہیں ان سے ٹیوب ویل نہیں چل سکتے کیونکہ پانی کڑوا ہے تو گزارش یہ ہے کہ وہاں نہری پانی کا بندوبست کیا جائے تاکہ جو بنجر زمینیں ہیں وہ قابل کاشت ہو سکیں۔دوسری گزارش یہ ہے کہ چولستان میں اڑھائی سو کلو میٹر واٹر سپلائی لائنیں 06-2005 میں بنی تھیں جو کہ پانچ چھ سال چلتی رہی ہیں اب 2010 سے بند پڑی ہیں، گزارش یہ ہے کہ ان واٹر سپلائی لائنوں کو دوبارہ چالو کیا جائے ان کی تھوڑی بہت مرمت ہونی ہے ،اس پر کوئی اتنا بڑا خرچہ نہیں ہوتا تاکہ جو چولستان اور دور دراز کے لوگ ہیں ان کو پینے کا پانی میسر آ سکے۔

جناب سپیکر!اس کے بعد اہم مسئلہ لاء اینڈ آرڈر کا ہے۔الیکشن کے دِنوں میں ہمارے سابقا وزیر اعظم صاحب کا بیٹا اغواء ہوا جس کا ابھی تک کوئی پتا نہیں چل سکا اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارے علاقہ بہاولپور میں خاص طور پر مویشی چوری کی وارداتیں بہت بڑھ رہی ہیں، لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہت خراب ہے۔گزارش یہی ہے کہ اس لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر کیا جائے تاکہ لوگوں کی زندگیاں محفوظ ہو سکیں اور وہ بہتر زندگی گزار سکیں۔جنوبی پنجاب جو کہ ایک پسماندہ علاقہ ہے وہاں بے روزگاری کا گراف اپر پنجاب کی نسبت بہت زیادہ ہے۔گزارش یہ ہے کہ جن پینتیس محکموں میں بھرتی پر پابندی لگائی گئی ہے اس کو ختم کیا جائے اور خاص طور پر جنوبی پنجاب میں جو خالی اسامیاں ہیں ان کو پُر کیا

جائے۔آخر میں، میری گزارش یہ ہے کہ اسی حکومت کے پچھلے دور میں اس ایوان میں جنوبی پنجاب اور بہاولپور کو الگ صوبہ بنانے کی متفقہ قرارداد پاس کی گئی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔اب ٹائم ختم ہوا۔

ڈاکٹر محمد افضل: اس حکومت کو اب کسی بھی قسم کی آئینی رکاوٹ نہیں ہے۔گزارش یہ ہے کہ اس قرارداد پر عملدرآمد کیا جائے۔شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ، مہربانی۔جی، محترمہ صبا صادق صاحبہ!

محترمہ صبا صادق (ایڈووکیٹ): اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر تجاویز پیش کرنے کا موقع دیا۔جب جمہوری حکومتیں قائم ہوتی ہیں اور وہ لیڈر جب برسر اقتدار آتے ہیں جن کو عوام کے دُکھ کا، عوام کے مسائل کا، عوام کی پریشانی کا پتا ہوتا ہے تو پھر جیسے پنجاب میں بجٹ آیا جس میں عوام کی فلاح و بہبود کے لئے، عوام کی پریشانی کم کرنے کے لئے، عوام کو صحت کی بہتر سہولیات پیش کرنے کے لئے رقم مختص کی جاتی ہے اسی طرح سے ہمارے پنجاب میں وزیر خزانہ نے جو بجٹ پیش کیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ اس سے ہمارے پنجاب کے عوام کے مسائل میں یقیناً بہت کمی ہو گی۔چونکہ وقت کم ہے میں کوشش کروں گی کہ مختصر بات کروں اگر آپ صحت کے حوالے سے بات کریں تو ہمارے صوبہ میں اس حکومت نے پہلے بھی بہت کام کئے ہیں جیسا کہ ہسپتالوں کے لئے مفت ادویات، بہتر طبی سہولیات لیکن اب ہمارے صوبہ میں ایسے مسائل پیدا ہو چکے ہیں کہ ہمیں خسرہ اور گیسٹرو جیسی epidemic وباؤں کا سامنا ہے۔میں خادم اعلیٰ پنجاب کو salute پیش کروں گی کہ انہوں نے جس طرح ڈینگی کی وباء پر قابو پایا وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بعد ان کی اور اِن کی ٹیم کی روزمرہ بلکہ 48 گھنٹے کی محنت تھی جس کی وجہ سے قابو پایا گیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

اگر میں تعلیم کے شعبہ پر نظر دوڑاؤں تو مجھے صوبہ پنجاب میں متوازی نظام تعلیم نظر آتا ہے۔میں خود ایک ماں ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ وہ تمام بچے جو پنجاب میں بستے ہیں ان پر یہ بہت بڑا ظلم ہے کہ ایک بچہ Aitchisionan ہے اور ایک بچہ ٹاٹ کے سکول میں بنچ یا پھٹی پر بیٹھ کر پڑھتا ہے اس کی ذہنیت، اس کی قابلیت، اس کی کاوش کسی طرح سے ایچی سن یا گرائمر سکول میں پڑھنے والے بچے سے کم نہیں ہوتی۔اس فرق کو میں نہیں بلکہ ہر محبِ وطن اور ہمدرد انسان جس کے اندر دِل ہے وہ سوچتا تھا کہ اگر یہ بچے ٹاٹ کے سکول میں topper ہیں تو وہ بچے جو ایچی سن یا گرائمر سکول میں پڑھ رہے ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے نصیب زیادہ لکھے تھے، کیا ان کو موقع نہیں مل سکتا تھا کہ یہ اعلیٰ سکولوں میں تعلیم

حاصل کریں؟ دانش سکول انہی سوالوں کا منہ بولتا جواب ہے اور دانش سکولوں نے اس کمی کو پورا کیا ہے۔ اگر میں زراعت کی طرف نظر دوڑاتی ہوں تو زراعت ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ابھی ہمارے بھائی یہاں پر بات کر رہے تھے میں بالکل اُن کے ساتھ متفق ہوں کہ زراعت کے شعبہ میں اتنے مسائل ہیں جن کو حل کرنے کے لئے ہمیں دِن رات محنت کرنی ہو گی۔ ہمیں اپوزیشن کی تجاویز بھی لینی ہوں گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

ہمیں اس کسان سے بھی تجاویز لینی ہوں گی،اگر وزیر خزانہ توجہ فرمائیں تو مجھے خوشی ہو گی کہ آپ میری تجاویز note فرما رہے ہیں۔ میں سپیکر صاحب کے توسط سے درخواست کروں گی کہ وزیر خزانہ میری بات پر توجہ فرمائیں کیونکہ اس general بات کے بعد میں ایک بہت ضروری بات کی طرف آؤں گی اور میرے خیال میں آپ بھی اس سے متفق ہوں گے۔ میں زراعت کے حوالے سے درخواست کروں گی، جس طرح سولر ٹیوب ویل کا انعقاد وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ نے بجٹ میں رکھا ہے یقیناً اس سے بہتری آئے گی۔ میرے ساتھ بہت سارے کاشتکار متفق ہوں گے کہ سولر ٹیوب ویل آنے کے بعد ہماری زراعت میں انشاء اللہ تعالیٰ انقلابی ترقی ہو گی۔ میرا تعلق دیہات کے ساتھ ہے، زراعت کے ساتھ ہے، جب نہری پانی نہ ہو، جب آپ کو بجلی مہنگی مل رہی ہو، لوڈشیڈنگ کا طویل دورانیہ ہو اور مونجی کی فصل آپ کے سر پر ہو تو ہر کاشت کار یہ سوچتا ہے کہ اس سال میرا بڑا نقصان ہو گا تو درحقیقت ہماری معیشت کا نقصان ہوتا ہے۔ میں گزارش کروں گی کہ Irrigation channels کو پکا کیا جائے،راستے میں بڑے زمینداروں کی طرف سے جو رکاوٹیں آتی ہیں، جو پانی کو کاٹ لیتی ہیں اور اس کے بعد وہ تھانہ، کچہری کی بھی پروا نہیں کرتے۔اس پر بھی ہماری ایڈمنسٹریشن کو بڑی سختی کے ساتھ عملدرآمد کروانے کی ضرورت ہے۔ابھی گھنٹی بج جائے گی۔ میں خاتون ہوں اور آخری بات خواتین کے حوالے سے کرنا چاہوں گی، میں وزیر خزانہ سے درخواست کروں گی کہ جو پچاس کروڑ روپیہ آپ نے دیہی خواتین کے لئے لائیوسٹاک کی مد میں رکھا ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ دیہاتی خواتین کے لئے ہمیں بجٹ میں زیادہ حصہ مختص کرنا چاہئے۔ ذکیہ آپا ہماری خواتین کی سینئر منسٹر یہاں پر بیٹھی ہیں میں آپ کے توسط سے ان سے درخواست کروں گی کہ خواتین کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ایوان میں ایک خواتین کی کمیٹی بنائیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بات سُنی گئی ہے۔ بہت مہربانی، بہت شکریہ

محترمہ صبا صادق (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ Block Allocation کے فنڈز کو تقسیم کرتے ہوئے خواتین کے Heads بنائیں۔آپ کا بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، میاں محمد رفیق صاحب آف ٹی ٹی سنگھ!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ کہ آپ نے اظہار کے لئے مجھے موقع عطا فرمایا، میں بے حد مشکور ہوں۔ سب سے پہلے تو میں، میرے دوست، ہمارے پاکستانی شہری،اقلیتی سردار رمیش سنگھ اروڑا کا سواگت کرنا چاہتا ہوں۔اسی انداز سے جس طرح سے انہوں نے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ یہاں بیٹھ کر کسی اقلیت کی بات نہ کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں بُری بات نہیں کر رہا، میں ستائش کر رہا ہوں،انہوں نے اپنی تقریر سے پہلے سورۃ اخلاص کی تلاوت کی سعادت حاصل کی اور یہ بڑی بات ہے میں اسی سے متاثر ہو کر سردار جی کا سواگت کرتا ہوں۔ سردار رمیش سنگھ اروڑا جی!ست سری اکال واگرو جی جے،واگرو جی فتح۔

جناب سپیکر! جہاں تک ہمارے بجٹ کا سوال ہے تو یہ بہت مشکل وقت ، مشکل حالات اور محدود وسائل میں تیار کیا گیا ہے اس سے بہتر بجٹ تیار ہو ہی نہیں سکتا تھا اس لئے اگر ہم خواب دیکھنا چھوڑ دیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اگر ہم اس سے مثالی بجٹ لانا چاہتے تو پھر مزید ٹیکس لگاتے، نوٹ زیادہ چھاپتے، قرضے اور زیادہ لیتے۔ موجودہ حالات کے مطابق یہ ایک اچھی کوشش ہے بلکہ بہت اچھی کوشش ہے جس پر میں اپنے وزیر اعلیٰ کے vision کی ستائش کرتا ہوں اور وزیر خزانہ،ان کی ٹیم کی محنت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں،انہیں شاباش دیتا ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ صوبائی بجٹ میں جو اہداف مقرر کئے گئے ہیں میں ان سے ہٹ کر بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بات تو درست ہے کہ موجودہ حالات میں، زمینی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سے بہتر بجٹ پیش نہیں ہو سکتا تھا بلکہ کسی صورت میں بھی پیش نہیں ہو سکتا تھا۔اس بجٹ میں جن دو باتوں پر بات نہیں ہوئی میں ان پر بات کرنا چاہوں گا، ایک بات پانی اور دوسری مہنگائی سے متعلق ہے جس پر اس سارے بجٹ میں کوئی بات نہیں ہوئی۔اس سلسلے میں آپ مجھے اجازت دیجئے کہ ایک اخبار کے تجزیہ کی رپورٹ میں پڑھ کر اس معزز ایوان میں پیش کر سکوں جو کہ taxation کے حوالے سے ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

پاکستان میں اگر کوئی طبقہ پوری ایمانداری سے ٹیکس ادا کرتا ہے تو یہ تنخواہ دار طبقہ اور بالخصوص پرائیویٹ نوکریاں کرنے والے لوگ ہیں۔ان بے چاروں کو تنخواہ بعد میں ملتی ہے اور ٹیکس پہلے کاٹ لیا جاتا ہے۔

اب اپنے پارلیمنٹیرین کی طرف آ جائیں،13-2012کے اعداد و شمار کے مطابق پارلیمنٹ کے 305 ممبران کے پاس نیشنل ٹیکس نمبر ہی نہیں تھا اور69فیصد ممبران اسمبلی نے ٹیکس جمع نہیں کروایا۔ 12-2011میں صدر آصف علی زرداری سمیت34وزراء نےtax returnہی جمع نہیں کروائی جس میں وزیر داخلہ رحمٰن ملک بھی شامل تھے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے ممبر قومی اسمبلی کریم احمد خواجہ نے 3ہزار3سو36روپے، حاجی سیف اللہ خان بنگش نے4ہزار36روپے، بی این پی کی محترمہ نسیمہ احسان نے4ہزار2سو80روپے اور سینیٹر مشاہد حسین سید نے صرف82روپے ٹیکس جمع کروایا تھا۔اب رہا کاروباری حلقہ وہ تو آپ سب جانتے ہیں کہ مک مکا ہے اور سب سے بڑا ٹیکس دینے والا طبقہ بھی یہی کاروباری طبقہ ہے۔[*****] جو ملک کی نوے، پچانوے فیصد آبادی کو کھا رہی ہے اور اس کا خون چوس رہی ہے۔ مک مکا کا ٹیکس ہے، مرضی کی قیمتیں مقرر کرتے ہیں، مہنگائی کمر توڑ ہے اور اس پر کسی حکومت نے بھی آج تک نتھ نہیں ڈالی۔ مہنگائی مافیا کو آج تک کسی نے نتھ نہیں ڈالی ہے اور کسی ٹیکس میں اس کا ذکر نہیں ہے۔اب رہی پانی کی بات میرے حلقہ پی پی۔90 میں ایک حصہ ایسا ہے جو[*****] رقبے میں لمبا چوڑا ہے، آبادی کم ہے اور وہاں پر پسماندگی بے پناہ ہے۔ اڑھائی یونین کونسلیں ہیں اور فی یونین کونسل کے حساب سے ان کی صدیوں ترقی نہیں ہو سکتی ہے۔ اس پر ان کے ساتھ ظلم یہ ہے کہ 1964 میں۔۔۔

جناب سپیکر: بلوچستان سے متعلق جو بات ہوئی ہے اس کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔آپ اپنے گاؤں کا نام لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میں نے اس کی تشبیہ دی ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

میاں محمد رفیق: ٹھیک ہے۔ وہ اتنا پسماندہ ہے اور اس پر مزید ظلم اور زیادتی یہ ہے کہ سندھ طاس معاہدہ کے تحت 1964 میں ایک نہر وہاں سے نکالی گئی جس کا نام تریموں سدھنائی لنک کینال ہے، یہ قاتل نہر ہے جو تین اضلاع جھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، خانیوال کی تحصیلوں، شور کوٹ، پیر محل، کمالیہ، کبیر والا کے دو سو سے زائد دیہاتوں اور ایک لاکھ ایکڑ سے زائد رقبہ کو متاثر کرتی ہے۔ اس نہر کی seepage نے سارے علاقے کو برباد کر رکھا ہے، اس کی بربادی کی وجہ سے دو دو مربعوں کے مالک دہاڑیوں اور daily

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

wagesپر کام کرنے پر مجبور ہیں۔جب میں نے اپنی تقریروں میں اس مسئلہ پر وزیر اعلیٰ کی توجہ مبذول کروائی۔۔۔

(اذانِ ظہر)

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا!میں ایک انتہائی اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ آپ نے بات سنی ہو گی کہ میرے بھائی نے کاروباری طبقے کے متعلق کہا ہے[*****]آپ نے بھی وہ بات برداشت کی ہے۔

جناب سپیکر: جوایسی بات آئی ہے اس کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!یہ آپ کی مہربانی ہے لیکن میں عرض کروں گا کہ اس ایوان میں ایسے ایسے لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ جن کی طرف سےindividual taxایک ایک کروڑ روپے دیا جا رہا ہے ۔ میں کمپنی اور withholding taxکی بات نہیں کر رہا۔ کاروباری طبقے کے بارے میں اگر ایسی بات کی جائے گی تو پھر اسی کاروباری طبقے نے اس حکومت کو ایک trillion loanبھی دیا ہے۔

جناب سپیکر: اس کو کارروائی کا حصہ نہیں بننے دیا جائے گا۔ بڑی مہربانی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میں گزارش کر رہا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت!آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب والا!صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: میں ایوان سے اجازت لے کر آپ کو ایک منٹ دے سکتا ہوں،اس کے علاوہ نہیں۔ میں ایوان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک منٹ دے دوں؟

معزز ممبران: دے دیں۔

جناب سپیکر: جی،آپ کو ایک منٹ کی اجازت دے دی گئی ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پانچ منٹ کا سوال ہے بابا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

میاں محمد رفیق: ہے کوئی سخیا، جو پانچ منٹ عنایت کرے؟

جناب سپیکر: نہیں دے گا کوئی بھی۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! کوئی سخیا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ایک منٹ میں بات مکمل کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ جو قاتل نہر ہے اس کو پختہ کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ نے directive بھی جاری کیا۔ اس پر سیکرٹری آبپاشی نے ایک سمری تیار کی اور محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ، چیف سیکرٹری نے اس کی منظوری دے دی لیکن Secretary Implementation نے اس کو reject کر دیا۔ اس پر احتجاج ہوا، اب لوگ یہ سوچ رہے ہیں کہ اس کی seepage کو کیسے ختم کیا جائے۔ اس نہر نے تین تحصیلوں کے دو سو سے زیادہ دیہاتوں کو اور ایک لاکھ ایکڑ سے زیادہ کے رقبے کو دلدل بنا دیا ہے۔ اب یہ لوگ جو وہاں کے رہنے والے ہیں خودکشیوں پر تیار ہیں، وہ تریموں ہیڈ میں چھلانگیں لگا کر خودکشی کر لیں گے۔ میں آج اس ایوان کے سامنے عرض کرتا ہوں کہ اس کی capacity سے زیادہ یہاں پر پانی چلایا گیا جس کی وجہ سے وہاں پر seepage پیدا ہو گئی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس پانی کو سات یا آٹھ ہزار کیوسک تک رکھا جائے تو بہتر ہے۔ میں نے اس سلسلے میں ایک بیوروکریٹ سے بات کی تو اس نے کہا کہ ہم نے اس کی lining وزیر اعلیٰ کے حکم سے اس لئے ختم کی کیونکہ ہم اس کو sweet zone بنانا چاہتے ہیں۔ Look at the vision of bureaucrat وہ ظالم کس قدر ظلم کر رہا ہے کہ یہ لوگ زندہ مر رہے ہیں لیکن سیم اور دلدل کو ختم نہیں کیا جا رہا جس کی وجہ سے لوگ خودکشیوں پر مجبور ہو گئے ہیں۔ میں آج اس floor پر کھڑے ہو کر محکمہ آبپاشی کے regulation کو چیلنج کرتا ہوں کہ 48 گھنٹے میں 14 ہزار کیوسک سے کم کر کے اس کا پانی 8 ہزار کیوسک تک چلایا جائے۔ اگر 8 ہزار کیوسک نہ چلایا تو 48 گھنٹے کے بعد میں اسمبلی کی سیڑھیوں پر باہر بیٹھ کر بھوک ہڑتالی کیمپ لگاؤں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں ایسا کام نہ کرنا۔

میاں محمد رفیق: جناب والا!ان لوگوں کے ساتھ اتنا بڑا ظلم کیا جا رہا ہے، محکمہ آبپاشی اتنا بڑا ظلم کر رہا ہے جس کا آپ اندازہ نہیں لگا سکتے ہیں۔اس کے مقابلے میں سدھنائی ہیڈ سے، سدھنائی میلسی لنک کینال نکالی گئی اور وہ زیر زمین نکالی گئی جس کا کوئی نقصان بھی نہیں تھا اس کی پختہ لائننگ بھی کر دی گئی تھی جبکہ یہ نہر تریموں سے سدھنائی تک زمین کے اوپر مٹی کے پشتے بنا کر بنائی گئی اور اس کی پختہ لائننگ بھی نہیں کی گئی۔ یہ ان لوگوں کے ساتھ سراسر زیادتی اور ظلم ہے، جب تک یہ ظلم ختم نہیں ہوتا یہ لوگ احتجاج کریں گے اور خودکشیاں بھی کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔جی، محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔جناب سپیکر!بجٹ 14-2013 جس کا مجموعی حجم 897۔ارب 56 کروڑ روپے ہے لیکن بدقسمتی سے صوبہ پنجاب 445۔ارب روپے کا مقروض ہے۔ مجھے آج اس بجٹ پر بات کرنے کا موقع ملا ہے آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ بجٹ کے اندر جو allocations ہوئی ہیں ان کے حوالے سے میری کچھ تجاویز ہیں اگر وہ ان کو مناسب سمجھیں تو ان کو ضرور consider کریں۔ میری کوشش ہے کہ ان کے سامنے بہتر تجاویز لائی جا سکیں۔ میں سب سے پہلے استدعا کروں گی کہ ہمارے تمام مسائل کا حل نکل سکتا ہے اور ہمارا صوبہ پنجاب ایک اچھا اور مثالی صوبہ بن سکتا ہے اگر نیشنل فنانس کمیشن کی طرز پر پراونشل فنانس کمیشن بنا دیا جائے تو میرا خیال ہے کہ ہر شہر کے ممبران جو یہاں پر موجود ہیں، جو یہ تقاضا کرتے ہیں کہ ہمارے شہر کے اندر ترقیاتی کام نہیں ہوتے، ہمارے شہروں کو وہ حق نہیں ملتا جو انہیں ملنا چاہئے تو میرا خیال ہے کہ پراونشل فنانس کمیشن اس مسئلے کا بہت بڑا حل نکالے گا اور ہر علاقے کو ایک خاص فنڈ allocate ہو جائے گا اور وہاں پر صحیح ڈویلپمنٹ ہو سکے گی۔

جناب سپیکر!میں دوسری یہ تجویز دینا چاہوں گی کہ ہمارے پچھلے tenure میں پنجاب اسمبلی کے floor پر متفقہ طور پر ایک قرار داد پاس کی گئی تھی جس کا تعلق جنوبی پنجاب سے تھا۔جنوبی پنجاب کے عوام کا ایک بہت بڑا issue ہے اور یہ ان کا مطالبہ ہے، اس بجٹ میں بے شک جنوبی پنجاب سے تعلق رکھنے والے کچھ شہروں کو funds allocate کئے گئے ہیں لیکن کیا ہی اچھا ہو کہ موجودہ حکومت جس کے منشور کا حصہ بھی ہے جنوبی پنجاب کا نعرہ وہ بھی اس پر عملدرآمد کرے، وفاق اور پنجاب مل کر جنوبی پنجاب کو صوبہ بنا کر وہاں کے لوگوں کی آواز سنیں۔

جناب سپیکر!عوامی حکومت ہونے کا دعویٰ اور عوامی حکومت ہونے کا ثبوت دو مشکل اور مختلف اقدامات ہیں جب آپ دعویٰ کر رہے ہیں کہ آج اس وقت جو حکومت اقتدار میں بیٹھی ہے چاہے وہ وفاق میں ہے یا پنجاب میں وہ عوامی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ سب سے پہلے وہ لوگ جن کی کوشش اور جن کی محنت ہمارے ہر محکمے میں شامل ہے یعنی وہ طبقہ جو تنخواہ دار طبقہ کہلاتا ہے آپ کو اپنے منشور کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے بجٹ کے اندر ان کی تنخواہوں میں ایک خاطر خواہ اضافہ کرنا چاہئے تھا لیکن افسوس کہ آپ نے وہ اضافہ بجٹ میں تو نہ کیا لیکن جب آپ پر عوامی پریشر آیا اور عوام کا احتجاج سامنے آیا تو آپ نے اونٹ کے منہ میں زیرہ دینے کے لئے تنخواہوں میں دس فیصد اضافہ کرنے کا اعلان کر دیا۔ میں یہاں پر یہ بات ضرور mention کرنا چاہوں گی کہ پچھلے دور میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت رہی، ہم نے انتہائی مشکل حالات کے اندر ریکارڈ پانچ بجٹ پیش کئے اور ہم عوامی فلاح کے جو بھی اقدامات کر سکتے تھے وہ زیادہ سے زیادہ کئے جس کی ایک مثال یہ ہے کہ پانچ سال کے اندر تنخواہ دار طبقے کی تنخواہوں میں 185 فیصد اضافہ کیا گیا اگر اس کی average نکالیں تو تنخواہ میں 35 فیصد سالانہ اضافہ کیا گیا۔ پھر پیپلز پارٹی کی وفاقی حکومت نے پنشن میں 75 فیصد اضافہ کیا جو میں سمجھتی ہوں کہ ایک بیوہ یا ایک ریٹائرڈ ملازم جس کی آمدنی کا کوئی source نہیں ہے جس کا کوئی کمانے والا نہیں ہے یہ اس کے لئے ایک بہت بڑا سہارا تھا اور تمام صوبوں کے اندر اس پر عملدرآمد ہوا لیکن پتا نہیں کیا وجہ تھی کہ وفاقی حکومت کے ساتھ ذاتی تنازع بنا کر پنجاب میں اس پر عملدرآمد نہیں کیا گیا۔ میں آپ سے استدعا کروں گی کہ فوری طور پر پنشنرز کے جو سابقا dues ہیں جو آپ نے انہیں پانچ سال نہیں دیئے وہ بحال کریں اور اس فیصلے پر عملدرآمد کرا کر انہیں relief دیں۔

جناب سپیکر!ایجوکیشن پر بہت بات ہوتی ہے، یہاں ہماری موجودہ حکومت نے دانش سکول سسٹم کی جو بات کی ہے میں سمجھتی ہوں کہ سکول ضرور بنائے جائیں لیکن کسی ایک سکول کو target کر کے یہ نہ کہا جائے کہ اس کے برابر اس کے level کا، میری گزارش ہو گی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: مہربانی۔wind up کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!میں wind up کر رہی ہوں۔ پنجاب حکومت سے میری گزارش ہے کہ فوری طور پر وفاقی حکومت سے مطالبہ کرے کہ وفاقی حکومت نے جو سٹوڈنٹس پر ٹیکس لگایا ہے ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اسے ختم کیا جائے۔ میری جناب کے توسط سے حکومت سے یہ بھی گزارش ہے

کہ پنجاب کے تمام سرکاری سکولوں کو دانش سکول جیسا equal ماحول اور facilities دیں چونکہ ہر بچہ جو اس پنجاب کا رہائشی ہے یہ اس کا right ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ بجٹ پر تقریریں ہو رہی ہیں اور آپ پوائنٹ آف آرڈر لے رہے ہیں۔ ادھر سے بھی پوائنٹ آف آرڈر ہے، اب کیا کریں؟

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! محترمہ نے فرمایا ہے کہ احتجاج کے بعد تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا ہے حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑیں، وہ خود جواب دیں گے۔ آپ اس کو نہ چھیڑیں۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس بات پر بہت خوشی ہے کہ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو اذان یہاں ایوان میں سنائی دیتی ہے۔ یہاں پر ہمارے جو غیر مسلم ممبران ہیں ان کے علاوہ جتنے بھی مرد و خواتین ممبران ہیں، گیلری کے دونوں اطراف مہمان، افسران اور اسمبلی کے سارے اہلکار ہیں ان سب پر نماز فرض ہے۔ آپ ایوان میں ہمارے سربراہ ہیں میں یہ التماس کروں گا کہ آپ کی اقتدا میں نماز ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: میں کوئی رکاوٹ بن رہا ہوں؟ آپ جا کر نماز پڑھیں۔ میں آپ کو روک رہا ہوں؟ بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میری استدعا ہے کہ آدھ گھنٹہ کے لئے نماز کا وقفہ کیا جائے اور اگر آپ سنت رسولؐ بھی رکھ لیں تو بہت بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، حضرت! بہت شکریہ۔ محترمہ ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ!۔۔۔ تشریف فرما ہیں؟ sorry ایک صاحب رہ گئے ہیں I am sorry for that اس کے بعد آپ کو floor دیتا ہوں۔ جی، ملک محمد وارث کلو صاحب! اب آپ کا تیسرا نمبر لگ گیا ہے۔ غلطی ہو گئی ہے، میں معذرت خواہ ہوں۔

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔جناب سپیکر!یہ حالیہ بجٹ جو کہ 897.5۔ارب روپے سے زیادہ ہے یہ تھوڑے سے وقت میں بنایا گیااور اس میں ترقیاتی بجٹ290۔ارب روپے رکھا گیا جو کہ پچھلے بجٹ سے 16 فیصد زیادہ ہے۔اس بجٹ کو پوری طرح پڑھ کر دو چیزیں سامنے آتی ہیں کہ ایک تو بجٹ میں نئی taxation سے avoid کیا گیا ہے ،غریبوں پر burden نہیں ڈالا گیا، وسائل کو غریبوں کی طرف channelize کیا گیا ہے اور امرا طبقے پر تھوڑا سا زیادہ burden ڈالا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے اس کی شروعات وزیر اعلیٰ صاحب نے خود اپنے دفتر سے کی ہیں،austerity drive کے طور پر وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے دفتر میں30 فیصد اخراجات کم کرنے کا فرمایا ہے۔اسی طرح سارے محکمے 15 فیصد کم کریں گے ،پوسٹوں کی upgradation کا جو ایک رواج بن چکا تھا اس کو ختم کیا گیا ہے، نئی گاڑیوں کی خرید بند کر دی گئی ہے، صوبائی وزراء کے فرنیچر بند کر دیئے گئے ہیں۔یہ وہ اقدامات ہیں کہ چادر کے مطابق اپنے پاؤں کو سمیٹ کر رکھنا ہے کہ جو ہمارے وسائل ہیں ان کے اندر رہ کر کام کرنا ہے۔ میں نے بجٹ میں دیکھا ہے کہ ہمارا جو سب سے بڑا بحران بجلی اور توانائی کا ہے basically اسے وفاق address کرے گا اور اس کی ٹوٹل ذمہ داری وفاق پر آتی ہے۔ پچھلی دفعہ صوبوں کو allow بھی کر دیا گیا تھا لیکن اس میں legal formalities اتنی ہیں کہ ان کو عبور کرنا بڑا مشکل کام تھا۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے اس بجٹ میں توانائی کے بحران کے لئے20۔ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔سولر،ہائیڈل اور بائیو گیس سے انرجی پیدا کرنے کی کوشش ہو گی۔سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ایک نیا idea متعارف کروایا جا رہا ہے اور اب public private partnership سے20۔ارب کی بجائے 100۔ارب روپے تک کی سرمایہ کاری ہو سکے گی۔اللہ کرے کہ پنجاب بھی اپنے حصے کی بجلی پیدا کر کے دے سکے۔

جناب سپیکر!عام آدمی پر بوجھ کم کرنے کے لئے سبسڈی کی مد میں 36۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔اس وقت پنجاب کی پچاس فیصد سے زیادہ آبادی غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہی ہے تو ان حالات میں اس کے لئے 36۔ارب روپے مختص کرنا قابل ستائش ہے۔اسی طرح شعبہ صحت میں ہیلتھ انشورنس کارڈ جاری کرنے کے لئے4۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔آشیانہ سکیم کو ساری تنقید کے باوجود پورے پنجاب میں سراہا گیا ہے۔"میں خیال ہوں کسی اور کا مجھے سوچتا کوئی اور ہے "روٹی، کپڑااور مکان کا خیال تو کسی اور کا تھا لیکن ہماری قیادت نے آکر اس کو عملی جامہ پہنانا شروع کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اسی طرح غریب کے بچے کو تعلیم دینے کے لئے دانش سکول ایک بہت ہی کامیاب سکیم ہے۔ تنقید برائے تنقید ہوتی رہتی ہے لیکن ہر کسی نے اس سکیم کو سراہا ہے۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ میرے ضلع میں دانش سکول بنے۔یہ بہت اچھی سکیم ہے اور ان سکولوں میں چھ ہزار روپے سے کم آمدنی والے لوگوں کے بچوں کو داخل کیا جا رہا ہے۔انڈوومنٹ فنڈ کے لئے اب پھر2۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔یہ وہ سکیم ہے کہ جس کے تحت غریب کا talented اور ہونہار بچہ تعلیم حاصل کرتا ہے۔غریب آدمی کا بچہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ بھی LUMS یا NUST میں تعلیم حاصل کر سکے گا۔انڈوومنٹ فنڈ سے غریب کا وہ talented بچہ جو merit کی بنیاد پر داخلہ حاصل کرتا ہے اسے facilitate کیا جا رہا ہے۔اسی طرح PEEF کے لئے7۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔یہ ایک نئی سکیم ہے۔پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن میں فیس حکومت پنجاب دے رہی ہے اور ان کو ایک کوالٹی ایجوکیشن دی جا رہی ہے۔خواتین کے لئے بھی25۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ سولر ٹیوب ویلوں کے لئے7۔ارب50کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔اس حوالے سے میں عرض کروں گا کہ اس رقم کو کم کر کے گرین ٹریکٹر سکیم کے لئے رقم مختص کی جائے۔یہ بہت کامیاب سکیم تھی۔اگر وزیر خزانہ سُن رہے ہیں تو مہربانی کر کے گرین ٹریکٹر سکیم کے لئے رقم رکھی جائے کیونکہ اس سکیم کو دیہاتوں میں بڑا سراہا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وارث کلو!آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے اس لئے wind up کر لیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!میں نے صرف دو تجاویز مزید دینی ہیں۔میں اپنے علاقے کے حوالے سے بات کروں گا کہ آبپاشی کے لئے پیسا رکھا گیا۔ہمارے ہاں اربوں روپے خرچ کر کے گریٹر تھل کینال بنائی گئی لیکن آج اس کے راجباہ اور distributaries سب برباد ہو چکی ہیں۔ہمارے تین چار اضلاع ہیں۔اگر گریٹر تھل اور تھل کینال پر توجہ دی جائے تو آپ کی غذائی ضروریات کو یہ پورا کر سکتی ہیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔اب تشریف رکھیں۔ محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ!

محترمہ شُنیلا رُوت: میں یسوع المسیح کے نام سے شروع کرتی ہوں جو تعریف، شکر اور حمد کے لائق ہے۔جناب سپیکر!میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بحث کے لئے وقت دیا۔ میں آپ کی وساطت سے ممبران اسمبلی، پاکستانی عوام اور بین الاقوامی کمیونٹی کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ میں اس

ایوان میں اقلیتوں کی نمائندگی کر رہی ہوں اور میری جو بجٹ تقریر ہو گی وہ اقلیتوں سے متعلق ہو گی جس میں ہمارے ہندو بھائی، سکھ برادری اور مسیحیوں کے علاوہ دوسری اقلیتیں بھی شامل ہیں۔

Pakistan is incomplete without the minorities living in Pakistan.

میں آج آپ کی وساطت سے یہ بات بین لاقوامی میڈیا کو بتانا چاہتی ہوں۔ میں اس کے تاریخی پس منظر میں نہیں جاؤں گی لیکن میں یہ ضرور بتانا چاہوں گی کہ پاکستان کے جھنڈے میں سفید رنگ اقلیتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ مت بھولئے گا کہ پاکستان کے جھنڈے کو اقلیتوں نے تھاما ہوا ہے اس لئے میں پھر یہ کہوں گی کہ:

Pakistan is incomplete without the minorities living in Pakistan.

جناب سپیکر! ہمارے بڑے محترم فنانس منسٹر نے اپنی بجٹ تقریر کے پیرا نمبر54 میں مسیحیوں کے لئے ایک خیراتی پروگرام کا اعلان کیا ہے۔ ہمارے ساتھ یہ ظلم نہ کیجئے گا۔ ہم شکر گزار ہیں کہ آپ نے مسلمانوں کی طرح ہماری مسیحی برادری کے لئے بھی کرسمس بازار لگانے اور تحفے تحائف دینے کا اعلان کیا ہے۔ یہ مت بھولئے کہ یہاں پر ہندو برادری بھی رہتی ہے۔ جن کے ہولی اور دیوالی کے تہوار ہوتے ہیں لہذا ان کو بھی اس پروگرام میں شامل کیجئے گا۔

جناب سپیکر! میں یہ بات کہنے میں کوئی عار نہیں سمجھتی کہ پاکستان میں بسنے والے مسیحیوں کے ساتھ ہمیشہ ظلم و تشدد ہی ہوتا رہا ہے۔ پاکستان کے کرسچئن اور ہندوؤں کے ساتھ ہمیشہ discrimination کی گئی ہے۔ پھر کیا ہوا اگر ہم مسیحی، ہندو یا سکھ ہیں، ہم ہیں تو پاکستانی۔ ہم نے اس پاکستان کو بنانے میں اپنا کردار ادا کیا اور آپ اس سے بخوبی واقف ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے محترم وزیر خزانہ سے کہنا چاہوں گی کہ آپ ہمیں اپنے ترقیاتی پروگرام میں شامل کیجئے گا۔ ہمیں خیراتی پروگرام سے طفل تسلیاں نہ دیجئے۔ آپ مہربانی کر کے ہمیں مچھلی مت دیجئے گا۔ میں یہ کہوں گی کہ:

> Don't give us the fish but give us the fishing rod. Give us the net. Teach us how can we catch the fish so that we can also contribute in the economy of Pakistan.

جیسا کہ Chinese Saying ہے کہ ہمیں کھانے کے لئے چاول نہیں چاہئے بلکہ ہمیں چاول اگانے کا ہنر سکھائیں تاکہ ہم یہ سیکھ کر پاکستان کی economy میں اپنا حصہ ڈال سکیں۔ ہمیں national economy کا دھارا بنائیں۔ ہمارے بچوں کو نوکریاں دیں اور مہربانی کر کے ہمیں ترقیاتی بجٹ دیا جائے۔

جناب سپیکر!میں یہاں پر تھوڑی سی بات شعبہ تعلیم کے حوالے سے بھی کرنا چاہتی ہوں۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں اور وزیر خزانہ نے اس کا ذکر بھی کیا ہے کہ تعلیم کے شعبے میں کر سچیئن کمیونٹی کی بہت سی خدمات ہیں۔ میں آپ سے آج استدعا کروں گی کہ پروفیشنل کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ہمارے بچوں کے لئے پانچ فیصد کوٹا مختص کیا جائے۔ ہمیں food basket نہیں چاہئے بلکہ ہمیں اپنے ترقیاتی پروگرام میں شامل کیجئے گا۔ یورپین ممالک کی طرح ہمیں کھانے پینے کی چیزیں دے کر فارغ نہ کر دیجئے گا بلکہ ترقیاتی بجٹ میں تین فیصد حصہ اقلیتوں کے لئے مختص فرمائیے گا۔ آپ نے نوجوانوں اور خواتین کے پروگراموں کے لئے 3۔ارب روپے مختص کئے ہیں۔ اسی طرح آپ نے خواتین کو بھی بجٹ میں حصہ دیا ہے۔ میں یہاں پر اقلیتوں کے لئے یہ تجویز پیش کرنا چاہتی ہوں کہ بجٹ کا پانچ فیصد حصہ اقلیتوں کے لئے مخصوص کیا جائے۔ اسی طرح انٹرن شپ پروگرام اور سکالرشپ میں بھی پانچ فیصد حصہ اقلیتوں کے لئے مختص کیا جائے۔ میں محترم وزیر خزانہ کو بتانا چاہتی ہوں کہ Human Rights and Minorities کی ایک ہی منسٹری ہے اور اس منسٹری کے لئے آپ نے پچھلے سال 32 کروڑ روپیہ رکھا تھا اور اس دفعہ آپ نے 21 کروڑ روپیہ کر دیا ہے کیا اقلیتوں کی ہماری ماؤں نے بچے پیدا کرنا بند کر دیئے ہیں، کیا اُن کو inflation اثر نہیں کرتی؟ میں اس وقت اپنے Minorities Minister سے بھی مخاطب ہونا چاہتی ہوں کہ میرے بھائی! آپ کدھر بیٹھے ہوئے ہیں؟۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب تشریف رکھیں، آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے اور آپ کی بات سُن لی گئی ہے، بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان سے اپنی بجٹ تجاویز پیش کرنے کا موقع دیا۔ عوام دوست بجٹ 14-2013 ہمارے عظیم قائد وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے vision کی عکاسی کرتا ہے۔ انہوں نے ڈوبتی ہوئی معیشت کو مکمل طور پر خوشحالی میں تبدیل کرنے کا مصمم ارادہ کیا ہے۔ یہ بجٹ اقتصادی، سماجی اور یوتھ ڈویلپمنٹ کی راہیں متعین کرتا ہے اس لئے میں اپنے وزیر خزانہ کو appreciate کرتی ہوں اور اُنہیں اتنا اچھا بجٹ بنانے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! تعلیم کسی بھی ملک کی تعمیر و ترقی کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اَن پڑھ انسان تو اپنے خدا کو بھی نہیں پہچان سکتا اور حدیث مبارکہ ﷺ ہے کہ "تعلیم حاصل کرو خواہ تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔" اسی حدیث کی روشنی میں ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب نے پورے پنجاب

میں تعلیمی اداروں کا مزید جال بچھانے کا فیصلہ کیا ہے اور تعلیمی بجٹ میں اضافہ کیا گیا ہے۔اس سے پہلے کسی حکومت نے بھی سیکنڈری سکولوں کی طرف اتنی زیادہ توجہ نہیں دی۔ اس بجٹ میں 50 کروڑ روپے کی لاگت سے تمام سیکنڈری سکولوں میں سائنس لیبارٹریاں قائم کی جارہی ہیں تاکہ طلباء وطالبات سائنسی تعلیم کی طرف زیادہ سے زیادہ راغب ہوں اور ہمارا ملک مزید ترقی کی طرف گامزن ہو۔ پنجاب میں خواتین یونیورسٹیوں کا جال بچھایا جارہا ہے اور ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب کا یہ vision ہے تاکہ خواتین اعلیٰ تعلیم حاصل کریں اور جیسا کہ نپولین نے کہا تھا کہ "مجھے ایک اچھی ماں دے دیں میں آپ کو ایک اچھی قوم دوں گا۔"ہمارے وزیر اعلیٰ کا vision اسی چیز کی عکاسی کرتا ہے۔لاہور کالج فار وومن یونیورسٹی کا سب کیمپس کالا شاہ کاکو میں بنایا جارہا ہے اس سے وزیر اعلیٰ کا vision دیہی خواتین کی ترقی کی غمازی کرتا ہے۔اب خواتین کو دور دراز علاقوں سے شہروں میں نہیں آنا پڑے گا وہ locally اُسی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کریں گی اور اس سے گاؤں سے شہروں میں نقل مکانی بھی رُکے گی۔ میں اس ایوان کی وساطت سے وزیر اعلیٰ سے درخواست کرتی ہوں کہ جیسے general یونیورسٹیاں بنائی گئی ہیں تو ایک خواتین میڈیکل یونیورسٹی کے قیام کا اعلان کیا جائے اور فاطمہ جناح میڈیکل کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے کیونکہ فاطمہ جناح میڈیکل کالج وہ واحد کالج ہے جس میں عرب ممالک اور ہمارے دیگر دوست ممالک سے خواتین میڈیکل کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتی ہیں اور اس وقت انہوں نے پوری دنیا میں اپنے علم کی دھاک بٹھائی ہوئی ہے اور اس سے ہم مزید زرمبادلہ بھی کما سکیں گے۔

جناب سپیکر! ہمارے وزیر اعلیٰ کا نام ہی صرف شہباز نہیں بلکہ اُن کی سوچوں کی پرواز بھی شہباز جیسی ہے جیسے انہوں نے دانش سکول بنا کر تعلیم کا ایک ماڈل پیش کیا ہے لیکن میری ایک تجویز ہے کہ گورنمنٹ کے سکولوں میں teachers training and capacity building پر توجہ دی جائے تاکہ ہمارے طلباء باہر کے ملکوں میں جا کر تعلیمی معیار کو مزید show کر سکیں اور باہر کے ممالک کے طلباء کو compete کر سکیں جیسا کہ وہ already کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! صحت کے بجٹ میں بھی خاطر خواہ اضافہ کیا گیا ہے۔ صحت میں صرف علاج ہی نہیں اُس کی prevention پر بھی توجہ دی گئی ہے۔ 10۔ارب 87 کروڑ روپے کی رقم صاف پانی کی فراہمی کے لئے مختص کی گئی ہے تاکہ مضر صحت پانی سے ہیپاٹائٹس جیسی جو بیماریاں پھیل رہی ہیں ان سے اپنی عوام کو بچایا جائے اور پنجاب کے مختلف remote areas میں چلڈرن ہسپتالوں کا قیام اس بات کی غمازی کر رہا ہے کہ حکومت بچوں کی صحت کے حوالہ سے کتنی serious ہے اور اس سے جگہ جگہ

چلڈرن ہسپتال بنانے سے بچوں کی شرح اموات کم ہوں گی اور بچوں سے صحت مند معاشرہ وجود میں آئے گا۔اس کے علاوہdialysis کے لئے 30 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جو کہ ناکافی ہے اس لئے کہ بلڈ پریشر اور diabetes کے بڑھتے ہوئے امراض سے گردے damage ہو رہے ہیں اور ٹیچنگ ہسپتالوں میں مریضوں کی ایک قطار بنی ہوتی ہے تو اس میں ایک ارب روپے کا اضافہ کیا جانا ضروری ہے۔ میں اپنی تقریر کے آخر میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یورالوجی ڈیپارٹمنٹ کو بھی زیادہ سے زیادہ extend کیا جائے تاکہ گردے کے امراض سے بچا جا سکے۔kidney stone and diabetes گردوں کو damage کرتے ہیں لیکن اس سے پہلے ہم عوام کو awareness دینا چاہتے ہیں تاکہ گردے فیل ہونے کی نوبت ہی نہ آئے۔ اس کے علاوہ دیہی علاقوں کی خواتین کے لئے جو پروگرام دیئے گئے ہیں اس سے cottage industry بڑھے گی اور ہمارے ملک میں انڈسٹری کا جال بچھے گا اور انشاء اللہ پاکستان اقوام عالم میں صف اول میں شامل ہو گا۔ حزب اختلاف کی بہنوں سے بھی میری یہ اپیل ہے کہ وہ بھی ہمارے ساتھ مل کر اس ڈوبتی ہوئی کشتی کو کنارے پر لگائیں تاکہ ہم اندھیروں میں ڈوبی ہوئی معیشت کو سہارا دے کر پاکستان کی ترقی میں مددگار و معاون ثابت ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! بہت مہربانی۔آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ میاں مناظر حسین رانجھا صاحب!

میاں مناظر حسین رانجھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے حالیہ بجٹ پر مجھے تقریر کرنے کے لئے موقع عنایت فرمایا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے محدود وقت میں ایک خوبصورت اور اچھا بجٹ پنجاب کی عوام کے لئے پیش کیا۔ میری دعا ہے کہ ہماری یہ حکومت جس پر پاکستان کے کروڑوں لوگوں نے ایک اندھا اعتماد کیا ہے اور انہوں نے میاں محمد شہباز شریف کی پانچ سالہ کارکردگی کو دیکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس وقت پنجاب اور پاکستان کے اندر اصل قیادت میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی ہے جن کے اوپر ہم ذمہ داری ڈالیں گے تو اس وقت پاکستانی عوام کو جو مسائل درپیش ہیں لوڈشیڈنگ کا مسئلہ ہے، بدامنی کا مسئلہ ہے، دہشت گردی کا مسئلہ ہے، مہنگائی کا مسئلہ ہے، بے روزگاری کا مسئلہ ہے تو یہ قیادت ان مسائل کو حل کرنے کا ادراک رکھتی ہے۔ ہماری عوام نے اپنی اُمیدوں کا جو مرکز و محور بنایا ہے اس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم سب کی یہ ذمہ داری ہے، پاکستان میں بسنے والے تمام لوگوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ ہم اُن لیڈروں کا ساتھ دیں، اُن کے ساتھ تعاون کریں اور اُن کے ہاتھ مضبوط کریں تاکہ پاکستان جو آج معاشی طور پر کمزور ہو چکا ہے اس کو راہ راست پر لانے کے لئے،

ترقی یافتہ قوموں کی صف میں شامل کرنے کے لئے اس کا ساتھ دیں اور پاکستان کو ایک دفعہ پھر سے وہ پاکستان بنائیں جس کا خواب حضرت قائدِاعظم محمد علی جناحؒ نے دیکھا تھا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ مجھے 1985 سے اس اسمبلی کا ممبر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ مجھے یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ آپ کے والد محترم کے ساتھ بھی میں نے وقت گزارا ہے۔ میں نے اسمبلی آنے سے پہلے صرف اُن کا نام سُنا تھا اور خدا شاہد ہے کہ میں نے خود اُن کی سیٹ پر اس توقع کے ساتھ جا کر اُن سے پیار لیا کہ آپ ہماری راہنمائی کریں۔ میں اس اسمبلی میں نئے تشریف لانے والے اپنے دوستوں، اپنے بھائیوں اور اپنے بزرگوں سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ آپ یہاں سے سیکھیں، سیکھنے سے کسی کی بے عزتی نہیں ہو جاتی، اس سے کسی کا مقام کم نہیں ہو جاتا بلکہ اچھی چیزیں سیکھنے سے بندے کے مقام میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ پنجاب کے کروڑوں لوگوں کا نمائندہ ایوان ہے تو آپ جب اس ایوان سے ہو کر اپنی عملی زندگی میں جائیں تو یہاں سے کچھ سیکھ کر جائیں۔ یہ بلدیاتی ادارہ نہیں ہے، یہ کونسل شپ نہیں ہے، یہ پنجاب اسمبلی ہے کروڑوں لوگوں کی نظریں آپ پر لگی ہیں اور میڈیا آپ کو دیکھ رہا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ 1985 میں جب ہم اسمبلی میں آتے تھے تو سیڑھیوں کے قریب اپنی گاڑی سے اترتے تھے اور یہیں سے بیٹھتے تھے لیکن آج اسمبلی کی دنیا بھی تبدیل ہو چکی ہے۔ ہم بھی فائلیں ہاتھوں میں پکڑ کر پیچھے اتر جاتے ہیں جہاں ہماری چیکنگ ہوتی ہے۔ ہمیں بھی ایک عام آدمی کی حیثیت سے اسمبلی میں آنا پڑتا ہے اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی روایات، کردار اور سوچ کو بھی بدلیں۔ اس پاکستان کو بنانے کے لئے اپنی سوچ کو بدلیں۔ آپ نے آگے بڑھنا ہے ہم اس ملک کو اسی وقت بچائیں گے جب ہم میں سے ہر آدمی اپنا کردار ادا کرے گا۔ اگر ہم ایک دوسرے پر چھوٹی چھوٹی باتوں پر تنقید کریں گے، نمبر بنانے کے لئے تنقید کرنا بہتر نہیں تنقید برائے تعمیر کریں، تنقید برائے اصلاح کریں ایسا نہ کریں کہ اپوزیشن کا کام ہی تنقید ہے اور حکومت پارٹی کا کام ہی تعریف ہے۔ آپ ہر اچھے کام کی تعریف کریں اور ہر بُرے کام پر تنقید کریں اس سے اس ملک کی اصلاح اور بہتری ہو گی۔ اس سے پنجاب کے لوگوں کی بہتری ہو گی اور پاکستان کے لوگوں کی بہتری ہو گی۔ یہ ملک ہم نے لاکھوں قربانیاں دے کر حاصل کیا تھا۔ یہ ملک ہمیں کسی نے خیرات میں نہیں دیا۔

یہ پھول ہم نے خیرات میں نہیں پائے ہیں
خون دل صَرف کیا ہے تو بہار آئی ہے

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ بھی استدعا کرنا چاہوں گا کہ آپ مہربانی فرما کر ہر معزز ممبر کے لئے دس منٹ کا وقت رکھیں۔ یہ آپ کی مجبوری ہے کہ اس دفعہ آپ نے فیصلہ فرمالیا ہے آئندہ کے لئے میری آپ سے درخواست ہوگی کہ دس منٹ کا وقت دیا جائے۔ ہم ممبران جب یہاں آتے ہیں تو ہمارے حلقوں کے لوگ یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے حلقہ کا نمائندہ اسمبلی میں جاکر کیا کہتا ہے، ہمارے لئے کیا مانگتا ہے اور وہ ہمیں اس توقع سے یہاں بھیجتے ہیں کہ ہمارا نمائندہ ہمارے لئے کچھ لائے گا۔ ہم یہاں آکر بولتے نہیں یا ہمیں بولنے کا موقع نہیں ملتا تو وہ ہم سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ میری آپ سے درخواست ہوگی کہ آئندہ بجٹ میں کم از کم دس منٹ کا وقت دیا جائے۔ یہاں ماضی میں وقت کی کمی کے پیش نظر afternoon بھی اجلاس ہوتے رہے ہیں، صبح بھی اجلاس ہوتا تھا اور شام کو بھی اجلاس ہوتا تھا اس لئے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو موقع دیا جائے کہ وہ یہاں پر اپنی بات کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کیونکہ میرا تعلق زرعی شعبہ سے ہے۔ یہاں پر زراعت پر ٹیکس لگانے کی بات کی گئی ہے۔ میری درخواست یہ ہے کہ international law ہے کہ جہاں حقوق ہوتے ہیں وہیں پر فرائض بھی ہوتے ہیں جب آپ اپنا حق مانگتے ہیں وہاں آپ کو فرائض بھی ادا کرنے پڑتے ہیں۔ ہم جب taxation کرتے ہیں تو ہمیں اس کے بدلے عوام کو کچھ دینا بھی پڑتا ہے۔ زرعی شعبہ پاکستان کا ایسا مظلوم شعبہ ہے جس کو یہاں پر دیا کچھ نہیں جاتا لیکن لیا سب کچھ جاتا ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ خاص طور پر بنیادی شعبہ جات جیسے زراعت، صحت، تعلیم اور امن عامہ پر بحث کے لئے علیحدہ وقت رکھیں جس طرح ماضی میں ہوتا رہا ہے۔ یہاں ہر اجلاس میں ایک اہم شعبہ کے لئے وقت رکھا جاتا تھا اسی طرح اب بھی وقت رکھیں تاکہ ہم تمام ممبران اپنے اپنے حلقہ اور اس شعبہ کے مسائل بھی آپ کی خدمت میں پیش کر سکیں پھر اس کی روشنی میں حکومت آئندہ کا لائحہ عمل بنائے۔

جناب سپیکر! ہمیشہ سے یہ اصول رہا ہے کہ pre-budget اجلاس ہوتے ہیں جس میں ممبران تقاریر کرتے اور تجاویز دیتے ہیں۔ میری آپ سے اور وزیر خزانہ سے بھی استدعا ہوگی کہ آئندہ کے لئے pre-budget اجلاس کا انعقاد کیا جائے تاکہ لوگ اپنی تجاویز دے سکیں اور اگر وہ قابل عمل ہوں تو ان کو سالانہ بجٹ میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ رانجھا صاحب! بات یہ ہے کہ آپ نے دو اہم باتیں کی ہیں۔ آپ نے ایک دس منٹ کا وقت دینے کی بات کی ہے۔ ہم نے اپنے کل وقت کو ممبران کے حساب سے تقسیم کیا ہے۔

یہاں ہر ممبر کی خواہش ہے کہ اسے بولنے کا موقع دیا جائے۔ یہ ایوان میرا، قائد حزب اختلاف، قائد ایوان یا وزراء کا ہی نہیں ہے بلکہ یہ تمام ممبران کا مشترکہ ہے اس لئے ہم نے سب کو موقع دینے کی کوشش کی ہے۔ اگر کوئی صاحب رہ جائیں گے تو وہ ضمنی بجٹ پر اپنی بات کر سکیں گے۔ میں شاید وقت کی کمی کی وجہ سے تمام ممبران کو بات کرنے کا موقع نہ دے سکوں۔

اس کے علاوہ آپ نے pre-budget بحث کی جو بات کی ہے تو یہ ہوتی ہے۔ ہم نے اس کو شروع کیا ہوا ہے، اس دفعہ مجبوری تھی اور ہم نے بجٹ کے تمام process کو 30۔ جون سے پہلے مکمل کرنا ہے۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے تمام ممبران کے لئے اچھی بات کی ہے کہ کس طرح بات کرنی ہے اور کس طرح اپنا تشخص بحال رکھنا ہے۔ اب میں بجٹ پر بات کرنے کے لئے نعیم اللہ گل صاحب کو دعوت دوں گا۔ جی، گل صاحب!

جناب نعیم اللہ گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے وزیر خزانہ اور ان کی ساری ٹیم جنہوں نے یہ بجٹ پیش کیا بہت مبارکباد دوں گا۔ یہ غریب دوست اور عوامی بجٹ ہے۔ اس میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں رکھی گئی جو صرف ایک امیر آدمی کی سوچ کی عکاسی کرے۔ اس میں غریب آدمی کے لئے فائدہ رکھا گیا ہے۔ اس بجٹ میں صحت کا شعبہ ہو یا تعلیم کا شعبہ ہو یا ہماری first priority جو کہ energy کی ہے وہ ہو۔ یہ سب directly ایک غریب آدمی کے مسائل ہیں۔ غریب آدمی ان مسائل کے ساتھ زیادہ مشکل زندگی بسر کرتا ہے جبکہ ایک امیر آدمی کو اتنی مشکلات درپیش نہیں آتیں۔

جناب سپیکر! دانش سکول کے حوالے سے میں یہ بتانا چاہوں گا کہ وہاں پر کوئی بھی امیر بچہ نہیں پڑھتا وہاں پر تمام کے تمام غریب بچے پڑھتے ہیں جو اپنی تعلیم کے اخراجات بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اسی طرح وزیر اعلیٰ صاحب کا اجالا پروگرام ہے اس کا directly غریب طلباء کو فائدہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح زراعت کے حوالے سے جو ٹیوب ویل وزیر اعلیٰ نے دیئے ہیں وہ غریب آدمی کے لئے بہت معنی رکھتے ہیں۔ آج یہ حالات ہیں کہ زرعی شعبہ میں کھاد، بیج اور fuel کے حوالے سے عام چھوٹا زمیندار بہت پریشان ہے۔ انہیں اس favour کی بہت ضرورت تھی جو کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے ان کو دی ہے۔

جناب سپیکر! اب میں اپنے حلقہ جو کہ دیہاتی علاقہ ہے اس کی طرف آؤں گا۔ میرے قائد میاں محمد نواز شریف نے مجھے عزت بخشی کہ وہ میرے حلقہ میں آئے تھے۔ انہوں نے یہ وعدہ کیا تھا

کہ ڈجکوٹ جو ایک قصبہ ہے اس کو تحصیل بنائیں گے۔ میں ان کو یاد کرانا چاہوں گا اور اگر ہو سکے تو اس بجٹ میں ڈجکوٹ کو تحصیل کا درجہ دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں اب کچھ تجاویز پیش کرنا چاہوں گا کہ اگر بجٹ میں ان پر غور کیا جائے تو ہم کافی بچت کر سکتے ہیں اور اپنے خزانے میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے جیسے تیس فیصد اپنے اخراجات ختم کر کے ایک اچھی روایت ڈالی ہے۔ اسی طرح ضرورت اس بات کی ہے کہ ہماری bureaucracy کو watch کرنے کا سسٹم رکھا جائے، ان کو بھی watch کیا جائے کہ ان کے اخراجات کیا ہیں؟ میری نظر سے ایسے cases گزرے ہیں کہ جنہیں ایک ایک گاڑی allow ہے لیکن ان کے پاس چار چار، پانچ پانچ گاڑیاں ہیں۔ میں نے بہت سے cases دیکھے ہیں کہ افسران کے دفاتر بالکل قریب ہیں لیکن انہوں نے پھر بھی اپنے گھر کو اپنا camp office بنایا ہوا ہے۔ میں اس چیز کی نشاندہی کرتے ہوئے یہ ضرورت سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب directly ان کے غیر ضروری اخراجات پر نظر رکھیں۔ اس کے علاوہ daily basis پر بیوروکریسی کی achievements اور جو آپ انہیں targets دیتے ہیں ان پر خود اپنی نظر رکھیں اور ان کی افسر شاہی اور روّیے کو بھی بہتر کرائیں۔ جیسا کہ ہمارے خادمِ اعلیٰ صاحب اپنی good governance کی مثال دے رہے ہیں اسی طرح یہ مثال ہماری بیوروکریسی کے اندر بھی ہونی چاہئے۔ ہماری بیوروکریسی اور سیاستدان ایک دوسرے کے ساتھ چلیں گے تو پھر ہی اس ملک کی اچھی طرح خدمت ہو سکتی ہے۔ جب تک بیوروکریسی اور ہم اکٹھے مل کر نہیں چلتے ہماری ترقی نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ مزید لینا چاہوں گا کہ میرے حلقہ میں سب سے زیادہ agriculture water کا مسئلہ ہے اور اگر یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا تو وہاں پر لوگ بہت زیادہ protest کریں گے لہذا میں اس چیز کی طرف توجہ کروانا چاہتا ہوں کہ kindly وہاں پر پانی کا مسئلہ حل کیا جائے۔ اس کے علاوہ میرے پورے حلقہ میں بوائز کا ایک بھی کالج نہیں ہے لہذا ہمیں کالج دیا جائے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ ملک محمد علی کھوکھر صاحب!

ملک محمد علی کھوکھر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اتنے مختصر وقت میں ایک ایسا بجٹ دیا جو ہمارے چیف منسٹر کے vision کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ درست سمت ہے کہ خود انحصاری، سادگی اور بچت کی طرف ہماری منزل چلنی چاہئے اور ہمارا

راستہ اسی طرف ہونا چاہئے۔ میں کچھ تجاویز تھانہ کلچر کے حوالے سے پیش کرنا چاہ رہا ہوں کہ ہمارا Citizen Police Liaison Committees کا کوئی نظام نہیں ہے، پرانا تاریخی پنچایتی نظام collapse کرتا جارہا ہے اور کسی institution کو local level پر develop نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے FIR's کہیں سے filter نہیں ہو رہیں یہاں تک کہ مقامی سطح پر آپس میں اچھے طریقے سے disputes کو resolve نہیں کیا جارہا لہذا اس کے لئے بھی بجٹ میں کوئی حصہ ہونا چاہئے کیونکہ تھانہ کلچر صرف ماڈل پولیس سٹیشن بنانے سے ہی ختم نہیں ہوگا بلکہ اس کی ایک comprehensive policy ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسرا میں اپنے rural issues کی طرف نشاندہی کرنا چاہ رہا ہوں کہ haphazard اس وقت ہماری urban planning ہو رہی ہے اور ہماری زرخیز زرعی زمینوں کے اوپر ایک invasion ہو رہی ہے جو periphery cities ہیں۔ ہماری جو sweet water والی fertile lands ہیں وہ اس haphazard urbanization کی نذر ہوتی جارہی ہیں لہذا اس کی طرف توجہ ہونی چاہئے۔ اس کے علاوہ ہماری lack of basic immunities اور poor sanitation ہے، خصوصاً ہمارے rural area کے villages میں ان کی condition بہت بُری ہے لیکن اس کا کوئی mechanism اور accountability نہیں ہے کہ یونین کونسل نے دیکھنا ہے یا پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے دیکھنا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ rural youth کے issues بہت ہی گھمبیر ہوتے جا رہے ہیں جو rudderless ہیں جن کی کوئی سمت نہیں ہے اور وہ پھر رہے ہیں۔ اگر ہم مصر اور اسرائیل کی مثال لیں تو وہاں انہوں نے youth کو land reclamation کی طرف لگایا ہے۔ اسی طرح desert reclamation ہو رہی ہے کہ آپ ان کو desert میں lease پر land دیں اور ایک comprehensive package دیں تاکہ وہ drip irrigation اور مختلف چیزوں کے ساتھ اس land کو آباد کر سکیں۔ ہماری یونیورسٹیوں اور ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس میں rural youth کے لئے agriculture courses کا کوئی focus نہیں ہے جبکہ ضرورت ہی انہی rural areas کے لئے ہے۔ ہماری زرعی یونیورسٹی سے agrarians پڑھ کر آ جاتے ہیں لیکن اُن کو managerial courses نہیں کروائے جاتے جس کی طرف focus ہونا چاہئے تاکہ ہمیں بہترین قسم کی facilities

ملیں۔ہماری rural youth کو equal opportunities نہیں مل رہیں کہ وہ urban youth کے ساتھ اپنے talent کو match کر سکے۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ میں rural areas میں موجود پبلک ہیلتھ کی طرف معزز وزیر خزانہ کو نشاندہی کرانا چاہ رہا ہوں کہ water filtration plants کا اتنا واویلا ہوا لیکن اگر آپ ان کی تحقیق کریں تو بہت سے redundant پڑے ہوئے ہیں کیونکہ ان میں sustainability نہیں ہے۔ ہم بنا تو دیتے ہیں لیکن یہ نہیں پتا کہ اس کو sustain کون کرے گا اور اس کا filter کون بدلے گا یعنی ابھی تک اس کا کوئی چینل نہیں بن پا رہا کہ وہ water filtration plants sustainable حالت میں آئیں۔ ہم چاہ رہے ہیں کہ Basic Health Units کی upgradation کی جائے، ان کی missing facilities کو identify کیا جائے اور کم از کم ان کو بہتر حالت میں لایا جائے کیونکہ وہاں پر عطائیت پھیل رہی ہے، quacks ہی چل رہے ہیں اور موجودہ بنیادی مراکز صحت maximum and optimum حالت میں نہیں چل رہے۔ میں یہ بھی چاہوں گا کہ rural schools میں inoculations ضرور ہونی چاہئے جس طرح خسرہ وغیرہ ہے لہذا routine میں یہ انجکشن لگنے چاہئیں بلکہ rural schools میں یہ mandatory ہونے چاہئیں کیونکہ اب نئے نئے health hazards شروع ہو گئے ہیں۔ جس جگہ سے میں آ رہا ہوں اس خطے میں ہیپاٹائٹس (سی) ایک endemic بنتا جا رہا ہے اور پھیلتا جا رہا ہے جس کو کنٹرول کرنے کے لئے ہمیں war footing پر effort کرنا پڑے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں ساتھ ہی اپنی بہن صبا صادق صاحبہ کی تائید کرتا ہوں کہ rural women کے لئے 50 کروڑ روپے cattle کے لئے مختص کئے گئے ہیں جو بہت کم amount ہے لہذا اس کو بڑھانا چاہئے۔ ہماری ایک روایت ہوتی تھی کہ ہم دیہی عورتوں کو cattle پالنے کے لئے دیا کرتے تھے تاکہ wealth create ہو جس کو poverty alleviation والے ادارے اور NGO's نے replicate کیا ہے۔ ان basis کو ہمیں آگے بڑھانا چاہئے۔ rural کی talented women کو channelize نہیں کیا جا رہا مثلاً ہم انہیں fruits کے drying plants دیں تاکہ وہ اس پر توجہ دے سکیں۔ ہم ان کے لئے دستکاری کی سہولت provide نہیں کر سکے اور ان کے لئے ہمارے ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس میں کوئی courses نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

ملک محمد علی کھوکھر: بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ راناطاہر شبیر صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے؟ چودھری شبیر احمد صاحب!

راناطاہر شبیر: میں آگیاہوں۔

جناب سپیکر: آپ کانام طاہر شبیر ہے یاطاہر علی ہے؟

راناطاہر شبیر: جناب سپیکر! میرانام طاہر شبیر ہے۔

جناب سپیکر: اچھا۔ چلیں، بولیں۔

راناطاہر شبیر: جناب سپیکر! اگر آپ کہتے ہیں تو بول لیتاہوں۔

جناب سپیکر: جی، بولیں۔

راناطاہر شبیر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اس عمدہ بجٹ پیش کرنے پر میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کا شکریہ ادا کرتاہوں کہ انہوں نے اتنااچھااور بہت ہی مساوی بجٹ پیش کیاہے۔ اس کے بعد میں میاں محمد شہباز شریف کا بھی شکریہ ادا کرتاہوں۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی عرض کرتاہوں کہ انہوں نے ہمارے جنوبی پنجاب کے لئے، خصوصاً ملتان کے لئے، میٹرو بس کاایک اعلیٰ منصوبہ پیش کیاہے جس پر میں ان کاتہہ دل سے مشکور ہوں۔ اسی طرح انہوں نے کسانوں کے لئے پیکج دیاہے اور تعلیم کے لئے بھی پیسے رکھے ہیں اس پر بھی میں ان کا نہایت مشکور ہوں کیونکہ تعلیم ہی ہماری بنیادی چیز ہے جس سے ہمارا یہ ملک پاکستان ترقی کر سکتاہے۔ ہمارے سکولوں کی حالت اتنی پیچیدہ اور گر چکی ہے کہ ہمارے ہاں کوئی ڈگری کالج ہے اور نہ ہی کوئی اور سہولت ہے کیونکہ ہمارے حلقے پیپلز پارٹی کے رہے ہیں، خاص طور پر گیلانی صاحب اور دوسرے وڈیروں کے تھے لیکن اب اللہ تعالیٰ نے کرم کیاہے کہ میاں صاحب نے ہمارے جنوبی پنجاب کا خاص خیال رکھاہے۔

جناب سپیکر: آپ بجٹ پر بات کریں اور مہربانی کر کے باقی باتیں چھوڑیں۔

راناطاہر شبیر: جناب سپیکر! یہ بجٹ ہمارے لئے انشاء اللہ نہایت ہی اچھااور بہترین ہے۔ چونکہ میں ملتان سے ابھی پہنچاہوں اس لئے میں مزید بات آئندہ کسی وقت کروں گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ انہوں نے اپنا ٹائم خود ہی دے دیاہے۔ چودھری شبیر احمد صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ ماجد ظہور صاحب! آپ سے بھی میری گزارش یہی ہو گی جو منڈا صاحب سے ہوئی ہے۔

جناب ماجد ظہور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس ایوان میں اظہار خیال کا موقع فراہم کیا۔ میں اپنے قائدین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھ جیسے مڈل کلاس کے ایک سیاسی کارکن کو میاں محمد نواز شریف کے آبائی حلقہ سے ٹکٹ دے کر اس اسمبلی کا ممبر منتخب کروایا۔ نہ صرف مجھے بلکہ جنوبی پنجاب کے پسماندہ علاقے سے لیبر کلاس سے تعلق رکھنے والی حسینہ بیگم اور ان جیسی دوسری کارکن خواتین کو اس ایوان کا حصہ بنایا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! درحقیقت قائدین کا یہ اقدام لیبر کلاس، مڈل کلاس اور لوئر مڈل کلاس کے میرٹ پر پورا اترنے والے ان سیاسی کارکنوں کو مقتدر ایوانوں کا اور ان ایوانوں کا جہاں فیصلے کئے جاتے ہیں حصہ بنا کر اس خواب کی تکمیل کرتا ہے جو خواب اس صوبے کے دانشوروں نے، جو خواب اس صوبے کے قلم کاروں نے اور جو خواب اس صوبے کے صحافیوں نے کئی دہائیاں پہلے دیکھا تھا۔ آج اس ایوان میں جو بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ بھی خادم پنجاب کی اس سوچ کی عکاسی کرتا ہے جس میں وہ محروم طبقوں کو بااختیار بنا کر اس انقلاب کا راستہ روکنا چاہتے ہیں جو وسیع تر معاشی تفاوت کی وجہ سے اور جو ایک وسیع تر معاشی خلیج کی وجہ سے اس شہر کے، اس صوبے کے اور پاکستان کی اشرافیہ کے دروازوں پر دستک دے رہا ہے۔ اگر میں یہاں یہ کہوں کہ اس ایوان میں پیش کیا جانے والا بجٹ غریب دوست بجٹ ہے، کسان دوست بجٹ ہے، عوام دوست بجٹ ہے اور علم دوست بجٹ ہے تو یہ بے جا نہ ہوگا۔ میں اس انقلابی بجٹ کو پیش کرنے پر خادم اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس بجٹ میں غریبوں کے لئے جو اقدامات کئے گئے بالخصوص آٹا پر سبسڈی، آج ایک غریب آدمی سارا دن اسی کوشش میں مصروف رہتا ہے اور سارا دن محنت کرتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کے لئے دو وقت کی روٹی کما کر گھر لے جائے لیکن وہ اس کوشش میں بھی کامیاب نہیں ہوتا۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ غریب آدمی کے بچوں کو روٹی کھلانے کے لئے خادم اعلیٰ پنجاب نے اس بجٹ میں 28۔ارب روپے کی آٹا پر سبسڈی رکھی ہے جبکہ خیبر پختونخواہ کے بجٹ میں صرف 2۔ارب50 کروڑ روپے اس کام کے لئے رکھے گئے ہیں۔ رمضان پیکیج میں عام آدمی کو روزمرہ استعمال کی اشیاء سستے داموں دینے کے لئے 5۔ارب روپے رکھنے پر بھی میں وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں غریب آدمی کو صحت کی سہولتیں فراہم کرنے کے لئے ہیلتھ انشورنس کارڈ سکیم کے لئے 4۔ارب روپے رکھنے پر بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں غریب آدمی کو چھت فراہم کرنے کے لئے آشیانہ ہاؤسنگ سکیم میں 3۔ارب روپے رکھنے پر بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں مزدور کے لئے دو ہزار فلیٹس بنانے کے لئے 6۔ارب50 کروڑ روپے رکھنے پر بھی

مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں اس صوبہ کے غریب اور چھوٹے کسان کو شمسی توانائی اور بائیو گیس پر چلنے والے ٹیوب ویل فراہم کرنے کے لئے 7۔ارب 50 کروڑ روپے رکھنے پر بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں دانش سکولوں کے لئے 3۔ارب روپے، پنجاب ایجوکیشنل انڈوومنٹ فنڈ کے لئے 2۔ارب روپے اور سرکاری سکولوں میں missing facilities provide کرنے کے لئے 3۔ارب 50 کروڑ روپے اور جنوبی پنجاب کے پسماندہ علاقوں کی ترقی کے لئے 93۔ارب روپے رکھنے پر بھی خادم اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں لیکن میں خادم اعلیٰ پنجاب کو سب سے زیادہ مبارکباد اس بات پر پیش کروں گا کہ انہوں نے بجٹ میں سادگی کے لئے جو اقدامات تجویز کئے ہیں، اس پر وہ سب سے زیادہ مبارکباد کے مستحق ہیں اس لئے کہ اس ملک اور اس صوبہ میں دولت کی اور اختیارات کی بے جا نمائش نے ہزاروں مسائل کو جنم دیا ہے۔ میں اپنی بہن ثمینہ خاور حیات کی پرسوں بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے بڑی خوبصورت بات کا حوالہ دوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔آپ کسی کا نام نہ لیں۔

جناب ماجد ظہور: جناب سپیکر! میں ان کی تعریف کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: بس، بڑی مہربانی۔

جناب ماجد ظہور: جناب سپیکر! انہوں نے کہا تھا کہ "لعنت ہے مجھ پر کہ میں قیمتی گاڑی پر اس ایوان میں آؤں اور باہر لوگ بھوکے، ننگے سڑکوں پر پھریں"۔ میں یہ کہتا ہوں کہ میری بہن! ہم کیوں یہ لعنت زدہ زندگی گزارنے پر مجبور ہیں، ہم کیوں سادگی اختیار نہیں کرتے، ہم کیوں اپنی بے جا نمود و نمائش کے ذریعے اس ملک کے غریبوں کے زخموں پر نمک چھڑکتے ہیں؟ آئیں! آج کے دن جبکہ آج شب برأت ہے تو ہم عہد کریں کہ ہم اپنی ذاتی زندگی میں، ہم اپنی بود و باش میں اور ہم اپنی رسومات میں سادگی اختیار کریں گے اور وہ پیسا جو ہم اپنی نمود و نمائش پر خرچ کرتے ہیں وہ بچا کر ملک و قوم کے لئے لگائیں گے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ ماجد ظہور صاحب! آپ کا وقت ختم ہو گیا۔ بڑی مہربانی۔ ملک محمد جاوید اقبال اعوان صاحب!

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میاں محمد

نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے مختصر وقت میں بڑا اچھا بجٹ پیش کیا ہے۔ میں وقت ضائع نہیں کرتا بلکہ حکومت نے جو کثیر رقم رکھی ہے اس کے لئے اپنے علاقے کے مسائل کی طرف آتا ہوں۔ میرا حلقہ پہاڑی علاقہ ہے جو کہ پہاڑوں کا دامن ہے۔ صاف پانی کے لئے انہوں نے 5۔ارب روپے رکھے ہیں لیکن افسوس کی بات ہے کہ اس میں میرے حلقہ کی ایک سکیم بھی نہیں آئی۔ میرا حلقہ جو پہاڑ کے دامن کے ساتھ ہے جہاں کڑوا پانی ہے اور رمضان المبارک شروع ہونے والا ہے تو میرے حلقہ میں ابھی بھی کئی ایسے علاقے ہیں جہاں کے لوگ جوہڑوں سے پانی پیتے ہیں۔ ہماری مائیں اور بہنیں کئی کئی میل دور سے پانی لاتی ہیں اور میں نے کئی دفعہ اپنی تجاویز دی ہیں لیکن ان میں سے میری ایک بھی سکیم نہیں آئی۔

جناب سپیکر! تعلیم کے لئے بھی کثیر رقم رکھی گئی ہے اور میں نے اپنی تجاویز دی ہیں کیونکہ میرا حلقہ تعلیم کے میدان میں سب سے پیچھے ہے تو وہاں کے سکولوں کو اپ گریڈ کیا جائے۔ وادیٔ سون نوشہرہ کو تحصیل کا درجہ تو پچھلی حکومت جو ہماری اپنی حکومت تھی نے دے دیا لیکن اس دفعہ بھی اس کے لئے کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔ اگر تحصیل بنادی گئی ہے تو مہربانی فرما کر اس کے لئے رقم بھی دی جائے تاکہ جو افسران وغیرہ آنے ہیں ان کے دفاتر بنائے جا سکیں۔ میرے حلقہ میں ایک Lift Irrigation Scheme بنائی گئی تھی جو کہ دامن مہار کے تمام غریب کسانوں کے لئے تھی۔ 1990 سے وہ شروع ہے لیکن محکمہ اریگیشن نے اس کو کھاد بنایا ہوا ہے۔ اس کے لئے رقم رکھی جاتی ہے لیکن ابھی تک اسے مکمل نہیں کیا گیا۔ میری تجویز ہے اور میں حکومت کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مہربانی کر کے پہلے اس کی انکوائری کرائی جائے کہ وہ آج تک کیوں مکمل نہیں ہوئی؟ اس کو مکمل کیا جائے تاکہ میرے حلقہ کے جو غریب لوگ ہیں جن کی یہ آس ہے، میں جب بھی اس حلقے میں جاتا ہوں تو وہ سب سے پہلے مجھ سے یہی پوچھتے ہیں کہ ابھی تک یہ lift irrigation مکمل کیوں نہیں ہوئی؟ اس کے لئے رقم آتی ہے، وہ مٹی کا کھالہ بناتے ہیں اور جب بارش ہوتی ہے تو وہ پھر ختم ہو جاتا ہے۔ براہِ مہربانی اس کو صحیح طریقے سے بنایا جائے، اس دفعہ اس کے لئے پیسے دیئے جائیں تاکہ وہ مکمل ہو سکے اور کسان اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ میرے حلقہ میں ایک سکیم بنائی گئی تھی جو سیم کو ختم کرنے کے لئے تھی اس سے پورے ضلع خوشاب کو فائدہ ہو رہا تھا۔ اس کے لئے ٹیوب ویل لگائے گئے تھے وہ سیم کا پانی suck کر کے نہر کے ذریعے دریا میں پھینکتے تھے۔ ہر سال مجھے وزیر صاحب اور سیکرٹری زراعت کی منت کرنا پڑتی ہے کہ براہِ مہربانی بجلی کا بل ادا کیا جائے۔ میری درخواست ہے کہ اس کے لئے ہر سال خصوصی فنڈ رکھا جائے کیونکہ یہ غریب لوگ

ہیں ان کی زمین بالکل ناکارہ تھی اب اللہ کے فضل سے وہاں لوگ کماد اور دوسری کئی فصلیں اگا رہے ہیں۔ براہِ مہربانی ان کے لئے خصوصی فنڈ رکھے جائیں تاکہ ہر سال ان کا بل ادا ہو جائے۔ میرا حلقہ وادیٔ سون ہے جو پورے پنجاب کا سب سے خوبصورت ترین علاقہ ہے۔ میاں محمد شہباز شریف نے بڑی مہربانی کی انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو ٹورازم کے لئے رقم دیں گے اور یہاں ریزارٹ بھی بنائیں گے لیکن ابھی تک اس وادیٔ سون کی طرف کسی نے توجہ نہیں دی۔ براہِ مہربانی میری وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ وادیٔ سون جو پنجاب کی سب سے خوبصورت وادی ہے جسے سابقا حکومتیں نظر انداز کرتی رہی ہیں اس کی طرف توجہ دی جائے تاکہ اس علاقے کی ڈویلپمنٹ ہو سکے۔ باقی جو علاقے ہیں جیسے سوات، ایبٹ آباد وہاں اب لوگ نہیں جا سکتے اللہ کے فضل سے یہ پُرامن علاقہ ہے اور یہ قریب ترین وادی ہے۔ یہاں سے لوگ بڑی آسانی سے اس وادیٔ سون تک جا سکتے ہیں اس لئے میری آپ سے گزارش ہو گی کہ اس پر خصوصی توجہ دی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب بلال اکبر بھٹی!

جناب بلال اکبر بھٹی: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں صوبہ پنجاب کا بجٹ 14-2013 پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بجٹ یا کسی بھی پروگرام میں منصوبے کی کامیابی کا دارومدار ہمیشہ اس کے بنانے والے پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنے پروگرام کے مطابق جو بجٹ ہماری حکومت نے بنایا ہے اس میں اپنی بھرپور صلاحیتوں اور ایمانداری سے عمل کرنے کی طاقت عطا فرمائے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ مجھے دے دیں میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

جناب بلال اکبر بھٹی: جناب سپیکر! یہ صرف تھوڑے سے points لکھے ہوئے ہیں۔ مزدوروں کو مالکانہ حقوق پر گھر دینے کی بات ہو، ادویات کی مفت فراہمی کی بات ہو، ہیلتھ ورکروں کو مستقل کرنے کا معاملہ ہو، میرٹ کی بنیاد پر لیپ ٹاپ کی تقسیم کا معاملہ ہو، اجالا پروگرام کے تحت سولر لیمپ کی تقسیم کا معاملہ ہو، گرین ٹریکٹر کی سکیم ہو، آشیانہ ہاؤسنگ سکیم ہو، دانش سکول کا قیام ہو یا دیو ہیکل میٹرو بس کا منصوبہ ہو سب کو بآسانی قوت اور ہمت سے مکمل کرنے کا اگر سہرا کسی کے سر جاتا ہے تو وہ صرف اور صرف میاں محمد شہباز شریف ہیں۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

جناب سپیکر! میں اس بجٹ کی تعریف کرتے ہوئے کہوں گا کہ یہ بجٹ بہت ہی منصفانہ اور غریب دوست بنایا گیا ہے لیکن کچھ ایسے شعبے ہیں جن کی طرف میں توجہ دلانا چاہوں گا اگر ہم ان پر کچھ کام کریں اور ان میں کچھ اضافی گرانٹس رکھی جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان کو بہتری کی طرف لے جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! تعلیم کے حوالے سے اربوں روپے کی رقم رکھی گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میری یہ تجویز ہے کہ اگر ہم پرائمری سکول میں enrollment کو بڑھانے کے ساتھ ساتھ اس امر کو یقینی بنائیں کہ بچے سکول میں پڑھنے آئیں اور اس کا back up بھی کیا جائے تو میرے خیال میں اس سے بچوں کے سکول چھوڑنے کی شرح میں خاطر خواہ کمی ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! صحت کسی بھی قوم اور کسی بھی فرد کے لئے بہت ضروری ہے۔ جب تک انسان صحت مند نہیں ہو گا اس وقت تک وہ ملک و قوم کی خدمت نہیں کر سکتا۔ اس میں ہمارے کئی دوستوں نے ڈائیلسز سکیم کی طرف توجہ دلائی ہے میں گزارش کروں گا کہ اس کو بڑھایا جائے اور اس کے لئے مزید فنڈز رکھے جائیں۔ میں اس کا بھی ذکر کرتا چلوں کہ جب ڈائیلسز ہوتے ہیں تو وہاں پر دو قسم کی مشینیں رکھی جاتی ہیں ایک negative اور دوسری positive۔ اگر ان کو properly sterilize نہ کیا جائے تو اس کا نقصان ہوتا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جب کسی بھی مریض کا ڈائیلسز کیا جائے تو ہر دفعہ ڈائیلسز سے پہلے اس کا ٹیسٹ ہونا چاہئے تاکہ اس کی وجہ سے کسی دوسرے مریض کو نقصان نہ ہو۔ پنجاب میں دو ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریاں چل رہی ہیں ایک لاہور اور دوسری ملتان میں ہے۔ میرے خیال میں یہ بہت کم ہیں کیونکہ جب ہم فری ادویات دیتے ہیں اور وہ ادویات ہسپتالوں میں جاتی ہیں تو وہاں ڈیڑھ ڈیڑھ، دو دو ماہ تک پڑی رہتی ہیں اور غریبوں تک نہیں پہنچتیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر کسی ٹیبلٹ کا ٹیسٹ کیا جائے تو وہ چار دن میں مکمل ہوتا ہے اور کسی انجکشن کا ٹیسٹ کیا جائے تو اس کے لئے پندرہ دن لگ جاتے ہیں۔ جب وہ رپورٹ آتی ہے تو اس وقت تک ہمارے بجٹ lapse ہو جاتے ہیں۔ اس طرح سے ان دوائیوں کو ہم proper طریقے سے استعمال نہیں کر پاتے۔ اس میں میری تجویز یہ ہے کہ ہم ڈویژن کی سطح پر کم از کم ایک لیبارٹری قائم کریں جس سے ہم وقت پر لوگوں کو یہ سہولت دے سکیں۔ ہم پراجیکٹ بناتے ہیں اور یہ بھی اچھے پراجیکٹ ہیں۔ میں دوبارہ کہوں گا کہ ڈویژن کی سطح پر

لیبارٹریوں کا قیام بہت ضروری ہے۔ وزیر خزانہ، وزیر صحت اور سیکرٹری صحت کو چاہئے کہ اس پر غور و فکر کریں۔ جس طرح لاہور میں چلڈرن ہسپتال ہے اس طرح ہر ضلع میں یہ چلڈرن ہسپتال بنانے چاہئیں کیونکہ لاہور میں ہر جگہ سے لوگ آتے ہیں، میرے علاقے سے بھی آتے ہیں اور وہ سفارشات ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں کہ ہمیں ہسپتال میں جگہ مل جائے۔ وہاں ایک ایک بیڈ پر دو دو، تین تین بچے پڑے ہوئے ہوتے ہیں، کئی بچے آپریشن کرانے کے لئے تڑپتے رہتے ہیں اور وہ ننھی کلیاں بن کھلے ہی مرجھا جاتی ہیں۔ میں ایک اور بات بھی کہوں گا کہ جن ڈاکٹروں کو ہم نے RHCs اور BHUs میں appoint کیا ہوا ہے وہ incentive بھی لیتے ہیں اور ڈیوٹیاں بھی proper طریقے سے ادا نہیں کرتے۔ ان کا چیک اینڈ بیلنس بہت ضروری ہے اور اس کو دیکھا جائے۔ وہ غریب جس کو DHQs ہسپتال جانے کے لئے دور دراز علاقوں میں جانا پڑتا ہے ان کی بیماری کا بنیادی مسئلہ BHU یا RHC میں ہی حل کیا جائے۔ ادویات کی خریداری کے حوالے سے میں ایک بات یہ کہوں گا کہ پنجاب حکومت کی طرف سے پچھلے دنوں ایک پریکٹس شروع کی گئی تھی کہ ادویات کی Central purchase لاہور میں کی گئی جس کو کرپشن مافیا نے بالکل پسند نہیں کیا کیونکہ جب ضلعوں میں ادویات دی جاتی ہیں تو یہ لوگ اپنی مرضی سے دوائیوں کی لسٹ بناتے ہیں۔ ہم اس کو Central purchase کر دیں۔ ہمارے ہیلتھ سیکرٹری، ہیلتھ منسٹر اور کمیٹیاں ایسی دوائیوں کی لسٹ بنائیں جو بہت ضروری ہوں، ان ادویات کو یہاں سے ہی خریدا جائے اور یہاں سے ہی ان کے sample لئے جائیں۔ اس سے کرپشن میں کمی آئے گی اور جو معاملہ delay کا ہوتا ہے اس میں بھی بہت کمی آجائے گی۔ جب ہم سارا کچھ یہاں centrally کریں گے اور یہاں سے ادویات آگے supply کریں گے تو اس سے ایک تو ٹائم کم خرچ ہوگا اور دوسرا کرپشن میں بھی کمی آئے گی۔ جب وہاں بل لینے جاتے ہیں تو وہ لوگ اس کو جان بوجھ کر اپنی نکتہ چینی یا کئی وجوہات سے delay کرتے ہیں اس طرح سے لوگوں تک ادویات بروقت نہیں پہنچتیں۔ ایک انسان کی زندگی بچانے کا مطلب پوری انسانیت کو بچانا ہے۔ ریسکیو اور فائر بریگیڈ جیسے محکموں میں بھی ہمیں جدید چیزیں لے کر آنی چاہئیں تاکہ ہم دنیا کی نظر میں تماشا نہ بنیں۔ اگر کہیں آگ لگ جاتی ہے تو دو دو دن تک نہیں بجھائی جاتی جب تک کہ دوسری بلڈنگ بھی ساتھ نہ جل جائے۔ شکریہ

کورم کی نشاندہی

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! کورم پورا کروائیں۔

جناب سپیکر: کورم، اللہ اکبر۔ آپ سب تشریف رکھیں۔ کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اب میں floor ڈاکٹر ملک مختار احمد صاحب کو دیتا ہوں۔

سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب بلال اکبر بھٹی: جناب سپیکر! میرا ایک منٹ رہتا ہے۔

جناب سپیکر: No, sir آپ کا ایک منٹ کیسے رہ گیا ہے؟ آپ کی تو پہلے گھنٹی بج چکی تھی۔ بڑی مہربانی، ڈاکٹر ملک مختار احمد!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ next احسان الحق باجوہ صاحب!

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر آگئے ہیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! میں نے کل بھی گزارش کی تھی اور آج پھر گزارش کر رہا ہوں کہ میں آج صبح لیڈر آف اپوزیشن کی سیٹ پر گیا، میری specifically اسی بارے میں بات ہوئی کہ یہ ٹریژری بنچوں کا سیشن ہے اور نہ ہی اپوزیشن بنچوں کا سیشن ہے بلکہ یہ ایک بجٹ سیشن ہے۔ اسی بجٹ سیشن میں دونوں سائیڈوں کو تقریریں کرنے، اپنا point of view بیان کرنے اور اپنا side of the virgin بجٹ پر بتانے کی equal opportunity ملتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اس بات کو چھوڑیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل(راجہ اشفاق سرور):جناب سپیکر!میں حیران ہوں کہ میری لیڈر آف اپوزیشن سے بھی بات ہوئی ہے لیکن بجٹspeechesکے دوران ایسے کورم پوائنٹ آؤٹ کرنا یہ کتنی بڑیdisserviceہے.To the people of Punjab and to the budget

جناب سپیکر:نہیں،راجہ صاحب!ان کاrightبنتا ہے۔

وزیر محنت وانسانی وسائل(راجہ اشفاق سرور):اپوزیشن ساری خود گھر چلی گئی اور یہاں پر اس چیز کو non seriousلیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر:نہیںnon serious،آپ ایسے نہ کریں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل(راجہ اشفاق سرور):جناب سپیکر!میری آپ سے گزارش ہے کہ بیٹھ کر اس چیز کو حل کیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر:مہربانی،اب next speakerکو بولنے دیں۔جی،.carry on please

جناب احسان الحق باجوہ:جناب سپیکر!میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ سیشن میں اظہار خیال کا موقع دیا۔سب سے پہلے میں خادم پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے فخرِ عالم اسلام قائد محترم میاں محمد نواز شریف کے وژن کے عین مطابق غریب پرور اور عوام دوست بجٹ پیش کیا۔میں اس پر ان کی کاوشوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔اندھیروں میں ڈوبے ہوئے ملکی حالات کے باوجود 897۔ارب روپے کا علم دوست بجٹ پیش کیا گیا ہے جس میں تعلیم کے فروغ کے لئے 244۔ارب روپے،غریب عوام کے لئے 102۔ارب روپے،کسانوں کو ریلیف دینے کے لئے شمسی توانائی اور Bio gas سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کی مد میں 7.5۔ارب روپے،قبرستان کے لئے 2۔ارب روپے،سماجی شعبہ جات کے لئے 91۔ارب روپے اور غریب عوام کو سبسڈی دینے کے لئے 36۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔خادم پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی good governance کی وجہ سے عوام نے 11۔مئی کو فیصلہ دیا ہے۔میاں محمد شہباز شریف وہ واحد لیڈر ہیں جنہوں نے صوبہ پنجاب میںdeliverکیا اور آئندہ بھیdeliverکریں گے۔میرے قائد میاں محمد شہباز شریف نے صوبہ پنجاب کے عوام کے لئے دن رات انتھک محنت کی جس پر تمام صوبوں کے لوگ برملا کہتے ہیں کہ ہمارے صوبے کا وزیر اعلیٰ بھی میاں محمد شہباز شریف جیسا ہونا چاہئے اور عوام کی یہ رائے میاں محمد شہباز شریف کے وژن کی عکاسی کرتی ہے۔میرا تعلق جنوبی

پنجاب کے ضلع بہاولنگر سے ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارا ضلع پنجاب کے باقی اضلاع کی نسبت پسماندہ ہے میرے قائد میاں محمد شہباز شریف نے جنوبی پنجاب کی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے 93۔ارب روپے کی خطیر رقم رکھی ہے جو کل بجٹ کا 32 فیصد حصہ ہے اور جنوبی پنجاب کی آبادی کے تناسب سے ایک فیصد زیادہ ہے اس پر ہم جنوبی پنجاب کے عوام قائد محترم میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

خادم اعلیٰ پنجاب نے جنوبی پنجاب میں جو پچھلی حکومت میں خدمات انجام دی ہیں اس میں جنوبی پنجاب میں وومن یونیورسٹی ملتان، غازی یونیورسٹی ڈی جی خان، ایگریکلچر یونیورسٹی بورے والا کیمپس، حاصلپور سے چشتیاں تک دانش سکولوں کے جال، ملتان اور بہاولپور کے ہسپتالوں کو اپ گریڈ کرنا، فروغ تعلیم کے لئے سکولوں اور کالجوں کو اپ گریڈ کرنا، تھانہ کلچر اور پٹوار میں تبدیلی اور صوبہ بھر میں تمام ریونیو ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنا شامل ہیں۔ یہ خادم اعلیٰ پنجاب کی جنوبی پنجاب کے لئے خصوصی محبت اور انتھک محنت کا نتیجہ ہے کہ وہاں کے لوگوں نے مسلم لیگ (ن) کو بھاری اکثریت سے کامیاب کیا اور سرائیکی صوبہ کا نعرہ لگانے والے اور بلند و بانگ دعوے کرنے والے طالع آزماؤں کو بُری طرح مسترد کر دیا اور یکجا ہو کر قائد محترم میاں محمد نواز شریف اور خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی محبِ وطن اور ولولہ انگیز قیادت پر بھرپور اعتماد کا اظہار کیا۔ گزشتہ دِنوں میرے اپوزیشن لیڈر نے اپنی تقریر میں پنجاب اسمبلی کی بلڈنگ 4۔ارب روپے سے مکمل کروانے کی بات کی۔ میں گزارش کروں گا کہ اینٹ، پتھر، بجری اور لوہے سے عظیم الشان بلڈنگ تو تیار کی جا سکتی ہے لیکن گھروں کے اندھیرے کو روشنی میں کیسے تبدیل کیا جائے گا؟ فیصلہ آپ نے کرنا ہے لوگوں کو گھروں میں روشنی چاہئے یا عظیم الشان بلڈنگ؟ ہمارا گزارہ موجودہ اسمبلی میں ہو جائے گا، ہمیں لوگوں نے اپنے بنیادی اور اجتماعی مسائل حل کرنے کے لئے بھیجا ہے، اگر ہم نے پاکستان کے امن اور خوشحالی کے لئے صبر و شکر کے ساتھ گزارہ نہ کیا تو تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ہماری پہلی ترجیح گھروں کا اندھیرا اُجالے میں بدلنا اور خوشحالی کے لئے جدوجہد کرنا تھی اور میں چھوٹی سی دو تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! تقریر اس طرح سامنے رکھ کر پڑھنا ایوان کی روایت کے خلاف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، وہ points دیکھ رہے تھے۔ جی، آپ تقریر جاری رکھیں۔

جناب احسان الحق باجوہ:جناب سپیکر!ہمارے پنجاب کے چھتیس اضلاع میں سے صرف چار اضلاع میں محکمہ اریگیشن،پیڈا کے ممبر اور نہروں پر ایف او مقرر کئے گئے ہیں وہ پورے چار اضلاع میں بھی نہیں ہیں صرف چند نہروں پر ہیں، جو ایف او کے ممبر بنے ہوئے ہیں وہ انتہائی کرپشن کر رہے ہیں، ہماری tails پر پانی نہیں پہنچ رہا ہے لہذا مہربانی فرما کر ایف۔او اور پیڈا کے نظام کو ختم کیا جائے یا پھر صوبہ بھر میں لاگو کیا جائے۔اس کے علاوہ میری ایک تجویز یہ ہے کہ مہربانی کر کے خاص طور پر محکمہ صحت کے لئے ضلع اور تحصیل میں ایڈمن پوسٹوں پر ڈاکٹر صاحبان کی بجائے اٹھارہ،انیس گریڈ کے افسران تعینات کئے جائیں جو عوام کی خدمت کر سکیں۔آخر میں، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آئیں ہم سب مل کر مثبت اور تعمیری سوچ کے ساتھ عوام کی تقدیر بدلیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،wind up کریں۔بہت شکریہ

جناب احسان الحق باجوہ:جناب سپیکر!میں ایک شعر آپ کی نذر کروں گا:

اداس نہ ہو اے وطن کی پاک زمین
ہم آ گئے ہیں تجھے سنوارنے کے لئے

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،بہت شکریہ۔جناب غزالی سلیم بٹ صاحب!

جناب غزالی سلیم بٹ:جناب سپیکر!میں نہایت قابل احترام وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور میرے انتہائی قابل احترام میاں محمد شہباز شریف جو واقعی ہی خادم اعلیٰ پنجاب ہیں ان کو متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔میں بجٹ کے حوالے سے دو تین تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔اس میں سب سے پہلی تجویز یہ ہے کہ ہم زراعت کے حوالے سے بہت بحث کرتے ہیں لیکن میرے خیال میں اصل point کی طرف کسی نے روشنی نہیں ڈالی،اصل point یہ ہے کہ زراعت کے لئے ہمیں جو کھاد میسر ہے وہ اتنی مہنگی ہے کہ زراعت کی ضرورت کبھی بھی پوری نہیں کر سکتی اور ہم لوگ وہاں سے جو output لینا چاہتے ہیں وہ کبھی بھی نہیں ملے گی۔آپ کی وساطت سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ زراعت کے لئے ہمارے یہاں جو فرٹیلائزر ہے اور جو کارخانے لگے ہوئے ہیں ان کو proper طریقے سے چلنا چاہئے جیسا کہ وہ پہلے چلتے تھے اس کے لئے سب سے زیادہ ضروری گیس ہے اگر ان کو چوبیس گھنٹے گیس ملے گی تو ہم لوگ انشاء اللہ تعالیٰ اس پر قابو پالیں گے۔کچھ مافیا کے لوگ جو مل کر باہر سے فرٹیلائزر منگواتے ہیں اور یہاں پر 2ہزار روپے کی بوری 8ہزار روپے میں فروخت ہوتی ہے اس پر کنٹرول کیا

جائے، یہ میری آپ سے درخواست ہے۔ دوسری بات جو میں آپ سے کرنا چاہتا ہوں وہ صحت کے حوالے سے ہے، صحت کے بارے میں ہمارے خادم اعلیٰ پنجاب کی پالیسی بہت واضح ہے اور میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اپنے لیڈر کو کہ انہوں نے صحت کے حوالے سے جو بھی کام کئے ہیں ان پر مثبت اور شاندار انداز سے implement بھی ہو رہا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میرے قائد سے ، میں اور میرے حلقے کے لوگ بے حد مطمئن ہیں اور ان کا جو vision ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کو پورا بھی کیا جائے گا اور پورا ہو بھی رہا ہے۔ میں ایک اور بات جو آپ سے کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمیں سب سے پہلے پینے کا صاف پانی میسر ہونا چاہئے جس کی وجہ سے بیماریاں پھیلتی ہیں اور ہسپتالوں میں رش رہتا ہے۔ میرا حلقہ ایک پسماندہ حلقہ ہے وہاں پر سب سے زیادہ ضرورت پینے کے صاف پانی اور فلٹریشن پلانٹ کی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ واسا کو یہ ensure کیا جائے کہ وہ سب سے پہلے یہ کام کرے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں صحت کے بارے میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ صحت کے حوالے سے جو ہماری پالیسی ہے اس کے اوپر من وعن عمل ہونا چاہئے۔ ہمارا بجٹ صحت کے بارے میں اور دوسری چیزوں کے بارے میں بہت اچھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم صحت کے مسائل پر قابو بھی پالیں گے اور ترقی بھی کریں گے۔ آج جو کام روزگار کے حوالے سے میاں محمد شہباز شریف نے کیا ہے میں اس پر انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں، اس سے پہلے جب ہماری وفاقی حکومت نہیں تھی تو ہمیں چار سے چھ گھنٹے light ملتی تھی اب الحمد للہ ہمارے کارخانوں کو چودہ گھنٹے consecutive light مل رہی ہے جس کی وجہ سے روزگار بہتر ہو رہا ہے اور اگر روزگار بہتر ہو گا، بے روزگاری ختم ہو گی تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ دنیا میں اور پاکستان میں بالکل اسی طرح ہو گا جس طرح ہم چاہتے ہیں۔ لوگوں کو بجلی میسر آئے گی، لوگوں کو زیادہ سے زیادہ روزگار ملے گا اور وہ اپنے بچوں کو بہتر سے بہتر تعلیم اور صحت کی سہولت دے سکیں گے۔ میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: غزالی سلیم بٹ صاحب! بہت شکریہ۔ جی، چودھری یاسین سوہل!

چودھری یاسین سوہل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

یا اللہ تیرے نام سے آغاز کرتا ہوں
بندہ ہوں تیرا لیکن بندگی پر ناز کرتا ہوں

جناب سپیکر! میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا کہ میں بجٹ پر بحث کر سکوں۔ بجٹ پر بحث کرنے سے پہلے میں ایک سرائیکی کا شعر ضرور پڑھوں گا:

لفظاں دے شہر والو چپ دی وبا کوں روکو
ورنہ اے ڈین ھک ڈیہنہ بستیاں اُجاڑ ڈیسی

جناب سپیکر! ہمیں بولنا چاہئے، ہمیں چپ نہیں رہنا چاہئے اور ہمیں سچ بولنا چاہئے۔ جب تک ہم اس اسمبلی میں، جس میں ہمیں پنجاب کے کروڑوں عوام نے بھاری mandate دے کر بھیجا ہے، جب تک ہم سچ نہیں بولیں گے اور مثبت تنقید نہیں کریں گے اس وقت تک ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ بجٹ پر بحث تو اس قلیل وقت میں نہیں کی جا سکتی اور clause by clause اس پر بحث نہیں ہو سکتی لیکن میں چند باتیں بجٹ کے بارے میں کروں گا اور اس کے بعد کچھ حلقے کے مسائل کی نشاندہی کروں گا۔ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں ہم آپ کے ضلع میں بھی خدمت کرتے رہے ہیں۔ روجھان، راجن پور میں جب جام پور ڈوبا ہوا تھا ہم اس وقت ان پانیوں میں تھے اور آپ نے ہمیں دیکھا تھا بلکہ آپ بھی ہمارے ساتھ ہوتے تھے۔ کوٹ چھٹہ تک ہم گئے، کہاں کہاں ہم نہیں گئے؟ ڈیڑھ ماہ اور پورے ماہِ رمضان میں ہم وہاں پر رہے، ہم نے روزے بھی وہاں پر رکھے بلکہ نماز عیدالفطر جام پور میں آپ کے ساتھ ادا کی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں یہ سمجھتا ہوں کہ خادمِ پنجاب کی ان کاوشوں کو بھلایا نہیں جا سکتا وہ تو یقیناً بہت بڑے خادم ہیں، بہت خدمت کرتے ہیں اور میں ان کے لئے دعا کرتا ہوں اور یہ بات دن رات اپنے بھائیوں سے بھی کہتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف صاحب کے لئے آپ دعا کریں، جو دن کو سوتے ہیں اور نہ رات کو سوتے ہیں بلکہ وہ دِن رات پنجاب کے عوام کی خدمت کرنے کے لئے جاگ رہے ہیں۔ 11۔ مئی کو پنجاب کے عوام نے جو مہر بیلٹ پیپر پر لگائی ہے وہ مہر بیلٹ پیپر پر نہیں لگی وہ شیر پر بھی نہیں لگی بلکہ وہ ہمارے دِلوں پر لگی ہے اور ہمیں اس بات کا ادراک ہے۔ پنجاب کا بجٹ، جس صوبے میں مسائل اتنے زیادہ ہوں، بجلی نہ ہو، جہاں امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتا جا رہا ہو، جہاں پر ایک طرف تو ڈی ایچ اے کے لوگ شاہانہ زندگی بسر کر رہے ہوں دوسری طرف ڈی ایچ اے کے پار لوگ سسک سسک کر زندگی گزار رہے ہوں تو وہاں پر بجٹ پیش کرنا کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ خادمِ اعلیٰ پنجاب نے ان حالات میں جو بجٹ پیش کیا ہے اگر اس پر ان کا شکریہ ادا نہ کیا جائے تو یہ کفرانِ نعمت ہو گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ کو جو خادمِ اعلیٰ پنجاب نے ہمیں دیا ہے اس میں جو رقوم رکھی گئی ہیں ان کو من و عن

خرچ کر دیا جائے اور اس کی leakage نہ ہو تو پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پیسے کافی ہیں۔ بد قسمتی یہ ہے اور میں اس بات کو بھی مانتا ہوں کہ یہ رقوم چرا لی جاتی ہیں اور پورے پیسے خرچ نہیں ہوتے لہذا جہاں جہاں leakage ہے وہاں اس leakage کو روکنے کی ضرورت ہے۔ اکیلے خادمِ اعلیٰ پنجاب یہ کام سرانجام نہیں دے سکتے اس کے لئے تمام ممبران اسمبلی کو اس میں اپنا حصہ ڈالنا ہو گا اور ان کے ساتھ آگے بڑھنا ہو گا تاکہ پنجاب کے عوام جنہوں نے ہمیں اعتماد کا ووٹ دیا ہے ہم ان کی خدمت کر سکیں۔ میرا ٹائم ختم ہو گیا ہے لیکن میں آپ کا ایک منٹ لوں گا۔ ایک تو میرے حلقے میں بابِ پاکستان ہے۔ بابِ پاکستان جس کو چودھری پرویز الٰہی جاتے جاتے کور کمانڈر کو دے گئے تھے یہ ایک بہت بڑا منصوبہ ہے اور ابھی ادھورا پڑا ہے۔ بابِ پاکستان کو فی الفور مکمل کیا جائے اور اس کے لئے بجٹ میں رقم رکھی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

چودھری یاسین سوہل: دوسری بات میں ڈی ایچ اے کے بارے میں کرنا چاہوں گا کہ ڈی ایچ اے کے اندر بہت ساری سرکاری زمینیں ہیں، نہریں ہیں، کھال ہیں اور اس کے علاوہ صوبائی حکومت کی زمین ہے۔ جو وفاقی حکومت کی زمین ہے، سکول ہیں اگر وہ زمین ہم ڈی ایچ اے سے واگزار کروالیں تو صوبے کی خدمت ہو گی۔ میں میڈیا والوں کو بھی یہ کہتا ہوں کہ اپنی توپوں کا رُخ ڈی ایچ اے کی طرف بھی کریں اگر آپ وہ زمین واگزار کروالیں تو یقیناً پورا پنجاب ترقی کر سکتا ہے کیونکہ وہ اربوں روپے کی زمین دبا کر بیٹھے ہوئے ہیں اور غریب آدمی پانچ مرلے پر قبضہ کرے تو وہ قبضہ گروپ کہلاتا ہے، ان پر ہاتھ ڈالنا ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ رانا لیاقت علی صاحب!

رانا لیاقت علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے اپنے قائد میاں محمد نواز شریف کو وزیر اعظم پاکستان اور خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو وزیر اعلیٰ پنجاب بننے پر مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ قائد محترم کے سنہری اصولوں، جناب خادم اعلیٰ پنجاب کی سو فیصد میرٹ والی پالیسی اور دن رات کی محنت رنگ لائی ہے۔ آج پاکستان اور پنجاب کے مشکل ترین دور میں وزیر خزانہ پنجاب نے بہترین بجٹ پیش کیا ہے جس میں پاکستان کے غریب کے لئے چھت، روزگار، خوراک اور علاج معالجہ کو ترجیح دی گئی ہے۔ یہاں پر میں یہ عرض ضرور کرنا چاہوں گا کہ میرا تعلق ضلع سیالکوٹ کی تحصیل پسرور سے ہے۔ میرے حلقہ میں چونڈہ ٹاؤن ہے، جب بہادری اور جرأت کا نام لیا

جائے تو شہدائے چونڈہ کا نام آتا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا اور تجویز دینا چاہوں گا کہ پلیز!اس شہر میں،اس ٹاؤن میں ان شہداء کے نام سے ایک یادگار پارک بنایا جائے۔ وہاں کی پچاس ہزار آبادی کے لئے،نوجوانوں کے لئے ایک بہترین سٹیڈیم بنایا جائے تاکہ وہ یادگار سٹی بن سکے اور پنجاب کا تاریخی اور خوبصورت شہر بن سکے۔ میں اپنے حلقہ کے حوالے سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا میرا حلقہ انڈیا اور کشمیر کی بارڈر بیلٹ پر ہے۔اس حلقہ میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے بہت زیادہ کام کروائے ہیں تو میری ان سے یہ گزارش ہے کہ میرے حلقہ میں جتنے سکولوں، کالجوں اور ہسپتالوں کی عمارات تقریباً تیار ہیں ان کے آخری مرحلے کو مکمل کروا کر وہاں پر سٹاف تعینات کیا جائے اور کلاسوں کا اجراء کیا جائے۔ میں یہاں پر اوورسیز پاکستانیوں کے متعلق بات کرنا چاہوں گا کیونکہ میں نے زندگی کے پچیس سال مزدوری کی غرض سے جرمنی میں گزارے ہیں۔ ان اوورسیز پاکستانیوں کو پاکستان میں، خصوصاً پنجاب میں عزت اور مال کا تحفظ فراہم کیا جائے کیونکہ وہ ہماری فوج ہے جو پاکستان سے باہر رہ کر دیارِ غیر میں پاکستان کے لئے خون پسینہ ایک کر کے اس ملک کے لئے کام کرتے ہیں۔ سابقہ مرکزی حکومت میں ایک جعلی، ملک وزیر تھا جس نے اوورسیز کے لئے کال دو سینٹ سے بڑھا کر سات سینٹ کی کر دی اور grey routing کا اربوں روپے ہڑپ کر لیا ان لوگوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے اور اربوں روپے ہڑپ کرنے والے لوگوں کا telecommunication کے ذریعے احتساب کیا جائے۔ میں اوورسیز پاکستانیوں کی طرف سے یہ گزارش کروں گا کہ ان کے لئے کال ریٹ مناسب کیا جائے اور جب وہ پاکستان میں آئیں تو ان کے مسائل کی توجہ کے لئے ایک خصوصی کمیشن تیار کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ راحیلہ خادم حسین!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! شروع کرتی ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ میں سب سے پہلے پنجاب کے منتخب وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتی ہوں اور ان کے ساتھ ساتھ وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے 14-2013 کا ایک مثالی بجٹ پیش کیا ہے۔ آج جب ہمارا ملک اتنے مسائل میں گھرا ہوا ہے لیکن اس میں ایک خوشی کی، ایک امید کی جو کرن ہمیں نظر آتی ہے وہ ہے جمہوریت۔ آج پنجاب کے رہنے والے لوگوں کے لئے یہ فخر کی بات ہے کہ ایک جمہوری حکومت، ان کی منتخب کی ہوئی حکومت، ان کے لئے، ان کے مسائل کے حل کے لئے، یہ بجٹ پیش کر رہی ہے۔ ہم نے آمریت کا دور بھی دیکھا

ہے لیکن پنجاب کے لوگوں نے جو بہترین فیصلہ کیا اس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج وفاق میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت موجود ہے، آج میاں محمد نواز شریف پاکستان کے وزیر اعظم ہیں۔ مجھے یہ بات بتاتے ہوئے بڑا فخر محسوس ہو رہا ہے کہ پچھلے پانچ سال میں ہم جو مختلف اداروں میں reforms لے کر آئے، چاہے وہ تعلیم میں تھیں یا باقی اداروں میں، جب ہم پچھلے دور میں 18۔فروری کو منتخب ہو کر آئے تو یہاں معزز ممبران نے کہا کہ جناب! آپ کی تعلیم کی یہ حالت ہے کہ وہاں سکولوں میں گائے بھینسیں بندھی ہوئی ہیں۔میرے بھائی! آپ 2002 اور 2007 کی بات کیوں نہیں دیکھتے؟ آپ نے نہیں دیکھا کہ وہاں سکولوں میں کیسے گائے اور بھینسیں بندھی ہوئی ہوتی تھیں؟ ہم نے تو تعلیم میں ایمرجنسی نافذ کی، تعلیم کے اندر اصلاحات لے کر آئے، ہم نے غریبوں کے بچوں کو دانش سکول دیا، ہم گورنمنٹ کے سکولوں میں وہ reforms لے کر آئے جن کی آج بھی مثالیں موجود ہیں۔

جناب سپیکر! صحت کو لے لیں تو کیا ہم نے سرکاری ہسپتالوں میں مفت ادویات provide نہیں کیں؟ ناقدین تو یہاں تک بات کرتے رہے کہ کسی ہسپتال میں مفت ادویات نہیں ہیں لیکن مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ بات کہنا پڑتی ہے کہ آپ ان سرکاری ہسپتالوں میں جا کر تو دیکھیں، آپ تو باہر رہ کر ان غریبوں کو دیکھنا بھی نہیں چاہتے جہاں پر انہیں حکومت پنجاب نے مفت ادویات دیں، جہاں پر حکومت پنجاب نے انہیں مفت علاج دیا، جہاں پر میاں محمد شہباز شریف نے غریب عوام کی بات سنی۔

جناب سپیکر! ہم نے سستی روٹی سکیم غریبوں کے لئے دی، ہم نے subsidies دیں، ہم نے رمضان پیکیج دیئے۔ الحمد للہ یہ ہماری تمام ایسی اصلاحات تھیں، ایسے تجربے تھے جن کو پنجاب کی عوام نے منظور کیا اور اس کے نتیجے میں آج پاکستان میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہے۔ ہم پر تنقید کرنے والے، پنجاب حکومت پر تنقید کرنے والے پہلے یہ سوچ لیں، میرے لئے یہ بڑے معزز ممبر ہیں یہ سوچ لیں کہ ان کو عوام نے اپنے مسائل کے حل کے لئے منتخب کر کے یہاں بھیجا ہے۔ ہمیں آج بھی اسی محنت سے کام کرنا ہے اور ہم کرتے رہیں گے چاہے ہم پر تنقید کی جاتی رہے یا نہ کی جائے لیکن ہم اس کی پروا نہیں کریں گے اور ہم ہر صورت پنجاب کی عوام اور پاکستان کے لئے کام کرتے رہیں گے۔

جناب سپیکر! مجھے اجازت دیں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ آخری بات کریں چونکہ لسٹ بہت لمبی ہے اس لئے مہربانی کر کے wind up کریں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! ایک چھوٹی سی بات کہہ کر اجازت چاہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مہربانی

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں جانے سے پہلے جنوبی پنجاب کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی کہ ہم نے جنوبی پنجاب کے لئے جو فنڈز دیئے ہیں، ہم نے سیلاب میں وہاں آپ کے ساتھ بھی کام کیا اور آج بڑی خوشی کے ساتھ بات کر رہی ہوں کہ آپ بھی جنوبی پنجاب سے ہیں اور یہاں پر ڈپٹی سپیکر کی صورت میں موجود ہیں، جنوبی پنجاب کے لوگوں کو آپ پر فخر ہے، مسلم لیگ (ن) کی حکومت پر فخر ہے کہ آپ یہاں موجود ہیں۔انشاء اللہ ہم اسی طرح یہاں پر جنوبی پنجاب کی عوام کے مسائل کی بات کرتے رہیں گے اور یہاں پر جنوبی پنجاب کی ترقی کے لئے بھی کام کرتے رہیں گے۔

شیوہ نہیں ہے اپنے مفادات کی تلاش
ہم خدمت بشر کا عزم لے کر آئے ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ، میاں عرفان دولتانہ صاحب!

MIAN IRFAN DAULTANA: Bismillah Al-Rehman Al-Raheem. First of all I would like to thank Hon'able Speaker and I would like to congratulate the Chief Minister Punjab and the Finance Minister for giving such a good budget in which the Southern Punjab is also kept on priority basis and all the policies are made which are in the best interest for both the areas of Northern and Southern Punjab. Inspite of all the problems like power shortage, terrorism and 82 billion deficit from the Federal Government, the Punjab….

جناب ڈپٹی سپیکر: دولتانہ صاحب! انگلش میں بات کرنے کے لئے آپ کو پہلے permission لینی چاہئے۔

میاں عرفان دولتانہ: جناب سپیکر! میں اردو میں بات کرتا ہوں۔فیڈرل گورنمنٹ کا 82 ملین روپے کا shortfall آیا ہے جو پچھلی دفعہ فیڈرل گورنمنٹ نے نہیں دیا اس کے باوجود پنجاب حکومت نے صوبہ کو sustain کیا بلکہ اس دفعہ بہترین بجٹ دینے پر میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو بہت بہت مبارک ہو۔ میں نے بجٹ پڑھنے کے بعد سب سے بہترین چیز دیکھی ہے کہ یہ غریبوں کا بجٹ ہے، اس پر focus کیا گیا ہے کہ غریب اور مڈل کلاس طبقہ کو relief دیا جائے اور انہیں tax net یا کسی لحاظ سے

economically in strain میں نہ ڈالیں۔اس کے علاوہ ہمارے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی پالیسی ہے کہ corruption free ماحول بنایا جائے تھانوں اور کچہریوں سے کرپشن کا خاتمہ کیا جائے۔ میرے مطابق یہ بہت اچھا اقدام ہے، آپ جنوبی پنجاب سے ہیں اور میں بھی، ہم ریونیو ریکارڈ کے حوالے سے جو face کر رہے ہیں کہ پٹواری حضرات جس طرح لینڈ مافیا بنے ہوئے ہیں اور ہم سب بے شک ایم این ایز، ایم پی ایز بھی ہوں یا کسی بھی درجے کا کوئی ہو وہ ان کے آگے مجبور ہوتا ہے۔ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی جو کاوش ہے اللہ کرے کہ 2014 تک یہ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو جائے تو یہ کرپشن کے خاتمے اور ریکارڈ کے لحاظ سے بہت بڑی revolution ہو گی (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے غریب عوام کے لئے جو چیزیں دی ہیں like subsidy on wheat اس کے علاوہ دانش سکول، پنجاب انڈومنٹ فنڈ اور low income والے غریب لوگوں کو گھروں کی فراہمی اور ہیلتھ انشورنس کارڈ جو میرے مطابق پاکستان کے لحاظ سے ایک خواب تھا۔ باہر کے ملکوں میں یہ چیز سننے میں آتی تھی، ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب میں ہیلتھ انشورنس کارڈ کی facility provide کریں تو یہ غریب لوگوں کے لئے ایک بہت بڑا relief ہو گا۔اس کے علاوہ آشیانہ ہاؤسنگ سکیم، سولر لیمپس پر جو subsidy دی جا رہی ہے ماشاء اللہ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں ہمارے وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے جس طرح کا بجٹ دیا ہے یہ ایک عوام دوست بجٹ ہے، غریبوں کا بجٹ ہے اور آنے والے وقتوں میں ہمیں پتا چلے گا کہ اس میں غریب لوگوں کو، ہمارے مڈل کلاس بھائیوں کو کتنا relief ملے گا اور آنے والے پانچ سال بھی انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان مسلم لیگ کے ہی ہوں گے۔

جناب سپیکر! چونکہ میرا تعلق ضلع وہاڑی سے ہے، میں شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ پچھلے tenure میں میاں شہباز شریف صاحب نے COMSATS یونیورسٹی وہاڑی کو دی، انڈسٹریل سٹیٹ کا قیام ہوا، لڈن ٹبہ روڈ کا قیام ہوا، وہاڑی میں ہمارے پاس ایک ہی ہسپتال ہے جو چالیس پچاس لاکھ کی آبادی کے لئے ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! wind up کریں۔

میاں عرفان دولتانہ: جناب سپیکر! پہلے بھی وزیر اعلیٰ صاحب نے وہاڑی اور جنوبی پنجاب کو بڑے خوش آئند طریقے سے فنڈز دیئے ہیں اور میں آگے بھی امید رکھوں گا کہ آنے والے budget میں

میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن جنوبی پنجاب کو priority پر رکھیں گے اور بڑھ چڑھ کر فنڈز دیں گے چونکہ جنوبی پنجاب کو فنڈز کی بڑی ضرورت ہے۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ حاجی عمران ظفر صاحب!

حاجی عمران ظفر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الصّلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ۔ یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف کو وزیر اعظم پاکستان اور میاں محمد شہباز شریف کو وزیر اعلیٰ پنجاب منتخب ہونے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ الحمد للہ آج وفاق اور پنجاب میں مسلم لیگ (ن) کی جو حکومت بنی ہے اس پر خادم اعلیٰ پنجاب کی میرٹ پالیسی کو جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے وہ کم ہے۔ خادم اعلیٰ پنجاب کے پچھلے دور میں سو فیصد میرٹ کی بنیاد پر لوگوں کو سہولتیں ملی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج پنجاب کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ ایک متوازن اور غریب عوام کے لئے بہترین بجٹ ہے۔ میں یہ بجٹ پیش کرنے پر وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! دانش سکولوں کا قیام پچھلے دور میں شروع ہوا اور اب تک چودہ دانش سکول قائم ہو چکے ہیں۔ اس سال چھ نئے دانش سکول بنائے جائیں گے جن کے لئے 3۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ مجھے ان سکولوں میں جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ بچے جن کا کوئی سہارا نہیں اور وہ بچے جن کے والدین کی آمدنی بہت کم ہے آج الحمد للہ ان سکولوں میں پڑھ رہے ہیں۔ وہ بچے جن کو دانش سکول جیسے سکولوں کے گیٹ کے اندر جانے کی اجازت نہیں ملتی تھی آج وہ دانش سکولوں میں بہترین تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے خادم اعلیٰ پنجاب کو جتنا خراج تحسین پیش کیا جائے وہ کم ہے۔ پنجاب ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ کے لئے اس بجٹ میں 2۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہترین قدم اور شعبہ تعلیم کے ساتھ محبت اور دوستی کا ثبوت ہے۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں لایا گیا اور تیرہ لاکھ بچے سرکاری خرچ پر پرائیویٹ سکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان کے لئے اس سال 7۔ارب 50 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اس پر بھی میں میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! لیپ ٹاپ سکیم کے تحت پچھلے دو سالوں میں الحمد للہ اڑھائی لاکھ بچوں کو سو فیصد میرٹ کی بنیاد پر لیپ ٹاپ دیئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ اُجالا سکیم میں بہترین سولر پینل دیئے گئے۔

یہ دونوں سہولتیں حکومت پنجاب کی طرف سے مہیا کی گئی ہیں۔امیروں کے بچے تو اپنے باپ کی کمائی سے یہ سہولت لے سکتے تھے لیکن کیا غریب کے بچے کو بھی یہ سہولت نہیں ملنی چاہئے تھی؟الحمد للہ خادم اعلیٰ پنجاب نے اپنی میرٹ پالیسی کی وجہ سے امیر اور غریب کے درمیان اس تفریق کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے۔

جناب سپیکر!شعبہ صحت میں ہیلتھ انشورنس کارڈ جاری کرنے کا اعلان کیا گیا ہے اور اس کے لئے 4۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔یہ سکیم چار اضلاع میں شروع ہو گی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی اچھی سکیم ہے لہذا اس کو صرف چار اضلاع میں نہیں بلکہ پورے پنجاب میں لاگو کیا جانا چاہئے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے فائدہ اُٹھا سکیں۔صاف پانی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ہمارے ملک میں زیادہ تر بیماریاں گندے پانی کی وجہ سے ہیں۔صاف پانی کے لئے 10۔ارب اور 87 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت پنجاب کا ایک بہترین قدم ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس سے پنجاب کے عوام فائدہ حاصل کریں گے۔ہمارے پنجاب میں گردے کے بے شمار مریض ہیں جبکہ اس کے لئے صرف 30 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔میری وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن سے گزارش ہے کہ اس مد میں زیادہ سے زیادہ پیسے رکھے جائیں کیونکہ گردے کے مریض کو dialysis کروانا پڑتا ہے اور اس کا کم از کم ماہانہ خرچہ بیس سے پچیس ہزار روپے ہو جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب!آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے اس لئے wind up کر لیں۔

حاجی عمران ظفر: جی،بہتر ہے۔میں اپنے بھائی میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو ایک مرتبہ پھر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہمیں سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔اللہ تعالیٰ کی ذات ہمیں اپنے ملک کی بے لوث خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔میاں طاہر صاحب!

میاں طاہر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف،اپنے بھائی وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور ان کی پوری ٹیم کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے 897۔ارب 56 کروڑ روپے کا غریب دوست بجٹ پیش کیا ہے۔جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ پچھلے پانچ سال سے پنجاب میں میاں محمد شہباز شریف نے غریب پر دست شفقت رکھا ہوا ہے۔پچھلے پانچ سالوں میں جو غریب دوست بجٹ پیش کئے گئے ہیں ان کی مثال پنجاب کی تاریخ میں پہلے نہیں ملتی۔گیارہ ماہ کی کم ترین مدت میں میٹرو بس کے منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا گیا ہے۔اس

بجٹ میں کچھ دوسرے شہروں میں بھی میٹرو بس سروس مہیا کرنے کا اعلان کیا گیا ہے میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے یہ منصوبے بھی اپنی مقررہ مدت میں پایۂ تکمیل تک پہنچیں گے۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کے لئے 93۔ارب روپے کی گرانٹ رکھی گئی ہے۔ابھی میرے بھائی سیلاب کے حوالے سے بات کر رہے تھے کہ جب پچھلے سال جنوبی پنجاب میں سیلاب آیا تو مسلم لیگ کی حکومت نے وہاں پر لوگوں کی بہت خدمت کی تھی۔ میں آپ کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ عیدالفطر کے دن میں اور میرا بھائی عابد شیر علی ہم دونوں سیلاب زدگان کے سر پر ہاتھ رکھنے کے لئے اپنی پوری ٹیم کے ساتھ وہاں پر گئے تھے۔ میں فیصل آباد کے ان تمام شہریوں کو سلام پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے ہماری کال پر ہمیں6 کروڑ روپے کی لاگت سے راشن دیا اور وہ ہم نے اپنے سیلاب زدہ بھائیوں کے گھروں میں پہنچایا۔ وہاں پر گاڑیوں کے راستے تک موجود نہیں تھے لیکن ہماری ٹیم نے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں اللہ کے فضل سے ان لوگوں کے سروں پر جا کر ہاتھ رکھے تھے۔ اس وقت وہاں پر میاں محمد شہباز شریف کے علاوہ پاکستان کا کوئی دوسرا حکمران نہیں پہنچا تھا۔ میں دعا گو ہوں کہ ایسا سیلاب دوبارہ نہ آئے اور انشاء اللہ ہم ایسا وقت آپ پر نہیں آنے دیں گے لیکن اگر کوئی ایسی مشکل پیش آئی تو ہم آپ کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوں گے جو کہ ہمارا فرض بھی بنتا ہے۔

جناب سپیکر! میرے بھائی میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے شعبہ تعلیم کے لئے بجٹ میں ایک خطیر رقم مختص کی ہے اس پر میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں میرے علاقے فیصل آباد میں کئی ایسے سکول موجود ہیں۔ جن میں آج بھی بچے بے چارے زمین پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہیں تو وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن سے میری گزارش ہو گی کہ فیصل آباد پاکستان کا تیسرا بڑا شہر ہے اُس کے بچوں کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دیتے ہوئے بجٹ میں اضافہ کیا جائے تاکہ غریبوں کے بچے بھی تعلیم حاصل کر کے اعلیٰ عہدوں پر آ سکیں۔ اسی طرح کسانوں کے حوالہ سے یہاں پر میرے بھائیوں نے تقریریں کی ہیں کہ دو ہزار روپے کی کھاد کی بوری آج آٹھ ہزار روپے میں مل رہی ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ مہربانی کر کے Price Control Committee بنائی جائے جو کسانوں کو پوری قیمت پر کھاد اور بیج مہیا کر سکے۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا تو اب میں اجازت چاہتا ہوں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ کنول نعمان صاحبہ!

محترمہ کنول نعمان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے میں اپنے قائد میاں محمد نواز شریف کو وزیراعظم پاکستان، اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کو وزیراعلیٰ پنجاب، آپ کو ڈپٹی سپیکر اور میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو وزیر خزانہ بننے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! بجٹ پر بحث تو کافی دنوں سے چل رہی ہے۔ اپوزیشن تنقید برائے تنقید کر رہی ہے اور ہم حزب اقتدار اُن کی تنقید خلوصِ دل سے سُن بھی رہے ہیں اور اُس کی وضاحتیں بھی پیش کر رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اپوزیشن بھی یہ بات جانتی ہے کہ جن نامساعد حالات میں ہمیں حکومت ملی ہے ان حالات میں اس سے بہتر بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اگر یہ بہت اچھا بجٹ نہیں ہے تو یہ بجٹ مناسب ضرور ہے کیونکہ ان حالات میں اس سے زیادہ متوازن بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سال اس سے بھی زیادہ بہتر بجٹ پیش کریں گے اور عوام کو اس سے بھی زیادہ relief دیں گے لیکن ان حالات میں یہ بجٹ بہت اچھا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں پچھلے چھ سال سے بحیثیت جوائنٹ سیکرٹری پاکستان مسلم لیگ (ن) سے منسلک ہوں اور میں اپنے قائدین کی بہت مشکور ہوں جنہوں نے مجھے ٹکٹ دے کر اس ایوان میں بھیجا۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ میں یہاں پر اپنی کمیونٹی کی نمائندگی کرنے کے ساتھ ساتھ پاکستان کے اٹھارہ کروڑ عوام کی بھی نمائندگی کر رہی ہوں اور definitely یہاں پر جتنے بھی معززین بیٹھے ہیں اُن اٹھارہ کروڑ عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں تو میں نے یہاں پر بہت سے issues دیکھے ہیں، میں یہ دو چار باتیں اپنے وزیر خزانہ کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں کہ پاکستان میں heart patient بچوں کی ratio بہت زیادہ ہے۔ چلڈرن ہسپتال لاہور جہاں بچوں کا مفت علاج کیا جاتا ہے وہاں مریض بچے کے آپریشن کی باری پانچ چھ سال کے بعد آتی ہے۔ اب یہ غور کیجئے کہ جن والدین کو یہ پتا چلتا ہے کہ اُن کا بچہ heart patient ہے اُس کا علاج آپریشن ہے لیکن اُس کی باری پانچ چھ سال کے بعد آئے گی تو مہربانی فرما کر یہ بتا دیجئے کہ اُن والدین کے دلوں پر کیا گزرتی ہو گی۔ میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گی کہ اس پر بھرپور توجہ دیتے ہوئے اس کا کوئی independent institute بنا دیں یا پھر ہر ہسپتال میں بچوں کے اتنے زیادہ وارڈز بنا دیں کہ کسی مریض بچے کو اتنی long term کے لئے انتظار نہ کرنا پڑے اور یہ نہ ہو کہ جب اُس کی باری آئے تو خدانخواستہ وہ بچہ expire ہو چکا ہو۔

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ کی دوسری توجہ liver transplant کی طرف دلانا چاہوں گی۔ چلڈرن ہسپتال میں اُس کا وارڈ تو بن رہا ہے لیکن ابھی مکمل نہیں ہوا۔ میرے علم میں یہ بات آئی ہے

کہ اگر وہ وارڈ مکمل بھی ہو جاتا ہے تو ہمارے پاس man power کی کمی ہے تو میں یہ گزارش کرنا چاہوں گی کہ ہمارے ڈاکٹروں کو liver transplant کے fresh course کے لئے باہر کے ممالک میں بھیجا جائے تاکہ وہ وہاں سے سیکھ کر آئیں اور اپنے ملک کے مریض بچوں کی خدمت کر سکیں تاکہ وہ لوگ جو اپنے بچوں کا علاج کروانے کے لئے انڈیا نہیں جا سکتے، انگلینڈ یا امریکہ نہیں جا سکتے اُن کو اپنے ملک میں liver transplant کرانے کی facility ملے کہ چاہے وہ کسی مزدور کا بچہ ہو، کسی غریب کسان کا بچہ ہو یا کسی غریب ملازم کا بچہ ہو جو afford نہیں کر سکتا وہ اپنے ملک میں رہ کر اپنے بچے کی بیماری کا علاج کروا سکے۔

جناب سپیکر! میں نے ایک تیسری بات note کی کہ اتنے بڑے شہر لاہور میں صرف ایک لیڈیز پولیس تھانہ ہے جو کہ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت کم ہے۔ میری گزارش ہے کہ ہر علاقے میں ایک لیڈیز تھانہ بنایا جائے تاکہ جو خواتین لیڈیز تھانہ ریس کورس سے دُور رہتی ہیں وہ اپنے علاقہ کے لیڈیز پولیس تھانہ میں جا کر اپنی شکایات درج کرا سکیں اور اُنہیں مردوں کے کسی تھانہ میں نہ جانا پڑے۔ اس بات کا خیال مجھے اُس وقت آیا جب تھانہ نواب ٹاؤن میں ایک اہلکار نے ایک خاتون کے ساتھ تشدد کیا جو کہ بہت ہی غلط بات ہے۔ اُس خاتون کو لیڈیز پولیس تھانہ میں بھیج دیا جاتا یا کوئی خاتون کانسٹیبل اُس کی تفتیش کرتی اس لئے میں آپ کے توسط سے حکومت سے یہ کہنا چاہوں گی کہ لیڈیز پولیس تھانوں کی تعداد بڑھائی جائے تاکہ خواتین وہ ملزم ہوں یا مجرم ہوں اُنہیں لیڈیز پولیس ہی handle کرے۔

جناب سپیکر! میں ایک اور بات یہ کہنا چاہوں گی کہ being a mother of a special child ہمارے ملک میں سپیشل بچوں کے لئے کوئی boarding school نہیں ہے تو وہ والدین جو کام پر گھر سے باہر جاتے ہیں اُن کے لئے سپیشل بچے کو سنبھالنا بہت مشکل ہوتا ہے تو جہاں normal بچوں کے لئے اتنے سارے بڑے سکول بنے ہیں کیا پاکستان میں سپیشل بچوں کے لئے کوئی Govt. Boarding School نہیں بن سکتا؟ آپ یقین مانئے کہ being a special mother مجھے یہ احساس ہے کہ اگر میرا بچہ گھر میں ہے تو اُسے کیا کیا problems ہوں گے لیکن الحمدللہ میرے بیٹے کے لئے کوئی problem نہیں ہے اُس کو صرف speech کا مسئلہ ہے لیکن وہ بچے جو کروٹ نہیں بدل سکتے، وہ بچے جو خود کھانا نہیں کھا سکتے، وہ بچے جو واش روم نہیں جا سکتے اور اُنہیں ہر وقت اپنے والدین کی ضرورت رہتی ہے۔ اگر یہ Boarding School قائم کر دیا جائے اور وہاں پر

اُنہیں یہ facility دے دی جائے تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ حکومت کی طرف سے سپیشل بچوں کے والدین کے لئے یہ بہت اچھا کام ہو گا اور ایک صدقہ جاریہ ہو گا۔

جناب سپیکر! میں آخری ایک چھوٹی سی گزارش یہ کرنا چاہوں گی کہ ہمارے ملک میں چلڈرن ہسپتال صرف دو یا تین شہروں میں ہیں لیکن سب سے زیادہ specialties and doctors چلڈرن ہسپتال لاہور میں ہیں تو میں یہ چاہوں گی کہ ہمارے تمام اضلاع میں ایک چلڈرن ہسپتال بنا دیا جائے اور وہاں پر وہ تمام facilities دی جائیں جو لاہور کے چلڈرن ہسپتال کو ملی ہوئی ہیں تاکہ وہاں کے مریض بچے اپنے ہی اضلاع میں مستفید ہو سکیں۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ محمد اسلام صاحب!

خواجہ محمد اسلام: نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں قائد پاکستان اور مسیحائے پاکستان میاں محمد نواز شریف کو، خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو، جناب سپیکر کو، آپ کو اور تمام وزراء کی ٹیم کو مبارکباد دیتے ہوئے صرف اتنا کہوں گا کہ مجھ سے پہلے میرے جتنے بھی فاضل ممبران نے بجٹ تقاریر کیں اُن سب سے اتفاق کرتے ہوئے میری ایک request ہے کہ اس وقت ملک کی جو معیشت ہے اُس پر ہم وہ بجٹ دیں جو صرف maintenance کے قابل ہو۔ میری گزارش ہے کہ صوبہ پنجاب کے تمام معزز ممبران کو اس بات پر اتفاق ہونا چاہئے کہ ہمیں یہ تمام فنڈز انرجی بحران اور لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے لئے صرف کرنے چاہئیں کیونکہ آج پنجاب ہی نہیں بلکہ پورے پاکستان کی معیشت اور ہر چیز کا مسئلہ اس وقت لوڈشیڈنگ ہے۔ اگر ہم ان حالات میں لوڈشیڈنگ پر قابو نہ پا سکے تو پھر میرے منہ میں خاک کہ "لمحوں نے خطا کی صدیوں نے سزا پائی" والی بات ہو گئی۔ قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے پچھلے پانچ سال میں اپنی انتھک محنت، پالیسیوں اور میاں محمد نواز شریف نے اپنے دوٹوک رویے اور اصولی سیاست سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ اس ملک میں کوئی محب وطن قیادت ہے تو وہ پاکستان مسلم لیگ (ن) ہے اور اگر کوئی محب وطن لیڈر ہے تو میاں محمد نواز شریف ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمیں اپنی اس بات کو ثابت کرنے کے لئے اور اس بات کو زندہ رکھنے کے لئے کہ "ہم ہی ہیں وہ لوگ جو محب وطن ہیں" تو ہمیں سب سے پہلے لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے لئے کام کرنا ہو گا، اس کے لئے پالیسیاں بنانی ہوں گی۔ میاں محمد شہباز شریف کی پچھلے پانچ سال کی دن رات محنت کا ثمر نہ صرف پنجاب میں ہے بلکہ پورے پاکستان میں ہے۔ میں یہ بات ببانگ دہل کہہ رہا ہوں کہ:

یہ راز مجھ پہ کھول اے چارہ گر میرے
دوسروں کے پیڑ پہ کیوں لگتے ہیں ثمر میرے

جناب سپیکر! پنجاب کی محنت کا اثر آج پورے پاکستان پر ہے اور یہ سارے پاکستان کو مل رہا ہے۔ میری اپنے تمام فاضل ممبران سے گزارش ہے کہ یہ ٹھیک ہے کہ اپوزیشن والے تنقید کرتے ہیں یہ ان کا حق ہے لیکن وہ بھی دل سے سمجھتے ہیں کہ اس وقت جو بجٹ ہے اس سے بہتر بجٹ نہیں آ سکتا تھا، اس سے بہتر بجٹ بن نہیں سکتا تھا۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آج ہی باقی تمام priorities جیسے گلیاں اور سڑکیں سب کو چھوڑ کر ہمارا فنڈ صرف ایک ہی کام پر خرچ ہونا چاہئے۔ اگر ہماری بجلی اور گیس کی لوڈشیڈنگ ختم ہو گی تو ہماری معیشت ٹھیک ہو گی، اگر ہماری معیشت ٹھیک ہو گی تو یہ ملک دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں شمار ہو گا اور دنیا کی civil society میں شمار ہو گا۔ ہمیں آج تمام چیزوں سے مبرّا ہو کر اپنی تمام پالیسیوں سے اوپر جا کر اپنے ملک کے لئے سوچنا ہو گا، عوام کے لئے سوچنا ہو گا۔ اس وقت لوڈشیڈنگ کی وجہ سے ہر چیز ختم ہو چکی ہے اور آج پاکستان کی عوام frustration کا شکار ہو چکی ہے۔ آج بھی فیصل آباد میں سوئی گیس کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے agitation ہو رہی ہے، چار دن سے گھنٹہ گھر جو کہ centre of city ہے وہاں پر سوئی گیس بند ہے۔ میری اپنے وزیر خزانہ سے درخواست ہو گی کہ آپ سب سے پہلے energy بحران کا خاتمہ کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر energy بحران کا خاتمہ ہو گا تو پاکستان مسلم لیگ (ن) کی گورنمنٹ امر ہو جائے گی اور تاحیات جب تک پاکستان قائم رہے گا لوگ ان کو یاد کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آخر میں پھر یہی کہوں گا کہ ہمارا بجٹ صرف اور صرف energy بحران اور لوڈشیڈنگ کے خاتمے پر خرچ ہونا چاہئے اور یہی ہماری priority ہونی چاہئے۔ اسی بات پر اکتفا کرتے ہوئے میں وزیر خزانہ صاحب اور تمام ممبران سے گزارش کروں گا کہ ہم اپنے چھوٹے چھوٹے کام، محلے، گلیاں یا جو معاشرے کی ضروریات کو چھوڑ دیں ہمیں صرف اس ملک اور اس کے عوام کے لئے سوچنا ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ حسینہ بیگم صاحبہ!

محترمہ حسینہ بیگم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں اپنے قائد میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور محترمہ مریم نواز صاحبہ کی بہت شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے مجھے اسمبلی میں بھیجا۔ میں بہاولپور کی رہنے والی ہوں۔ یہاں لوگ کہتے ہیں کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) غریبوں کی جماعت نہیں ہے تو میں

کہتی ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ(ن)غریبوں کی جماعت ہے۔ میں خود اس کی ایک مثال ہوں جو آپ کے سامنے ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

پاکستان مسلم لیگ(ن)کے قائد نے مجھے ٹکٹ دیا اور ممبر بنا کر پنجاب اسمبلی میں بھیجا گیا۔ میں ممبر بن چکی ہوں۔ میں اپنے سپیکر صاحب، ڈپٹی سپیکر صاحب اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ وزیز خزانہ صاحب نے مشکل وقت میں اتنا اچھا بجٹ پیش کیا کہ ہم ان کے بجٹ سے بہت خوش ہیں۔

جناب سپیکر!بہاولپور کا ایک مسئلہ پینے کے صاف پانی کا ہے۔ میری گزارش ہے کہ پینے کے صاف پانی کے لئے فلٹر پلانٹ لگائے جائیں تاکہ غریب عوام کے آلودہ پانی سے پیٹ خراب نہ ہوں۔اس کے علاوہ یتیم بچیوں کے لئے بہاولپور میں فلاحی ادارے اور دستکاری سکول بنائے جائیں۔اس کے علاوہ چولستان میں پانی کی بہت سخت ضرورت ہے کہ وہاں رہنے والے پانی کے لئے بہت بلبلاتے ہیں اس لئے وہاں پر فوری طور پر نلکے لگائے جائیں۔اس کے علاوہ جتنے بھی غریب لوگ جو daily wages پر کام کرتے ہیں ان کو تین مہینے کے آرڈر دیئے جاتے ہیں اگر وہ پیسے نہ دیں تو انہیں آرڈر نہیں دیئے جاتے۔ میں کہتی ہوں کہ میں غریبوں کے لئے اسمبلی میں آئی ہوں اس لئے ان کی نوکریاں پکی کی جائیں۔

جناب سپیکر!میں یہ بھی کہوں گی کہ مسلمان اور مسیحی برادری کے قبرستانوں کی چار دیواری بنائی جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!جو بزرگ medicine لینے جاتے ہیں تو ان سے road cross نہیں کیا جاتا تو ان کے لئے ہر ہسپتال کے سامنے پُل بنایا جائے۔ ہم غریبوں کے لئے آئے ہیں اس لئے ہم غریبوں کا کام کریں گے۔ میاں محمد نواز شریف نے مجھ غریب ورکر کو ٹکٹ دیا اس پر میں ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر:آپ کی بہت مہربانی۔ بہت شکریہ۔ محترمہ ثریا نسیم!

محترمہ ثریا نسیم:اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں آپ کی بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان سے مخاطب ہونے کا موقع فراہم کیا۔ میں قائد محترم میاں محمد نواز شریف، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ پنجاب میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مختصر وقت میں متوازن اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! مجھے حکیم الامت مصورِ پاکستان حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا شعر یاد آ رہا ہے کہ:

دیار عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ نئی صبح و شام پیدا کر

اس بجٹ میں نیا زمانہ پیدا کرنے کی جو کاوش کی گئی ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالے اور وطن عزیز دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرے۔

جناب سپیکر! خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف جن کو قافلہ صحافت کے سالار مجید نظامی صاحب نے شہبازِ پاکستان کہا ہے ان کے ترقیاتی کام اور جو انہوں نے اپنے عوام کو ریلیف دینے کے لئے دن رات محنت کی ہے اس کی دوسرے صوبوں کے وزرائے اعلیٰ تقلید کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ ایک صوبہ کے وزیر اعلیٰ نے رات کو غریب عوام کی بہتری کے لئے ہسپتالوں کے دورے شروع کر دیئے ہیں۔ مجھے یہ کہتے ہوئے بھی خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ میاں محمد شہباز شریف نے عوامی خدمت کا جو بیڑا اٹھایا ہے اس کو دیکھتے ہوئے ایک وزیر اعلیٰ نے کہا ہے کہ میں اتنے اچھے کام کروں گا کہ لوگ میاں محمد شہباز شریف کو بھول جائیں گے۔ میں یہ کہوں گی کہ میاں محمد شہباز شریف کو بھلانا اتنا آسان نہیں ہے کیونکہ انہوں نے عوام کی خدمت کا جو بیڑا اٹھایا ہے اس کے لئے پہلے ہمت اور اتنا حوصلہ پیدا کرنا چاہئے۔

"ہے صداقت کے لئے جس دِل میں مرنے کی تڑپ"

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! یہ دیکھ کر بات کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: وہ شعر پڑھ رہی ہیں۔

محترمہ ثریا نسیم: جناب سپیکر!

ہے صداقت کے لئے جس دِل میں مرنے کی تڑپ
پہلے اپنے پیکر خاکی میں جاں پیدا کرے
پُھونک ڈالے یہ زمین و آسماں مستعار
اور خاکستر سے آپ اپنا جہاں پیدا کرے

جناب سپیکر!ہماری قیادت وہ کام بھی کر چکی جن کاموں کا ذکر کچھ جماعتوں نے اپنے منشور میں کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!Sorry for interruption اب آپ کا میں مائیک بند کر دوں گا۔اگر آپ نے بات کرنی ہے تو دیکھ کر نہیں کیونکہ اس سے آپ helpتو لے سکتی ہیں مگر ایسے نہیں کر سکتیں۔جس طرح سے آپ پڑھ رہی ہیں وہ ٹھیک نہیں ہے۔آپ یہ کاغذ مجھے دے دیں میں پڑھ دیتا ہوں۔

محترمہ ثریا نسیم: جناب سپیکر!آپ کی اجازت سے کر رہی ہوں۔اس بجٹ میں پٹوار کلچر کا خاتمہ اور لینڈ ریکارڈ کی computerizationکا ذکر کیا گیا ہے تو ہمارے لیڈر میاں محمد شہباز شریف یہ کام کر بھی چکے ہیں۔جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ چھتیس اضلاع میں کام شروع ہو چکا ہے جن میں سے بارہ اضلاع میں data entry مکمل ہو چکی ہے اور ہیلتھ انشورنس کارڈ سکیم کا اجراء بھی ہو چکا ہے۔2014تک تمام سکولوں میں missing facilities provideکر دی جائیں گی اور یہ کام دو مراحل میں ہو گا۔پہلے مرحلہ میں صوبہ پنجاب کے تمام گرلز سکول اور جنوبی پنجاب کے تمام گرلز اور بوائز سکولوں میں کام ہو گا اور دوسرے مرحلہ میں پنجاب کے تمام گرلز سکولوں میں missing facilities مہیا کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔محترمہ رخسانہ کوکب صاحبہ!۔۔۔ غیر حاضر ہیں۔رانا محمد افضل صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔جناب محمد عمر جعفر صاحب!

MR MUHAMMAD UMAR JAFFAR: Bismillah Al-Rehman Al-Raheem. Mr Speaker! With your permission I like to speak in English for this statement.

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔آپ کو اجازت ہے۔

MR MUHAMMAD UMAR JAFFAR: Thank you. First of all I would like to commend the respected Finance Minister and the Hon'able Chief Minister for producing such a public friendly budget. I would also like to appreciate the helping hands in this budget which is given to the disadvantaged and the poor. For example seven billion worth of medicines were given to the poor across the Punjab through our Government hospitals. This is very important as we have to help the

needy and the disadvantaged. Secondly, the thirty-six billion worth of livestock is given to the poor women of Punjab. This is again very vital to helping them become more self-dependent and giving them a helping hand result. Another important point in this budget was a three billion worth of interest free loan to unemployed youth. This again will create more small businesses and will make them less dependent on Government. While doing this all I also like to appreciate the Finance Minister's efforts to cut down on Government expense by fifty percent. These are major cuts and these are really appreciated by the tax-payers as well. I would also like to appreciate the clean drinking water access to people by giving them five billion worth of funds to get them clean drinking water. I would also like the Finance Minister to give special funds in this regard to Rahim Yar Khan City as we have lack of clean drinking water and we have higher rate of diseases in our city regarding this matter. I would also request the Finance Minister to have Internship Programmes for the city because we want our youth to be more fruitful for the future while they are searching for jobs and having enough money to export the families and this will indirectly reduce the crime rate in our city as well.

Mr Speaker! I would also ask the Finance Minister to provide provisional fund for a new Government College for Girls in Rahim Yar Khan so that they can get proper education and they have the access to higher education as well. I would also ask the Finance Minister for up-gradation of our Government Institution for Commerce for Women for they lack enough class rooms and facilities to have enough students there. These two schemes are very important because if we don’t focus on our women and we don’t give them enough education we can’t develop our country and our province. The more focus we give to our women our community will develop more. Lastly, I would also ask the

Finance Minister to consider the district of Rahim Yar Khan in the new schemes which the Chief Minister has announced regarding the Health Insurance Card. This is again a very important scheme and I think this will again be appreciated by the people of Rahim Yar Khan. Lastly, the people have criticized this budget for over focusing on Southern Punjab. I disagree with this point sir, because thirty-two percent of population of Punjab lives in Southern Punjab. If we are only getting thirty-one percent of the funds that does not mean that we are getting over focused on Southern Punjab. Again, I would like to ask the critics to think again not putting one region of Punjab against another. Mr Speaker. Thank you very much.

MR SPEAKER: Thank you too. Ms Mary Gill!

محترمہ میری گل: جناب سپیکر!11۔اگست1947کو بانئ پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ نے پہلی قانون سازاسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ:

> We are starting with the principles that we are all citizens in equal of state

یہ وہ سیاسی نظریہ تھا کہ جس نے برصغیر کے مسیحیوں کو پاکستان کے ساتھ شامل ہونے کا حوصلہ دیااور اسی سیاسی نظریے کی بنیاد پر آج سے66 سال پہلے انہی دنوں میں23۔جون1947کو مغربی پنجاب کو ہندوستان یا پاکستان میں شامل ہونے کی بابت ووٹنگ کی گئی تواُس وقت کے مسیحی سپیکر مسٹر ایس پی سنگھا کی صدارت میں جو اجلاس منعقد ہوااس میں cost کئے گئے 91 ووٹوں میں سے تین مسیحی ممبران کے بھی ووٹ تھے۔یہ قائداعظم کی سیاسی بصیرت کااعتماد تھا جوانہوں نے مسیحیوں کو دیاکیونکہ وہ ایک ایسی جدید فلاحی ریاست چاہتے تھے جس میں امورِ مملکت میں مذہب کا کوئی دخل نہ ہواور اسی سیاسی نظریے کوبنیاد بناکر مسیحیوں نے برصغیر کے لئے ایک اہم فیصلہ کیالیکن بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پچھلے66سالوں میں مسیحیوں سے بلکہ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اقلیتوں سے جمہوری حکومت نے کبھیnationalizationکے نام پر ہمارے ادارے چھین کر زیادتی کی تو کبھی ایک آمر نے Islamizationکے نام پر امتیازی قوانین بناکر ہمیں دوسرے درجے کا شہری بنادیاجبکہ میرے قائدین محترم میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی فہم وفراست اور کشادہ دلی ہے کہ آج نہ صرف

وفاق میں Ports and Shipping بلکہ پنجاب میں صحت جیسی اہم اور حساس وزارتیں ہمارے نہایت ہی قابل محترم مسیحیوں کو دی گئی ہیں۔اس بات کا کریڈٹ بھی میرے قائدین کو جاتا ہے کہ آج اس ایوان میں اگر مسیحیوں کے ساتھ ایک ہندو برادری اور ایک سکھ برادری سے تعلق رکھنے والے ممبران پہلی بار پہنچے ہیں تو ان کا کریڈٹ بھی میاں محمد شہباز شریف کو جاتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!یہی وہ سیاسی اور جدید فلاحی ریاست کا ایک وژن تھا جو قائداعظم نے دیا لیکن اسے آج تک کسی بھی حکمران نے پورے طور پر adopt نہیں کیا مگر میرے قائد محترم نے اس نظریے کو بنیاد بناکر، برابری کی سطح پر اور میرٹ کی بنیاد پر ہمارے مسیحیوں کو پوری طرح سے accommodate کیا اور انہیں پوری پوری شناخت بھی دی بلکہ صحت کی وزارت بھی دی۔ پاکستان میں صحت کے حوالے سے مسیحیوں کی جو خدمات ہیں تو ایک مسیحی کو وزارت صحت سونپنا ان تمام خدمات کا اعتراف ہے جو کہ میاں محمد شہباز شریف نے انہیں سونپ کر کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!یہ بجٹ جو کہ اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے اس کے لئے وزیر خزانہ بہت ہی مبارکباد کے مستحق ہیں۔وہ اس لئے کہ یہ بجٹ انہی تمام مساوی اصولوں کے مطابق بنایا گیا ہے جس میں مسیحیوں اور اقلیتوں کے لئے پورے طور پر ایک مناسب شکل میں Human Rights and Minority Affairs کے لئے 215 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس ایوان میں ان مشکل حالات میں جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس میں 200 ملین روپے کا Minority Development Fund ہے اس کا وزیر خزانہ کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ اس خطیر رقم کو Minority Development Fund کی مد میں مختص کیا اور 15 ملین روپے کی رقم انہوں نے minority students کے لئے education scholarship کی مد میں مختص کی ہے۔اگرچہ بہت تنقید کی جا رہی ہے کہ یہ رقم زیادہ نہیں ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ آئندہ سے اس رقم کو نہ صرف دگنا کیا جائے گا بلکہ Human Rights and Minority Affairs کا جو فنڈ ہے اسے مزید domain میں تقسیم کیا جائے اور minority rights اور Human Rights awareness کے لئے جو مد مختص ہے جو کہ strategic intervention کا حصہ ہے اور پالیسی کا حصہ ہے اس مد میں بھی ایک رقم مختص کی جائے گی جس سے پنجاب کے اقلیتی عوام اور انسانی حقوق کے شعور کے لئے ایک رقم مختص کی جائے گی۔

آخر میں صرف میں اپنے قائدین کے لئے ایک شعر کہنا چاہوں گی کہ:

میرے ہاتھ میں قلم ہے میرے ذہن میں اجالا
مجھے کیا دبا سکے گا کوئی طاقتوں کا پالا
مجھے فکر امن عالم تجھے اپنی ذات کا غم
تو غروب ہو رہا ہے میں طلوع ہونے والا
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔ محمد نعیم انور صاحب!

جناب محمد نعیم انور: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! مجھے بجٹ کے حوالے سے بات کرنے کا موقع دیا ہے تو میں اس کے لئے آپ کا ممنون و مشکور ہوں۔ پنجاب کے اس بجٹ میں لائیو سٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ کے لئے ایک ارب 44 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ رقم ناکافی ہے اسے بڑھایا جانا ضروری ہے۔ میرا تعلق پی پی۔284 تحصیل فورٹ عباس سے ہے اور اس حلقہ میں چولستان بھی شامل ہے جہاں لوگوں کا انحصار مال مویشی اور بھیڑ بکریاں پالنا ہے۔ میری تجویز ہے کہ چولستان کے ان مقامی لوگوں کو مال مویشی اور بھیڑ بکریوں کے لئے بلا سود قرضے فراہم کئے جائیں جس سے انہیں روزگار ملے گا اور پاکستان کو دودھ اور گوشت ملے گا۔ یہی وہ چولستان ہے جہاں انسان اور جانور ایک تالاب میں پانی پیتے ہیں، جیتے ہیں مگر تمام بیماریوں کے ساتھ زندہ ہیں تو میری درخواست ہے کہ لائیو سٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ کے فنڈ میں اضافہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! صحت کے لئے بجٹ میں 117۔ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے جس میں جنوبی پنجاب کے لئے بھی ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ جنوبی پنجاب میں ملتان، رحیم یار خان اور بہاولپور کے ہسپتالوں کے ساتھ ساتھ تحصیل ہیڈ کوارٹرز کے ہسپتالوں پر بھی توجہ دینا ہو گی اور ڈاکٹروں کی کمی کو پورا کرنا ہو گا۔ اس وقت تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال فورٹ عباس میں اٹھائیس ڈاکٹروں کی پوسٹیں ہیں لیکن وہاں پر صرف سات ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔ تیرہ لیڈی ڈاکٹروں کی اسامیوں پر صرف ایک لیڈی ڈاکٹر کام کر رہی ہے جو کہ ہمارے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے۔ نرسنگ اور ٹیکنیکل سٹاف کی پچیس سیٹیں خالی پڑی ہیں لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ بڑے ہسپتالوں کے ساتھ ساتھ ان تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں پر بھی توجہ دی جائے۔ فورٹ عباس تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ایک این جی او نے کروڑوں روپے کی مالیت سے ایک جدید ترین کارڈیالوجی سنٹر بنایا جسے چار سال قبل مکمل کر کے انہوں نے محکمہ صحت کے سپرد کر دیا لیکن بد قسمتی سے چار سال گزرنے کے باوجود وہاں پر کوئی بھی کارڈیالوجسٹ اور نہ

ہی ان سے متعلقہ سٹاف تعینات کیا گیا ہے۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے جس پر توجہ فرمائیں کہ چار سال سے کارڈیالوجی سنٹر بند ہے اور وہاں پر تالا لگا ہوا ہے جس کی وجہ سے کروڑوں روپے مالیت کی جدید ترین مشینری زنگ آلود ہو رہی ہے۔ میری آپ کے توسط سے درخواست ہے کہ مہربانی کر کے اس علاقہ میں جو کہ انتہائی پسماندہ ہے جہاں چولستان بھی ہے، وہاں آنے والے دل کے مریضوں کو فسٹ ایڈ دینے کی سہولت نہ ہے اور اگر انہیں ہمارے نزدیک ترین بہاول وکٹوریہ ہسپتال لے جایا جائے تو وہ جاتے جاتے راستے میں expire ہو جاتے ہیں۔ مہربانی کر کے اس کارڈیالوجی سنٹر کو فی الفور چالو کیا جائے، کارڈیالوجسٹ اور ان کا سٹاف تعینات فرمایا جائے۔

جناب سپیکر! آبپاشی کے نظام کی بہتری کے لئے 9۔ارب 20 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جس سے جنوبی پنجاب میں نہروں کی بحالی کا کام ہو گا۔ جنوبی پنجاب میں ضلع بہاولنگر بھی شامل ہے جہاں ہاکڑا نہر جو تحصیل فورٹ عباس کو سیراب کرتی ہے وہ واحد نہر ہے جس کا منظور شدہ پانی 3200 کیوسک ہے لیکن 3200 کیوسک کی بجائے ہمیں 2200 کیوسک پانی فراہم کیا جا رہا ہے کیونکہ اس کے پشتے بہت کمزور ہیں۔ دریا میں پانی ہوتا ہے جو کہ سمندر میں جا کر ضائع ہو جاتا ہے لیکن ہمیں وہ پانی نہیں ملتا کیونکہ ہاکڑا نہر کے پشتے مضبوط نہیں ہیں جس کی وجہ سے 3200 کیوسک پانی نہیں گزر سکتا۔ ہماری آپ کے توسط سے درخواست ہے کہ اس نہر کے پشتوں کو مضبوط کیا جائے تاکہ 3200 کیوسک منظور شدہ پانی کا حق ہمیں ملے۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت مزید آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد نعیم انور: بقول شاعر:

"ہم رہے پیاسے کے پیاسے لاکھ ساون آ گئے"

جناب سپیکر! پانی کی کمی کی وجہ سے نہروں کی وارابندی کرنی پڑتی ہے۔ فورٹ عباس کا زیر زمین پانی بہت کڑوا ہے، زمیندار اور کاشتکار زیر زمین پانی اور نہری پانی کو ملا کر mix کر کے فصلوں کے لئے استعمال کرتے ہیں جس سے زمینیں ضائع ہو رہی ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ ہماری نہری پانی کی وارابندی کا خاتمہ انتہائی ضروری ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ ہاکڑا نہر کے پشتے مضبوط کئے جائیں تاکہ ہمارا 3200 کیوسک پانی اس سے گزر سکے۔ ہاکڑا نہر کا واٹر الاؤنس بہت کم ہے جبکہ اس وقت مظفر گڑھ کینال سسٹم کا 8.57، بہاول کینال رحیم یار خان 5.50، ہیڈ اسلام سے ایک قائم نہر گزرتی ہے

جس کا 11 کیوسک فی ہزار ایکڑ ہے اور ہاکڑا نہر کا3.60 کیوسک ہے جو کہ ہمارے ساتھ بہت زیادتی اور ناانصافی ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی اور شکریہ۔ علی سلمان صاحب۔۔۔!تشریف نہیں رکھتے۔ رائے عثمان خان کھرل!

رائے محمد عثمان خان کھرل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، فنانس منسٹر اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک مشکل وقت میں ایک متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔ اس بجٹ میں تمام محکموں کے لئے ایک مناسب رقم رکھی گئی ہے خصوصاً تعلیم اور صحت کے لئے بڑی اچھی رقم رکھی گئی ہے جو بہت خوش آئند ہے۔ میرا حلقہ دریائے راوی کے کنارے پر ہے جو پسماندہ علاقہ ہے۔ میرے حلقہ پی پی۔56 میں کوئی بھی کالج نہ ہے اس لئے میری آپ کی وساطت سے اپیل ہو گی کہ میرے حلقے میں ایک بوائز کالج اور ایک گرلز کالج بنایا جائے۔

جناب سپیکر! میں یہ بات بھی آپ کی وساطت سے اس ایوان میں کرنا چاہوں گا کہ میرے محترم قائد میاں محمد نواز شریف election campaign کے سلسلے میں شہر جڑانوالہ تشریف لائے تھے اور انہوں نے جلسہ عام میں جڑانوالہ کو ضلع بنانے کا وعدہ کیا تھا۔ میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ جڑانوالہ تحصیل آبادی کے لحاظ سے گیارہ اضلاع سے بڑی ہے، میں پورے یقین سے کہوں گا کہ پنجاب حکومت میرے قائد میاں محمد نواز شریف کے وعدے کی جلد از جلد تکمیل کرے گی اور جڑانوالہ کو ضلع بنایا جائے گا۔ میں آخر میں میاں محمد شہباز شریف کا جو انہوں نے میٹرو بس سروس فیصل آباد میں چلانے کا وعدہ کیا ہے اس پر بھی ان کا شکریہ ادا کروں گا۔ آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ کا بھی بہت شکریہ، شاباش۔ محترمہ کنیز اختر!

محترمہ کنیز اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرا رحمٰن اور رحیم خدا ہے، حرفِ آغاز اس کے نام سے ہے۔ جناب سپیکر! میرا تعلق فیصل آباد سے ہے اور فیصل آباد مل والوں کا ہی نہیں بلکہ دل والوں کا بھی شہر ہے۔ میں میاں محمد شہباز شریف کی بہت مشکور ہوں اور تہہ دل سے ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے اپنے گزشتہ دور میں فیصل آباد میں جہاں فیصل آباد سے ملتان موٹروے کا آغاز کیا وہاں ایک انڈر پاس بھی تعمیر کروایا جو کہ فیصل آباد کی ترقی کے لئے بہت اہم قدم ہے۔ اہل فیصل آباد سب سے زیادہ tax paid

ہیں اس کے علاوہ فیصل آباد پاکستان کا تیسرا بڑا شہر ہے مگر وہاں کے کچھ مسائل ایسے ہیں جو بہت سنگین ہیں۔ میں یہ کہوں گی کہ:

سلطنت ایسے ہی لوگوں سے آباد رہا کرتی ہے
اسے کہنا کہ فقیروں سے بنائے رکھے

جناب سپیکر! فیصل آباد کا ایک اہم مسئلہ جو اس وقت ہمیں درپیش ہے وہ Women University کے قیام کا ہے۔ ہمارے بجٹ میں بہاولپور، سیالکوٹ، ملتان اور فیصل آباد کی Women Universities کے لئے بجٹ رکھا گیا ہے۔ فیصل آباد کا ایک تعلیمی ادارہ "مدینہ ٹاؤن کالج برائے خواتین" جو کہ 1934 میں قائم کیا گیا تھا اور 1985 میں وہ ادارہ مدینہ ٹاؤن کی آبادی میں شفٹ کر دیا گیا۔ اب اس ادارے کو یونیورسٹی کا درجہ دیا جا رہا ہے جو کہ اس علاقے کی دس لاکھ طالبات کی آبادی کے لئے بہت بڑی زیادتی ہو گی۔ اس علاقے میں کوئی بھی نزدیک ترین اتنا اچھا کالج نہیں ہے۔ وہاں پر 5300 روپے فی semester فیس ہے۔ اگر اس کو یونیورسٹی کا درجہ دے دیا جاتا ہے تو پھر اس کی فیس 28 ہزار روپے ہو جائے گی جو کہ وہاں کی نادار طالبات کے لئے بہت بڑی زیادتی ہو گی۔ ہم ایک طرف تعلیم عام کرنے کا نعرہ لگاتے ہیں اور دوسری طرف ہم تعلیم کے لئے ایسا قدم اٹھا رہے ہیں جس سے طالبات کی حق تلفی ہو گی۔ میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں کہ Women University کے لئے جہاں تک میرے علم میں ہے کہ چار سو ایکڑ زمین "مکوآنہ" کے علاقہ میں انجینئرنگ یونیورسٹی سے ملحقہ خریدی گئی تھی جبکہ مدینہ ٹاؤن کالج 169 کنال پر محیط ہے اور وہاں کی طالبات کے لئے بھی ناکافی ہے کیونکہ وہاں پر already 12 disciplines BS honor course اور تین کلاسیں ایم اے کی ہو رہی ہیں۔ وہاں پر ان کلاسوں کے لئے بھی تعداد کم ہے۔ میں یہ چاہوں گی کہ اس معاملہ پر نظر ثانی کی جائے اور اس کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دینے کی بجائے وہ جو چار سو ایکڑ اراضی خریدی گئی ہے وہاں پر یونیورسٹی تیار کی جائے کیونکہ جس علاقے میں وہ کالج ہے جسے یونیورسٹی بنایا جا رہا ہے وہ اس علاقے کی طالبات کے لئے بھی ناکافی ہے۔ دوسری بات میں پرائیویٹ ایجوکیشن سیکٹر کے بارے میں کرنا چاہتی ہوں۔ فیصل آباد میں بہت سے گورنمنٹ سکول ایسے ہیں جو بند پڑے ہیں، جو کھلواڑ اپنے پڑے ہیں۔ جہاں ہم تعلیم عام کرنے کی بات کرتے ہیں وہاں ہمیں چاہئے کہ لوکل گورنمنٹ ان سکولوں کا سروے بالکل نچلی سطح سے کرے۔ یہاں پر ہر ایک نے دانش سکول کی بات کی اور ہر ایک نے میٹرو بس کی بات کی۔ یہ کوئی بات نہیں ہے کہ ایک کام جو ہو چکا ہے اسی کو سراہا جائے لیکن پرائیویٹ سیکٹر کا آپ کو شکریہ ادا کرنا

چاہئے جو چھوٹے چھوٹے محلوں میں بھی تعلیم دے رہے ہیں جبکہ یہ کام گورنمنٹ کا ہے۔ گورنمنٹ کو چاہئے کہ بہت زیادہ ایسے سکول بنائے جہاں مڈل کلاس اور لوئر کلاس کے بچے تعلیم حاصل کر سکیں۔ان کو سستی تعلیم دی جائے لیکن میں یہ کہتی ہوں کہ اگر ہم بہت مجبور ہو کر اپنے بچوں کو پرائیویٹ سیکٹر میں بھیجتے ہیں تو ہمیں ایسا قدم اٹھانا چاہئے جس سے کہ ہم گورنمنٹ سکولوں میں بھی وہ طریقہ تعلیم رائج کر سکیں۔ طبقاتی تقسیم نے ہماری تعلیم کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے جو اہل پاکستان کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔

جناب سپیکر!ہم بجٹ کی بات کر رہے ہیں لیکن ایک بات جو بہت اہم ہے وہ ہے دہشت گردی۔اس وقت energy crisis سے بھی بڑا مسئلہ دہشت گردی کا ہے۔ ہمارے ملک میں اس وقت جو دہشت گردی کی فضا بنی ہوئی ہے کل جو گلگت میں دہشت گردی ہوئی ہے جہاں سیاح مارے گئے ہیں۔یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ وہاں پر غیر ملکی لوگوں کو قتل کر دیا گیا ہے۔ میں بہت ہی اچھی بات کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ بازاروں میں پولیس، فوج، سکاؤٹس اور عام سرکاری ملازموں کے یونیفارم فروخت ہوتے ہیں۔ جن طالبان نے وہاں سیاح قتل کئے ہیں انہوں نے سکاؤٹس کا یونیفارم پہنا ہوا تھا اس لئے ایسا کوئی قانون بنایا جائے، بجٹ میں ایسی کوئی شق رکھی جائے کہ عام دکانوں پر وہ یونیفارم نہ فروخت ہوں بلکہ جن کے پاس لائسنس ہوں وہی ان کو فروخت کر سکیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس بجٹ میں ہر چیز پر بہت اچھے طریقے سے بحث ہوئی لیکن ابھی ملک کا وہ متحرک طبقہ باقی ہے جو ہر حساس پہلو کو اجاگر کرتا ہے ان کے لئے ہمارے اس موجودہ بجٹ میں کوئی بھی ایسی مد نہیں رکھی گئی، کوئی ایسی ادبی بیٹھک بنائی گئی اور نہ ہی ادیبوں کے لئے کوئی مراعات دی گئی ہیں۔ میں کہتی ہوں کہ اس پر نظر ثانی کیجئے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی،آپ کا بہت شکریہ۔ محترمہ تمکین اختر نیازی صاحبہ!

محترمہ تمکین اختر نیازی: جناب سپیکر! پاکستان مسلم لیگ (ن) کی پنجاب حکومت نے چند ہی روز میں سارے شعبوں کے لئے ایک comprehensive budget پیش کیا ہے۔ میری دانست میں یہ people friendly budget ہے۔ غریب عوام کو immediate relief کے لئے سستے آٹے کی مد میں28۔ارب روپیہ allocate کیا گیا ہے،رمضان package کے لئے بھی 5 بلین روپیہ allocate کیا گیا ہے۔ بجٹ کا یہ پہلو خاص طور پر قابل داد ہے اس پر کچھ تنقید بھی سامنے آئی ہے لیکن غریب عوام کے لئے آٹا ہی main چیز ہے جس پر وہ survive کرتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!علاج معالجہ کے بوجھ کو کم کرنے کے لئے ہیلتھ انشورنس سکیم launch کی جارہی ہے جس کے لئے 4 بلین روپے مختص کئے گئے ہیں اور اس سکیم کو پہلے چار پسماندہ اضلاع میں شروع کیا جائے گا۔ میری حکومت سے استدعا ہے کہ میانوالی کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ اس کے علاوہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ پسماندہ دیہی علاقوں کی خواتین کے لئے مال مویشی خریدنے کے لئے 50 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں، یہ بہت ہی خوش آئندہ بات ہے اور خواتین کی uplift کے لئے جو قدم اٹھایا گیا ہے یہ پہلے کبھی سامنے نہیں آیا۔اس سلسلے میں خواتین کی فلاح کے لئے اور بھی تجاویز پیش کی گئی ہیں جیسے وومن ہاسٹل، دارالامان اور جنرل ویلفیئر کے لئے ایک بلین روپے مختص کئے گئے ہیں۔ آشیانہ جیسی revolutionary scheme جو حکومت کے پچھلے دور میں نہایت شفاف طریقے سے implement کی گئی اور لوگوں کو ان کے پرائیویٹ گھروں کے مالکانہ حقوق دیئے گئے پھر سے پورے پنجاب میں launch کی جارہی ہے اور اس مد میں 3 بلین روپے allocate کئے گئے ہیں۔ پنجاب کی حکومت نے تعلیم کو خاص طور پر focus کیا ہے اور غریب بچوں کو تعلیم پہنچانے کے لئے دانش سکولوں کا انعقاد پچھلے دور میں ہو چکا تھا لیکن اس میں دوبارہ اس کو اور فنڈز کے ساتھ 3 بلین روپے allocate کئے گئے ہیں جن سے غریب اور باصلاحیت بچے مستفید ہوں گے،اس کی مخالفت کرنا ان بچوں کے مستقبل کو تاریک کرنے کے مترادف ہوگا۔ دانش سکولوں کے لئے 3 بلین روپے مختص کئے گئے ہیں اور باقی آٹھ گنا بجٹ باقی تعلیمی شعبوں میں allocate کیا گیا ہے، جیسے وظائف ،لیپ ٹاپ، سائنس لیب، upgradation of schools اور کمپیوٹر لیب پر خرچ کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ !آپ کا ٹائم ختم ہوا۔ آپ کی مہربانی، بہت شکریہ۔ جناب عبدالقدیر علوی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! wind up speech شروع کروائیں۔

جناب سپیکر: تھوڑی دیر کے لئے پھر آپ ادھر آجائیں۔ جی، چودھری محمد یوسف کسیلیہ صاحب!

چودھری محمد یوسف کسیلیہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اظہار خیال کے لئے موقع دیا۔ سب سے پہلے میں اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو تاریخی کامیابی پر مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں جس طرح میرے قائد نے بلوچستان اور KPK میں حکومت بنانے کے اہل ہونے کے باوجود دوسری پارٹیوں کو حکومت بنانے کی دعوت دی۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت پاکستان کو ان کے ان نیک جذبات کی وجہ سے مشکلات سے باہر نکالے اور یقیناً یہ کامیابی

خادم اعلیٰ پنجاب کی انتھک محنت اور بے لوث خدمت کا نتیجہ ہے۔ غرض کوئی شعبہ ہائے زندگی ایسا نہیں جو کہ ان کی خدمات سے محروم رہا ہو۔ پنجاب کی ترقی کے لئے انہوں نے ان گنت انقلابی اقدامات اٹھائے ہیں جس میں نوجوانوں کو سود سے پاک قرضے، Yellow Cab Scheme، گرین ٹریکٹر سکیم اور نوجوانوں کو میرٹ پر لیپ ٹاپ دینا، سولر انرجی لیمپ اور اس طرح کی سکیمیں شامل ہیں۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن میں visionary road map کو اپناتے ہوئے ہماری حکومت کوشش کر رہی ہے کہ پاکستانی تعلیم کو دنیا کے برابر لا کھڑا کر دیا جائے۔ اس ضمن میں غریب آدمی کے لئے آج کے دور میں دانش سکول سسٹم، Punjab Education Endowment Fund اور پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام یقیناً پنجاب کے لئے کارآمد ثابت ہو رہا ہے۔ اسی طرح سکولوں میں missing facilities کے حوالے سے جو رقم رکھی گئی ہے وہ بھی یقیناً ایک اہم قدم ہے تاکہ سکولوں کی جو سہولیات ہیں ان کو پورا کیا جا سکے۔ اس میں میری گزارش ہو گی کہ ٹیچروں کی کمی کو پورا کرنے کے لئے سب سے پہلے کوشش کی جانی چاہئے تاکہ اساتذہ کی تعیناتی سے بچوں کی تعلیم بہتر ہو سکے اور اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ جو تعیناتی ہو وہ قریب کے گاؤں سے ہو یا اسی گاؤں سے ہو تاکہ لوگ آنے جانے کے مسائل سے مبرّا ہو کر اپنی ذمہ داری احسن طریقے سے نبھا سکیں۔

جناب سپیکر! دوسرا ہمارا شعبہ زراعت کا ہے اس میں کسان پر زرعی ٹیکس لگایا گیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ کسان کے حالات کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں چونکہ پنجاب میں اکثریت کا پیشہ زراعت ہے اور ہر بندے کا اس سے تعلق ہے۔ زراعت کے شعبہ کو جہاں تک ممکن ہو سکے ٹیکس سے بچا کر زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کی جانی چاہئیں۔ زرعی ملک ہونے کے حوالے سے زراعت ایک ایسا شعبہ ہے جو فوری طور پر توجہ کا طلب گار ہے اور یہ شعبہ ہمیں جلد reward دیتا ہے۔ زراعت کے شعبہ میں شمسی توانائی اور Biogas کے حوالے سے ابھی جو فنڈز رکھے گئے ہیں وہ یقیناً اس بجلی کے بحران میں سود مند ثابت ہوں گے۔ میری درخواست ہو گی کہ شمسی توانائی کے ٹیوب ویلوں کو سب سے پہلے سرکاری کھالا جات پر نصب کیا جائے تاکہ اس موگا پر جتنے بھی زمیندار ہیں ان کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچایا جا سکے۔ اس کے بعد ساڑھے بارہ ایکڑ والے زمیندار کو بھی دیئے جانے چاہئیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح صحت کے میدان میں یقیناً خادم اعلیٰ پنجاب کی کوششوں سے اس محکمہ میں بہت بہتری آئی ہے۔ ہیلتھ انشورنس کارڈ، پینے کے پانی کے لئے واٹر فلٹریشن پلانٹ، BHUs کی repairing اور ان کی upgradation کے لئے رقم رکھی گئی ہے۔ اسی طرح میری

درخواست ہو گی کہ THQ, RHC اور DHQ میں زیادہ سے زیادہ سہولیات دی جائیں تاکہ وہاں کے لوگوں کو اپنے شہروں میں فائدہ پہنچ سکے۔ اسی طرح میری ایک اور خاص طور پر درخواست ہو گی کہ ہمارے ڈسٹرکٹ اور دوسرے ڈسٹرکٹ میں آئی وارڈ، کارڈیالوجی، یورالوجی وارڈ اور چلڈرن وارڈ بڑی کامیابی سے چل رہے ہیں۔ نیوروسرجری کے وارڈ بھی وہاں پر بنانے ازحد ضروری ہیں کیونکہ accident سے بندے کو جب چوٹ لگتی ہے تو اس میں فوری طور پر طبی امداد چاہئے ہوتی ہے جو local level پر نہیں مل پاتی اس کے لئے یہ بہت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ پراونشل ہائی وے اور روڈز جو ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ جی، مخدوم ہاشم جواں بخت!

چودھری محمد یوسف کسیلیہ: جناب سپیکر! چند ایک points رہ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ آپ پہلے سوچتے، اس ٹائم میں آپ اس کو adjust کرتے۔ جی، مخدوم صاحب!

MAKHDOOM HASHIM JAWAN BUKHT: Mr Speaker! With your permission, I would like to stay remain bilingual for the duration of my speech.

میں اُردو اور انگریزی دونوں میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کا دِل کرے، کر لیں۔

MAKHDOOM HASHIM JAWAN BUKHT: Bismillah Al-Rehman Al-Raheem. I would like to congratulate the Finance Team and the Finance Minister on presenting a forward-looking and balanced budget.

میں اس میں towards the Revenue Receipts پر خاص توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ پنجاب نے اس سال Punjab Revenue Authority(PRA) بنا کر بہت اچھا initiative لیا ہے۔ اس نے اپنے پہلے سال میں ٹیکس کی مد میں 37۔ بلین روپے اکٹھے کئے ہیں، جب یہ وفاقی حکومت کے پاس تھا تو as per the Annual Budget Statement, Page No.7 ہم نے اس وقت 26.8 بلین روپے اکٹھے کئے تھے۔ اب ایک سال میں یہ 35 فیصد سے بڑھ کر 37 بلین روپے ہو گئے ہیں۔

So, I commend the PRA and the Finance Team for coming up with this revenue authority and for enhancing the revenue of the State of Punjab.

اس کے ساتھ ساتھ PRA کے بارے میں، میں یہ بھی ضرور بیان کرنا چاہوں گا کہ اس کے اگلے سال کے revenue targets تقریباً ڈبل ہیں۔ پنجاب جو اپنی مد میں ریونیو اکٹھا کرے گا جو کہ بجٹ میں دیا گیا ہے وہ 62.4 billion rupees ہو گا۔ میں اس ambitious target پر فنانس ٹیم کو مبارک بھی دیتا ہوں اور good luck بھی کہتا ہوں کہ وہ اس ambitious target کو achieve کر سکیں۔ جب میں نے white paper دیکھا تو مجھے لگا کہ اس میں ہمارا reliance ٹیلی کام سیکٹر پر کچھ زیادہ ہے تو

I would request the Finance Ministry to kindly elaborate as to how we can reach this target and what are we doing to broadening the tax space within the PRA's authority?

ایک بہت important point ہے، پاکستان ایسے وقت میں آیا ہوا ہے جس میں اس کی population اس کا human resource dividend جو ہے، we are blesses at this time کہ ہمارے پاس ایک نوجوان قوم ہے، سو ملین لوگ اس وقت 21 سال کی عمر سے کم ہیں۔ ہمیں ان کو potentially workforce میں convert کرنا چاہئے اور ان کو پاکستان کی معیشت میں contribute کرنے کے لئے مثبت قدم اٹھانے چاہئیں۔ دنیا میں قوموں نے اسی وقت ترقی کی ہے جب ان کی population ایک growing population تھی، جس میں ان کے نوجوان economy میں contribute کرتے تھے۔ ہمیں اپنے GDP میں 6 to 8 percent growth چاہئے تاکہ ہم اپنی نئی population کو، workforce میں create کر کے پاکستان کو خوشحال اور ایک developed country بنا سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پنجاب میں جو Public Private Partnership کا initiative لیا جا رہا ہے، میں اس سلسلے میں بھی یہ بات کرنا چاہوں گا کہ اگر ہم اس کو in true letter and spirit follow کر لیں تو حکومت اپنے limited resources سے کافی حد تک economy کو facilitate کر سکے گی اور economy میں stimulus create کر کے ایک مضبوط طاقت بن سکتی ہے تو میں Planning & Development Department and Finance Department سے بھی request کروں گا کہ وہ kindly اس human resource

dividend کو مدنظر رکھتے ہوئے، جو اگلے پانچ سال کا plan بنا رہے ہیں وہ ایک ambitious plan ہونا چاہئے تاکہ ہم اس سے 6 to 8 percent GDP growth حاصل کر سکیں۔ Sir, I belong to Southern Punjab یہاں پر quote کیا جا رہا تھا کہ Southern Punjab کو اس کی 31 percent population کے مقابلے میں 32 percent share مل رہا ہے۔اس پر بھی میں یہ elaborate کرنا چاہوں گا کہ پانچ سال میں یہ 16 percent سے 32 percent کیا گیا ہے جو کہ اس پچھلی حکومت نے ایک بہت خوش آئند فیصلہ کیا ہے اور Southern Punjab کو for the last five years دُگنے پیسے دیئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

I look forward کہ انشاء اللہ آنے والے وقتوں میں، آنے والے budgets میں Southern Punjab کا خاص خیال بھی رکھا جائے گا اور میری ایک اور گزارش بھی ہے کہ جب نئے initiatives کی planning کی جاتی ہے جیسا کہ Health Insurance Card، اس وقت یہ pilot project تین اضلاع میں شروع کیا جا رہا ہے، میری request یہ ہو گی کہ جو اضلاع progressed یا comparatively بہتر ہیں ان میں بھی ایسی تحصیلیں موجود ہیں جو بہت سارے backward districts سے بھی پیچھے رہ گئی ہیں تو kindly جب ان pilot projects کو شروع کیا جائے تو ان کو اضلاع کی بجائے تحصیل کی بنیاد پر دیکھا جائے۔

جناب سپیکر: جی، مخدوم صاحب! Please wind up کریں۔

MAKHDOOM HASHIM JAWAN BUKHT: Mr. Speaker! With these words, I thank you. Thank you very much.

جناب سپیکر: جی، ظفر اقبال صاحب!

جناب ظفر اقبال: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس ایوان میں اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع فراہم کیا۔ سب سے پہلے میں میاں محمد نواز شریف کو وزیر اعظم پاکستان اور میاں محمد شہباز شریف کو وزیر اعلیٰ پنجاب منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو اس مختصر وقت میں متوازن بجٹ پیش کرنے پر بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میرا تعلق ضلع اٹک کی پسماندہ ترین تحصیل جنڈ سے ہے جو حلقہ پی پی۔19 بنتا ہے۔

جناب سپیکر: ایوان کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھا دیا جائے۔ جی، ظفر اقبال صاحب!

جناب ظفر اقبال: میں ہیلتھ انشورنس کارڈ کے اجراء کا سلسلہ پسماندہ اضلاع سے شروع کرنے کو سراہتا ہوں اس توقع کے ساتھ کہ ضلع اٹک کو بھی اس میں شامل کیا جائے گا۔ تعلیم، صحت اور زراعت کی مد میں رکھی گئی رقوم میرے اندازے سے ناکافی ہیں لہذا میں استدعا کروں گا کہ ان کو بجٹ میں بڑھایا جائے۔ میرے حلقہ کے سکولوں میں missing facilities کو براہِ مہربانی مع سٹاف پورا کیا جائے۔ BHU's Centre اور ہسپتالوں میں خاص کر جو جنڈ کے THQ ہسپتال ہیں ان میں ایکسرے مشین تک نہ ہے۔ ان کے لئے بھی بجٹ میں رقوم رکھی جائیں تاکہ لوگوں کو گھروں کے قریب سہولیات میسر آسکیں۔ میری تحصیل کا علاقہ کٹا پھٹا ہے اور مکمل انحصار بارشی پانی پر ہے تو میں گزارش کروں گا، وزیر زراعت تشریف فرما ہیں کہ اس بجٹ میں اس تحصیل کے لئے خصوصی طور پر ایک بلڈوزر یونٹ قائم ہونا چاہئے جو ناہموار زمینوں کو ہموار کر کے قابلِ کاشت بنا سکے اور ملکی معیشت کو مستحکم کرنے میں سنگِ میل ثابت ہو سکے۔ زراعت کے حوالے سے میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ زراعت پر جو پراپرٹی ٹیکس لگایا جا رہا ہے دیہی علاقوں کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ سابقادور میں میاں محمد شہباز شریف نے ہم پر مہربانی فرمائی اور جنڈ کو ایک دانش سکول سسٹم دیا، دریائے سواں پر کانی کے مقام پر ایک پُل بنوایا، ذہین بچوں میں سولر لیمپ سسٹم اور لیپ ٹاپ تقسیم کر کے اپنے خادم اعلیٰ ہونے کا ایک واضح ثبوت پیش کیا۔ میں وزیر خزانہ اور میاں محمد شہباز شریف کا مشکور ہوں جنہوں نے اس بجٹ میں جنڈ تراب جو میرے حلقہ کی سڑک ہے اس کے لئے رقم مختص فرما کر علاقہ کے لوگوں کی دادرسی فرمائی ہے۔ میں یہ توقع بھی کروں گا کہ جو link roads موجود ہیں ان کی حالت بھی خراب ہے لہذا ان کے لئے بھی funds release کئے جائیں۔ اجناس کو کھیت سے منڈی تک پہنچانے کے لئے نئی سڑکات کی تعمیر بھی اشد ضرورت ہے اور اس توقع کے ساتھ اجازت بھی چاہوں گا کہ انشاء اللہ میری گزارشات کو عملی جامہ پہنا کر علاقے کے لوگوں کی دادرسی فرمائی جائے گی۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ محمد ارشد ملک صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جی، محترمہ لبنیٰ فیصل صاحبہ!

محترمہ لبنیٰ فیصل: معزز ممبران اسمبلی! السلامُ علیکم۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! جیسا کہ آج کل بجٹ اجلاس چل رہا ہے اور سب کو موقع ملا ہے کہ وہ اپنی رائے کا اظہار کرے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے بھی موقع فراہم کیا۔ ہمارے قائدین

نے ایک غریب پرور اور متوازن بجٹ بنا کر ایک مثال قائم کی ہے ۔میں وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کی کاوشوں کو بھی سراہتی ہوں۔ میں آپ کی توجہ اس بجٹ کے ایک اہم پہلو پر مبذول کروانا چاہتی ہوں جو کہ ایجوکیشن کے بارے میں ہے۔ میں پچھلے تین چار سالوں میں سرکاری سکولوں خصوصاً لاہور میں visit کرتی رہی ہوں، جن میں سے کافی سکول پسماندہ علاقوں سے منسلک تھے۔ان سکولوں کی حالتِ زار دیکھ کر مجھے دِلی دُکھ ہوا حالانکہ حکومت پنجاب نے ہمارے خادم اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے ایجوکیشن کے لئے بہت خطیر رقم خرچ کی ہے۔ میں آپ سے request کرتی ہوں کہ محکمہ تعلیم اور سکول انتظامیہ کے لئے check and balance اور monitoring cell قائم کئے جائیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

ایک سکول کو جب میں نے visit کیا تو وہاں پر نرسری کلاس روم تھا جو earlier کے بچے ہوتے ہیں اور ان کی learning صرف بلیک بورڈ کے through ہوتی ہے، بلیک بورڈ پر جب ٹیچر لکھتی ہے تو وہ بچے اسے recognize کرتے ہیں اور اس کو conceive کرتے ہیں لیکن There was no black board. اور ہماری حکومت پنجاب نے پری نرسری کے بچوں کے لئے ایک کھلونوں کا کمرہ بنایا ہے تاکہ وہ بچے جو اپنے گھروں میں کھلونے نہیں خرید سکتے وہ وہاں آکر کھیلیں۔اس کلاس روم کے باہر تالا لگا ہوا تھا،پوچھنے پر معلوم ہوا کہ جب یہ بچے کھلونوں سے کھیلیں گے تو کھلونے توڑ دیں گے۔اسی طرح میں ایک سکول میں گئی تو وہاں پر جب میں نے اس سکول کا attendance register دیکھا تو ٹیچروں کی strength بیس تھی اور دس ٹیچر آئے ہوئے تھے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ مجھے نہیں پتا کہ وہ کہاں ہیں؟ میں آپ کے توسط سے التجا کرتی ہوں کہ جب ٹیچروں کو hire کیا جائے تو محکمہ تعلیم ان کے میرٹ پر نظر ثانی کرے۔ان کو دیکھا جائے، ایک سکول میں بچیوں کی کلاس صرف چھ طالبات پر مشتمل تھی اور وہاں پر Math کی کلاس چل رہی تھی،ایک بچی سے میں نے پوچھا کہ بیٹا آپ کو two کا table آتا ہے تو وہ کہنے لگی کہ یہ کیا ہوتا ہے؟ جب اس کی استانی صاحبہ سے پوچھا گیا تو وہ کہنے لگی کہ مجھے بھی نہیں معلوم۔ پھر میں نے اسے کہا کہ یہ دو کا پہاڑا ہے،ایک دُونی دو، دو دُونی چار تو تب اس نے کہا اچھا یہ تو مجھے پتا ہے۔ میں آپ کی توجہ ایجوکیشن سسٹم اور اس محکمہ کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ وہاں پر check and balance ہونا چاہئے اور every month جو بچے study کرتے ہیں اس کا feedback لیا جائے تاکہ ہمیں بھی پتا چلے کہ بچوں کو کیا پڑھایا گیا ہے۔یہ ہمارے مستقبل کے ہونہار اور معمار ہیں ہم ان کی اچھی تعلیم و تربیت چاہتے ہیں۔ باقی رہی بجٹ کی بات تو میں یہ کہوں گی کہ یہ ایک

متوازن بجٹ ہے اس کا بھی ایک چھوٹا سا واقعہ آپ کو سناتی ہوں۔ میرا پاسپورٹ آفس میں جانے کا اتفاق ہوا وہاں ایک ماں اپنے بچے کو گود میں لئے بیٹھی تھی وہ بچہ بہت ہی خطرناک بیماری میں مبتلا تھا، میں نے پوچھا کہ اس کو کیا problem ہے تو اس کی ماں نے کہا کہ میں پنجاب کے خادم اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو اپنے دِل سے دعائیں دیتی ہوں جس نے مجھے پچاس لاکھ روپیہ دیا ہے کہ میں اس کو انڈیا لے جاؤں اور اس کا liver transplant کرواؤں۔(نعرہ ہائے تحسین)

آخر میں، میں ایک چھوٹا سا شعر عرض کرتی ہوں:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ وَر پیدا

شکریہ

جناب سپیکر: last speaker محترمہ تحسین فواد صاحبہ!

محترمہ تحسین فواد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج کا سب سے بڑا مسئلہ ہماری نوجوان نسل ہے، جو ہمارا کل ہے۔ آج اگر ہم اپنی نوجوان نسل کو ٹھیک کریں گے تو ہمارا کل ٹھیک ہوگا۔ میں سب سے یہ کہنا چاہوں گی کہ آج کل جو غیر ملکی ڈرامے ہیں یہ بہت زیادہ عریانی اور فحاشی کا باعث بن رہے ہیں لہذا ان غیر ملکی ڈراموں پر پابندی لگائی جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے علاوہ میں راولپنڈی سے متعلق بات کروں گی، میں وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف سے اپیل کرتی ہوں کہ راولپنڈی میں پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگلے دو تین سال میں وہاں پر پانی کا نکاس نہ ہو اور ہمیں پانی ہی نہ ملے اس لئے میری یہ گزارش ہوگی کہ پانی کے نکاس کا بہت خیال کیا جائے کیونکہ ایک دن چھوڑ کر ایک دن پانی ملتا ہے وہ بھی ایک گھنٹے کے لئے، میری التجا ہے کہ اس پر نظر ثانی کی جائے اور راولپنڈی میں پانی کے لئے فنڈ دیئے جائیں۔ بہت شکریہ، میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گی۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، شکریہ۔ اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ باقی صاحبان جو لسٹ کے مطابق رہ گئے ہیں ان کے نام نوٹ کر لئے جائیں۔ سب سے پہلے ہمارے قائد حزب اختلاف آئیں گے اس کے بعد دوسرے چند صاحبان آئیں گے۔ اس کے بعد جو صاحبان اس بجٹ پر بات نہیں کر سکے پہلے انہیں موقع دیا جائے گا اور اس کے بعد دوسرے صاحبان کو موقع دیا جائے گا۔ ان کی adjustment کی

جائے، میں تو چاہتا تھا کہ یہ صاحبان بات کریں مگر مجھے قواعد کی معطلی کی تحریک کے لئے کہا گیا ہے اور یہ تحریک وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان اور قائد حزب اختلاف کی طرف سے آئی ہے۔

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور 136(2) اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے غیر ملکی سیاحوں کی ہلاکت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی گئی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان 22 اور 23۔جون 2013 کی درمیانی شب گلگت بلتستان کے ضلع۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے آپ تحریک پڑھیں گے۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور 136(2) اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے غیر ملکی سیاحوں کی ہلاکت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور 136(2) اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے غیر ملکی سیاحوں کی ہلاکت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور 136(2) اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے غیر ملکی سیاحوں کی ہلاکت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس سوال کو تو آپ سب نے سن لیا ہے اور متفقہ طور پر آپ سب نے اس کو قبول کر لیا ہے۔ اب محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

گلگت بلتستان کے ضلع دیامیر میں نانگا پربت کے بیس کیمپ فیری میڈوز میں دہشت گردوں کے حملے میں غیر ملکی سیاحوں کی ہلاکت کی پُرزور مذمت

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:۔

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان 22اور 23۔جون 2013 کی درمیانی شب گلگت بلتستان کے ضلع دیامیر میں واقع نانگا پربت کے بیس کیمپ فیری میڈوز میں دہشت گردوں کے حملے اور اس میں ہلاک ہونے والے غیر ملکی سیاحوں کی ہلاکت کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ اس ایوان کی رائے ہے کہ یہ واقعہ پاکستان کو عالمی برادری میں بدنام اور تنہا کرنے کی مذموم سازش ہے لیکن دہشت گرد اپنی اس کوشش میں کبھی کامیاب نہیں ہوں گے کیونکہ اس حقیقت سے بین الاقوامی برادری اچھی طرح آگاہ ہے کہ دہشت گردی نے پاکستان سمیت پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اور پاکستان خود اس کا سب سے بڑا شکار ہے۔ یہ ایوان مرحومین کے لواحقین کے ساتھ بھی اظہار تعزیت کرتا ہے اور یہ ایوان وفاقی حکومت اور گلگت بلتستان کی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس واقعہ میں ملوث دہشت گردوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔ اس ایوان کی یہ رائے بھی ہے کہ دہشت گردی کی سرگرمیوں کا مستقل حل تلاش کرنے کے لئے ایک جامع حکمت عملی وضع کی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان 22اور 23۔جون 2013 کی درمیانی شب گلگت بلتستان کے ضلع دیامیر میں واقع نانگا پربت کے بیس کیمپ فیری میڈوز میں دہشت گردوں کے حملے اور اس میں ہلاک ہونے والے غیر ملکی سیاحوں کی ہلاکت کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ اس ایوان کی رائے ہے کہ یہ واقعہ پاکستان کو عالمی برادری میں بدنام اور تنہا کرنے کی مذموم سازش ہے لیکن دہشت گرد اپنی اس کوشش میں کبھی کامیاب نہیں ہوں گے کیونکہ اس حقیقت سے بین الاقوامی

برادری اچھی طرح آگاہ ہے کہ دہشت گردی نے پاکستان سمیت پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اور پاکستان خود اس کا سب سے بڑا شکار ہے۔یہ ایوان مرحومین کے لواحقین کے ساتھ بھی اظہار تعزیت کرتا ہے اور یہ ایوان وفاقی حکومت اور گلگت بلتستان کی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس واقعہ میں ملوث دہشت گردوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔ اس ایوان کی یہ رائے بھی ہے کہ دہشت گردی کی سرگرمیوں کا مستقل حل تلاش کرنے کے لئے ایک جامع حکمت عملی وضع کی جائے۔"

چونکہ اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے اب سوال یہ ہے کہ :۔

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان 22اور 23۔جون 2013 کی درمیانی شب گلگت بلتستان کے ضلع دیامیر میں واقع نانگا پربت کے بیس کیمپ فیری میڈوز میں دہشت گردوں کے حملے اور اس میں ہلاک ہونے والے غیر ملکی سیاحوں کی ہلاکت کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔اس ایوان کی رائے ہے کہ یہ واقعہ پاکستان کو عالمی برادری میں بدنام اور تنہا کرنے کی مذموم سازش ہے لیکن دہشت گرد اپنی اس کوشش میں کبھی کامیاب نہیں ہوں گے کیونکہ اس حقیقت سے بین الاقوامی برادری اچھی طرح آگاہ ہے کہ دہشت گردی نے پاکستان سمیت پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اور پاکستان خود اس کا سب سے بڑا شکار ہے۔یہ ایوان مرحومین کے لواحقین کے ساتھ بھی اظہار تعزیت کرتا ہے اور یہ ایوان وفاقی حکومت اور گلگت بلتستان کی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس واقعہ میں ملوث دہشت گردوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔اس ایوان کی یہ رائے بھی ہے کہ دہشت گردی کی سرگرمیوں کا مستقل حل تلاش کرنے کے لئے ایک جامع حکمت عملی وضع کی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: اب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب وزیر خزانہ اپنی تقریر wind up کریں۔ منسٹر صاحب! آپ نے سب باتیں غور سے سنیں اب آپ نے ان کا جس طرح سے جواب دینا ہے وہ دے دیں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے معزز ممبران اسمبلی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مالی سال 14-2013 کے بجٹ کی بحث میں تعمیری حصہ لیا۔ میں اپوزیشن کے کردار کو بھی سراہنا چاہتا ہوں جس نے اپنی قیمتی آراء سے نوازا ہے۔ میں صحافی بھائیوں کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے مثبت انداز میں بجٹ کو نشر کیا اور عوام تک صحیح معلومات پہنچائیں۔ اس سال کا بجٹ منفرد حالات میں پیش کیا گیا ہے کیونکہ ہماری حکومت کو بجٹ ترتیب دینے کے لئے قلیل مدت میسر آئی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ pre-budget debate کی روایت متعارف کروانے کا سہرا بھی ہمارے ہی سر پر ہے۔ اس کی پابندی کے لئے اسمبلی کے Rules of Business میں ترمیم بھی کی گئی۔ اس سال pre-budget session کے وقت صوبائی اسمبلی اپنی میعاد پوری کر رہی تھی لہذا اس کا اہتمام نہ کیا جا سکا، آئندہ سالوں میں pre-budget debate کا انشاء اللہ پابندی سے انعقاد یقینی بنایا جائے گا۔ علاوہ ازیں میں معزز ممبران اسمبلی کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹیوں کو زیادہ سے زیادہ مؤثر اور فعال بنانا چاہتی ہے اور اس سلسلے میں تمام ضروری اقدامات جلد کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر! بجٹ ایک انتہائی اہم دستاویز ہے جو حکومت کی سالانہ ترجیحات اور اہداف فراہم کرتی ہے۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ ایسا بجٹ پیش کیا جائے جو ہر لحاظ سے مناسب اور متوازن ہو، ہمارے معزز ممبران اسمبلی نے بجٹ کی بحث میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اپوزیشن کے دوستوں نے کچھ ایسے اہم نکات اٹھائے جن کی تصحیح اور وضاحت ضروری ہے۔ میں بجٹ کی بحث کو سمیٹتے ہوئے ان چیدہ چیدہ تجاویز کا احاطہ کرنا چاہوں گا اور ان غلط فہمیوں کی وضاحت بھی کرنے کی کوشش کروں گا جو دوران بحث سامنے آئیں۔ اس معزز ایوان میں بجٹ پر بحث کے دوران یہ نکتہ اٹھایا گیا کہ یہ بجٹ، ٹیکس فری بجٹ نہیں ہے اور اس بجٹ کے ذریعے عوام پر ٹیکسوں کے بوجھ میں 31۔ارب روپے کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔ اس حوالے سے میں یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ میری جانب سے کسی موقع پر بھی یہ نہیں کہا گیا کہ یہ ٹیکس فری بجٹ ہے۔ خود انحصاری ہمارے قومی وقار کے لئے انتہائی اہم ہے، کوئی ملک اپنے وسائل میں اضافہ

کئے بغیر عوام کی فلاح و بہبود کے منصوبوں پر عملدرآمد نہیں کر سکتا اسی لئے حکومت نے اس بجٹ میں ایسی ٹیکس تجاویز پیش کی ہیں جن کا اثر امیر اور مراعات یافتہ طبقہ پر پڑے گا جو ٹیکس دینے کی پوری استطاعت رکھتے ہیں اس حوالے سے میں کینٹیگری (اے) میں دو کنال سے بڑے گھروں میں یک وقتی لگژری ٹیکس کا ذکر کروں گا۔ صوبے کے مہنگے ترین گھروں کے رہائش پذیر یہ افراد ٹیکس دینے کی استطاعت رکھتے ہیں ان سے یہ ٹیکس وصول کیا جائے گا۔اسی طرح مفاد عامہ کے منصوبوں کے لئے وسائل پیدا کئے جائیں گے، capital gain tax کا اطلاق بھی صرف ان لوگوں پر ہو گا جو پراپرٹی مارکیٹ میں سٹہ بازی کے ذریعے منافع حاصل کرتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں کو جو اپنے گھروں کی تعمیر کے لئے زمین خریدیں گے اور پانچ سال تک اسے فروخت نہیں کریں گے ان پر اس ٹیکس کا اطلاق نہیں ہو گا۔ ہمیں امید ہے کہ اس ٹیکس کے ذریعے پراپرٹی مارکیٹ میں استحکام آئے گا جس سے پلاٹس کا حصول عوام کی دسترس میں رکھنے میں مدد ملے گی۔ اسی طرح زرعی ٹیکس کے نظام سے بھی بڑے زمینداروں سے ٹیکس وصول کیا جائے گا اور چھوٹے کاشتکاروں کے مسائل کے حل کے لئے وسائل اکٹھے کئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ یہ ٹیکس ہمارے ملک میں ٹیکس وصولی کے نظام میں equity یعنی برابری کی جانب ایک اہم قدم ہو گا تاکہ ایک جیسی آمدنی رکھنے والے افراد کو ٹیکس نیٹ میں لایا جا سکے۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف کی جانب سے یہ نکتہ اعتراض بھی اٹھایا گیا کہ حکومت نے کسی criteria کے بغیر تمام پانچ مرلہ گھروں پر ٹیکس عائد کر دیا ہے اور اس ٹیکس کا اطلاق retrospectively ہو گا۔ میں یہاں پر ایک مرتبہ پھر یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ تمام پانچ مرلہ گھروں پر ٹیکس کی تجویز پیش کی گئی اور نہ ہی اس کا اطلاق بغیر کسی criteria کے کیا گیا ہے۔اس بات کا بھی حقیقت سے کوئی تعلق نہیں کہ اس ٹیکس کا اطلاق retrospectively ہو گا۔ میں معزز ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ یہ ٹیکس صرف ان پانچ مرلہ گھروں پر لگایا جائے گا جو پوش یعنی Category-A علاقوں میں واقع ہیں اور جن کی سالانہ رینٹل ویلیو 2001 کے ریٹس کے مطابق -/5000 روپے سے زائد ہے۔ یہ گھر یا تو لگژری فلیٹس ہیں یا high-end properties ہیں۔ میں دوبارہ وضاحت کر دوں کہ اس ٹیکس کا دائرہ کار صرف Category-A تک محدود ہے۔ان آبادیوں میں لاہور کے امیر علاقے مثلاً گلبرگ، ماڈل ٹاؤن، جی او آر۔I اور ایئر مال وغیرہ شامل ہیں۔اس کے علاوہ پورے پنجاب میں راولپنڈی کی دو اور فیصل آباد کی فقط ایک آبادی Category-A میں شامل ہے۔اس حوالے سے یہ بات بھی واضح

کرنا ضروری ہے کہ باقی تمام categories میں پانچ مرلہ تک کے گھروں کو پراپرٹی ٹیکس سے استثنیٰ بدستور حاصل رہے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کچھ معزز ممبران اسمبلی نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ موجودہ مالی سال میں ترقیاتی بجٹ کی utilization تقریباً55 فیصد رہی۔ میں معزز ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ موجودہ سال ترقیاتی بجٹ کی utilization باسٹھ فیصد سے زائد ہو گی۔ یہ کارکردگی باوجود اس امر کے کہ وفاقی حکومت نے Federal Divisible Pool سے پنجاب کو بجٹ تخمینہ سے 82۔ارب روپے کم دیئے۔اس کے علاوہ ہمیں یہ بات بھی مدنظر رکھنا ہو گی کہ مالی سال جنرل الیکشن کا سال ہے۔مارچ کے مہینے میں جب ترقیاتی کام اپنے عروج پر ہوتے ہیں تو صوبے کا انتظام وانصرام نگران حکومت کے سپرد ہو گیا تھا۔اس کے ساتھ ساتھ الیکشن کمیشن نے بھی فروری کے مہینے میں نئی سکیموں کے لئے funds کے اجراء پر پابندی عائد کر دی تھی۔

جناب سپیکر! بعض معزز ممبران اسمبلی نے یہ نکتہ اُٹھایا ہے کہ پنجاب کے واجب الادا قرضہ جات کا حجم 445۔ارب روپے ہے جس میں بیرونی قرضہ جات کا حصہ 90 فیصد ہے اور یہ تجویز پیش کی ہے کہ ترقیاتی سکیموں کی saving سے یہ قرضہ جات ادا کئے جائیں۔ میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ترقیاتی پروگرام کے حجم میں کمی کی سب سے بڑی وجہ پنجاب کو Federal Divisible Pool سے وصول نہ ہونے والے محاصل میں نمایاں کمی ہے جس کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں چونکہ یہ رقم موصول ہی نہیں ہوئی اس لئے اس رقم سے قرضوں کی ادائیگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں ایوان میں یہ بات بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ بین الاقوامی معیار کے مطابق قرضوں کو جانچنے کی کسوٹی ان کی Nominal Value کی بجائے صوبے کی Debt to G.R.P ratio ہے اگر میں آسان الفاظ میں اسے بیان کرنا چاہوں تو اس کا یہ مطلب بنتا ہے کہ جیسے جیسے صوبے کی معیشت کا حجم بڑھتا ہے اسی طرح صوبے کے قرض واپس کرنے کی استطاعت میں اضافہ ہوتا ہے۔اگر قرضوں میں اضافے کی شرح معیشت کے حجم میں اضافے سے کم ہو تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ صوبے کے لئے قرضے کو ادا کرنا نسبتاً آسان ہو گیا ہے۔مالی سال 08-2007 کے اختتام پر پنجاب کے واجب الادا قرضہ جات کا حجم 247.8۔ارب روپے تھا جس میں بیرونی قرضہ جات کی مالیت 196.9۔ارب روپے تھی جبکہ اندرونی قرضہ جات کا حجم 50.9۔ارب روپے تھا اور Debt to G.R.P ratio چار فیصد تھی۔مالی سال

2012-13میں اگرچہ قرضہ جات کی Nominal Value 445.1ارب روپے ہے لیکنDebt to GRP ratio کم ہوکر3.9فیصد ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر!یہ بات خوش آئند ہے کہ معیشت کے حجم کے مقابلے میں صوبے کے قرضوں کا حجم2007-08 کی نسبت کم ہوا ہے۔معزز ایوان کو یہ بتانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ2007-08 کی نسبت بیرونی قرضوں کے حجم میں ہونے والے اضافے میں سے127۔ارب روپے کا اضافہ صرف اور صرف ڈالر کی نسبت قیمت میں کمی واقع ہونے سے ہوا ہے جبکہ بقایا79.4۔ارب روپے کے بیرونی قرضہ جات مفاد عامہ کے منصوبوں کو مکمل کرنے کے لئے گزشتہ پانچ سالوں کے دوران حاصل کئے گئے ہیں۔ان میں درج ذیل پراجیکٹس شامل ہیں:

1. Punjab Education Sector Reform Programme.
2. Punjab Millennium Development Goals Programme.
3. Punjab Barrages Rehabilitation and Modernization Programme.
4. Punjab Health Sector Reform Programme.
5. Punjab Large Cities Governance Improvement Programme.
6. New Kanki Barrage Project
7. Punjab Irrigation System Improvement Project.
8. Punjab Government Efficiency Improvement Programme.
9. Punjab Land Record Management and Information System Project.

میں معزز ایوان کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ صوبے کے اندرونی قرضہ جات کی مالیت مالی سال2007-08 کے اختتام پر50.9۔ارب روپے تھی جو مالی سال2013-14 میں کم ہو کر41.8۔ارب روپے رہ گئی ہے۔اس طرح ان قرضوں میں9.1۔ارب روپے کی کمی واقع ہوئی۔میں یہ بھی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر قرضوں کا حصول مفاد عامہ کے منصوبوں کو مکمل کرنے کے لئے کیا جائے تو یقیناً یہ ترقی کی رفتار کو بڑھانے میں ممد و معاون ہوتا ہے۔ورلڈ بنک کے تعاون سے حکومت پنجاب نے اپنا debt sustainability analysis کروایا ہے جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ اگلے سالوں میں صوبے کی Debt to GRP ratio کم ہو کر صرف1.2 فیصد رہ جائے گی جبکہ debt servicing صوبے کی مجموعی آمدن کے چار فیصد سے کم ہو کر0.9 فیصد رہ جائے گی۔یہ تجزیہ اس بات کو واضح کر دیتا ہے کہ پنجاب حکومت کا واجب الادا قرض اس کی قرض ادا کرنے کی استعداد سے بہت کم ہے۔درحقیقت صوبے کے پاس یہ گنجائش موجود ہے کہ مزید قرضے حاصل کئے جائیں لیکن حکومت پنجاب اس حوالے سے

انتہائی محتاط رویہ اختیار کئے ہوئے ہے اور آئندہ بھی صرف ان منصوبوں کے لئے قرضہ حاصل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو خالصتاً عوامی مفاد کے منصوبے ہوں اور جن سے صوبے کی معیشت پر مثبت اثرات مرتب ہو سکیں۔

جناب سپیکر! بحث کے دوران اس امر کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ جنرل ایڈمنسٹریشن کے لئے مالی سال 14-2013 میں 101۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جبکہ رواں مالی سال میں صرف 23۔ارب 38 کروڑ روپے مختص کئے گئے۔ میں یہاں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ معزز ممبر نے رقوم کا حوالہ دیتے وقت دو مختلف مدات میں مختص کی گئی رقوم کا موازنہ کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگلے مالی سال کے بجٹ تخمینہ جات میں جنرل ایڈمنسٹریشن کی مد میں 101۔ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے جبکہ رواں مالی سال کے لئے اس مد میں 91۔ارب 40 کروڑ روپے رکھے گئے تھے لہذا یہ اضافہ لگ بھگ دس فیصد ہے۔ جس مصرف کے لئے رواں مالی سال میں 23۔ارب 38 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں وہ GA-10 گرانٹ ہے جو صوبائی محکمانہ اخراجات بشمول صوبائی اسمبلی، گورنر ہاؤس، وزیر اعلیٰ آفس، صوبائی سیکرٹریٹ اور ڈسٹرکٹ کلکٹر دفاتر کے مصارف پر استعمال ہوتی ہے۔GA-10 کے نظر ثانی شدہ تخمینہ جات 13۔ارب 96 کروڑ روپے ہیں جبکہ اگلے مالی سال کے لئے اس مد میں 15۔ارب 56 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: ایوان کا وقت مزید دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! کچھ معزز ممبران اسمبلی نے اقلیتوں کے لئے مختص کردہ فنڈز کے بارے میں بھی دریافت کیا ہے۔ اس حوالے سے میں یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ رواں مالی سال میں ہیومن رائٹس اور اقلیتوں کے لئے 32 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے جبکہ اگلے مالی سال کے لئے لگ بھگ اتنے ہی فنڈز فراہم کرنے کی تجویز دی گئی تھی۔ پنجاب میں اقلیتوں کی فلاح و بہبود حکومت کی ایک اہم ترجیح ہے اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اگلے مالی سال میں ہیومن رائٹس اور اقلیتوں کے لئے مختص فنڈز 31 کروڑ 50 لاکھ روپے سے بڑھا کر 40 کروڑ روپے کر دیئے جائیں گے کیونکہ یہاں پر جتنے بھی ہمارے معزز ممبران اسمبلی نے ہیومن رائٹس اور اقلیتوں کے فنڈز کے حوالے سے budget debate میں حصہ لیا ان سب نے اپنی تقریر میں اس کو 21 کروڑ 50 لاکھ روپے ظاہر کیا جبکہ درحقیقت ہماری بجٹ کی کتابوں میں 31 کروڑ 50 لاکھ روپے اقلیتوں اور ہیومن رائٹس کے لئے مختص کئے گئے تھے۔ پچھلے سال 32 کروڑ روپے رکھے گئے تھے مگر اس سال اس کو 31 کروڑ 50 لاکھ

روپے سے بڑھا کر 40 کروڑ روپے کر دیں گے۔ جس سے اس میں موجودہ مالی سال کی نسبت 25 فیصد اضافہ کر دیا جائے گا۔ میں یہاں پر اپنے اقلیتی بھائیوں اور بہنوں سے پُرزور اپیل کرنا چاہوں گا کہ وہ اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لئے بہتر سے بہتر سکیمیں تجویز کریں تاکہ ان فنڈز کو بہترین طریقہ سے استعمال کیا جا سکے۔ پچھلے سال شاید caretaker setup اور کچھ سکیمیں نہ آنے کی وجہ سے اقلیتوں کے کافی سارے فنڈز lapse ہو گئے مگر اب اس میں دیکھ لیں کہ تقریباً اس میں 9 کروڑ روپے اضافہ کر دیا گیا ہے جو 25 فیصد بنتا ہے۔

جناب سپیکر! کچھ معزز ممبران اسمبلی نے مالی سال 14-2013 میں پولیس کے لئے مختص کردہ فنڈز 93.71۔ارب روپے پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ پولیس کی allocation میں 76.3 فیصد اضافہ کیا گیا ہے جبکہ پولیس کی کارکردگی میں کافی کمی واقع ہوئی ہے۔ میں ممبران اسمبلی کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ پولیس کے بجٹ میں صرف 14.6 فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ رواں مالی سال میں پولیس کے لئے 61.5۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جبکہ آئندہ مالی سال میں 70.5۔ ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔ جیسا کہ میں اپنی بجٹ تقریر میں عرض کر چکا ہوں کہ حکومت پنجاب تھانہ کلچر کو ختم کرنے کے لئے ایک مربوط منصوبے پر عمل پیرا ہے۔آپ کے علم میں ہو گا کہ حکومت پنجاب 100 پولیس سٹیشنوں کو ماڈل پولیس سٹیشن کا درجہ دے چکی ہے۔اس کے علاوہ پولیس کے شعبے کو جدید خطوط پر استوار کرنے کے لئے پولیس افسران کو ترکی اور متحدہ عرب امارات کے تعاون سے تربیت بھی دلائی جا رہی ہے۔ یہ تمام اقدامات پولیس کی استعداد کار کو بڑھانے میں انتہائی مؤثر ثابت ہوں گے۔

جناب سپیکر! بجٹ پر بحث کے دوران دانش سکولوں کا ذکر بھی آیا۔ اگر اس وقت یہاں پر قائد حزب اختلاف تشریف فرما ہوتے کیونکہ میں یہ جو بہت ساری explanations دے رہا ہوں انہوں نے اپنی تقریر میں جو غلط figures quote کی تھیں اُس حوالہ سے میں چاہتا تھا کہ وہ یہ دیکھ لیتے کہ بجٹ میں ہم نے جو پیش کیا ہے وہ اصل میں کیا ہے مگر وہ شاید اُٹھ کر چلے گئے کہ وہ اپنی تقریر کا جواب سُننا نہیں چاہ رہے تھے تو یہ اُن کی مہربانی ہے۔ کچھ معزز ممبران اسمبلی نے اعتراض کیا کہ دانش سکولوں میں ہر بچے پر ماہانہ 16 ہزار روپے خرچ ہوتے ہیں جبکہ عام سرکاری سکولوں میں ایک بچے پر ماہانہ 15 پیسے خرچ کئے جاتے ہیں۔ قائد حزب اختلاف نے خاص طور پر اپنی تقریر میں کہا تھا کہ ہمارے عام سرکاری سکولوں میں ایک بچے پر ماہانہ 15 پیسے خرچ کئے جاتے ہیں تو میں اس کو آگے explain کر رہا ہوں۔ پھر یہ کہا گیا کہ حکومت ایک دانش سکول پر جتنی رقم خرچ کر رہی ہے اس سے پانچ سو سرکاری

سکولوں کو مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ میں یہاں یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ اعداد و شمار حقیقت کے برعکس ہیں۔ حکومت پنجاب سرکاری سکولوں میں فی بچہ اوسطاً 1600 روپے ماہانہ خرچ کر رہی ہے۔ یاد رہے کہ دانش سکول بورڈنگ سکول ہے جہاں بچوں کے لئے بہترین تعلیمی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں علاوہ ازیں دیگر سہولیات مثلاً قیام وطعام، کتب، یونیفارم وغیرہ کی فراہمی کے عوض اُن سے ایک پیسا بھی وصول نہیں کیا جاتا۔ اس لحاظ سے دانش سکول کا خرچ کسی بھی کیڈٹ سکول سے زائد نہ ہے۔ یہاں میں یہ بھی وضاحت کرتا چلوں کہ اگلے مالی سال میں دانش سکولوں کے لئے 3۔ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے جو کہ نئے دانش سکولوں کے قیام اور تعمیر شدہ دانش سکولوں کے جاریہ اخراجات پر صرف ہوں گے۔ میں یہاں پر تھوڑا سا یہ بھی explain کرنا چاہوں گا کہ یہاں پر یہ کہا گیا کہ پچھلے سالوں میں جو دانش سکول بنے اُن پر کم cost آئی اور اس سال بجٹ میں رکھے جانے والے 3۔ارب روپے سے جو 6 دانش سکول بنیں گے تو اس میں کہا گیا کہ شاید دانش سکول کی cost بڑھ گئی ہے۔ میں اس معزز ایوان کے تمام ممبران اور خصوصاً معزز ممبرانِ حزب اختلاف کو یہ بتانا چاہوں گا کہ اس وقت مختلف اضلاع میں ہمارے 14 دانش سکول operational ہیں اور اُن 14 دانش سکولوں کا خرچہ اس 3۔ارب روپے میں شامل ہے جو دانش سکول اتھارٹی کو ٹرانسفر کئے جاتے ہیں اور پھر دانش سکول اتھارٹی وہاں کی salaries and other facilities provide کرتی ہے۔ باقی جو نئے سکول بنیں گے اُن میں routine کا ہی اضافہ آپ کو دیکھنے کو ملے گا۔

جناب سپیکر! کچھ ممبران اسمبلی نے توجہ دلائی ہے کہ عام آدمی کو گوشت اور دودھ کی فراہمی یقینی بنانے کے لئے لائیو سٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ اس ضمن میں حکومت نے محض ایک ارب 44 کروڑ روپے مختص کئے ہیں حالانکہ یہ رقم اس سیکٹر کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے پانچ گنا زیادہ ہونی چاہئے تھی۔ معزز ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جس رقم کا ذکر کیا اس کا تعلق مذکورہ محکمہ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام سے ہے جبکہ حقیقت کچھ یوں ہے کہ کل ترقیاتی اخراجات کے لئے 3۔ارب 44 کروڑ روپے اور جاریہ اخراجات کے لئے 3۔ارب 14 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ نادار اور ضعیف خواتین کو مویشی فراہم کرنے کے لئے 50 کروڑ روپے کی اضافی رقم بھی رکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر! اس معزز ایوان کے کچھ ارکان نے یہ گلہ کیا ہے کہ حکومت نے جنوبی پنجاب کی ترقی کے لئے 93۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے جبکہ پوٹھوہار اور وسطی پنجاب کو نظر انداز کیا گیا

ہے۔ میں اس سلسلہ میں ایوان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ کل ترقیاتی پروگرام میں سے بقیہ رقم وسطی پنجاب اور پوٹھوہار میں خرچ کی جائے گی۔ ہماری حکومت اس بات پر یقین رکھتی ہے اور سختی سے اس پر پابند رہے گی کہ صوبے کے وہ علاقے جو قدرے کم ترقی یافتہ ہیں ان کا صوبے کے وسائل پر حق فائق ہے۔ اس کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ صوبے کے دوسرے علاقوں کو نظر انداز کیا جارہا ہے۔ میں یہاں ایوان کی توجہ صرف ایک مد پر دلانا چاہوں گا کہ صرف پوٹھوہار کے علاقے میں سال ڈیمز کے جاری شدہ منصوبوں کی کل لاگت 9۔ارب روپے سے زیادہ ہے۔

جناب سپیکر! معزز ممبران اسمبلی نے اور خصوصاً قائد حزب اختلاف نے اس سمت بھی اشارہ کیا کہ لوکل گورنمنٹ الیکشن کے لئے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔ میں معزز ممبران کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ الیکشن کا انعقاد الیکشن کمیشن آف پاکستان کی ذمہ داری ہے جو کہ ایک وفاقی ادارہ ہے اس سلسلہ میں مالی اخراجات بھی وہی برداشت کریں گے۔ صوبہ قومی اور صوبائی اسمبلی کے الیکشن کی طرح لوکل گورنمنٹ کے الیکشن میں بھی الیکشن کمیشن کی بھرپور معاونت کرے گا۔

جناب سپیکر! بجٹ پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے بعض ممبران اسمبلی نے اشارہ کیا ہے کہ Chief Minister House کے بجٹ میں 30 فیصد کٹوتی محض نظر کا دھوکا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس خرچے کو کم کیا جائے۔

جناب سپیکر: دس منٹ وقت اور بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): میں معزز ممبران کو یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ مالی سال 2012-13 میں Chief Minister House کے لئے مختص کردہ رقم 259.8 ملین روپے تھی جو کہ آئندہ مالی سال میں کم کر کے 199.9 ملین کر دی گئی ہے۔ مزید برآں Chief Minister House کی 77 اسامیاں ختم کر دی گئی ہیں۔ اس طرح یہ کٹوتی 30 فیصد بنتی ہے جو کہ حقیقی طور پر خرچے میں کمی کا باعث ہو گی۔

جناب سپیکر! ممبران اسمبلی نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ 10 فیصد سے بڑھا کر 15 فیصد کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔ حکومت پنجاب سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کے معاملے میں ہمیشہ وفاقی حکومت کو follow کرتی ہے کیونکہ ہم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کے لئے basic scales or national pay scale کے نظام پر عمل کر رہے ہیں۔ وفاقی حکومت کے اعلان کردہ اضافے سے زیادہ شرح سے تنخواہ میں اضافہ کرنے سے pay scale system میں خرابی پیدا ہو گی۔ میں

یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس طرح ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کی پنشن میں بھی 10 فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ ہم نے بجٹ میں جو اعلان کیا تھا اب ہم نے اُس کو بدلتے ہوئے کم از کم پنشن جو تین ہزار روپے ماہانہ تھی اُس کو بڑھا کر 5 ہزار روپے ماہانہ کر دی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آئندہ سال کے میزانیہ پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے بعض ممبران اسمبلی نے ملتان روڈ پر میٹرو بس سروس ایکسٹینشن منصوبے پر بھی تنقید کی۔ کچھ ممبران اسمبلی نے زور دیا کہ میٹرو بس منصوبے پر خرچ کرنے کی بجائے لاہور رنگ روڈ کے منصوبے کو پایا تکمیل تک پہنچایا جائے۔ چند ممبران اسمبلی نے تجویز پیش کی کہ ٹھوکر نیاز بیگ سے لے کر جلو پارک تک نہر کے ساتھ ساتھ ریلوے ٹریک بچھایا جائے۔ مولانا شوکت علی روڈ کو وحدت روڈ سے لنک کیا جائے تاکہ جنوبی لاہور کے عوام کو بھی فائدہ ہو۔ کیمپس پر اوور ہیڈ برج یا انڈر پاس تعمیر کیا جائے تاکہ وہاں پر ٹریفک جام نہ ہو۔ میں اس معزز ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میٹرو بس اور ریل کے لاگت کے تخمینے میں 1/8 کا تناسب ہے۔ حکومت پنجاب کو صوبہ بھر میں عوام کے لئے پبلک ٹرانسپورٹ سسٹم کی ضروریات کا مکمل ادراک ہے اپنے وسائل میں رہتے ہوئے اور صوبہ کے تمام علاقہ جات میں equitable ترقی کے vision کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت اس معاملے میں تمام ضروری اقدامات اٹھائے گی۔

جناب سپیکر! بعض معزز ممبران اسمبلی نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ جنوبی پنجاب میں نئے پرائمری، مڈل اور ہائی سکول بنانے کے لئے مزید بجٹ بڑھایا جائے۔ میں معزز ممبران اسمبلی کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے نئے سکولوں کے قیام اور موجودہ سکولوں کی upgradation کے لئے ایک مربوط پروگرام ترتیب دیا ہے۔ اس پروگرام میں جنوبی پنجاب کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ جنوبی پنجاب میں واقعہ تمام سکولوں میں سہولیات یعنی بیت الخلاء، چار دیواری، پانی اور بجلی کی کمی کو ایک سال میں پورا کر لیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ مالی سال میں تین سو ایسی دیہی یونین کونسلیں جہاں طالبات کے ہائی سکول موجود نہیں ہیں وہاں پر موجود پرائمری یا ایلیمنٹری سکولوں کو upgrade کرنے کا کام بھی شروع کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! بعض ممبران اسمبلی نے دانش سکول اور لیپ ٹاپ سکیم کو ہدف تنقید بناتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ان منصوبوں کی بجائے بنیادی تعلیم پر زور دیا جائے جو کہ حکومت کی اصل ذمہ داری ہے۔ میں یہاں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت ایک طرف تو دانش سکول کے منصوبے سے معاشی بدحالی کے شکار طبقات کے بچوں کو اعلیٰ تعلیمی اداروں کی سہولیات مہیا کر رہی ہے تو

دوسری طرف نوجوانوں کو جدید تعلیم کی طرف راغب کرنے کے لئے لیپ ٹاپ سکیم کا اجراء کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت نے کئی قابل ذکر اقدامات اٹھائے ہیں جن کا مقصد صوبہ میں تعلیمی اداروں کی استطاعت کو بڑھانا، سہولیات کے فقدان کو پورا کرنا، نئے تعلیمی اداروں کا قیام ہے۔ میں یہاں یہ واضح کر دوں کہ دانش سکولوں اور لیپ ٹاپ سکیم کا خرچہ تعلیم کے سیکٹر کے کل اخراجات کا صرف دو فیصد سے بھی کم ہے۔

جناب سپیکر! کچھ ممبران اسمبلی نے بجٹ کی بحث میں حصہ لیتے ہوئے تنقید کی کہ حکومت نے گیارہ ماہ کے قلیل عرصے میں میٹرو بس کے منصوبہ کو تو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا لیکن گزشتہ پانچ سالوں سے لینڈ ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرانے میں ناکام رہی، تنقید اچھی بات ہے لیکن تنقید برائے تنقید ممبران اسمبلی کو میں سمجھتا ہوں کہ زیب نہیں دیتی۔ میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے Land Record Management Information System کے انقلاب آفرین منصوبہ کا آغاز کیا اور اس کے منصوبہ کے تحت سال 2014 کے اختتام تک تمام لینڈ ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کیا جائے گا۔ اب تک L.R.M.I.S. کے تحت پنجاب کے تمام چھتیس اضلاع میں اس منصوبہ پر کام کا آغاز ہو چکا ہے، بارہ اضلاع میں سو فیصد ڈیٹا انٹری کر لی گئی ہے جبکہ باقی اضلاع میں کمپیوٹرائزیشن کا کام تیزی سے جاری ہے۔ اس منصوبہ کے تحت اب اٹھارہ اضلاع میں چالیس سروس ڈلیوری سنٹر کام کر رہے ہیں اور ان میں فرد کی کاپی 30 منٹ اور انتقال زمین کی تصدیق محض 50 منٹ میں کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! آئندہ مالی سال کے میزانیہ کی بحث میں حصہ لیتے ہوئے چند ممبران اسمبلی نے قبرستانوں کی زبوں حالی کا ذکر کیا ہے۔ حکومت پنجاب قبرستانوں کی حالت زار بہتر بنانے کے لئے سنجیدگی سے کام کر رہی ہے۔ قبرستانوں کی نگہداشت اور حفاظت کے لئے حکومت پنجاب نے موجودہ مالی سال میں ایک ارب روپے جاری کئے ہیں اور آئندہ مالی سال کے بجٹ میں 2۔ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔

(اذانِ عصر)

جناب سپیکر! اس معزز ایوان میں بجٹ پر بحث کے دوران یہ نکتہ بھی اٹھایا گیا کہ زراعت کے شعبہ کے لئے مختص کی گئی 22۔ارب روپے کی رقم ناکافی ہے۔ میں معزز ممبران اسمبلی کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے زرعی شعبہ کی مد میں مختص کردہ رقوم کے علاوہ زراعت کے شعبہ میں ترقی کے لئے سولر بائیو گیس سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کے لئے 7۔ارب 50 کروڑ روپے کی

خطیر رقم مختص کی ہے۔اس کے علاوہ اریگیشن سیکٹر میں ترقیاتی اخراجات کا ہدف 22۔ارب 40کروڑ روپے ہے جس کا براہ راست فائدہ بھی کاشتکار کو پہنچے گا۔

جناب سپیکر!قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر میں خصوصی طور پر Forensic Science Laboratory کے لئے مختص کردہ رقوم کے بارے میں وضاحت طلب کی ہے۔اس بارے میں گزارش ہے کہ یہ اپنی طرز کی ملک کی واحد لیبارٹری ہے جو کہ جرائم کی جدید سائنسی خطوط پر تفتیش کے لئے قائم کی گئی ہے جس کے ذریعے مجرموں کو قانون کی گرفت میں لانے میں مدد ملے گی اور conviction rate میں اضافہ ہوگا۔اس لیبارٹری نے مالی سال 13-2012 کے دوران کام کا باقاعدہ آغاز کیا، رواں مالی سال میں لیبارٹری کے تحقیقی امور اور عملہ کی تنخواہوں پر اٹھنے والے اخراجات کے لئے 20کروڑ روپے کی رقم فراہم کی گئی۔یہ رقم سال کے کچھ حصہ کے لئے درکار تھی اگلے سال لیبارٹری کو پورے مالی سال کے لئے جاریہ اخراجات سے فنڈز کی فراہمی ناگزیر ہے لہذا لیبارٹری کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اگلے مالی سال کے دوران 66کروڑ 55لاکھ روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔یہاں یہ وضاحت بھی کرتا چلوں کہ ایسی جدید لیبارٹری کو چلانے کے لئے نہایت مہنگے inputs کی ضرورت ہوتی ہے۔امید ہے کہ ان وسائل کے ذریعے صوبہ میں انصاف کی فراہمی میں نمایاں مدد ملے گی۔

جناب سپیکر!کچھ ممبران نے موبائل عدالتوں کا بھی ذکر کیا ہے۔میں یہ بتانا چاہوں گا کہ انصاف کی فراہمی کے لئے اعلیٰ عدالتوں کی مشاورت سے تمام تر وسائل مہیا کئے جارہے ہیں۔اس سلسلہ میں اگلے مالی سال کے لئے ایک ارب روپے کی اضافی رقم مختص کی گئی ہے جس کے ذریعے ماتحت عدلیہ کے لئے 9500 نئی اسامیاں منظور کی گئی ہیں جن میں ایڈیشنل سیشن ججز اور سول ججز کی 1013 اسامیاں شامل ہیں۔ان اقدامات کے نتیجے میں صوبہ میں انصاف کی تیز تر فراہمی میں مدد ملے گی۔

جناب سپیکر!معزز ممبران نے سوال کیا ہے کہ نیا PFC Award کیوں نہیں لایا جارہا؟اس حوالے سے یہ وضاحت کرنا ضروری ہے کہ نیا PFC Award لانے کے لئے Provincial Finance Commission کی تشکیل ایک لازمی امر ہے۔پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے مطابق PFC کے ممبران میں لوکل گورنمنٹ ناظمین کا شامل ہونا ضروری ہے۔یہی وجہ ہے کہ موجودہ حالات میں نئے PFC کی تشکیل ممکن نہیں۔معزز ممبران کے اطمینان کے لئے بتاتا چلوں کے بجٹ تجاویز میں لوکل گورنمنٹ کے لئے مجوزہ وسائل کا تعین 2006 PFC Award کی رُو کے مطابق کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اسمبلی کارروائی کے لئے مزید دس منٹ کا وقت بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اپنی تقریر کے اختتام پر اس بات کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں کہ مالی سال 14-2013 کا بجٹ عوامی امنگوں کے عین مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔ یہ بجٹ عوام سے کئے گئے وعدوں اور ہماری پالیسیوں کی تکمیل کی طرف ایک اہم قدم ثابت ہو گا۔ میں یہ یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہماری حکومت عوام کو صحت، تعلیم، سماجی و معاشی تحفظ اور امن و امان کی بھرپور سہولیات فراہم کرے گی۔ صوبہ کے infrastructure میں بھی گراں قدر اضافہ کیا جائے گا اور قدرے کم ترقی یافتہ علاقوں کو ترقی یافتہ علاقوں کے برابر لا کر کھڑا کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں خصوصی طور پر خادم پنجاب کا شکر گزار ہوں کہ جن کی leadership کے بغیر میرے لئے یہ بجٹ پیش کرنا ممکن نہ ہوتا۔ ممبران اسمبلی کی دوران بجٹ مثالی سنجیدگی اور تعمیری سوچ میرے لئے راہنمائی کا باعث رہی۔ بجٹ کو ایوان میں منظور کرانا اہم سہی لیکن اس سے بھی اہم بجٹ میں بیان کردہ اہداف اور ترجیحات کا حصول ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس بجٹ کے ذریعے ہم خادم اعلیٰ پنجاب کے vision کو ایک اٹل حقیقت بنا دیں گے اور یہ vision اس صوبہ کی تقدیر بدل دے گی، صوبہ کو ترقی کی ایک ایسی راہ پر گامزن کرے گی جو عوام میں خوشحالی اور خوشیوں کی سوغات لے کر آئے گی۔

جناب والا! یہ بجٹ انہی ترجیحات اور اسی vision کا تسلسل ہے جس پر عوام نے 11۔ مئی کو مہر ثبت کی تھی۔ میں آخر میں، ایک شعر کے ساتھ اپنی بات ختم کروں گا کہ:

حِصار اَبر سے سورج نکلنے والا ہے
نظر اٹھاؤ کہ منظر بدلنے والا ہے

پاکستان زندہ باد پاکستان پائندہ باد
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ نے بڑے اچھے طریقے سے کافی باتوں کو سمیٹ لیا ہے۔ شاباش۔ کل سالانہ بجٹ کے مطالبات زر پر ووٹنگ کا آغاز ہو گا۔ شکریہ

اب اجلاس کل بروز منگل مورخہ 25۔ جون 2013 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2013

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2013

(منگل25، بدھ26، جمعرات27، جمعتہ المبارک28 ہفتہ، 29۔ جون2013)

(یوم الثلاثہ15، یوم الاربعاء16، یوم الخمیس17، یوم الجمع18، یوم السبت19۔ شعبان المعظم1434ھ)

سولھویں اسمبلی: دوسرا اجلاس

جلد2(حصہ دوم): شمارہ جات : 6تا10

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

دوسرا اجلاس

منگل،25۔جون2013

جلد 2:شمارہ 6

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا ----------	426
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ----------	434
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ ----------	435
	تحاریک التوائے کار	
4۔	صوبہ پنجاب میں ہیپاٹائٹس کے بڑھتے ہوئے مرض کو روکنے کے لئے کرائسز ہیپاٹائٹس سنٹر کے قیام کا مطالبہ ----------	437

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
5۔	لاہور کے تعلیمی اداروں میں دُگنا پارکنگ گنجائش کے فیصلے پر ڈسٹرکٹ گورنمنٹ عملدرآمد کروانے میں ناکام	439
6۔	پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد کو پی ایم ڈی سی کی منظوری کے بغیر چلایا جانا	440
7۔	پنجاب کے پرائیویٹ اور سرکاری میڈیکل کالجوں میں جاری الائیڈ ہیلتھ سائنسز پروگرامز (AHS) بند کرنے سے ہزاروں طلباء وطالبات کا مستقبل غیر محفوظ ہونے کا خدشہ	441
8۔	دریائے راوی میں زہریلا پانی اور کوڑا کرکٹ ڈالنے سے لاہور کا زیرزمین پانی بھی زہریلا ہونے کا خدشہ	442
9۔	لاہور میں متروکہ وقف (ہندو اوقاف) کی سینکڑوں کنال اراضی خلاف قانون وپالیسی ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کے نام منتقل	445
10۔	صوبہ میں تیزی سے پھیلنے والی خسرہ کی مہلک وباء پر قابو پانے کے لئے حکومتی اقدامات مؤثر نہ ہونے کی وجہ سے بچوں کی اموات میں اضافہ	447
11۔	جناح ہسپتال انتظامیہ اور ائرکنڈیشننگ سسٹم نصب کرنے والی فرم کے مابین ناقص معاہدے سے سسٹم بند ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا	448
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
12۔	مطالبات زر برائے سال 14-2013 پر عام بحث اور رائے شماری	449
13۔	کورم کی نشاندہی	479
14۔	مطالبات زر برائے سال 14-2013 پر عام بحث اور رائے شماری (۔۔۔جاری)	479
	بدھ، 26۔جون 2013	
	جلد 2: شمارہ 7	
15۔	ایجنڈا	519
16۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	527

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
17۔	نعت رسول مقبول ﷺ ----------	528
	حلف	
18۔	نومنتخب خاتون ممبر اسمبلی کا حلف ----------	529
	پوائنٹ آف آرڈر	
19۔	ملتان اور فیصل آباد میں خواتین کو جلائے جانے کے واقعات پر حکومتی کارروائی کا مطالبہ ----------	530
	تحاریک التوائے کار	
20۔	لاہور اور دوسرے شہروں میں بچے اور نوجوان نہروں میں نہاتے ہوئے ڈوب کر مرنے سے عوام میں خوف وہراس کا پایا جانا ----------	533
21۔	فیصل آباد کھرڑیانوالہ شیخوپورہ روڈ پر طویل لوڈشیڈنگ کے خلاف احتجاج کرنے والوں پر پولیس کا لاٹھی چارج، چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کرنا ----------	534
22۔	جڑانوالہ کے نواحی گاؤں 53 گ ب ڈھیسیاں میں دکاندار کے ہاتھوں آٹھ سالہ طالب علم کی ہلاکت ----------	537
23۔	منڈی بہاؤالدین بھیروال کی 16 سالہ لڑکی کا اغواء اور پولیس کی تحویل میں چوکی انچارج کا ساتھی سمیت زیادتی کا نشانہ بنانا ----------	538
24۔	ڈی ایف او چھانگا مانگا کا عرصہ دراز سے قائم مزدوروں کی بستی کو بذریعہ بلڈوزر گرانا ----------	540
25۔	فیروزپور روڈ پر مسلم ٹاؤن وحدت روڈ فلائی اوور کے غلط نقشے اور ڈیزائن کی وجہ سے موڑ کاٹتے ہوئے متعدد افراد ہلاک	543
	پوائنٹ آف آرڈر	
26۔	صوبہ میں خواتین کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کے ازالہ اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے معزز خواتین ممبران پر مشتمل کمیٹی قائم کرنے کا مطالبہ ----------	545

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
27۔	سالانہ بجٹ برائے سال14-2013 کے مطالبات زر پر عام بحث	
	اور رائے شماری(۔۔۔جاری)	547
28۔	وزیراعلیٰ کا خطاب	598
	جمعرات،27۔جون2013	
	جلد 2:شمارہ 8	
29۔	ایجنڈا	605
30۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	607
31۔	نعت رسول مقبول ﷺ	608
	حلف	
32۔	نومنتخب خواتین ممبران اسمبلی کا حلف	609
	تعزیت	
33۔	سابق خاتون ممبر اسمبلی محترمہ انجم صفدر کے خاوند کی وفات پر دعائے مغفرت	610
	پوائنٹ آف آرڈر	
34۔	ایم ڈی واسالاہور کی جانب سے گھریلواور کمرشل پانی کے بلوں میں اضافے کی منظوری	619
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون(جوزیر غور لایا گیا)	
35۔	مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ2013	621
36۔	منظور شدہ اخراجات برائے سال14-2013 کے گوشوارہ کا ایوان میں پیش کیا جانا	663

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	ہنگامی قانون (جو پیش ہوا)	
37۔	ہنگامی قانون (ترمیم) سروس ٹربیونل پنجاب مجریہ2013	663
	جمعتہ المبارک،28۔جون2013	
	جلد 2:شمارہ 9	
38۔	ایجنڈا	666
39۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	668
40۔	نعت رسول مقبول ﷺ	669
	حلف	
41۔	نومنتخب خاتون ممبر اسمبلی کا حلف	670
	تحاریک استحقاق	
42۔	ایس پی صدر راولپنڈی اور اے ایس پی سرکل گوجر خان کا معزز ممبر اسمبلی کے خلاف تھانہ جاتلی میں رپٹ درج کروانا	670
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
43۔	ضمنی بجٹ برائے سال13-2012 پر عام بحث	677
	ہفتہ،29۔جون2013	
	جلد 2:شمارہ 10	
44۔	ایجنڈا	728
45۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	736
46۔	نعت رسول مقبول ﷺ	737

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک التوائے کار	
47۔	لاہور اور دوسرے شہروں میں بچے اور نوجوان نہروں میں نہاتے ہوئے ڈوب کر مرنے سے عوام میں خوف وہراس کا پایا جانا(۔۔۔جاری) ----------	740
48۔	جڑانوالہ کے نواحی گاؤں53گ ب ڈھیسیاں میں دکاندار کے ہاتھوں آٹھ سالہ طالب علم کی ہلاکت(۔۔۔جاری) ----------	742
49۔	فیصل آباد میں لوڈشیڈنگ کے خلاف احتجاج کرنے والے مرد اور خواتین پر پولیس کا تشدد ----------	745
50۔	واٹر مینجمنٹ(زراعت) کے پراجیکٹ گریٹر تھل کینال کے ملازمین کو مستقل کرنے کا مطالبہ ----------	746
	پوائنٹ آف آرڈر	
51۔	تھل کینال کے متاثرین اور زراعت کے بارے میں کمیٹی بنانے کا مطالبہ----------	747
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
52۔	ضمنی مطالبات زر برائے سال2012-13 پر عام بحث اور رائے شماری----------	750
53۔	منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال2012-13 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا ----------	799
54۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ----------	800
55۔	انڈکس	

426

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،25۔جون2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ گوشوارہ بابت سال2013-14

مطالبات زر برائے سال2013-14 پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر PC-21001	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو66لاکھ3ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال-2013 14کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013جلد اول کے صفحات1 تا 9ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21002	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3۔ارب52کروڑ24لاکھ82ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013جلد اول کے صفحات11تا 46ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21003	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو6کروڑ15لاکھ54ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013جلد اول کے صفحات47 تا61ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21004	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو23کروڑ،4لاکھ،49ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013جلد اول کے صفحات63 تا72ملاحظہ فرمائیں۔

427

مطالبہ نمبر PC-21005	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2۔ارب 7کروڑ74لاکھ،66ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"جنگلات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 73 تا94ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21006	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5کروڑ77لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"رجسٹریشن"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013جلد اول کے صفحات95 تا105ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21007	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو11کروڑ،4لاکھ،79 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون 2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں برداشت"کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013جلد اول کے صفحات 107تا122ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21008	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو42کروڑ97لاکھ75 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"دیگر ٹیکس ومحصولات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 123تا145ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21009	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو11۔ارب34کروڑ60لاکھ28ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون 2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"آبپاشی وبحالی اراضی"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 147تا286 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21010	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو14۔ارب73کروڑ74لاکھ88ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون 2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"انتظام عمومی"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال14-2013جلد اول کے صفحات 305تا783 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21011	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو8۔ارب 17کروڑ2لاکھ،45ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"نظام عدل"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 785تا847ملاحظہ فرمائیں۔

428

مطالبہ نمبر PC-21012	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5۔ارب74 کروڑ67 لاکھ94 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے جیل خانہ جات وسزا یافتگان کی بستیاں"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 849تا885ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21013	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو70۔ارب51 کروڑ53 لاکھ33 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"پولیس"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 887تا970ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21014	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو8 کروڑ62 لاکھ28 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"عجائب خانہ جات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 971تا984ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21015	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو38۔ارب31 کروڑ49 لاکھ45 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"تعلیم"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 985 تا1229ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21016	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو45۔ارب99 کروڑ86 لاکھ61 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات"صحت"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 1 تا344ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21017	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3۔ارب20 کروڑ59 لاکھ46 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صحت عامہ"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 345تا384ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21018	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو6۔ارب23 کروڑ83 لاکھ89 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"زراعت"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 385تا507ملاحظہ فرمائیں۔

429

مطالبہ نمبر PC-21019	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو46کروڑ،86لاکھ،32ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ماہی پروری"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013جلد دوم کے صفحات509 تا525ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21020	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3۔ارب،14کروڑ80لاکھ13ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ویٹرنری"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 527تا637ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21021	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو15کروڑ60لاکھ13ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"امداد باہمی"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 639تا662ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21022	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5۔ارب86کروڑ51 لاکھ64ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون 2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صنعتیں"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 663تا714ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21023	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک ارب89کروڑ58لاکھ73ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"متفرق محکمہ جات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 715تا816ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21024	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3۔ارب32کروڑ39 لاکھ49ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سول ورکس"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 817تا861ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21025	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3۔ارب،45کروڑ،11لاکھ،37ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"مواصلات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 863تا912ملاحظہ فرمائیں۔

430

مطالبہ نمبر PC-21026	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو30کروڑ،68لاکھ،13ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"محکمہ ہاؤسنگ اینڈفزیکل پلاننگ"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 913تا931ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21027	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5کروڑ،74لاکھ،57ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ریلیف"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013جلد دوم کے صفحات 933تا945ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21028	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو74۔ارب،93کروڑ52لاکھ،53ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"پنشن"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 953تا958ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21029	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو18کروڑ،5لاکھ،61ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سٹیشنری اینڈپرنٹنگ"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013جلد دوم کے صفحات 959 تا983ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21030	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو36۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال-2013 14کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" سبسڈیز"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 985تا989ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21031	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2۔کھرب48۔ ارب76کروڑ26 لاکھ 88ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"متفرقات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013جلد دوم کے صفحات 991 تا1188ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21032	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5کروڑ،76لاکھ،11ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شہری دفاع"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 1189تا 1203ملاحظہ فرمائیں۔

431

مطالبہ نمبر PC-13033	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک کھرب26۔ارب55کروڑ30لاکھ69ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 1205تا 1224ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-13034	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3کروڑ،25لاکھ،75ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال14-2013 جلد دوم کے صفحات 1225تا 1235ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-13035	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 10 کروڑروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال14-2013 جلد دوم کے صفحات 1237تا 1241ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-13050	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو8۔ارب14کروڑ75لاکھ92ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سرمایہ کاری برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات1267 تا 1271 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-22036	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک کھرب70۔ارب56کروڑ37لاکھ37ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ترقیاتبرداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال14-2013 جلد اول کے صفحات1تا500ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12037	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو34۔ارب،97کروڑ،65لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر(ترقیات) برائے سال14-2013 جلد دوم کے صفحات1تا41ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12038	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو18کروڑ،11لاکھ،40ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 2014-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 14-2013جلد دوم کے صفحات43تا46ملاحظہ فرمائیں۔

432

مطالبہ نمبر PC-12040	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو50کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال -2013 14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر(ترقیات) برائے سال14-2013 جلد دوم کے صفحات47تا50ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12041	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو32۔ارب99کروڑ10 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شاہرات وپل" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال14-2013 جلد دوم کے صفحات51تا115ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12042	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو50۔ارب،64کروڑ،57 لاکھ،23ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال2014-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال14-2013 جلد دوم کے صفحات117تا349 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12043	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو10۔ارب53کروڑ3 لاکھ48ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر(ترقیات) برائے سال14-2013 جلد دوم کے صفحات351تا363ملاحظہ فرمائیں۔

434

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا دوسرا اجلاس

منگل،25۔جون2013

(یوم الثلاثہ،15۔شعبان المعظم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح10 بج کر30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ ٱلَّذِي لَهُۥ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلۡأَرۡضِ
وَلَهُ ٱلۡحَمۡدُ فِي ٱلۡأٓخِرَةِ ۚ وَهُوَ ٱلۡحَكِيمُ ٱلۡخَبِيرُ ۝١ يَعۡلَمُ
مَا يَلِجُ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَمَا يَخۡرُجُ مِنۡهَا وَمَا يَنزِلُ مِنَ
ٱلسَّمَآءِ وَمَا يَعۡرُجُ فِيهَا ۚ وَهُوَ ٱلرَّحِيمُ ٱلۡغَفُورُ ۝٢
وَقَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ لَا تَأۡتِينَا ٱلسَّاعَةُ ۖ قُلۡ بَلَىٰ وَرَبِّي
لَتَأۡتِيَنَّكُمۡ عَٰلِمِ ٱلۡغَيۡبِ ۖ لَا يَعۡزُبُ عَنۡهُ مِثۡقَالُ ذَرَّةٖ
فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَلَا فِي ٱلۡأَرۡضِ وَلَآ أَصۡغَرُ مِن ذَٰلِكَ وَلَآ أَكۡبَرُ إِلَّا
فِي كِتَٰبٖ مُّبِينٖ ۝٣ لِّيَجۡزِيَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ ۚ
أُوْلَٰٓئِكَ لَهُم مَّغۡفِرَةٞ وَرِزۡقٞ كَرِيمٞ ۝٤

سُوۡرَةُ سَبَإٍ آیات 1 تا 4

سب تعریف اللہ ہی کو(سزاوار) ہے(جو سب چیزوں کا مالک ہے یعنی)وہ کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور آخرت میں بھی اسی کی تعریف ہے اور وہ حکمت والا(اور) خبردار ہے(1)جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس میں سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اُترتا ہے اور جو اُس پر چڑھتا ہے سب اُس کو معلوم ہے اور وہ مہربان(اور) بخشنے والا ہے(2)اور کافر کہتے ہیں کہ(قیامت کی) گھڑی ہم پر نہیں آئے گی، کہہ دو کیوں نہیں(آئے گی) میرے پروردگار کی قسم وہ تم پر ضرور آکر رہے گی(وہ پروردگار)غیب کا جاننے

والا(ہے)ذرہ بھر چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں(نہ)آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور کوئی چیز اس سے چھوٹی یا بڑی ایسی نہیں مگر کتاب روشن میں(لکھی ہوئی)ہے(3)اس لئے کہ جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے ان کو بدلہ دے،یہی ہیں جن کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے(4)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

عشق تیرا نہ اگر میرا مسیحا ہوتا
میں بھی گمراہی کے ویرانوں میں کھویا ہوتا
تیری نسبت نے سنوارا ہے میرا اندازِ حیات
میں اگر تیرا نہ ہوتا سگِ دنیا ہوتا
کاش یہ آنکھ تیری راہ کے تنکے چُنتی
دِل تیرے شہر کی گلیوں میں سُلگتا ہوتا
کوئے سرکار میں ہو گا کہیں مصروفِ طواف
دِل اگر سینے میں ہوتا تو دھڑکتا ہوتا

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔آج کی پہلی تحریک التوائے کار ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے؟ان کی تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 13/7 بھی ان کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا اس کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/12 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں۔اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/13 بھی محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں اس لئے اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 13/14 بھی محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتیں اس لئے اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/16 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔جی، شیخ علاؤالدین!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ مورخہ 11۔جون کو چھانگا مانگا جنگل میں جو المناک واقعہ ہوا ہے۔ میری اس واقعہ پر تحریک التوائے کار ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کو پہلے لے لیں۔

جناب سپیکر: یہ out of turn نہیں آئے گی جب اس کا نمبر آئے گا تو اسی وقت take up کی جائے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ میری عرض سن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ مہربانی کریں اور ایسا نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ وزیر قانون صاحب سے پوچھ لیں اگر اجازت ہو گی تو میں پیش کر دوں گا کیونکہ یہ ایک المناک واقعہ ہے اس میں عورتیں بھی زخمی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: جب اس کا نمبر آ جائے گا تو پھر اس کو take up کر لیں گے۔

صوبہ پنجاب میں ہیپاٹائٹس کے بڑھتے ہوئے مرض کو روکنے کے لئے کرائسز ہیپاٹائٹس سنٹر کے قیام کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان اور بالخصوص پنجاب میں پچھلے دس برسوں میں ہیپاٹائٹس تیزی سے پھیل رہا ہے اور ایک ماہرانہ اندازے کے مطابق اس میں مزید اضافہ ہونے کا امکان ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ ہیپاٹائٹس کی مختلف اقسام سامنے آئی ہیں جن میں A,B,C,D,E,F اور G تک یہ ریسرچ ہو چکی ہے۔ جگر جو انسانی زندگی کا بنیادی کردار ہے اپنا مرض عرصہ دراز تک چھپائے رکھتا ہے اور اکثر اوقات تب ظاہر کرتا ہے جب معاملہ دور تک جا چکا ہوتا ہے۔ ہیپاٹائٹس کا علاج ایک مہنگا ترین علاج ہے اور حقیقتاً لوگ علم ہو جانے کے باوجود اس کا علاج کرانے سے قاصر ہیں۔ دنیا بھر میں کوئی مؤثر ویکسین بھی ایسی تیار نہ ہو سکی ہے جو ہیپاٹائٹس کو روک سکے۔ اس مرض کے بڑھنے کی جو وجوہات ہیں ان کا علم بھی عوام کو ہے اور نہ ہی اس سلسلے میں کوئی سنجیدہ کوشش کی جا رہی ہے۔ وقت آ گیا ہے کہ مزید ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ہیپاٹائٹس کے مرض کے خلاف ایک تحریک کا آغاز کیا جائے۔ تمام ہسپتالوں Basic Health Units، Rural Health Centres اور پرائیویٹ ڈاکٹروں سے ہیپاٹائٹس کے مریضوں کا ریکارڈ لے کر اور مکمل تفصیلات کی بنیاد پر ایک Crisis Hepatitis Centre بنایا جائے اور ہر مریض کو تمام ادویات، انجکشن مفت مہیا کئے جائیں اور ان کو اس وقت تک مانیٹر کیا جائے جب تک کہ ان کے نتائج negative نہ ہو جائیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو پنجاب میں اس وقت خسرے کی وباء پھیلی ہوئی ہے اور جس سے کافی نقصان ہوا ہے اس سے متعلقہ جن lines کے اوپر محترم شیخ علاؤالدین صاحب نے بات کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 13/16 کا جواب دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!میں اس پر یہی عرض کروں گا کہ شیخ علاؤالدین نے خسرے اورہیپاٹائٹس(سی)سے متعلق جن linesپر بات کی ہے اس سلسلے میں curative activitiesہونی چاہیئں۔اس سے متعلقہ ایک cell createکیا گیا ہے اور ہفتے میں ایک مرتبہ چیف منسٹر صاحب خود اس مسئلے پر میٹنگ کرتے ہیں۔ دوسرے دِنوں میں وزیر صحت اور سیکرٹری صحت میٹنگ کرتے ہیں اور اس بارے میں کافی توجہ دی جارہی ہے۔اگر شیخ علاؤالدین مناسب سمجھیں تو یہ خود بھی ان کی guidanceکریں۔ان کی تحریک متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو بھیج دی جاتی ہے with this directionکہ جن guidelinesکا ذکر شیخ علاؤالدین نے کیا ہے ان کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنی مہم میں اور بہتری لائیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب والا!میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر:اس پر اب بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب والا!آپ میری صرف عرض سن لیں۔پروفیسر آفتاب محسن نے اس پر ریسرچ کی ہے actually Hepatitisاور خسرہ دو differentچیزیں ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ چیف منسٹر صاحب ہر ہفتے اس پر بریفنگ لے رہے ہیں۔ میری گزارش صرف یہ ہے کہ پندرہ ہزار روپے کا ایک انجکشن ہے جو چھ ماہ تک ہر ہفتے لگتا ہے۔ہیپاٹائٹس جس طریقہ سے پھیل رہا ہے یہ آپ کے علم میں بھی ہے اور استغفراللہ یہ ایک complete deathہے یعنی اگر اس کا علاج نہ ہو تو اس میں بچنے کے امکانات بہت کم ہیں اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس پر خصوصی توجہ دی جائے۔آپ اس میں صرف اتنا فیصلہ کر دیجئے کہ اس کے لئے ایک crisis centreبنادیا جائے جہاں پر صرف ہیپاٹائٹس کا کچھ کیا جائے۔

جناب سپیکر:آپ کی بات حکومت کے noticeمیں آچکی ہے،وہ اس پر پوری طرح عملدرآمد کرنے کی کوشش کریں گے۔I think it's not pressed.

شیخ علاؤالدین:جی،شکریہ

جناب سپیکر:یہ تحریک التوائے کار dispose ofکی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 17/13 بھی شیخ صاحب کی ہے۔

لاہور کے تعلیمی اداروں میں دُگنا پارکنگ گنجائش کے فیصلے پر ڈسٹرکٹ گورنمنٹ عملدرآمد کروانے میں ناکام

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ایک حالیہ فیصلہ کے تحت سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور ایل ڈی اے نے تعلیمی اداروں کے لئے پارکنگ گنجائش دُگنا کرنا لازمی قرار دے دیا ہے۔محرک انتہائی حیرانی سے یہ سوال کرنے پر مجبور ہے کہ کون سے تعلیمی اداروں کے بارے میں یہ بات کہی جارہی ہے؟اس وقت اگر صرف صوبائی دارالحکومت لاہور کو ہی لے لیں تو ہزاروں سکول اور کالج ایک سائیکل کی پارکنگ بھی نہیں رکھتے اور عوام کو ایک نہ ختم ہونے والے ٹریفک عذاب میں صبح سے شام تک مبتلا دیکھ کر کوئی حکومتی ادارہ ان نام نہاد یونیورسٹیوں،کالجوں، سکولوں،اکیڈمیوں اور بھانت بھانت کے انسٹیٹیوٹ جن کا کوئی سر پیر نہ ہے،جو اپنے اشتہارات میں نوجوان خواتین کی تصاویر دے کر طلباء کو ورغلاتے ہیں اور بے فائدہ اور بے ثمر تعلیم دے رہے ہیں (Pure Residential Areas) میں بڑے نام والے سکول جو ایک نرسری کے بچہ سے 25ہزار روپے فیس لے رہے ہیں حقیقتاً ان کا منافع بڑی بڑی انجینئرنگ انڈسٹری سے بڑھ چکا ہے نہایت ڈھٹائی سے مسلسل عوام کے مسائل میں بھی اضافہ کر رہے ہیں۔شہر کے تمام ایڈمنسٹریٹرز کو کہا گیا ہے کہ تعلیمی اداروں کی عمارتوں کو(1000Sq.Ft) یعنی تقریباً ساڑھے چار مرلہ ایک گاڑی کی پارکنگ کے لئے مہیا کرنا لازمی ہو گی۔اس سے بڑا کیا مذاق ہو سکتا ہے،گلبرگ۔II کا علاقہ، سمن آباد کا حسن بلاک،گارڈن ٹاؤن کے رہائشی تقریباً تمام دن اس ٹریفک کی وجہ سے اپنے گھروں کو بھی نہیں جا سکتے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب والا!میں نے اس میں جو ذکر کیا ہے میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ ان اداروں نے رہائشی لوگوں کا حشر کر دیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!شیخ صاحب بالکل صحیح کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اسے pending فرما دیں۔ یہ محکمے کو بھجوائی گئی ہے لیکن ابھی اس کا جواب نہیں آیا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:آپ دونوں طرف سے آپس میں اس طرح بات نہ کیا کریں،آپ کی مہربانی۔راناصاحب! Pending till?

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!Next week تک pending فرما دیں۔

جناب سپیکر:جی، یہ تحریک التوائے کارnext week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔شیخ صاحب! تحریک التوائے کار نمبر13/18 بھی آپ کی ہے۔پڑھئے گا۔

پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد کو پی ایم ڈی سی کی منظوری کے بغیر چلایا جانا

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میڈیکل کالج (PMC) فیصل آباد کا ڈینٹل ڈیپارٹمنٹ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل (PMDC) کی منظوری کے بغیر چلایا گیا۔زمینی حقائق اس طرح ہیں کہ آج جبکہ پچاس ڈینٹسٹ گریجویٹ اپنی تعلیم مکمل کر کے کالج سے جانے والے ہیں۔PMC ڈینٹل ڈیپارٹمنٹ انہیں ڈگریاں دینے سے قاصر ہے۔PMDC کی منظوری نہ ہونے کی وجہ سے ڈینٹل ڈیپارٹمنٹ میں faculty کا نہ ہونا ہے۔ 2009 میں جب ان طلباء کو داخلہ دیا گیا تھا تو ان کی تعلیمی ذمہ داریاں Demonstrators کے ذریعہ پوری کی گئیں۔ڈینٹل ڈیپارٹمنٹ میں 75 specified dental chairs جو بنیادی چیزوں میں آتی ہے کا کوئی وجود نہ ہے۔آج 250 BDS Students ڈیپارٹمنٹ میں موجود تو ہیں لیکن ان کا کوئی مستقبل نہ ہے۔PMC فیصل آباد جو تقریباً تین سو طلباء کو سالانہ داخلہ دے رہا ہے۔تمام معاملات پر غور کرنا ضروری ہے۔PMDC نے رولز کی خلاف ورزی اور سہولیات کے فقدان پر کالج کو سخت warning issue کی ہے لیکن وقت تیزی سے گزر رہا ہے اور طلباء پر خرچ کیا جانے والا سرمایہ اور مستقبل ضائع ہونے کا خدشہ ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے Saturday تک pending فرما دیں۔ شیخ علاؤالدین صاحب نے جس problem کی طرف توجہ دلائی ہے یہ بڑا complex ہے۔ محکمے کو یہ تحریک بھیجی گئی ہے لیکن ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے Saturday تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار Saturday تک pending کی جاتی ہے۔ شیخ صاحب تحریک التوائے کار نمبر 19 بھی آپ کی ہے۔

پنجاب کے پرائیویٹ اور سرکاری میڈیکل کالجوں میں جاری الائیڈ ہیلتھ سائنسز پروگرامز (AHS) بند کرنے سے ہزاروں طلباء وطالبات کا مستقبل غیر محفوظ ہونے کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کے گیارہ میڈیکل کالجوں نے Allied Health Sciences Programmes(AHS) اچانک ختم کر دیئے ہیں اور AHS میں داخلہ بھی بند کر دیا گیا ہے۔ حکومتی میڈیکل کالج جو کہ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز سے منسلک ہیں بھی AHS کورسز ختم کرنے جا رہے ہیں۔ سادہ الفاظ میں وہ تمام طلباء جو چند نمبروں کی کمی کی وجہ سے MBBS میں داخلہ نہیں لے سکتے تھے کا مستقبل سخت خطرے میں پڑ چکا ہے۔ سروسز انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز لاہور اور نشتر میڈیکل کالج ملتان نے بغیر کوئی وجہ بتائے تمام اہم کورسز بند کر دیئے ہیں اور جو پرائیویٹ کالج AHS کورسز چلا بھی رہے ہیں انہوں نے اپنی سالانہ فیس -/125000 روپے کر دی ہے۔ 2007 میں جب یہ پروگرام شروع کیا گیا تو گیارہ سو طلباء کو داخلہ دیا گیا لیکن یہ اہم کورسز تمام کالج بند کرنا چاہتے ہیں اور اس کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ پروفیسر صاحبان AHS کورسز میں داخل طلباء کو white uniform میں ایک لمحہ برداشت کرنے کو تیار نہ ہیں۔ یہی سلوک قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور میں طلباء کے ساتھ شروع ہو چکا ہے اور وہاں پر بھی Doctor of Physical Therapy(DPT) جیسے اہم کورسز بند کئے جا رہے ہیں۔ حقیقتاً AHS کورسز جدید میڈیکل سائنس میں اہم کردار ادا کرتے ہیں کیونکہ کوالیفائیڈ مین پاور Laboratory Diagnosis, Radiologist, Rehabilitation of Patient کے لئے

یہ کورسز انتہائی ضروری ہیں اور گراں قدر خدمات انجام دے سکتے ہیں لیکن یہ تمام میڈیکل کالج AHS کورسز کے بارے میں جو فیصلہ کر چکے ہیں کا فوری محاسبہ ضروری ہے تاکہ ایک طرف طلباء کا مستقبل محفوظ ہو سکے اور دوسری طرف عوام کو اہم طبی سہولیات مہیا کی جائیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے بھی Saturday کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی Saturday تک pending کی جاتی ہے۔ شیخ صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 21 بھی آپ کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو وہ المناک واقعہ جو تھوڑا بہت آپ کے علم میں بھی ہے اس کو لے لیں چونکہ ابھی آپ حکم دے دیں گے کہ ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ابھی آپ کی وہ تحریک التوائے کار admit نہیں ہوئی۔ I am sorry for that

شیخ علاؤالدین: جی، کون سی؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ نے آج صبح جو 9.00 بجے دی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے لاء منسٹر صاحب نے اجازت دی ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ایسے نہ کریں، آپ کی بڑی مہربانی۔ آپ تحریک التوائے کار نمبر 21 پڑھیں۔

دریائے راوی میں زہریلا پانی اور کوڑا کرکٹ ڈالنے سے لاہور کا زیر زمین پانی بھی زہریلا ہونے کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: ٹھیک ہے جیسے آپ کا حکم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ دریائے راوی جو پورے ہندوستان میں اپنی زرخیزی اور منفرد شان سے ہزارہا سال سے پہچانا جاتا ہے آج گندگی اور پوری Environmental World میں ہماری بدنامی کا باعث بن

چکا ہے۔ایک وہ وقت تھا جب بادشاہ وقت نورالدین جہانگیر اور اس کی ملکہ نور جہاں نے اپنے مقبروں کے لئے بھی اسی دریا کے کنارے کو چنا تھا اور آج وہ وقت ہے کہ اس دریا کی pollution کی وجہ سے لاہور کے شہری زیر زمین گندے پانی کی وجہ سے بیمار ہو رہے ہیں۔ جن صنعتکاروں نے قوم کو نہ صرف ایک عظیم ورثے سے محروم کیا بلکہ دریائے راوی کو بیماریوں کا گھر بنا دیا وہ عبرت ناک سزا کے مستحق ہیں۔ حقیقتاً یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایک دریا کو موت کی نیند سلا دیا۔ فیکٹریوں کے بغیر Treatment Plant پانی اور گھروں کے سیوریج نے میٹل اور کاپر کے Toxic مادے جن میں Cu-Cd اور Pb جیسے مادے بھی شامل ہیں یہ تمام زہر زیر زمین پانی میں منتقل کر دیئے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق 1500 ٹن کے قریب کوڑا کرکٹ دریائے راوی میں روزانہ پھینکا جا رہا ہے۔ لاہور شہر کا کبھی وہ مقام نہ ہوتا اگر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اسے دریائے راوی سے نہ نوازا ہوتا۔ مقام افسوس اور شرم ہے کہ ہماچل پردیش سے لے کر چناب تک 894 کلو میٹر کے دریا میں سب سے زیادہ غلاظت 72 کلو میٹر کے اس حصے میں کیوں پائی جاتی ہے جو لاہور سے ہیڈ بلوکی کے درمیان ہے؟ اس کو سمجھنے کے لئے کسی راکٹ سائنس کی ضرورت نہ ہے۔ تقریباً 1400 انڈسٹریل یونٹ اور بے شمار unregistered Industrial Units بغیر treatment کے اپنا سارا گند دریائے راوی میں بہا رہے ہیں اور یہی پانی ہیڈ بلوکی سے فصلوں اور سبزیوں میں استعمال ہو رہا ہے جو زیادہ تر لاہور اور اس کے ارد گرد کے شہروں میں کھائی جا رہی ہیں۔ اب تو UNICEF کی ایک رپورٹ بھی آ گئی ہے کہ ہسپتالوں میں 40 فیصد لوگ گندے پانی سے پیدا ہونے والی بیماریوں کی وجہ سے بیمار ہو رہے ہیں۔ محرک صاف Tap Water نلکے کے پانی، سابق اسمبلی میں مذکورہ معاملہ کو پہلے بھی پیش کر چکا ہے جس کا اب تک کوئی نتیجہ نہ نکلا ہے۔ سوچنے کا مقام یہ ہے کہ امریکہ میں بہت سی ریاستوں نے منرل واٹر کی فروخت پر پابندی اس بنیادی نکتہ کو مدنظر رکھ کر لگائی تھی کہ پانی رب العالمین کی انسان کو بخشش ہے اور اس پر کوئی بزنس نہیں ہو سکتا۔ دوسری طرف ہم ہیں کہ ارب ہا روپے کا ڈھکوسلہ منرل واٹر پیا جا رہا ہے اور آج کوئی پوچھنے والا نہ ہے۔ وقت آ گیا ہے کہ راوی پر کم از کم تین Waste Water Treatment Plants جن کا آغاز بابو صابو سے کیا جائے فوری طور پر لگائے جائیں۔ دریائے سندھ کی بھی 50 فیصد گندگی کا ذمہ دار دریائے راوی ہے چونکہ جب یہ جا کر اس دریا میں ملتا ہے تو پانی کی ملاوٹ کی وجہ سے حشر کر دیتا ہے، دوسرے لفظوں میں لاہور تو کیا ہم پاکستان میں بہت بڑی تعداد میں لوگوں کو کیا دے رہے ہیں، کیا تاریخ ہمیں معاف کرے گی؟ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!پینے کا صاف پانی مہیا کرنا،Water Treatment Plantsلگانا اور دریائے راوی سمیت دوسرے پانی کو صاف کرنے سے متعلق منصوبوں کے بارے میں بحث کافی عرصے سے چل رہی تھی۔اس مرتبہ حکومت نے اس کے لئے کافی زیادہ فنڈز مختص کئے ہیں اور ایک comprehensive پروگرام بنا کر اس پر عمل کیا جائے گا۔شیخ علاؤالدین صاحب نے جس معاملے کو یہاں پر اس تحریک کے ذریعے اُٹھایا ہے بالکل یہ بڑا گھمبیر ہے اور اس کے اُوپر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔حکومت نے اس بجٹ میں اس کے لئے فنڈز مختص کئے ہیں اور اس مرتبہ حکومت اس پر پوری طرح سے توجہ دے رہی ہے۔اس حوالے سے جو بھی پروگرام آگے چل کر بنائے جائیں گے اس میں محرک بھی اپنیinputsدیں۔

جناب سپیکر:وہ کہہ رہے ہیں کہ انڈسٹریزوالےTreatment Plantsلگائیں تاکہ یہ گندگی دریائے راوی کے پانی میں نہ جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!جن انڈسٹریز سے یہ گندہ پانی خارج ہو رہا ہے تو ایک قانون سازی کے تحت ان کو اس بات پر مجبور کیا جانا ضروری ہے کہ وہ اپنے اپنے Treatment Plants لگائیں۔اس کے اوپر ایک بڑی مربوط approach کی ضرورت ہے اور حکومت اس مرتبہ اس حوالے سے سنجیدگی سے کام کر رہی ہے۔

جناب سپیکر:اس تحریک کوpendingکر دیتے ہیں تاکہ آپ اس پر مفصل رپورٹ حاصل کر سکیں۔اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اگر آپ اس تحریک کو مفصل بحث کے لئےadmitکرنا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ پر اس بجٹ میں توجہ دی گئی ہے اورfunds allocateکئے گئے ہیں۔اس مرتبہ اس مسئلہ کا comprehensive حل پیش کیا جائے گا۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمودالرشید):جناب سپیکر!میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے اس لئے آپ اس تحریک کوpendingفرما دیں اور جب وزیر قانون تیار ہوں تو اس کے اوپر سیر حاصل بحث کرائی جائے۔ہڈیارہ ڈرین،ستوکتلہ ڈرین اور ریواز گارڈن ڈرین پر

filtration کا کوئی سسٹم موجود نہیں ہے اور پورے شہر کا گندہ پانی دریائے راوی میں گر رہا ہے۔یہ بہت اہم مسئلہ ہے اور کروڑوں لوگوں کی جانوں کے ساتھ کھیلنے کے مترادف ہے لہذا اس پر لازمی بحث ہونی چاہئے۔آپ وزیر قانون سے پوچھ کر اس کے لئے وقت مقرر فرمادیں۔

جناب سپیکر: میں چاہتا ہوں کہ فی الحال ہم اس تحریک کو pending کر لیں اور اگلے اجلاس میں اس کو لے آئیں۔یہ بجٹ اجلاس ہے اس لئے اس میں شاید اتنا وقت نہ مل سکے لیکن بعد میں ہم اس پر ضرور بحث کریں گے۔اب چونکہ ایوان کی بھی یہی رائے ہے اس لئے اس تحریک کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کیا میں تحریک التوائے کار نمبر22 پڑھ دوں؟

جناب سپیکر: ذرا ایک منٹ بریک لگائیں گے؟

شیخ علاؤالدین: جی، سر بریک لگ گئی۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب! آپ اپنی تحریک التوائے کار نمبر22 پڑھیں۔

لاہور میں متروکہ وقف (ہندو اوقاف) کی سینکڑوں کنال اراضی خلاف قانون و پالیسی ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کے نام منتقل

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ 325 کنال اراضی جو متروکہ وقف (ہندو اوقاف) کی ملکیت تھی کا انتقال ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کے نام کر دیا گیا ہے۔مختصر حقائق کچھ اس طرح ہیں کہ 325 کنال زمین جو کہ موضع ٹھاکر دوارہ نواں کوٹ لاہور کینٹ میں ہے معاہدہ بیع کے ذریعے -/61400000 روپے میں بذریعہ رجسٹری نمبر3151 انتقال نمبر1418 اور اسی طرح مزید 25 کنال اراضی -/4437000 روپے کے عوض ذوالفقار علی وغیرہ کو فروخت کر دی اس کا رجسٹری نمبر776 اور انتقال نمبر501 ہے۔ڈیفنس لاہور Phase-V میں واقع یہ زمین جو کسی صورت فروخت نہ ہو سکتی تھی کا انتقال کس کے کہنے پر کیا گیا اور اس انتقال کی تصدیق کیسے کر دی گئی؟ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری کارروائی اور دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر!آپ کی اجازت سے ایک فقرے کا اضافہ کروں گا۔اس Evacuee Trust Property Board نے پچھلے پانچ سال میں Evacueeزمینوں اور propertiesپر تباہی مچادی ہے۔میں نے اس ایوان میں پہلے بھی گزارش کی تھی کہ اٹھارہویں ترمیم کے تحت یہ حکومت پنجاب کی jurisdiction ہے۔Evacuee Trust Property Boardاور E.O.B.I.دونوں محکموں میں وفاقی حکومت نے گزشتہ پانچ سالوں میں جو کچھ کر دیا ہے اس کی بناء پر میں آپ کے توسط سے وزیر قانون سے درخواست کروں گا کہ ان دونوں محکموں کو ایک لمحہ ضائع کئے بغیر takeoverکر لیں۔

جناب سپیکر:جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!شیخ علاؤالدین صاحب نے تحریک التوائے کار نمبر22 میں جس معاملہ کی نشاندہی کی ہے اس کی inquiryکا حکم دیا جا چکا ہے اور اس کی رپورٹ ایک ہفتہ کے اندر موصول ہو جائے گی تو آپ اس تحریک کو Saturday تک کے لئے pendingفرمادیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!یہ معاملہ گڑبڑ ہو جائے گا۔وزیر قانون صاحب شاید اس معاملے کی سنگینی کو سمجھ نہیں رہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):شیخ صاحب!معاملے کی سنگینی کو سمجھتے ہوئے ہی اس کی inquiryکا حکم دیا گیا ہے۔اب Inquiry Officerکو جو وقت چاہئے وہ آپ دیں اور اس کے بعد حقیقت سامنے آجائے گی۔

جناب سپیکر:.Have patienceمہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین:اس میں بڑے پردہ نشینوں کے نام آئیں گے،مجھے موقع تو دیں۔

جناب سپیکر:جی،آپ کو پھر موقع دیں گے،ابھی نہیں۔اس تحریک کو Saturday تک لئے pendingکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 24/13 محترمہ ثمینہ خاور حیات،سردار وقاص حسن مؤکل اور ڈاکٹر محمد افضل صاحب کی طرف سے ہے۔

صوبہ میں تیزی سے پھیلنے والی خسرہ کی مہلک وباء پر قابو پانے کے لئے حکومتی اقدامات مؤثر نہ ہونے کی وجہ سے بچوں کی اموات میں اضافہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ قومی اخبارات، نیوز چینلز نشر کر رہے ہیں اور سول سوسائٹی صبح شام فریاد کر رہی ہے کہ قوم کے نونہال بچے خسرہ کی مہلک وباء سے ہلاک ہو رہے ہیں لیکن حکومتی افسران کے کانوں پر جُوں تک نہیں رینگتی۔ اخبارات میں دعوے کئے جا رہے ہیں کہ خسرہ کی وباء کو ختم کرنے کے لئے ہنگامی اقدامات اُٹھائے جا رہے ہیں، کروڑوں روپے کی ادویات مہیا کر دی گئی ہیں لیکن عملی طور پر ایسا کچھ نظر نہیں آ رہا۔ صوبہ کے غریب عوام پریشانی کے عالم میں ہیں اور ان کو اپنے بچوں کا مستقبل تاریک ہی نظر آتا ہے اور خسرہ سے بچوں کی اموات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ مسئلہ کی سنگینی کے پیش نظر ارباب اختیار سے التماس ہے کہ وہ اس انسانی المیہ سے نمٹنے کے لئے جنگی بنیادوں پر اقدامات کریں اور فرائض سے پہلو تہی کرنے والوں کو سزا دی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب سے موجودہ حکومت نے چارج لیا ہے اس وقت سے حقیقتاً جنگی بنیادوں پر ہی اس خسرہ کی وباء کے اُوپر قابو پانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں سیکرٹری سطح کے لوگوں کے خلاف بھی ایکشن لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ منسٹر صاحبان اور سیکرٹری صاحبان کی ڈیوٹیاں لگائی گئی ہیں۔ تقریباً ہر ضلع کی monitoring کی ڈیوٹی ایک سیکرٹری level کے عہدہ کے ذمے لگائی گئی ہے اور اُن تمام کو یہ کہا گیا ہے کہ وہ روزانہ کی بنیاد پر جا کر خسرہ کی روک تھام سے متعلقہ ہونے والی کارروائی کو مانیٹر کریں اور یہاں پر آ کر کمیٹی کو رپورٹ کریں۔ اُس کمیٹی کو چیف منسٹر صاحب خود head کر رہے ہیں اور روزانہ اُس کمیٹی کی میٹنگیں ہو رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں تمام تر توجہ جس کا ذکر اس تحریک میں کیا گیا ہے وہ already دی جا رہی ہے اور اس میں مزید بہتری لانے کی کوشش کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے Not pressed, disposed of اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2013/25۔ محترمہ باسمہ چودھری، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ ثمینہ خاور حیات، سردار وقاص حسن موکل کی طرف سے ہے۔ جی، یہ تحریک کون پیش کریں گے؟

جناح ہسپتال انتظامیہ اور ائر کنڈیشننگ سسٹم نصب کرنے والی فرم کے مابین ناقص معاہدے سے سسٹم بند ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اشاعت کے مطابق جناح ہسپتال میں 500 ملین لاگت کا ائر کنڈیشننگ سسٹم ہسپتال انتظامیہ اور فرم کے درمیان ادائیگی کے تنازع کی وجہ سے بند پڑا ہے اور اس وجہ سے شدید گرمی کے موسم میں مریض، عملہ اور ڈاکٹر انتہائی مشکلات کا شکار ہیں۔ رپورٹ کے مطابق 600 ٹن capacity والا یہ ائر کنڈیشننگ سسٹم جو 2009 میں اُس وقت کی پنجاب حکومت کی ہدایت پر install کیا گیا تھا ہسپتال انتظامیہ نے ائر کنڈیشننگ سسٹم کی خریداری کی مد میں 500 ملین کی ادائیگی کی جسے مکمل ادائیگی قرار دیا جا رہا ہے جبکہ ائر کنڈیشننگ سسٹم فراہم کرنے والی مقامی کمپنی واجبات کی ادائیگی کا مطالبہ کر رہی ہے جبکہ اس ضمن میں ہونے والے ناقص معاہدہ کے باعث تنازع شدت اختیار کر چکا ہے اور سسٹم بند پڑا ہے۔ رپورٹ کے مطابق کمپنی کا مؤقف ہے کہ سسٹم کے انتہائی اہم اور قیمتی پارٹس چرا لئے گئے ہیں، اس کی ادائیگی کی ذمہ داری ہسپتال انتظامیہ کی ہے۔ یہ مفاد عامہ کا ایک انتہائی اہم issue ہے، یہ جاننا از حد ضروری ہے کہ جناح ہسپتال انتظامیہ اور لوکل فرم کے درمیان کیا معاہدہ ہوا اور کس سائیڈ سے معاہدہ کی خلاف ورزی ہو رہی ہے؟ اس کشمکش کے سب سے زیادہ متاثرہ فریق مریض ہیں جن کا علاج معالجہ بُری طرح متاثر ہو رہا ہے۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس معاہدے کی تفصیلات طلب کی گئی ہیں اور ڈیپارٹمنٹ سے ابھی جواب موصول نہیں ہوا تو اس تحریک کو Saturday تک pending فرما دیں۔

MR SPEAKER: Pending till Saturday.

اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر! خسرہ کی روک تھام کے پروگرام میں ٹوبہ ٹیک سنگھ کو شامل نہیں کیا گیا۔

سرکاری کارروائی

بحث

مطالبات زر برائے سال 14-2013 پر عام بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر: وزیر صحت صاحب نوٹ کریں کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کو بھی خسرہ کی روک تھام کے پروگرام میں شامل کیا جائے۔ اب ہم گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری کا آغاز کرتے ہیں۔ 14-2013 کے سالانہ بجٹ میں مطالبات زر کی تعداد 43 ہے۔ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان یہ طے ہوا ہے کہ ان 43 مطالبات زر میں سے 5 مطالبات زر میں ذیل ترتیب سے کٹ موشن پیش کی جائیں گی۔

1. مطالبہ نمبر PC-21013 پولیس۔
2. مطالبہ نمبر PC-21015 تعلیم۔
3. مطالبہ نمبر PC-21016 خدمات صحت۔
4. مطالبہ نمبر PC-21023 متفرق محکمہ جات۔
5. مطالبہ نمبر PC-21002 مالیہ اراضی۔

کٹ موشن کے ذریعے مطالباتِ زر پر کارروائی آج شروع ہو کر مورخہ 26۔جون 2013 دوپہر 12 بجے تک جاری رہے گی۔ باقی ماندہ مطالباتِ زر پر کارروائی قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 144(4) کے تحت Guillotine کے اطلاق کے ذریعے براہِ راست سوال کیا جائے گا۔ اب ہم کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21013 پولیس پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21013

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 70۔ارب 51 کروڑ 53 لاکھ 33 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے

والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوائے دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو70۔ارب51 کروڑ53 لاکھ33ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوائے دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

MRS SAMINA KHAWAR HAYAT: Sir! I oppose it.

جناب سپیکر:اس میں درج ذیل ممبران کی طرف سے کٹ موشن آئی ہے۔ میاں محمود الرشید، ملک تیمور مسعود، راجہ راشد حفیظ، جناب محمد عارف عباسی، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب محمد سبطین خان، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان، ڈاکٹر مراد راس، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، محترمہ ناہید نعیم، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب عبدالمجید خان نیازی، چودھری مونس الہیٰ، سردار وقاص حسن مؤکل، جناب محمد صدیق خان، جناب آصف محمود، سید اعجاز حسین بخاری، ڈاکٹر نوشین حامد، جناب احمد خان بھچر، میاں محمد اسلم اقبال، محترمہ راحیلہ انور، جناب مسعود شفقت، جناب جاوید اختر، محترمہ شُنیلا رُوت، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، میاں ممتاز احمد مہاروی، محترمہ ثمینہ خاور حیات، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار آصف نکئی، محترمہ باسمہ چودھری، جناب احمد شاہ کھگہ، ڈاکٹر محمد افضل، قاضی احمد سعید، خواجہ محمد نظام المحمود، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، رئیس ابراہیم خلیل احمد، محترمہ فائزہ احمد ملک، ڈاکٹر سید وسیم اختر۔ان میں سے کٹوتی کی تحریک کون پیش کریں گے؟ جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

MRS SAMINA KHAWAR HAYAT: Sir! I move:

"That the total amount of Rs.70,515,333,000/- on account of Demand No. PC-21013 "Police" be reduced to Re.1/-."

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"70۔ارب51کروڑ53لاکھ33ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-21013 "پولیس" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! I oppose it

جناب سپیکر: جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس مرتبہ تقریباً 71۔ارب روپے کا جو بجٹ پولیس کے لئے مختص کیا گیا ہے۔اس سے پہلے بھی پچھلے پانچ سالوں میں 300۔ارب روپے کا بجٹ رکھا گیا تھا۔اس میں پولیس کی کارکردگی اور کارنامے سب کے سامنے ہی ہیں۔ان میں سے بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جن کو میں خراج تحسین پیش کروں گی، جن کو میں salute کروں گی کہ جب دہشت گردی ہوتی ہے تو وہ پولیس کے جوان پہلے اپنی جانوں کی قربانی دیتے ہیں تو پھر وہ دہشت گرد عوام تک پہنچتے ہیں۔اس کے برعکس انہی میں جو کالی بھیڑیں موجود ہیں۔ان کالی بھیڑوں کو جنہیں سیاسی طریقے سے لایا جاتا ہے۔ جب کوئی ایس ایچ او تعینات کرانا ہو تو علاقے کا ایم پی اے اپنی مرضی سے اسے لے کر آئے گا۔ان تعیناتیوں کو ختم کرنا چاہئے۔یہ بجٹ ان forces کے لئے رکھیں جہاں پر ضرورت ہے۔میں آپ کو یاد دلاتی چلوں شاید آپ کو یاد ہو کہ پٹرولنگ پولیس جو کہ چودھری پرویز الٰہی صاحب کے دور میں بنائی گئی تھی آپ آج بھی دیکھ لیں کہ وہی پٹرولنگ پولیس ہمارے کام آ رہی ہے۔ان کی سرخ عمارات کتنی خوبصورت ہیں۔میری وزیر خزانہ صاحب سے التماس اور تجویز ہے کہ پولیس تھانوں کے لال پیلے اور نیلے رنگ کو تبدیل کیا جائے تاکہ لوگ آسانی سے بلا خوف وہاں جائیں کہ یہاں ہمارے محافظ رہتے ہیں، لوگ تو ڈر کے مارے پولیس کی طرف نہیں جا رہے۔Lawlessness کا یہ حال ہے کہ عوام اپنی ذمہ داری خود لے رہی ہے۔پولیس میں جو کالی بھیڑیں ہیں وہ ہرگز اس طرف توجہ نہیں دے رہیں۔

جناب سپیکر! کچھ عرصہ پہلے جناب اوریا مقبول کی سروے رپورٹ کے مطابق روزانہ صوبہ بھر میں اغواء برائے تاوان، ڈکیتی اور گاڑی چوری وغیرہ کی 13500 وارداتیں ہو رہی ہیں۔یہ ریکارڈ ہے۔ان کی FIRs کٹی ہوئی ہیں۔ہم پھر ایسے لوگوں کے لئے اتنا پیسا مختص کر رہے ہیں کہ روزانہ حادثات اور دہشت گردی ہو رہی ہے۔میرے colleague چودھری عامر سلطان چیمہ نے فرمایا کہ ان کے گھر میں دن دہاڑے ڈاکا پڑا۔اگر ایک ممبر پنجاب اسمبلی کی ایک ڈیڑھ مہینے میں شنوائی نہیں ہو سکی تو پھر عام آدمی کو پولیس کیا ریلیف دے رہی ہو گی؟ لہذا نئی پالیسیاں بنانی پڑیں گی۔ہم پولیس کو تو کہہ دیتے ہیں کہ

یہ پولیس والا اچھا انسان نہیں ہے، اس نے غلط کام کیا ہے اور اس نے پیسے لے کر FIR کاٹی ہے۔ میں یہ کہتی ہوں کہ جو پالیسی بنانے والے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! ایک منٹ کے لئے رُکیں۔ رانا صاحب! صحافی حضرات کا کیا معاملہ ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے معلوم ہوا ہے کہ کل ہمارے ایک صحافی بھائی جو اپنی ذمہ داری نبھا رہے تھے تو ان کے ساتھ جیل کے عملہ نے تجاوز کیا اور انہیں تشدد کا نشانہ بنایا ہے۔ وزیر جیل خانہ جات ابھی یہاں پر موجود تھے، گیلری میں موجود ہوں گے ان کو بھیجیں وہ صحافی بھائیوں کو یقین دلائیں کہ جو بھی معاملہ ہوا ہے اس کی انکوائری کرا کے ذمہ داران کو سزا دی جائے گی۔ آپ اپوزیشن سے بھی ایک معزز ممبر کی ڈیوٹی لگا کر صحافی حضرات کو منانے کے لئے بھیجیں۔

جناب سپیکر: وزیر جیل خانہ جات، چودھری شفیق صاحب، رانا محمد ارشد صاحب اور اپوزیشن کی طرف سے سبطین خان صاحب جائیں اور صحافی حضرات کو منا کر لائیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! روزانہ دن دہاڑے پولیس تشدد ہو رہا ہے، میڈیا اس کو ہمیشہ highlight کرتا ہے۔ ہمارے میڈیا کے بھائی جو واک آؤٹ کر گئے ہیں، ہمیشہ یہی میڈیا عوام کی آواز بن کر پولیس تشدد T.V پر دکھاتا ہے۔

جناب سپیکر: کل والا کام پولیس کا نہیں ہے بلکہ کوئی اور بات ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہماری پولیس سے آٹھ گھنٹے سے زیادہ ڈیوٹی نہ لی جائے۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے درخواست کروں گی کہ میری یہ تجویز لکھ لیں کیونکہ جب ان سے over and extend کام کرایا جاتا ہے تو شاید اس وجہ سے ان کا دماغ خراب ہو جاتا ہے اور وہ ہماری عوام کے ساتھ بُرا سلوک کرتے ہیں اور ناروا رویّہ اختیار کرتے ہیں لہذا ان سے ڈیوٹی صرف آٹھ گھنٹے لی جائے جو کہ mention کی گئی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! گزشتہ پانچ سالوں میں پولیس مقابلوں کی تعداد بہت بڑھ چکی ہے اور ماؤں کے لختِ جگر مر رہے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ عدالتی کاموں کو عدالتوں کے سپرد کیا جائے، ہمیں اپنی عدالتوں پر بھروسہ ہے۔ پولیس کو کیوں کہا جاتا ہے کہ وہ مقابلے کریں۔ اس شر انگیزی کے پیچھے کون سی forces ہیں ان سے پردہ ہٹایا جائے۔ یہ بھی وہی point ہو گیا کہ آٹھ گھنٹے کی ڈیوٹی لیں ورنہ وہ تشدد کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر!آپ پولیس کی گاڑیوں کی حالت دیکھیں، میرے بہن بھائی یہاں موجود ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ پولیس کی گاڑیوں کے کیا حالات ہیں؟ کسی چور ڈاکو کو پکڑنا ہو جیسا کہ میں نے کیا تھا، میرے گھر کے باہر لڑکے فائرنگ کر رہے تھے اور لڑکیوں کا پرس چھین رہے تھے تو پولیس کی گاڑی وہاں موجود نہیں تھی۔ میں اپنے گارڈز کے ہمراہ ان ڈاکوؤں کے پیچھے بھاگی۔ میں نے اپنی تیز رفتار گاڑی سے چور اور ڈاکوؤں کو جنہوں نے فائرنگ کر کے لوگوں کو زخمی کیا انہیں پکڑ کر پولیس کے حوالے کیا۔پولیس کی گاڑی اس وقت آئی جب میں زخمیوں کو ہسپتال میں first aid دلا چکی تھی، میڈیا کی ساری ٹیم وہاں پر موجود تھی اور پھر میں ایف آئی آر لکھوانے کے لئے لبرٹی تھانہ میں گئی۔ ہماری پولیس کا حال یہ ہے کہ ان کے ایس ایچ او مجھے فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس گاڑی نہیں تھی۔اس کے علاوہ جو ٹوٹی پھوٹی گاڑیاں موجود ہیں براہ مہربانی ان کی مرمت کرائی جائے اور اچھی حالت میں لایا جائے۔

جناب سپیکر: کیا ان گاڑیوں کی ایک روپے میں مرمت ہو جائے گی؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ ایک طریق کار اور rule ہے جسے ہم نے follow کرنا ہے۔اس کے بعد میں اسلحہ کی بات کرتی ہوں کہ ٹریفک وارڈنز کی سیٹیں جو پرویز الٰہی صاحب کے دور میں announce کی گئی تھیں۔ان وارڈنز کے پاس اسلحہ ہوتا تھا، آج ان سے اسلحہ لے لیا گیا ہے بلکہ پچھلے پانچ سالوں سے ان سے اسلحہ واپس لے لیا گیا ہے۔وہ اسلحہ حفاظت کے لئے انہیں دیا گیا تھا۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Order in the House! ایسا نہ کریں اور ان کو بات کرنے دیں۔جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! چودھری پرویز الٰہی صاحب کے دور میں ٹریفک وارڈنز کو اسلحہ دیا گیا تھا، اس کے بعد جب نئی پنجاب حکومت آئی تو انہوں نے اسلحہ واپس لے لیا۔ میں یہاں یاد کراؤں گی کہ سری لنکا کی ٹیم پر لبرٹی چوک پر حملہ ہوا تھا۔ سری لنکا کی ٹیم ہمارے پاس مہمان تھی جب اس پر حملہ ہوا تو وہ ہمارے ٹریفک وارڈنز ہی تھے جو first aid کی طرح وہاں پر موجود تھے لیکن ان کے پاس اسلحہ نہیں تھا۔ وہ اپنی حفاظت نہیں کر سکتے تھے اس لئے وہ شہید ہو گئے اور پھر وہی پولیس بعد میں آئی لہذا پولیس نالائق اور نکمی ہو چکی ہے۔یہاں ایلیٹ لوگوں کے لئے ایلیٹ فورسز بنائی گئی ہیں، غریبوں کے لئے ایلیٹ فورس نہیں ہے۔آج 27 ایلیٹ فورس کی گاڑیاں جاتی امراء کے باہر گشت کر رہی ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! کوئی بات نہیں یہ بولتے رہیں، آپ میری طرف متوجہ رہئے کیونکہ آپ Custodian of the House ہیں۔

(اس مرحلہ پر صحافی واک آؤٹ ختم کر کے پریس گیلری میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: Welcome back۔جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں پریس کی ٹیم کو welcome کرتی ہوں۔ یہ ہماری وہ ٹیم ہے جو ہمیشہ اس حکومت پنجاب کا پردہ فاش کرتی ہے۔ ہماری یہی پریس پولیس کے کارنامے ٹیلیویژن پر لے کر آتی ہے اور یہی پریس ہے جو انصاف کرے گی کہ آج حکومتی بنچوں کا اپوزیشن کے ساتھ کیا سلوک ہے لیکن آپ یہ نہیں دیکھیں گے کہ ہماری طرف سے کوئی بدتمیزی ہو گی۔

جناب سپیکر: اب آپ relevant ہو جائیں۔(قطع کلامیاں)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس ایوان کو مچھلی منڈی نہ بنائیں۔ اگر ایک معزز ممبر اسمبلی میں کھڑا ہو کر اپنی بات کرنا چاہ رہا ہے تو اُس کو بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

MR SPEAKER: Order in the House. No cross talk and be careful.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جب بھی اسمبلی کا اجلاس شروع ہوتا ہے تو روزانہ کی بنیاد پر اس طرح کی cross talk ہوتی ہے۔ آپ ایوان کے Custodian ہیں اس لئے آپ کی ذمہ داری میں یہ چیز شامل ہے کہ آپ اِن کو کم از کم اتنا ضرور بتائیں کہ cross talk نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، وہ خاموش ہو گئے ہیں۔ اب آپ اُن کو بات کرنے دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جو معزز ممبر بول رہا ہو اُس کو بات کرنے دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل سننا چاہئے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اِن کو بھی ضرور بولنا چاہئے لیکن اپنی باری پر بولیں۔

جناب سپیکر: جی، سننے کی ہمت رکھنی چاہئے۔ میں خواتین ممبران سے کہوں گا کہ cross talk نہ کیا کریں اور مجھے مجبور نہ کریں۔ مہربانی۔جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! اشتہاریوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے obviously اندھے قتل کی وارداتوں اور ڈکیتیوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق دو لاکھ سے زائد اشتہاری پنجاب بھر میں دندنا رہے ہیں جن کو پکڑنے کے لئے ایک ایسی force

تیار کی جائے جو صرف اُن کو پکڑنے کے لئے ہی ہو۔پولیس میں ان افراد کی تعیناتیاں ضرور ہونی چاہیئں جو deserve کرتے ہوں۔پولیس اہلکاروں کی تعیناتی میرٹ پر ایسے کی جائے کہ انہوں نے ایسے اشتہاریوں کو پکڑنا ہے۔کیا فائدہ ہے کہ ہماری بے چاری عوام ڈری بیٹھی ہے اور اپنے گھروں کے باہر خود ہی حفاظتی تدابیر کر رہی ہے جبکہ پولیس اور کالی بھیڑیں اپنے افسران بالا کی ہدایات پر چل رہی ہیں۔وہ پولیس بھیڑیں جن کو valuable کیا جا رہا ہے کہ ایم پی اے اور ایم این اے صاحبان اپنی مرضی سے DPO's اور SHO's کی تعیناتی کرا رہے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔میری یہی درخواست ہے کہ جو پیسا مختص کیا گیا ہے اُن لوگوں پر استعمال کیا جائے جو deserving ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آخر میں conclude کرتے ہوئے اُن پولیس والوں کو salute پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کے باہر ہمارے محافظ بن کر کھڑے ہیں اور اپنی پولیس والی بہنوں کو بھی سلام پیش کرتی ہوں جو اس گرمی میں اپنی ڈیوٹی پیش کر رہی ہیں۔میری گزارش ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے یہ فنڈ استعمال کیا جائے مگر block allocation نہ کی جائے اور اپنی مرضی اور من مانیوں سے استعمال نہ کیا جائے۔شکریہ

جناب سپیکر: جی، جمہوریت کے مطابق ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ حکومت کا خزانہ ہے، کسی بادشاہ کے محل کے خزانے نہیں ہیں بلکہ یہ عوام کے ٹیکس کا دیا ہوا پیسا ہے لہذا اس کو ایک طریقے کے ساتھ استعمال کیا جائے۔ شکریہ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔Order please, Order in the House اُدھر سے کسی کا مائیک نہ کھولا جائے۔جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: شکریہ۔جناب سپیکر! کسی بھی مہذب معاشرے کے اندر جب ادارے بنائے جاتے ہیں تو اُن کا مقصد کیا ہوتا ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر حزب اقتدار کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے مداخلت)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا کر رہی ہیں؟ کسی بات پر کچھ سوچیں۔جی، میاں صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے[**********]

جناب سپیکر: میں آپ کو اجازت نہیں دوں گا۔آپ ایسے نہ بولیں۔ میاں محمد اسلم اقبال صاحب!میں نے آپ کوfloor دیا ہے اور آپ نے ایسے ہی اُن کو کھڑا کر دیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

(اس مرحلہ پر حزب اقتدار کی معزز خواتین ممبران احتجاجاً اپنی اپنی نشستوں سے کھڑی ہو گئیں)

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔ ایسے ماحول کو خراب نہ کریں۔ انہوں نے جو غلط remarks دیئے ہیں اُن کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے کیونکہ وہ cross talk تھی۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! یہ ممبر اپنے الفاظ پر معافی مانگیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ cross talk تھی اور میں نے انہیں floor نہیں دیا تھا۔ ان کے الفاظ کارروائی کا حصہ نہیں بن سکتے۔

معزز خواتین ممبران حزب اقتدار: انہوں نے انتہائی غلط بات کی ہے لہذا انہیں اپنے الفاظ واپس لینے چاہیئں۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ان کے الفاظ کارروائی کا حصہ نہیں بن سکتے۔ میں نے اُن کو پوائنٹ آف آرڈر دیا ہے اور نہ یہ کارروائی کا حصہ بن سکتے ہیں۔ مہربانی کریں۔ آپ ماحول خود ہی خراب کرتے ہیں جو کہ اچھی بات نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر حزب اقتدار کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے "گو، گو" کی نعرہ بازی)

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! یہاں خواتین کے تقدس کو پامال کیا گیا ہے لہذا انہیں اپنے الفاظ واپس لینے چاہیئں۔

جناب سپیکر: کیا آپ نے ان مطالبات زر کو منظور کروانا ہے؟ آپ کی مرضی ہے۔ مہربانی کر کے ایوان کو in order رہنے دیں۔ ایسا نہ کریں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، اِدھر اپوزیشن لیڈر پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔ کسی بات کا خیال کریں۔ بڑی مہربانی۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ایوان میں بیٹھے تمام ممبران بھائیوں اور بہنوں سے گزارش کروں گا کہ ایوان کے ماحول کو خراب نہ کیا جائے۔ اگر اِدھر سے کوئی غلط بات کی گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ قابل ستائش نہیں ہے لہذا اس طرح کی بات نہ کی جائے جس سے لوگوں کے جذبات مجروح ہوں۔ اسی طرح میں حکومتی بنچوں پر بیٹھی اپنی بہنوں سے بھی گزارش کروں گا کہ جب کوئی ممبر بات کر رہا ہو تو درمیان میں بار بار interruption نہ کی جائے۔ جب ممبران بات کر رہے ہوتے ہیں تو ہماری حکومتی بنچوں پر بیٹھی خواتین ممبران کی طرف سے بار بار آوازے کسے جاتے ہیں، یہ کوئی اچھا طریقہ نہیں ہے۔

محترمہ فرزانہ بٹ: پہلے سے ہو رہا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): میری یہ گزارش ہے کہ اگر پہلے سے ہو رہا ہے تو اب نہیں ہونا چاہئے۔ ہمیں نئی روایات کو جنم دینا ہے، ہمیں شائستہ اور سلجھے ہوئے طریقے سے ایک دوسرے کی بات سننے کا حوصلہ پیدا کرنا چاہئے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ بھی کچھ خیال کریں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ مجھے اپوزیشن لیڈر کی بات سننے دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اپوزیشن سے P.T.I کی خواتین ممبران اور دوسرے لوگوں سے میری گزارش ہے کہ ایک صوبر انداز میں بات کرنی چاہئے کیونکہ یہ ساری کارروائی عوام میں جا رہی ہے اور صحافی دیکھ رہے ہیں جس سے کوئی اچھا message نہیں جا رہا۔ آپ کھل کر بات کریں مگر اپنی turn پر کریں۔ جب کوئی ممبر بات کر رہا ہو تو interruption نہیں ہونی چاہئے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میں نے پچھلے دس دن سے یہ دیکھا ہے اور اب بھی آپ دیکھیں کہ میری بات میں دوسری طرف سے مسلسل interruption ہو رہی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس چیز کو ہمیں روکنا ہو گا۔ اگر یہ نہیں رُکے گی، اسی طرح سے interruption جاری رہے گی، اپوزیشن کے لوگوں کو بات نہیں کرنے دی جائے گی، درمیان سے آوازیں کسّی جائیں گی اور نعرے لگائے جائیں گے تو پھر یہ

ایوان نہیں چل سکے گا لہذا میری دونوں اطراف سے یہ گزارش ہے کہ اس ماحول کو سنجیدگی کے ساتھ ہم آگے بڑھائیں اور اس طرح کی بات نہ کریں۔ جو اس ایوان کی عزت میں کمی کا باعث بنے، یہ ہمارے شایان شان نہیں ہے۔ ادھر سے اگر کوئی بھی غلط بات ہوتی ہے تو میں انشاء اللہ ensure کروں گا کہ آئندہ کوئی اس طرح کی غلط بات نہ ہو جس سے آپ لوگوں کے جذبات مجروح ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب گنجائش نہیں ہے اس لئے مہربانی کر کے معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ایک منٹ راناصاحب! میری بات سنیں۔ تمام معزز ممبران ان باتوں پر دھیان دیں۔ آپ کی مہربانی ہے۔ چیمہ صاحب! دیکھیں میں آپ کا بڑا احترام کرتا ہوں لیکن آپ نے بغیر پوائنٹ آف آرڈر لئے اس قسم کی بات کی ہے جس سے تمام خواتین نے ایک دم جس طرح سے اسے محسوس کیا ہے تو آپ کو اس پر افسوس کرنا چاہئے۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "معافی مانگیں" کی آوازیں)

جناب سپیکر: معافی مانگیں، معافی مانگیں ورنہ میں اپوزیشن لیڈر سے کہوں گا۔ آپ نے یہ بات اچھی نہیں کی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! Point of personal clarification

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ میرے ان الفاظ کو دیکھیں تو ان میں کوئی ایسا لفظ شامل نہیں ہے جس سے اس معزز ایوان کے کسی ممبر کی تذلیل ہوئی ہو۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: وہ تو ریکارڈ کا حصہ نہیں بن سکا اور میں نے ریکارڈ کا حصہ نہیں بننے دیا لیکن You should be careful. چیمہ صاحب! یہ آپ کی بہنیں ہیں اور آپ انہیں کیا سمجھتے ہیں؟ میں ایسے نہیں کرنے دوں گا اور اپنا فیصلہ دوں گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!میں نے چیمہ صاحب کے الفاظ اپنے کانوں سے سنے ہیں۔ انہوں نے خواتین ممبران کے متعلق جو بات کی ہے تو ان کی بیگم بھی ایوان کی ممبر رہ چکی ہیں۔انہوں نے کہا کہ گھروں سے تنگ آکر یہاں پر خواتین آجاتی ہیں تو ان کی بیگم صاحبہ بھی گھر سے تنگ آکر دو دفعہ ایوان میں ممبر رہی ہیں اور اس کے بعد اس دفعہ balloting میں ان کا نام نہیں آسکا ورنہ گھر سے تنگ آکر وہ پھر اس ایوان کی ممبر ہوتیں۔۔۔

جناب سپیکر: اس پر میں افسوس ہی کر سکتا ہوں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!اس طرح کے الفاظ انہیں زیب نہیں دیتے۔۔۔

جناب سپیکر: میں اور اپوزیشن لیڈر صاحب اس بات پر افسوس کر رہے ہیں۔دیکھیں،انہیں اس کا خیال کرنا چاہئے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!چیمہ صاحب سینئر پارلیمنٹیرین ہیں اور ان سے اس قسم کی cheap publicity لینے کی کوشش کرنا زیب نہیں دیتا لہذا انہیں معافی مانگنی چاہئے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی،رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔جناب سپیکر!میں اپوزیشن لیڈر صاحب کی بات کو appreciate بھی کرنا چاہوں گا اور انہیں اس بات کا یقین بھی دلانا چاہوں گا کہ جس سنجیدگی کے ساتھ اس ایوان کی کارروائی کو چلانے کی بات انہوں نے کی ہے تو یہ بات بہت appreciable ہے۔ انشاء اللہ اگر ان کا instance ہی رہا تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اپوزیشن کی طرف سے جب کوئی ممبر گفتگو کرتے ہیں تو ہم انہیں اپنی طرف سے باور کروائیں گے اور سمجھائیں گے کہ کسی بھی اپوزیشن کے ممبر کو جب وہ ایوان میں گفتگو کر رہا ہو تو اسے interrupt نہ کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس ایوان کا ماحول کچھ عرصے سے ایسا چلتا رہا ہے کہ اگر میں یہ بات کہوں گا کہ تھوڑا سا female dominated تھا تو اس کی وجہ سے تھوڑا بہت ایک تلخی کا ماحول ہے۔ جس وقت محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ بات کر رہی تھیں تو اس وقت مداخلت زیادہ ہو رہی تھی لیکن اپوزیشن لیڈر صاحب نے بات کی تو ان کی بات کو سب نے سنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ عامر سلطان چیمہ صاحب نے جو بات کی ہے،جب وہ بات اس معزز ایوان کی کارروائی کا حصہ ہی نہیں بنی،اسے معزز ممبران نے سنا اور

اس پر اپنا اظہار خیال بھی کر دیا۔ جب اس بات کو اپوزیشن لیڈر نے endorse نہیں کیا تو میرا خیال ہے کہ اس پر اب further بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کریں گے کہ ایوان کا ماحول اسی طرح باوقار طریقے سے آگے چلتا رہے۔

جناب سپیکر: دونوں کی بڑی مہربانی۔ بہت اچھی بات ہے۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! پولیس کے بجٹ کے حوالے سے بات کرنے کا جو مجھے یہاں پر موقع فراہم کیا گیا ہے تو میں اس حوالے سے چند گزارشات آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گا۔ گزارش یہ ہے کہ کسی بھی مہذب معاشرے کے اندر ادارے بنانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہاں پر جو لوگ اس ملک کے اندر رہ رہے ہیں، زندگی بسر کر رہے ہیں ان کے لئے آسانیاں پیدا کی جائیں نہ کہ ان کے لئے مشکلات پیدا کی جائیں۔ ہمارے ملک کے اندر بھی پولیس کا ادارہ بنانے کا مقصد یہی تھا کہ یہاں پر قانون کی حکمرانی اور بالادستی کو قائم رکھنے کے لئے پولیس کے ذریعے معاشرے کے اندر امن وامان بھی ہوتا کہ جو لوگ یہاں پر زندگی گزار رہے ہیں وہ بہتر انداز میں اپنی زندگی کو enjoy کر سکیں۔ اگر ہم اپنے پولیس کے سسٹم پر نظر دوڑائیں تو وقتاً فوقتاً اس سسٹم کے اندر تبدیلیاں کی گئیں۔ ہر حکمران آتا ہے اور اس میں اپنے مطلب کی تبدیلیاں کرواتا ہے اور تبدیلیاں کروانے کے بعد پولیس کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتا رہا ہے۔ تاریخ بھی یہی بتاتی ہے اور موجودہ حالات بھی اسی طرح کے ہیں کہ پولیس کو جب کسی حکمران نے اپنے ذاتی مقاصد کے لئے اور اپنی سیاست کے لئے استعمال کیا تو اس کے نتائج بہتر نہیں مل سکے۔ اس سے عوام کو وہ ریلیف نہیں مل سکا جس ریلیف کی عوام توقع کرتی تھی۔ وہ انصاف نہیں مل سکا جس انصاف کی ایک جمہوری معاشرے کے اندر رہتے ہوئے کوئی بھی فرد اس کی تمنا کرتا ہے۔

جناب سپیکر! ہم پولیس کے نظام کو دیکھیں اور اس کے بجٹ کو دیکھیں تو پچھلے ادوار میں بھی بجٹ بہت زیادہ رکھا گیا۔ بہت اچھی بات ہے، ہونا چاہئے۔ کوئی شک نہیں اسے اپ گریڈ کرنا چاہئے اور بہتر کرنا چاہئے کیونکہ اس ملک کے اندر جب تک امن وامان کی صورتحال بہتر نہیں ہو گی تو باہر سے کوئی investor نہیں آئے گا اور کوئی investment نہیں کرے گا۔ کوئی اس ملک میں نہیں آئے گا اور ہر کسی کو اپنے بچے کا مستقبل خدانخواستہ اس لحاظ سے بہتر نہیں لگتا کہ پولیس کا سسٹم اور ملک کے اندر امن وامان کی صورتحال بہتر نہ ہو۔ پچھلے پانچ سالوں میں بھی پولیس کا بجٹ رکھا گیا اور بجٹ رکھنے کے بعد دیکھنا یہ ہے کہ اس کے نتائج کس طرح سے ہمارے سامنے ہیں۔ اس بجٹ رکھنے کے بعد پولیس اور معاشرے کے اندر کیا تبدیلی آئی ہے؟ اگر ہم اس کے اوپر نظر دوڑائیں تو آپ دیکھیں گے کہ جیسے جیسے

آپ پولیس کا بجٹ زیادہ کر رہے ہیں ویسے ویسے crime ratio زیادہ ہو رہی ہے۔انہی کے ڈیپارٹمنٹ کی figures کے اوپر ان کے ڈیپارٹمنٹ سے جو لی گئی ہیں، اگر نظر دوڑائیں تو2011 کے اندر، میں زیادہ پیچھے نہیں جاؤں گا کہ 2011 کے اندر قتل کی وارداتیں 602 تھیں،multiple قتل 21 تھے، A.T.A-7 والے قتل سات تھے، اغوا برائے تاوان کے 51، دہشت گردی کے دو واقعات ہوئے، بنک ڈکیتی کے 12 اور ڈکیتی کی وارداتیں 274 ہیں۔یہ صرف لاہور کی crime figures کے بارے میں بات کر رہا ہوں جو لاہور کے اندر ہوئی ہیں۔Car snatching کی 126، موٹر سائیکل چھیننا 635، کار چوری 1602، موٹر سائیکل چوری 5464 اور دیگر جن میں موٹر سائیکلیں، گاڑیاں وغیرہ 557 اور ڈکیتی کی 50 وارداتیں ہوئیں۔اگر ہم اسے 2012 میں دیکھیں تو اس سے بھی تعداد زیادہ ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر! کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں ہے کہ پولیس کا بجٹ زیادہ ہونا چاہئے۔میں اس چیز کو support کرتا ہوں لیکن گزارش یہ ہے کہ اس کے results بھی دیکھے جائیں کہ کیا اس کے ثمرات نیچے عوام تک بھی آ رہے ہیں یا نہیں؟ میں اس چیز کو endorse کرتا ہوں کہ اس دہشت گردی کے دور کے اندر پولیس کی بڑی قربانیاں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس افسران نے اس ملک کے لئے اور ان لوگوں کے لئے بڑی قربانیاں دی ہیں لیکن ساتھ ساتھ ان کالی بھیڑوں کی نشاندہی کرنے کی ضرورت ہے جن کی وجہ سے پولیس کا محکمہ اور حکومت پوری دنیا میں بدنام ہو رہی ہے۔کسی نیک اور اچھے افسر کی نیک نیتی پر کوئی شک نہیں ہے لیکن اس افسر کی نیک نیتی پر ضرور شک ہے جو اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتا ہے اور اپنے کسی boss اور سیاسی آدمی کو خوش کرنے کے لئے لوگوں کے اوپر جھوٹے پرچے درج کرواتا ہے۔ لوگوں کو اتنا تنگ کیا جاتا ہے کہ کوئی شریف آدمی تھانہ کے پاس سے گزرنا پسند نہیں کرتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آج سے تیس چالیس سال پہلے پولیس کا جو سسٹم تھا۔وہ آج کے سسٹم سے ذرا مختلف تھا۔ محکمہ پولیس میں ہر تھانے کی سطح پر بیٹ آفیسر ہوا کرتے تھے جو اپنے اپنے علاقے کی بیٹ کیا کرتے تھے۔ انہیں پتا ہوتا تھا کہ اس علاقے میں کون سا بندہ نیا آیا ہے، کون سا بندہ چودھری ہے، کون سا بندہ جرم کرتا ہے اور کون سا بندہ پولیس کی مدد کرتا ہے۔وہ تمام ڈیٹا ہر وقت تھانے کے اندر موجود ہوتا تھا اور وہ پولیس آفیسر اس کا responsible ہوتا تھا۔ جیسے جیسے وقت گزرتا گیا ان کو اس ڈیوٹی سے ہٹا دیا گیا۔آج بھی کاغذوں کے اندر وہ ڈیوٹی موجود ہے اس علاقے کا بیٹ آفیسر ہے لیکن

اس کے پاس ڈیٹا نہیں ہے کہ اس علاقے میں کون نیا بندہ آ کر رہ رہا ہے؟ جیسا کہ آج کل دہشت گردی کا زمانہ چل رہا ہے ہمیں یہ پتا ہی نہیں ہے کہ ہمارے ہمسائے میں کون نیا بندہ آ کر رہ رہا ہے کیونکہ ہم نے پولیس سے جو ڈیوٹی لینی تھی اس کو اس سے بالکل علیحدہ کر دیا ہے۔ ہم نے پولیس کو پروٹوکول کی ڈیوٹیوں پر لگا دیا ہے۔ ہم پولیس کو اس مقصد کے لئے استعمال کرتے ہیں کہ اگر ایک بندہ الیکشن ہار گیا ہے اور ایک جیت گیا ہے تو جیتنے والا اپنے مخالف پر جب تک جھوٹے پرچے نہ کروالے، ہسپتال سے جھوٹا ملاحظہ کروا کر اس پر پرچہ نہ کروالے اس وقت تک اس کو سکون نہیں ملتا۔ گزارش یہ ہے کہ ہم پولیس کو دوبارہ اسی طرز پر reorganize کریں اور اس کی جو اصل ذمہ داری ہے اس کے لئے اس کو جوابدہ کریں۔ آپ کسی ضلع کے اندر کوئی اچھا آفیسر لگاتے ہیں تو اس کو اختیارات دیں، اس کو چیف منسٹر اور اسمبلی کی طرف سے ہدایت ہو کہ وہ کسی کا بھی ناجائز سیاسی پریشر قبول نہ کرے۔ میں ابھی کرائم رپورٹ پر بھی بات کرنا چاہوں گا کہ پروٹوکول کے حوالے سے اخبارات کی ایک خبر ہے اگر آپ مجھے اجازت دیں گے تو میں اس کو ضرور پڑھوں گا کیونکہ سارے لوگ اس کو پڑھ چکے ہیں۔ اس میں یہ ہے کہ اس ملک کے موجودہ حکمران، چاہے وہ ملک کے ہیں یا صوبے کے، ان کی یہاں figures دی ہوئی ہیں۔ وہ عوام جس کے خون پسینے کی کمائی سے تنخواہیں دی جاتی ہیں اور اس ملک کا سسٹم چل رہا ہے اس عوام کے ساتھ کتنی ناانصافی ہو رہی ہے۔ اس رپورٹ میں ہے کہ 240 کمانڈوز اور 1120 اہلکار وزیراعظم صاحب کے لئے رکھے گئے ہیں کہ انہوں نے ان کی حفاظت کرنی ہے۔ 95 کمانڈوز اور 840 پولیس اہلکار صوبے کے سربراہ کے لئے رکھے گئے ہیں۔ میں خدانخواستہ تنقید نہیں کر رہا ہوں بلکہ میں یہ بات کر رہا ہوں کہ ہم نے جس مقصد کے لئے پولیس ملازمین کو بھرتی کیا ہے ان سے وہی کام لئے جائیں نہ کہ ان سے وہ کام لئے جائیں جو ان کی ڈیوٹی ہی نہیں بنتی۔ ہم ان سے وہ کام لے رہے ہیں ان کی جو ڈیوٹی کبھی نہیں تھی اور ہم پولیس کو اپنی ذاتی protection کے لئے بھرتی کر رہے ہیں۔ میں یہاں پر نام نہیں لینا چاہتا لیکن اس اخبار میں total details دی گئی ہیں۔ حکومتی بنچ یہ نہ سمجھے کہ میں یہاں پر تنقید کر رہا ہوں، میں صرف یہ بات کر رہا ہوں کہ پولیس کو جس مقصد کے لئے بھرتی کیا جاتا ہے اسی مقصد کے لئے استعمال کیا جائے۔

جناب سپیکر! اب میں تھانوں کی حالت زار پر بات کرنا چاہوں گا۔ ہم اتنا پیسا رکھتے ہیں ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ اس پیسے کا trickle down کیا آ رہا ہے؟ ہم پولیس سے رزلٹ کی بات کرتے ہیں اور کرنی بھی چاہئے کیونکہ غریب عوام اپنے خون پسینے کی کمائی اور ٹیکس سے ان کا سسٹم چلا رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات کرنی بھی بہت ضروری ہے کہ ہم پولیس کے لئے جو پیسا رکھ رہے ہیں کیا وہ

نیچے تھانوں تک جا رہا ہے یا نہیں جا رہا ہے؟ اب تھانوں کی حالت زار دیکھیں کہ ان کے پاس بیٹھنے کے لئے فرنیچر نہیں ہے اور ان کو کرائے کے چھوٹے چھوٹے مکان لے کر دے دیئے گئے ہیں۔ ہم ان کو انسانوں کی طرح treat کریں اور ہم اس کو بھی دیکھیں کہ ایک انسان کا گرمی میں کیا روّیہ ہوتا ہے؟ میں اس لئے یہ بات کر رہا ہوں کہ تنقید اپنی جگہ پر ہے لیکن جب تک ہم اصلاح کا پہلو نہیں نکالیں گے تو یہ بات پوری نہیں ہو گی۔ ہم یہاں پر روڑے اور اینٹیں مارنے کے لئے نہیں بیٹھے ہوئے ہیں کہ پولیس ہی خراب ہے۔ایسی بات نہیں ہے بلکہ ہم میں بھی غلطیاں ہیں اور ہمیں ان غلطیوں کی اصلاح کرنا پڑے گی۔ اگر ہم اپنی غلطیوں کی اصلاح نہیں کرتے تو پھر ہم پولیس کو الزام نہ دیں۔ میں ان کا یا حکومت کا spokesman نہیں ہوں لیکن میں یہ بات کر رہا ہوں کہ ہم ان کو پورے اختیارات دیں اور ان کے لئے بیٹھنے کی صحیح جگہ دیں۔ جو بجٹ ہم اُن کے لئے رکھ رہے ہیں اس بجٹ کا trickle down effect ہونا چاہئے۔ ہوتا یہ ہے کہ آپ تھانوں کے لئے بجٹ رکھ لیتے ہیں وہ نیچے تک نہیں جاتا۔ کسی ضلع کا کرپٹ آفیسر آ کر لگ جاتا ہے اور وہ پیسا نیچے نہیں جانے دیتا۔ وہ تھانے کے کرپٹ ایس ایچ او کو کہتا ہے کہ اپنی جیب سے اس تھانے کا پینٹ کراؤ، اس علاقے کے ایم پی اے، ایم این اے، ناظم یا کونسلر کی جیب سے اس تھانے کی حالت زار ٹھیک کراؤ اور اس گاڑی کو ٹھیک کراؤ جس کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ پیسا آپ ضرور رکھیں لیکن اوپر والی سطح پر بے شمار کرپشن ہے جس کی وجہ سے اس کا trickle down effect نہیں ہو رہا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پر ماڈل تھانوں کی بات کی گئی۔ ہم سیاسی آدمیوں کو سارا دن کیا فون آتے ہیں؟ میاں صاحب میری ڈکیتی ہو گئی ہے اور میرا پرچہ درج نہیں ہو رہا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ میری موٹر سائیکل یا گاڑی چوری ہو گئی ہے۔ ہم کن ماڈل تھانوں کی بات کر رہے ہیں اور کس معاشرے کی بات کر رہے ہیں؟ یہاں پر ایک پرچہ کروانے کے لئے اس غریب آدمی کو نہ جانے کون کون سی سفارشیں چاہئے ہوتی ہیں۔ پھر تھانوں کے اندر جو نااہل ایس ایچ او لگائے ہوتے ہیں ان کی بات بھی سن لیں۔ وہ آ کر دفتر میں کہتے ہیں کہ میاں صاحب ذرا مہربانی کریں اس کو کہیں کہ ڈکیتی کا پرچہ نہ کروائے بلکہ چوری کا پرچہ کروالے یا براہ راست اس کو کہیں گے کہ چوری کا پرچہ کروالو۔ جب عوام کی بات ان تھانوں میں نہیں سنی جاتی تو پھر اتنا بجٹ رکھنے کا کیا فائدہ ہے، پھر کیا فائدہ ہے کہ عوام کے خون پسینے اور دن رات کی کمائی اُن کی جھولی میں ڈال دیں؟(نعرہ ہائے تحسین)

یہاں پر پولیس کو ہمیشہ اپنے ذاتی مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ ہوتا رہا ہے اور یہ ہو رہا ہے۔ الیکشن کے دن ہوں، اس سے پہلے کے دن ہوں یا بعد کے دن ہوں۔ یہاں اپنی پسند کی posting کرائی جاتی ہے۔ جس کسی پولیس آفیسر نے کسی اپوزیشن کے بندے کو جتنا کٹاپہ لگایا ہوتا ہے اس کو اتنی بڑی posting دی جاتی ہے اس لئے کہ اس نے حکومت کا سر اونچا کرنے کے لئے اور اپوزیشن کا سر نیچا کرنے کے لئے بڑا اہم کردار ادا کیا ہوتا ہے۔ ہم تو لاہور شہر کی بات کرتے ہیں ورنہ دیہاتوں میں تو کوئی حالات ہی نہیں ہیں۔ ہم تو اس شہر کی بات کرتے ہیں جہاں ہر بندے نے اپنی جیب میں کسی ایم پی اے، ایم این اے کا فون نمبر رکھا ہوتا ہے اور وہ ایک منٹ میں فون بھی کروا دیتا ہے۔ اس دیہات کے علاقوں کو سمجھیں، آپ کا تعلق بھی دیہاتی علاقے سے ہے۔ وہاں پر ایک آدمی تھانے میں انصاف لینے جاتا ہے کیا اس کو انصاف ملتا ہے؟ کبھی نہیں ملتا۔ وہ ایڑیاں رگڑتے ہوئے مر جاتا ہے لیکن اس کو انصاف نہیں ملتا۔ خدانخواستہ اگر اس کے گھر کوئی قتل کی واردات ہو جائے تو وہ تفتیش اس معیار کی ہی نہیں ہوتی جس معیار کی وہ کروانا چاہتا ہے۔ روزانہ ہمارے دفاتر میں ضلع سے باہر کے لوگ آکر گزارشات کر رہے ہوتے ہیں کہ جناب ہمارا قتل ہو گیا ہے مہربانی کریں ہمیں انصاف دلا دیں۔ ہم تو اس قابل بھی نہیں ہیں کہ کسی کو انصاف دلا سکیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ جب ہمارے حکمرانوں نے پولیس کو اپنے ذاتی مقاصد کے لئے استعمال کرنا ہے تو پھر ہم ان کو انصاف نہیں دلا سکتے۔

جناب سپیکر! ایک واردات ہوتی ہے، پرچہ درج ہو جاتا ہے اور اس کے بعد investigation ہوتی ہے۔ یقین کریں کہ پہلے پرچہ کروانے میں اس کا زور لگتا ہے پھر اس کے بعد اس کو دوسرے کھاتے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ پہلے وہ پرچہ کروانے کے لئے روتا رہتا ہے پھر وہ انصاف لینے کے لئے Investigation Officer کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں اسے انصاف نہیں ملتا۔ تھانوں میں کوئی حالات نہیں ہیں۔ اگر ملزم پکڑ لئے جاتے ہیں تو ان کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور اگر کسی کے ساتھ رعایت کر دی گئی تو اس کو جیل بھیج دیا جاتا ہے۔ وہ وہاں سے ایک بڑا مجرم اور ڈکیت بن کر باہر نکلتا ہے۔ جیلیں کوئی اصلاح گاہ نہیں ہیں بلکہ وہ ٹریننگ سنٹر ہیں۔ بڑے بڑے مگرمچھ موبائل فون سے ان جیلوں سے بھتا وصول کرتے ہیں اور سارا کام بھی کرتے ہیں۔ یہ سر عام ہمارے معاشرے کے اندر ہو رہا ہے اور پچھلے دنوں آپ نے دیکھ بھی لیا ہے۔ وزیر صاحب جیل گئے اور ان کے ساتھ کیا سلسلہ ہوا سب نے دیکھ لیا ہے۔ ایک عام آدمی کے ساتھ یہی کچھ ہو رہا ہے اور ہم صرف good governance کی بات کر رہے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ 2002 سے 2007 کے درمیان رانا ثناء اللہ صاحب جب یہاں کھڑے ہو کر

بولا کرتے تھے تو بات good governance کی کیا کرتے تھے۔ میں آج آپ کی وساطت سے ان سے پوچھتا ہوں کہ good governance اب کہاں گئی، اب کیوں نہیں نظر آرہی؟ ہم نے اب کون سا سسٹم ٹھیک کر لیا ہے، ہم نے اب کون سا پولیس کا محکمہ ٹھیک کر لیا ہے، اب ہم نے کون سا اس طرح کا سسٹم بنالیا ہے کہ جب ایک آدمی تھانے میں جاتا ہے اور جانے کے بعد اس کا پرچہ بھی درج ہوتا ہے، اس کے ملزم بھی پکڑے جاتے ہیں اور اس کی recovery بھی ہوتی ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے؟ پولیس آفیسر خود انہیں کہتا ہے کہ آپ ڈکیتی کا پرچہ نہ کروائیں جب شناخت ہو گی تو وہ آپ کو دیکھ لے گا اور آپ کو مار دے گا۔ وہ ان کو ڈراتا ہے اور ڈرانے کے بعد اس کا پرچہ درج نہیں کرتا۔

جناب سپیکر! آج میرا یہ سوال ہے کہ اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھ کر تنقید تو کی جاتی ہے لیکن آج وہ تنقید کرنے والے حکومت کا حصہ ہیں، میں پوچھتا ہوں کہ آج پولیس کی جو حالت زار ہے اور پولیس عوام کے ساتھ جو سلوک کر رہی ہے آج انہیں نہیں پتا کہ good governance کیا ہوتی ہے؟ اس وقت good governance کا بتایا جاتا تھا۔ Good governance والے بتائیں کہ کیا لوگ ڈر کے مارے رات گیارہ بجے کے بعد گھروں سے نکلتے ہیں؟ لاہور کی تین بڑی سڑکوں کے علاوہ ہر حصہ کے اندر بے انتہا کرائم ہوتا ہے، کوئی بندہ گھر سے نہیں نکلتا، قتل، ڈکیتی، اغواء برائے تاوان کی وارداتیں سر عام ہیں اور کوئی شریف آدمی تھانے میں جا کر یہ نہیں بتاتا کہ میرا بچہ اغواء ہو گیا ہے، وہ باہر باہر سے اس کا فیصلہ کروا کر پیسے دیتا ہے۔ میں یہاں پر تھوڑی سی figures بھی بتانا چاہوں گا کہ اغواء برائے تاوان کی وارداتیں جو درج ہی نہیں ہیں اس حوالے سے پولیس افسران ہم سے بات کرتے ہیں کہ میاں صاحب پرچہ درج نہ کراؤ۔ اگر اس نے کوئی چیز یا تاوان مانگا ہے تو باہر اس کے ساتھ مک مکا کر کے اپنے گھر کے بندے کی حفاظت کرو۔ کتنے بچے اغواء ہوئے کتنے مل گئے، کسی کا یہاں پر ریکارڈ ہے؟ میرے پاس یہ ریکارڈ موجود ہے کہ اگر کوئی شہری یہاں سے اغواء ہو گیا ہے تو اس کے بعد وہ بازیاب نہیں ہوا، اگر ہوا ہے تو کچھ لے دے کر ہوا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم نے پولیس کے اندر اصلاح کرنی ہے تو ہم پولیس کو اختیارات دیں۔ Investigation اور Operation ضرور علیحدہ ونگ ہونے چاہئیں اور میں اس کو endorse کرتا ہوں لیکن ان کی ذمہ داری بھی ہونی چاہئے۔ جو SHO پرچہ کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ ذمہ داری I.O کی ہے وہ ملزمان کو گرفتار کرے گا میری کوئی ذمہ داری ہے اور نہ ہی وہ گرفتار کرتا ہے۔ ہم سارا دن اسے پروٹوکول کی ڈیوٹی پر لگائے رکھتے ہیں اس کے بعد ہم اس سے پوچھتے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر!2013 کے پہلے تین ماہ کے دوران جو یہاں پر حالات گزرے ہیں، پنجاب بھر میں 580 سے زیادہ خواتین کے ساتھ زیادتی جبکہ 56 خواتین اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنی ہیں۔ لاہور میں خواتین سے زیادتی کے 52 سے زیادہ مقدمات درج ہوئے ہیں، گینگ ریپ کے پانچ واقعات ہوئے ہیں۔ لاہور میں قتل کے 181، اقدام قتل کے 612 واقعات ہوئے ہیں اور پنجاب بھر میں اغواء برائے تاوان کے 34 واقعات ہوئے ہیں۔ ان واقعات میں 60 فیصد سے زیادہ معنوی کو تاوان نہ ملنے کی وجہ سے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ یہاں پر پولیس کی نااہلی ثابت ہوتی ہے کہ پولیس اپنے شہریوں کی حفاظت اور ان کو انصاف دلانے میں ناکام ہو چکی ہے۔ جب تھانے کی سطح پر مکمل چالان کر کے عدالتوں میں نہیں بھیجے جاتے تو وہاں پر بھی ایک عجیب سسٹم ہے۔ بہر حال وہاں پر I.O نے investigation کرنی ہے جب وہ proper lines پر کرے گا تو پھر جا کر ملزم کو کوئی سزا مل سکتی ہے۔ اگر وہ پیسے لے کر چالان کو نامکمل رکھتا ہے تو پھر ملزم نکل جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے تھانہ کلچر کو بدلنے کا ایک نعرہ لگایا ہے اور ہم ان کے ساتھ ہیں تھانہ کلچر کو بدلنا چاہئے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس تھانہ کلچر کے نعرے کے بعد جو تھانے والوں کو پیغام پہنچا ہے وہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ آپ نے مقدمات درج نہیں کرنے کیونکہ یہ ریکارڈ پر آتا ہے اور اخبارات میں آتا ہے لہذا جو کیس تھانے کے اندر رجسٹرڈ ہونے کے لئے آئے اس کو آپ prolong کرو اور رجسٹرڈ نہ کرو، کیا یہ تھانہ کلچر کی تبدیلی ہے؟ تھانہ کلچر میں اس وقت تبدیلی آئے گی جب ایک عام سائل تھانے میں جائے اگر اس کے ساتھ خدانخواستہ کوئی مسئلہ ہوا ہے تو اس کو عزت سے بٹھا کر اس کی بات سنی جاتی ہے اور اس کا پرچہ درج کیا جاتا ہے لیکن یہ نہیں ہو رہا۔ اگر تھانہ کلچر کی تبدیلی کا مطلب یہی ہے کہ وارداتوں کو تھانے کے اندر ریکارڈ نہیں کرنا اور اس طرح کھلا چھوڑ دینا ہے تو پھر ہمارے ہاں تھانہ کلچر میں بہت بڑی تبدیلی آ گئی ہے۔

جناب سپیکر! جس طرح میں نے آپ سے پہلے ایک بات کی ہے کہ پولیس کی دہشت گردی کے دوران جو قربانیاں ہیں ان کو ہم عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، چاہے پولیس افسران ہوں یا پولیس کے چھوٹے ملازمین ہوں کوئی شک نہیں ہے کہ پچھلے کچھ عرصہ سے اس ملک کے اندر جس طرح کے حالات و واقعات پیدا ہوئے ہیں اس میں ان کی قربانیاں بہت زیادہ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ ان شہداء کے خاندانوں کے لئے بہتر سے بہتر معاوضہ ادا کرنے کے لئے بجٹ مختص کریں، معاوضہ کو کسی شہادت کا بدل نہیں کہہ سکتے لیکن اس چیز کو ضرور بڑھایا جائے تاکہ ایک بیوہ یا ایک ماں یا کوئی اس کے گھر

کے فرد کو اتنے پیسے ضرور دیئے جائیں کہ وہ اپنے گھر کا کوئی سسٹم چلا سکے۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔Thank you very much.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا نام اس میں ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا نام اس میں شامل ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میرے فاضل ممبران نے جوpoints اٹھائے ہیں میں ان سب کو endorse کرتے ہوئے چند باتیں اسی حوالے سے اس ایوان کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی چیز تو مجھے یہ پیش کرنا ہے کہ Police Order 2002 نے بھی ایک مشکل پیدا کی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: اس نے کیا کیا ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس نے ایک مشکل پیدا کی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ایک جرم ہوتا ہے، تھانے میں FIR درج ہوتی ہے اور تھانے کا SHO اس کی تفتیش کو کسی ASI یا SI کے حوالے کر دیتا ہے۔ اب اس کے پاس full authority ہوتی ہے، اگر وہ تفتیش کو غلط رخ دے رہا ہے جس کے بہت سارے motives ہوتے ہیں۔ اب اگر DPO صاحب اس سے تفتیش واپس لینا چاہیں تو نہیں لے سکتے۔ اگر واویلا ہوتا ہے تو پھر بعض اوقات وہ اپنی اس اتھارٹی کو exercise کرتے ہوئے DPO صاحبان یا کسی اور اعلیٰ افسر کو کہتے ہیں کہ اس کی نگرانی کر لیں۔ اس نگرانی کے نتیجے کے اندر کوئی تصحیح ممکن ہو سکتی ہے تو بعض اوقات ہو جاتی ہے لیکن بالعموم ایسا نہیں ہوتا اور پہلے stance پر I.O لگا ہوتا ہے، وہ اس کے اندر جو کچھ بھی گند مارنا ہوتا ہے وہ مار دیتا ہے اور پہلی ہی stage پر مقدمہ غلط بنیاد پر چلنا شروع ہو جاتا ہے۔ اگر اب مدعی واویلا کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں اب تین SP صاحبان ضلع کے اندر بیٹھیں گے، وہ پھر دونوں مدعی اور I.O کو بلائیں گے اور سماعت کریں گے، بعض اوقات ملزم فریق کو بھی بلاتے ہیں۔ اس کے بعد ایک رائے بنتی ہے وہ پھر I.G کے آفس میں آتی ہے اور اس کو ایک ایڈیشنل رینک کا افسر دیکھتا ہے اگر وہ agree کرے تو پھر تفتیش نیچے yes

ہو کر چلی جاتی ہے، پھر اس تفتیش میں تبدیلی ممکن ہو سکتی ہے۔ یہ اتنا لمبا process ہوتا ہے، جب تفتیش کی تبدیلی کے لئے recommendation ہو جاتی ہے اور اگر وہ recommendation ملزم کے خلاف جا رہی ہو تو ملزم فریق یہاں I.G آفس بھی پہنچتا ہے پھر مختلف حیلے بہانوں اور طریقوں سے بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ فائل یہاں دَب جاتی ہے اور بعض اوقات ملزم فریق اپنی مرضی کا فیصلہ وہاں سے لے کر آئی جی آفس جاتا ہے۔ آئی جی صاحب تفتیش کی تبدیلی سے agree نہیں کرتے اور معاملہ نیچے چلا جاتا ہے۔ میں اس حوالے سے وزیر قانون موصوف سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ جس level پر بھی اس میں کوئی تبدیلی ہو سکتی ہے اس کو کیا جائے، کم از کم یہ تو ممکن بنایا جائے کہ ایس ایچ او جو ایک تفتیش allocate کرنے کا فیصلہ کرتا ہے اس کا ایک دفعہ اختیار ڈی پی او کو بھی ملنا چاہئے کہ وہ بھی اس تفتیش کی تبدیلی کا اختیار رکھے تاکہ جو مدعی ہے اس کا ایک دفعہ تو واویلا کسی level پر ہو، اس کی دادرسی ہو سکے۔ اس سلسلے میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ قاعدے وقانون میں تبدیلی کی جانی بہت ضروری ہے۔ یہ پبلک کا اور ہمارا بھی تجربہ ہے کہ over the years یہ ہوتا تھا کہ جو murder cases ہوتے تھے، میں خود بھی ایک لمبے عرصہ سے public dealing میں ہوں اور تیسری دفعہ اس ایوان کا ممبر بھی بنا ہوں تو ماضی میں یہ ہوتا تھا کہ اگر کوئی قتل کا پرچہ ہوتا تھا اس میں پولیس افسران، ایس ایچ او صاحبان، سب انسپکٹر اور اے ایس آئی جو کیس investigate کرتے تھے وہ اس بات کا اظہار کرتے تھے کہ ہم قتل کے پرچہ میں کوئی ڈنڈی نہیں مارتے کیونکہ اگر ہم اس میں کوئی غلط چالان کر دیں گے تو یہ پھندا قیامت والے روز ہمارے گلے میں آئے گا لیکن اب over the years یہ stance بھی اس level پر تبدیل ہو گیا ہے اور صورتحال یہ ہے کہ ہر مقدمے میں چاہے وہ چوری کا ہے، ڈکیتی کا ہے، دھوکا دہی کا ہے، مار پیٹ کا ہے ہر مقدمہ کے اندر یہ چلن ہے کہ پولیس مدعی اور ملزم فریق دونوں سے جس حد تک بھی پیسے اینٹھے جا سکیں پوری کوشش کرتی ہے اِلّا یہ کہ مدعی بہت بااثر ہے یا اس کا کوئی ذاتی تعلق ہے تو شاید وہ اس level پر کوئی انصاف لینے میں کامیاب ہو سکتا ہے اس کے بغیر ممکن نہیں ہے کہ اس کا مقدمہ سیدھا ہو سکے۔ بہاولپور میں ایک قتل کا مقدمہ تھا تو میں نے ڈی آئی جی صاحب کو درخواست کی کہ یہ بہت ہی حساس معاملہ ہے اس میں کیس کو بہت خراب کر دیا گیا ہے تو آپ یہ کیس کسی honest Inspector کے ذمہ لگا دیں۔ وہ جو ڈی آئی جی صاحب تھے بعد میں یہاں پنجاب کے آئی جی بھی بنے، بہت ایماندار افسر تھے تو انہوں نے زور سے قہقہہ لگایا اور مجھے انگریزی میں کہنے لگے کہ

Dr. Sb! I have got 18 years of PSP service at my back and I have yet to see an honest Inspector.

مجھے کہنے لگے کہ ڈاکٹر صاحب!آپ مجھے بتائیں کہ اگر آپ کی کسی سے کوئی اچھی سلام دعا ہے تو اس کا نام لے لیں اوپر سے میں کوئی دباؤڈالوں گا، کچھ آپ اپنے اثر ورسوخ کو استعمال کریں گے تو شاید کوئی انصاف مل سکے۔یہ محکمہ کے اعلیٰ افسر کا میرے سامنے بیان تھا، ہم آپس میں بالکل آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے اور بات ہو رہی تھی۔ سارا سسٹم جو اس وقت خراب ہے اس حوالے سے بتانا چاہوں گا کہ آئی جی پی آفس کے اندر آٹھ دس سال پہلے کی بات ہے، ڈی آئی جی اسٹیبلشمنٹ تھے میں ان کے ساتھ چائے کے کپ پر بیٹھا ہوا تھا تو میں نے ان سے کہا کہ یہ سلسلہ کب ختم ہو گا؟اس کے لئے کوئی مہربانی کریں، نیچے سے لے کر اوپر تک یہ جو کرپشن کا سسٹم ہے اس کے لئے کوئی طریق کار وضع کیا جائے تو انہوں نے کہا کہ آپ مجھے بھی جانتے ہیں اور میری سروس کو بھی جانتے ہیں اس کے اوپر بہت غور و فکر ہوتا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ ڈاکٹر صاحب!اگر آپ مجھ سے اس کا علاج پوچھتے ہیں تو بالکل honest to God میں یہ عرض کروں گا کہ آپ ایک دِن سپاہی سے لے کر آئی جی تک یک جُنبشِ قلم سب کو برخاست کر دیں اور چھ مہینے میں نئی فورس تیار کریں، پنجاب کے عوام کو کچھ نہیں ہو گا۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے بھی اور اس سے پہلے بھی یہ کوششیں کی گئی ہیں، تنخواہوں میں اِضافہ ہوا ہے، سہولیات میں اِضافہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے گو جو ضروریات ہیں اس کے مطابق نہیں ہیں۔ بھرتی میں بھی میں نے دیکھا پچھلے پانچ دس سال میں گورنمنٹ نے ایک attempt کی ہے کہ سپاہیوں کی بھرتی کا جو کوٹا بعض اوقات elected members کو دیا جاتا تھا وہ نہیں دیا گیا اور میرٹ پر بھرتی کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن گزارش یہ ہے کہ جس طرح یہ پورا محکمہ cancerous ہو گیا ہے اس کے اندر جب تھوڑا سا تازہ خون ڈالا جاتا ہے، ایک محنت اور کوشش کی جاتی ہے مگر کچھ عرصہ کے بعد وہ بھی سارے کا سارا cancerous ہو جاتا ہے۔اس حوالے سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس محکمہ کے اندر دور رَس تبدیلیوں کی ضرورت ہے، اس کے لئے بہت سوچ بچار کی ضرورت ہے۔اب جو محکمہ کے افسران ہیں، ڈی پی او صاحبان آتے ہیں بیشتر سی ایس پی افسران آکر لگتے ہیں وہ اچھا perform کرتے ہیں، بہتر بھی ہوتے ہیں لیکن اُن کی طرف سے بھی بے بسی کا اظہار ہوتا ہے اور یہی بات کرتے ہیں۔اگر میرٹ پر دیکھا جائے تو مجھ سے خود ایک ڈی پی او نے بات کی، اس کیس پر میں ان کے ساتھ contest کر رہا تھا کہ غلط ہے۔انہوں نے ایس ایچ او کو بھی بلا لیا اس کی بات بھی سُنی اور جب ایس ایچ او چلا گیا تو اس نے کہا بالکل آپ کی ساری بات ٹھیک ہے اس میں بہت ساری خامیاں ہیں لیکن مجھے تو انہی کے ساتھ گزارہ کرنا ہے اگر اس چیز کو سامنے رکھ لوں کہ سارے ایس ایچ او صاحبان کو مجھے فارغ کرنا ہے تو یہ پولیس کا محکمہ کیسے

چلے گا؟انہوں نے کہا کہ ہم معاملات کو compromise کر کے چلانے کی کوشش کرتے ہیں تو اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں منتخب نمائندگان کو شامل کریں، اس کے لئے سنجیدہ اقدامات کرنے کی ضرورت ہے، یہ جو پولیس کا محکمہ ہے جس پر لاء اینڈ آرڈر قائم کرنے کی ذمہ داری ہے، اس بات کو سمجھتے ہوئے یہ جو جرائم کی بات فاضل ممبران کی طرف سے آتی ہے کہ بہت زیادہ جرائم ہوتے ہیں اس کی وجہ صرف پولیس کی نااہلی نہیں ہوتی اس میں بہت سارے عناصر ہیں جس میں مہنگائی ہے، بے روزگاری ہے اور خود ہمارا میڈیا ہے۔آپ دیکھتے ہیں کہ کس طرح میڈیا میں ایکشن سے بھرپور اور جرائم کے حوالے سے فلمیں اور ڈرامے پیش کئے جاتے ہیں جس کے نتیجے میں temptations ہوتی ہیں اور اس کے علاوہ بھی بہت سے عناصر ہیں جن کی وجہ سے جرائم ہوتے ہیں، صرف پولیس کی نااہلی نہیں ہے۔ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مار پیٹ کے سوا اور کوئی دوسرا طریقہ تفتیش پولیس کے پاس نہیں ہے۔جدید طریقہ تفتیش کے مطابق ان کی ٹریننگ کا کوئی بندوبست کرنا چاہئے، اس حوالے سے کورسز کروانے کی اشد ضرورت ہے۔اس کے ساتھ ساتھ میں اس بات پر بھی stress کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو پولیس کے اندر duty hours کا designate نہ کیا جانا یہ چیز بھی contribute کرتی ہے، پولیس اہلکاران کی اپنی frustration کی وجہ سے بھی پھر ساری پولیس suffer کرتی ہے جس طرح باقی سرکاری محکموں میں آٹھ گھنٹے ڈیوٹی کا سسٹم ہے ان کا بھی اس طرح کا کوئی سسٹم بنانا چاہئے۔ایس ایچ او صاحبان کہتے ہیں کہ اگر ڈی پی او نے ہمیں کسی ٹاسک پر بھیجا ہے اور ہم اس میں محنت کر رہے ہیں اور دو تین راتیں سو بھی نہیں سکے، دور دراز کسی معاملہ کے لئے گئے ہیں تو چوتھے روز تین دِن کے مسلسل جگ رَتے کے بعد آرام میں ہوں اور ڈی پی او صاحب کا پیغام آ جائے کہ ابھی پیش ہو جاؤ تو افسر کوئی جواز سُننے کے لئے تیار نہیں ہوتا کہ میں تین دن سویا نہیں ہوں اسی وقت مجھے جا کر salute کرنا ہوتا ہے اور حاضری دینی ہوتی ہے اور وہ اس بات کو بعض اوقات پیش نظر نہیں رکھتے اور اگلا کام بھی ذمہ لگا دیتے ہیں۔گزارش یہ ہے کہ اس طرح کی جو multiple چیزیں ہیں ہمیں اس کا احاطہ کرنے کی ضرورت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ہمیں اصلاح کی طرف اور بہتری کی طرف چلنا ہے تو اس بارے میں ہمیں سنجیدگی سے بیٹھ کر غور و فکر کرنا ہو گا ورنہ یہ جو اتنی بڑی رقم فراہم کر رہے ہیں یہ بھی اسی طرح futile exercise ہو گی اور میں اس کے نتیجے میں بہتری کی توقع نہیں رکھتا۔شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ شنیلا رُوت! تقریر ضرور کریں مگر تھوڑا سا ٹائم کا بھی خیال رکھیں۔

محترمہ شنیلا رُوت: شکریہ۔جناب سپیکر!ایسا ہی ہو گا۔کسی بھی ملک اور قوم میں لاء اینڈ آرڈر یا پولیس کو اس لئے تعینات کیا جاتا ہے کہ عوام کو safety and security provide کی جائے۔پاکستان میں بھی اسی عمل کو لانے کے لئے پولیس کا محکمہ قائم کیا گیا ہے۔میں بہت سے ملکوں میں گئی ہوں، کچھ ملکوں میں تو وہاں پولیس سرے سے موجود ہی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود وہاں پر بڑا امن وامان ہے۔ وہاں پر نہ تو کبھی کوئی ڈکیتی ہوتی ہے، چوری ہوتی ہے اور نہ ہی قتل ہوتے ہیں۔ہمارے ملک میں پولیس کے لئے اتنا روپیہ پیسا مختص کیا جاتا ہے لیکن پھر بھی ہمارے یہاں اس قسم کے واقعات شدت پکڑتے جا رہے ہیں۔14-2013 کے بجٹ میں اس مد میں تقریباً 71 بلین روپے allocate کئے گئے ہیں جبکہ سال 2012 میں 62 بلین روپے اس مد میں مختص کئے گئے تھے، بعد میں اس کو بڑھا کر 65 بلین روپے کر دیا گیا، مجھے نہیں پتا کہ اس کی کیا وجہ تھی، کیا ہمارے محکمہ پولیس کی بہت اچھی کارکردگی تھی جس کی وجہ سے یہ پیسے بڑھائے گئے؟اب جو نیا بجٹ آیا ہے اس میں approximately 9 billion rupees increase ہے۔میں یہاں یہ بھی گوش گزار کرنا چاہتی ہوں کہ ہماری فیڈرل گورنمنٹ کی جو پالیسی ہے وہ یہ ہے کہ ہم جوڈیشری کو مضبوط کریں تاکہ ہمارے مسائل کا کوئی حل نکلے۔پنجاب حکومت کا اس میں کیوں difference آ رہا ہے، پنجاب حکومت اور وفاقی حکومت کی پالیسی میں کیوں تضاد ہے؟ پنجاب کے بجٹ میں کورٹس کے لئے جو funds allocate کئے گئے ہیں وہ صرف 11.2 فیصد ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم کورٹس کو مناسب بجٹ دے رہے اور نہ ہی ان کو strong کرنا چاہتے ہیں۔اسی طرح اگر ہم crime rates statistics کو دیکھیں، حالانکہ ہم نے پچھلے سال پولیس کا بجٹ بڑھایا۔ میں اپنی بات کو top سے شروع کروں گی کیونکہ اگر ہمارے سر میں درد ہو رہا ہے، ہمارے سر میں tumor ہے، بلڈ پریشر ہائی ہے تو ہماری پوری باڈی پر اس کا اثر ہوتا ہے جس کی وجہ سے پوری باڈی کام نہیں کرتی۔ ہم محکمہ پولیس کو خواہ مخواہ دوش دیتے رہتے ہیں، میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ جب تک ہماری گورنمنٹ، ہمارے وزیر قانون ان باتوں کو یقینی نہیں بنائیں گے تو یہ trigger down نہیں ہو گا۔اگر ہمارا head ٹھیک نہیں ہو گا تو ہمارا جسم کبھی بھی درست نہیں ہو سکتا، اسی وجہ سے یہ تمام problems آ رہی ہیں۔ ہمارے ایس ایچ او کی کیا مجال ہے یا ایک کانسٹیبل کی کیا حیثیت ہے کہ وہ لوگوں کو تحفظ نہ دے؟اس کو جب تک اوپر سے حکم نہیں ہو گا وہ نہیں کرے گا اور وہ وہی کرے گا جو اس کا سینئر یا بڑا اسے کہے گا۔

ہمارے پنجاب کا 2011 میں جو crime rate ہے اس میں murders کی تعداد 6 ہزار تھی جو سال 13-2012 میں بڑھ کر 6 ہزار 3 سو 12 ہو گئی ہے۔اس کے علاوہ attempted murders

کی تعداد سال 12-2011میں 6سو تھی اور اب وہ بڑھ کر 7ہزار 6سو ہو گئی ہے۔اسی طرح kidnapping for ransomجو ہے وہ 7ہزار 7سو 32تھی جبکہ سال 13-2012میں یہ ڈبل ہو کر15ہزار 5سو 62ہو گئی ہے۔اسی طرح سے rape casesکی تعداد سال 12-2011میں 791تھی جو کہ بڑھ کر 2ہزار 6سو 66ہو گئی ہے ۔Gang rapeکی تعداد سال 12-2011میں 96تھی جو بڑھ کر2ہزار113ہو گئی ہے، یہ تو ہماری پولیس کی کارکردگی ہے۔آج صبح جب میں اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے آرہی تھی تو میرا ڈرائیور مجھے کہنے لگا میڈم!آج آپ کا کیا پروگرام ہے؟میں نے کہا کہ میں نے آج پولیس پرcriticizeکرنا ہے تو وہ گھبرا گیااور مجھے کہنے لگا میڈم!کوئی ایسالفظ نہ بولنا کہ پولیس آپ کے پیچھے پڑ جائے۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ ہمارا عام آدمی پولیس سے کتناڈرا ہوا ہے اور کتنا گھبرایا ہوا ہے۔ ہم پولیس تھانوں میں جانے کی بات کرتے ہیں وہ تو پولیس کی بات بھی سننا پسند نہیں کرتے۔ ہمیں ایک ایسا ماحول دینا ہے، آپ ہمارے محافظ ہیں، پولیس ڈیپارٹمنٹ بھی ہمارا محافظ ہے اگر ہمارے محافظوں نے ہی ہمارے سر سے دوپٹّا اُتار دینا ہے تو پھر ہم کہاں جائیں گی اور کس کے پاس جائیں گی؟ میری آپ سے یہ استدعا ہے، مجھے نیک پولیس افسران سے بھی پالا پڑا ہے کیونکہ میں ایک ہیومن رائٹس ادارے کے ساتھ کام کرتی رہی ہوں اور میرا پولیس ڈیپارٹمنٹ سے کافیinteraction ہوتا رہا ہے، بہت سے اچھے پولیس افسران بھی ہیں جو آپ کی بات کو سنتے ہیں۔ ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کی ایک studyکے مطابق پنجاب میںviolence against womenکا highest rateہے جو کہ 80فیصدrural areasمیں ہے اور urban areasمیں50فیصد ہے۔ اس کے علاوہ خواتین کے لئے کوئیprotection نہیں ہے۔یہاں پر خواتین کے مقدمے ہی درج نہیں ہوتے۔ میرے ایک بھائی نے یہاں پرfiguresدیئے ہیں میں کہتی ہوں کہ یہ تو بہت تھوڑےfiguresہیں، بہت سی میری بہنیں جن پر ظلم، زیادتی اور تشدد ہوتا ہے وہ تو بے چاری تھانوں کا منہ ہی نہیں کرتیں، وہ کہتی ہیں ہم نے تھانے میں نہیں جانا کیونکہ وہاں تھانوں میں ان کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا ہے وہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ان کے ساتھ جو بدتمیزی کی جاتی ہے، گالی گلوچ کی جاتی ہے ان کو دھکے دیئے جاتے ہیں ۔ ایک لڑکی تھی جس پرmurderکا ایک غلط کیس بن گیا اور اس لڑکی کو ایک maleتھانے میں تین دن تک رکھا گیا کیونکہ ہمارے پاسfemalesکے لئے تھانے ہی نہیں ہیں۔ لاہور میں بھی صرف ایک تھانہ ہے جہاں پر ہم ایسی خواتین کو لے کر جا سکتے ہیں ۔ ابھی حال ہی میں3۔جون کا واقعہ ہے، قصور میں سرسر چک نمبر 21میں جہاں پر تین مسیحی خواتین کے کپڑے

اُتارے گئے،ان کو برہنہ کر کے ان کی پریڈ کرائی گئی،ان کی ایف آئی آر6۔تاریخ سے درج ہے اور آج تک ان کے ملزمان کو پکڑا نہیں گیا۔ جب میں نے اس پر بات چیت کی، میں نے آپ کو اس سلسلے میں ایک توجہ دلاؤ نوٹس بھی بھیجا ہوا ہے، بتایا یہ گیا ہے کہ وہاں پر political influence استعمال کیا جا رہا ہے اور ملزمان کو پکڑا نہیں جا رہا۔ ہم کس سے انصاف مانگیں، کیا ایوان میں بیٹھے ہوئے جو ہمارے politicians ہیں ان سے مانگیں یا پولیس سے مانگیں ؟پولیس کے تو ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، بہت سی جگہوں پر ان کے ہاتھ باندھ دیئے جاتے ہیں، وہ حرکت ہی نہیں کر سکتے کیونکہ اوپر سے ان کو آرڈر آتے ہیں کہ آپ نے ان ملزمان کو نہیں پکڑنا۔ پلیز!اس کا نوٹس لیا جائے۔ان تین خواتین کی جو بے حرمتی ہوئی ہے، یہ Christians عورتیں تھیں جن کا کوئی اتنا بڑا قصور نہیں تھا،انہوں نے کوئی غلط کام نہیں کیا تھا بلکہ ان کی بکریاں کسی کے کھیت میں چلی گئیں جس کی وجہ سے کھیت خراب ہو گیا اور اس وجہ سے ان عورتوں کے گھروں میں کود کر ان کو گھر سے باہر نکالا گیا اور ان کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا۔ میں یہ گزارش کروں گی کہ ہماری مسیحی عورتوں کے لئے اور میری دوسری بہنوں کے لئے بھی ، ہماری مسیحی عورتیں oppressed ہیں لیکن ہماری بہت سی مسلمان بہنیں بھی ایسی ہیں جن کے ساتھ اس طرح کا سلوک رَوا رکھا جاتا ہے اور پولیس تماشا دیکھ رہی ہوتی ہے۔ میں چونکہ minority سے تعلق رکھتی ہوں اس لئے میں minorities کی protection کی بات کرنا چاہتی ہوں۔ ہماری خواتین چاہے وہ ہندو ہیں، سکھ ہیں یا مسیحی خواتین ہیں ان کی protection کا آپ کے پاس کیا پروگرام ہے ؟حال ہی میں جوزف کالونی میں جو کچھ ہوا ہماری پولیس اٹھارہ گھنٹے وہاں تماشائی بن کر دیکھتی رہی، جب ان کے گھر جل گئے، جب وہ بالکل برباد ہو گئے تو پھر پولیس حرکت میں آئی کیا یہ ہماری protection کا پروگرام ہے ؟اسی طرح کی میں آپ کو بہت ساری examples دے سکتی ہوں۔ گوجرہ میں ایک ہی خاندان کے سات افراد جل کر راکھ ہو گئے اور پولیس ان کا تماشا دیکھتی رہی۔ ہم کس پولیس کی بات کر رہے ہیں، ہم کس پولیس کا بجٹ بڑھانا چاہتے ہیں؟ پھر ایک اور مسئلہ جو میرے حلقہ میں ہے، میں بہار کالونی سے ہوں اور میں نے دیکھا ہے کہ وہاں بہت زیادہ addict drugs ہیں اور پولیس ان سے بھتا لیتی ہے، ان کو پکڑتی ہے لیکن چھوڑ دیتی ہے۔اس مسئلے کے بارے میں ضرور کوئی خاطر خواہ انتظام ہونا چاہئے۔ابھی حال ہی میں میری گلی میں پولیس آئی اور میں نے intervention کی، ان سے پوچھا کہ کیا بات ہے ؟انہوں نے بتایا کہ ایک آدمی ان کے پاس سے چرس نکلی ہے۔ میں نے کہا کہ آپ اسے پکڑیں اور سزا دیں لیکن مجھے پتا چلا کہ دو

گھنٹے کے بعد اسے release کر دیا گیا۔پولیس جن سے ہم safety and security کی توقع رکھتے ہیں ان کے حالات یہ ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! wind up کیجئے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: میں آخر میں صرف دو تین suggestions دینا چاہتی ہوں کہ ہر پولیس سٹیشن میں خواتین کے لئے وومن ڈیسک مقرر کئے جائیں وہاں خواتین ہوں۔ مینارٹی کے لئے جو مینارٹی کے پولیس آفیسرز ہیں انہیں تعینات کیا جائے۔ وومن اور مینارٹی میں سے لوگوں کی بھرتیاں کی جائیں تاکہ اگر ان کے ساتھ کوئی زیادتی ہوتی ہے تو وہ انہیں دیکھ سکیں۔ جوڈیشری کو strong بنایا جائے، موبائل کورٹس کا آغاز کیا جائے، مہربانی کر کے ایم پی ایز اور ایم این ایز اپنی political appointments نہ کرائیں بلکہ میرٹ پر appointments ہوں تاکہ وہ لوگ آئیں جو واقعی مستحق ہیں وہ ملک، قوم اور یہاں کے لوگوں کو تحفظ دے سکتے ہیں۔بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: صدیق خان صاحب!

جناب محمد صدیق خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میری معزز خاتون ممبر نے کٹوتی کی جو تحریک پیش کی ہے میں اسے اس حوالے سے endorse کرتا ہوں کہ گزشتہ کئی سالوں سے پولیس کی جو کارکردگی ہے وہ under question ہے۔ بالخصوص میں نے سنا ہے اور پڑھا ہے کہ جس وقت کوئی منظم سٹیٹ معرضِ وجود میں نہیں آئی تھی تو جو vulnerable communities تھیں جن کے protect rights نہیں ہوتے تھے، ایک منظم سٹیٹ معرض وجود میں لانے کے لئے انہیں ایک package دیا گیا کہ آپ کی جان اور مال کو تحفظ دیا جائے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے آئین نے بھی پولیس کو ایک prime ذمہ داری سونپی ہے کہ لوگوں کی جان و مال کا تحفظ کرنا اور ان کو انصاف دلانے کے لئے اپنی پیشہ وارانہ ذمہ داری پوری کرنا لیکن انتہائی بدبختی ہے کہ ہمارے ملک کے سیاستدانوں نے محکمہ پولیس کو جس طرح سیاسی tool کے طور پر استعمال کیا اس وجہ سے ان کا جو پروفیشنل ازم اور ان کی جو پیشہ وارانہ صلاحیتیں تھیں جس طرح وہ متاثر ہوئیں اس کی مثال نہیں ملتی۔

جناب سپیکر! میں بھی پاکستان کا شہری ہوں، ایک سیاسی کارکن ہوں اور بحیثیت مسلمان ہمیں straight forward ہونا پڑے گا، ہمیں دیانتدار ہونا پڑے گا، ہم جو گندی روایات کے اسیر ہیں ہمیں ان سے نکلنا پڑے گا۔ انصاف جو کسی انسان کا فطری حق ہے وہ ہمیں ensure کرنا پڑے گا۔ جو قومیں، جو

سوسائٹیز اپنے باشندوں کو انصاف سے محروم کر دیتی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ قومیں، وہ سوسائٹیز ترقی نہیں پا سکتیں، وہ اپنا شمار مہذب قوموں میں نہیں کر سکتیں۔

جناب سپیکر! میں آپ سے مخاطب ہوں۔ میں پولیس کی کارکردگی کے حوالے سے عرض کروں گا کہ آپ گزشتہ کئی سالوں سے دیکھ سکتے ہیں کہ جو FIRs A-22 کے تحت رجسٹرڈ ہوں۔ فرسٹ انفارمیشن رپورٹ جو کہ کسی بھی شہری کا حق ہے کتنی FIRs نہیں دی گئیں جس کے بعد A-22 کے تحت مقدمات رجسٹرڈ ہوئے۔ جن لوگوں نے اس ملک کے باشندوں کو FIR کا حق نہیں دیا کیا اس regime نے ان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کی ہے یا نہیں ؟ اگر کوئی A-22 کے تحت FIR رجسٹر کرانے کے لئے جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ سٹیٹ کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے باشندوں کو مفت اور سستا انصاف دے۔ جب FIR کا حصول بھی اتنا مہنگا ہو جائے، لاکھوں روپے کے وکلاء hire کرنے پڑتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے یہ ادارہ اپنی ذمہ داری پر پورا نہیں اتر رہا۔

جناب سپیکر! میں Pakistan Police Order 2002 کی بات کروں گا۔ میرے ایک معزز ممبر نے فرمایا کہ تبدیلی تفتیش کا کوئی میکنزم موجود نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تبدیلی تفتیش کے تین rights دیئے گئے ہیں لیکن بد بختی سے اس ملک کے سیاستدانوں نے کسی کو بھی انصاف کے حصول کے لئے جو اس کا بنیادی حق ہے اس میں روڑے اٹکانے کے لئے تبدیلی تفتیش کے میکنزم پر عملدرآمد کرنے کی اجازت نہیں دی۔ میں آپ کے توسط سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ پانچ سال سے کتنے لوگوں نے تبدیلی تفتیش اور انصاف کے حصول کے لئے درخواستیں دیں اور کتنے لوگوں کی تفتیش تبدیل کی گئی ؟ یہی وجہ ہے کہ جس وقت ایک پولیس کا محکمہ جس کی آئین کی طرف سے ایک prime ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کی جان و مال کا تحفظ کرے لوگوں کو انصاف کی فراہمی کے لئے facilitate کرے اگر وہ اپنی ذمہ داری نبھانے کی بجائے لوگوں کو بلیک میل کرتے ہیں، بلیک میل کر کے کرپشن کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ گندی سیاست میں ایک tool کا کردار ادا کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح پولیس کی جتنی کارکردگی متاثر ہوئی ہے اسی وجہ سے آج اس صوبہ میں کرائم ریٹ کی جو شرح ہے وہ کہیں بڑھ چکی ہے۔ لوگ اپنے آپ کو insecure محسوس کرتے ہیں، اگر آپ گزشتہ پانچ سال کے statistics اکٹھے کریں بالخصوص اغوا برائے تاوان کے حوالے سے تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں اتنے سانحات نہیں ہوں گے جتنے گزشتہ پانچ سالوں میں ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پروٹوکول کی بات کی جا رہی تھی تو میں سمجھتا ہوں کہ ایلیٹ فورس جو کہ پنجاب کی highly

professional force ہے جس پر اس صوبہ کے tax payer کا بیش بہا خرچ کیا جارہا ہے لیکن وہ پروٹوکول پر لگی ہوئی ہے۔میرے پاس جو figures ہیں ان کے مطابق ایلیٹ فورس کے کم از کم ایک ہزار جوان پروٹوکول ڈیوٹی پر لگے ہوئے ہیں اور حکمرانوں کی سکیورٹی پر مامور ہیں اور صرف 261 لوگ پنجاب کے پورے صوبہ کی عوام کو سکیورٹی دے رہے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس طرح کی performance یا governance رہی تو میرے نقطہ نظر سے اس محکمے میں بہتری نہیں آسکتی۔میں اس حوالے سے سمجھتا ہوں کہ اس ادارے کی کارکردگی under question ہے۔اس حوالے سے میری ساتھی معزز خاتون ممبر نے جو cut motion دی ہے میں اسے endorse کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ ہمیں straight forward ہو کر بحیثیت مسلمان ہمارا character transparent ہونا چاہئے۔ہم میں منافقت نہیں ہونی چاہئے transfer and posting میرٹ پر ہونی چاہئے اور قانون کے مطابق check and balance effective ہونا چاہئے جب تک check and balance effective نہیں ہوگا پولیس کی کارکردگی بہتر نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: جی، وقاص حسن مؤکل صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔معزز ممبران نے پولیس کی کارکردگی اور performance کے اُوپر بہت ساری باتیں کی ہیں۔میرے خیال میں یہاں پر ہر منتخب ممبر کا واسطہ محکمہ پولیس سے ضرور پڑا ہے چاہے وہ ذاتی ہو یا سیاسی ہو۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں محکمہ پولیس کی طرف سے پریشانی ہی آئی ہے۔میں Department of State-Bureau of Diplomatic Security کی ایک رپورٹ سے کچھ اعداد و شمار quote کرنا چاہتا ہوں۔میں Pakistan 2012 OSAC Crime and Safety Report کی بات کروں گا۔یہ وہ رپورٹ ہے جس کے ذریعے امریکی حکومت اپنے شہریوں کو پاکستان آنے سے پہلے یہاں کے حالات سے آگاہ کرتی ہے۔امریکی حکومت اس کو update کرتی رہتی ہے۔اس رپورٹ کے مطابق پچھلے سال 2012 میں attempted murders میں 14 فیصد، قتل میں 10 فیصد، چوری میں 12 فیصد اور attempted rapes میں 21.96 فیصد اضافہ ہوا ہے۔اس رپورٹ میں یہ بھی ساتھ لکھا گیا ہے کہ اتنا زیادہ اضافہ شاید اس لئے ہے کہ اب خواتین زیادہ بہتر طور پر اس چیز کو ریکارڈ کروا سکتی ہیں۔اسی طرح violent crimes میں جس کے اندر purse snatching, mobile snatching، ڈکیتی اور اسی طرح کے دوسرے street crimes میں 14.80 فیصد اضافہ ہوا ہے۔میرے خیال میں ہمیں پولیس کی کارکردگی کا پہلو

ایک طرف رکھنا چاہئے اور یہ دیکھنا چاہئے کہ ان جرائم میں اضافہ کیوں ہو رہا ہے؟ ہر جرم کے اندر اگر ایک انسان involve ہے تو اس کے ساتھ اسلحہ بھی involve ہے۔ اگر ایک انسان نے قتل کرنے کا سوچ لیا ہے یا ڈکیتی کی نیت کر لی ہے تو وہ اسلحہ کے زور پر ہی کرے گا۔ ہم ایسے اقدامات کریں کہ یہ جو اسلحہ freely available ہے اس کو کنٹرول کیا جائے۔ ہر اس انسان کو جس کے ذہن میں جرم کی سوچ ہے تو اسے پولیس یا کوئی بھی انسان جرائم کرنے سے نہیں روک سکتا اس لئے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ بے شک پولیس کی کارکردگی ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے لیکن ہمیں اس کے ساتھ ساتھ ان وجوہات پر بھی غور کرنا چاہئے جن کی وجہ سے جرائم بڑھ رہے ہیں اور مسلسل پچھلے سالوں سے بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔ اس کٹوتی کی تحریک کو دینے کی وجہ بھی یہی ہے کہ ہم نے پولیس کو 70۔ارب روپے دیئے ہیں لیکن جرائم بڑھے ہیں تو کیا ہم 80۔ارب روپے دے کر ان جرائم کو اور بڑھائیں گے؟ میرا یہ سوال آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ اور اس حکومت سے ہے۔ پیسے بڑھانے سے اگر جرائم کم ہوں تو سمجھ میں آتا ہے لیکن اگر پیسے بڑھنے سے جرائم بڑھیں گے تو یہ سمجھ میں نہیں آتا۔

جناب سپیکر! پنجاب پولیس اس وقت ایک لاکھ 70 ہزار جوانوں پر مشتمل ہے۔ مجھ سے پہلے معزز ممبران نے خراج تحسین پیش کیا ہے اُن جوانوں، سپاہیوں اور پولیس افسران کو جنہوں نے اپنی زندگیاں عوام کی حفاظت کے لئے قربان کیں اور شہید ہوئے ہیں۔ میں بھی ان کو سلام پیش کرتا ہوں کیونکہ یہ میرا فرض ہے۔ پنجاب پولیس پاکستان کی سب سے بڑی فورس ہے لیکن کارکردگی میں یہ سب سے پیچھے ہے۔ International Transparency کی رپورٹ کے مطابق اس وقت لینڈ ریونیو کرپشن میں نمبر ون ہو چکی ہے۔ سال 2002 سے 2012-2011 تک پولیس نمبر ون کرپٹ ترین محکمہ تھا۔ یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ ہم پیسے دے رہے ہیں، عوام پیسے دے رہی ہے اور اس کے جواب میں ان کو کرپشن مل رہی ہے۔ ایک طرف تو سرکاری طور پر ان کی تنخواہیں بڑھ رہی ہیں جو کہ اچھی بات ہے اور یہ assumption تھی کہ شاید اس سے کرپشن کم ہو لیکن پیسے بڑھنے کے ساتھ ساتھ کرپشن بھی بڑھ رہی ہے جبکہ performance نیچے جا رہی ہے۔ اس موضوع پر میں زیادہ باتیں نہیں کروں گا اور آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا کیونکہ یہ بہت زیادہ تفصیل سے discuss ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! ایمرجنسی 1122 کا response time پانچ سے پندرہ منٹ ہے جبکہ پنجاب پولیس کا response time پینتالیس منٹ سے ڈیڑھ گھنٹہ ہے۔ میں تھوڑے سے مزید اعداد و شمار آپ کے ساتھ share کرنا چاہوں گا۔ میں یہ اعداد و شمار آپ کے سامنے اس لئے رکھ رہا ہو کہ اس سے

ہمیں ان کی کارکردگی اور مسائل کا علم ہوتا ہے۔ایک طرف ہم اقدامات کریں،ایک طرف ہم یہ سمجھیں کہ مسائل کہاں کہاں پر ہیں اور دوسری طرف ہم ان کے حل تلاش کریں۔پنجاب پولیس کی official website کے مطابق پچھلے سال 461کلاشنکوف،1506رائفلیں،3448بندوقیں اور14400 ریوالور یا پسٹل recover کئے گئے ہیں۔پنجاب نے پچھلے سال46567 Proclaimed Offenders گرفتار کئے ہیں۔ایک لاکھ 47ہزار مقدمات درج ہوئے اور99ہزار چالان پیش کئے گئے۔سب سے بڑا سوالیہ نشان یہ ہے کہ ان سب میں سے29015 مجرمان convict ہوئے جبکہ 26976لوگ بری ہو گئے۔کیا یہ پولیس کی نااہلی کے باعث ایسا ہوا ہے؟تقریباً26ہزار لوگ جو کہ کسی نہ کسی جرم میں شامل تھے ان کے خلاف مقدمات درج ہوئے لیکن وہ بری ہو کر گھر چلے گئے۔میرے خیال میں ہمیں ان اعداد وشمار کو ٹھیک کرنا ہوگا۔ہمیں اس چیز کو ensure کرنا ہوگا کہ جرم کے لئے اگر اسلحہ سب سے بڑا مسئلہ ہے تو ہم ناجائز اسلحہ کی روک تھام کریں۔اگر اس میں پولیس کی کارکردگی سب سے بڑا مسئلہ ہے،اگر ان کا investigation method غلط ہے اور اگر رشوت ستانی ہے تو پھر ہمیں اس جانب توجہ دینی چاہئے۔میں سمجھتا ہوں کہ رشوت ستانی سپاہی سے لے کر انسپکٹر تک ہی ہے اس سے اوپر کے افسران شاید اس میں اتنے زیادہ ملوث نہ ہوں۔محکمہ کے افسران بالا کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان جرائم پیشہ افراد تک پہنچنے والے networks کو identify کریں اور ان کو ختم کریں تاکہ عوام کا پیسا جو محکمہ پولیس کے لئے دیا جاتا ہے وہ ٹھیک طریقے سے استعمال ہو سکے۔

جناب سپیکر!میں آخر میں اس مثال کے ساتھ اپنی تقریر یا گزارشات ختم کروں گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنی opening speech کے اندر ایک مثال quote کی تھی اور انہوں نے کہا تھا کہ میں نے اس چیز کا ذاتی طور پر نوٹس لیا اور وہ معاملہ تین مہینے کے اندر حل ہو گیا۔کیا وزیر اعلیٰ پنجاب کو ہر مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ذاتی نوٹس لینا پڑے گا،کیا وہ معاملہ باقی ہزاروں معاملات سے زیادہ ضروری تھا،کیا باقی لوگ پاکستان اور پنجاب کے شہری نہیں ہیں؟وزیر اعلیٰ پنجاب کو ensure کرنا چاہئے کہ پولیس کا محکمہ یہ جان لے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب ہر معاملے میں ذاتی نوٹس لیتے ہیں۔اس حوالے سے انہیں کچھ کہنے یا اعلان کرنے کی ضرورت نہیں ہونی چاہئے۔پاکستان کا ہر شہری اور اس کے حقوق برابر ہیں۔یہ وہ کمی ہے جسے ہمیں ٹھیک کرنا ہوگا۔میں سمجھتا ہوں کہ ہم یہاں پر عوام کی خدمت کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس ایوان کے معزز ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دینے کا حکم دیں جو پولیس performance کی review تجویز کرے اور اس حوالے سے اپنی سفارشات

مرتب کرے۔اس کمیٹی کو time barred کریں کہ وہ اپنی رپورٹ تین مہینے یا چھ مہینے کے اندر اندر پیش کریں۔ میرے خیال میں یہ قدم پنجاب کے عوام کے لئے بہت بہتر ہو گا۔ بہت بہت شکریہ

ملک تیمور مسعود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

کورم کی نشاندہی

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ کورم کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کیونکہ مجھے لگ رہا ہے کہ یہاں پر معزز ممبران کی دلچسپی کم ہے۔ میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ نے جو بات کی ہے اس حوالے سے آپ کو پہلے سوچ لینا چاہئے تھا کہ اس وقت کٹوتی کی تحریک پر بات ہو رہی تھی۔ یہ مناسب نہیں لگتا کہ اس موقع پر آپ کورم point out کریں لیکن یہ آپ کا استحقاق ہے میں اُس میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ میں ابھی چیک کرتا ہوں۔ انہوں نے کورم کی نشاندہی کی ہے۔ گنتی کرائی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔ کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

مطالبات زر برائے سال 14-2013 پر عام بحث اور رائے شماری

(۔۔۔جاری)

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ہم حکومت کو احساس دلوا رہے ہیں کہ آپ نے کورم کو maintain رکھنا ہے۔ کل میں نے point out کیا تھا کہ ایوان میں کورم نہیں ہے تو اس پر ایک معزز وزیر سیخ پا ہو گئے۔ حکومت ایک طرف تو rule of law کی بات کرتی ہے تو اس معزز ایوان کے rules کہتے ہیں کہ one fourth of the total strength حاضر ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: میں تو کہتا ہوں کہ یہ آپ کا حق ہے اور آپ اپنے اس حق کو استعمال کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! 30۔ جون 2002 کو بجٹ اجلاس میں رانا مشہود احمد خان نے انہی سیٹوں پر کھڑے ہو کر کورم کی نشاندہی کی تھی تو اب بھی تھوڑا سا حوصلہ پیدا کریں۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ پرانی باتیں میں نے نہیں سُننیں۔ وہ آپ جانیں اور وہ جانیں۔ جی، ملک تیمور مسعود صاحب!

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! جس طرح یہاں پر ہمارے معزز ممبران نے بہت ہی تفصیل کے ساتھ پولیس کے حوالہ سے بات کی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس وجہ سے بھی ضروری ہے کہ یہاں پر موجود ہر معزز ممبر کا بلواسطہ یا بلاواسطہ تعلق پولیس کے محکمہ سے عموماً پڑتا رہتا ہے۔ اس محکمے میں بے ضابطگیوں پر جتنی بھی بات کی جائے اُتنی ہی کم ہے لیکن میں اپنی چند تجاویز معزز ممبران کے گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ موجودہ بجٹ کے اندر لاء اینڈ آرڈر کے حوالہ سے پولیس کے محکمہ کے لئے جو 76۔ارب روپیہ مختص کیا گیا ہے میں اس تفصیل میں نہیں جاتا کہ یہ رقم زیادہ ہے یا کم ہے لیکن میں اس حوالہ سے ضرور بات کروں گا کہ اس رقم کے استعمال کو ہمیشہ سے اس طرح یقینی کیوں نہیں بنایا جاتا کہ محکمہ پولیس کے اندر جو کمزوریاں اور خامیاں ہیں اُن کو بہتر طریقہ سے دُور کر کے عوام کے ٹیکس کے پیسے کو اُن کی بہتری کے لئے استعمال کیا جائے۔ اس بجٹ کے اندر ڈسٹرکٹ پولیس کے لئے 60۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی۔ میں اس حوالہ سے آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس رقم کا استعمال پولیس کے تمام محکمہ جات کے اندر بہتر طریقہ سے نہیں ہو سکتا، انفراسٹرکچر کو اچھے طریقہ سے بہتر نہیں کیا جا سکتا، پولیس میں investigation کے طریق کار کو بہتر کرنے کے لئے اور highly skilled method کو اپنانے کے لئے جس طریقہ سے بیرون ملک وہاں کی Law Enforcement Agencies اپنی تحقیق کے دائرہ کو وسیع بنانے کے لئے investment کرتی ہیں ہم اُس طرف سے کیوں غافل ہیں، ہم investigation کے اُس اچھے اور جدید طریق کار کو کیوں نہیں اپناتے؟ آج ہمارے صوبے کے اندر جو private and personal security provide کی جاتی ہے اور آپ بات کرتے ہیں سادگی اپنانے کی، آپ بات کرتے ہیں good governance کی۔ ہمارے پچھلے بجٹ کے اندر private and personal security کے لئے 22 کروڑ روپیہ کی allocation کی گئی تھی اور اس بجٹ میں اس security کو بڑھا کر 25/24 کروڑ روپیہ کے قریب کیا گیا ہے تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان VIP's کی security اتنی ہی زیادہ ضروری ہے؟ غریب عوام کے پیسوں سے جنہیں تنخواہیں دی جاتی ہیں تو اُن کے ذریعے law and order کی بہتری کے لئے کوئی کوشش کیوں نہیں کی جا سکتی؟ میں اسی حوالہ سے ایک گزارش اور بھی کرنا چاہوں گا کہ Chief Minister نے جو ماڈل تھانوں کا concept پیش کیا ہے اُن ماڈل تھانوں کی کوئی ایک آدھ ایسی مثال پیش کی جائے جس سے یہ بات ثابت ہو سکے کہ واقعی وہاں پر جدید

طریق کار کے تحت investigation کو موثر بنانے کے لئے پنجاب کے اندر ایک example set کی گئی ہے۔ معذرت کے ساتھ آج بھی کہنا پڑتا ہے کہ ہماری چوکیوں اور تھانوں کے اندر پولیس گشت کے لئے جو گاڑیاں استعمال کرتی ہے اُن کے ڈیزل کے پیسے بھی وہاں کے مخیر اور سفید پوش لوگوں سے نکلوائے جاتے ہیں تو میں صرف اس لئے بات کرتا ہوں کہ اگر ہم اتنا پیسا پولیس کے محکمہ کو دے رہے ہیں تو proper check and balance کا نظام بھی ہونا چاہئے۔ آج ہماری پولیس کے اوپر check and balance کا نظام نہ ہونے کی وجہ سے وہ تمام رقم جو اس محکمہ کو دی جارہی ہے وہ نیچے تک نہیں جا رہی لہذا گزارش ہے کہ اس کے صحیح استعمال کے لئے اور اس پر ایک proper check and balance رکھنے کے لئے ایک ایسا mechanism بنایا جائے جس سے سستے اور اچھے انصاف کی صورت کو یقینی بنایا جاسکے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: اب اس کٹ موشن پر کون صاحب بولنا چاہیں گے ؟۔۔۔جی، جناب محمد سبطین خان!

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! زیر بحث کٹ موشن پر بہت مفصل گفتگو ہو چکی ہے میں صرف اتنی سی گزارش کرنا چاہوں گا کہ پولیس ہماری سٹیٹ کا بہت اہم ادارہ ہے اور لوگوں کی جان و مال کا تحفظ پولیس کے اوّلین فرائض میں شامل ہے۔ پولیس کافی سارے different departments میں بٹی ہوئی ہے جس طرح Operation, Investigation, CID, Special Branch, Highway Police, Motorway Police and Elite Force ہے تو میں زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ پولیس کے یہ سارے different departments اپنے اختیارات میں رہتے ہوئے کام کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ خوشحال پنجاب اور خوشحال پاکستان ہوگا۔ پولیس جب اپنی duties honestly نبھائے گی تو عام آدمی کو ریلیف ملے گا، عام آدمی کو ریلیف ملے گا تو میرے خیال میں state کی یہی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی گزارش کرنا چاہوں گا کہ ہمارا ایک بہت اہم ادارہ ہے جس کو Forensic Lab کا نام دیا جاتا ہے، جس کا ذکر نہیں ہوا۔ میں یہ چاہوں گا کہ پولیس کی مدد کے لئے ہمیں Forensic Lab کے نظام کو بہتر کرنا چاہئے تاکہ تفتیش میں پولیس کو آسانیاں پیدا ہوں اور عام بندے کو ریلیف ملے۔

جناب سپیکر! میں ایک اور گزارش کروں گا کہ ہماری مصالحتی کمیٹیاں ہوا کرتی تھیں اور ایک پنچایتی نظام بھی ہے جو کہ operational نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے گورنمنٹ کو یہ تجویز دینا چاہوں گا کہ اگر پنچایتی نظام اور مصالحتی کمیٹیوں کو تھانہ level پر active کریں تو میں آپ کو یقین دلاتا

ہوں اور گارنٹی سے یہ بات کرتا ہوں کہ انشاء اللہ بہت بہتری آئے گی۔اس طرح پولیس efficiently کام کرے گی جس میں civil society کے لوگ بھی ان کی مدد کریں گے۔آپ اچھے لوگوں کو پنچایت اور مصالحتی کمیٹیوں میں لائیں اس سے انشاء اللہ ہم بشرط زندگی اگلے سال بہتری دیکھیں گے۔اگر آپ اس کو implement کرتے ہیں تو انشاء اللہ بڑی مثبت تبدیلی آئے گی اور جرائم کی شرح کم ہو گی۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے تو implement نہیں کرنا۔

جناب محمد سبطین خان: جناب والا!آپ کی وساطت سے میری حکومتی بنچوں سے گزارش ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ ان تجاویز پر عمل کریں گے کیونکہ حکومتی بنچ ہوں یا اپوزیشن بنچ ہوں ہمارا مدعا ایک ہی ہے کہ عام آدمی کو ریلیف ملے۔اس میں خدانخواستہ اپوزیشن credit لینا چاہتی ہے اور نہ حکومت credit لینا چاہتی ہے۔ہم صرف عام آدمی کو ریلیف دینا چاہتے ہیں۔آپ کی وساطت سے اگر میری ان تجاویز پر حکومتی وزراء عمل کریں۔۔۔

MR SPEAKER: It should be a joint venture.

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میری بالکل یہی گزارش ہے۔میں رانا ثناء اللہ صاحب کو بھی یہی درخواست کروں گا کہ آپ ان بنچوں پر بیٹھ کر ہمیں بڑے اچھے لگ رہے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپ خوبصورت اِدھر لگتے تھے۔اس کے ساتھ ہی میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا۔مہربانی۔

جناب سپیکر: آپ ایسی بددعا تو نہ دیں۔آپ کی مہربانی۔محترمہ نبیلہ حاکم علی خان!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! یہاں پر بہت سیر حاصل گفتگو ہو چکی ہے لیکن میں بھی اس cut motion کو endorse کرتے ہوئے مختصراً صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ عرصہ دراز سے پولیس کی کارکردگی ہم سب کے سامنے ایک سوالیہ نشان بنی ہوئی ہے۔اس کے پیچھے کیا وجوہات ہیں یہاں پر بیٹھا ہر بندہ بخوبی اس سے آگاہ ہے۔ اس میں سب سے اہم چیز سیاستدانوں کی involvement ہے۔پولیس کی کارکردگی پر جب بھی کبھی check ہوتا ہے،ان کی کسی irregularity یا negligence of duty پر کوئی بات آتی ہے، کوئی معطلی ہوتی ہے تو سب سے بڑا سفارشی کون ہوتا ہے وہ ایک سیاستدان ہوتا ہے۔اس لئے اس ایوان کے پلیٹ فارم پر میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ خدارا سب سے پہلے ہمیں اپنے رویّوں کو بدلنا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جب تک ہم اپنے روّیوں کو نہیں بدلیں گے ہم کبھی بھی پولیس سے اچھی توقع نہیں کر سکتے۔اسی طرح ایک اور معاملہ جب بھی پولیس کی بھرتیوں کا ہوتا ہے تو عوام کی دوڑیں کہاں لگتی ہیں تو وہ ایم پی ایز اور ایم این ایز کی طرف لگتی ہیں۔یہ سالہا سال سے routine بنی ہوئی ہے۔میں اس ایوان میں جناب سے یہ بھی گزارش کروں گی کہ اس طرح کی تمام چیزوں کو condemn کیا جائے اور جب تک ہم خود condemn نہیں کریں گے تو کوئی نہیں کر سکے گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں پچھلے کچھ عرصہ میں آرام ہی رہا ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! پولیس کی کارکردگی کو check کرنے کے لئے پولیس آرڈر 2002 میں ایک طریق کار وضع کیا گیا تھا۔میں بطور چیئرپرسن سیفٹی کمیشن کام کرتی رہی ہوں۔میرا خیال ہے کہ وہ بہت اچھا ادارہ تھا۔پولیس کی بے لگامی کے لئے اگر آپ کوئی check and balance کا نظام رکھ سکتے ہیں تو وہ ایک خود مختار ادارے کا قیام ہے۔میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے یہ گزارش کرنا چاہوں گی کہ جب ہم joint venture کی بات کرتے ہیں تو ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ ہماری عوام کی بھلائی کس طرح سے ممکن ہو سکتی ہے، کس طرح ممکن بنائی جا سکتی ہے اور کس طرح سے انصاف کے تقاضوں کو پورا کیا جا سکتا ہے۔میں بطور ایڈووکیٹ خود روز عدالتوں میں پیش ہوتی ہوں اور جس طرح سے ہم انصاف کی دھجیاں اڑتے ہوئے دیکھ رہے ہیں، قانون کی دھجیاں اڑتے ہوئے دیکھ رہے ہیں اس کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ پولیس پر check and balance ہونا چاہئے اور اس کے لئے خود مختار ادارہ ہونا چاہئے جس کے پاس تمام اختیارات بھی ہوں۔ہمارے یہاں implementation سب سے بڑا مسئلہ ہے۔انشاء اللہ اگر موقع ملا تو کوئی Bill بھی لے کر آئیں گے۔میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گی کہ ایک آرڈیننس بن جاتا ہے، قانون بن جاتا ہے لیکن رولز وہی پرانے چلے آتے ہیں اس لئے بہت سارے رولز کو بھی amend کرنے کی ضرورت ہے۔میں شروع میں بھی یہ بات کہہ چکی ہوں کہ جہاں ہمیں اپنے روّیوں کو بہتر کرنا ہے وہیں پر rules میں بھی amendments لانا ضروری ہیں۔یہ ایوان پولیس کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے ایسی بہت ساری قانون سازی کر سکتا ہے۔اس بہتری کے لئے صرف اپوزیشن کی جانب سے تجاویز نہیں آنی چاہئیں، ایسا کیوں ہے کہ جب بھی کوئی اچھی بات ہو تو وہ اپوزیشن کی طرف سے ہو۔ہم سب کو اچھی بات کے لئے اکٹھا رہنا چاہئے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ اپوزیشن کے معزز ممبران اس cut motion کے ذریعے پولیس کی کارکردگی کو زیر بحث لائے ہیں۔ میں اس خیال سے کہ دوسری بھی انتہائی اہم cut motions ہیں اور ان پر بھی اپوزیشن کے ممبران نے اپنی تجاویز دینی ہیں اس لئے میں اپنی بات کو مختصر رکھوں گا۔ انہوں نے جو تجاویز دی اور باتیں کی ہیں وہ میں نے سب کی سب note down کی ہیں، صرف چند چیزیں جن کی طرف انہوں نے توجہ مبذول کرائی ہے میں ان کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر! اپوزیشن کی طرف سے معزز ممبران نے پولیس میں induction یعنی بھرتی کے متعلق بات کی ہے کہ پولیس میں بھرتی میرٹ پر ہونی چاہئے۔ میں اس سلسلہ میں یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ پولیس میں پچھلے پانچ سال سے یعنی اس دور سے پہلے پاکستان مسلم لیگ (ن) کا دور تھا اس میں تمام کی تمام بھرتی کانسٹیبل سے لے کر اوپر تک میرٹ پر ہوئی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ کے علم میں ہے کہ کبھی کسی زمانے میں کانسٹیبل اتنے لاکھ میں اور ASI اتنے لاکھ میں بھرتی ہوتے رہے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے اپوزیشن سے یہ share کروں گا کہ ASI کی بھرتی پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہوئی ہے۔ ہم اس مرتبہ پولیس کے سسٹم میں comprehensive reforms کرنے جا رہے ہیں کیونکہ پولیس Criminal Justice System کا اختتام نہیں بلکہ اس کا آغاز ہے اس کے بعد prosecution, trial, judiciary اور پھر jail ہے تو جب تک Criminal Justice System پورے کا پورا reform نہیں ہو گا اس وقت تک صرف پولیس پر توجہ دینے سے یا پولیس کو موردِ الزام ٹھہرانا کہ اس کی وجہ سے امن وامان کی صورتحال درست نہیں ہے تو یہ مناسب نہیں ہے۔ ہمارا جو comprehensive reforms کا ایجنڈا ہے اس میں We are going to make broad amendments in CRPC and in Evidence Act اور پولیس میں نئے لوگوں کو لانے کے لئے اِس وقت 708 کے قریب پولیس سٹیشن ہیں۔ ہمارا یہ بھی پروگرام ہے کہ ہم کم از کم اس تعداد سے ڈبل پڑھے لکھے نوجوانوں کو in the rank of Sub Inspector پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پولیس میں بھرتی کریں جن کو بہترین ٹریننگ دیں، اس کے بعد فرانزک لیبارٹری میں train کریں، انوسٹی گیشن کے whole culture کو change کریں اور اس مقصد کے لئے یہ فیصلہ ہو چکا ہے جس کے اوپر اب عملدرآمد ہو گا۔ یہاں پر غالباً ڈاکٹر وسیم صاحب نے بات کی کہ ہمارا انوسٹی گیشن کا سسٹم وہی ہے کہ پہلے ملزم کو پکڑو، اُس پر تشدد کرو

اوراس کے بعد evidence collect کر کے اُس کے خلاف مقدمہ بنایا جائے۔اس ضرورت کا احساس آج سے تقریباً چار سال پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے کیا جس کے لئے ہم نے لاہور میں فرانزک لیبارٹری کے قیام کے لئے کوشش شروع کی اور اِس وقت تقریباً ساڑھے تین ارب روپے کی لاگت سے فرانزک لیبارٹری معرضِ وجود میں آ چکی ہے جو پچھلے چھ ماہ سے functional ہے۔اس مالی سال میں اپوزیشن لیڈر نے جب اپنی تقریر فرمائی تھی تو انہوں نے اس بات پر غالباً question بھی raise کیا تھا کہ 66 کروڑ روپے کی رقم فرانزک لیبارٹری کے لئے کیوں رکھی جا رہی ہے؟ یہ رقم اس لئے رکھی جا رہی ہے کہ اس سال فرانزک لیبارٹری پوری طرح سے operative ہو گی جو largest in Asia and second largest in world ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اِس وقت crime scene کو detection کرنے کے لئے اور criminals کو پکڑنے کے لئے دنیا میں اگر کوئی advance ترین لیبارٹری ہے تو وہ یہاں لاہور میں پنجاب فرانزک لیبارٹری ہے۔اس فرانزک لیبارٹری کے پوری طرح سے functional ہونے کے بعد یہ نہ صرف پنجاب بلکہ پورے پاکستان کی ضروریات کو پورا کرے گی۔ میں crime scene کے حوالے سے بتاتا ہوں کہ مثال کے طور پر ڈکیتی ہوئی ہے، قتل ہوا ہے یا کوئی بھی واقعہ ہوا ہے جیسے ڈیرہ غازی خان میں خواتین کے ساتھ زیادتی کا واقعہ ہوا تھا جس میں یہ معلوم نہیں ہو پا رہا تھا کہ کون لوگ ملزم ہیں لیکن جب وہاں سے مواد لیبارٹری بھیجا گیا تو صحیح ملزمان کو locate اور find out کرتے ہوئے چالان ہوا۔ فرانزک لیبارٹری جب crime scene کو visit کرے گی تو اُس کے بعد تقریباً چودہ قسم کی evidences ہیں جو اُس crime scene سے حاصل ہونے والے مواد کی مدد سے criminals کو identify کریں گی اور اُس identification کا عمل اتنا strong ہو گا جس کے متعلق مجھے ڈائریکٹر جنرل لیب بتا رہے تھے کہ یہ ایک technique ہے اور انسان نے ان چیزوں کو dig out کیا ہے حالانکہ finger print جیسی تمام چیزیں ہمیشہ سے موجود تھیں لیکن ڈی جی لیب کہتے ہیں کہ ہم جس آدمی کو find out کریں گے وہ کروڑوں اور اربوں انسانوں میں وہی ہو گا، کوئی دوسرا نہیں ہو گا۔ ہم اس سسٹم کو ضلعی سطح پر لے کر جائیں گے اور ہم جو نئے لوگ بھرتی کر رہے ہیں وہ بطور انچارج انوسٹی گیشن اور بطور انچارج SHO تھانوں میں لگیں گے جو اس سسٹم سے پوری طرح آگاہ ہوں گے۔اس کے بعد انوسٹی گیشن کے اس سسٹم کے طور پر کہ ملزم کو پکڑو اور ماسوائے اس بات کے کہ اُس کو مارنے یا اس کا اقبالی بیان کروانے کے کوئی اور طریقہ نہیں ہے بلکہ یہ فرسودہ طریق کار بالکل ختم ہو جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!یہاں پر اپوزیشن کے ایک ممبر غالباً جناب صدیق خان صاحب نے یہ بات بھی کی کہ انوسٹی گیشن کا نظام بڑا غلط ہے کہ جس پولیس افسر کے پاس انوسٹی گیشن چلی جاتی ہے وہی ہر چیز کو مکمل کرنے پر قادر ہوتا ہے اور وہ change نہیں ہوتی۔ پولیس ایکٹ میں یہ کوتاہی تھی اور اس کی approval ہو گئی ہے۔ پولیس ایکٹ میں انوسٹی گیشن کا پورا ایک chapter ہے جس کو altogether change کرنے کے لئے اسی اجلاس میں ہم انشاء اللہ تعالیٰ Bill لائیں گے یا اجلاس کے بعد آرڈیننس نافذ کر دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، پولیس آرڈر 2002 ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہم پولیس آرڈر 2002 میں through Ordinance or Bill within next two weeks amendments لا رہے ہیں جس میں انوسٹی گیشن کا معاملہ پوری طرح سے حل ہو جائے گا۔ اسی طرح بعض معزز ممبران نے CCTV کیمروں کے حوالے سے بات کی ہے تو یہ درست ہے کہ اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ چوک میں ایک کانسٹیبل ڈنڈا یا بندوق لے کر کھڑا ہو اور وہ پورے محلے کو اس طریقے سے کنٹرول کرے۔ اب CCTV کیمرے کا دَور ہے۔۔۔

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں مزید مختصر کرتے ہوئے صرف تین باتیں جو اپوزیشن کی طرف سے کی گئی ہیں اُن کی مختصراً وضاحت کروں گا۔ registration of FIRs کے بارے میں دو تین معزز ممبران نے بات کی ہے جس کے متعلق میں عرض کروں گا کہ FIRs کی رجسٹریشن کے طریق کار کو ہم تبدیل کرنے جا رہے ہیں اور اس کا طریق کار ایسا بنایا جائے گا کہ جو آدمی complaint لے کر تھانے جائے گا اُس کے لئے باقاعدہ ہم ایک سسٹم evolve کریں گے کہ اُس کو track کیا جا سکے تاکہ پتا چل سکے کہ اُس آدمی کے complaint کرنے کے بعد کتنی دیر تک پولیس کی طرف سے response نہیں آیا یا اُس میں کتنا delay ہوا ہے؟

جناب سپیکر! اسی طرح یہاں پر police encounters کی بات ہوئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ police encounters میں پولیس کے جوان اور افسران بھی شہید ہوئے ہیں۔ الیکشن سے

پہلے اپوزیشن نے اس بات پر بڑا شور کیا، میڈیا میں بھی بعض حلقوں کے متعلق negative انداز میں بات آگے بڑھانے کی کوشش کی گئی لیکن اُس وقت بھی ہمارا یہ دعویٰ تھا اور آج بھی ہم اس میں سُرخرو ہیں کہ پنجاب میں کوئی police encounter اس بنیاد پر نہیں ہوا کہ کسی پولیس افسر نے اپنی ذاتی ہوس یا ذاتی عناد کی بنیاد پر کسی کو نشانہ بنایا ہو یا پنجاب میں کسی بھی encounter کے پیچھے کوئی political consideration ہو۔ اگر کوئی ایسی بات ہوتی تو اس الیکشن میں ہر چیز سامنے آ جاتی۔ Police encounters میں ایسے ایسے گینگ جیسے شیخوپورہ میں سالار بھٹیاں کا گینگ تھا جنہوں نے اُس پورے علاقے میں ایسی تباہی مچائی ہوئی تھی کہ ہر چوتھے دن کسی نہ کسی کا اغواء برائے تاوان کرتے تھے اور تاوان حاصل کرنے کے بعد اُس آدمی کو رہا کرتے تھے۔ اُن کی اتنی دہشت تھی کہ لوگ اُن کے خلاف مقدمہ درج کروانے سے بھی گھبراتے تھے لیکن مجھے افسوس ہے کہ یہاں یہ کہا گیا کہ police encounter میں ماؤں کے لختِ جگر اُن سے چھینے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ لختِ جگر جن کے خلاف 23/23 اغواء، ریپ اور ڈکیتی کے مقدمات ہیں اُن لختِ جگروں کو چاہئے کہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ وہ بے گناہ ہیں تو اپنے آپ کو عدالت میں پیش کریں اور قانون کا shelter لیتے ہوئے قانون کے سامنے خود کو پیش کریں تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی ان تک دسترس کرے گا لیکن اگر کوئی آدمی قانون کو defy بھی کرے اور ڈکیتیوں کی ایک لمبی داستان اس کے ساتھ attach ہو اور پھر وہ یہ کہے کہ پولیس میرے نزدیک نہ آئے تو ایسے پولیس افسروں کے خلاف پنجاب حکومت سخت action لے گی جن کے اضلاع میں ایسے اشتہاری ہیں جو کہ ڈکیتی اور قتل کے مقدمات میں ملوث ہیں اور پولیس ان کے پیچھے نہیں جا رہی۔ یہاں پر اشتہاریوں کی تعداد کی بات بھی ہوئی کہ 52 ہزار اور اتنے ہزار اشتہاری ہیں تو میں یہاں پر وہ figures پیش نہیں کرنا چاہتا۔ اگر 52 یا 53 ہزار ایک سال کا figure ہے تو جو پکڑے جاتے ہیں ان کا figure بھی 64 ہزار یا 65 ہزار ہے۔ دراصل اس میں وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جو چھوٹے چھوٹے مقدمات میں عدالتی طور پر اشتہاری ہو جاتے ہیں اور بعد میں بعض اوقات کارکردگی دکھانے کے لئے اشتہاری قرار دلوا کر انہیں پکڑا جاتا ہے لیکن اس میں یہ ہے کہ وہ لوگ جو ڈکیتی اور قتل میں اشتہاری تھے، ان کے خلاف بھرپور کارروائی کی گئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ پولیس کو اس بات کے اوپر پوری طرح سے force کیا جائے گا کہ اس قسم کے جو outlaw ہیں وہ ان کے پیچھے جائے، انہیں گرفتار کرے اور اگر وہ resist کریں تو انہیں جہنم واصل کرے۔

جناب سپیکر!V.V.I.Pسکیورٹی کی بات ہوئی ہے اور ایک دو دوستوں نے کچھ figures بھی count کئے ہیں۔ دراصل یہ تعداد کسی فرد واحد کے لئے نہیں ہے۔V.V.I.Pسکیورٹی ایک wing ہے اور وہwingان تمام لوگوں کو سکیورٹی دینے کا پابند ہے جنہیںterrorist attack کا خطرہ ہے اور جہاں تک کسی بھی اعلیٰ شخصیت، حکومتی شخصیت یا کسی عدالتی شخصیت کے اہل خانہ کو سکیورٹی دینے کی بات ہے تو شہباز تاثیر کے اغواء کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس بات کو afford نہیں کر سکتے کیونکہ جس ملک میں اس قسم کے خطرات موجود ہوں تو اسی کے حساب سے معاملات کو دیکھنا پڑتا ہے۔ اس میں سب سیاستدان نہیں ہیں یہ ایک بڑا غلط تاثر ہے کہ سیاستدانوں کو سکیورٹی فراہم کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بہت سے علمائے کرام بھی ایسے ہیں جنہیں ان خطرات کے مطابق سکیورٹی دی گئی ہے۔ ایک صاحب میرے شہر کے تھے وہ ہمارے خلاف تھے اور میرے ہی شہر میں کم از کم 40 ایلیٹ اور پولیس کے security personnel کو لے کر گارڈ کے طور پر گھومتے تھے۔ سارا دن وہ میرے خلاف گالیاں دیتے اور بات بھی کرتے تھے لیکن ہم نے کبھی بھی ان کی سکیورٹی کو ہٹانا تو کیا کم بھی کرنے کا نہیں سوچا کیونکہ انہیں واقعی مذہبی فرقہ واریت کی وجہ سے خطرہ تھا اس لئے حکومت کی ذمہ داری تھی کہ انہیں سکیورٹی دی جائے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ بات معزز ممبران اپوزیشن سے share کرنا چاہوں گا کہ پولیس کا بجٹ پچھلے سال 64۔ارب 52 کروڑ روپے اور اس سال 70۔ارب 13 کروڑ روپے کے قریب ہے۔ 70۔ارب روپے کے پولیس بجٹ میں 61۔ارب 27 کروڑ روپے تو صرف تنخواہوں کا ہے اور تقریبا 5.5۔ارب روپے کے P.O.L charges ہیں۔ اس کے علاوہ یوٹیلٹی بلز ہیں، یونیفارم کا خرچہ ہے۔ اس کے بعد آپ دیکھ لیں کہ اس پولیس کو اسلحہ سے لیس کرنے کے لئے، گاڑیاں خرید کر دینے کے لئے، وائرلیس سیٹ خرید کر دینے کے لئے، بلٹ پروف جیکٹس خرید کر دینے کے لئے اور advance technique کی وہ دوسری چیزیں جن کی آپ نے بات کی تو پھر اس 70۔ارب روپے میں سے کیا باقی بچتا ہے۔ بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ پولیس کی موجودہ کارکردگی کو مزید بہتر بنانے کے لئے زیادہ نہیں ہے بلکہ کم ہے۔ اسے اپوزیشن سے تمام پروگرام کو share کرنے کے بعد ہم پولیس کی جو بھی ضروریات ہیں،C.C.T.V کیمرے، بلٹ پروف جیکٹس اور گاڑیوں کے حوالے سے ہو تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ پوری کریں گے اور comprehensive reforms کرنے کے بعد تھانہ کلچر کو ختم کرنے کا جو وعدہ اپنی پہلی speech میں وزیر اعلیٰ خادم پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے کیا ہے،

انشاء اللہ تعالیٰ اس سال میں پورا کریں گے اس لئے میری آپ سے استدعا ہے کہ کٹوتی کی اس تحریک کو خارج کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"70۔ارب 51کروڑ 53لاکھ 33ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر P.C-21013پولیس کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 70۔ارب 51کروڑ 53لاکھ 33ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21015

جناب سپیکر:اب مطالبہ زر نمبر PC-21015 تعلیم ہے۔جی،وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 38۔ارب 31کروڑ 49لاکھ 45ہزار روپے سے زیادہ نہ ہے، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

جناب سپیکر:یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 38۔ارب 31کروڑ 49لاکھ 45ہزار روپے سے زیادہ نہ ہے، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014کو ختم ہونے

والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات
کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! اس کو کوئی oppose کرے گا؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! I oppose it

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر P.C-21015 میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل معزز ممبران کی طرف سے موصول ہوئی ہے میاں محمود الرشید، ملک تیمور مسعود، راجہ راشد حفیظ، جناب محمد عارف عباسی، محترمہ سعیدہ سہیل رانا، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب محمد سبطین خان، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان، ڈاکٹر مراد راس، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، محترمہ ناہید نعیم، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب عبدالمجید خان نیازی، چودھری مونس الٰہی، سردار وقاص حسن مؤکل، جناب محمد صدیق خان، جناب محمد آصف، جناب اعجاز احمد خان، جناب اعجاز حسین بخاری، ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ، جناب احمد خان بھچر، میاں محمد اسلم اقبال، محترمہ راحیلہ انور، جناب مسعود شفقت، جناب جاوید اختر، محترمہ شُنیلہ رُوت، خان محمد جہانزیب خان کھچی، میاں ممتاز احمد مہاروی، محترمہ ثمینہ خاور حیات، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار محمد آصف نکئی، محترمہ باسمہ چودھری، جناب احمد شاہ کھگہ، ڈاکٹر محمد افضل، قاضی احمد سعید، خواجہ محمد نظام المحمود، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، رئیس ابراہیم خلیل احمد، محترمہ فائزہ احمد ملک اور ڈاکٹر سید وسیم اختر! جی، میاں صاحب! اس کو کون oppose کرے گا؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"38۔ ارب 31 کروڑ 49 لاکھ 45 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-21015 "تعلیم" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"38۔ ارب 31 کروڑ 49 لاکھ 45 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-21015 "تعلیم" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔

وزیر تعلیم (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! I oppose it

جناب سپیکر: اس کو oppose کر دیا گیا ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: شکریہ۔جناب سپیکر!آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو بھی میں یہاں بات کروں گا وہ exact figures کے ساتھ کروں گا۔سب سے پہلے تو میں حکومت کو اس بات پر مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ اس نے تعلیم پر بجٹ 79.5 بلین سے بڑھا کر 89.12 بلین کر دیا جائے۔ مگر اس میں ہمیں دیکھنا پڑے گا کہ کتنی چیزوں میں کمی آئی اور کن چیزوں کے ساتھ problem create ہوئیں۔ان میں ہمیں allocation of resources دیکھنا پڑیں گی۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ alternate کوئی تجویز دیں جس کو حکومت اپنائے۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!میں تجویز دینے لگا ہوں لیکن جب تک ان مسائل کو بتایا نہیں جائے گا کہ exactly problems ہیں کیا اس وقت تک پتا نہیں چلے گا۔جب تک میں بھی ان نمبروں کی detail میں نہیں گیا تھا اس وقت تک مجھے بھی پتا نہیں چل سکا کہ کتنی problems ہیں۔ میں یہاں کچھ figures دیتا ہوں۔4 سے 9 سال کی عمر کے 28 فیصد بچے سکولوں سے باہر ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ باتیں نوٹ کی جائیں کیونکہ یہ 13-2012 کے exact figures ہیں۔5تا16 سال کی عمر کے سکول نہ جانے والے بچوں کی تعداد 9.3 ملین ہے۔ ساڑھے 12 فیصد پرائمری سکولوں میں پینے کا پانی نہیں ہے۔ میں صاف پانی کی بات نہیں کر رہا ہوں یہ پینے کا پانی ہے جو موجود نہیں ہے۔42 فیصد پرائمری سکولوں میں بجلی نہیں ہے۔ یہ 42 فیصد سکول کتنے بنتے ہیں میں ان کی exact figures بتانا چاہوں گا کہ وہ 19621 بنتے ہیں۔ 18 فیصد پرائمری سکولوں میں بیت الخلاء نہیں ہے اس کے exact figures 8646 ہیں۔ یہ وہ نمبر ہیں جو عام پبلک میں باہر نہیں آتے۔18.9 فیصد پرائمری سکولوں میں چار دیواری نہیں ہے۔1501 سکول ایسے ہیں جن کی بلڈنگیں خطرناک ہیں جن میں بچوں کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ان چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے پچھلے سال 20 فیصد بجٹ کو استعمال نہیں کیا گیا، وہ کیوں نہیں کیا گیا؟ یہ بتایا نہیں گیا۔ تعلیم کا بجٹ صرف 80 فیصد استعمال کیا گیا ہے یہ اگر

20 فیصد استعمال کیا جاتا تو شاید وہ مشکلات جو میں نے ابھی بتائی ہیں ان میں کمی آسکتی۔

جناب سپیکر!اس سے اگلا point جو میں لے کر آنا چاہتا ہوں وہ سکول ایجوکیشن کے بارے میں ہے۔13-2012 میں سکول ایجوکیشن کا بجٹ 15.5 بلین approve ہوا۔اس میں سے سب

سے حیران کن چیز یہ ہے کہ صرف 1.07استعمال کیا گیا اور ان کی دو وجوہات ہیں۔ ایک تو فنانس ڈیپارٹمنٹ نے ان کو بروقت release نہیں کیااور دوسری وجہ یہ ہے کہ جو آپ کے وہاں ذمہ دار تھے ان میں اتنی اہلیت ہی نہیں تھی کہ وہ اس فنڈز کو استعمال کر سکتے۔15.5 بلین کے فنڈ میں سے صرف 1.7 کو استعمال کیا گیا۔ سکولوں کے جو حالات میں نے بتائے ہیں وہ انہی وجہ سے ہیں کہ فنڈز کو allocate تو کر دیا جاتا ہے لیکن انہیں استعمال نہیں کیا جاتا۔اگلا point یہ ہے کہ سال2012-13 میں implementation کی speed اتنی slow تھی کہ پہلے پانچ مہینے کے اندر جو کام مکمل کیا گیا وہ 0.2 فیصد تھا۔ میں ایک یا آدھے فیصد کی بات نہیں کر رہا ہوں، یہ 0.2 فیصد تھا۔ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کی طرف جائیں تو لاہور اور فیصل آباد نے پورے پنجاب کا 9 فیصد بجٹ استعمال کیا باقی 7 ضلعوں میں 29 فیصد بجٹ استعمال کیا گیا۔ یہ کل 40 فیصد بجٹ 9 ضلعوں میں استعمال کیا ہے اور باقی ضلعوں کا کیا بنا ہو گا؟ یہ ضلعوں میں equal distribution نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ equal distribution نہ بھی ہو کیونکہ کئی جگہوں پر زیادہ سکول ہوتے ہیں جو اربن ایریا ہیں وہاں زیادہ سکول ہوتے ہیں وہاں زیادہ فنڈز چاہئے ہوتے ہیں مگر اتنی زیادہ ناانصافی نہیں ہونی چاہئے کہ صرف 9 اضلاع 40 فیصد بجٹ استعمال کر رہے ہیں اور باقی اضلاع کے لئے 60 فیصد بجٹ چھوڑ دیا گیا ہے۔ 18 ایسی سکیموں پر کام کیا گیا جنہیں اس ایوان نے کبھی پاس ہی نہیں کیا۔ان میں سے چار سکیمیں سکولز ایجوکیشن کی تھیں ان پر 1325 ملین لگا ہے۔ 14 سکیمیں ہائر ایجوکیشن کی تھیں جن پر 433 ملین لگا ہے۔ 2012-13 کے اندر 53 سکیمیں سکولز ایجوکیشن اور 55 سکیمیں ہائر ایجوکیشن کی approve کی گئی تھیں۔ سال 2012-13 کے بجٹ کے اندر ان کے لئے کچھ کرنے کے لئے ایک روپیہ بھی نہیں رکھا گیا۔ 108 سکیموں کو مکمل کرنے کے لئے اس سال اور اگلے سال 2013-14 کے بجٹ میں کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ مراد راس صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: میں آپ کو بڑی حیران کن بات بتاتا ہوں جو میں نے 2012-13 کے بجٹ کے اندر پڑھی اور میرے لئے بڑی پریشان کن تھی کہ merit based بجٹ کے لئے 50 ملین روپے رکھے گئے۔ اگر آپ بجٹ کے اکاؤنٹس اور کتابیں دیکھیں تو ایک روپیہ بھی اس میں استعمال نہیں کیا گیا اور ان چیزوں پر advertisement اتنی کی جاتی ہے کہ ہم سٹوڈنٹس کو سکالر شپ دے رہے ہیں، یہ کر رہے ہیں اور وہ کر رہے ہیں۔ اس کے لئے 50 ملین روپیہ رکھا گیا اور اس میں سے ایک روپیہ خرچ نہیں کیا گیا

اب اس کو بڑھا کر 99.9 یعنی 100 ملین کر دیا گیا ہے۔ وہ کس طرح استعمال ہو گا؟ اس میں صرف یہ request ہے کہ ان چیزوں کو جب allocate کیا جائے تو ان کو صحیح طریقے سے استعمال بھی کیا جائے۔ کتنے بچے ایسے ہیں جن کو ان پیسوں کی ضرورت ہے، جن کو تعلیم کی مشکلات ہیں اور ان کو یہ پیسے دیئے جا سکتے ہیں کیونکہ یہ allocate کئے ہوئے ہیں اور یہ approve کئے گئے ہیں، وہ ابھی تک کیوں نہیں دیئے گئے؟ ان چیزوں کی اتنی ضرورت ہے جن پر کوئی دیکھنے کے لئے تیار نہیں ہے اور کسی نے point out نہیں کیا کہ بچوں کو یہ 50 ملین کیوں نہیں دیا گیا؟ (نعرہ ہائے تحسین)

اس بات کو دیکھا بھی نہیں کہ اس فنڈ کو استعمال کیا، نہیں کیا، کیوں نہیں کیا اور اس کو ڈبل کر دیا گیا۔ اس کے بعد میں اگلے point پر چلتا ہوں کہ P.E.A.S ایک بڑا اچھا ڈیپارٹمنٹ ہے۔ مجھے پتا ہے کہ کافی لوگوں کو پتا نہیں کہ P.E.A.S کیا ہے؟ Punjab Education Assessment System ہے۔ اس نے چوتھی کلاس کے بچوں کی پوری assessment کی۔ میں ذرا آپ کو تھوڑی سی detail بتانا چاہتا ہوں کیونکہ یہ ایک بڑا ہی اچھا ڈیپارٹمنٹ ہے جو کہ حکومت نے بنایا ہے۔ یہ assessment کرتا ہے کہ جو چیزیں students کے لئے کی جا رہی ہیں ان کا کوئی فائدہ بھی ہو رہا ہے یا نہیں۔ آپ یہ سوچیں، میں آپ کو بتاتا ہوں کہ انہوں نے چوتھی کلاس کے لئے ایک assessment کی جس میں 73 فیصد Math students، 76 فیصد اردو، 87 فیصد سائنس، باقی Social Studies students اور دیگر شعبہ کے تھے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ جب ان بچوں کا test لیا گیا تو وہ سب ان میں below average تھے۔ ہم resources اور دوسری سب چیزیں allocate کر رہے ہیں اور ہمیں P.E.A.S بتا رہا ہے کہ ان بچوں کا جو level ہے یعنی basic subject میتھ، سائنس، اردو، Social Studies میں below average ہے۔ آپ ان کو کس specialty یا کس side میں لے کر جائیں گے کیونکہ وہ تو basic education میں ہی below average ہیں۔

جناب سپیکر! پچھلے بجٹ 13-2012 کو پڑھنے پر میرے لئے ایک حیران کن چیز جاریہ اور ترقیاتی بجٹ میں بہت فرق تھا یعنی جاریہ بجٹ 134 فیصد استعمال کیا گیا تھا، کمال ہو گیا۔ پہلی دفعہ مجھے ایسا نظر آیا کہ اتنی زیادہ over efficiency دکھائی گئی کہ اس کو 134 فیصد استعمال کیا گیا۔ مجھے کوئی ایسا نمبر نظر نہیں آیا جہاں پر پورے بجٹ یا ایجوکیشن کے پورے ڈیپارٹمنٹ کے اندر اتنی over efficiency دکھائی ہو کہ 134 percent of budget was used اور آپ دوسری side پر چلے جائیں تو ترقیاتی بجٹ صرف 48 فیصد استعمال ہوا ہے۔ آپ یہ فرق دیکھیں کہ 48 فیصد جو ترقیاتی بجٹ استعمال

ہوااس کی وجہ سے وہی conditions ہیں جو کہ میں نے سب سے پہلے اپنی بات شروع کرنے پر بتائیں۔ جب ان کی وجہ سے بجٹ 48 فیصد استعمال ہوگا تو حالات ٹھیک نہیں ہوں گے اور ایجوکیشن کے حالات بہتر نہیں ہو سکیں گے۔ایک اور ادارہ P.M.I.U جو کہ Project Monitoring and Implementation Unit کے نام سے ہے یہ بھی بڑا اچھا ادارہ ہے۔2012-13 کے بجٹ میں ان کے لئے plus 7 بلین روپے کا بجٹ رکھا گیا اور اس میں سے بھی صرف 4 بلین روپے something روپے استعمال کیا گیا۔ بجٹ allocate کیوں کرتے ہیں جب اس کا پورا استعمال نہیں کرنا؟آپ پہلے ہی ملک کے حالات دیکھیں کیا ہیں۔ ہم بجٹ allocation ایسے کر دیتے ہیں جیسا کہ اس ملک کے حالات بہت successful اور زبردست ہوں۔ یہ ڈیپارٹمنٹ P.M.I.U ساری assessment کر رہا ہے، آپ کے گھوسٹ سکولوں کے اندر جو ڈیپارٹمنٹ کی evaluation اور missing facilities ہیں یہ ان کے بارے میں کام کرتے ہیں۔ہمارے sixty-four thousands سکول ہیں لیکن ایسے ڈیپارٹمنٹ کے ہوتے ہوئے اس کے بجٹ کو پورا استعمال نہیں کیا جارہا جس کی وجہ سے گھوسٹ اور دوسری قسم کے سکولوں میں ساری problems آرہی ہیں جن میں students کے لئے پورے لوازمات ہی نہیں ہیں کہ وہ وہاں جاکر تعلیم حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر!2012-13 کے بجٹ میں 500 ملین روپے سیلاب سے متاثر ہونے والے سکولوں کے لئے رکھے گئے تھے۔ ایک اور ایسا زبردست account جس میں سے ایک روپیہ بھی استعمال نہیں کیا گیا۔ایک اور بات کہ جب یہ سیلاب آیا تھا تو اس وقت 2 بلین روپے کا estimate لگایا گیا تھا کہ وہ اس پر لگیں گے لیکن اس کا پہلا حصہ 500 ملین روپے کا آیا اور استعمال ہی نہیں ہوا۔ حکومت کو یہاں پر ان چیزوں کے لئے جوابدہ ہونا پڑے گا کہ سکالرشپ فنڈز کیوں نہیں استعمال کئے جارہے؟ سیلاب کے فنڈز کیوں نہیں استعمال کئے جارہے؟اگر یہ فنڈز استعمال ہی نہیں ہوں گے تو ان جگہوں کو کس طرح بہتر کیا جائے گا؟اگر advertisement کی جارہی ہے کہ ان فنڈز کو استعمال کیا جارہا ہے تو کن accounts سے استعمال کیا جارہا ہے؟ یہ بھی سامنے آنا چاہئے کیونکہ ان چیزوں کے advertisement expense ہیں۔ ہم ہر جگہ پر بورڈ لگے ہوئے دیکھتے ہیں اور ٹی وی پر ad دیکھتے ہیں کہ ان چیزوں کا استعمال ہو رہا ہے مگر جب آپ بجٹ کے accounts دیکھیں تو اس میں zero ہیں اور use کچھ بھی نہیں ہوا اس لئے اس میں یہ بتانا بہت ضروری ہے کہ فنڈز کن accounts سے استعمال کئے جارہے ہیں؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ ٹریژری بنچوں کے لئے دانش سکول ایک بہت sensitive topic ہے۔ میں ایک چیز کہنا چاہتا ہوں کہ میں بالکل دانش سکول کے خلاف نہیں ہوں۔ دانش سکول ایک بہت اچھا project ہے لیکن ہمیں اس پر priorities دیکھنا پڑیں گی اور وہ میں آپ کو facts and figures کے ساتھ ابھی بتا دیتا ہوں۔ آپ کو یہ پہلی دفعہ facts and figures ملیں گے جو کہ دانش سکول کے regarding ہیں۔ میں بہت ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ عام پبلک کو یہ facts and figures ملتے ہی نہیں تبھی تو میں یہ facts and figures لے کر آیا ہوں تاکہ ان میں کوئی آگے پیچھے نمبر نہ ہوں۔ میں آپ کو دانش سکول کے regarding facts and figures بتاتا ہوں۔ دانش سکول کے لئے 3۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اسی 3۔ارب روپے کے اندر کیا کیا جا سکتا ہے؟ اگر ہم یہ پیسا دانش سکول پر نہ لگائیں جو کہ بہت اچھا project ہے مگر وہ اس وقت priority پر نہیں ہے۔ ہمارے جو schools currents ہیں ان میں سے 660 پرائمری سکول مڈل کی سطح تک upgrade کئے جا سکتے ہیں۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! یہ NGOs کی figures ہیں جو بتائی جا رہی ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جی، کیا کریں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

ڈاکٹر مراد راس: نہیں، نہیں۔ بتائیں کیا کریں؟ یہ NGOs کی نہیں actual figures ہیں۔ دیکھیں! آپ بھی پاکستانی ہیں، ہم بھی پاکستانی ہیں، ہمیں سب کو مل کر اپنے ملک کا خیال رکھنا ہے اس میں کوئی ٹریژری بنچوں اور اپوزیشن کی بات نہیں ہو رہی، یہ ہم سب کے لئے ہے۔ ہمارے بچوں نے پڑھنا اور آگے بڑھنا ہے، ہمارے پاکستانی بچوں، بہنوں اور بھائیوں نے پڑھنا ہے۔ میں یہ بتاؤں گا کہ جو 660 پرائمری سکولوں کی بات ہو رہی تھی وہ پرائمری سے مڈل سکول کی سطح پر لے جائے جا سکتے ہیں اور 500 مڈل سکول سیکنڈری سکول کی سطح تک upgrade کئے جا سکتے ہیں۔ دانش سکول میں ایک بچے پر ماہانہ خرچہ 16 ہزار 4 سو روپے ہے اور ایک بچہ جو عام سرکاری سکول میں پڑھتا ہے اس کا خرچہ 16 سو روپے ہے۔ آپ ذرا یہ difference دیکھیں کہ 16 ہزار 4 سو روپے دانش سکول کے اندر اور گورنمنٹ سکول کے اندر 16 سو روپے ہے۔ اگر آپ اس difference کو دیکھیں تو کتنے اور بچوں کو تعلیم دی جا سکتی ہے۔ اگر آپ اس کو 16 سو روپے سے 32 سو روپے پر لے جائیں یا آپ اس کو 5 ہزار روپے پر لے جائیں پھر بھی دیکھیں کہ کتنے اور بچوں کی ایڈیشنل تعلیم میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ ساری بات priority

کی ہے کہ priority کس چیز کی ہے؟جب تک ہم نے اپنی priorities ٹھیک نہ کیں،دانش سکول بڑا اچھا project ہے مگر دانش سکول جیسا project تب آنا چاہئے جب ہماری یہ باقی ساری ضروریات پوری ہو چکی ہوں۔ایک بلین روپے لیپ ٹاپ کے لئے رکھ دیئے گئے۔ایک بلین روپے سے وہی آپ break down per computer کریں تو دیکھیں گے کتنے بچوں کی تعلیم اس میں adjust کی جاسکتی ہے۔میں کہتا ہوں کہ لیپ ٹاپ بڑی اچھی سکیم ہے لیکن یہ سب چیزیں تب کرنی چاہیئں جب ہماری باقی چیزیں پوری ہوں یعنی جو ہماری basic requirements ہیں۔جب basic requirements پوری ہوں تو یہ سب چیزیں بڑے اچھے پروگرام ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر:Please آپ انہیں بات کرنے دیں۔آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!میں آپ کو ایک چیز بتاؤں کہ میں پنجاب کے ایک ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔یہ ایک ہفتہ پرانی بات ہے وہ جو سکول کی تصویریں مجھے دکھا رہے تھے،سکول کی conditions مجھے دکھا رہے تھے اور میں لاہور کے ارد گرد کی بات کر رہا ہوں زیادہ دور نہیں جا رہا۔ بچیاں درختوں کے سائے میں بیٹھ کر پڑھ رہی تھیں اور مجھے تصویریں اس طرح دکھائی گئیں کہ جب سایہ move کرتا تھا تو اس کے ساتھ ساتھ وہ کلاس move کر رہی تھی۔کئی سکولوں کے یہ حالات ہیں، ایجوکیشن کے یہ حالات ہیں۔آپ خود فیصلہ کریں کہ ہمیں ایجوکیشن پر کس طرح spend کرنا چاہئے؟ ان حالات میں ہم سٹوڈنٹ پر 16ہزار 4سو روپے لگائیں یا اس کو تیس چالیس ہزار روپے کا لیپ ٹاپ دیں۔جب بچوں کو ایجوکیشن دینے کے لئے چار دیواری نہیں ہے،کرسی میز نہیں ہے،لائٹ نہیں ہے،واش روم نہیں ہیں،کچھ بھی نہیں ہے،یہ treasury benches یا اپوزیشن کے issues نہیں ہیں بلکہ یہ ہم سب کے issues ہیں اس لئے یہ ہم سب کو commonly دیکھنے چاہیئں۔میں اپنا آخری point کہنا چاہتا ہوں کہ according to the Constitution, Article 25(A) پانچ سے سولہ سال کے بچوں کے لئے لازمی اور بلا معاوضہ تعلیم کی فراہمی ریاست کی ذمہ داری ہے تو I think میں نے جو ساری چیزیں کہی ہیں وہ facts and figures کے ساتھ کہی ہیں،اگر ہم نے ابھی بھی اپنی priorities ٹھیک نہ کیں،فنڈز،جس چیز کے لئے دیئے گئے ہیں ان کو صحیح جگہ پر استعمال نہ کیا اور کچھ فنڈز ہم نے extra چیزوں کے لئے رکھ دیئے ہیں جن کی ابھی ہمیں ضرورت نہیں ہے ان کو صحیح جگہ پر allocate کیا جائے۔اگر ہم نے اپنی priorities ٹھیک نہ کیں تو ہمارا ایجوکیشن سسٹم بہتر نہیں ہو

سکتااس میں reformsلانی پڑیں گی،اس میں changesلانی پڑیں گی اوراس میں سب سے ضروری چیز ہمیں اپنی prioritiesٹھیک کرنا پڑیں گی۔بہت بہت شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی،جناب محمد صدیق خان!

جناب محمد صدیق خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں اپنے بھائی کی cut motionکو اس حوالے سے endorseکرتاہوں کہ اس cut motionکی جوspirit ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے education systemکو evaluate کرنا ہے اور دیکھنا ہے کہ اس کے اثرات کس حد تک ہمارے ملک کی عوام تک پہنچ رہے ہیں؟basically 38۔ارب 31کروڑ 49لاکھ 45ہزار روپے کی رقم functionariesکی savingکے لئے رکھی گئی ہے۔اس کے علاوہotherwiseان کے expenditures ہیں۔اس cut motionمیں کمی کی جو تجویز دی گئی ہے میں اس حوالے سے عرض کروں گا کہ کچھ دن قبل میں نے اخبار میں پڑھا کہ ghost schools 70 جس پر سپریم کورٹ نے suo moto noticeکے تحت ایکشن لیا تھا اور ایک evolve mechanismکیا تھا جس میں صرف اور صرف جنوبی پنجاب کا آخری ضلع، ضلع کا نام مجھے یاد نہیں اس mechanismکے ذریعے جو earth outہوا وہ ستر ghost schools تھے۔آج بھی وہ کیس سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہے تو میں عرض کرتا چلوں کہ پھر اس بجٹ کا جو savings package ہے اور جو otherwise expenditures ہیں اس میں پچھلے سال کی نسبت اضافہ کر دیا گیا ہے اور یہ ستر سکول بند پڑے ہیں۔ اس حوالے سے cut motionمیں کمی ضروری ہے۔دوسری بات میں یہ عرض کرتا چلوں، کہتے ہیں کہ سب سے مقدم چیز Rule of Lawہے، تعلیم اور صحت اس ملک کے ہر باشندے کا ایک قانونی اور آئینی حق ہے۔اس ملک میں طبقاتی تعلیم کو رواج دیا جارہا ہے جس کی وجہ سے discriminationہو رہی ہے،ہمارے ملک کا آئین کسی جگہ پر بھی discriminationکی اجازت نہیں دیتا کیونکہ اس سے fundamental rights erodeہوتے ہیں۔ میرے فاضل ممبر نے پنجاب حکومت کے دانش سکول کی بات کی۔ میں کہتا ہوں کہ ایک طرف تو چھ ڈسٹرکٹ کے لوگوں کو یعنی چند سو لوگوں کو یہ سہولت ملے گی لیکن جو میرے گاؤں کا پرائمری سکول ہے اور جو میرے گاؤں کے بچے ہیں ان کے ساتھ کتنی زیادتی ہو رہی ہے، کیا یہ disparityنہیں ہے، کیا یہ قانون اور آئین کی violationنہیں ہے، کیا یہ discriminationنہیں ہے؟اس لئے میں عرض کروں گا کہ ایک یونیفارم تعلیمی سسٹم لانا چاہئے اور اس کے ساتھ ساتھ دوسری بات جو پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے حوالے سے 7.50 billion

rupees allocate کئے گئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ لاہور کے لوگ تو جدید تعلیم سے آراستہ ہوں گے لیکن میرے گاؤں کے بچے جہاں اس طرح کا انگلش میڈیم سکول نہیں ہے، جہاں Edexcel System نہیں ہے، Cambridge System موجود نہیں ہے، سنگھانی میں، پنڈی شہر میں، ٹیکسلا میں ان بچوں کو یہ سہولت کیوں نہیں دی جا رہی؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک بہت بڑی discrimination ہے اور Constitution کی violation ہے کیونکہ اس ملک کا ہر باشندہ اس ٹریژری سے اتنا ہی حقدار ہے جتنا کہ کوئی جنوبی پنجاب کا حق دار ہے، سنٹرل پنجاب کا حق دار ہے اور پوٹھوہار کا حق دار ہے۔ میں عرض کروں گا کہ ایک یونیفارم سسٹم لانا چاہئے، اس میں discrimination ختم کرنی چاہئے، چاہے وہ دانش سکول کی شکل میں ہو یا پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی allocation کی شکل میں ہو، میں evaluate کرتا ہوں، جیسا کہ میں نے ستر ghost schools کی بات کی، یہ good governance کے ثمرات ہیں اور یہ matter تو سپریم کورٹ میں already put up ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ کون سا ڈسٹرکٹ بتا رہے تھے، کیا آپ کو اس کا نام یاد ہے؟

جناب محمد صدیق خان: ڈسٹرکٹ تو میں ابھی نہیں بتا سکتا لیکن ایک دو دِن میں بتا دوں گا۔ میرے پاس اخبار پڑا ہے۔ Suo moto notice کے تحت یہ mechanism کس نے evolve کیا ہے؟ سپریم کورٹ نے۔ میرے خیال میں through Session Judges انہوں نے سروے کروایا ہے۔ تیسری بات ایجوکیشن سیکٹر میں political posting کے حوالے سے کروں گا، ہمارا جو curriculum یا نصاب ہے آج دنیا کی جو جدید قومیں ہیں، جنہوں نے اپنے آپ کو civilized حیثیت سے منوایا ہے ان کے پاس ایک ہی weapon تھا ایجوکیشن اور جدید ٹیکنالوجی۔ ہمارا وہی فرسودہ curriculum ہے جو ہمیں اپنے بچوں کو ہنود و یہود، جو ہمارے ابدی دشمن ہیں ان کے مقابلے میں لانے کے لئے competable نہیں ہے۔ میں عرض کروں گا کہ اس کی تبدیلی کے لئے اس بجٹ میں کوئی بھی provision موجود نہ ہے۔ تیسری بات، میں خود بھی ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے functionaries کا متاثر شخص ہوں۔ ان کو الیکشن کمیشن آف پاکستان کی طرف سے ایک ذمہ داری سونپی گئی تھی کہ آپ نے as a PO, as a APO اور جو دیگر سٹاف ہوتا ہے اس کے تحت الیکشن conduct کروانے ہیں، پاکستان کا میڈیا چاہے وہ الیکٹرانک میڈیا ہے، پریس میڈیا ہے، وکلاء کمیونٹی یا جوڈیشری ہے وہ اس الیکشن کو manipulate کرنے کا گواہ ہے۔ یہ سیاسی پوسٹنگ کے ثمرات ہیں کہ جو لوگ difference of opinion رکھتے ہیں حالانکہ کہتے ہیں کہ Divergence of opinion is

soul of democracy. تو اس ملک کے حکمران کیسے democrat ہیں کہ جو ہماری بہو، بیٹیاں ووٹ نہیں دیتیں ان کی دور دراز پوسٹنگ کر دی جاتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ان کو blackmail کیا جاتا ہے۔ ان کی شخصی آزادی ان سے چھینی جاتی ہے تو یہ political posting اسی کے ثمرات ہیں۔ انہوں نے تو صادق اور امین کا کردار ادا کرنا تھا، میرے خلاف rigging میں جو انہوں نے گھناؤنا کھیل کھیلا، میں کوئی imaginary story نہیں سنا رہا، کوئی لگی لپٹی بات نہیں کر رہا، میرے پاس ثبوت موجود ہیں Media was the observer of their dirty games and Judiciary was sitting there to look into their dirty games. اور اس کے ساتھ ساتھ وہ clock community بھی وہاں پر موجود تھی، میرے مخالفین کے ووٹ تھوڑے تھے، وہ میرے لفافے میں ڈال کر میرے مخالفین کی رزلٹ شیٹ بنا دی گئی اور جو میرے ووٹ تھے وہ میرے مخالفین کے لفافے میں ڈال دیئے گئے اور ان کی کامیابی کی رزلٹ شیٹ بھی بنا دی گئی۔ میں تو خوش قسمت تھا One of the exemplary case of the Pakistan کہ میں نے recounting کروائی اور الحمد للہ میں نے وہ الیکشن جیتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں سمجھتا ہوں کہ ایسے گھناؤنے کردار جو کہ موجودہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی functionaries ہیں، کیوں نہ ان کی تنخواہوں اور جو otherwise اخراجات ہیں ان پر cut لگایا جائے۔ یہی میری suggestions ہیں اور میں یہ اُمید رکھتا ہوں کہ ہمیں لولی پاپ نہ دیا جائے، پانچ سال گزر چکے ہیں پولیس ریفارم کی بات آئی لیکن پانچ سال میں نہیں ہوئیں اور یہ کہتے ہیں کہ اب ہم پولیس ریفارم لے کر آئیں گے۔ دیکھنا یہ ہے کہ پچھلے پانچ سالوں میں جو مظلوم تھے اُن کو اس state نے انصاف نہیں دیا۔ جتنی ڈکیتیاں اور robberies ہوئیں، جتنے لوگ اپنے آپ کو mentally insecure سمجھ رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ abduction or ransom کے جتنے cases ہیں اس میں کتنا فعال role ادا کیا گیا لیکن majority is authority بحیثیتِ پاکستانی جتنی بھی ہماری positive proposals تھیں وہ اکثریت کی بنیاد پر رد کر دی گئیں۔ حالانکہ جمہوریت میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ کون کیا کہہ رہا ہے؟ اگر میں اس صوبے کے مفاد میں بات کر رہا ہوں، اس صوبے کے عوام کے حقوق کی بات کر رہا ہوں، آئین کی بات کر رہا ہوں جس طرح کہ میں نے ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی بات کی، دانش سکول کی بات کی کہ اس سے discrimination بڑھتی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو پذیرائی ملنی

چاہئے۔ میری یہی درخواست ہے اور میں اُمید رکھوں گا کہ اگر میری گزارشات درست ہیں تو اس کو منظور فرمایا جائے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے بات کرنا چاہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب والا! جس طرح ہمارے بچوں کی جو پہلی درسگاہ ماں کی گود ہوتی ہے۔ اسی طرح کسی بھی بچے کا جو تعلیمی کیریئر ہوتا ہے اس کے لئے اس کا جو پرائمری سکول پیریڈ ہوتا ہے وہ اس کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ جب تک ہم تعلیم میں اچھی base نہیں دیتے تو آپ اس طالب علم سے اچھے results لے ہی نہیں سکتے لیکن بد قسمتی سے ہماری گورنمنٹ اور اس کے ادارے پرائمری سکول سسٹم میں ہی بُری طرح ناکام رہے ہیں۔ ہاں ہم نے improvements کی ہیں ہم نے ہائر ایجوکیشن میں improvement کی ہے۔ سات ملین بچے اس وقت بھی سکول سے باہر ہیں کیونکہ پرائمری ایجوکیشن جو کہ بنیادی تعلیم ہے وہ اُن کو available نہیں ہے۔ جن کے پاس ہے ان کا یہ عالم ہے کہ تیسری جماعت کے 49 فیصد بچے ایک حرف بھی نہیں پڑھ سکتے۔ یہ تعلیمی معیار ہے جو ہم بچوں کو primary level پر دے رہے ہیں۔ یہ ہمارے معیار کا level ہے، ہم بات کرتے ہیں آرٹیکل 25(A) کی جس میں پانچ سے لے کر سولہ سال تک کے بچے کی جو تعلیمی ذمہ داری ہے، وہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ مفت تعلیمی اخراجات برداشت کرے اور اس کو تعلیم دلوائے۔ جس تیزی سے ہم اس کی طرف جا رہے ہیں تو بین الاقوامی ایجنسیوں کا یہ خیال ہے کہ ہم 2041 تک یہ target achieve کر سکیں گے۔ ہم اپنی منزل کی طرف اتنا slow بڑھ رہے ہیں۔ جب ہم بات کرتے ہیں بڑے بڑے تعلیمی نظام کی، ہم بات کرتے ہیں، لیپ ٹاپ کی، ہم بات کرتے ہیں سولر سسٹم کی تو یہ ہم کس کو دے رہے ہیں؟ ہم ان نوجوان طلباء اور طالبات کو یہ facilities دے رہے ہیں جو ہمارے ووٹرز بھی ہیں۔ یہ بات ہمیں مدنظر رکھنی چاہئے اور اس کے لئے ہماری گورنمنٹ کی جو جماعت ہے اس کو بہت شکر گزار ہونا چاہئے پاکستان تحریک انصاف کا کہ انہوں نے نوجوانوں کی بات کی، جنہوں نے لوگوں میں شعور پیدا کیا کہ نوجوان ہی ہیں جو اس ملک کی قسمت بدل سکتے ہیں۔ اس کے بعد ہم نے نوجوانوں کا ایک جشن منانا شروع کر دیا، لیپ ٹاپ بانٹنے شروع کر دیئے، وہ تعلیم کے لئے نہیں تھے بلکہ وہ ایک سیاسی ڈرامہ تھا، سیاسی attraction تھی جو صرف نوجوانوں کے ووٹ لینے کی کوشش تھی۔ مجھے لگتا ہے کہ پرائمری سکول کو اس زمرے میں ہم بہت نظر انداز کر گئے اور پرائمری سکول میں جو بچے داخل بھی ہوتے ہیں اس میں

سے بھی 60 فیصد ایسے ہیں جو پرائمری سکول پاس کر سکتے ہیں اور 40 فیصد بچے ہم اس level پر بھی loose کر جاتے ہیں۔اس کی وجہ اساتذہ ہیں کیونکہ وہاں پر جو گورنمنٹ کے اساتذہ appoint کرتے ہیں ان کی کوئی creditability نہیں ہوتی،ان کا کوئی معیار نہیں ہوتا۔یہاں بھی دیکھا گیا ہے کہ دیہی علاقوں کے جو گورنمنٹ سکول ہیں وہاں کے اساتذہ بچوں سے جھاڑو پھروا تے ہیں، پانی بھروا تے ہیں اور گھر کے کام کرواتے ہیں۔ جو ان کا کام ہے بچوں کو تعلیم دینا اس پر عمل کرنے کی بجائے وہ وہاں پر چارپائیاں ڈال کر سوئے ہوتے ہیں۔ہمارا کوئی check and balance نہیں ہے، کوئی ہمیں دیکھنے والا نہیں ہے کہ ان اساتذہ کی progress کیا ہے، کوئی ایسا mechanism نہیں ہے کہ ہم بتا سکیں کہ ہم جو تعلیم پر invest کر رہے ہیں اس سے ہم progress کیا لے رہے ہیں اور output کیا نکل رہی ہے جو کہ بہت ضروری ہے۔آپ کروڑوں روپے لگا دیں، اربوں روپے لگا دیں لیکن اگر ہم اس کی output صحیح نہیں لے رہے ،اس کا وہ نتیجہ نہیں نکل رہا جو ہمیں ملنا چاہئے تو پھر کوئی فائدہ نہیں۔ ہم بچوں کو پڑھا تو رہے ہیں، ڈگریاں بھی مل جائیں گی خواہ دانش سکول سے ملیں یا کسی بھی سکول سے ملیں No matter کیا وہ بچے qualify کر رہے ہیں، ایک اچھے انسان بن رہے ہیں، کیا ہم انہیں ایک اچھا شہری بنا رہے ہیں، کیا ہم ان کو اس کی تعلیم دے رہے ہیں صرف ڈگری حاصل کر لینا ہی تعلیم نہیں ہوتی۔ تعلیم وہ ہوتی ہے جو آپ کے کردار کو بناتی ہے اور سنوارتی ہے۔ ہم سارا بجٹ صرف ڈگریوں اور سکولوں پر لگاتے ہیں۔ پرائمری سکول کے structure کا بھی آپ کو بتا دوں کہ یہ سکول جہاں ہماری نئی جنریشن کے وہ پودے ہیں، بیج ہیں، فصلیں ہیں جنہوں نے آگے جا کر تن آور درخت بننا ہے جس کی چھاؤں میں آپ لوگوں نے بیٹھنا ہے ان کی عمارتوں کا یہ حال ہے کہ وہاں پر مویشی بندھے ہوتے ہیں، پہلوانوں کے اکھاڑے بنے ہوئے ہیں، منشیات کے اڈے ہیں اور تمام غیر قانونی کاروبار ان سکولوں میں کیا جاتا ہے، ان کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور ان کو دیکھنے والا کوئی نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! دوسرا بڑا المیہ ایک ہمارے پاس یہ ہے کہ ہمارے سرکاری سکولوں کے جو Rules and Regulations ہیں سارے اضلاع کے لئے ایک ہیں۔اب انہوں نے مسئلے کا حل کیا نکالا؟ کافی اضلاع میں لڑکے اور لڑکیوں کے پرائمری سکول merge کر دیئے کہ یہ اکٹھے ہی پڑھیں گے لیکن ہمارا دیہاتی کلچر different ہے۔ ہمارے دیہاتی کلچر میں تو ویسے ہی بچیوں کو

سکولوں میں نہیں بھیجا جاتا اوپر سے ظلم یہ ہے کہ ہم نے ان کو لڑکوں کے ساتھ اکٹھا کر دیا۔ وہاں پر تو چودہ سال کا لڑکا بھی پڑھنے آتا ہے، بارہ سال کی لڑکی بھی آتی ہے جو ہمارے دیہاتی کلچر میں پسند نہیں کیا جاتا۔ اس طرح جو بچیاں سکول جاتی تھیں انہیں بھی گھر بٹھا لیا گیا۔ کوئی ایسا سسٹم بنایا جائے کہ دیہاتی علاقوں میں بچیوں کے لئے پرائمری سکول الگ کئے جائیں۔ وہ الگ ہوں، وہاں پر اچھے اساتذہ ہوں اور جب ہم لوگ اتنا بجٹ allocate کر رہے ہیں اور ہم اتنا بجٹ لگا رہے ہیں کہ ہم نے یہ بنا دینا ہے، وہ بنا دینا ہے، لیپ ٹاپ دینے ہیں، ہائر ایجوکیشن پر ہم زور دے رہے ہیں لیکن وہ بھی ہم ان چیزوں پر focus کر رہے ہیں اور ہمارا target یہ ہوتا ہے کہ یہ ہمارے upcoming voters ہیں۔ اس سے ہم اپنی ایک اچھی ہوا قائم کر سکتے ہیں لیکن ہمارا مقصد یہ نہیں ہونا چاہئے، ہمارا مقصد فروغ تعلیم ہونا چاہئے اور آپ کی تعلیم تب تک فروغ حاصل نہیں کر سکتی جب تک آپ کا primary department strong نہ ہو، مضبوط نہ ہو، صاف ستھرا نہ ہو اور آپ کے وہاں پر تعلیم دینے والے اچھے اساتذہ نہ ہوں۔ مجھے لگتا ہے کہ اس میں ہم تب ہی گورنمنٹ سے کروانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں اگر ہم پانچویں جماعت کے طالب علم کو بھی ووٹ کا حق دے دیں تو پھر شاید ان کی بھی قسمت جاگ جائے اور ان کے لئے گورنمنٹ سنجیدگی سے سنے۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ میں سے کوئی اور مقرر ہیں؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جی، نہیں۔

MR SPEAKER: None.

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ No Point of Order.

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب والا! آج شب برأت کا موقع ہے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ بی بی شب برأت تو کل گزر گئی ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب والا! آج ہے اور آج ہم نے روزہ بھی رکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ آپ نے روزہ رکھا ہے، بڑی اچھی بات ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب والا! مجھے ایک منٹ کے لئے بولنے کی اجازت دے دیں۔ ہماری معزز ممبر نے جو کچھ فرمایا ہے میں اس میں کچھ تو سیع کرنا چاہ رہی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔منسٹر صاحب نے جواب دینا ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب والا! صرف ایک منٹ کی بات ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم (رانا مشہود احمد خان): اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! معزز ممبران نے یہاں پر جو بات کی میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ پاکستان کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں اور خاص طور پر ایجوکیشن سیکٹر کو دیکھیں تو جتنی توجہ پچھلے پانچ سالوں میں ایجوکیشن سیکٹر پر دی گئی اس کی مثال پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملتی۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہاں پر اس ایجوکیشن کے بجٹ کی بات کی گئی جس کے بارے میں بلند و بانگ دعوے تو سب نے کئے لیکن عمل کر کے خادم پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے کر کے دکھایا اور یہ ان کی deliverance تھی، یہ ان کی ایجوکیشن کے ساتھ commitment تھی۔ میرے معزز ممبران اور ساتھیوں نے بات کی میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں تھوڑا کلچر تبدیل کرنا ہو گا ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم نے دودھ اور شہد کی نہریں بہادی ہیں لیکن ہم یہ ضرور کہتے ہیں کہ ہم نے اس کلچر کو تبدیل کرنے کی ابتدا کی ہے۔ہم نے اس کلچر کو ترقی دینے کی ابتدا کی ہے اور اس کا رزلٹ یہ ہے کہ آج پنجاب کے اندر اگر پچھلے پانچ سال کی بات کریں اور خاص طور پر اس بجٹ کی بات کریں تو ہمارے جو initiatives ہیں ہم نے hundred percent enrollment کے لئے enrollment emergency کا اعلان کر دیا ہے۔اگلے دو سال کے اندر پنجاب کے پانچ سے نو سال کے جتنے بچے اور بچیاں ہیں وہ سکول سے باہر نہیں رہیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ overnight نہیں ہو گیا بلکہ اس کے لئے وہ structure جو ہم پچھلے پانچ سال سے کھڑا کر رہے تھے وہ missing facilities جن کی ہم نے study کرائی، وہ سکول جن کے اندر سٹاف کی کمی تھی، ہم نے پچھلے پانچ سالوں میں میرٹ کی بنیاد پر 80 ہزار ٹیچرز کی بھرتی کی اور یہ میرٹ ایک ایسا میرٹ ہے جس پر نہ کوئی آڈٹ پیرا بنا نہ کوئی انگلی اٹھی اور نہ ہی الیکشن میں اس پر کوئی بات کر سکا اور ہمیں اس بات پر فخر ہے اور اس سے بڑا فخر کیا ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ان 80 ہزار ایجوکیٹرز میں سے چالیس ہزار سائنس سبجیکٹس سے related تھے۔یہ وہ سبجیکٹس تھے جن کے سکولوں میں ٹیچر نہیں ملتے تھے جہاں پر یہ پوسٹیں خالی پڑی رہتی تھیں۔ہم نے lowest level سے آغاز کیا جو بالکل ابتدائی level ہے ہم نے وہاں سے آغاز کیا کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان کو ترقی دینے

کے لئے پاکستان کو آگے لے کر جانے کے لئے ہمارے پاس ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے اپنی قوم کے بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کا راستہ۔ہم نے جب اس ساری چیز کو study کیا تو میں اپنی محترم بہنوں اور بھائیوں سے یہ کہوں گا کہ جہاں پر انہوں نے point out کیا اگر وہ وہاں اس بات کا ذکر کر دیتے کہ اس بجٹ میں ہم نے ایک انقلابی اعلان کیا اور وہ کیا تھا کہ اس سال جنوبی پنجاب کے تین ڈویژن کے بچوں اور بچیوں کے تمام سکولوں کی missing facilities پورا کریں گے اور اگلے سال پورے پنجاب میں لڑکیوں کے سکولوں کی تمام missing facilities جس طرح ذکر ہوا چاہے پینے کا پانی ہو، بجلی کا کنکشن ہو، Toilets ہوں، چار دیواری ہو ان تمام چیزوں کو پورا کر دیا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

اگلے سال پنجاب کے باقی ماندہ ڈویژن کے اندر بھی لڑکوں کے جتنے سکول رہ جائیں گے ان کی بھی تمام missing facilities کو پورا کر دیا جائے گا۔یہ ایک اتنا انقلابی وژن ہے ،یہاں ایجوکیشن سیکٹر کے اندر reforms کے حوالے سے بات ہوئی میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے پہلی دفعہ جو ٹیچر ٹریننگ شروع کی اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ ہم نے جتنے بھی ٹیچر بھرتی کئے ہم نے ان کی pre-service training کرائی اور یہ ایک ایسا انقلابی قدم ہے کہ وہ استاد جو آج اس قوم کے مستقبل کو سکولوں کے اندر پڑھانے کے لئے جا رہے ہیں ہم نے ان کی pre-service training کرائی۔ خادم پنجاب کا اپنی قوم کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے ،اپنی قوم کے بچوں کی capacity building کرنے اور اپنی قوم کی capability کو increase کرنے کا یہ وژن ہے۔

جناب سپیکر!میں یہ بھی ذکر کرنا چاہوں گا کہ آئین کا آرٹیکل A-25 یہ ensure کرتا ہے کہ ہم نے ہر بچے کو مفت اور لازمی تعلیم دینی ہے۔مجھے بتائیں کہ آج تک اس کے لئے کتنی حکومتوں نے کام کیا؟ یہ ایک وژن ہے میں دوبارہ کہتا ہوں کہ یہ وژن خادم پنجاب کا ہے کہ آئین کی پاسداری کی بات کرنے والی جماعت مسلم لیگ(ن) نے آئین کے اس اہم جز کے مطابق پنجاب کے تمام بچوں کے لئے تعلیم کے حق کو تسلیم کرتے ہوئے enrollment کا اعلان کیا۔ یہاں پر ایک اور انقلابی اقدام تھا کہ جب ہم پچھلی حکومت میں آئے تو تمام ہائی سکولوں کے اندر کمپیوٹر لیب بنائیں آج اس کا رزلٹ کیا نکل رہا ہے؟ میں یہاں پر بات کروں گا کہ یہاں پر لیپ ٹاپ اور اجالا پروگرام پر تھوڑی سی تنقید کی گئی۔میں آپ کو ایک مثال دینا چاہتا ہوں کہ جب ہم لوگوں نے سکولوں میں جا کر بچوں کو سولر لیمپ دیئے، یہ وہ بچے ہیں جو نویں اور دسویں جماعت کے طالبعلم تھے ان کا ووٹ نہیں تھا۔ ہمارا کبھی بھی مطمع نظر تعلیم یا اس طرح کے initiatives کے against ووٹ لینا نہیں رہا بلکہ ہمارا مطمع نظر deliverance پر

رہا ہے کیونکہ جب قوم ووٹ دیتی ہے تو وہ اس کے بدلے آپ سے کچھ مانگتی ہے۔ وہ آپ سے deliverance مانگتی ہے اور اللہ کے فضل سے پچھلے پانچ سال کے اندر ہم نے جو deliverance کی اس کا رزلٹ یہ ہے کہ وہ بچے جن کو سولر لیمپ ملے انہوں نے کہا کہ ہم زیادہ محنت کریں گے تاکہ اگلی کلاسوں میں جا کر ہمیں لیپ ٹاپ ملیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ خادم پنجاب کی تعلیم دوستی کا ثبوت ہے۔ایجوکیشن سیکٹر کو اٹھانے کے لئے ہم نے incentives رکھے ہیں وہ ایریاز، وہ far-flung areas، جنوبی پنجاب کے وہ علاقے جہاں پر سکولوں میں بچیوں کی enrollment کم ہے ہم نے وہاں پر ان کو باقاعدہ گرانٹس دینا شروع کیں، وہاں پر سکالرشپ دینے شروع کئے۔ یہ کس لئے دینے شروع کئے؟ تاکہ بچیوں کا سکولوں کی طرف رجحان بڑھے۔ ہم قوم کی بچیوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا چاہتے ہیں، اس قوم کو اکیسویں صدی میں سر اٹھا کر لے کر جانا چاہتے ہیں۔ اسی آرٹیکل A-25 کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس وقت قانون سازی کی جا رہی ہے، محکمہ تعلیم ایک بل لے کر آ رہا ہے جس میں تعلیم کو سب کے لئے لازمی قرار دیا جائے گا اور عنقریب اس کے لئے legislation اسمبلی میں موجود ہو گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اسی طرح میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر گورنمنٹ سکولوں کے حوالے سے بات کی گئی، میں facts and figures کی طرف ذرا بعد میں آؤں گا۔ میں آپ کے سامنے اس وقت صرف چند اور حقائق رکھنا چاہتا ہوں۔ ہم نے پنجاب کے اندر ایک ہزار سکولوں کو identify کیا ہے کہ جہاں پر kids rooms بنائے جائیں گے۔ حکومت پنجاب کا یہ ایک اور انقلابی قدم ہے کہ وہ بچے اور بچیاں جو پانچ سال کی عمر سے سکول جانا شروع کرتے ہیں ہم نے اس سے چھوٹے بچوں کے لئے kids rooms بنانے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ بچوں کے اندر تعلیم کا رجحان پیدا ہو۔ ہم نے یہ پروگرام شروع کیا ہے اور ایک ہزار سکولوں میں kids rooms بنائے جا رہے ہیں تاکہ بچے شروع سے ہی تعلیم کے زیور سے آشنا ہو سکیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر دانش سکولوں کی بات ہوئی۔ میرے لئے ڈاکٹر مراد صاحب بڑے محترم ہیں جنہوں نے دانش سکولوں کے حوالے سے بات کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے بجٹ کی تقریر نہیں سنی کیونکہ اس بجٹ تقریر میں ہم نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ ہم اس سال پنجاب کے تمام گرلز سکولوں، جنوبی پنجاب کے بچوں اور بچیوں کے تمام سکولوں اور اگلے سال تک پنجاب کے تمام سکولوں کے اندر missing facilities کو پورا کر دیں گے۔ یہ دانش سکول کی logic کیا ہے؟ اس کو بہت زیادہ

criticize کیا جاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ پاکستان کے رہنے والے تمام لوگ اور ان کے حقوق برابر ہیں لیکن اس کا عملی مظاہرہ تو ہم نہیں کرتے۔ ہم کہتے ہیں کہ اشرافیہ کے لئے بڑے بڑے سکول چلتے رہیں اور ان سکولوں کے اندر غریب کے بچے کا داخلہ نہیں ہونا چاہئے۔ میں کسی کا نام نہیں لینا چاہتا کیونکہ سب کو پتا ہے۔ ہم یہ بھی قانون لے کر آ رہے ہیں کہ ان تمام بڑے سکولوں میں جہاں پر پانچ ہزار یا اس سے زیادہ فیس وصول کی جاتی ہے لازمی طور پر دس فیصد ایسے بچے اور بچیوں کو داخلہ دیا جائے جن کے والدین کی ماہانہ تنخواہ یا آمدنی چھ ہزار روپے سے کم ہے۔ معاشرے کے اندر امیر اور غریب کی جو تفریق ہے جب تک یہ ختم نہیں ہو گی، جب تک وہ وسائل جن پر معاشرے کا تین فیصد طبقہ قبضہ کر کے بیٹھا ہوا ہے تمام لوگوں کے پاس نہیں ہوں گے تب تک پاکستان میں رہنے والا پاکستانی یہ سمجھنے پر مجبور ہو گا کہ غریب کے لئے اور قانون ہے اور امیر کے لئے اور قانون ہے۔ آپ ذرا دانش سکولوں کی logic دیکھیں کہ یہ کن علاقوں میں بنائے گئے ہیں، یہ اُن علاقوں میں بنائے گئے ہیں جہاں پر poverty level lowest ہے۔ آمدنی کے حوالے سے ہمارے جو پنجاب کے lowest level اضلاع ہیں وہاں پر اس پراجیکٹ کو شروع کیا گیا ہے۔ آج اس کا result کیا ہے؟ آج اس کا result یہ ہے کہ ایک بھٹہ پر کام کرنے والے کی بیٹی اور ایک کپڑے سینے والی کا بیٹا ان سکولوں میں پڑھ رہا ہے۔ آج ان میں بھی یہ احساس پیدا ہو گیا ہے کہ پاکستان کے اندر ان کا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا کہ ایک امیر یا پیسے والے کا حق ہے۔ مجھے تین دن پہلے ڈی جی خان سے تعلق رکھنے والے، چائے کا کھوکھا لگانے والے کا بیٹا ملا جس نے PEEF کے پیسے سے اپنی تعلیم مکمل کی۔ وہ engineering کی تعلیم مکمل کر کے وزیر اعلیٰ کے Initiative Scholarship Programme کے تحت University of Hull England میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے گیا۔ وہاں پر وہ اس faculty کے 440 بچوں میں سے تیسرے نمبر پر آیا ہے۔ پاکستان کے لئے یہ فخر کی بات ہے۔ اس یونیورسٹی نے اسے پی ایچ ڈی کا سکالرشپ offer کیا ہے۔ یہ وہ بچہ تھا جس نے اپنے باپ کی جگہ پر چائے کا ٹھیلا لگانا تھا چونکہ اس کے پاس کوئی opportunity نہیں تھی۔ یہ door of opportunity خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے کھولا ہے۔ یہ door of opportunity خادم اعلیٰ پنجاب کی تعلیم سے محبت کرنے والی پالیسی نے کھولا ہے۔ میں آپ کے توسط سے ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آج ہماری پالیسیوں سے پنجاب کے عوام مستفید ہو رہے ہیں۔ اس سال چالیس ہزار سے زیادہ بچے اور بچیاں پنجاب ایجوکیشن انڈومنٹ فنڈ سے استفادہ کر رہے ہیں۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی وجہ سے چودہ لاکھ سے زیادہ بچیاں اور بچے تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو

رہے ہیں۔یہ ہماری حکومت، جماعت اور قائد کاvision ہے جس کی وجہ سے پنجاب کے اندر تعلیم کے دروازے سب کے لئے کھل گئے ہیں۔

جناب سپیکر!میں آپ سے ایک اور چیز shareکرنا چاہوں گا۔آپ ماشاءاللہ سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔آپ کے بزرگوں کا بھی اس اسمبلی میں بہت roleہے۔کبھی کسی نے سوچا تھا کہ گارڈ آف آنر چیف منسٹر، منسٹرز اور بڑے بڑے افسروں سے ہٹا دیا جائے گا؟یہ گارڈ آف آنر ان سے ہٹا کر کس کو دلوایا جائے گا؟پاکستان کے سنہرے مستقبل کو جس نے پاکستان کو لے کر آگے چلنا ہے،وہ بچے اور بچیاں جو toppersاور پوزیشن ہولڈرز ہیں آج ہم ان کو گارڈ آف آنر پیش کرتے ہیں کیونکہ آج ہم ان میں یہ احساس پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ آپ ہی ہیں جنہوں نے پاکستان کو آگے لے کر جانا ہے اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ "تم ہو پاکستان"تم نے پاکستان کی ترقی کرنی ہے تو میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس میں ہم نے کیا غلط کیا ہے ؟اس چیز پر بھی ہم پر اعتراض کیا گیا۔عوام نے جو ہمیں mandateدیا وہ ہماری پالیسیوں کی endorsement تھی۔مجھے تو حیرت ہوتی ہے کہ اس پر بھی اعتراض کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کو ایک اور چیز بتانا چاہتا ہوں۔ابھی یہاں پر Punjab Education Assessment System کی بات ہوئی ہے۔پچھلے سال کے مقابلے میں ہم نے اس کا بجٹ سات فیصد بڑھایا ہے۔ایک مزے کی بات اور بتا دوں کہ جس پر یہ اعتراض کر رہے ہیں وہ سسٹم صرف پنجاب میں ہے کہیں اور نہیں ہے۔یہ ہمارا initiativeہے،یہ ہم نے شروع کیا ہے اور ہم نے اپنی accountability شروع کی ہے۔ہم اپنے تمام اداروں کو accountable بنا رہے ہیں۔یہاں پر کوئی مقدس گائے نہیں ہے۔پنجاب حکومت نے صوبہ پنجاب میں وی آئی پی کلچر کا خاتمہ کر کے دکھایا ہے۔

جناب سپیکر!یہاں پر teachers training کی بات ہوئی ہے۔جہاں پر ہم نے استادوں کی بھرتیاں کیں اس کے ساتھ ہم نے بجٹ میں ان کی تربیت کے لئے نو فیصد increaseکیا ہے۔اب میں آپ کے ساتھ کچھ اعداد و شمار shareکرنا چاہوں گا۔دیکھیں، میرے محترم دوست مطالبہ زر نمبر PC-21015 کے اندر جو کٹوتی کی تحریک لے کر آئے ہیں یہ non-development part کے حوالے سے ہے اور یہ میرے معزز دوست اور ساتھی جو ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کی بات کرتے رہے ہیں تو یہ بجٹ انہی ملازمین کے بارے میں ہے اور یہ اس بجٹ کو ختم کرنے کی بات کر رہے ہیں۔اگر میں آپ کے لئے آسان فہم کروں تو ان کی گزارشات ایوان کے سامنے یہ ہیں۔انہوں نے یہاں پر ایک

اور بات کی کہ 50 ملین روپیہ رکھا گیا جبکہ اُس کا استعمال نہیں کیا گیا۔ یہ 50 ملین روپیہ ضلعی حکومتوں کو چلا جاتا ہے اس لئے صوبائی بجٹ میں اس کا ذکر نہ ہے۔ یہ بجٹ پورے کا پورا استعمال ہوتا ہے اور یہ سکالرشپ کے پیسے ہیں جو پانچویں اور آٹھویں جماعت کے بچوں کو میرٹ کی بنیاد پر دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد یہاں پر P.M.I.U کی بات ہوئی۔ اس کو بھی آپ دیکھیں کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ increase ہے۔ ہم نے اس دفعہ اس کے لئے جو 10 بلین روپیہ رکھا ہے اُس میں سے 4۔ارب روپیہ صوبائی سطح پر استعمال ہوتا ہے اور باقی سارا پیسا ضلعی سطح پر چلا جاتا ہے اور gross root level پر اُس کا impact آتا ہے اور سکول کونسل کے اندر جو پیسے ہیں وہ بھی اُسی کے اندر شامل ہیں۔ اسی طرح ایک بہت بڑی بات ہے اس وقت ہم نے جو facts and figures اکٹھے کئے اور جب ہم کہتے ہیں کہ ہم نے پاکستان کو ترقی دلانی ہے تو وہ ترقی باتوں میں نہیں دلانی بلکہ وہ ترقی ہم نے عملی اقدامات کر کے دلانی ہے۔ جس طرح میں نے آپ کو enrollment emergency کا ذکر کیا وہ emergency ہم نے ایسے نہیں لگا دی۔ ہم نے اس پر باقاعدہ سروے کیا، سروے کرنے کے بعد figures facts and کو اکٹھا کیا اور اُس کے بعد جو figures سامنے آئی اس وقت ہمارے پاس 12.5 لاکھ بچے سکولوں کے اندر داخل ہیں اور پرائیویٹ سکولوں کی figures اس کے علاوہ ہیں۔ سکولوں سے باہر جو بچے ہیں اگر آپ یہ سارا دیکھیں تو جو ہم پانچ سے نو سال کی عمر کے بچوں کی بات کرتے ہیں تو وہ کوئی 3.2 ملین بنتے ہیں۔ میں یہاں پر ایک اور بہت بڑا important factor بتانا بھول گیا وہ یہ ہے کہ یہ پیسے جب نیچے جاتے ہیں تو ان کا مقصد کیا ہے؟ اس دفعہ ہم نے ایک اور بڑا انقلابی قدم اُٹھایا کہ جن سکولوں کی reputation and result بہترین ہے اور جو ہمارے متعین کئے گئے میرٹ کے مطابق ہے تو ایک ایک سکول اپنے میرٹ کی بنیاد پر اور بچوں کی تعداد کے تناسب سے یعنی اگر کہیں پر سو بچہ ہے تو وہ 10 لاکھ روپے تک additional grant حاصل کر سکتا ہے اور جس طرح بچوں کی تعداد بڑھتی جائے گی اُس گرانٹ کی تعداد بھی بڑھتی جائے گی۔ یہ صرف اس لئے رکھا گیا کہ طلباء کو اچھی تعلیم دلوانے اور اُن کے ساتھ اچھی طرح cooperate کرنے میں ٹیچرز کا بھی interest develop ہو اور اس اقدام سے آپ اگلے سال دیکھیں گے کہ اس initiative کی وجہ سے مزید بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر! یہاں پر ابھی پنجاب کے گھوسٹ سکولوں کے حوالہ سے بات ہوئی۔ اب مجھے کئی دفعہ افسوس ہوتا ہے کہ ہم اتنے august forum کے اوپر بغیر ریسرچ کئے بات کر دیتے ہیں۔ سپریم

کورٹ میں CP-37ایک پٹیشن تھی تو وہاں پر جب ان گھوسٹ سکولوں کی بات ہوئی تو پنجاب حکومت نے سرٹیفکیٹ دیا کہ پنجاب میں ایک بھی گھوسٹ سکول نہیں ہے اور جب اُس کی investigation ہوئی تو اللہ کے فضل سے پنجاب کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ پنجاب کے اندر آج ایک بھی گھوسٹ سکول موجود نہیں ہے اور باقاعدہ on record ہے کہ پنجاب حکومت کو چیف جسٹس آف پاکستان نے کورٹ میں شاباش دی تھی۔(نعرہ ہائے تحسین)

اسی طرح میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جہاں پر میں نے سکول ایجوکیشن کی بات کی وہاں پر اگر آپ ہائرایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو دیکھیں تو آج یہاں پر PC-21015 پر کٹ موشن کے حوالہ سے بات ہوئی تو اس کے اندر actual non-development budget 38.3 billion rupees کا ہے۔ اس کے اندر ہائرایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی allocation 22.6 billion rupees کی ہے۔ میں یہ بات پہلے بتا دوں کہ سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے حوالہ سے بجٹ میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ salary and utilities, non-development ہے that is 15.6 billion rupees اور تیسرا سپیشل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ that is 137 million rupees۔اب اگر ان تینوں کو اکٹھا کریں تو یہ 38.3 million rupees بنتا ہے اور اس میں salary component, that is 25.1 billion rupees کا ہے اور اس کے اندر non-salary component 13.2 billion rupees کا ہے اور ہائرایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا اپنا break up ہے and this is again very important ہائرایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اس وقت 503 کالجوں کو چلا رہا ہے اُن کے لئے اس سال 15.6 بلین روپیہ رکھا گیا ہے اور اس کے علاوہ تین Professional Home Economics Colleges کے لئے 131.3 ملین روپیہ رکھا گیا ہے۔ Directorate of Public Instructions کے لئے 66.2 ملین روپیہ رکھا گیا ہے۔ Inspection Directors and Deputy Directors یہ 9 ڈویژن کی سطح پر ہوتے ہیں اور 36 ہر ڈسٹرکٹ کی سطح پر ہیں ان کے لئے 239.6 ملین روپیہ رکھا گیا ہے، کامرس کالجوں کے لئے 2 بلین روپیہ رکھا گیا ہے اور چھبیس autonomous Colleges کے لئے 3.65 بلین روپیہ رکھا گیا ہے۔ یونیورسٹیوں کے جو old autonomous Colleges ہیں ان کے لئے 844.5 ملین روپیہ رکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ way forward یہ ہے کہ آج مجھے اس ایوان میں اُس بات کا اظہار کرتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے جو بات وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں کہی تھی کہ جب ہم بات کرتے ہیں کہ ہم نے پنجاب اور پاکستان

میں تعلیم کو فروغ دینا ہے تو پوری دنیا کے اندر جو success model چل رہے ہیں ہم نے اُن کو دیکھ کر اپنی ریسرچ کی اور اپنے حالات کے مطابق Chief Minister Punjab کی سربراہی میں کمیٹی نے propose کیا اور پھر اُس پر اب کام شروع ہو گیا ہے اور اس سال ہم اُس کی feasibilities بنوا رہے ہیں۔ ہم ڈیرہ رکھ چھل پر Knowledge City کا قیام کر رہے ہیں اس کے اندر دنیا کی تمام بڑی یونیورسٹیوں کو ہم جگہ دیں گے کہ وہ یہاں پر آ کر اپنے campuses کھولیں تاکہ ہمارے بچوں اور بچیوں میں یہ احساس نہ ہو کہ دنیا کے اندر جو تعلیم رائج ہے اُس سے ہم محروم رہ گئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

اسی طرح Knowledge Park, Mureedkay یہ بھی وہی vision ہے اور اس vision کے تحت اگر آپ آج کا بجٹ دیکھیں تو اس میں پرائمری کے اندر داخلہ لینے والے بچے سے لے کر یونیورسٹی کی سطح تک ہم نے ہر جگہ پر پنجاب کے بچے بچیوں کو اور پاکستان کے بچے بچیوں کو، میں پاکستان کے بچے بچیاں اس لئے کہتا ہوں کہ آج ہمارے Educational Institutions میں P.E.E.F کی مدد سے تمام صوبے کے بچوں کو ہم یہاں پر تعلیم دلوا رہے ہیں جن کا خرچہ حکومت پنجاب اُٹھا رہی ہے تو یہ اقدام again federation کو مضبوط کرنے کے لئے، پاکستان کی یوتھ کو آپس میں خیالات کا تبادلہ کرنے کے لئے اور پاکستان کو مل کر مضبوط کرنے کے لئے یہ اتنا بڑا initiative Chief Minister Punjab کا ہے کہ جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ محکمہ نے اس سال اس کے اوپر کام شروع کر دیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پر تین segments ہیں تو میں نے آپ کو ہائر ایجوکیشن کے حوالہ سے بھی بتایا اور سپیشل ایجوکیشن کے حوالہ سے میاں محمد شہباز شریف کے focus کے مطابق ہم اُن کو کتابیں، ٹرانسپورٹ اور سب چیزیں cater کر رہے ہیں۔آج پنجاب حکومت کا جو vision ہے وہ irrespective of that کہ کون کس جماعت سے تعلق رکھتا ہے، ہم نے کبھی اس بنیاد کے اوپر اپنی پالیسی بنائی ہے اور نہ ہی بجٹ بنایا ہے اور ہم نے جو کچھ بھی کیا ہے وہ پنجاب کے عوام کے جذبات کی صحیح معنوں میں ترجمانی کرتے ہوئے کیا ہے اور ہم نے جو کچھ بھی کیا ہے میرٹ کی بنیاد پر کیا ہے۔ایجوکیٹر بھرتی کئے تو ہم نے یہ نہیں دیکھا کہ ان کی political alignment کس طرف ہے، ہم نے یہ دیکھا کہ وہ deliver کر سکتے ہیں یا نہیں۔ ہم نے سکولوں اور کالجوں میں جو بھرتیاں کیں، ہم ابھی الیکشن میں سے نکل کر آئے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک الزام بھی ہمارے اوپر نہیں ہے کہ ہم نے کوئی کام اس

طرح کا کیا ہو۔آخر میں، میں ایک بات کہنا چاہوں گا کہ جب ہم cut motions کو لے کر آتے ہیں تو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اب اس کو رہنے دیں۔انہوں نے suggestions دے دی ہیں۔آپ ان کو accept کر لیں۔

وزیر تعلیم (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے میں اسے چھوڑ دیتا ہوں۔میں اپنی انہی باتوں کے ساتھ سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب کا تعلیم کے لئے vision ہے، جو پنجاب کے نوجوانوں کے لئے ہے، جو پنجاب کو مضبوط کرنے کے لئے ہے کیونکہ ایک مضبوط پنجاب مضبوط پاکستان کی علامت ہے۔اس vision کو ہمیں آگے لے کر چلنا ہے اور اس کو مزید مضبوط کرنا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو cut motion دی ہے اس کو خارج کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! رانا صاحب نے مفت تعلیم کے حوالے سے جو بات کی ہے تو میں ایک بات ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ 2002 میں کابینہ کی پہلی میٹنگ میں مفت تعلیم کی گئی تھی۔

جناب سپیکر: مہربانی۔یہ بات ہو گئی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں درستی کرانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ بعد میں درستی کرا دیجئے گا۔آپ کو ہر اچھی بات پر appreciate کرنا چاہئے، میں بھی کرتا ہوں آپ بھی کریں۔

اب سوال یہ ہے کہ:

"38۔ارب 31 کروڑ 49 لاکھ 45 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-21015 تعلیم کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 38۔ارب 31 کروڑ 49 لاکھ 45 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے

والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات
کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"
(مطالبہ زر منظور ہوا)
(نعرہ ہائے تحسین)

مطالبہ زر نمبرPC-21016

جناب سپیکر:اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-21016بسلسلہ مد خدمات صحت پیش کریں۔
وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:
"ایک رقم جو45۔ارب 99کروڑ86لاکھ 61ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر
پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے
والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات
کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات "صحت" برداشت کرنے پڑیں
گے۔"
جناب سپیکر:یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:
"ایک رقم جو45۔ارب 99کروڑ86لاکھ 61ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر
پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے
والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات
کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات "صحت" برداشت کرنے پڑیں
گے۔"
CH. AAMIR SULTAN CHEEMA: Sir, I oppose it.
جناب سپیکر:اس مطالبہ زر نمبرPC-21016میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل ممبران کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔جس میں میاں محمود الرشید، جناب محمد صدیق خان، ملک تیمور مسعود، جناب آصف محمود، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، ڈاکٹر نوشین حامد، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، میاں محمد اسلم اقبال، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان، محترمہ راحیلہ انور، ڈاکٹر مراد راس، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، محترمہ ناہید نعیم،

محترمہ شُنیلا رُوت، جناب وحید اصغر ڈوگر، خان محمد جہانزیب خان کھچی، جناب عبدالمجید خان نیازی، میاں ممتاز احمد مہاروی، چودھری مونس الٰہی، محترمہ ثمینہ خاور حیات، سردار وقاص حسن مؤکل، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار محمد آصف نکئی، جناب احمد شاہ کھگہ، محترمہ باسمہ چودھری، ڈاکٹر محمد افضل، قاضی احمد سعید، خواجہ محمد نظام المحمود، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، رئیس ابراہیم خلیل احمد، محترمہ فائزہ احمد ملک اور ڈاکٹر سید وسیم اختر کون کٹوتی کی تحریک پیش کرے گا؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں کٹوتی کی تحریک پیش کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

CH. AAMIR SULTAN CHEEMA: Sir, I move:

"That the total amount of Rs.45,998661,000/- on account of Demand No.PC-21016 -Health Services- be reduced to Re.1/-."

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"45۔ارب99کروڑ86لاکھ61ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر PC-21016خدمات "صحت" کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

وزیر انسانی حقوق اور اقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! I oppose it

جناب سپیکر: وزیر صحت نے oppose کیا ہے۔ جی، چیمہ صاحب! اب اپنی بات کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں نے یہ تحریک اس لئے پیش کی کیونکہ health services پر جو اتنی بڑی رقم خرچ کی جا رہی ہے اگر صوبہ کی آبادی کے تناسب کو دیکھا جائے اور جو رقم خرچ کی جا رہی ہے اس کا تقابلی جائزہ پیش کیا جائے تو واضح ہو گا کہ یہ رقم اس قابل اور اس اہل نہیں کہ یہ صوبہ کے اضلاع میں صحت کی بنیادی سہولتیں فراہم کر سکے۔ یہ رقم صحت کی سہولیات کے لئے ناکافی ہے تو اس سے بہتر ہے کہ اپنی پالیسیوں کو جو پاکستان مسلم لیگ (ن) کے انتخابی منشور میں شامل تھیں ان پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے یہ رقم کم کر دی جائے۔ وجہ یہ ہے کہ آج ان ہسپتالوں کی حالت دیکھی جائے جہاں پر غریب کے لئے دوائی کا ملنا بھی مشکل ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ ہم نے ایمرجنسی سروس میں دوائی کو مفت مہیا کر دیا ہے لیکن دُکھ اس بات کا ہے کہ بجٹ چھ ماہ سے بھی

زیادہ استعمال نہیں ہوتا اور چھ ماہ بعد وہ دوائیاں ایک عام غریب آدمی کو ملنے سے قاصر ہیں لیکن سفارش والے لوگ جن کا کسی ممبر اسمبلی یا کسی بیوروکریٹ سے تعلق ہوتا ہے اُن کی سفارش پر یہ دوائیاں ان لوگوں تک چلی جاتی ہیں جن کو ضرورت نہیں ہوتی جبکہ غریب کا بچہ ترستا اور دیکھتا رہتا ہے۔آبادی کے لحاظ سے ہسپتال بھی نہیں بنائے جا رہے۔ پالیسی میں یہ چیز شامل ہے کہ ہر یونین کونسل میں ایک B.H.U ہونا چاہئے لیکن ہماری بہت ساری ایسی یونین کونسلیں موجود ہیں جن میں ایک بھی B.H.U موجود نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اگر دیکھا جائے تو ان کے قول و فعل میں تضاد نظر آتا ہے۔ایک ڈاکٹر جس پر لاکھوں روپے لگا کر ڈاکٹر بنایا جاتا ہے اسے دُور دراز علاقوں اور خاص طور پر ہمارے دیہی علاقوں میں بھیجنے کے لئے پالیسی کے تحت بھیجا جاتا ہے جبکہ وہ اپنی تعیناتی سفارش کی بناء پر نہیں کراتا۔انہوں نے شاید ایک یا تین سال کی پابندی لگائی ہے لیکن اُس پر بھی عملدرآمد نظر نہیں آ رہا۔ ہمارے وہاں کے ہسپتالوں میں اکثر ڈاکٹروں کی تعیناتی کاغذوں میں تو ہو گی لیکن ان کی موجودگی نہیں پائی جاتی اور مریض کو وہاں کا ایک ڈسپنسر دوائی دیتا ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ وہاں پر ایک عام صفائی کرنے والا بھی ڈاکٹر بن کر اُن ہسپتالوں میں راج کرتا ہے۔ وہاں پر ایک غریب کی حالت آپ کے اور ہم سب کے سامنے ہے۔اسی طرح پچھلے دنوں اگر دیکھا جائے تو بہت سارے ایسے امراض کی وباء بھی پھیلی جن میں ڈینگی، خسرہ اور گیسٹرو وغیرہ جیسی بیماریاں ہیں جن پر اگر تفصیلی جائزہ لیتے ہوئے دیکھا جائے تو ان بیماریوں میں ادویات جعلی نکلیں جو مریضوں کی موت کا سبب بنیں۔ خاص طور پر خسرہ کی ویکسین کو ٹائم پر مہیا نہ کرنا بھی ایک ایسی گھناؤنی سازش تھی بلکہ میں کہوں گا کہ ہمارے پنجاب کے اُن غریب بچوں کے لئے ایک ایسی موت کا سبب بنی جس کے لئے ان حکمرانوں کو سزا ملنی چاہئے جنہوں نے بروقت اس کے اقدامات نہیں کئے۔اگر پی آئی سی میں انکوائری کمیشن کے ذریعے ان معاملات کو دیکھا جا سکتا ہے تو کاش خسرہ کی وجہ سے چھوٹے معصوم بچوں کی جو اموات ہوئی ہیں اس پر بھی ایک انکوائری کمیشن بنایا جاتا، دیکھا جاتا کہ کس طرح یہ اموات ہوئی ہیں اور کون کون اس کے ذمہ دار ہیں جنہیں کیفر کردار تک پہنچایا جاتا لیکن اس پر آج تک کوئی عمل نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر!ہم نے دیکھا ہے کہ بہت سارے ٹیچنگ ہسپتال خصوصاً لاہور کے ہسپتالوں میں کچھ facilities مل جاتی ہیں لیکن ہمارے چھوٹے اضلاع سرگودھا، سیالکوٹ یا ساہیوال کے ہسپتالوں میں وہ facilities نہیں ملتیں جو ایک ٹیچنگ ہسپتال میں ہونی چاہئیں۔ دُکھ کی بات یہ ہے کہ ان

ہسپتالوں میں equipments ہی نہیں ملتے۔ اگر وہاں ایک غریب آدمی الٹرا ساؤنڈ کروانا چاہے تو پتا چلتا ہے کہ اُس کی مشین خراب ہے، ایکسرے مشین خراب ہے اور ڈاکٹر ان equipments کو جان بوجھ کر خراب کر دیتے ہیں تاکہ ان کے پرائیویٹ کلینکوں کا کام چل سکے۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ جو ڈاکٹر اپنی services ہسپتال میں دے رہے ہیں اُن کو پرائیویٹ کلینک میں اجازت نہیں ہونی چاہئے لیکن اگر انہوں نے چلانے ہیں تو سرکاری ہسپتال میں ٹائم مقرر کیا جائے جہاں وہ شام کو بیٹھ کر پرائیویٹ practice کریں تاکہ کچھ معاملات بہتر ہو سکیں اور ایک عام غریب آدمی کو سہارا مل سکے۔ حکومتِ وقت کی priority میں صحت، تعلیم اور لاء اینڈ آرڈر ہونا چاہئے کیونکہ صحت ایک ایسی چیز ہے کہ ایک عام آدمی کو آج کل جعلی ڈاکٹر اور جعلی ادویات دینے والے مل جاتے ہیں مگر ایک بہتر ڈاکٹر مہیا نہیں ہوتا۔ وہ ڈاکٹر ایک ایسی دوائی لکھ دیتے ہیں جس کا اصل بیماری سے دُور کا واسطہ بھی نہیں ہوتا لیکن اُن کے لئے کوئی سزا یا حساب کا ایسا معاملہ نہیں ہے کہ اُن کو کڑے امتحان میں ڈالا جائے کہ اس کی غلط دوا سے آج ایک غریب کا بچہ دنیا سے رخصت ہو گیا ہے جس کو اس کا کیا ازالہ دیا جائے؟ اس کے لئے حکومتی امداد کا بندوبست ہونا چاہئے تھا لیکن کچھ بھی نہیں ملتا اور ایک غریب کی بات اُدھر ہی دبی رہ جاتی ہے۔ آج ان ڈاکٹروں کا راج ہے جو جعلی میڈیکل بناتے ہیں، جنہوں نے تھانوں میں جعلی پرچے کروانے کے لئے اپنے ڈسپنسر رکھے ہوئے ہیں، جو جعلی آپریشن کر کے میڈیکل سرٹیفکیٹ بنا کر ان کے آلہ کار بنتے ہیں مگر دُکھ اس بات پر ہے کہ ان چیزوں کو کبھی مدنظر نہیں رکھا گیا۔ اس کے علاوہ کچھ ہسپتال بنائے گئے جن میں وزیر آباد کارڈیالوجی ہسپتال ہے، بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال ہے جن میں کارڈیک سنٹر اور burn unit چھ سال گزرنے کے باوجود functional نہیں کئے گئے۔ بہت سارے ایسے ہسپتال ہیں جن میں دیکھا جائے تو ڈاکٹروں کی monopoly کی وجہ سے اُن کو functional نہیں کیا جا رہا لہذا ان معاملات کو دیکھنے کے لئے کیا کبھی کسی نے غور کیا ہے، کیا پچھلے پانچ سال میں کسی کو ایسی کڑی سزا دی گئی ہے جس سے پتا چل سکے کہ ڈاکٹروں نے ایسا غلط کام کیا ہے یا کسی سیکرٹری کو کیفر کردار تک پہنچایا گیا ہے لیکن ایسا نہیں ہوا؟ دُکھ اس بات کا ہے کہ پنجاب میں ایک ہی کارڈیالوجی سنٹر ہے جو کم از کم دل کے عام مریضوں کو دوا دیتا ہے لیکن اس کے بجٹ میں ساڑھے پانچ کروڑ روپے کی کمی کر دی گئی ہے اور اب وہاں پر بائی پاس کے لئے ایک غریب آدمی کو facilitate نہیں کیا جا رہا۔ خدارا کم از کم پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کو بہتر کیا جائے۔ پچھلے دنوں وہاں انکوائریاں ہوئیں جس سے اچھے ڈاکٹر چلے گئے اور اب ہسپتال کی حالت اتنی بُری ہو گئی ہے کہ عام آدمیوں کو facilitate نہیں کیا جا رہا۔ اب وہاں پر مریضوں

کو ان کے بائی پاس اور انجیو گرافی کے لئے چھ چھ، سات سات ماہ کا ٹائم دیا جاتا ہے لہذا اس ہسپتال کو بہتر کریں تاکہ دُور دراز سے آنے والے مریض facilitate ہو سکیں۔ ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں دِل کے حوالے سے ایسے سنٹر بنا دیئے جاتے تاکہ PIC پر pressure نہ پڑتا لیکن ایسا کام نہیں کیا گیا۔ انہوں نے کچھ معاملات کو اپنانے کے لئے ایسے units بنائے جن کو یہ اپنی تعریف کے لئے بناتے ہیں کہ ہم نے یہ کام کیا ہے، ہم نے blood donors کے لئے کام کیا ہے اور ڈائیلسز کے لئے کام کیا ہے لیکن اکثر جگہ پر ڈائیلسز مشینیں خراب پڑی ہیں۔ میرے اپنے ضلع کے ٹیچنگ ہسپتال کی ڈائیلسز مشین پچھلے کافی عرصہ سے خراب رہی ہے لیکن پھر اخبارات میں شور پڑنے سے تھوڑے دن پہلے operational کیا گیا ہے بلکہ پچھلے دنوں سیکرٹری صحت بھی وہاں گئے ہوئے تھے۔ مجھے دُکھ اس بات کا ہے کہ جب اخبارات میں یہ چیزیں highlight ہوں گی اور جب ہم شور ڈالیں گے تب اِن معاملات کو پرکھنے کے لئے کوئی مسیحا آ کر دیکھے گا اور پرکھے گا؟ خدارا یہ کام حکومتی اداروں اور حکومت میں رہنے والوں کا ہے جسے بہتر بنانا اُن کا کام ہے لیکن دُکھ اور درد کی بات یہ ہے کہ اس معاملے کو دیکھا ہی نہیں جاتا۔ میں پچھلے دنوں اپنی constituency میں ایک B.H.U میں گیا وہاں ادویات تھیں اور نہ وہاں ڈاکٹر تھا جبکہ صرف ایک ڈسپنسر بیٹھا لوگوں کو ٹیکے لگانے کے ساتھ ساتھ جعلی ادویات لکھ کر دے رہا تھا۔ خدارا ان معاملات کو دیکھنے کے لئے ایک ایسا cell ضلعی سطح پر تشکیل دیا جائے جس سے کم از کم دُور دراز دیہاتوں میں ڈاکٹر اور اصل ادویات کا مہیا ہونا ضروری ہو جائے۔ پچھلے دنوں لاہور کے ایل ڈی اے پلازہ کی بالائی منزل پر آگ لگی جس سے اٹھائیس لوگ جاں بحق ہوئے۔ پتا چلا کہ ایمبولینسیں نہیں تھیں جن کی وجہ سے اموات زیادہ ہوئیں۔ انہوں نے ایمبولینسوں کے لئے کچھ پیسے رکھے ہیں جو ناکافی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! جلدی سے wind up کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انہوں نے کچھ ایمبولینسوں کے لئے پیسے رکھے ہیں لیکن وہ ناکافی ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم ائر ایمبولینس بھی لائیں گے لیکن ائر ایمبولینس لا سکے اور نہ ہی ایمبولنیس کا منصوبہ پایۂ تکمیل تک پہنچا اور ہر بجٹ میں اس طرح سے سہانے خواب دکھا دیئے جاتے ہیں لیکن ان پر عملدرآمد نہیں کیا جاتا۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! صرف ایک 1122 ہے جو کہ طبی سہولتیں فراہم کر رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے اس لئے اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 26۔جون 2013بوقت صبح10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

519

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،26۔جون2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ گوشوارہ بابت سال2013-14

مطالبات زر برائے سال2013-14 پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر PC-21001	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو66لاکھ3ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال-2013 14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2013-14 جلد اول کے صفحات 1 تا 9 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21002	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3۔ارب52کروڑ24لاکھ82ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2013-14 جلد اول کے صفحات 11تا 46 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21003	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو6کروڑ15لاکھ54ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2013-14 جلد اول کے صفحات 47 تا61 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21004	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو23کروڑ،4لاکھ،49ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2013-14 جلد اول کے صفحات 63 تا72 ملاحظہ فرمائیں۔

520

مطالبہ نمبر PC-21005	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2۔ارب 7کروڑ74لاکھ،66ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"جنگلات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 73 تا94ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21006	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5کروڑ77لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"رجسٹریشن"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013جلد اول کے صفحات95 تا105ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21007	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو11کروڑ،4لاکھ،79 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون 2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں برداشت"کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013جلد اول کے صفحات 107تا122ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21008	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو42کروڑ97لاکھ75 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"دیگر ٹیکس ومحصولات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 123تا145ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21009	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو11۔ارب34کروڑ60لاکھ28ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون 2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"آبپاشی وبحالی اراضی"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 147تا286 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21010	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو14۔ارب73کروڑ74 لاکھ88ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"انتظام عمومی"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال14-2013جلد اول کے صفحات 305تا783 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21011	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو8۔ارب 17کروڑ2لاکھ،45ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"نظام عدل"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 785تا847ملاحظہ فرمائیں۔

521

مطالبہ نمبر PC-21012	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5۔ارب74 کروڑ67 لاکھ94 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے جیل خانہ جات وسزا یافتگان کی بستیاں"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 849تا885ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21013	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو70۔ارب51 کروڑ53 لاکھ33 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"پولیس"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 887تا970ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21014	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو8 کروڑ62 لاکھ28 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"عجائب خانہ جات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 971تا984ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21015	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو38۔ارب31 کروڑ49 لاکھ45 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"تعلیم"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد اول کے صفحات 985 تا1229ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21016	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو45۔ارب99 کروڑ86 لاکھ61 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات"صحت"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 1 تا344ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21017	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3۔ارب20 کروڑ59 لاکھ46 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صحت عامہ"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 345تا384ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21018	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو6۔ارب23 کروڑ83 لاکھ89 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"زراعت"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 385تا507ملاحظہ فرمائیں۔

522

مطالبہ نمبر PC-21019	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو46کروڑ،86لاکھ،32ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ماہی پروری"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013جلد دوم کے صفحات509 تا525ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21020	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3۔ارب،14کروڑ80لاکھ13ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ویٹرنری"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 527تا637ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21021	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو15کروڑ60لاکھ13ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"امداد باہمی"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 639تا662ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21022	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5۔ارب86کروڑ51 لاکھ64ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون 2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صنعتیں"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 663تا714ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21023	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک ارب89کروڑ58لاکھ73ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"متفرق محکمہ جات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 715تا816ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21024	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3۔ارب32کروڑ39 لاکھ49ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سول ورکس"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 817تا861ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21025	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3۔ارب،45کروڑ،11لاکھ،37ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"مواصلات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 863تا912ملاحظہ فرمائیں۔

523

مطالبہ نمبر PC-21026	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو30کروڑ،68لاکھ،13ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 913تا931ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21027	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5کروڑ،74لاکھ،57ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ریلیف"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013جلد دوم کے صفحات 933تا945ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21028	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو74۔ارب،93کروڑ52لاکھ،53ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"پنشن"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 953تا958ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21029	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو18کروڑ،5لاکھ،61ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013جلد دوم کے صفحات 959 تا983ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21030	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو36۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال-2013 14کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" سبسڈیز"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 985تا989ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21031	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2۔کھرب48۔ ارب76کروڑ26 لاکھ 88ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"متفرقات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013جلد دوم کے صفحات 991 تا1188ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21032	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5کروڑ،76لاکھ،11ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شہری دفاع"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 1189تا 1203ملاحظہ فرمائیں۔

524

مطالبہ نمبر PC-13033	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک کھرب26۔ارب55کروڑ30لاکھ69ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"غلےاور چینی کی سرکاری تجارت"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات 1205تا 1224ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-13034	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3کروڑ،25لاکھ،75ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"میڈیکل سٹورزاور کوئلے کی سرکاری تجارت"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال14-2013 جلد دوم کے صفحات 1225تا 1235ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-13035	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 10کروڑروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو 30۔ جون 2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال14-2013 جلد دوم کے صفحات 1237تا 1241ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-13050	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو8۔ارب14کروڑ75لاکھ92ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سرمایہ کاری برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 14-2013 جلد دوم کے صفحات1267 تا 1271 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-22036	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک کھرب70۔ارب56کروڑ37لاکھ37ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ترقیاتبرداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال14-2013 جلد اول کے صفحات1تا500ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12037	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو34۔ارب،97کروڑ،65لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"تعمیرات آبپاشی"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر(ترقیات) برائے سال14-2013 جلد دوم کے صفحات1تا41ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12038	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو18کروڑ،11لاکھ،40ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 2014-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"زرعی ترقی وتحقیق"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 14-2013جلد دوم کے صفحات43تا46ملاحظہ فرمائیں۔

525

مطالبہ نمبر PC-12040	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو50کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال -2013 14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر(ترقیات) برائے سال14-2013 جلد دوم کے صفحات47تا50ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12041	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو32۔ارب99کروڑ10لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شاہرات وپل" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال14-2013 جلد دوم کے صفحات51تا115ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12042	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو50۔ارب،64کروڑ،57 لاکھ،23ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال2014-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال14-2013 جلد دوم کے صفحات117تا349 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12043	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو10۔ارب53کروڑ3 لاکھ48ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر(ترقیات) برائے سال14-2013 جلد دوم کے صفحات351تا363ملاحظہ فرمائیں۔

527

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا دوسرا اجلاس

بدھ،26۔جون2013

(یوم الاربعاء،16۔شعبان المعظم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَ
يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا
كَبِيرًا ۝ وَّ أَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا
لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ وَ يَدْعُ الْإِنسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ
بِالْخَيْرِ وَ كَانَ الْإِنسَانُ عَجُولًا ۝ وَ جَعَلْنَا الَّيْلَ وَ
النَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ
مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ وَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ
السِّنِينَ وَالْحِسَابَ وَ كُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ۝
وَ كُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَ نُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا ۝ اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ
الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ۝

سورۃ بنیٓ اسرآئیل آیات 9تا14

یہ قرآن وہ رستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ اُن کے لئے اجر عظیم ہے(9)اور یہ بھی (بتاتا ہے) کہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے لئے ہم نے دُکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے(10)اور انسان جس طرح (جلدی سے) بھلائی مانگتا ہے اسی طرح بُرائی مانگتا ہے۔اور انسان جلد باز (پیدا ہوا) ہے(11)اور ہم نے دن اور رات کو دو نشانیاں بنایا ہے رات کی نشانی کو تاریک بنایا اور دن کی نشانی کو روشن تاکہ تم اپنے پروردگار کا فضل (یعنی) روزی تلاش کرو اور برسوں کا شمار اور حساب جانو اور ہم نے ہر چیز کی (بخوبی) تفصیل کر دی ہے(12)اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو (بہ صورت کتاب) اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے اور قیامت کے روز (وہ) کتاب اسے نکال دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا(13)(کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے۔تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے(14)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

تیری جالیوں کے نیچے تیری رحمتوں کے سائے
جسے دیکھنی ہو جنت وہ مدینہ دیکھ آئے

نہ یہ بات شان سے ہے نہ یہ بات مال و زر کی
وہی جاتا ہے مدینے آقا ﷺ جسے بلائے

کیسے وہاں کے دن ہیں کیسی وہاں کی راتیں
انہیں پوچھ لو نبی ﷺ کا جو مدینہ دیکھ آئے

روضے کے سامنے میں یہ دعائیں مانگتا تھا
میری جاں نکل تو جائے یہ سماں بدل نہ جائے

وہ ظہوری یار میرا، وہی غمگسار میرا
میری قبر پہ جو آ کے نعت نبی ﷺ سنائے

حلف

نو منتخب خاتون ممبر اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ نو منتخب خاتون ممبر حلف لینے کے لئے چیمبر میں موجود ہیں۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ حلف لینے کے لئے اپنی نشست سے کھڑی ہو جائیں اور حلف لیں اس کے بعد وہ حلف کے رجسٹر پر دستخط فرمائیں گی۔

(اس مرحلہ پر نو منتخب ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب محترمہ راحیلہ یحییٰ منور، ڈبلیو۔352 نے حلف لیا اور حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

جی، آپ کو مبارک ہو۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پہلے ان کو floor لینے دیں۔ یہ آج پہلے دن ممبر بن کر آئی ہیں، انہوں نے کوئی بات کرنی ہو گی۔ جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ یحییٰ منور: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا، ابھی تو مجھے سنبھلنے کا موقع نہیں ملا کیونکہ ابھی حلف لیا ہے۔ میں یقیناً پاکستان اور اس اسمبلی جس میں مجھے کام کرنے کا موقع ملا ہے پورے خلوصِ نیت اور وفاداری کے ساتھ کام کروں گی۔ اس کے علاوہ میری جہاں خدمات چاہئے ہوں گی وہ حاضر ہیں اور میں اپنی قیادت کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے مجھے اس لائق سمجھا اور ایک ممبر کی حیثیت سے اس اسمبلی میں بھیجا، اس کے لئے میں بہت بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! خیریت تو ہے؟

ملتان اور فیصل آباد میں خواتین کو جلائے جانے کے واقعات پر حکومتی کارروائی کا مطالبہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس ملک میں خواتین کی حالت یہ ہے، کل دو بہت افسوسناک واقعات ہوئے ہیں جن کی طرف میں ایوان کی توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ ملتان میں ایک خاتون کو ان کے سسرال کی طرف سے آگ لگا کر جلا دیا گیا، دوسرا واقعہ فیصل آباد میں ہوا اس پر ورثاء نے بہت protest بھی کیا اور تیسرا واقعہ ڈیرہ غازی خان میں ایک عورت کو "کاری" قرار دیا گیا اس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے نوٹس بھی لے لیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب یہاں پر موجود نہیں ہیں لیکن وزیر انسانی حقوق یہاں پر موجود ہیں، میں ان کے توسط سے وزیر اعلیٰ پنجاب سے ان دونوں واقعات پر نوٹس لینے کی اپیل کرتی ہوں چونکہ جہاں بھی وزیر اعلیٰ صاحب نے اس طرح کے واقعات پر نوٹس لئے ہیں وہاں پر ورثاء کو انصاف ملا ہے اور ان خواتین کو جو بے چاری ان واقعات کا شکار ہوئی ہیں انہیں ان کا حق بھی ملا ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ اس پر بھی نوٹس لیا جائے۔ یہ دونوں بہت بھیانک واقعات ہیں، خاص طور پر خواتین کو جلائے جانے کے واقعات، جن میں سسرال کی طرف سے جو issues ہوتے ہیں ان میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ میری وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ گزارش ہو گی کہ ان دونوں واقعات پر جو ملتان اور فیصل آباد کے ہیں ان پر ضرور نوٹس لیا جائے۔ وہ بااثر افراد ہیں، کچھ نے قبل از گرفتاری اپنی ضمانتیں کروا لی ہیں اور ان کو arrest بھی نہیں کیا جا رہا تو میری پورے ایوان کی طرف سے یہ گزارش ہو گی کہ اس پر نوٹس لیا جائے اور ان خواتین کو جو اپنی زندگی کی بازی تو ہار گئی ہیں لیکن ہم خواتین جو یہاں پر موجود ہیں ہمیں ان کے لئے بات کرنی چاہئے اور ان کو انصاف دلانا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، وزیر انسانی حقوق!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ نے جو یہاں پر بتایا ہے ان دونوں باتوں پر نوٹس لیا جائے گا اور جو بھی اس میں مجرمان ہوئے .They will come to the task کسی کو immunity حاصل نہیں ہو گی، انہوں نے یہ بھی خود ہی کہا ہے کہ Some accused, they are on the pre-arrest bail. اس کا مطلب ہے کہ ان پر پرچہ درج ہو چکا ہے۔ Pre-arrest bail پر تو کسی کو arrest نہیں کیا

جا سکتا لیکن پھر بھی ان کی bails خارج کروا کر پکڑنے کے لئے سعی کی جائے گی تاکہ ان کی ضمانتیں خارج کروائی جائیں اور اس میں جو بھی مجرمان ہوئے اس کی انکوائری بھی کی جائے گی اور جو بھی اس میں ذمہ داران پائے گئے ان کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ میں تمام معزز ممبران سے گزارش کروں گا۔۔۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔

جناب سپیکر: جی، کیا آپ میری ایک بات سُن لیں گے، سُننے کی ہمت ہے یا نہیں ہے؟ تشریف رکھیں۔ جب سپیکر بول رہا ہو تو اس وقت اس کو interrupt نہیں کیا جاتا۔ آپ کی مہربانی ہے۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ جب کوئی معزز مقرر بول رہے ہوں تو سپیکر اور ان کے درمیان سے گزرنے سے پرہیز کیا جائے، قواعد کے مطابق اسی طرح سے ہے جو میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔ میں آپ سے ملتمس ہوں کہ ان چیزوں کا خیال رکھیں۔ آپ کو بہت دُنیا دیکھتی ہے، میں اکیلا ہی نہیں دیکھتا۔ آپ کی مہربانی۔

چودھری رضا نصر اللہ گھمن: جناب والا!. Sorry

جناب سپیکر: میں آپ کو نہیں کہہ رہا، میں سب کی بات کر رہا ہوں۔

چودھری رضا نصر اللہ گھمن: جناب والا! میں سب کی طرف سے sorry کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ سردار صاحب! اب آپ فرمائیں!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں ایک اہم مسئلہ آپ کے توسط سے عزت مآب وزیر زراعت کی خدمت میں گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ وقت دیکھ رہے ہیں؟ یہ تحاریک التوائے کار کے لئے ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب والا! یہ محکمہ زراعت واٹر مینجمنٹ گریٹر تھل کینال کے متعلق ہے۔ اس میں کچھ contract ملازمین تھے جس میں ضلع بھکر، میانوالی، خوشاب، لیّہ اور مظفر گڑھ کے تقریباً 56 ملازمین تھے۔۔۔

جناب سپیکر: وزیر زراعت! یہ جو کہہ رہے ہیں آپ اسے note فرمائیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جی، درست ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! یہ 56 ملازمین تھے جنہوں نے آٹھ سال اس پراجیکٹ پر کام کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس پر باقاعدہ کوئی تحریک التوائے کار لائیں، کوئی اور چیز لائیں جس پر میں نوٹس بھی لے سکوں اور آگے ان کو بتا سکوں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اجلاس 29۔جون تک چلنا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو کس نے بتایا ہے کہ اجلاس 29۔جون تک چلنا ہے؟ ہم نے تو آپ کو 3۔تاریخ تک کے لئے ایجنڈا بھیجا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب والا! میرے نوٹس میں نہیں ہے۔اگر وزیر موصوف یہ kindly note فرما لیتے تو بہتر تھا۔یہ 56 ملازمین ہیں جو گریٹر تھل کینال پراجیکٹ پر آٹھ سال سے کام کر رہے تھے ان کو بے روزگار کیا جا رہا ہے اور ان کا contract ختم کیا جا رہا ہے۔ میری آپ کے توسط سے اتنی استدعا ہو گی کہ ان بچوں کو جو تقریباً سب کمپیوٹر آپریٹر ہیں ان کو محکمہ زراعت میں کسی اور جگہ کھپایا جائے۔ مہربانی

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 13/24 ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! میں نے ایک تحریک استحقاق جمع کروائی تھی وہ شاید ابھی تک put up نہیں ہو رہی۔اس کے لئے میری آپ سے request تھی۔

جناب سپیکر: آپ کو ہماری طرف سے کوئی letter ملا ہے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ پہلے آپ نے میری تحریک استحقاق کو وزیر قانون کے پاس for comments بھیجا تھا۔پھر آپ نے ان سے مشورہ کرنے کے بعد ڈی آئی جی (آپریشن) کو forward کر دی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ Rules کو تو آپ ہی بہتر جانتے ہیں آپ سے بہتر کوئی بھی نہیں جانتا، آپ ہمارے سپیکر ہیں اور سب کچھ آپ کے اختیار میں ہے لیکن میری گزارش یہ ہو گی کہ جن لوگوں کے خلاف میں نے بات کی ہے ان ہی لوگوں کے پاس میری تحریک

استحقاق کو forward کر دیا گیا ہے ۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ میری تحریک استحقاق اس ایوان میں put ہوتی یہاں سے آپ اسے reject کر دیتے یا accept کر لیتے، یہ ایوان کی صوابدید پر ہونا چاہئے۔ اب آپ نے میری تحریک استحقاق کو ڈی آئی جی (آپریشن) کے پاس بھیج دیا ہے کہ وہ میرے اس matter کو دیکھیں۔ان ہی لوگوں کے خلاف تو میں نے بات کی ہے۔

جناب سپیکر: سیکرٹری صاحب!اس اجلاس کے بعد آپ مجھے ان کی تحریک استحقاق بھی دکھائیں اور comments بھی دکھائیں جو انہوں نے دیئے ہیں پھر اس کے بعد میں اس پر فیصلہ کروں گا۔تشریف رکھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: شکریہ

جناب سپیکر: خسرے کی وباء پر تحریک التوائے کار نمبر 13/24 منجانب محترمہ ثمینہ خاور حیات آئی تھی جس پر بات ہوئی ہے اور وزیر قانون نے جواب دے دیا ہے لہذا Rule 83(D) کے تحت اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 13/27 ڈاکٹر مراد راس اور دوسرے ساتھی بھی ہیں لیکن ان کا نام لینا بہتر نہیں ہے۔اسی طرح تحریک التوائے کار نمبر 13/115 منجانب محمد عارف عباسی dispose of کی جاتی ہے۔اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 13/41 چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار وقاص حسن مؤکل صاحب کی طرف سے ہے۔

لاہور اور دوسرے شہروں میں بچے اور نوجوان نہروں میں نہاتے ہوئے ڈوب کر مرنے سے عوام میں خوف وہراس کا پایا جانا

چودھری عامر سلطان چیمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 11۔جون2013 کے قومی اخبارات میں یہ خبریں شائع ہوئی ہیں کہ لاہور اور دوسرے شہروں میں نہاتے ہوئے بچے اور جوان نہروں اور دریاؤں میں ڈوب کر ہلاک ہو رہے ہیں۔اس تشویشناک خبر سے تمام عوامی حلقوں میں خوف اور سراسیمگی پیدا ہو رہی ہے چونکہ نہروں اور دریاؤں میں نہانے پر ایک طرف تو کوئی پابندی نہیں تو دوسری طرف مناسب حفاظتی اقدامات جیسا کہ life saving guards کی کوئی موجودگی نہیں چونکہ یہ بہت اہم معاملہ ہے اور اس کا تعلق انسانی جانوں کے ضیاع سے ہے اس لئے حکومت سے مطالبہ ہے کہ نہروں اور دریاؤں خصوصاً شہروں کے

قریب حفاظتی اقدامات کئے جائیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار آج ہی انہوں نے پڑھی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہوگی کہ اسے اگلے ہفتے تک کے لئے pendingفرمادیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار میاں محمود الرشید، ڈاکٹر مراد راس اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا کی طرف سے ہے۔کون اس کو پڑھنا چاہے گا؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب والا! میں پڑھوں گی۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

فیصل آباد کھرڑیانوالہ شیخوپورہ روڈ پر طویل لوڈشیڈنگ کے خلاف احتجاج کرنے والوں پر پولیس کا لاٹھی چارج، چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کرنا

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo میں یہ تحریک پیش کرنا چاہتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 12۔جون2013 کی خبر کے مطابق فیصل آباد میں بجلی کی طویل بندش کے خلاف ہزاروں افراد نے مظاہرہ کیا اور FESCOآفس کو آگ لگا دی۔ بیشتر علاقوں میں پانی کی قلت نے مشکلات میں اضافہ کر دیا۔ فیصل آباد کے علاقے کھرڑیانوالہ میں ہزاروں افراد نے شیخوپورہ روڈ FESCOآفس میں داخل ہو کر توڑ پھوڑ کی اور بعد ازاں اسے آگ لگا دی۔ مظاہرین نے گرڈ سٹیشن میں داخل ہونے کی کوشش کی جس پر پولیس کی اضافی نفری طلب کر کے مظاہرین پر لاٹھی چارج اور شیلنگ کی گئی۔اس دوران شدید جھڑپیں ہوئیں۔ فریقین نے ایک دوسرے پر پتھراؤ بھی کیا جس سے کئی مظاہرین زخمی ہوئے۔اس دوران مظاہرین گھروں میں چھپ گئے جس پر پولیس چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کرتے ہوئے دیواریں پھلانگ کر اور دروازے توڑ کر اندر داخل ہو گئی اور خواتین اور بچوں کو بھی تشدد کا نشانہ بنایا۔اس موقع پر بپھرے ہوئے اہلکاروں نے گھروں کے اندر بھی دروازے اور گھریلو اشیاء توڑ ڈالیں اور بیسیوں افراد کو بدترین تشدد کا نشانہ بناتے ہوئے باہر لایا

گیا، بعد ازاں گرفتار کر لیا گیا۔ پولیس کی طرف سے بدترین شیلنگ سے تین شیر خوار بچے اور متعدد خواتین بھی زخمی ہو گئیں۔اس دوران ٹریفک کا نظام معطل رہا۔اس خبر سے صوبہ بھر کی عوام بالخصوص فیصل آباد کی عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے اور وزیر اعلیٰ سے مطالبہ کیا ہے کہ چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!اس کا باقاعدہ جواب ابھی نہیں آیا چونکہ یہ تحریک التوائے کار fresh ہے لیکن اس بارے میں جو بہت زیادہ ذمہ دار عناصر تھے ان کے خلاف سخت کارروائی کی گئی ہے اور ان کے خلاف پرچہ بھی درج ہوا ہے لیکن اس کا باقاعدہ written answer ابھی تک موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اس کی مفصل رپورٹ منگوا کر ایوان کو بتایا جائے. Pending it till Saturday

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب والا!اگر اجازت ہو تو اس پر عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب والا!میں اس سلسلے میں وزیر موصوف کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ تحریک التوائے کار fresh نہیں ہے بلکہ اس واقعہ کو ہوئے ڈیڑھ ہفتہ گزر گیا ہے اور اسی دن ہم نے یہ تحریک جمع کروادی تھی۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔ جس دن تحریک التوائے کار پڑھی جائے اس دن کو شمار کیا جاتا ہے کیونکہ نوٹس اس کے بعد جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ پورے پنجاب کے اندر لوگوں کی زندگی اجیرن ہو چکی ہے، لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے دوبارہ جگہ جگہ مظاہرے ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف پچھلے دور میں خود agitation کو lead کرتے رہے ہیں۔ آج وہ لوگ جن کو توقع تھی کہ نئی حکومت آئے گی اور ہمیں کچھ relief ملے گا مگر اب پہلے سے زیادہ اذیت ناک صورتحال سے دو چار ہیں۔ حکومت کو فوری طور پر relief دینا چاہئے، ہم تو یہاں ٹھنڈے ایوان میں بیٹھے ہیں آپ ذرا باہر نکل کر دیکھیں کہ بلکتے بچوں کا کیا حال ہے، مریضوں کا کیا حال

ہے،بوڑھوں کا کیا حال ہے ؟for God sake اور پھر لوگ اگر جذباتی ہو کر باہر نکلتے ہیں احتجاج کرتے ہیں تو احتجاج کا حق تو ان سے نہ چھینا جائے۔ان پر وحشیانہ تشدد کر کے اور جس طرح میڈیا پر پوری قوم نے دیکھا کہ گھروں میں گھس کر خواتین کو مارا پیٹا گیا یہ شرمناک بات تھی۔میرا خیال ہے کہ وزیر موصوف کو کوئی clear cut جواب دینا چاہئے کہ یہ سارا واقعہ کیوں ہوا؟آیا ان پولیس افسران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی یا نہیں ؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!جس طرح اپوزیشن لیڈر صاحب نے سسکتے انداز میں یہ بات کی ہے میرے خیال میں یہ پہلے بھی اس ایوان کے ممبر رہے ہیں۔انہوں نے اسے کافی جذباتی بنایا میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ پورے پاکستان میں ایک مسئلہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر:ان کا مقصد ہے کہ پُرامن احتجاج۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!جس طرح وہ serious بات کر رہے تھے اس پر ممبران کو clapping نہیں بلکہ اس پر انہیں خاموش رہنا چاہئے تھا چونکہ یہ کوئی بہت بڑی بات نہیں ہے۔ابھی پرسوں پشاور میں مسجد میں بم دھماکہ ہوا،وہاں پر نمازی بھی محفوظ نہیں ہیں۔ایک طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کے خلاف کارروائی کریں اور دوسری طرف ان کی favour کر رہے ہیں۔میں محترم قائد حزب اختلاف کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ بڑے اچھے مقرر ہیں،میں ان کو جانتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر:مقرر کی بات نہیں ہے۔آپ معاملے کو controversial نہ بنائیں۔آپ کی مہربانی

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت(جناب خلیل طاہر سندھو):bone of contention نہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال:یہ issue نہیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت(جناب خلیل طاہر سندھو):یہ کوئی طریق کار نہیں۔میں کہہ رہا ہوں کہ مکمل طور پر ان کے خلاف کارروائی کی گئی ہے،پرچہ بھی دیا گیا ہے لیکن آپ نے جب تک اسے pending فرمایا ہے اس دن پورے ایوان کو مفصل اور مکمل جواب دیا جائے گا اور اس میں جو لوگ بھی شامل ہیں ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: بس اتنی بات ہے۔اس میں لمبی بحث میں نہ جائیں۔ شکریہ۔ تحریک التوائے کار نمبر 50/13 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔ محترمہ! کیا یہ same issue ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی۔

جناب سپیکر: اسے بھی pending کرتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی ٹھیک ہے لیکن ابھی پڑھنے کی ضرورت تو نہیں ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، کوئی ضرورت نہیں ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 52/13 بھی محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔

جڑانوالہ کے نواحی گاؤں 53 گ ب ڈھیسیاں میں دکاندار کے ہاتھوں آٹھ سالہ طالب علم کی ہلاکت

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ "روزنامہ اوصاف مورخہ 11۔جون 2013 میں ایک خبر شائع ہوئی تھی کہ درندگی کی انتہا ضلع فیصل آباد میں دکاندار نے برف کا ٹکڑا اٹھانے پر سوا سر پر مار کر آٹھ سالہ بچے کو قتل کر دیا۔" تفصیل کچھ یوں ہے کہ جڑانوالہ کے نواحی گاؤں 53 گ ب ڈھیسیاں میں برف فروش نے برف کا ٹکڑا اٹھانے پر تیسری جماعت کے طالب علم آٹھ سالہ بچے ثاقب کو سر پر سوا مار کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ذرائع کے مطابق ثاقب کے والدین نے اسے دس روپے کی برف لانے کے لئے برف فروش شہباز عرف کالے کی دکان پر بھیجا۔جہاں بچے نے برف کا چھوٹا سا ٹکڑا اٹھایا تو دکاندار نے گالی دینا شروع کر دی۔ گالی سے منع کرنے پر ظالم نے طیش میں آکر اسے سوا مار دیا جس پر بچے کو ہسپتال پہنچایا گیا وہاں بچہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گیا۔ ملزم موقع سے فرار ہو گیا اس واقعہ پر اہل علاقہ نے شدید احتجاج کیا اور ملزم کو پکڑنے کا مطالبہ کیا۔ ملزم ابھی تک مفرور ہے اس کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔ متذکرہ واقعہ سے جڑانوالہ کی عوام میں سخت غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ یہ واقعہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جہاں تک ان کی یہ بات کہ کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی اس سلسلے میں عرض ہے کہ ملزم کے خلاف 302 کا مقدمہ درج رجسٹرڈ ہوا ہے۔ یہ تحریک التوائے کار آج پڑھی گئی ہے میری استدعا ہے کہ آپ اسے pending فرمادیں اس کا باقی جو تفصیلاً جواب ہے میں وہ ایوان میں دے دوں گا۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار Saturday تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! محترمہ نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے ذرائع اور ٹی وی کی فوٹیج کے مطابق اس میں ملزم اسی دن پکڑا گیا تھا اس کے خلاف پرچہ بھی درج ہو چکا ہے۔ منسٹر صاحب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ تھوڑا سا اپنے آپ کو update کر کے اسمبلی میں بیٹھا کریں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ نے سنا نہیں، انہوں نے یہ پہلے فرمایا ہے کہ اس کے خلاف پرچہ درج ہو چکا ہے، ملزم بھی پکڑا گیا ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ اس کی پوری تفصیل بعد میں دیں گے۔ جی، چودھری صاحب! آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 61 ہے اسے پیش کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس سے پہلے تحریک التوائے کار نمبر 56 میری اور سردار وقاص حسن مؤکل صاحب کی ہے۔

جناب سپیکر: یہ تو pending ہو گئی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس کا نمبر تو اب آ رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تحریک التوائے کار نمبر 56 پڑھیں اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 61 ہے۔

منڈی بہاؤالدین بھیرووال کی 16 سالہ لڑکی کا اغواء اور پولیس کی تحویل میں چوکی انچارج کا ساتھی سمیت زیادتی کا نشانہ بنانا

چودھری عامر سلطان چیمہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "اوصاف" مورخہ 12۔جون 2013 کے مطابق منڈی بہاؤالدین بھیرووال کی رہائشی 16 سالہ مریم کو کار سواروں نے اغواء کیا اور اس کی چیخ وپکار سن کر ٹاہلی اڈا پولیس چوکی پر بازیاب کرایا گیا۔ متاثرہ

لڑکی نے بتایا کہ چوکی انچارج اے ایس آئی اعجاز ساتھی آصف کے ساتھ مل کر زیادتی کا نشانہ بناتے رہے اور اس دوران اپنی تحویل میں رکھا۔ اغواء کاروں کو گرفتار کرنے اور اسے گھر بھیجنے کے لئے اس کے بھائیوں سے بھاری رشوت وصول کی۔ اس واقعہ سے پورے علاقے میں خوف وہراس پیدا ہو گیا اور لوگوں نے احتجاج کیا۔ اعلیٰ حکام پولیس کی اس زیادتی کا نوٹس لے کر مجرموں کو سخت سے سخت سزا دلوائیں اور اغواء کاروں کی گرفتاری کو بھی جلد ممکن بنائیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار ابھی آج ہی پڑھی گئی ہے، آپ اسے دو یا تین دن تک کے لئے pending کر لیں میں اس کا تفصیلی جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے Pending till Saturday

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کل آپ نے مہربانی فرمائی تھی۔

جناب سپیکر: جی، میں نے آپ سے وعدہ ضرور کیا تھا اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے۔آپ کی تحریک التوائے کار آ بھی چکی ہے لیکن میں ایوان سے گزارش کروں گا کہ قاعدے کے مطابق تو turn کے بغیر لانا ٹھیک نہیں ہے لیکن میں اجازت لیتا ہوں اگر ایوان نے اجازت دے دی تو پھر پیش کر لینا۔ چھانگا مانگا سے متعلقہ ان کا ایک important matter ہے۔ حلقہ ان کا بھی ہے اور کچھ تھوڑا سا علاقہ میرا بھی بنتا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو یہ اسے پڑھ لیں۔

معزز ممبران: جی، اجازت ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 120 ہے۔ چودھری صاحب ان کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

ڈی ایف او چھانگا مانگا کا عرصہ دراز سے قائم مزدوروں کی بستی کو بذریعہ بلڈوزر گرانا

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 11۔جون2013 کو ڈویژنل فارسٹ آفیسر DFO چھانگا مانگا نے جنگل میں عرصہ دراز سے مقیم مزدوروں کی بستی جو چھانگا مانگا جنگل میں ہی مزدوری کرتے ہیں کو بلا جواز بذریعہ بلڈوزر گرانا شروع کر دیا۔ان غریب مزدوروں اور ان کی عورتوں بچوں کو سامان اٹھانے کا موقع بھی نہ دیا گیا جس کے نتیجہ میں تین بچوں کے بازو ٹوٹ گئے۔عورتوں کو جانوروں کی طرح پیٹا گیا قرب و جوار سے لوگ بڑی تعداد میں مشتعل ہو گئے اور جب جھگڑے کا امکان بہت بڑھا تو محرک نے اطلاع ملنے پر ڈی سی او قصور اور اے سی چونیاں کو حالات کے بارے میں اطلاع دی جس پر اے سی چونیاں فوری طور پر موقع پر پہنچی اور تمام واقعات اور چشم دید گواہان کو سننے کے بعد ڈی سی او قصور کو ایک تحریری رپورٹ لکھی جس کا کچھ حصہ اس طرح سے ہے

On 11-06-2013, the Divisional Forest Officer, Chhanga Manga started operation for the eviction of illegal occupants. It is pertinent to mention here that the occupants have constructed Pacca houses which was to be removed. So many inhabitants of the area gathered and asked the D.F.O/S.D.F.O that valuable luggage and articles are available in their houses and female/children are present in the houses. They requested that chance be given to them but the request was turned down and operation was started due to which the children present in the houses were injured. The undersigned immediately went the spot and intervened the matter. The general public complained that the D.F.O is giving Rs. 75/- to the daily wages baildars per day but an amount of Rs 300/- per day is being withdrawn from Government Treasury. After negotiation with the protesters and with the help of Mr. Saleem Farzand Bhatti and Malik Pervaiz the protest stopped.

The people has strong reservation and solid complaints against the D.F.O. D.F.O has mishandled the cases. It is requested that an inquiry into the matter may be initiated and complaints of the people be addressed for an amicable solution.

محکمہ جنگلات نے 900مزدوروں اور 150 عورتوں کے خلاف دو عدد مقدمات درج کرادیئے ہیں اور ان سب کا جینا مشکل کر دیا گیا ہے۔ معاملہ کی نوعیت سنگین ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میری صرف یہ گزارش ہے کہ آپ ایک کمیٹی مقرر کر دیں، میں ثابت کروں گا کہ وہاں کس قدر بڑی کرپشن ہے۔ تین سو روپے ان غریب daily wages بیلداروں کے نام سے حکومتی خزانے سے وصول کئے جاتے ہیں جبکہ ان کو صرف -/75 روپے دیئے جاتے ہیں۔ یہ مسئلہ اسی وجہ سے ہوا ہے۔ آپ یہ مہربانی کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور مجھے وزیر قانون سے جواب لینے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! جواب میں دیر لگ جائے گی اور وہاں پر حالات اچھے نہیں ہیں۔ لوگ اور چھوٹے چھوٹے بچے باہر پڑے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کی پہلے رپورٹ آ لینے دیں اس کے بعد آپ کا جو فیصلہ ہو گا اس پر عمل کیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! منسٹر صاحب کو معاملے کی سنگینی کا علم نہیں ہے۔ یہ میرا اور جناب کا بھی حلقہ ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! حلقے کی بات نہیں ہے بلکہ طریق کار کے مطابق اس کا جواب لینا ضروری ہے۔

شیخ علاؤالدین: حلقے کی بات نہیں تو پھر اور کس کی بات ہے، اگر حلقے کی بات نہیں کرنی تو پھر اور ہم یہاں کیا لینے آئے ہیں؟

MR SPEAKER: I don't want to be bias.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اگر یہاں پر میں نے اپنے حلقے کی بات نہیں کرنی تو پھر میں یہاں کیا لے رہا ہوں؟

MR SPEAKER: Let him adopt proper way.

شیخ صاحب!رپورٹ تو آنے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!رپورٹ آنے میں تو بڑے دن لگ جائیں گے یا تو آپ اسے کل پر رکھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!اس بارے میں محترم شیخ صاحب سے میری پرسوں بھی بات ہوئی تھی۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ معاملہ بہت زیادہ سنگین ہے تو آپ اس کو ایوان میں اُٹھائیں میں اس کو take up کرنے کے لئے تیار ہوں۔ یہ ان کا اور آپ کا بھی حلقہ ہے۔ انہوں نے پرسوں بھی کوشش کی اور آپ نے ان کی کوشش ناکام بنادی۔ اس کے بعد پھر انہوں نے کل کوشش کی اور کل بھی ان کی کوشش کامیاب نہیں ہو سکی۔ اب شیخ صاحب ہمارے اوپر اتنا نہ برسیں۔ یہ تحریک آج take up ہو گئی ہے۔ میں آج ہی اس کی رپورٹ منگوالیتا ہوں اور انشاءاللہ کل اس کا جواب آ جائے گا بلکہ اس سے متعلقہ جو لوگ ہیں ان کو آپ کے چیمبر میں بُلا کر آپ اور شیخ صاحب کے ساتھ بٹھادیں گے۔ اس بارے میں پھر آپ جو حل تجویز کریں گے انشاءاللہ اس کے اوپر عملدرآمد کرایا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ تحریک التوائے کار نمبر61، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 12۔جون2013 کی خبر کے مطابق۔۔۔

جناب سپیکر: محترم!اس طرح کی identical تحریک التوائے کار پہلے پیش ہو چکی ہے اس لئے اس تحریک کو بھی اُسی کے ساتھ joint کر دیتے ہیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!یہ پہلی والی تحریک التوائے کار جیسی ہی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں،اس تحریک التوائے کار کو اُس کے ساتھ joint کر دیتے ہیں اور اس کو pending کیا جاتا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! مجھے یہ تحریک پڑھ تو لینے دیتے۔

جناب سپیکر: پہلے اسی طرح کی ایک تحریک التوائے کار پڑھی جا چکی ہے اور آپ نے بھی بتا دیا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کی ہے۔کیا وہ تشریف رکھتی ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس کو pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میرے پاس ان کی کوئی request نہیں آئی۔اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 64 خواجہ محمد اسلام کی طرف سے ہے۔یہ تحریک بھی فیصل آباد کے واقعہ سے متعلق ہے لہذا اس کو بھی اُس پہلی تحریک کے ساتھ link کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار احسن ریاض فتیانہ صاحب کی ہے۔کیا وہ تشریف فرما ہیں؟۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 80 میاں محمد اسلم اقبال صاحب کی ہے۔

فیروزپور روڈ پر مسلم ٹاؤن وحدت روڈ فلائی اوور کے غلط نقشے اور ڈیزائن کی وجہ سے موڑ کاٹتے ہوئے متعدد افراد ہلاک

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 11۔جون 2013 کو 35 سالہ نوجوان جس کا نام شیخ محمد رمضان ولد شیخ فضل حسین کچارواں روڈ رحمان پورہ کا رہنے والا تھا، اپنے بیٹے کے ساتھ موٹر سائیکل پر فیروزپور روڈ بذریعہ فلائی اوور مسلم ٹاؤن موڑ، وحدت روڈ جا رہا تھا کہ فلائی اوور پر انتہائی خطرناک موڑ کاٹتے ہوئے فلائی اوور کے اوپر سے نیچے گرا اور موقع پر دم توڑ گیا۔اس فلائی اوور پر یہ پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے متعدد بار ایسے واقعات رونما ہو چکے ہیں اور تقریباً پندرہ سے بیس لوگ اپنی قیمتی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔مذکورہ فلائی اوور کے غلط نقشہ اور ڈیزائن پر عوام سخت غم و غصہ کا اظہار کر رہے ہیں اور اعلیٰ حکام سے گزارش کرتے ہیں کہ مذکورہ فلائی اوور کا ڈیزائن فی الفور تبدیل کیا جائے تاکہ مستقبل میں قیمتی جانوں کے ضیاع کا اندیشہ نہ ہو اور جو قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں ان کے ورثاء کو مالی امداد بھی دی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس تحریک کو بھی next week تک کے لئے pending فرمادیں تاکہ اس کا تفصیلی جواب منگوایا جاسکے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کو Saturday تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے ایک بات کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس پر بحث تو نہیں ہو سکتی۔

میاں محمد اسلم اقبال: بحث نہیں بلکہ دو لفظ کہنے کی اجازت چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، کہہ لیں۔ پنجابی میں کہتے ہیں کہ "سُر دے وگیا جے"

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ اس تحریک کو بے شک ایک ہفتے تک pending کر لیں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن گزارش یہ ہے کہ یہ بہت ہی خطرناک فلائی اوور ہے۔ اگر یہاں پر مواصلات و تعمیرات کے وزیر صاحب تشریف فرما ہیں تو وہ اس کا کوئی بہتر حل نکالنے کی کوشش کریں۔ اس فلائی اوور سے روزانہ کوئی نہ کوئی آدمی گرتا ہے۔ اسی فلائی اوور سے ایک پوری کی پوری گاڑی نیچے آگری تھی۔

جناب سپیکر: آپ نے نشاندہی کر دی ہے اس کا بہت شکریہ۔ اب وزیر صاحب اس کی مفصل رپورٹ لیں گے اور پھر آپ کو بتائیں گے۔ اس کے بعد اگر یہ تحریک بحث کے لئے admit ہو گئی تو اچھی بات ہے اس پر ایوان میں بحث بھی ہو جائے گی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس فلائی اوور پر کوئی تحفظ کا بندوبست ہی کر دیں تاکہ وہاں پر قیمتی جانیں تو ضائع نہ ہوں۔

جناب سپیکر: بالکل اگر ایسی صورتحال ہے تو اس کا بندوبست ضرور کیا جانا چاہئے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 90/13 ہے۔ یہ جناب اعجاز خان، جناب اعجاز حسین بخاری اور ڈاکٹر صلاح الدین خان کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ کیا ان میں سے کوئی صاحب ایوان میں موجود ہیں؟۔۔۔ نہیں ہیں اس لئے اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 98/13 محترمہ راحیلہ انور صاحبہ اور محترمہ نوشین حامد صاحبہ کی طرف سے ہے۔ یہ تحریک بھی فیصل آباد واقعہ سے متعلق ہے لہذا اس کو بھی اسی کے ساتھ attach کیا جاتا ہے۔ تحاریک التوائے کار مکمل ہوئیں اور اب وقت بھی ختم ہو گیا ہے۔ میں

وزیر قانون سے مشورہ کرنے کے بعد تھوڑی سی ترمیم کرنا چاہوں گا۔ ہم نے 12 بجے تک گلوٹین apply کرنے کا وقت رکھا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس کو تھوڑا سا بڑھا لیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سیکرٹری اسمبلی یہ بات میرے نوٹس میں لائے تھے کہ آپ اس کے اوپر بات کرنا چاہتے ہیں تو میں نے قائد حزب اختلاف سے request کرتے ہوئے بات کی ہے اور وہ اس بات پر رضامند ہیں۔ چونکہ اجلاس تقریباً ایک گھنٹہ لیٹ شروع ہوا ہے اس لئے جو آپ نے 12 بجے گلوٹین apply کرنی ہے وہ ایک بجے کر دی جائے۔ اس وقت Health کی cut motion چل رہی ہے، اگر وہ complete ہو جائے گی تو اُس کے بعد miscellaneous departments کی cut motions کو لے لیا جائے اور اگر Health کے اوپر ہی بات ہوئی تو آپ ایک بجے تک cut motions کا time extend فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ صبا صادق (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ صبا صادق صاحبہ!

صوبہ میں خواتین کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کے ازالہ اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے معزز خواتین ممبران پر مشتمل کمیٹی قائم کرنے کا مطالبہ

محترمہ صبا صادق (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ کی اور اس معزز ایوان کی توجہ ایک important issue کی طرف دلانا چاہ رہی ہوں۔ کل میڈیا پر چار پانچ ایسے واقعات میری نظر سے گزرے جن سے مجھے احساس ہوا کہ ان کی طرف ہمیں ضرور توجہ دینی چاہئے اور اس ایوان کے معزز ممبران کو بھی اس میں role دینا چاہئے۔ ہمارے ڈپٹی سپیکر صاحب کا تعلق راجن پور سے ہے اور اُن اضلاع سے ہمارے باقی معزز ممبران بھی یہاں پر تشریف فرما ہیں جہاں کل ایسے واقعات ہوئے جن کی وجہ سے ہمیں کافی سوچ بچار اور عملی اقدامات کی ضرورت ہے۔ کل راجن پور میں ایک بچی کے ساتھ زیادتی کی گئی، سرگودھا میں ایک عورت کو اُس کے خاوند نے اس وجہ سے مار دیا کہ اُس کے گھر بیٹی کی پیدائش ہوئی تھی، غالباً ملتان میں سسرال والوں نے ایک عورت کے اوپر تیزاب پھینک کر اُس کو جُھلسا

دیا،پتانہیں اُس بے چاری کی کیا حالت ہے اور اسی طرح سے ایک اور عورت کے اوپر ظلم ہوا۔ ہم یہاں پر بہت ساری نمائندہ خواتین اس ایوان میں موجود ہیں۔ میں آپ سے اور وزیر قانون سے بھی باادب گزارش کروں گی کہ اُن خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے،اُن کے معاشی استحکام کے لئے اور اُن کی دادرسی کے لئے کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ اس ایوان میں کوئی ایسی کمیٹی تشکیل دے دی جائے جو ایسے واقعات کو دیکھے، اُن کی قانونی امداد کرائے، ہمارے وزیر قانون اُس کمیٹی کو head کریں، ہمارے منسٹر صاحبان اُس کمیٹی کی میٹنگوں میں شرکت کریں اور نمائندہ خواتین ایسے واقعات کی روک تھام، اُن کی میڈیکل ایڈ، اُن کی لیگل ایڈ کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ میری دوسری درخواست یہ ہو گی کہ جب خواتین کو کوئی important role دیا جائے گا تو جس طرح سے خواتین کے معاملات میڈیا میں آتے ہیں کہ اِدھر سے ایک بات ہوئی تو دو جواب اُدھر سے آئے، دو جواب اُدھر سے آئے تو چار جواب اِدھر سے آئے۔ ہمارے معاشرے میں جو معاملات ہیں اب پاکستان اُن کا متحمل نہیں ہے تو میں آپ سے درخواست کروں گی کہ ماشاء اللہ سب خواتین پڑھی لکھی ہیں، کوئی ڈاکٹر ہے، کوئی وکیل ہے، کوئی سائیکاٹرسٹ ہے تو اسی طرح سے ہر خاتون ماشاء اللہ کام کرنا جانتی ہے۔ خدارا اِن کو کوئی role دیجئے، ان کو empower کیجئے، ان کو معاشرے میں بھیجئے، ان کو خواتین کی دادرسی اور اُن کے آنسو پُونچھنے کے لئے کوئی کردار دیجئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ محترمہ! آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا تھا لیکن آپ نے بنا لیا۔ جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سے پہلے کہ محترمہ کی بات کا جواب دوں۔ رانا محمد افضل خان صاحب ہمارے اس ایوان کا حصہ رہے ہیں اور انہوں نے اس ایوان میں بڑی گراں قدر خدمات انجام دیں اور اُس کے بعد وہ اس الیکشن میں فیصل آباد سے ایم این اے منتخب ہوئے وہ آج گیلری میں موجود ہیں تو میں آپ کی وساطت سے اُنہیں خوش آمدید کہنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، ہم اُنہیں welcome کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات کی ہے اس میں جہاں تک نمائندہ خواتین کو role ادا کرنے کا تعلق ہے تو اس وقت پنجاب کی کیبنٹ جو کہ ابھی مکمل نہیں ہے اس میں 21 ممبران ہیں جبکہ آئینی طور پر 39 لوگ کیبنٹ کا حصہ ہو سکتے ہیں تو محترم وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس کیبنٹ میں دو خواتین کو accommodate کیا ہے، اُن کو role دیا ہے اور آپ کے علم میں ہے کہ پچھلے

tenure میں وومن ڈویلپمنٹ کے لئے ایک علیحدہ منسٹری قائم کی گئی۔اس کے علاوہ خواتین کے عالمی دن کے موقع پر ہم نے خواتین کوempowerment کرنے کے لئے ایک package کے طور پر amendments کی ہیں اُس میں محترمہ ڈکیہ شاہنواز اور پچھلے دور میں ہمارے اس ایوان میں جو خواتین ممبران تھیں انہوں نے بھی اس میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا تو گزارش یہ ہے کہ خواتین کو role and space دی جارہی ہے۔اب میری بہنوں کا یہ کام ہے کہ وہ آگے بڑھ کر اُس spaceکو fill کریں اور اپنے کردار کو زیادہ سے زیادہ مؤثر بنائیں۔ میں اسی بات سے یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ نے پچھلے دنوں میں دیکھا ہوگا کہ سندھ اسمبلی میں ایک واقعہ ہوا اور اُس واقعہ کو میڈیا نے بہت زیادہ highlight کیا،اُس کے دوسرے دن پنجاب میں ایک واقعہ ہوا اُس کو بھی میڈیا نے کافی highlight کیا اور اُس واقعہ کے highlight کرنے میں ایک تھوڑے سے negative پہلو کو دکھایا گیا تو میں اس سلسلہ میں عرض کروں گا کہ میڈیا جہاں ہمارے اوپر تنقید کرتا ہے اور ہمیں promote کرتا ہے وہاں پر میڈیا اصلاح کا کام بھی کرتا ہے۔ ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ میڈیا نے اُس واقعہ کو out of proportion دکھایا لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ جی بات ہوئی کوئی نہیں اور میڈیا نے خود اپنے سے بنا کر یہ کر دیا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری معزز بہنیں اس پہلو کا بھی خیال کریں اور کوئی ایسا موقع انہیں نہیں دینا چاہئے کہ جس کو میڈیا اس انداز سے highlight کرے کہ یہاں پر ہماری بہنیں جو مثبت کردار ادا کرتی ہیں اُس مثبت کردار کے اوپر اُس negativity کو بڑھانے کا موقع ملے۔ بہت شکریہ

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 کے مطالبات زر پر عام بحث اور رائے شماری

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: اب ہم گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت 14-2013 کے مطالباتِ زر پر کارروائی دوبارہ شروع کرتے ہیں۔ کل کے اجلاس میں مطالبہ زر PC-21013 اور PC-21015 پیش کردہ کٹوتی کی تحریک پر ووٹنگ ہو چکی ہے اور مطالبہ زر PC-21016 پر پیش کردہ کٹوتی کی تحریک پر تقاریر ہو رہی تھیں کہ اجلاس کا وقت ختم ہو گیا۔ باقی محرک جو تقاریر کرنا چاہتے ہیں وہ اپنی تقاریر کر لیں۔ کل اعلان کیا گیا تھا کہ کٹ موشن کے ذریعے مطالباتِ زر پر کارروائی آج دوپہر 12 بجے تک تھی ہم نے اس کو 12 بجے کی بجائے

ایک بجے تک کر دیا ہے اور میں یہ آپ کی اطلاع کے لئے عرض کر رہا ہوں۔ باقی ماندہ مطالباتِ زر پر کارروائی قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ (4)144 کے تحت گلوٹین کے اطلاق کے ذریعے براہِ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔ اب ہم کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ جی، چودھری صاحب!

مطالبہ زر نمبر PC-21016

(۔۔۔جاری)

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں کل اپنی تقریر wind up کر رہا تھا تو آپ نے اجلاس موخر کر دیا۔ میں اُس میں محکمہ صحت کے حوالہ سے گزارش کر رہا تھا کہ اس کی کٹوتی کی تحریک اس لئے دی گئی ہے کہ اس میں development and non-development میں بھی بڑا فرق ہے اور خاص طور پر ہمیں ریسرچ کے اوپر توجہ دینی چاہئے تھی اور ریسرچ کے حوالہ سے ڈویژن کی سطح پر انسٹیٹیوٹس بنانے چاہئیں تھے کیونکہ ہمارے پیرامیڈیکل سٹاف کی ٹریننگ کا بھی کوئی انتظام نہیں کیا جاتا۔ میں یہاں پر ایک چیز ضرور کہوں گا کہ انہوں نے کچھ بہتری کی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے لیڈی ہیلتھ ورکرز کو زچہ بچہ کے معاملات کے لئے permanent کیا اور اُن کو بہتر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس بجٹ میں اس چیز کا ذکر ضرور ہے لیکن اللہ کرے کہ یہ پچھلے پانچ سالوں کی طرح الفاظ کا گورکھ دھندہ نہ ہو بلکہ اس کو عملی جامہ پہنایا جاسکے۔ میری گزارش ہو گی کہ grass- Basic Health Units, root level and rural areas تک زچہ بچہ کے معاملات پر خاصی توجہ دینے کی ضرورت ہے اور صرف لیڈی ہیلتھ ورکرز کو ٹریننگ دینے کے ساتھ ساتھ دوسرے پیرامیڈیکل سٹاف کو بھی ٹریننگ دے کر ان Basic Health Units میں اُن کی حاضری کو یقینی بنایا جائے تو یقیناً بہتری اور انقلاب آ سکتا ہے۔ خدارا حکومت کو صحت کے حوالہ سے بہتر ترجیحات دینی چاہئیں اور انہوں نے یہ بجٹ کم دیا ہے اس وجہ سے میں نے کہا کہ اس سے بہتر ہے کہ اس کی کٹوتی ایک روپیہ کر دی جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کسی بھی جمہوری ملک کے اندر جب الیکشن ہوتے ہیں اور اس کے بعد عوام کی نمائندہ حکومت بنتی ہے تو وہ حکومت بجٹ عوام کے حالات وواقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے بناتی ہے اور اسمبلی میں پیش کرتی ہے تو وہ حکومت اس چیز کو ذہن میں رکھتی ہے کہ عوام کی مشکلات کو کس طرح

کم از کم کرنا ہے۔بجٹ بناتے وقت کئی چیزیں حکومت کے ذہن میں ہوتی ہیں،ان کی ترجیحات کیا ہیں اور کس طرح سے عوام کے مسائل کو کم کرنا ہے،انہوں نے الیکشن کے دوران جو وعدے عوام سے کئے ہوتے ہیں یا الیکشن میں جانے سے پہلے on the floor of the House باتیں کی ہوتی ہیں وہ ان کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی ایک رقم کسی بھی ادارے کے لئے رکھتے ہیں تاکہ عوام اس کے ثمرات سے مستفید ہو سکے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ دنیا کے ممالک جہاں پر جمہوریت ہے۔وہاں حکومت اپنا نظام چلانے کے لئے کوشش کرتی ہے کہ اس طرح کی پالیسیاں لائی جائیں کہ جس سے عوام کو فائدہ پہنچے۔آج کے دور کے اندر اگر ہم دیکھیں تو کوئی بھی بجٹ بناتے وقت ہمیں Three Es پر نظر ڈالنی پڑتی ہے نمبر1 Economy نمبر2 Efficiency اور نمبر3 Effectiveness ہے۔آپ نے جو پیسے کسی بجٹ میں رکھے ہیں،آپ کی economy کے لحاظ سے کدھر سے آنے ہیں،ان کو استعمال کس طرح سے کرنا ہے اور کتنے عرصہ میں کرنا ہے؟اگر میں موجودہ حکومت کی پچھلے دور کی کارکردگی پر نظر دوڑاؤں تو یہ بات تو عوام کو کہہ دی جاتی ہے کہ ہم آپ کے لئے اتنا زیادہ بجٹ رکھ رہے ہیں لیکن end of the day جب دیکھا جاتا ہے کہ اس بجٹ کا استعمال کتنا ہوا اور کس جگہ پر ہوا؟12-2011 کے بجٹ پر اگر ہم نظر دوڑائیں تو اس کا کل والیم 250 بلین ہے،allocation ہو گئی، مختلف محکموں کو پیسا چلا گیا،وہاں اس کی utilization ہونی تھی تاکہ عوام کو پتا چلے کہ ان کی نمائندہ حکومت نے ان کے لئے کیا کیا ہے لیکن بد قسمتی سے 250 بلین میں سے 137 بلین خرچ ہوا،پورے سال کے دوران 55 فیصد کل بجٹ کی utilization رہی۔جب بجٹ آتا ہے تو عوام اخبارات اور ٹی وی میں دیکھتے ہیں کہ ان کی نمائندہ حکومت آ گئی ہے اس نے اب ہمارے مسائل کا حل نکالنا ہے، عوام کو دکھانے کے لئے پیسے رکھ دیئے گئے چاہے وہ جنوبی پنجاب، شمالی پنجاب،اپر پنجاب یا پوٹھوہار کے لئے رکھے گئے لیکن آخر میں یہ پتا چلتا ہے کہ جو پیسے رکھے گئے ہیں ان میں سے بھی وہ رقم اپنی inefficiency کی بنیاد پر استعمال نہیں کر سکے۔اصل میں ہوتا تو یوں ہے کہ جب بجٹ پیش کیا جاتا ہے، کسی محکمے کو رقم کی allocation کی جاتی ہے تو صوبے کا سربراہ تین یا چار مہینے کے بعد ہر محکمے سے اس کی کارکردگی کے بارے میں پوچھتا ہے کہ آپ کو اتنا بجٹ دیا گیا ہے آپ کی utilization اور جو حکومت کی ترجیحات ہیں اس ادارے نے کس طرح سے اس کو take up کیا اور کس طرح سے اسے لے کر چلا ہے،اس کے کتنے معاملات حل ہو گئے ہیں، کتنے ہو رہے ہیں اور باقی کتنے عرصے میں ہو جائیں گے ؟ یہ کتنی بد قسمتی کی بات ہے کہ اگر صوبے کے پاس پیسا ہے تو اس

کے باوجود عوام کے مسائل دن بدن بڑھتے جارہے ہیں، کم نہیں ہو رہے۔ یہ دنیا میں واحد ملک ہے کہ دوسرے ممالک ترقی کی طرف جارہے ہیں اور ہم نیچے کی طرف جارہے ہیں۔ ہر ادارہ، کوئی ادارہ بھی لے لیا جائے چاہے وہ وفاقی ہے یا صوبائی ہے، بجائے اس کے کہ اس میں بہتری آئے بجائے اس کے کہ عوام کی فلاح، ترقی اور بہتری کے لئے کام کیا جائے لیکن یہاں ادارے دن بدن کرپشن کی نذر ہو کر حکومت کی نااہلی کی وجہ سے نیچے جارہے ہیں۔

جناب سپیکر! پچھلے دنوں ایک بڑی اچھی خبر آئی کہ وزیر اعظم پاکستان نے نندی پور پراجیکٹ کا دورہ کیا اور اس دورے کے دوران۔۔۔

جناب سپیکر: Sorry for interruption آپ PC21016 کو دیکھیں یہ کس بارے میں ہے۔ Let us come to Health

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اسی کے پیرائے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں ہیلتھ پر ہی بات کر رہا ہوں۔ اس کے علاوہ بات نہیں ہو گی۔ میری گزارش یہ ہے کہ وزیر اعظم صاحب نے ادھر visit کیا، اس کے بعد انہوں نے واپڈا کے حکام کی اچھی خاصی کلاس لی کہ یہ پراجیکٹ بہت پہلے مکمل ہو جانا چاہئے تھا۔ اگر فرض کریں یہ پراجیکٹ 10۔ارب روپے کا تھا تو یہ ایک کھرب پر پہنچ گیا ہے، کوئی اس طرح کی بات ہوئی تھی۔ یہ بالکل ٹھیک ہے، ہم اس کو support کرتے ہیں کہ انہوں نے بڑا اچھا احسن قدم اٹھایا اور متعلقہ ادارے سے پوچھا۔ میں یہاں چھوٹی سی گزارش کروں گا کہ ہمارے صوبہ میں جو معاملات ہو رہے ہیں ان کو کون پوچھے گا اور ان کی باز پُرس کون کرے گا؟ اگر پچھلی حکومت نے اس موجودہ حکومت کے پچھلے دور سے پہلی حکومت نے پنجاب کے اندر کئی پراجیکٹ عوام کی فلاح کے لئے شروع کئے تھے اور وہ آج تک مکمل نہیں ہو سکے تو ان کے بارے میں کون پوچھے گا؟ (نعرہ ہائے تحسین) اگر ان پراجیکٹس کی value دیکھیں تو میں ان پراجیکٹس کی detail آپ کے سامنے ضرور رکھوں گا کہ سرجیکل بلاک میو ہسپتال کی بنیاد رکھی گئی، اپریل 2006 میں تعمیر شروع ہوئی اور 2010 کے اندر اس نے مکمل ہونا تھا۔ وہ پراجیکٹ امیر لوگوں کے لئے نہیں تھا بلکہ ان غریب لوگوں کے لئے تھا جن کی آس اور امید حکومت سے ہوتی ہے جو اس بنیاد پر ہمیں ووٹ دیتے ہیں کہ یہ ہمارے مسائل کا حل اسمبلی میں بیٹھ کر نکالیں گے۔ آج 2013 جارہا ہے وہ پراجیکٹ مکمل نہیں ہوا، اس پراجیکٹ کے لئے صرف 10 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں اور اس کے لئے ایک ارب 40 کروڑ روپیہ چاہئے۔ میں مثال نندی پور پراجیکٹ کی اس وجہ سے دے رہا تھا کہ اگر اس پراجیکٹ کا تخمینہ late ہونے سے بڑھ رہا ہے تو پھر یہ بھی

اسی پیرائے میں آتا ہے کہ یہ وہ پراجیکٹ ہے کہ جس کا تخمینہ پہلے 4۔ارب روپے تھا تو آج 10۔ارب روپے تک پہنچ گیا ہے لیکن اس کے باوجود اس کو مکمل نہیں کیا جا رہا۔

جناب سپیکر! میں دوسرا پراجیکٹ برن سنٹر جناح ہسپتال لاہور کا لوں گا۔ یہ پراجیکٹ دسمبر 2006 میں بیت المال پاکستان کے تعاون سے حکومت پنجاب نے برن سنٹر کے نام سے جناح ہسپتال لاہور میں شروع کیا۔اس کو بہت جلد مکمل ہونا تھا کیونکہ پورے پنجاب میں پرائیویٹ ہسپتال کے علاوہ کوئی برن سنٹر ایسا نہیں ہے کہ جہاں پر مریضوں کا proper علاج ہو سکے۔ یہ ایک بہت بڑا پراجیکٹ پورے پنجاب کی عوام کے لئے تھا لیکن حکومت کی بے حسی یہ ہے کہ آج بھی یہ پراجیکٹ مکمل نہیں ہوا، عمارت مکمل ہو گئی، سامان آ گیا، ہر چیز آ گئی لیکن اس کی activation نہیں ہو رہی۔ کیا یہ پراجیکٹ اہمیت کا حامل نہیں ہے اگر لاہور میں یا پورے پنجاب میں خدانخواستہ کوئی جلنے کا واقعہ ہو جاتا ہے تو لوگ کدھر جائیں گے ؟ان غریب لوگوں کی تو اتنی استطاعت نہیں ہے کہ وہ پرائیویٹ ہسپتالوں میں علاج کروا سکیں۔ لازمی بات ہے کہ غریب آدمی حکومت کی طرف دیکھے گا اور وہ دیکھتا ہے کہ مجھے یہاں سے کیا relief ملے گا۔63 کروڑ روپے کی بلڈنگ اور 27 کروڑ روپے کے آلات رکھے گئے۔ یہ پراجیکٹ دو سال میں مکمل ہونا تھا لیکن نہیں ہو سکا اور اب اس پر ایک ارب 22 کروڑ روپے لاگت آ چکی ہے۔ مجھے بتایا جائے کہ اس کا کون ذمہ دار ہے ؟حکومت کے بجٹ رکھنے کے باوجود 55 فیصد اس فنڈ کی utilization رہی ہے۔اگر آپ کو فنڈز کی کمی ہے تو پھر بات بنتی ہے کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں لیکن اگر کسی دوسری حکومت نے اس کو شروع کیا تھا اور وہاں پر اُن کی تختی لگی ہوئی ہے تو وہ تختی اتار دو لیکن براہِ مہربانی اُس پراجیکٹ کو مکمل کر دو۔ اگر اس پراجیکٹ سے کسی غریب کو relief ملنا تھا تو میری آپ کے توسط سے ہیلتھ منسٹر صاحب سے گزارش ہو گی جو یہاں تشریف رکھتے ہیں کہ اس پراجیکٹ کو شروع کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگلی بات میں لاہور جنرل ہسپتال کی کروں گا کہ پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ کا منصوبہ 2007 میں شروع ہوا جس کا نام بعد میں پنجاب انسٹیٹیوٹ آف نیورو سائنسز رکھ دیا گیا لیکن کوئی ایسا issue نہیں ہے، بے شک نام بدل دیں کیونکہ حکومت آتی ہے اپنے نام سے پراجیکٹ رکھتی ہے اور پرانے پراجیکٹ کو اپنے نام سے شروع کر لیتی ہے جس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے اور اس پر ہماری کوئی تنقید نہیں ہے لیکن ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ اُس پراجیکٹ کو اپنے نام پر رکھنے کے باوجود مکمل نہیں کیا گیا۔ شروع میں اس پراجیکٹ کی لاگت ایک ارب روپیہ تھی جس کے لئے حکومت نے

40کروڑ روپے رکھے اور مالی سال14-2013میں تھوڑے سے پیسے مزید رکھ لئے مگر اس پراجیکٹ کو بھی مکمل نہیں کیا جارہا۔اگلا پراجیکٹ وزیرآباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کا تھا جس کا افتتاح2005میں ہوا۔اُس وقت کی حکومت نے سوچا کہ لاہور میں پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی ایک ہسپتال ہے جس پر سارے پنجاب کا pressure ہے تو کیوں نہ اس pressure کو روکنے کے لئے مختلف اضلاع کے اندر لوگوں کی خواہشات اور ضروریات کے مطابق منتخب حکومت اُن لوگوں کے لئے کارڈیالوجی ہسپتال کی سہولت دے دے جس کا حکومت نے اعلان کر دیا اور ہسپتال بننا بھی شروع ہو گیا۔بعد میں اس کی cost ایک ارب30کروڑ روپے تھی جس نے2009میں مکمل ہونا تھا اور اب سال2013جارہا ہے لیکن وہ ویسے کا ویسا ہی ہے۔اگلی بات یہ ہے کہ یہ ہسپتال دو سو بستروں پر مشتمل تھا جس کو کم کر کے پچاس بستروں کا کر دیا گیا۔یہاں نندی پور پراجیکٹ کے لئے تو بات کی جارہی ہے لیکن پنجاب کی عوام جس نے اس اعتماد کے ساتھ ووٹ دیئے تھے کہ یہ حکومت ہمارے مسائل کا حل نکالے گی لیکن 2005 میں شروع ہونے والا پراجیکٹ 2013 میں بھی complete نہیں ہو رہا۔ بتائیں کہ یہ کس کی negligence ہے اور اس کا ذمہ دار کون ہے ؟اگر انسان کے پاس اختیارات ہیں اور وہ اپنے اختیارات کا استعمال نہیں کرتا تو وہ امانت میں خیانت کرتا ہے جو عوام نے اسے دی۔کیا حرج تھا کہ وزیرآباد میں وہ کارڈیالوجی ہسپتال بن جاتا جس سے لاہور کے ہسپتال پر pressure کم ہو جاتا اور دُور دراز سے آنے والے لوگوں کا وہاں علاج معالجہ ہو سکتا؟

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میں نے forty bedded hospital اپنے علاقہ سمن آباد میں شروع کروایا جس کا نام سروسز ہسپتال سمن آباد رکھا گیا جو ٹیچنگ سروسز ہسپتال کے ساتھ attach تھا۔وہ چالیس بیڈ پر مشتمل ہسپتال کا پراجیکٹ2009میں مکمل ہونا تھا لیکن آج2013ہے اور وہ ہسپتال وہیں کا وہیں کھڑا ہے۔اُس کی بلڈنگ بھی ابھی تک مکمل نہیں ہوئی جس کے لئے صرف3کروڑ 99لاکھ روپے رکھے گئے۔ وہ پراجیکٹ ٹوٹل27/28کروڑ روپے میں مکمل ہونا تھا اور2009 میں مشینری اور بقایا تمام چیزیں مکمل ہو جانی تھیں لیکن آج سال2013چل رہا ہے کیا وہ اس لئے نہیں بن رہا کہ اُدھر میری تختی لگی ہوئی ہے ؟اُس تختی کو میں خود اتار دیتا ہوں لیکن اُس کو بنا دیں جو غریب عوام کے لئے ہے۔وہ ہسپتال اس وجہ سے شروع کیا گیا کیونکہ قریب ہی بند روڈ لگتا ہے اور خدانخواستہ اگر کوئی accidental case ہو جاتا ہے تو وہ قریب اسی ہسپتال میں ہی پہنچ جائیں۔ میرے علاقہ میں ایک متوسط طبقہ ہے جہاں غریب لوگ رہتے ہیں کیا یہ پراجیکٹ اُن کے لئے نہیں تھا اور اس سے اُن کو

relief نہیں ملنا تھا لیکن آج تک وہ پراجیکٹ مکمل نہیں کیا گیا کیونکہ بے حسی اس چیز کی ہے کہ اگر عوام ہم پر اعتماد کرتی ہے تو ہم اُس کی طرف نہیں دیکھتے۔ ہم ووٹ لینے کے بعد ٹھنڈی اسمبلیوں میں آکر بیٹھ جاتے ہیں، اپنے دماغ کو بھی ٹھنڈا کر لیتے ہیں اور اپنے دماغ کو اتنا ٹھنڈا کر لیتے ہیں کہ عوام کی آواز ہمارے کانوں تک نہ پہنچے۔ عوام آج سڑکوں پر دربدر ہو رہی ہے۔ میرا تعلق لاہور سے ہے اس لئے لاہور کے ہر ہسپتال میں مجھے جانے کا اتفاق ہوتا ہے اور اتفاق ہوتا رہا ہے بلکہ میں جاتا بھی ہوں لیکن وہاں پر لوگوں کے حالات دیکھ کر میں سوچتا ہوں کہ شاید روزِ قیامت ہم اللہ تعالیٰ کو اس کا جواب نہ دے سکیں کہ اللہ نے ہمیں جو اختیارات دیئے ہیں اس کے پیش نظر ہم کرنے کیا جا رہے ہیں اور کس طرف چلے گئے ہیں؟ ہم باتیں کیا کرتے ہیں اور اسمبلی میں لینے کیا آتے ہیں؟ ان ہسپتالوں کے اندر ڈھنڈورا پیٹا گیا کہ وہاں پر مفت دوائیاں دی جاتی ہیں بالکل ٹھیک بات ہے لیکن جب وہاں پر خدانخواستہ کوئی accidental case آتا ہے تو وہاں صحت بھی بِک رہی ہوتی ہے۔

(اس مرحلہ پر حزب اقتدار کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے "جھوٹ، جھوٹ" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ مجھے interrupt نہ کیا جائے کیونکہ حکومتی بنچوں نے جب تقریر کرنی ہے تو پھر مجھ پر اعتراض نہ ہو کہ میں درمیان میں بولتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

MR SPEAKER: Be careful.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم چاہتے ہیں کہ یہ ایوان اچھے انداز میں چلتا رہے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ ہم صرف نعرہ لگانے کے لئے آئے ہیں اور پارٹی کا جھنڈا ہاتھ میں رکھا ہوا ہے بلکہ بات سننی چاہئے۔ میں یہاں اپنے ذاتی مسائل کے لئے بات نہیں کر رہا بلکہ یہ عوام کے مسائل کے حل کے لئے بات ہے۔ میرا ذاتی کوئی مسئلہ نہیں ہے کیونکہ میں نے حکومت کے پاس آنا ہے اور نہ میں نے انہیں اپنے کسی مسئلے کے لئے کہنا ہے۔

MR SPEAKER: Order please, order in the House.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب ہسپتالوں میں اس طرح کا کوئی کیس آتا ہے تو غریب آدمی جس کا سڑک پر accident ہوتا ہے تو اُس وقت اس کے ہاتھ میں پرچی تھما دی جاتی ہے کہ جاؤ اور جا کر بازار سے ادویات لے کر آؤ۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آٹھ یا دس ہزار روپے کمانے والا خدانخواستہ کسی بیماری کی زد میں آجائے تو وہ اس طرح کی ادویات بازار سے لے سکتا ہے؟ حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس کو وہاں پر accommodate کرے، اُس کو ساتھ لے کر چلے اور اُس کے جذبات کا خیال

کرے۔ 2007 کے دوران ایک limit تھی کہ خدانخواستہ اگر ایسا کوئی کیس آ جاتا تھا تو تین لاکھ روپے تک ایمرجنسی کے اندر کسی بھی مریض کا علاج مفت ہوتا تھا تاکہ اُس کو بازار سے جا کر دوائی نہ لانی پڑے۔ اب آپ اپنے پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کا حال سن لیں کہ غلط ادویات کی وجہ سے سینکڑوں بے چارے مریض لقمہ اجل بن گئے جس کے حوالے سے کمیٹی بن گئی، لوگ بھگت گئے، سب کچھ اِدھر اُدھر ہو گیا، دو چار دن میڈیا میں خبریں آئیں، لوگوں کے پیارے لعل قبروں میں چلے گئے اور بات ختم ہو گئی لیکن کچھ نہیں پتا کہ کیا ہوا، انکوائری بیٹھی، فلاں ہوا اور ایک دوسرے کے اوپر ذمہ داریاں ڈال کر اپنی جان چھڑانے کی کوشش کی گئی اور آخر کار جان چُھوٹ گئی۔ اب بات یہ ہے کہ آپ کا واحد کارڈیالوجی ہسپتال ہے جو پہلے کا بنا ہوا ہے اس پر مریضوں کا اتنا پریشر ہے کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتا۔ آؤٹ ڈور کے اندر آپ کی حکومت سے پہلے مریضوں کی مفت ای سی جی اور خون کے مختلف ٹیسٹ مفت ہوا کرتے تھے۔ یہاں پر منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں تو آپ اس پر رپورٹ منگوالیں کہ اب وہ ٹیسٹ مفت نہیں ہوتے۔ اب آؤٹ ڈور میں آنے والے ایسے مریضوں سے ٹیسٹوں کے پیسے لئے جاتے ہیں۔ وہ غریب غرباء کے لئے ہسپتال بنا تھا۔ پاکستان کے اندر تین طبقات ہیں جن میں ایک غریب بے چارے لوگ جو حکومت کے ساتھ آس لگاتے ہیں، ایک درمیانہ طبقہ ہے جو کچھ اپنی جیب سے کرتا ہے اور کچھ حکومت کی طرف دیکھتا ہے اور تیسرے امیر لوگ ہیں جنہیں سرکاری ہسپتال دیکھنے کی عادت نہیں ہے اور وہ پرائیویٹ ہسپتالوں میں جاتے ہیں۔ پہلی ڈگری والوں کے ساتھ کیا کیا ہے؟ ہم نے تو ان کے لئے مفت ہونے والے ٹیسٹوں پر بھی پیسے لگا دیئے ہیں۔ وہ کہاں جائیں؟ مفت ادویات بند کر دی گئی ہیں۔ یہ کتنا ظلم ہے پنجاب کے عوام کے اوپر اور ہم رونا رو رہے ہیں کہ ہم نے ڈویلپمنٹ کے لئے اتنا بھاری بجٹ رکھا ہے۔ کس چیز کا رونا روتے ہیں؟ پیسوں کا رونا روتے ہیں۔ آپ کے پاس اتنے پیسے ہیں کہ 55 فیصد سے زیادہ تو آپ کی utilization نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ہم ذاتی کاروبار کرتے ہیں تو ہمیں پتا ہوتا ہے کہ ایک سال میں اسے مکمل کرنا ہے تو کتنے پیسے لگیں گے اور کیسے کیسے وقفے کے ساتھ ہم نے دیکھنا ہے لیکن بجٹ کو جس انداز میں دیکھا جا رہا ہے تو اس انداز میں عوام کو اس کا ریلیف نہیں مل رہا۔ اگلی بات جو میں آپ سے کہنا چاہوں گا خاص طور پر ان ڈاکٹروں کے لئے جو یہاں پر اپنی سروسز دے رہے ہیں، ڈاکٹروں کا سروس سٹرکچر جو کسی بھی ادارے کے اندر بنتا ہے تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ادھر حکومت کی کیا ضد ہے، ان کا سروس سٹرکچر کیوں نہیں بن رہا؟ اگر ہم ان کے سروس سٹرکچر کی طرف دیکھیں تو اس کے بعد کیا ہو رہا ہے، اگر سروس

سٹرکچر نہیں بن رہا تو وہ یہاں سے باہر جا رہے ہیں۔ کس کا نقصان ہو رہا ہے؟ حکومت کا نہیں ہو رہا بلکہ غریب عوام کا ہو رہا ہے۔ انہیں proper salary نہیں ملے گی تو وہ باہر چلے جائیں گے اور وہ چلے گئے ہیں۔ لوگوں نے باہر جا کر ڈیرے ڈال لئے ہیں۔ کوئی سعودی عرب جا رہا ہے، کوئی مڈل ایسٹ میں، کوئی U.K جا رہا ہے اور کوئی امریکہ جا رہا ہے، یوں سارے جا رہے ہیں۔ حکومت کی priority اگر health نہیں ہے تو اس میں بجٹ رکھنے کا فائدہ کیا ہے؟ عوام کو اس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔ ہمیں ایک نیا خواب دکھا دیا گیا ہے کہ انشورنس ہیلتھ کارڈ بنیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ جو پہلے ہو رہا ہے اسے تو سمیٹ لیں۔ اس میں کون سا ریلیف دے دیا ہے اور اس میں کون سا لوگوں نے باہر نکل کر جلوس نکالے ہیں اور نعرے لگائے ہیں کہ ہمارے سارے مسائل حل ہو گئے ہیں؟ اگر ہمیں تعریف کے لئے یہاں پر کھڑا کرنا ہے تو اتنی تعریف کریں گے کہ شاید حکومت بھی "رَج" جائے۔ حکومت کا پیٹ بھی پَل جائے۔

جناب سپیکر: یہ تعریف آپ نے تو نہیں کی جنہوں نے کرنی ہے انہوں نے کرنی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"آپ کے سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں ہے" کی آوازیں)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شکریہ۔ صحیح بات ہے کہ میرے سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں بات کر رہا ہوں اور وہ میرے ساتھ بات کر رہے ہیں اس لئے آپ کو interrupt کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ .Be careful in future ورنہ پھر میں action لوں گا۔ .I said, be careful جی، میاں صاحب! (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: شکریہ۔ جناب سپیکر! منسٹر ہیلتھ تشریف فرما ہیں، کچھ بات آپ کے توسط سے انہیں گزارش کروں گا کہ وہ نوٹ کر لیں یہ باتیں ان کے کام آئیں گی کیونکہ انہیں تو میٹنگ میں بولنے کی شاید اتنی اجازت نہیں ہوتی کہ وہ اپنی رائے دے سکیں۔ ہم ضرور اپنی رائے آپ تک پہنچائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پنجاب کی تمام تحصیلوں میں T.H.Qs تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال جو اس تحصیل کے لئے ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے کہ وہاں پر جو لوگ اس کے قرب و جوار میں رہتے ہیں

انہیں علاج معالجہ کی سہولت میسر ہو سکے۔ گزارش کروں گا کہ ہر تحصیل کے اندر دو آپریشن تھیٹر functional بنائے جائیں تاکہ تحصیل کے مریضوں کا پریشر کسی بڑے ڈسٹرکٹ پر نہ پڑے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ تمام T.H.Qs کے اندر گائناکالوجسٹ کنسلٹنٹ رکھے جائیں۔ وہاں پر پوسٹیں خالی ہیں اور دیہاتوں میں کوئی ڈاکٹر جانا پسند نہیں کرتا اس لئے گزارش ہے کہ اس پوسٹ کو ضرور بنایا جائے۔ تمام T.H.Qs کے اندر چائلڈ سپیشلسٹ ڈاکٹر کا ہونا ضروری ہے۔ ڈاکٹر کی یہ اسامی وہاں پر ضرور ہو گی لیکن کبھی یہ fill نہیں ہوئی، کبھی بھی وہاں پر ڈاکٹر موجود نہیں ہوئے۔ ایک بڑی alarming condition آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں کبھی اکیڈمی پوری نہیں ہوئی یعنی ٹیچرز ہی پورے نہیں ہوئے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ پروفیسر صاحبان باہر چلے جاتے ہیں۔ آپ ان کی زیادہ care نہیں کرتے اس لئے وہ باہر چلے جاتے ہیں۔ جہاں سے ڈاکٹر نے پڑھ لکھ کر باہر نکلنا ہے تو وہ اکیڈمی پوری نہیں ہے۔ یہ حکومت کی کتنی بڑی نااہلی ہو گی کہ ہم اپنا سٹاف بھی پورا نہیں کر رہے۔ ہم ان کے لئے کوئی اس طرح کا پیکیج نہیں بنا رہے جس کے تحت وہ یہاں پر رہ کر، یہاں پر انہوں نے تعلیم حاصل کی اور غریب عوام کی خون پسینے کی کمائی سے وہ ڈاکٹر بنے اور سارا کچھ ہوا لیکن پھر وہ باہر چلے گئے۔ اس اکیڈمی کے اندر ٹیچروں کی کمی کو مکمل کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں نے ہیلتھ کے حوالے سے پہلے بھی ایک تجویز دی تھی اور میں دوبارہ repeat کرنا چاہ رہا ہوں کہ گردوں کے ڈائیلسز سنٹر کے لئے جس طرح پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی بنا ہوا ہے تو اسی طرح کڈنی سنٹر بھی بنائے جائیں جہاں پر لوگوں کے ڈائیلسز کے لئے مفت علاج کی سہولت کو زیادہ کیا جائے۔ میں نے کہا تھا کہ ہر ہسپتال میں 10 فیصد زیادہ بیڈ اس کے لئے مختص کر دیئے جائیں تاکہ زیادہ لوگ مستفید ہو سکیں لیکن اس مثبت تجویز کا بھی کوئی مثبت جواب نہیں آیا۔ شیخ زید ہسپتال میں لیور ٹرانسپلانٹ کے لئے ڈاکٹر اکٹھے ہوئے اور کچھ باہر سے ڈاکٹر آئے۔ میرے ساتھ بھی ان کی ملاقات ہوئی جس میں انہوں نے بتایا کہ ہم لیور ٹرانسپلانٹ کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ لوگ بھارت جاتے ہیں اور اتنے پیسے خرچ کرتے ہیں تو کیوں نہ اپنے ضلع کے اندر کوئی ایسا سیٹ اپ بنا لیں، ہمیں حکومت کی support چاہئے تاکہ اس آپریشن تھیٹر یا اس ہسپتال کے لئے بجٹ کو allocate کر دے اور ہم بہتر انداز میں اسے چلا سکیں لیکن پھر وہی بات کہ کسی نے ان کی بات ہی نہیں سنی۔ پھر کیا ہو گا کہ وہ باہر واپس چلے جائیں گے۔ آخر انہوں نے بھی اپنے بچوں کا پیٹ پالنا ہے اور وہ باہر چلے گئے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہر آدمی یہاں سے اٹھ کر جسے خدانخواستہ problem ہے وہ بھارت جا کر علاج کراتا

پھرے اور کیوں نہ اپنے شہر اور اپنے صوبے کے اندر اس طرح کی سہولت کو مکمل کر لیا جائے اور لوگوں کو اس کا ریلیف دے دیا جائے؟

جناب سپیکر! ہمارے سروسز ہسپتال میں Diabetes Centre بنا ہوا ہے، ٹھیک ہے لیکن لوگوں کے حالات وواقعات کے مطابق اور لوگوں کی بیماریوں کے مطابق وہ کم ہے جو کہ تھوڑے سے وقت کے لئے صبح کھلتا ہے اور اس کے بعد بند ہو جاتا ہے۔ گزارش کروں گا کہ ہر ہسپتال میں Diabetes Centre ضرور بنایا جائے تاکہ شوگر کے حوالے سے لوگ وہاں پر اپنا چیک اپ مفت کروا سکیں۔

جناب سپیکر! آنے والے وقتوں میں آپ دیکھیں گے کہ ہیپاٹائٹس کی بیماری اتنی تیزی سے بڑھ رہی ہے کہ جب عوام کو پینے کا گندہ پانی ملے گا، انہیں گٹروں کا ملا ہوا پانی ملے گا تو انہوں نے بیمار نہیں ہونا تو پھر کیا ہونا ہے؟ ہم اس بیماری کا علاج نہیں کر رہے ہم at the end of the day یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کے لئے لوگوں کو ویکسین دی جائے۔ چلیں، جب بچے کی پیدائش ہوتی ہے تو پیدائش ہونے کے وقت اس کی ویکسینیشن کی جاتی ہے۔ گزارش ہے کہ یہ والے انجکشن اس کی جو age bracket میں لگنا ہوتے ہیں، اس age bracket کے اندر حکومت اپنی تمام ڈسپنسریوں کے اندر اس کو مفت کر دے تاکہ وہاں پر بچوں کو مفت ہیپاٹائٹس سے بچاؤ کے انجکشن لگ سکیں۔

جناب سپیکر! اپنی ذاتی تشہیر کے لئے حکومت اخبارات میں بڑے بڑے اشتہارات جو کہ آدھے آدھے صفحے کے پورے پورے صفحے کے اور تین چوتھائی صفحے کے دیتی ہے، اس معزز ایوان کے ذریعے میں ان تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ یہ اشتہار مفت نہیں لگتے بلکہ عوام کے خون پسینے کی کمائی سے اشتہار اخباروں میں لگتا ہے اور بڑے بڑے اشتہارات اپنی تصویروں کے ساتھ دیئے جاتے ہیں۔ ان اشتہارات کی مد میں جتنے پیسے ہیں اگر ان کو اکٹھا کر لیا جائے تو ایک ہسپتال بن سکتا ہے۔ ہم اپنے پیسے وہاں کیوں ضائع کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر! پیرا میڈیکل سٹاف کو پچھلے دور میں حکومت نے ریگولر کرنے کا عندیہ دیا تھا کہ ہم ان کو ریگولر کر رہے ہیں۔ باتیں بھی ہوئیں اور حکومت نے اعلان بھی کر دیا لیکن جب فنانس ڈیپارٹمنٹ میں فائل گئی تو پھر اس میں پتا چلا کہ جناب آپ کے فنڈز کی allocation نہیں ہے لہذا ہم نے آپ کو ریگولر نہیں کرنا۔ اب وہ پھر دربدر پھر رہے ہیں، گزارش یہ ہے کہ ان کو ریگولر کر دیا جائے تاکہ یہ نہ ہو کہ وہ بھی ملک سے باہر چلے جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ایک اور اہم issue نرسوں کا ہے کہ ہر سرکاری ہسپتال میں نرسوں کی کمی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ پرائیویٹ ہسپتال جب اپنے آپ کو expand کرتے ہیں اور اخبار میں اشتہار دیتے ہیں تو زیادہ تنخواہ کو دیکھتے ہوئے وہ نرسیں سرکاری جاب کو چھوڑ کر پرائیویٹ ہسپتال میں چلی جاتی ہیں۔ گزارش ہے کہ ایسا mechanism بنایا جائے کہ ہسپتال کی ضروریات کے مطابق جس طرح ہم اپنے ڈاکٹروں کو trained کر رہے ہیں، پڑھائی کی طرف لے جا رہے ہیں اور ایم بی بی ایس کروا رہے ہیں اسی طرح نرسوں کے لئے بھی یہ کام کیا جائے۔ ان کو بھی اسی طرح trained کیا جائے تاکہ سرکاری ہسپتالوں کی ضروریات کو پورا کیا جا سکے۔ گورنمنٹ کی طرف سے ہسپتالوں پر ایک پابندی یہ لگائی گئی کہ آپ اپنی کوئی چیز without the approval of Health Secretary نہیں لے سکتے۔ ہسپتالوں میں بورڈ ہوتے ہیں ان کو اس چیز کی اجازت دی جانی چاہئے کہ وہ day to day activity کے لئے کام کر سکیں۔ یعنی اگر کوئی مشین خراب ہو جاتی ہے، کوئی نئی مشین لینی ہے، کوئی کمپیوٹر لینا ہے یا انہوں نے چھوٹی موٹی جاب دے کر اس کو fill کرنا ہے تو ان کو اتنی اجازت اور اتھارٹی ضرور دینی چاہئے کہ وہ یہ کام کر سکیں۔ جب آپ اتنا سارا بجٹ ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتے ہیں تو ایک چھوٹی سی بات کے لئے آپ نے ان کے اختیارات لے لئے ہیں، یہ اختیارات ان کو واپس کئے جائیں۔

جناب سپیکر! میں ایک بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت کی priorities ضرور ہوں گی لیکن میں PIC کا اس لئے زیادہ ذکر کر رہا ہوں کہ جب اس ہسپتال میں جانے کا اتفاق ہوتا ہے تو جب ہم صبح کو وہاں جاتے ہیں تو ایسے لگتا ہے کہ ساری دنیا ہی اس ہسپتال میں آ گئی ہے۔ وہاں over burden ہونے کی وجہ سے انجیو گرافی کے لئے چھ ماہ سے پہلے ٹائم نہیں ملتا۔ Thallium Test کروانے کے لئے تین تین، چار چار مہینے تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔ وہاں پر تین ہزار بائی پاس آپریشن pending ہیں۔ ان کے پاس ٹائم نہیں ہے کیونکہ ان پر over burden ہے۔ میں ایک گزارش کروں گا کہ ہمارے PIC کے بالکل سامنے ایک Rehabilitation Hospital ہے جسے Mental Hospital بھی کہتے ہیں اگر اس ہسپتال کو ہم لاہور سے باہر کسی موٹروے پر شفٹ کر دیں اور اس تمام جگہ کو PIC کے لئے مختص کر دیں تو میرا خیال ہے کہ عوام کی یہ مشکلات جو میں آپ کو بتا رہا ہوں کافی کم ہو جائیں گی۔ وہاں پر بیڈ کی capacity زیادہ ہو جائے گی، وہاں پر لوگوں کو چھ چھ مہینے، دو دو سال تک آپریشن کے لئے تاریخ نہیں مل رہی ہے اس میں بھی کافی بہتری آ جائے گی اور مریض آرام سے اپنا علاج کروا سکیں گے۔ اگر کسی کو دل کی تکلیف ہو جائے تو آپ اس مریض کو تین سال کے بعد کا ٹائم دے رہے ہیں کہ آپ کی باری تین

سال بعد آئے گی اور آکر آپریشن کروالینا۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کو ہی پتا ہے کہ اس کی عمر کتنی ہے اور کتنی زندگی گزارنی ہے لیکن کم از کم ہم ان کی طرف تو دیکھیں جنہوں نے اس ملک کے لئے ہیلتھ کی پالیسی بنانی ہے تاکہ اس کو بہتر انداز میں چلا سکیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس میں جو کٹوتی کی بات کی گئی ہے اگر حکومت یہ تمام کام عوام کی فلاح کے لئے نہیں کر سکتی تو میری گزارش ہے کہ اس کا بجٹ کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!میں ایک پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ پورے پنجاب سے ہزاروں کی تعداد میں کلرک پنجاب اسمبلی کے باہر اپنی تنخواہوں میں اضافے کے سلسلے میں احتجاج کر رہے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ٹریژری بنچوں سے بھی ایک دو لوگ باہر چلے جائیں اور کمیٹی بنا کر ان سے بات کر لیں۔ تینوں صوبوں نے تنخواہ میں 15 فیصد اضافہ کر دیا ہے اگر ہم بھی مزید 5 فیصد بڑھا دیں کیونکہ inflation کی شرح 26 فیصد ہے اور آپ نے جو تنخواہیں 10 فیصد بڑھائی ہیں اِس میں اُن کا گزارہ نہیں ہو سکتا۔ میرا خیال ہے کہ وہ لوگ جن کا پورا دارومدار سرکار پر ہوتا ہے وہ اپنا تن، من، دھن، صلاحیتیں اور تمام خدمات حکومت کے لئے وقف کر چکے ہوتے ہیں اس لئے ٹریژری بنچوں والے اس مسئلے کو سنجیدگی سے لیں اگر باقی تین صوبوں نے 15 فیصد تنخواہ بڑھا دی ہے تو میری گزارش ہو گی کہ ہم بھی 10 کی بجائے 15 فیصد کر دیں۔ میری گزارش ہو گی کہ ٹریژری بنچوں کی طرف سے وزیر خزانہ یا کوئی دوسرا منسٹر چلا جائے کیونکہ ہم تو بہر حال ایک وفد لے کر ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے جائیں گے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ان کی تنخواہوں میں اضافے کے لئے کوئی قدم ضرور اٹھایا جانا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: فنانس منسٹر صاحب!آپ نے بات سنی ہے جو میاں صاحب نے کہی ہے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!میں نے سنا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!ان سے کہیں کہ یہ اختیارات کا استعمال کریں، یہ بے اختیار وزیر ہیں۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہ کی جائے۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ اپنا دور دیکھیں، ان کے دور میں اور ہمارے دور میں بہت فرق ہے۔ جب یہ خود وزیر تھے اس وقت یہ اپنے آپ کو دیکھیں۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ مجھے ذرا ان سے پوچھ لینے دیں۔ منسٹر صاحب! باہر کوئی لوگ احتجاج کر رہے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! باہر بہت سارے لوگ آئے ہوئے ہیں اور پورے پنجاب سے نمائندہ تنظیمیں آئی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ باقی صوبوں نے ملازمین کی تنخواہ 15 فیصد بڑھائی ہے اور آپ نے نہیں بڑھائی کیا ایسی کوئی بات ہے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہمارا policy decision تھا جیسا کہ میں نے budget speech اور wind up speech میں بھی کہا تھا کہ ہم نے national pay scale کے مطابق کیا ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ نے جو 10 فیصد تنخواہوں میں اضافہ کیا تھا ہم نے بھی 10 فیصد اضافہ کیا تھا۔ باقی صوبے کر سکتے ہیں اور ہم بھی کر سکتے ہیں مگر ہم فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ on board اور at par چلے ہیں۔ اس میں یہ ہے کہ کچھ صوبوں نے 15 فیصد اضافہ کیا اور کچھ نے گریڈ 1 تا 16 میں 15 فیصد اور اس سے اوپر 10 فیصد اضافہ کیا ہے۔ ہم نے wind up speech میں بھی clear cut کہہ دیا تھا کہ حکومت پنجاب فیڈرل گورنمنٹ سے ہٹ کر اپنے ملازمین کی تنخواہیں نہیں بڑھائے گی مگر پھر بھی۔۔۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ کیا کر رہے ہیں، یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

منسٹر صاحب! آپ دیکھ لیں اگر آپ ان لوگوں سے باہر بات کرنے کے لئے جا سکتے ہیں تو ان سے بات کر لیں۔ ابھی لاء منسٹر صاحب بھی آ جاتے ہیں ان سے مشورہ کر لیں۔ جی، محترمہ نوشین حامد!

ڈاکٹر نوشین حامد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے ہماری طرف سے بہت اچھی طرح سے discussion ہو گئی ہے، میں کچھ باتوں کو touch کروں گی۔ اگر ہم گزشتہ پانچ سال کی طرف نظر دوڑائیں تو ہمیں محرومیوں، دکھوں اور ناگہانی اموات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ نظر آتا ہے۔ بجٹ بڑھتا جا رہا ہے مگر اس کی utilization اور اس کی proper implementation ہمیں

نظر نہیں آ رہی ہے۔ سب سے پہلا سوال تو میرا یہ ہے کہ صحت جو بہت اہم شعبہ ہے جس سے میرا، آپ کا، ہمارے خاندانوں کا اور ہمارے عزیزوں کا interest جڑا ہوا ہے لیکن اس کا پانچ سال تک portfolio خالی کیوں رہا؟ پچھلے پانچ سال میں کوئی وزیر صحت نہیں تھا۔ میں آپ سے یہ سوال کرتی ہوں کہ کیا اس قابل احترام ایوان میں ایک شخص بھی اس کا اہل نہیں تھا کہ وہ وزارت صحت کے منصب پر فائز ہو سکتا؟ اس دفعہ بھی یہ ایک additional charge کے طور پر رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنے دور کی بات کریں، آپ ماضی کی باتیں نہ کریں اور آپ قانونی طور پر کر بھی نہیں سکتیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! اس دفعہ بھی یہ additional charge ہے اور یہ سارا وقت سیکرٹری صحت ہی رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، یہ حکومت کا کام ہے اس نے اپنا کام چلانا ہے، آپ اس کو چھوڑیں۔ انہوں نے جو کرنا ہو گا وہ بتائیں گے۔ آپ بجٹ پر comments کریں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! کچھ تکالیف منجانب اللہ ہوتی ہیں اور کچھ انسانوں کی negligency سے ہم پر مسلط کر دی جاتی ہیں۔ خسرہ پر بہت بات ہو چکی مگر میں تھوڑا سا بتانا چاہوں گی کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اعلان کیا ہے کہ 24۔جون سے وہ vaccination mass immunization کا پروگرام شروع کرنے والے ہیں جس کے لئے 74 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ کل کی رپورٹ کے مطابق جو پچھلی vaccine آئی تھی وہ improper storage کی وجہ سے ضائع ہو گئی ہے اور ان کی affectivity نہیں رہی۔ اب میری درخواست ہے کہ اب آپ لوگ جو vaccination start کرنے لگے ہیں اس کو دیکھ لیجئے گا کہ وہ proper طریقے سے store ہو، اس کی proper handling ہو تاکہ وہ دوبارہ سے ضائع نہ ہو جائے اور جو 74 کروڑ روپے اس کے لئے مختص کئے گئے ہیں وہ بھی ضائع نہ ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے وزیر خزانہ نے بجٹ تقریر میں prevention پر بڑا زور دیا تھا کہ ہم نے اس دفعہ بیماریوں کی prevention کے لئے بجٹ رکھا ہے بلکہ انہوں نے اس کے figures بھی دیئے تھے کہ 2۔ارب 10 کروڑ روپے hepatitis، ٹی بی کنٹرول اور maternal health کے لئے رکھے گئے ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ hepatitis کے کنٹرول سے زیادہ ضروری ہے کہ ہم اس کی root cause کو focus کریں۔ اس وقت hepatitis کا major سبب

یہ ہے کہ جگہ جگہ دکانداریاں کھلی ہوئی ہیں،dentist کی دکانیں کھلی ہوئی ہیں جو بغیرsterilization کے instrument use کرتے ہیں۔اس کے علاوہquacks نے اپنے کلینک کھولے ہوئے ہیں اور ایک ہی سرنج کو بیسیوںpatient پر استعمال کرتے ہیں۔ان پر کوئیcheck and balance رکھا جائے، ان کےclinics کو چیک کیا جائے تاکہ وہاں پر اس قسم کی practice نہ ہواور hepatitis control میں آسکے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں پانی کی آلودگی کا ذکر کیا تھا مگر میں آپ کی توجہ فضائی آلودگی کی طرف بھی دلوانا چاہتی ہوں۔ میرا تعلق شمالی لاہور سے ہے اور وہاں پر اس وقت UC-37 میں کچھ سریے کی فیکڑیاں چل رہی ہیں جہاں پر سستے فیول کے لئے وہ پرانے ٹائر جلا رہے ہیں جس کی وجہ سے شمالی لاہور بند روڈ کے ساتھ کا سارا علاقہ پھیپھڑوں کی بیماریوں میں مبتلا ہو رہا ہے اور وہاں پر چھوٹے چھوٹے بچے اس تکلیف میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ آپ وہاں جاکر دیکھیں تو ان کی گلیاں کالی ہیں، راکھ کے ساتھ ان کے گھروں کے دروازے اور چھتیں حتیٰ کہ چائے کا ایک کپ اگر صرف پانچ منٹ وہاں رکھ دیا جائے تو اس پر بھی کالی راکھ کی تہہ آجاتی ہے اس لئے فضائی آلودگی پر بھی توجہ دی جائے کیونکہ یہ ہمارے لاہور کا بہت بڑا علاقہ ہے جو کہ suffer کر رہا ہے۔

جناب سپیکر!ہیلتھ انشورنس کارڈ سکیم پر تھوڑا سا میں کہنا چاہوں گی۔ میرا خیال ہے کہ ہمارا ایجنڈاhealth for all ہونا چاہئے صرف کچھ لوگوں کوfocus نہیں کرنا چاہئے۔اس بارے میں کچھ سوالات ذہن میں آتے ہیں۔سب سے پہلے یہ جو4۔ارب روپے کی خطیر رقم رکھی گئی ہے اس کے بارے میں ہمیں کوئی روڈ میپ واضح نہیں کیا گیا۔ میں نےinternet پر بھی search کیا، آپ کی کتابوں میں بھی دیکھا مگر اس بارے میں کوئیclarification نہیں ملتی کہ یہ ہیلتھ انشورنس کارڈ ہے کیا؟کیا اس کا بھی کوئیpremium ہوگا جس طرح سے انشورنس کارڈ کا ہوتا ہے؟اس سے مستفید کون لوگ ہوں گے، کیا پھر سے کوئی منظور نظر لوگوں کو یہ دیا جائے گا؟پھر اس کے لئے جو چار اضلاعselect کئے گئے ہیں ان چار اضلاع کا کیا criteria ہے کیونکہ آپ کے اپنے مطابق اس وقت 16 اضلاع میں poor health indicators ہیں یہ آپ کی اپنی کتابوں میں موجود ہیں تو پھر صرف ان چار اضلاع میں کیوں یہ کیا جارہا ہے؟کیا یہ ماضی کی سستی روٹی سکیم کی طرح کوئی ایک experiment تو نہیں ہے، کیا پھر سے عوام کے حق حلال کا پیسا ضائع تو نہیں ہو جائے گا؟ہم غریب قوم ہیں اور ہم تجربات کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس4۔ارب روپے کی خطیر رقم سے جن پراجیکٹ کا

میرے بھائی نے ذکر کیا تھا،اگر یہ برن یونٹ اور سرجیکل ٹاور کو مکمل کر دیں تو اس سے چار اضلاع نہیں بلکہ بہت سارے اضلاع فائدہ اٹھا سکیں گے۔ پچھلے دور میں ہڑتالوں اور احتجاج کی وجہ سے پورا صوبہ disturb رہا ہے مگر اس کے باوجود ہڑتالیں کی گئیں۔ڈاکٹروں کی آخری ہڑتال جس میں، میں خود بھی موجود تھی اور ان کے ساتھ کیمپ میں بیٹھی تھی۔ان کی demand patient rights کے لئے تھی جس میں انہوں نے free medication اور وہاں پر تمام tests کی سہولت اور خراب مشینری کی درستی کی demand کی تھیں۔ان کی 13 دن کی بھوک ہڑتال کے دوران گورنمنٹ کے کسی نمائندے نے ان کو address نہیں کیا لیکن 13 دن کے بعد چیف منسٹر صاحب نے ان کو بلایا اور ان سے کچھ وعدے کئے تھے مگر اس کے باوجود میں بتادوں کہ آج بھی ہسپتالوں کی وہی حالت ہے،فری ادویات نہیں مل رہی ہیں،اسی طرح سی ٹی سکین مشینیں خراب پڑی ہیں اور ان کے ٹیسٹ بھی نہیں ہو رہے،وہ باہر سے کرانے پڑتے ہیں جو کہ بہت مہنگے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر!political appointment کا تھوڑا سا ذکر کروں گی کہ ہیلتھ کے شعبے میں political appointment کا بہت زیادہ رواج ہے اور رشوت عام ہے۔آج بھی شعبہ صحت کے سیکرٹریٹ میں سیکشن آفیسر کے پاس جائیں تو ینگ ڈاکٹروں کی بے تحاشا فائلیں پڑی ہوئی ہیں لیکن جب رشوت دی جاتی ہے تو تب جا کر کام ہوتا ہے۔Points تو بہت سارے ہیں مگر میں وقت کی کمی کی وجہ سے اپنی بات کو چھوٹا کرتی ہوں اور صرف یہ کہوں گی کہ ہر کوئی اتنا خوش قسمت نہیں ہوتا کہ وہ وزیراعلیٰ کی گاڑی تک پہنچ سکے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!میں آپ کے توسط سے پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ کیا سیکرٹری ہیلتھ موجود ہیں؟ہم اس وقت اتنا important topic discuss کر رہے ہیں تو اس وقت یہاں پر ان کی موجودگی بہت ضروری تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں سیکرٹری ہیلتھ کی ضرورت نہیں ہے۔منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں لیکن سیکرٹری ہیلتھ کو بھی ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ آپ کی ایک ایک بات کو note کر رہے ہیں۔ میرا نہیں خیال کہ سیکرٹری ہیلتھ کی موجودگی یہاں پر ضروری ہے۔ منسٹر صاحب خود موجود ہیں، آپ جو points کہہ رہی ہیں وہ note کر رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ جب بھی کسی محکمہ کے متعلق بات ہو گی تو اس کا سارا عملہ یہاں موجود ہو گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحب موجود ہیں۔ اگر وہ موجود نہ ہوتے تو آپ کو کوئی پریشانی ہونی تھی۔ وہ ایوان میں موجود ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پنجاب کے دس کروڑ عوام کا بجٹ پیش کیا جا رہا ہے لیکن سیکرٹری ہیلتھ موجود نہیں ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب موجود ہیں، وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کے head بھی ہیں اور سارے معاملات بھی وہ دیکھ رہے ہیں تو میرا نہیں خیال کہ سیکرٹری کی موجودگی یہاں پر ضروری ہے۔ منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں وہ آپ کی باتیں note کر رہے ہیں۔ Please آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! سیکرٹری ہیلتھ اتنے طاقتور ہیں کہ وہ اس ایوان کو کچھ نہیں سمجھتے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں اور وہ آپ کی باتیں note کر رہے ہیں۔ Please سردار صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پنجاب کے دس کروڑ عوام کا بجٹ ہے سیکرٹری ہیلتھ کو یہاں پر موجود ہونا چاہئے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ میں نے بتا دیا ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اگر یہ بات سن لیں تو ان کی مہربانی ہو گی۔ پورا ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ، ہمارے ایڈیشنل سیکرٹری ہیلتھ اور دوسرے ارکان بھی بیٹھے ہیں اور میں بھی بیٹھا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ موجود ہیں، میں نے جواب دے دیا ہے۔ سردار صاحب! Please آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے ایوان میں لاہور، راولپنڈی اور جی ٹی روڈ کی بہت باتیں سنیں لیکن بدقسمتی سے جنوبی پنجاب کی بات صحت کے حوالے سے نہیں ہوئی۔ میں وزیر صحت سے گزارش کروں گا کہ میری بات غور سے سنیں، شاید جنوبی پنجاب کا انہیں معلوم بھی نہیں ہے کہ جنوبی پنجاب میں صحت کی سہولیات کا کتنا فقدان ہے۔ ہیلتھ سیکٹر میں 82۔ارب روپے کی رقم اس بجٹ میں مختص ہوئی اور بجٹ کو کافی study کرنے کے بعد جنوبی پنجاب کی 40 فیصد آبادی جو پنجاب کا ایک بہت بڑا حصہ ہے اس میں مجھے کوئی ایسی خاص بات نظر نہیں آئی کہ جس حوالے سے جنوبی پنجاب کو upgrade کیا جائے۔ آپ کے توسط سے میں وزیر صحت کی توجہ چاہوں گا کہ جنوبی پنجاب کی ایک بہت بڑی شاہراہ ایم ایم روڈ ہے جسے ملتان سے میانوالی روڈ کہا جاتا ہے کہ بدقسمتی سے 2006 میں ایک میگا پراجیکٹ ڈسٹرکٹ لیّہ میں ٹراما سنٹر کے حوالے سے شروع ہوا لیکن بعد میں 2008 کی حکومت آنے پر اس کو ٹراما سنٹر کی بجائے ٹی ایچ کیو ہسپتال کی upgradation میں تبدیل کر دیا گیا۔ ملتان سے میانوالی تقریباً کم و بیش 400 کلو میٹر کا سفر ہے، آئے دن روڈ ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں۔ میں 2002 کی حکومت کو کریڈٹ دیتا ہوں جس نے اس روڈ پر ایک ٹراما سنٹر کی تعمیر جس پر تقریباً 80 کروڑ روپے خرچ ہونے تھے وہ شروع کیا اگر اس روڈ پر کوئی ایکسیڈنٹ ہو، پچھلے دِنوں آپ کو یاد ہو گا کہ آپ کے علاقے کے ایس پی بھٹہ صاحب وہاں ایکسیڈنٹ سے expire ہوئے، میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف کی توجہ اپنی طرف دلوانا چاہتا ہوں شاید یہ جنوبی پنجاب کو جانتے بھی نہیں ہیں کہ جنوبی پنجاب کا علاقہ کون سا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ان کی بات سُنیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں ایکسیڈنٹ کی بات کر رہا تھا، وہ ایکسیڈنٹ سے expire کیوں ہوئے؟ اس لئے کہ وہاں سے ملتان کا سفر تقریباً اڑھائی سے پونے تین گھنٹے پر محیط ہے۔

جناب سپیکر!میں صحت کے حوالے سے بات کر رہا تھا کہ پچھلی حکومت نے2002میں ایک منصوبہ ٹراما سنٹر فتح پور شروع کیا تھا۔ پچھلے دِنوں ایک ایس پی صاحب روڈ ایکسیڈنٹ میں expire ہوئے اس کی وجہ یہ تھی کہ وہاں سے ملتان کا سفر تقریباً اڑھائی گھنٹے پر محیط ہے،جنوبی پنجاب کے لوگوں کے لئے اس ٹراما سنٹر کی اہمیت یوں تھی کہ اس کو ٹراما سنٹر کی بجائے ٹی ایچ کیو ہسپتال کی upgradation میں تبدیل کیا گیا جو کہ پچھلی حکومت کی جنوبی پنجاب کے ساتھ سراسر زیادتی اور ناانصافی ہے۔ میری وزیر صحت سے یہ گزارش ہو گی کہ اس ٹی ایچ کیو ہسپتال کو جہاں upgrade کیا گیا ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: سردار صاحب!میں آپ کے چند سیکنڈ لینا چاہوں گا۔ باہر ایپکا کا کوئی جلوس آیا ہوا ہے اس کے لئے میں بلال یٰسین صاحب اور چودھری شفیق صاحب سے کہوں گا کہ وہ جا کر ان سے بات کر لیں اور اللہ کرے کہ ان کے مسائل اچھے طریقے سے حل ہو جائیں۔ میرے خیال میں وزیر تعلیم رانا مشہود صاحب!آپ بھی ساتھ چلے جائیں تو بہتر ہے۔آپ تینوں حضرات جائیں۔

وزیر تعلیم (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر!ایک بندہ اپوزیشن کی طرف سے بھی بھیج دیں۔

جناب سپیکر: جی،اپوزیشن کی طرف سے قائد حزب اختلاف تشریف لے جائیں یا سبطین صاحب!آپ بھی ان کے ساتھ چلے جائیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!اپوزیشن کی طرف سے ایک وفد پہلے ہی جا چکا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے تو وفد نہیں بھیجا،وہ مجھ سے پہلے اپنے طور پر چلے گئے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!آپ نے چونکہ ignore کر دیا تھا تو ہم نے سمجھا شاید آپ دلچسپی نہیں لے رہے۔ ہماری تو ذمہ داری ہے کہ ہم لوگوں کے حقوق کی بات کریں اس لئے ہمارے لوگ وہاں پر چلے گئے ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر!قائد حزب اختلاف خود وہاں پر گئے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں!ٹھیک ہے،اچھی بات ہے۔جی،Carry on.

(اس مرحلہ پر وزیر تعلیم رانا مشہود احمد خان،وزیر صنعت چودھری محمد شفیق اور وزیر خوراک جناب بلال یٰسین ایپکا کے وفد سے ملاقات کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ وزیر صحت کو میری یہ ایک تجویز ہو گی کہ ایم ایم روڈ پر جہاں ٹی ایچ کیو ہسپتال کو upgrade کیا جا رہا ہے اس میں ایک یونٹ ٹراما سنٹر جو خصوصاً ایکسیڈنٹ کے لئے مختص ہوتا ہے اس کو add کیا جائے اور اس بجٹ میں اس کے لئے رقم مختص کی جائے، اس کے لئے اتنی زیادہ رقم کی ضرورت نہیں ہے تقریباً دو سے اڑھائی کروڑ روپے خرچ ہونے سے ٹراما سنٹر کا ایک چھوٹا یونٹ بن سکتا ہے لہذا مہربانی کر کے اسے بجٹ میں رکھا جائے۔ابھی پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، پی آئی سی لاہور کی بات ہو رہی تھی تو میری یہ گزارش ہو گی کہ چودھری پرویز الٰہی انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی جو ملتان میں بنا یہ 2002 کی حکومت کا کارنامہ ہے اگر آپ اس کارڈیالوجی سنٹر کو مناسب طریقے سے نہیں چلا سکتے تو کم از کم اس کا نام تو تبدیل نہ کریں۔ یہ ایک غلط exercise شروع کی جا رہی ہے کہ اگر کوئی بھی سیاسی حکومت آئے وہ اپنے پراجیکٹ کو نام دے اور دوسری حکومت آنے پر اس کا نام تبدیل کر دیا جائے تو میں اس ایوان میں یہ بات کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جب بھی کوئی نئی حکومت آئے تو اس طرح سے ناموں کو تبدیل نہ کیا جائے۔ یہ exercise ختم ہونی چاہئے۔اسی طریقے سے جیسا کہ میاں محمد اسلم اقبال نے ابھی بات کی کہ وہاں اتنا over burden ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں مریض ملتان آتے ہیں جن کی انجیو گرافی فری نہیں ہے، تھیلیم ٹیسٹ فری نہیں ہے، کچھ بھی نہیں ہے۔ میں نے خصوصاً یہ دیکھا ہے کہ پنجاب کارڈیالوجی سنٹر ملتان کے لئے کوئی ایسا بجٹ نہیں رکھا گیا جس سے غریب لوگوں کو یہ سہولیات مفت فراہم کی جائیں کہ ان کی انجیو گرافی فری ہو۔ بائی پاس تو دور کی بات انجیو گرافی کے لئے بھی ان کو تین تین، چار چار مہینے ٹائم نہیں ملتا تو میری محترم وزیر صحت سے یہ گزارش ہو گی کہ ملتان میں proper mechanism بنایا جائے جہاں سفارش کی بنیاد پر انجیو گرافی، بائی پاس وغیرہ نہ ہو بلکہ میرٹ پر ہو اور آپریشن مناسب وقت پر ہونے چاہئیں۔جنوبی پنجاب میں ملتان کے بعد آپ کی حکومت کا ایک اچھا اقدام جس کی میں اس فورم پر ضرور بات کروں گا۔ میڈیکل کالج ڈی جی خان کا قیام، آپ کا ایک اچھا اور احسن اقدام ہے۔

جناب سپیکر: میرا کام نہیں ہے، حکومت کا کام ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف تشریف فرما ہیں مگر ان کی توجہ میری طرف کم ہے اور غالباً باتیں زیادہ کر رہے ہیں تو اس لئے آپ سے مخاطب ہو رہا ہوں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: نہیں، وہ تو بیٹھے ہیں اور آپ کے points لکھ رہے ہیں۔(قطع کلامیاں)

خواتین ایسا نہ کریں۔آپ کیا کر رہی ہیں، کیوں ایسا کرتی ہیں؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں اپنی بہنوں سے یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بس میں نے کہہ دیا ہے، آپ اپنی بات کریں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا کہ وزیر خزانہ بھی موجود ہیں، ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج کے لئے اس بجٹ میں جو رقم مختص کی گئی ہے وہ اس کو مکمل کرنے کے لئے ناکافی ہے۔ مجھے تو لگتا ہے کہ اس حکومت کے سال بھی مکمل ہو جائیں گے مگر میڈیکل کالج کا قیام عمل میں نہیں آئے گا تو میری یہ گزارش ہو گی کہ اس بجٹ میں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا apprehension ہو سکتا ہے۔ جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: تو اس بجٹ میں اس کی 10 کروڑ روپے کی رقم کو بڑھا کر 25 کروڑ روپے کیا جائے تاکہ میڈیکل کالج ڈی جی خان مکمل ہو سکے اور وہاں پر میڈیکل کالج کی کلاسیں لگ سکیں۔ ابھی D.H.Q ہسپتالوں اور T.H.Q ہسپتالوں کی بات ہو رہی تھی۔ جب محکمہ صحت میں سیاسی بنیادوں پر postings and transfers ہوں گی تو وہاں پر ہم معیار صحت کس طرح سے بہتر کر سکیں گے؟ پچھلے دنوں کی بات ہے کہ ایک ای ڈی او، ہیلتھ لیہ ڈاکٹر خالد نعیم جو سابقا حکومت میں تین سال ای ڈی او ہیلتھ رہا، اس کو ایم ایس T.H.Q تحصیل ہیڈ کوارٹر چوبارہ لگایا گیا۔ اب اس کو صرف personal liking/disliking کے حوالے سے ٹرانسفر کیا گیا ہے کہ اس کا تعلق کسی سیاسی جماعت سے ہے۔ اگر وہ دو تین سال پہلے اچھا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: کیا public servant کا تعلق کسی سیاسی جماعت سے ہے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! کسی سیاسی جماعت سے liking/disliking کی بات کر رہا ہوں۔ میں بات کر رہا ہوں کہ صحت کا معیار بہتر کرنے کے لئے ایک ای ڈی او، ہیلتھ جو پچھلی گورنمنٹ میں تین سال ای ڈی او، ہیلتھ رہا، دو بار ایم ایس رہا اب اس کو صرف اس بنیاد پر ٹرانسفر کر دیا گیا ہے کہ اس کا تعلق یا اس کی liking/disliking کسی پارٹی کے ساتھ ہے، جب تک اس قسم کی political interference ان محکموں میں ختم نہیں ہو گی تو پھر محکمہ صحت میں بہتری کی توقع مت رکھیں۔ ادویات کی بات لے لیں تو ادویات کا یہاں ایوان میں ہی محترم وزیر اعلیٰ نے جو اپنی تقریر کی اس میں بڑے بلند و بانگ دعوے ہوئے، پھر ادویات کی مفت فراہمی کی بات بھی کی گئی۔ آپ کے توسط سے وزیر صحت سے گزارش کروں گا کہ وہ یہ رپورٹ منگوالیں کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال لیہ میں پچھلے

تین سالوں سے کتنی ادویات غریبوں میں مفت تقسیم ہوئی ہیں؟میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس رپورٹ میں یہ بات سامنے آئے گی کہ پچھلے تین سالوں سے ایک بھی مریض کو مفت ادویات نہیں ملیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس کا سوال دیں، ہم ان سے اس کا جواب لیں گے۔آپ اپنا سوال لکھ کر دیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!آپ میری بات تو سنیں، میں یہ بات وزیر صاحب کے گوش گزار کر رہا ہوں کہ ہمارے محکمہ صحت کے یہ حالات ہیں، باتیں تو بہت کی جاتی ہیں۔اسی طرح اگر آپgrass root levelپر چلے جائیں کہ Basic Health Unitجو rural areasمیں ہماری صحت کاایکbasic unitہے اگر آپ ان کی حالت کو دیکھ لیں تو وہاں ڈاکٹر، نرسیں نہیں ہیں، وہ بھوت بنگلے بنے ہوئے ہیں۔ میں جنوبی پنجاب کی بات کروں گا، جنوبی پنجاب کے لئے وزیر صحت سے گزارش کروں گا کہ وہ تھوڑا ساSouth focusپر بھی رکھیں۔ وہاں محکمہ صحت کی سہولیات نہ ہونے کے برابر ہیں اور کبھی کبھار پچھلے پانچ سالوں میں وزیر صحت اور سیکرٹری صحت نے Southکاایک visitبھی نہیں کیا، کیاSouthپنجاب کا حصہ نہیں ہے؟ میری یہ گزارش ہو گی۔۔۔

جناب سپیکر: جتنا سفر آپ کے سابقاوزیر صاحب نے کیا ہے شاید ہی اتنا کسی نے کیا ہو۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!وہ وزیر صاحب صحت کے وزیر نہیں تھے، میری وزیر صحت سے گزارش ہو گی، گو کہ ان کے پاس ایڈیشنل چارج ہے یہ وزیر صحت نہیں ہیں پھر بھی میری گزارش ہو گی کہ جنوبی پنجاب کی سہولیات کو بہتر کرنے کے لئے، میں اپنی تقریر زیادہ لمبی نہیں کرنا چاہتا صرف ایکsuggestionدینا چاہتا ہوں کہ سیکرٹری صحت پچھلے دِنوں آپ کے ضلع قصور میں دورہ کر کے آئے ہیں، فیصل آباد تو جا رہے ہیں، گوجرانوالہ تو جا رہے ہیں، ان کو یہ بھی فرمائیے گا کہ لیّہ، ڈیرہ غازی خان، راجن پور اور بھکر بھی پنجاب کا حصہ ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ان کا دورہ کروائیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب والا!دورہ کیا ہے لیکن میں اس کا جواب بعد میں دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، دورہ کروادیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب والا! مجھے ابھی وزیر بنے پندرہ دن ہوئے ہیں اور میں مظفر گڑھ اور ملتان سے ہو کر آیا ہوں۔ انہوں نے شاید دیکھا نہیں یا سنا نہیں ہے حالانکہ ٹی وی پر televise بھی ہو رہا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس قسم کا allegation نہ لگائیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

سردار شہاب الدین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں نے ایک تجویز دینی ہے۔

جناب سپیکر: آپ فرمائیں!

سردار شہاب الدین خان: مجھے بھی علم ہے کہ یہ ابھی ابھی منسٹر بنے ہیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): اس کے ساتھ ساتھ آپ کو یہ بھی علم ہونا چاہئے کہ اگر میں نیا نیا منسٹر بنا ہوں تو نئے نئے دورے بھی میں ہی کر رہا ہوں۔ میں نے بتایا ہے کہ میں اُدھر سے ہو کر آیا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ فرمائیں!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! وزیر صاحب کو میری یہ تجویز تھی، میں تجویز دے رہا ہوں، مجھے بھی پتا ہے کہ یہ نئے نئے وزیر بنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں full minister بنائے، ان کے پاس ایڈیشنل چارج نہ رہے۔ آخر میں یہ عرض کروں گا کہ آپ کی حکومت کا یہ بھی ایک اچھا اقدام ہے کہ لیڈی ہیلتھ ورکر کو آپ نے مستقل کر دیا ہے لیکن میری یہ گزارش ہو گی کہ ان کی proper training نہیں ہے اس لئے ان کو proper training دی جائے تاکہ ہمارے جنوبی پنجاب میں، لاہور میں تو ان کے ٹریننگ سنٹر موجود ہیں، جنوبی پنجاب میں ملتان کے مقام پر ان کی ٹریننگ کا ایک سنٹر بنایا جائے تاکہ ہمارے جنوبی پنجاب کی جو نرسیں یا ایل ایچ وی ہیں وہ وہاں سے ٹریننگ حاصل کر سکیں۔ وہی بات جو پہلے میں نے کہی کہ تبادلے بھی liking/disliking پر ہوتے ہیں۔ اس حکومت نے آتے ہی اس طریقے سے ہمارے ایک ڈسپنسر کا بھی تبادلہ کر دیا ہے، مجھے یہ کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے کہ آدمی گورنمنٹ میں آئے اور آتے ہی political victimization شروع ہو جائے۔ الیکشن کے oath

والے دن وہاں سے ایک اچھے ڈسپنسر کا تبادلہ کر دیا گیا جس پر وہاں کے تمام پیرا میڈیکل سٹاف نے ہڑتال بھی کی جس طرح آج ادھر clerical staff کی ہڑتال ہے اسی طریقے سے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے پیارے بھائی! آپ مطالبہ زر نمبر 21016 پر آ جائیں، اس پر کوئی بات کریں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب والا! میں بھی وہی بات کر رہا ہوں کہ جب حکومتیں بنتی ہیں تو ہر حکومت کا ایک vision ہوتا ہے کہ وہ غریبوں کو، ریاست کے لوگوں کو صحت کی اچھی سہولیات فراہم کرے۔ یہ نہ ہو کہ ایک پیرا میڈیکل سٹاف کے ملازم کو، ایک ڈسپنسر کو political victimization کے تحت نکال دیا جائے اور اس پر ڈسٹرکٹ لیّہ میں پورا میڈیکل سٹاف۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر:.Order, order. Order in the House گپ شپ لگانی ہے تو لابی میں تشریف لے جائیں، مجھے اس پر اعتراض نہیں ہو گا۔ بڑی مہربانی، آپ مجھے ان کی بات سننے دیں۔ فرمائیں!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! ایک ڈسپنسر جو ڈی ایچ کیو کروڑ لعل عیسن ڈسٹرکٹ لیّہ میں ایک اچھا کام کر رہا تھا اسے political victimization سے ہٹا کر کہیں دور بھیج دیا گیا جس پر پورا میڈیکل سٹاف سات دن ہڑتال پر رہا ہے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جب تک ان محکموں میں political interference خصوصاً ایجوکیشن اور ہیلتھ میں ختم نہیں ہو گی تو اس وقت تک ہم بہتری کی توقع نہ رکھیں۔ اسی طریقے سے ایک بی ایچ یو ثمرانشیب لیّہ میں جو ایک کچے کے علاقے دریا کے اوپر Basic Health Unit ہے لیّہ سٹی کے بہت ہی قریب ہے وہاں پر ڈاکٹر اور میڈیسن کچھ بھی نہیں ہے، 2010 کے سیلاب میں وہاں جو کچھ ہوا میں یہ کہوں گا کہ وہاں صحت کے حوالے سے کچھ نہیں ہوا اور میری جناب کے توسط سے یہ گزارش ہو گی کہ بی ایچ یو ثُمرانشیب کو مہربانی کر کے proper طریقے سے functional کیا جائے۔ آخر میں پھر میں وزیر موصوف کی توجہ دلاؤں گا کہ مہربانی کر کے جنوبی پنجاب کے حوالے سے جو بھی بجٹ مختص ہوا ہے اس کو proper طریقے سے utilize کرنے کے لئے مہربانی کریں، وہاں پر visit بھی کریں اور وزیر خزانہ کو جو تجاویز میں نے دی ہیں ان پر عمل بھی کریں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ دونوں فیصلہ کر لیں۔ آپ دونوں میں سے ایک ہی بول سکیں گی۔

محترمہ راحیلہ انور: جی، میں بول رہی ہوں۔

جناب سپیکر:انہوں نےwind up بھی کرنا ہےاورایک بجےتک ٹائم ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!ابھی توmiscellaneous بھی رہتا ہے۔

جناب سپیکر:ابھی miscellaneous بھی رہتا ہے،اس پر بھی آپ نے بات کرنی ہے۔ایک بجے گلوٹینapply ہو جائے گی۔جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!پچھلے بجٹ میں ہیلتھ کے لئے 36.8 بلین روپے مختص کئے گئے اور revise کر کے 38.6 بلین روپے کر دیئے گئے۔اب 45.9 بلین روپے مختص کئے گئے ہیں یعنی 7۔ارب روپے کا اضافہ ہوا ہے۔اگر ہیلتھ کارڈ کا اجرا ہوا ہے یا ہو رہا ہے تو کیا اس کے لئے علیحدہ سے رقم مختص کی گئی ہے؟ میرا تعلق جہلم سے ہے میں وہاں کے B.H.Us پر بات کرنا چاہوں گی جو میرا دُور دراز ایریا ہے جہاں پر انسان بھی بڑی مشکل سے جاتے ہیں کاش کہ میں آپ لوگوں کو وہاں لے جا سکتی۔وہاں کے B.H.Us کی حالت یہ ہے کہ اوّل تو ہے ہی نہیں،اگر ہے بھی تو ڈاکٹر، ادویات کی سپلائی اور نہ ہی کسی قسم کی اور میڈیکل ایڈ ہے۔مجھے بتائیے کہ وہاں کے لوگ کیا کریں؟ مجھے بتائیے کہ وہ کہاں جائیں؟ میں پھر سے کہتی ہوں wish I کہ میں آپ لوگوں کو وہاں لے جا سکوں۔مہربانی کر کے ڈاکٹروں کو incentive دیجئے، ان کی تنخواہیں بڑھائیے تاکہ وہ ایسے علاقوں میں جانے کے لئے تیار ہو جائیں۔ تحصیل دینہ جو کہ جہلم کی تحصیل ہے وہاں پر ابھی تک تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال نہیں بن سکا۔میرا سوال ہے کہ یہ کب بنے گا اور ابھی تک کیوں نہیں بن سکا؟ تحصیل پنڈ دادن خان بھی جہلم کی تحصیل ہے جایئے اور وہاں کے تحصیل ہیڈ کوارٹر کی حالت زار دیکھئے کبھی دکھانے کے لئے ائر کنڈیشنڈ لگے تھے، آج ائر کنڈیشنڈ کام کرتے ہیں اور نہ کوئی medical facility ہے، ڈاکٹروں کو دیکھئے کہ وہ اپنا ٹائم ویسے spend کر رہے ہیں۔مریض حکومتی ایم این ایز کی چٹ لے کر آتے ہیں،ایم پی ایز کی چٹ لے کر آتے ہیں تب اس ہسپتال میں ان کو accommodate کیا جاتا ہے۔یہ ادارے politicize ہو چکے ہیں۔ آپ بھی اور ہم بھی تب کامیاب ہوں گے جب یہ چٹ سسٹم ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر!لیڈی ہیلتھ ورکر اور مڈ وائف گاؤں گاؤں، دیہات دیہات پھرتی ہیں ایک ایک گھر میں جاتی ہیں جب وہ عدالت میں گئیں تو بڑی مشکل سے ان کی بنیادی تنخواہ چار ہزار روپے ہوئی۔کیا ان کی تنخواہ نہیں بڑھائی جائے گی؟ان کی تنخواہ بڑھایئے تاکہ ان کو بھی یہ حوصلہ ہو ان کو بھی پتا چلے کہ ہم جس ملک کے لئے، جس قوم کے لئے در در پھر رہی ہیں،ان کے گھر کا تو آٹا اور راشن پورا نہیں ہوتا۔عالمی سطح پر قوموں کی ترقی human development index سے ناپی جاتی ہے جس کے مطابق باقی

دنیا تو ایک طرف رہ گئی ہم تو انڈیا سے بھی پیچھے ہیں۔New borns کی شرح اموات دنیا میں ہمارے خطے میں سب سے زیادہ ہے جتنا پسماندہ پاکستان ہے I am sorry to say پنجاب میں اتنا پسماندہ میرا جہلم ہے۔یونین کونسل نکہ پنڈ دادن خان کی کونسلیں چوٹالہ، ٹوپہ کسی کو بھیجئے چیک کرائیے کہ وہاں کے B.H.Us کی کیا حالت ہے۔ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال جو ایک شہر کے لئے ایک ضلع کے لئے نہایت اہم ہسپتال ہوتا ہے وہاں پر پانی کا مسئلہ ہے پانی وہ ہے جس پر ہم depend کرتے ہیں، ہم کسی ایسے پانی کی نہ distilled water کی بات کر رہے ہیں ان کے لئے تو پینے کے لئے گندہ پانی بھی نہیں ہے۔کبھی موٹر جلی ہوئی ہے، کبھی ان کا بور بیٹھ جاتا ہے۔ہم تو کہتے ہیں کہ بجٹ میں ڈبل اضافہ ہوتا لیکن کیا کریں جب implementation کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس سے تو ہم ایسے ہی اچھے۔ایک اہم مسئلہ ہے کہ براہ مہربانی ینگ ڈاکٹروں کے لئے کچھ کیا جائے چونکہ ان کی روز ہڑتالیں ہیں، انہوں نے لوگوں کو مار کر رکھ دیا ہے۔اس میں مریضوں کا کیا قصور، جو ناچار وہاں جاتے ہیں، اس میں ان کا کیا قصور؟ لہذا استدعا ہے کہ ان کو accommodate کیا جائے تاکہ یہ problem بھی sort out ہو۔ مجھے پتا ہے کہ ٹائم بہت کم ہے اس لئے میں اسے wind up کروں گی۔ میری آپ سے آخری humble request ہے کہ زکوٰۃ فارم دیئے جاتے ہیں جو ہیلتھ کے مسئلے سے دوچار ہوتا ہے جو یہ بل afford نہیں کر سکتا ان کی صحت تو جاتی ہی ہے ان غریبوں کی تو عزت بھی جاتی ہے۔اس مسئلے کا کوئی حل کیجئے وہ زکوٰۃ فارم ڈھونڈتے رہتے ہیں اور ان کے لوگ مر جاتے ہیں۔کیا وہ زکوٰۃ فارم ہی لیتے رہیں گے یا ان کے جو مر جاتے ہیں ان پر کھڑے ہو کر روئیں گے۔جہلم میں ہمارے ڈاکٹروں کی رہائش کا شدید مسئلہ ہے۔کتنا noble profession ہے لیکن ڈاکٹر رہائش پر لڑتے ہیں یہ وہ باتیں ہیں جو آپ کو note down کرنی چاہیئں۔اگر آپ نے اتنے پیسے رکھنے ہیں تو آپ کو ان چیزوں کو پورا کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! آخر میں میری پھر humble request ہے کہ یہ باتیں note down کرائیے گا اور ان پر implement بھی ہونا چاہئے۔شکریہ

جناب سپیکر: اب پندرہ منٹ باقی رہ گئے ہیں اور انہوں نے بھی wind up کرنا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! دو دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: دو منٹ سے زیادہ کسی کو نہیں ملیں گے، This I tell you

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! تین تین منٹ دیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میرے پاس اتنا ٹائم ہی نہیں ہے۔ وہ اسے کیسے مکمل کریں گے ؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ٹائم بڑھا دیں۔

جناب سپیکر: نہیں بڑھایا جا سکتا۔ جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میری چند گزارشات ہیں اس سے پہلے بھی میں نے بہت کوشش کی کہ میں بجٹ تقریر کے اندر مختصراً اپنی تجاویز کو شامل کرا سکوں۔ آج ایوان کے اندر کٹوتی کی یہ جو تحریکیں پیش ہو رہی ہیں شاید یہ اسی لئے پیش کی جا رہی ہیں کہ ہمارے اس صوبہ کے اندر اس وقت جو محکموں کی حالت ہے، جو اداروں کی حالت اسے بہتر کیا جا سکے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے گزارش کروں گی کہ اگر این ایف سی کی طرز پر Provincial Finance Commission بنا دیں تو پھر ہر شہر کے مسائل door step کے اُوپر فوری طور پر حل کئے جا سکیں گے۔ صوبے کے حالات آپ کے سامنے ہیں۔ پچھلے تین سالوں سے نرسیں اور ڈاکٹر سڑکوں پر احتجاج کر رہے ہیں جبکہ حکومت کی ہٹ دھرمی قائم رہی اور اس کے کان پر جُوں تک نہیں رینگی۔ ڈاکٹروں پر تشدد کیا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کٹوتی کی تحریک پر بات کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: میں سمجھتی ہوں کہ ڈاکٹر اور نرسیں عوام کو relief دینے کے لئے ہیں اگر اُن کے اپنے مسائل حل نہیں ہوں گے تو پھر اس صوبے کے عوام کے مسائل کیسے حل ہوں گے ؟

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پچھلے سال پی آئی سی کے لئے 75 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے جبکہ اس سال کم کر کے 67 کروڑ 50 لاکھ روپے کر دیئے گئے ہیں جو کہ انتہائی قابل افسوس عمل ہے۔ اسی طرح پچاس ٹیچنگ ہسپتالوں کی سی ٹی سکین مشینیں خراب پڑی ہیں۔ اس بجٹ میں ہیلتھ انشورنس کارڈ جاری کرنے کا اعلان کیا گیا ہے اس کا فائدہ عوام کو تب ہو گا جب ان ہسپتالوں کے اندر مفت ادویات مہیا کی جائیں گی۔ پہلے مریضوں کو پندرہ دن کی ادویات دی جاتی تھیں اب اسے کم کر کے تین دن کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب تشریف رکھیں۔ جناب محمد عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرا تعلق پنجاب کے سوتیلے ضلع راولپنڈی سے ہے۔ پچھلے پانچ سالوں میں ہمیں یہ محسوس ہوا ہے کہ سوتیلا پن کیا ہوتا ہے۔I wish کہ میرا تعلق بھی سنٹرل پنجاب کے کسی ضلع سے ہوتا۔

جناب سپیکر: محترم!آپ مہربانی کر کے کٹوتی کی تحریک پر آئیں۔آپ کی کٹوتی کی تحریک مطالبہ زر نمبر21016-PC کے حوالے سے ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پچھلے پانچ سالوں میں شعبہ صحت کے حوالے سے میرے ضلع پر جو مظالم ڈھائے گئے ہیں اُن کو سُننے کا تھوڑا سا حوصلہ پیدا کریں۔ کاش! یہاں پر اس وقت سیکرٹری صحت موجود ہوتے اور وہ بتاتے کہ پچھلے پانچ سالوں میں ضلع راولپنڈی کے ہسپتالوں میں کیا کچھ ہوا اور عوام کے ساتھ کیا بیتی؟ ضلع راولپنڈی کا مرکزی ہسپتال جس کا نام اب محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) ہسپتال ہے اس میں شاید یہ واحد اور انوکھا واقعہ ہوا ہے کہ نومولود کو چوہے کھا گئے۔ ہمارے لئے اس سے زیادہ شرمندگی والی بات اور کیا ہو سکتی ہے؟ اس وقت راولپنڈی کے تین بڑے ہسپتالوں میں تمام X-Ray مشینیں خراب پڑی ہیں۔ ان ہسپتالوں میں کسی قسم کا کوئی ٹیسٹ نہیں ہو رہا بلکہ مریضوں کو تمام ٹیسٹ اپنے خرچ پر پرائیویٹ لیبارٹریوں سے کرانے پڑتے ہیں۔ ان ہسپتالوں میں صفائی کی حالت ایسی ہے کہ وہ ہسپتال جو کبھی شفاخانے ہوتے تھے اب موت کی انتظار گاہیں بن چکے ہیں۔ ہسپتال جائیں تو بدبو آتی ہے اور ایسا لگتا ہے کہ ہم کسی ایسی جگہ پر آ گئے ہیں جو کہ انسانوں کے لئے نہیں ہے۔ ایمبولینس کے نام پر سالانہ لاکھوں، کروڑوں روپے ضائع ہو رہے ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ راولپنڈی کے عوام کو کبھی بھی ایمبولینس کی سروس مہیا نہیں کی گئی یہاں تک کہ میت کے لئے بھی ایمبولینس مہیا نہیں کی جاتی۔ مریض کو ایک ہسپتال سے دوسرے ہسپتال میں shift کرنے کے لئے بھی پرائیویٹ ایمبولینس حاصل کرنی پڑتی ہے۔ یہ کروڑوں روپے جو ایمبولینس اور اس کی maintenance پر خرچ ہو رہے ہیں اس سے عوام کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ ان کو تو یہ سہولت میسر ہی نہیں ہے۔ ہماری ایک اور بدقسمتی دیکھیں کہ مریضوں کو دو نمبر ادویات دی گئیں کیونکہ ہمارے ایک ایم این اے صاحب ادویات کی فیکٹریوں کے مالک تھے۔ ایل پی اور ادویات کی خریداری کے لئے جو contract دیئے جاتے رہے اس سے شرمناک contract شاید پہلے کبھی پاکستان کی تاریخ میں نہیں دیئے گئے ہوں گے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، جو اس ایوان کے ممبر نہیں یا یہاں پر موجود نہیں ہیں ان کے بارے میں کوئی بات کرنے سے اجتناب کیا جائے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں صرف اتنا کہنا چاہ رہا ہوں کہ آپ اس چیز کو مدنظر رکھیں کہ جب ادویات کی خریداری کے contract دیئے جائیں تو وہ اتنے شفاف ہوں کہ ان پر کوئی انگلی نہ اُٹھا سکے۔

MR SPEAKER: Your time is over now.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں آخری بات یہ کروں گا کہ ہسپتالوں میں جو کھانا دیا جا رہا ہے اور جو کنٹین کے contract دیئے جا رہے ہیں ان کی جانب بھی توجہ دی جائے۔ آپ لوگ تو شاید ان ہسپتالوں میں نہ جا سکیں یا نہ جانا چاہتے ہوں لیکن مجھ جیسے غریب آدمی کا تو دن رات ان ہسپتالوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ وہاں پر کھانے کے نام پر ٹھیکیدار زہر سپلائی کرتا ہے۔ خدا کے لئے اس پر بھی کوئی نظر رکھیں۔

جناب سپیکر: اب مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ راجہ راشد حفیظ صاحب!

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! شعبہ صحت بہت اہم ہے اور آپ نے اس پر بات کرنے کے لئے مجھے صرف دو منٹ دیئے ہیں۔ آپ کے پاس یہ اختیار ہے کہ آپ اجلاس کو ایک گھنٹہ مزید بڑھا سکتے ہیں۔ کل آپ نے اجلاس تین بجے ختم کر دیا حالانکہ اس کو آپ پانچ بجے تک چلا سکتے تھے۔ پہلے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اس بحث کے لئے اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ مزید بڑھایا جائے۔ شعبہ صحت کے لئے ہر سال بجٹ میں amount بڑھا دی جاتی ہے لیکن عوام کو اس طریقے سے سہولیات میسر نہیں ہوتیں۔ میرا تعلق اس شہر سے ہے کہ جہاں پر تین ٹیچنگ ہسپتال ہیں۔ تین ٹیچنگ ہسپتالوں کے ہوتے ہوئے راولپنڈی شہر کے لوگوں کو صحت کی بہت بہتر سہولیات میسر ہونی چاہئیں لیکن آج اس شہر کا نام ایفی ڈرین کی وجہ سے لیا جاتا ہے اور وہاں پر صحت کی سہولیات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ میرا اشارہ کس طرف ہے؟ آپ نے نام لینے سے منع کر دیا ہے اس لئے میں نام لینا مناسب نہیں سمجھتا۔ وہاں پر غریب شخص کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ آپ نے بجٹ کتنا بڑھایا ہے، اس کو غرض صرف اس بات سے ہے کہ جب وہ سرکاری ہسپتال میں جاتا ہے تو اسے وقت پر علاج اور ادویات ملتی ہیں یا نہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ نئے projects شروع کرنے کی بجائے پرانے projects کو مکمل کیا جائے اور جو پہلے سے سہولیات میسر ہیں ان کو ensure کیا جائے تاکہ وہاں پر بہتر طریقے سے غریب عوام کی خدمت اور علاج ہو سکے۔

جناب سپیکر! پچھلے دور حکومت میں راولپنڈی شہر کے ہولی فیملی ہسپتال میں خاکروب بھرتی کئے گئے لیکن ان کی ڈیوٹی کہیں اور لگائی گئی۔ یہ تمام بھرتیاں پیسے لے کر کی گئیں۔اس کے علاوہ وہاں پر بے شمار دوسری بے ضابطگیاں بھی موجود ہیں۔۔۔

جناب ذوالفقار غوری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں معزز ممبر کے ایک لفظ کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔انہوں نے اپنی تقریر میں خاکروب کا لفظ استعمال کیا ہے میں کہتا ہوں کہ ان کو سینٹری ورکر کہنا چاہئے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ خاکروب کی بجائے سینٹری ورکر کہیں۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! وہاں پر جو سینٹری ورکر بھرتی کئے گئے ہیں ان کی کلرک یا کسی اور جگہ پر ڈیوٹی لگائی گئی ہے۔ وہاں پر بے شمار لوگ اپنی proper جگہ پر کام نہیں کر رہے۔ پچھلے دنوں ہولی فیملی ہسپتال میں پارکنگ فیس کا ایک ٹھیکہ دیا گیا اور اس جولائی سے وہ ٹھیکیدار فی گھنٹہ کے حساب سے چارج کرے گا۔پورے پاکستان کے کسی بھی ہسپتال میں فی گھنٹہ کے حساب سے کار پارکنگ فیس نہیں لی جا رہی۔اب وہاں پر ایک گھنٹہ کے دس روپے اور دو گھنٹوں کے بیس روپے لئے جائیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ وہاں پر جو علاج کرانے آتا ہے وہ تفریح کے لئے نہیں آتا۔ ہسپتال کوئی تفریحی مقام نہیں ہے لہذا اگر واقعی ایسا ہے تو اس زیادتی کو ختم کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! چونکہ وقت بہت کم ہے اس لئے میں آخر میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ اگر ہم سرکاری ہسپتالوں میں لوگوں کو بہتر علاج معالجہ کی سہولتیں دے دیں تو میں نہیں سمجھتا کہ کسی حوالے سے بھی پرائیویٹ ہسپتال survive کر سکتے ہیں۔ جب سرکاری ہسپتال میں بہتر طریقے سے علاج نہیں کیا جاتا تو پھر ہی ہم پرائیویٹ ہسپتال کا رُخ کرتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ میں ڈاکٹروں کے حوالے سے یہ بات کرنا چاہوں گا کہ good governance کی آڑ میں اپنے مخالف ڈاکٹروں کو ہٹانے کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب مختلف اوقات میں چھاپے مارتے ہیں اور ڈیوٹی پر لیٹ پہنچنے کی وجہ سے ان کو suspend کر دیا جاتا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب اس ایوان کے ممبر اور قائد ایوان ہیں لیکن وہ خود یہاں پر موجود نہیں ہوتے۔ وہ خود اس بات پر عملدرآمد نہیں کر رہے تو پھر سرکاری دفاتر میں وہ کس طرح اس پر implementation کروا سکتے ہیں؟ میں خاص طور پر یہ گزارش کروں گا کہ good governance کا نعرہ ختم کرنا چاہئے۔ وزیر اعلیٰ کا کام اشتہاری مہم چلانا نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ کا کام ڈینگی مچھر مارنا نہیں ہے۔ ڈینگی مچھر مار کر کہا جائے کہ وزیر اعلیٰ نے بہت بڑا کارنامہ انجام دے دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔آپ کا وقت ختم ہوا۔جی، وزیر صحت!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! points کافی زیادہ ہیں تو میں categorically ساری باتوں کا جواب دوں گا۔

اکثر دھوکا دے جاندے نیں شکلوں ویکھے جاچے لوگ
تے سانوں آ کے راہواں دسن اپنے گھروں گواچے لوگ
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پر لیڈی ہیلتھ وزیٹرز کی بات کی گئی اور میں سمجھتا ہوں کہ [**] سے بہت ساری باتوں کو exaggerate کیا گیا کہ میں خود سوچ میں پڑ گیا کہ ان کی کس قسم کی معلومات ہیں۔لیڈی ہیلتھ وزیٹرز کو گریڈ۔5 میں مستقل کیا گیا ہے۔انہوں نے فرمایا کہ اُن کی تنخواہ پانچ ہزار روپے ہے جبکہ اُن کی تنخواہ دس ہزار روپے سے زیادہ ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر راولپنڈی کے ہسپتال کی بات کی گئی ہے۔انہوں نے کہا کہ اُس ہسپتال کے لئے کوئی پیسا نہیں رکھا گیا اور یہ ہو گیا، وہ ہو گیا۔اگر یہ بجٹ کی ساری کتابوں کو پڑھیں تو اُن میں یہ دیکھیں گے کہ راولپنڈی کے ہسپتالوں کے لئے 3۔ارب 15 کروڑ 90 لاکھ 59 ہزار روپے مختص کئے گئے ہیں۔۔۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے حزبِ اختلاف کے لئے [**] جو الفاظ استعمال کئے ہیں تو یہ الفاظ غیر پارلیمانی ہیں۔آپ کارروائی سے حذف کرائیں اور وزیر موصوف سے کہیں کہ وہ الفاظ کا استعمال ذرا دھیان سے کریں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔جو الفاظ آپ کو پسند نہیں آتا ہم اُس کو درست کرتے ہیں۔جی، وزیر صحت!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہاں پر Burn Centre Jinnah Hospital کی بات کی گئی۔اُس کے حوالہ سے میں اپنے معزز ممبران حزبِ اختلاف کو بتانا چاہتا ہوں کہ اُس کے لئے حکومتِ پنجاب نے اپنا share پہلے بھی دیا اور اب بھی اس پراجیکٹ کے لئے 11 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔سمن آباد ہسپتال کی کل لاگت 176.465 ملین روپے ہے۔جون 2013 تک اس پر 30 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔2013-14 میں اس

پراجیکٹ کے لئے 50.465 ملین روپے مختص کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح 15-2014 کے لئے 50 ملین روپے اور 16-2015 میں 46 ملین روپے مختص کئے جائیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! وزیر موصوف اپنی figure ٹھیک کر لیں، بجٹ کی ان کتابوں کے اندر انہوں نے اس ہسپتال کے لئے 39 ملین روپے رکھے ہیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں ان کو year wise بتا رہا ہوں۔ میری معلومات کے مطابق میرے بھائی پہلے خود بھی منسٹر رہے ہیں اُس وقت یہ شاید پاکستان مسلم لیگ (ق) میں تھے اور پتا نہیں اب یہ شاید پاکستان تحریک انصاف میں ہیں تو میرے خیال میں انہوں نے اس کو شاید اچھی طرح سے پڑھا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! آپ نے معزز ممبران حزبِ اختلاف کی تقاریر کے جو notes لئے ہیں اُن کا جواب دینا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! 14-2013 کے سالانہ ترقیاتی بجٹ میں a policy of strategic planning unit کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے جس کا بنیادی مقصد ہی تحقیق کے ذریعے ہیلتھ سسٹم میں خامیوں کو دُور کرنا ہے۔ یہاں پر معزز ممبر نے utilization کی بات کی اور اُن کو پتا ہے کہ پچھلے تین ماہ جو interim government کا period تھا اُس میں الیکشن کمیشن کی طرف سے بجٹ کی blockage تھی جس وجہ سے یہ کہہ رہے ہیں کہ 55 فیصد بجٹ استعمال ہوا لیکن اب یہ 62 فیصد سے زیادہ بڑھ چکا ہے۔

جناب سپیکر! میو ہسپتال سرجیکل ٹاور کے حوالہ سے یہاں پر بات کی گئی تو اُس پر کام جاری ہے اور اس مقصد کے لئے محکمہ میں جلد ہی ایک review کیا جا رہا ہے اور اس کو بہت جلد مکمل کر لیا جائے گا۔ سرگودھا ہسپتال کے حوالہ سے بات کی گئی کہ وہاں پر dialysis machines کام نہیں کر رہیں، یہ بات بالکل بے بنیاد ہے۔ وہاں پر dialysis machines کام کر رہی ہیں اور وہ بالکل ٹھیک ہیں۔ وزیر آباد کارڈیالوجی ہسپتال اور بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال کے لئے بھی ہمارے خادمِ اعلیٰ نے احکامات

جاری کر دیئے ہیں اور وہاں کے زیر تعمیر وارڈز بہت جلد پایۂ تکمیل تک پہنچ جائیں گے۔یہاں پر میڈیکل افسران کے حوالہ سے بات کی گئی کہ اُن کو بنیادی ہیلتھ یونٹوں پر تعینات کیا جائے تو پنجاب پبلک سروس کمیشن سے نئے آنے والے میڈیکل افسران کو ترجیحی بنیادوں پر بنیادی مراکزِ صحت پر تعینات کیا جائے گا۔یہاں پر کہا گیا کہ ایمرجنسی میں مفت دوائیاں نہیں ملتیں تو گزارش ہے کہ ادویات کے لئے جو 7۔ارب 53 کروڑ 17 لاکھ 95 ہزار روپے مختص کئے ہیں ان سے ایمرجنسی اور in door میں داخل مریضوں کو بھی مفت ادویات مہیا کی جارہی ہیں۔

جناب سپیکر! یہ اعزاز بھی ہماری موجودہ حکومت کو ہی جاتا ہے کہ فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی اور ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کو بھی ہمارے ہی پچھلے دورِ حکومت میں operational کیا گیا۔اسی طرح راولپنڈی میں ایک نئے انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے اور اس سال اس مقصد کے لئے ایک ارب 66 کروڑ 83 ہزار روپے تنخواہوں، یوٹیلیٹز اور ادویات وغیرہ کے لئے رکھے گئے ہیں۔ورلڈ بنک کے تعاون سے ایک منصوبہ تیار کیا جارہا ہے جس کے تحت monitoring کا ایک منظم سسٹم متعارف کرایا جائے گا اور 200 ملین روپے کی لاگت سے RMMCH کا منصوبہ شروع کیا جارہا ہے جس کے تحت بنیادی ہیلتھ یونٹ کی سطح پر صحت کی سہولیات کو بہتر انداز میں فراہم کرنے کا پروگرام زیر غور ہے۔چونکہ انہوں نے ہر بات categorically کی ہے اور میں بھی اُسی حوالے سے جواب دینا چاہتا ہوں۔یہاں پر میں ایک بہت قابل ذکر بات کرنا چاہتا ہوں کہ 2010 کے سیلاب کے دوران خادمِ اعلیٰ پنجاب اور اُن کی ٹیم ہمہ تن مصروف رہی اور اُس کے بعد بہت جلد ہی ہمارے برادر ملک تُرکی کے تعاون سے مظفر گڑھ میں چالیس beds کا ہسپتال قائم کر دیا گیا ہے اور 134 اسامیاں بھی تخلیق کر دی گئی ہیں اور وہ ہسپتال مکمل ہو چکا ہے۔میں نے سیکرٹری صحت کے ساتھ ایک ہفتہ پہلے خود وہاں جا کر اُس ہسپتال کا دورہ کیا ہے۔یہاں پر ڈی جی خان کے میڈیکل کالج کے حوالہ سے بات کی گئی کہ وہ کالج بند ہے حالانکہ وہ میڈیکل کالج operational ہے اور وہاں پر بہت اچھے طریقہ سے کام چل رہا ہے تو یہ بات بالکل baseless ہے۔معزز ممبران حزبِ اختلاف نے B.H.Us and R.H.Cs کے انتظامی معاملات کے متعلق گفتگو کی تو یہاں پر ہم ایک تو پرائمری ہیلتھ کیئر یونٹ کا پروگرام اور اس میں جتنی reforms آرہی ہیں وہ کر رہے ہیں۔اس کے علاوہ یہاں پر خاص طور پر یہ کہا گیا کہ اتھارٹیز قائم کی جائیں تو اس بجٹ میں بھی اور ہماری پہلی کیبنٹ میٹنگ میں بھی یہی منظور ہوا ہے کہ ہر ضلع میں ڈسٹرکٹ

ہیلتھ اتھارٹیز قائم کی جائیں گی تاکہ مقامی سطح پر اگر کوئی grievance ہے تو وہاں پر ہی redress ہو سکے اور وہاں کے انتظامی اور مالی معاملات کو بہتر طریقہ سے چلایا جا سکے۔

جناب سپیکر! 14-2013 کے دوران 9۔ارب 23 کروڑ 10 لاکھ روپے جنوبی پنجاب کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ ملتان میں قائم انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں امسال 14-2013 کے لئے 75 کروڑ 61 لاکھ 36 ہزار روپے فراہم کر دیئے گئے ہیں جبکہ نظر ثانی شدہ بجٹ برائے سال 13-2012 میں 60 کروڑ 9 لاکھ 86 ہزار روپے فراہم کئے گئے تھے اس طرح امسال تقریباً 15 کروڑ روپے زیادہ رقم فراہم کی گئی ہے۔ مزید برآں اس کا نام تبدیل نہ کیا گیا ہے۔ میں میڈیکل کالج ڈیرہ غازی خان کے بارے میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اس میں کلاسوں کا اجراء ہو چکا ہے اور وہ کالج کام کر رہا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر تبادلوں کی بات کی گئی ہے تو کوئی ایک تبادلہ بھی سیاسی بنیادوں پر کیا گیا ہے، کوئی ایسی بات ہے اور نہ ہی کبھی یہ ہو سکتا ہے۔ ہماری پچھلے پانچ سال کی جو حکومت تھی، شاید وہی سوچ، vision اور approach جیتی ہے کہ کسی کا سیاسی مداخلت پر تبادلہ کیا گیا اور نہ ہی کسی کو سزا دی گئی۔ اگر انتظامی معاملات میں تبادلے ہوتے ہیں تو وہ ایک پالیسی ہے اس کے مطابق ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں اور بہت سی باتیں بھی کی گئی ہیں لیکن جب یہ بات کی گئی کہ جنوبی پنجاب کا دورہ نہیں کیا جا رہا تو میں نے پہلے بھی فرمایا ہے کہ مظفر گڑھ، ملتان۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے فرمایا نہیں بلکہ کہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! thank you میں نے کہا ہے۔

جناب سپیکر! ٹراما سنٹر فتح پور کو ختم نہیں کیا گیا بلکہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی اضافی سہولت مہیا کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ہیپاٹائٹس کے لئے انہوں نے کہا ہے تو اس کے لئے بھی ایک خطیر رقم 50 ملین کی ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام کے لئے رکھی گئی ہے۔ یہ ساری باتیں ہیں جو ہم عملی طور پر کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اپوزیشن نے یہاں پر جو کٹوتی کی تحریک پیش کی ہے کہ صحت کے بجٹ کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے شاید راولپنڈی میں ambulance کی بات کی تھی۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!وہاں پر ambulances بھی ہیں۔اس کے علاوہ انہوں نے چوہے والے کیس کے حوالے سے بھی بات کی تھی وہ بھی ختم کر دیا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر:اس بارے میں تو آپ انکوائری کرائیں گے ؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!اس میں جو بھی ذمہ دار عناصر تھے ان کے تبادلے بھی کئے گئے ہیں اور ان کو سزا بھی دی گئی ہے۔

جناب سپیکر!حکومت پنجاب نے صوبائی سطح پر صحت کی سہولیات کی فراہمی کے لئے مالی سال14-2013کے لئے جاری current expenditures کی مد میں 45۔ارب99کروڑ86لاکھ 61ہزار روپے مختص کئے ہیں جو کہ مالی سال13-2012 کے ابتدائی تخمینہ جات 36۔ارب80کروڑ 70لاکھ45ہزار روپے کے مقابلے میں 9۔ارب 16کروڑ16لاکھ20ہزار روپے زیادہ ہیں۔اس طرح موجودہ مالی سال کا بجٹ پچھلے مالی سال کے نظر ثانی شدہ بجٹ 38۔ارب67کروڑ22لاکھ60 ہزار کے مقابلے میں7۔ارب32کروڑ64لاکھ ایک ہزار روپے زیادہ ہے۔اسی طرح اس سال کا بجٹ پچھلے سال کے ابتدائی تخمینہ جات سے 25فیصد اور نظر ثانی شدہ بجٹ کے مطابق 19فیصد زیادہ ہے اور یہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ موجودہ حکومت صحت کے شعبہ میں جاری غریب پرور اقدامات کو کتنی اہمیت دیتی ہے۔

جناب سپیکر!گرانٹ نمبر PC-21016 صوبائی سطح کے بڑے ہسپتالوں،تدریسی ہسپتال، ذہنی امراض سے متعلق ادارے،انتقال خون سروسز کے ادارے،گیارہ پبلک ہیلتھ نرسنگ سکول اور کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی جیسے اہم ادارے عوامی سطح پر صحت کی سہولت کی فراہمی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ غیر سرکاری تنظیموں مثلاً شالامار،گلاب دیوی اور تنخواہوں کی مد میں رکھی گئی رقم26۔ارب روپے سے زیادہ ہے۔ضروری اور متفرق اخراجات کے لئے12۔ارب33کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔غیر سرکاری تنظیموں کے لئے گرانٹ 21کروڑ روپے رکھی گئی ہے۔مفت علاج کی سہولیات کے لئے مالی سال14-2013 میں 7۔ارب53کروڑ17لاکھ95ہزار روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ وظیفہ جات برائے ہاؤس آفیسرز اور پوسٹ گریجویٹ تربیتی ڈاکٹروں کے لئے 3۔ارب2کروڑ21لاکھ ایک ہزار روپے رکھے گئے ہیں۔ان تخمینہ جات کی تفصیل میں09-2008

میں خادم اعلیٰ پنجاب کے غریب پرور اقدامات کے تحت ایک ارب99کروڑ40لاکھ روپے کی خطیر رقم برائے تنصیب ائر کنڈیشن اور 191 جنریٹرز فراہم کی گئی تھی۔

جناب سپیکر! میں نے جس طرح بتایا ہے کہ ایک خطیر رقم صحت کی بنیادی سہولیات کے لئے رکھی گئی ہے۔ ہماری حکومت کے گزشتہ پانچ سال گواہ ہیں کہ ہم نے نہ صرف دوسرے شعبوں میں بلکہ صحت میں بھی بے پناہ کام کیا ہے اور ہم نے طبی خدمات سے منسلک عملہ جن میں ڈاکٹر، نرسیں اور پیرا میڈیکل سٹاف شامل ہیں ان کی تنخواہ اور مراعات میں ریکارڈ اضافہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں ہیلتھ انشورنس سکیم بھی جاری ہے۔ ان تفصیلات کی روشنی میں میری ایوان سے گزارش ہے کہ اپوزیشن کی جانب سے پیش کردہ کٹوتی کی تحریک کو مسترد کیا جائے۔

جناب سپیکر: شاباش۔

(اذانِ ظہر)

اب سوال یہ ہے کہ:

"45۔ارب99کروڑ86لاکھ61ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-21016 صحت کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو45۔ارب99کروڑ86لاکھ61ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات "صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب باقی ماندہ تمام مطالباتِ زر پر guillotine apply ہو چکی ہے۔

مطالبہ زر نمبر PC-21001

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو66لاکھ 3ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21002

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3۔ارب 52 کروڑ 24لاکھ 82ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21003

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو6 کروڑ15لاکھ 54ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21004

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو23کروڑ4لاکھ 49ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21005

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب 7کروڑ 74لاکھ 66ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21006

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو5کروڑ 77لاکھ 93ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21007

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 11 کروڑ 4 لاکھ 79 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21008

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 42 کروڑ 97 لاکھ 75 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21009

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 11۔ارب 34 کروڑ 60 لاکھ 28 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-14 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21010

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 14۔ارب 73 کروڑ 74 لاکھ 88 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21011

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 8۔ارب 17 کروڑ 2 لاکھ 45 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

میرے خیال میں آپ کو بھی "ہاں" کہہ دینی چاہئے کیونکہ یہ کوئی ایسا کام نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اِدھر سے بڑی توانا آواز آتی ہے لیکن آپ کی سماعت اِدھر توجہ ہی نہیں دیتی۔

جناب سپیکر: توجہ دونوں sides کی طرف ہے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21012

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو5۔ارب74کروڑ67لاکھ94ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21014

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو8کروڑ62لاکھ28ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"عجائب خانہ جات"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21017

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو3۔ارب20کروڑ59لاکھ46ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صحت عامہ"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21018

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو6۔ارب23 کروڑ83لاکھ 89 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "مد زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21019

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو46 کروڑ 86 لاکھ 32 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21020

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو3۔ارب14 کروڑ80 لاکھ 13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21021

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو15 کروڑ 60 لاکھ 13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21022

جناب سپیکر: معزز ممبران آپ ''ہاں'' اور ''ناں'' کی آواز پر دھیان کریں اور اس کا خیال کریں۔آپ کی بڑی مہربانی۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو5۔ارب 86 کروڑ51 لاکھ 64 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21023

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 89 کروڑ 58 لاکھ 73 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات

کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21024

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو3۔ارب32 کروڑ 39 لاکھ 49 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21025

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو3۔ارب45 کروڑ 11 لاکھ 37 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21026

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو30 کروڑ 68 لاکھ 13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا

دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21027

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو5 کروڑ74 لاکھ57 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21028

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو74۔ارب93 کروڑ52 لاکھ53 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کبھی ہماری "ناں" بھی مان لیا کریں۔

جناب سپیکر: جو ماننے والی بات ہو وہ مان بھی لینی چاہئے اور میں کبھی کبھار مان لیتا ہوں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ دائیں طرف والوں کی بات زیادہ مانتے ہیں اور بائیں طرف والوں کی نہیں مانتے۔

جناب سپیکر: یہ گلہ آپ مجھ سے نہیں کر پائیں گے۔ میرے بھائی! میں ایسے گلے لیتا نہیں ہوں اور آپ کو ان باتوں کا پتا ہونا چاہئے۔ میں نے ایپکا کے نمائندوں کے ساتھ بات کرنے کے لئے تین منسٹر صاحبان کو باہر بھیجا تھا پتا نہیں وہ اس کے بعد آئے ہیں یا نہیں؟

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! ابھی ان کے ساتھ مذاکرات چل رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، یہ تو بہت اچھی بات ہے۔

مطالبہ زر نمبر PC-21029

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 18 کروڑ، 5 لاکھ، 61 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21030

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

(اس مرحلہ پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے ایوان میں تشریف لانے پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "دیکھو دیکھو کون آیا شیر آیا شیر آیا" اور "اک واری فیر۔ شیر" کی نعرہ بازی)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میں بعد میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دیتا ہوں پہلے یہ مطالبہ زر پیش ہونے دیں کیونکہ اب میں سوال put کر چکا ہوں لہذا اب پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

"ایک رقم جو 36۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013

کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری گزارش یہ تھی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میری بھی گزارش ہو گی اور پنجابی کی مثال ہے کہ "سُر وِچ وگیا جے "میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔ جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ایوان کے rules اس بات کی اجازت نہیں دیتے خواہ قائد ایوان ہو یا کوئی بھی شخص ہو جب وہ ایوان میں آئے تو یہاں نعرہ بازی کی جائے۔ شیر آیا، شیر آیا اس طرح کے نعرے لگانا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ وزیر اعلیٰ پنجاب کوئی شیر نہیں ہیں بلکہ وہ بہت اچھی قسم کے انسان ہیں۔ یہ انہیں بار بار جانور سے تشبیہہ نہ دیں۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: مہربانی، بڑی مہربانی۔ بس ٹھیک ہے، آپ تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ کارروائی چلنے دیں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21031

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2۔ کھرب، 48۔ ارب، 76 کروڑ، 26 لاکھ، 88 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال 14-2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21032

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو5 کروڑ، 76 لاکھ، 11 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14–2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13033

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب، 26۔ ارب، 55 کروڑ، 30 لاکھ، 69 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون 2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14–2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13034

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو3 کروڑ، 25 لاکھ، 75 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14–2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13035

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو10 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14–2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین "برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13050

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 8۔ارب 14 کروڑ 75 لاکھ 92 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14–2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرمایہ کاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-22036

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

ایک رقم جو ایک کھرب 70۔ارب 70 کروڑ 56 لاکھ 37 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2014 کو ختم ہونے والے مالی سال14–2013 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12037

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو34۔ارب 97کروڑ65لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"تعمیرات آبپاشی"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12038

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو18کروڑ 11لاکھ 40ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"زرعی ترقی و تحقیق"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12040

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو50کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ٹاؤن ڈویلپمنٹ"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12041

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو32۔ارب99کروڑ10لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شاہرات وپل"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(شوروغل)

مطالبہ زر نمبر PC-12042

جناب سپیکر: یہ back benchers صاحبان! آپ باتیں کم کریں۔ مہربانی کریں، سنیں، یہ ضروری بات چل رہی ہے۔آپ کی مہربانی، لابی بھی موجود ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو50۔ارب64کروڑ57لاکھ23ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سرکاری عمارات"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12043

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

" ایک رقم جو10۔ارب53کروڑ3لاکھ48ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2014کو ختم ہونے والے مالی سال14-2013کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"میونسپلیٹیز/ خود مختار ادارہ جات" وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جی،Leader of the Houseفرمائیے گا۔

وزیر اعلیٰ کا خطاب

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):شکریہ۔ جناب سپیکر!میں اس بڑے اہم موقع پر جبکہ اس معزز ایوان نے صوبہ پنجاب کے بجٹ کو consider کیااور جناب وزیر خزانہ نے ایک بڑاہمہ گیر بجٹ ایوان کے سامنے پیش کیا۔انہوں نے پنجاب حکومت کے وژن اور ہمارے بڑے اہم اہداف کے بارے میں اپنی تقریر میں بات کی۔اس کے بعد پھر اس پر ایوان میں عمدہ پُر مغز گفتگو کی گئی۔Honourable Leader of the Opposition نے اپنی تجاویز پیش کیں اور انہوں نے بجٹ پر اپنا point of view پیش کیا جبکہ آج یہ ایوان بجٹ کو approve کر رہا ہے اور الحمد للہ پاکستان مسلم لیگ(ن) کو ایک تاریخی mandate پنجاب کی عوام نے دیا ہے جو کہ 65 سالہ تاریخ میں سب سے بڑا mandate ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں نے اپنی پارلیمانی پارٹی کی پہلی میٹنگ میں بھی یہ گزارش کی تھی اور آج میں یہ گزارش آپ کی خدمت میں اس ایوان کے floor پر کرنا چاہتا ہوں کہ 1997 کے الیکشن اور 2013 کے الیکشن میں بہت بڑا فرق ہے۔ بغیر تفصیل میں جائے اُس وقت ایک television channel تھا جس کا نام PTV تھا اور آج بھی ہے اور اخبارات ورسائل تھے۔آج درجنوں نہیں بلکہ سینکڑوں چینل اور بے شمار اخبارات ہیں اور میڈیا آج انتہائی طاقتور ہے۔ حکومتوں اور اداروں کو میڈیا کی بات کو غور سے سننا پڑتا ہے اور اس پر کان دھرنے پڑتے ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ بعض اوقات بعض واقعات صحیح ہوتے ہیں، بعض کو کسی اور پیرائے میں بتایا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ honest mistake کسی سے بھی ہو سکتی ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ آج میڈیا ایک بہت بڑا organ ہے اور عوام اس کو سنتے اور دیکھتے ہیں لہذا حکومتوں، پارٹیوں اور اداروں کو بھی ان کو غور سے سننا پڑتا ہے اور ان کی بات پر دھیان دینا پڑتا ہے۔ میں کہہ یہ رہا ہوں کہ 1997 میں ایک چینل تھا اور آج درجنوں چینل ہیں۔آج میڈیا کی طاقت بے پناہ ہے۔Honourable Leader of the Opposition کی جو پارٹی ہے انہوں نے بھی اپنی بات کہی، ہم نے بھی اپنی بات کہی، پیپلز پارٹی نے بھی اپنی بات کہی، تمام پارٹیوں نے اپنی بات کہی،اپنی اپنی قوتِ خرچ کے مطابق سب نے اپنا اپنا نقطہ نظر بہت قیمتی اشتہارات

کے ذریعے پیش کیا، پوری قوم کو بتایا، تجزیے پیش کئے گئے اور پھر television talks ہوئیں، election campaigns ہوئیں اور سب پارٹیوں نے اپنا پروگرام عوام کے سامنے پیش کیا اور اس کے بعد ایک تو جو میں نے میڈیا کا فرق بتایا اور دوسرا یہ تھا کہ 1997 میں ماسوائے دو پارٹیوں کے کوئی choice نہیں تھی۔ اس مرتبہ میدان میں دو سے زائد پارٹیاں تھیں اور عوام کے پاس یہ choice تھی کہ وہ پارٹی (A) کو ووٹ دیں، پارٹی (B) کو ووٹ دیں، پارٹی (C) کو ووٹ دیں یا پارٹی (D) کو ووٹ دیں، ان کے پاس بھرپور choice تھی اور یہ بات بھی اپنی جگہ درست ہے کہ اس مرتبہ establishment neutral تھی اور at best تھی۔ میں یہ بات on the floor of the House کر رہا ہوں۔ Leader of the Opposition لبّوں میں مسکرا رہے ہیں اور میری بات کو اچھے طریقے سے سمجھ رہے ہیں۔ (قہقہے) (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے بعد الحمد للہ پنجاب کے عوام نے خصوصی طور پر اور پاکستان کے عوام نے عمومی طور پر بیلٹ باکس پر جو choice اپنائی وہ مسلم لیگ (ن) کی تھی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "شیر، شیر" کی نعرہ بازی)

حالانکہ ہم سب جانتے ہیں، یہاں پر ماشاء اللہ بڑے بڑے سیاسی لیڈران بیٹھے ہیں جو ایک مرتبہ نہیں، دو مرتبہ نہیں، تین تین مرتبہ الیکشن جیت کر آئے ہیں۔ خود Leader of the Opposition جو ہیں 1988 میں میرے colleague تھے اور آج پھر الحمد للہ یہ الیکشن جیت کر آئے ہیں مگر میرے کئی دوست، بزرگ اور بہنیں ایوان میں first timers ہیں تو سب جانتے ہیں کہ یہ established norm ہے کہ کوئی بھی پارٹی یا حکومت، وقت گزارے تو incumbency factor ہوتا ہے اور وہ incumbency factor depend کرتا ہے کہ اس پارٹی نے عوام کی کتنی خدمت کی ہے اور کتنی نہیں کی ہے۔ اس حساب سے عوام اس کو جانچتے ہیں تو ہم نے پانچ سال یہاں پر پنجاب میں عوام کی خدمت کی ہے، ہم پر friendly opposition کا بھی label لگا اور بھرپور لگایا گیا بلکہ friendly opposition کے اس طعنے سے جان چھڑانی مشکل ہو گئی تھی، ہم انسان ہیں فرشتے تو نہیں ہیں، ان تمام کمزوریوں کے باوجود عوام کی خدمت کی گئی اور پنجاب میں عوام نے مسلم لیگ (ن) کو 84 فیصد ووٹ دیئے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "شیر، شیر" کی نعرہ بازی)

یہ simple majority نہیں ہے، یہ two third majority نہیں ہے، یہ four fifth majority ہے تو میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسی قرینے سے ہم سب کا سر اللہ تعالیٰ کے حضور بہت عاجزی سے جُھکا ہوا ہے مگر بہت اعتماد سے ہم اس بات کا اعلان کرنا چاہتے ہیں اور آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ جو ذمہ داری پنجاب کے عوام نے ہمارے کندھوں پر رکھی ہے میں اس ایوان سے وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ ہم مل کر اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے اپنی جان لڑادیں گے اور انشاء اللہ عوام سے کیا ہوا وعدہ پورا کریں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "شیر، شیر" کی نعرہ بازی)

آج کے سب سے بڑے مسئلہ کی اس بجٹ میں بھی Honourable Finance Minister نے بڑی وضاحت سے بات کی ہے کہ آج سب سے بڑا مسئلہ لوڈ شیڈنگ کا ہے۔ میں ماضی میں نہیں جانا چاہتا ہوں، صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ لوڈ شیڈنگ کا مسئلہ صرف میرا نہیں ہے، صرف مسلم لیگ (ن) کا نہیں ہے، یہ تمام political parties کا نہیں ہے، یہ صوبہ پنجاب کا نہیں ہے، یہ صوبہ سندھ کا نہیں ہے، یہ خیبر پختونخواہ کا نہیں ہے، یہ بلوچستان کا نہیں ہے، بلکہ یہ پاکستان کے 18 کروڑ عوام کا ہے۔ یہ بزرگوں کا ہے، بوڑھوں کا ہے، نوجوانوں کا ہے، بچوں کا ہے، سکولوں کا ہے، ہسپتالوں کا ہے، کارخانوں کا ہے، زراعت کا ہے، اس کا تعلق روزگار سے ہے، معیشت سے ہے اور پاکستان کے survival سے ہے۔ اگر بجلی ہو گی تو پاکستان کا مستقبل تابناک ہو گا، خدانخواستہ بجلی نہ ہوئی تو ہر چیز تہہ و بالا ہو جائے گی۔ یہ ہے وہ چیلنج جس کو ہم نے قبول کیا ہے اور میں یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر اس میں ہم سب نے مل کر اپنے اذہان کے ساتھ، اپنی اجتماعی بصیرت کے ساتھ کوشش کی تو انشاء اللہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ آنے والے مہینوں اور سالوں میں لوڈ شیڈنگ کا مسئلہ حل ہو گا اور پاکستان ترقی کرے گا لہذا 22۔ارب روپے، میرے معزز دوست جو بیٹھے ہیں وہ نفی میں سر ہلا رہے ہیں۔ یہ اسی طرح کی نفی تھی جب ہم نے دانش سکول بنائے، یہ اسی طرح کی نفی تھی جب ہم نے 80 ہزار ٹیچروں کو میرٹ پر بھرتی کیا، یہ اسی طرح کی نفی تھی جب ہم نے 25 ہزار سپاہیوں اور ASI's کو بھرتی کیا اور میں آج بلاخوفِ تردید یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ وہ بھرتیاں صرف نام کی بھرتیاں نہیں تھیں وہ حقیقت میں بھرتیاں تھیں۔ آج ان 80 ہزار ٹیچروں پر کوئی بھی اُنگلی نہیں اُٹھا سکتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جس طریقے سے سیلاب میں، میں نے، میری حکومت نے، میری پارٹی نے، میرے سیاسی ساتھیوں اور وزراء نے جو کام کیا وہ سب کے سامنے ہے تو اگر اتنے بڑے challenges کا مقابلہ ہو سکتا ہے تو میں

بجلی کے حوالے سے اس لوڈ شیڈنگ کو ختم کرنے میں نفی میں نہیں، ہاں میں سر ہلاؤں گا، ہاں میں سر ہلاؤں گا، ہاں میں سر ہلاؤں گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"میاں محمد شہباز شریف۔زندہ باد" کی نعرہ بازی)

ہاں! یہ بہت بڑا چیلنج ہے۔اگر اللہ تعالیٰ کی نصرت شامل حال نہ ہو تو اس پر قابو پانا ناممکن ہے لیکن خُدا صرف انہی کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں جو خود اس چیلنج کو گلے لگا کر اس کو حل کرنے کے لئے نکل جاتے ہیں، دیوانہ وار اور شبانہ روز محنت کرتے ہیں۔آج بھی میں آپ کو یقین دِلا سکتا ہوں کہ صوبائی حکومت اور وفاقی حکومت کے شب و روز بھی اسی پر گزر رہے ہیں۔کل بھی جناب وزیر اعظم نے اسلام آباد میں اسی بارے میں میٹنگ بلائی ہوئی ہے کہ کس طریقے سے ہم لوڈ شیڈنگ کے مسئلہ کو حل کریں اور انرجی کے معاملات کو طے کریں؟ گیس کا جو زیاں ہے، بجلی کی جو چوری ہے، میں نے پچھلی دفعہ بھی آپ کی خدمت میں یہ عرض کیا تھا کہ 207۔ارب روپے کی بجلی چوری ہوتی ہے، ایک ملک جو کشکول لے کر ہر جگہ مانگتا ہے اور پھر بجلی بھی چوری کرے اور پیسے بھی ادا نہ کرے اور جو ہمارے financial parameters ہیں ان کے تحت ہمارا اربوں ڈالر کا تیل امپورٹ ہوتا ہے۔گیس سستی ہے، بڑے بڑے صنعتی پراجیکٹس کے لئے گیس کی وہی قیمت ہو جو ایک گھر والا چولہا جلانے کے لئے حاصل کرے تو کبھی قومیں اس طرح آگے نہیں بڑھتیں۔ہمیں یہ تمام بڑے، کڑوے اور سخت فیصلے کرنے ہوں گے۔عام آدمی کی زندگی کو بچانے کے لئے، عام آدمی پر بوجھ نہ ڈالنے کے لئے ہمیں بڑے فیصلے کرنے ہوں گے تاکہ وسائل حاصل کئے جائیں کشکول کو، آج نہیں، کل نہیں، پرسوں نہیں کبھی تو توڑنا ہو گا اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس حوالے سے honourable Finance Minister نے اپنی speech میں جو vision دیا ہے وہ حکومت پنجاب کے vision کی عکاسی کرتا ہے۔انشاء اللہ جونہی ہم تیار ہوں گے چاہے وہ زراعت کے لئے سولر ٹیوب ویل ہوں، میرے جو متعلقہ معزز منسٹر ہیں وہ دِن رات میرے ساتھ meetings کر رہے ہیں، ہم experts کے ساتھ meetings کر رہے ہیں۔پنجاب میں 10 لاکھ ٹیوب ویل ہیں۔اس میں سے صرف ایک لاکھ ٹیوب ویل بجلی کے کنکشن پر چلتے ہیں اور 9 لاکھ ڈیزل پر چلتے ہیں۔اب بتائیے کہ ڈیزل کتنا مہنگا ہے؟ اس لئے کہ بجلی مہیا نہیں ہے۔اسی طریقے سے شہروں میں جو street lights ہیں وہاں پر ہم solar driven lights لگائیں گے اور وہ جو بجلی کا ماہانہ خرچ ہوتا ہے اس کی لاگت کو

payback کرنے کے لئے اقساط میں واپس کریں گے۔اسی طرح ہسپتالوں میں جہاں پر دِن رات بجلی چاہئے،آپریشن تھیٹرز میں، جنرل وارڈز میں اور labs میں کس طرح ہم وہاں پر solar panels لگائیں تاکہ ہسپتال چوبیس گھنٹے چلتے رہیں اور مریضوں کو دوائی، سرجری اور علاج کی سہولت ہر وقت مہیا ہو۔کس طریقے سے سکولوں اور کالجوں میں بجلی available ہو، خاص طور پر دور دراز کے علاقوں اور دیہاتوں میں بجلی available ہو اور بچے اپنے اساتذہ سے پڑھتے رہیں۔

جناب سپیکر!میں مزید کسی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا، میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑا اور گھمبیر مسئلہ لوڈشیڈنگ کا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ ہم اس میں تمام مسائل کا احاطہ کر سکتے ہیں، جس میں terrorism ہے،لاء اینڈ آرڈر ہے، تعلیم اور علاج ہے۔آج میں صرف آپ کی خدمت میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہم نے جو22۔ارب روپے اس بجٹ میں مختص کئے ہیں یہ آٹے میں نمک کے برابر ہیں، یہ سمندر میں ایک قطرے کی مانند ہیں۔اس کے ساتھ ہم نے اربوں روپے اور جوڑنے ہیں، Public/Private Partnership کو ہم نے لے کر آنا ہے، ہمارے جو دوست ممالک ہیں، ہمارے جو برادر ممالک ہیں، ابھی میرے ساتھ انرجی منسٹر معزز جناب شیر علی خان اور دوسرے ساتھی موجود تھے اور ترکی سے ہمارے سرمایہ کار آئے ہوئے تھے وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھے تھے کہ کس طریقے سے ہم LNG Gas یہاں پر پاکستان اور پنجاب میں لا سکتے ہیں؟ہم ان سارے معاملات کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔جونہی اس کے اوپر ہماری تیاری ہو گی میں معزز اپوزیشن لیڈر اور تمام ساتھیوں کو بٹھاؤں گا،ان کے ساتھ ہم مشاورت کریں گے کہ یہ ہے وہ roadmap جس سے ہم پنجاب اور پاکستان کو اندھیروں سے نکال کر اُجالوں کی طرف لے کر جانا چاہتے ہیں۔پاکستان کی ترقی، خوشحالی، زرعی ترقی اور صنعتی ترقی کو آگے بڑھا سکتے ہیں اور لاکھوں لوگوں کو روزگار مہیا کر سکتے ہیں۔میں انہی الفاظ پر اِختتام کروں گا اور ایک مرتبہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس معزز ایوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جناب فنانس منسٹر کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جناب لیڈر آف دی اپوزیشن اور تمام ساتھیوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس پوری exercise میں بھرپور کوشش کی، contribute کیا اور میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے جو مشورے اور سفارشات تھیں ان پر ہم نے پوری تندہی سے غور کیا ہے۔انشاءاللہ جوں جوں موقع آئے گا ہم ان سے مستفید ہوں گے۔آپ کا بہت بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"میاں محمد شہباز شریف۔زندہ باد" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: شکریہ۔آج کا ایجنڈا مکمل ہوا اب اجلاس بروز جمعرات 27۔جون صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

605

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ27۔جون2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون مالیات پنجاب2013(مسودہ قانون نمبر3بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب2013، جیسا کہ ایوان میں پیش کیا گیا ،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب2013منظور کیا جائے۔

2۔ منظور شدہ اخراجات برائے سال14-2013کے گوشوارہ کاایوان میں پیش کرنا

ایک وزیر منظور شدہ اخراجات برائے سال14-2013کا گوشوارہ ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ آرڈیننس(ترمیم)سروس ٹربیونل پنجاب2013کاایوان میں پیش کرنا

ایک وزیر آرڈیننس(ترمیم)سروس ٹربیونل پنجاب2013ایوان میں پیش کریں گے۔

607

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا دوسرا اجلاس

جمعرات، 27۔جون2013

(یوم الخمیس، 17۔شعبان المعظم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 55 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝

وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِينَ ۝١ ٱلَّذِينَ إِذَا ٱكۡتَالُواْ عَلَى ٱلنَّاسِ يَسۡتَوۡفُونَ ۝٢
وَإِذَا كَالُوهُمۡ أَو وَّزَنُوهُمۡ يُخۡسِرُونَ ۝٣ أَلَا يَظُنُّ أُوْلَٰٓئِكَ
أَنَّهُم مَّبۡعُوثُونَ ۝٤ لِيَوۡمٍ عَظِيمٍ ۝٥ يَوۡمَ يَقُومُ ٱلنَّاسُ لِرَبِّ
ٱلۡعَٰلَمِينَ ۝٦ كَلَّآ إِنَّ كِتَٰبَ ٱلۡفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٖ ۝٧ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ
مَا سِجِّينٞ ۝٨ كِتَٰبٞ مَّرۡقُومٞ ۝٩ وَيۡلٞ يَوۡمَئِذٖ لِّلۡمُكَذِّبِينَ ۝١٠
ٱلَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوۡمِ ٱلدِّينِ ۝١١ وَمَا يُكَذِّبُ بِهِۦٓ إِلَّا كُلُّ مُعۡتَدٍ
أَثِيمٍ ۝١٢

سُوْرَةُ المطفّفِين آیات1 تا12

ناپ اور تول میں کمی کرنے والوں کے لئے خرابی ہے(1) جو لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں(2) اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو کم دیں(3) کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اٹھائے بھی جائیں گے (4)(یعنی) ایک بڑے (سخت) دن میں(5) جس دن (تمام) لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے(6) سن رکھو کہ بدکاروں کے اعمال سجّین میں ہیں(7) اور تم کیا جانتے ہو کہ سجّین کیا چیز ہے؟(8) ایک دفتر ہے لکھا ہوا (9) اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے(10)(یعنی) جو انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہیں(11) اور اس کو جھٹلاتا وہی ہے جو حد سے نکل جانے والا گنہگار ہے(12)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اَج سک متراں دی ودھیری اے
کیوں دِلڑی اُداس گھنیری اے
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے
اَج نیناں لایاں کیوں جھڑیاں
مکھ چند بدر شعشانی اے
مَتھے چمکدی لاٹ نورانی اے
کالی زُلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہن مدبھریاں
اس صورت نُوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں تے ربّ دی شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں
سبحان اللہ ما اجملکٰ
ما احسنکٰ ما اکملکٰ
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اَکھیں کتھے جا اڑیاں

حلف

نو منتخب خواتین ممبران اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ کچھ خواتین ممبران جو منتخب ہو کر آج آئی ہیں وہ چیمبر میں موجود ہیں تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی نشستوں سے کھڑی ہو جائیں اور حلف لیں، حلف لینے کے بعد حلف کے رجسٹر میں دستخط فرمائیں اور ایک بات اور کرتا چلوں کہ کل بھی میں نے کہا تھا لیکن آپ تو کل نہیں تھیں، میں نے تو کہنا ہے کہ حلف اُٹھاتا ہوں لیکن آپ نے کہنا ہے کہ اُٹھاتی ہوں۔ یہ تھوڑا سا فرق ہو گا، محسوس نہ کیجئے گا۔

(اس مرحلہ پر درج ذیل 7 خواتین ممبران نے حلف لیا)

1.	محترمہ زیب النساء اعوان	ڈبلیو۔300
2.	محترمہ شازیہ کامران	ڈبلیو۔304
3.	ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا	ڈبلیو۔348
4.	محترمہ نبیرا عندلیب	ڈبلیو۔350
5.	محترمہ شازیہ طارق	ڈبلیو۔351
6.	محترمہ حنا پرویز بٹ	ڈبلیو۔353
7.	محترمہ غزالہ شاہین	ڈبلیو۔363

(نعرہ ہائے تحسین)

اب میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اگر آپ اپنی بات کرنا چاہیں تو آپ کو اجازت ہے کہ دو، دو منٹ آپ بات کر سکتی ہیں۔ مائیک آپ کے قریب ہے اس سے آپ اپنی بات کر سکتی ہیں لیکن پہلے دستخط فرمائیں۔

(اس مرحلے پر معزز خواتین ممبران نے حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔ میں نے ان کو پہلے ہی floor دیا ہوا ہے، ابھی newcomers نے اپنی بات کرنی ہے اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں۔

تعزیت

سابق خاتون ممبر اسمبلی محترمہ انجم صفدر کے خاوند کی وفات

پر دعائے مغفرت

شیخ اعجاز احمد: جناب والا!اس ایوان کی سابق ممبر محترمہ انجم صفدر کے خاوند کا انتقال ہو گیا ہے ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر: چلیں!دعا کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں سابق خاتون ممبر پنجاب اسمبلی محترمہ انجم صفدر کے خاوند کے لئے دعائے مغفرت کروائی گئی)

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے لیکن آپ کو چاہئے تھا کہ آپ سیکرٹری اسمبلی کو اطلاع دیتے کہ یہ معاملہ ہے آج تو چلو بات ہو گئی،آئندہ سے ذرا احتیاط کیجئے گا۔

محترمہ زیب النساء اعوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میرا نام زیب النساء اعوان ہے، میرا تعلق راولپنڈی سے ہے۔میں سابق ضلعی صدر رہوں اور سابق ممبر ضلع کونسل بھی ہوں۔میں اپنی بات ایک شعر سے شروع کروں گی۔

میری ابتدا میری انتہا تیرے نام سے رب کبریا
جسے چاہا تو نے نواز دیا نہیں ہے تیرے کرم کی انتہا
میں کیا کروں گی تیری ثناء تُو تو شہنشاہوں کا شہنشاہ
فقط میں اتنا جانتی ہوں وتعز من تشاء وتزل من تشاء

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!مجھے اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف پر فخر ہے۔میں آپ سب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں جو مجھ سے پہلے پہنچے ہیں، جو میری بہنیں آج میرے ساتھ بیٹھی ہیں میں ان سب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں اور میں قائدین کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: بھائیوں کے متعلق کیا خیال ہے؟آپ نے بہنوں کے متعلق تو کہہ دیا۔(قہقہے)

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! میں خصوصی طور پر آپ کی بھی شکر گزار ہوں کہ آپ بھی میری طرح ایک ورکر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ سیٹ دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اچھے اور نیک کام کرنے کی ہمت اور توفیق دے۔ میں اسی کے ساتھ اجازت چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔next

محترمہ غزالہ شاہین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔جناب سپیکر! میرا نام غزالہ شاہین ہے اور میں ضلع بہاولنگر کی تحصیل ہارون آباد سے تعلق رکھتی ہوں۔ میں سب سے پہلے بہت شکر گزار ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ عزت بخشی اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں پاکستان مسلم لیگ (ضیاء) کے صدر جناب محمد اعجاز الحق صاحب کی بہت مشکور ہوں جنہوں نے خواتین کی مخصوص نشست کے لئے مجھ پر اعتماد کرتے ہوئے میری عزت افزائی کی۔ انشاء اللہ میں بھرپور کوشش کروں گی کہ پنجاب اسمبلی میں مثبت اور تعمیری سیاست کو فروغ دے سکوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت مہربانی، جی، محترمہ! آگے چلئے۔

ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا: جناب سپیکر! میں ڈاکٹر عائشہ پاشا ہوں۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب اور مسلم لیگ (ن) کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے موقع دیا کہ میں اس forum پر آ سکوں۔ ہم جیسے لوگ اس forum پر کم آتے ہیں۔ میں یونیورسٹی میں پڑھاتی ہوں، economist ہوں۔ میرے یہاں آنے کا بڑا مقصد یہ ہے کہ اس وقت ہماری اکانومی جو بُرے حال میں ہے اسے اس بحران سے نکالنے کے لئے ہم سب نے اپنا اپنا role ادا کرنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔

ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا: ایک بہت بڑا way out یہ کہ structural adjustment کرنی ہے policy analysis، policy research اور policy making کا جو gap ہے اسے ختم کرنا ہے، As a Researcher میرا یہ بہت بڑا مقصد ہو گا کہ آئندہ کم از کم میرے ہوتے ہوئے میں جتنا بھی کر سکتی ہوں کہ اس august House سے جو policy making ہو اس میں جہاں تک economic side ہو کم از کم وہ پالیسی well informed ہو۔ اللہ مجھے توفیق دے کہ میں اپنے اس role کو پوری طرح ادا کر سکوں۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔جی، محترمہ!

محترمہ شازیہ کامران: جناب سپیکر! میرا نام شازیہ کامران ہے، میں اپنے قائدین میاں محمد نواز شریف، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن، میاں حمزہ شہباز اور میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے مجھے اس ایوان میں آنے کا موقع دیا۔ میری کوشش ہو گی کہ میں اپنے قائدین کے وژن کے مطابق صوبہ پنجاب کی خدمت کر سکوں اور ہم سب ایک خود مختار اور خوشحال پاکستان بنانے میں ان کی مدد کر سکیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔جی،next

محترمہ نبیرا عندلیب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ** تمام ممبران کو السلام علیکم! آپ سب کو بہت مبارک ہو کہ آج ہم ملک خداداد پاکستان میں عوام کی خدمت کے لئے یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ میرا نام نبیرا عندلیب ہے، میرا تعلق جامعہ نعیمیہ گرلز برانچ جامعہ سراجیہ نعیمیہ سے ہے۔ میں اس کی head ہوں۔ اپنے قائدین مسلم لیگ(ن) کے سربراہان کی بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے عوامی خدمت کا موقع فراہم کیا میری کوشش ہو گی کہ جہاں عوام کی خدمت کے حوالے سے مکمل ایوان کے ساتھ تعاون کیا جائے وہاں پر اسلامی لحاظ سے خواتین کی تربیت اور تعمیر سازی میں بھی اہم کردار ادا کرنے کی کوشش کی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔شاباش، جیnext

محترمہ شازیہ طارق: السلام علیکم! میرا نام شازیہ طارق ہے۔ میں یوحنا آباد سے belong کرتی ہوں۔ میں اپنے قائدین کی شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے پنجاب اسمبلی کے لئے منتخب کیا۔ میں میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے مجھے موقع دیا کہ میں پنجاب اسمبلی کے لئے منتخب ہو سکوں۔ میں پوری کوشش کروں گی کہ مجھے اپنی قوم اور اپنی عوام کے لئے جو ڈیوٹی دی گئی ہے میں اس پر بھرپور طریقے سے پورا اُتر سکوں۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ

محترمہ حنا پرویز بٹ: السلام علیکم! I am Hina Pervaiz Butt. I am a graduate from LUMS, Bachelors in MBA میں میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی بڑی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے مجھے platform دیا ہے اور یوتھ کو platform دیا ہے کہ وہ آکر اپنی

رائے کااظہار کر سکیں۔I will talk for the development and betterment of women میں اپنی leadership کی بہت بہت شکر گزار ہوں اور میاں محمد شہباز شریف نے جو بجٹ provide کیا ہے وہ welfare of the common man کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا ہے۔ Thank you so much.

جناب سپیکر: کوئی اور تو نہیں ہے۔

رانا محمد ارشد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یااللہ خیر۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پہلے ادھر سے پوائنٹ آف آرڈر آ گیا ہے۔

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! کل بجٹ پاس ہوا اور قائد ایوان تشریف لائے۔ قائد حزب اختلاف انتہائی قابل احترام ہیں لیکن انہوں نے جو کل الفاظ استعمال کئے میں وہ مناسب نہیں سمجھتا۔ جب کسی بھی پارٹی کا کوئی لیڈر آتا ہے تو وہ شیر آیا، شیر آیا کہنا تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ جی، محترمہ فائزہ ملک صاحبہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی اور اس ایوان کی توجہ چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: اب ہم نے سرکاری کارروائی بھی شروع کرنی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں مختصر بات کروں گی کہ پچھلے دو دن سے اخبارات میں ایک important issue آ رہا تھا اور آج headline بن گیا کہ ہماری جو جنگلہ بس سروس ہے اس کا زندہ باد ہونا شروع ہو گیا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پھر الٹی بات کرتی ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! الٹی بات نہیں ہے۔ آج کے اخبار میں headline ہے کہ کل ڈیزل نہ ہونے کی وجہ سے سات بسیں بند ہو گئیں۔

MR SPEAKER: This is no point of order.

محترمہ فائزہ احمد ملک: یہ بہت تشویش کا معاملہ ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔اس کا نام میٹرو بس سروس ہے۔اس کا نام میٹرو بس سروس سسٹم ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میٹرو بس کا جو issue اخبار میں آیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ یہ پریشانی کی بات ہے۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): یہ میٹرو بس کہیں۔ہم یہ برداشت نہیں کریں گے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی،ان کو بات کرنے دیں اور مجھے سننے دیں۔ایسا نہ کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: میری اپنی بہنوں سے گزارش ہے کہ عوامی issues پر بات سنیں۔

MR SPEAKER: Order please. Order please. Order please.

محترمہ فائزہ احمد ملک: یہ پبلک ویلفیئر کا issue ہے، میرا ذاتی نہیں ہے۔

MR SPEAKER: Order please. Order in the House, Order in the House. ان کی بات سنیں۔آپ کا جواب پہنچ گیا ہے۔بڑی مہربانی

معزز خواتین ممبران حزب اقتدار: انہوں نے جنگلہ بس کیوں کہا یہ خود تو لوٹ کر کھا گئے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جس پراجیکٹ پر 70۔ارب روپیہ لگا ہو اور ایک سال سے بھی پہلے اس کا یہ حشر ہو کہ اس کے سلنسر خراب ہو جائیں، وہ سڑکوں پر کھڑی ہو جائیں، ٹریفک کا نظام درہم برہم ہو جائے۔

MR SPEAKER: No point of order. This is no point of order. محترمہ! آپ تشریف رکھیں، let me proceed further. کیا کرتے ہیں Have your? seat. Be careful اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

The Punjab Finance Bill 2013. (Bill No. 3 of 2013). First reading starts. Minister for Finance may move the motion for consideration of the Bill.

جی، فنانس منسٹر صاحب کدھر ہیں؟ابھی تو ادھر بیٹھے تھے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! وہ wash room تک گئے ہیں ابھی دو منٹ میں آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: پھر ہم دو منٹ ضائع تو نہیں کریں گے۔ جی، محترمہ! آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ فرمائیں۔ ایک دوسرے پر آوازیں کسنے کی بات نہیں ہے۔I will not bear that I tell you frankly speaking

محترمہ کرن عمران: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں اپنی ان معزز ممبران اسمبلی جنہوں نے ابھی ابھی حلف لیا ہے کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میرے خیال میں ہمیں اور حزب اختلاف کے معزز ممبران کو بھی موقع ملنا چاہئے کہ ہم سب ان نئی آنے والی خواتین ممبران کو مبارکباد پیش کریں۔ میں اپنی طرف سے اور اپنی خواتین ممبران کی طرف سے ان کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار میں بیٹھے ہوئے معزز ممبران کو ایک بات باور کرا دوں کہ ہمیں عوام نے اپنے مسائل حل کرنے کے لئے mandate دیا ہے۔ جتنی ذمہ داری ہماری ہے اتنی ہی حزب اختلاف کی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ عوام کی طرف سے ہمیں یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری سونپی گئی ہے اور ہم نے خوش اسلوبی سے اس کو نبھانا ہے۔ ہم نے لوگوں کو relief مہیا کرنا ہے جس کی وجہ سے انہوں نے ہمیں یہاں پہنچایا ہے۔ ہمیں ایسی کوئی بات نہیں کرنی چاہئے جو اس ایوان کی کارروائی سے حذف کرنی پڑے۔ بہت شکریہ

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ اچھی بات کریں گی تو ضرور سنوں گا اگر اس میں کوئی غلط بات ہو گی تو نہیں سنوں گا۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں اپنی نئی آنے والی بہنوں کو حزب اختلاف کے مرد اور خواتین ممبران کی طرف سے مبارکباد دیتی ہوں۔ میں ان سے یہ بھی کہوں گی کہ اس پلیٹ فارم پر ہم سب اکٹھی ہیں۔ ہم اس پلیٹ فارم سے اپنے صوبے اور ملک کی خواتین کی بہتری کے لئے کام کریں گے۔ آئندہ ہم جنگلا بس نہیں کہیں گے بلکہ حضرت میٹرو بس کہیں گے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ مل کر ضرور کام کریں لیکن ہمارے یعنی مردوں کے خلاف مل کر کام نہ کریں۔ (قہقہے)

محترمہ تحسین فواد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز خواتین ممبران جنہوں نے ابھی حلف لیا ہے کو میں مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ خصوصی طور پر محترمہ زیب النساء اعوان صاحبہ کو مبارکباد پیش کروں گی جو کہ راولپنڈی سے میرے ساتھ آئی ہیں اور یہ بھی ماشاء اللہ محترمہ حسینہ بیگم کی طرح بڑی اچھی ورکر اور بہادر خاتون ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سب کی طرف سے اُن کو مبارکباد دے دی ہے۔اب باری باری مبارکباد دینے کی بات چھوڑیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!ابھی تشریف رکھیں کیونکہ راناثناء اللہ صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

Order please. Order in the House.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!آج معزز خواتین کے حوالے سے یہ ایوان almost مکمل ہو گیا ہے۔ جن خواتین کا ابھی انتخاب رہتا تھا انہوں نے بھی آج حلف اُٹھا لیا ہے۔ میں اس موقع پر اس معزز ایوان میں موجود تمام خواتین ممبران کو اپنی اور اپنی پارٹی قیادت کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر!عصر حاضر کے جو challenges ہیں ان میں سب سے بڑا challenge یہ بھی ہے کہ ہماری آبادی کا نصف حصہ جو خواتین پر مشتمل ہے اس کی نہ صرف ان جمہوری معزز ایوانوں میں بھرپور نمائندگی ہو بلکہ ان دُور دراز علاقوں میں جہاں پر شاید ابھی میڈیا کی رسائی بھی اس طرح سے نہیں ہوئی جس طرح سے اس کی رسائی urban areas یا بڑے شہروں میں ہے وہاں پر خواتین جس قسم کے ظلم کا شکار ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں بیٹھی سب خواتین کا اوّلین فرض ہے کہ یہ اُن خواتین کے حقوق کی بات کریں۔یہ ان خواتین کے حقوق کے لئے یہاں پر قانون سازی اور تحاریک التوائے کار لے کر آئیں۔اُن خواتین کے حقوق کے لئے یہاں پر discussion ہو اور اس کے نتیجے میں اُن کے مسائل بھی حل ہوں۔

جناب سپیکر!قانون اور آئین کے مطابق خواتین جنرل الیکشن میں اسی طرح سے حصہ لے سکتی ہیں جس طرح مرد لے سکتے ہیں یعنی قانون اور آئین میں قطعی طور پر male or female کی کوئی حد بندی ہے اور نہ ہی اس میں کوئی ترجیح کا مسئلہ ہے۔چونکہ ہمارے معاشرے میں خواتین ابھی social status کے حساب سے اتنی strengthen نہیں ہوئیں اس لئے یہ reserve seats رکھی گئی ہیں تاکہ خواتین اس کے ذریعے سے اپنے آپ کو strengthen کریں اور اپنی نمائندگی کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ خواتین کا مستقبل reserve seats نہیں بلکہ خواتین اپنے آپ کو اتنا مضبوط اور توانا کریں کہ یہ بھی جنرل الیکشن میں اسی طرح سے حصہ لیں جس طرح سے male ممبر لیتے ہیں۔ایک دن ایسا آئے کہ اس ایوان میں خواتین کی تعداد one third سے بھی زیادہ ہو لیکن وہ تمام کی تمام خواتین جنرل الیکشن

سے ووٹ لے کر elect ہو کر یہاں پر آئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ خواتین اس مقصد کو بھی اپنے سامنے رکھیں اور صرف اس بات پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے کہ بس یہ reserve seats ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں خود کو مضبوط کرنے کے سفر کا آغاز کرنا چاہئے۔ اس مرتبہ پاکستان مسلم (ن) کے قائد میاں محمد نواز شریف اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے خود اس تمام exercise کو conduct کیا اور بعض موقعوں پر پارٹی کے باقی سینئر لوگ بھی ان کے ساتھ رہے۔ ہم نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ اپنی ورکرز کو accommodate کریں، ایسی پڑھی لکھی خواتین جن کا social work ہے اور جن کا سول سوسائٹی میں کام ہے ان کو بھی موقع دیا جائے کہ وہ اس معزز ایوان میں آ کر اپنا کردار ادا کریں۔ اسی طرح سے حزب اختلاف کی پارٹیوں نے بھی اپنی خواتین کو منتخب کرتے وقت یقیناً ان چیزوں کا لحاظ رکھا ہو گا۔ میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار یعنی دونوں طرف کی خواتین کو اپنی اور پارٹی قیادت کی جانب سے یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان سے مکمل تعاون کیا جائے گا۔ انشاء اللہ یہ اسمبلی اپنی مدت پوری کرے گی کیونکہ جمہوری روایات توانا ہو رہی ہیں۔ حکومت کی طرف سے خواتین کے مسائل کو اُجاگر کرنے، خواتین کی بہتری کے لئے اور خصوصاً ستحصال زدہ خواتین طبقات کی بہتری کے لئے کام کیا جائے گا۔ ہمارے دور دراز دیہی علاقوں میں اور خاص طور پر south areas کی خواتین کے حقوق کے لئے وہ جو بھی قانون سازی، تحاریک التوائے کار یا سوالات لے کر آئیں گی تو اُن کے ساتھ بھرپور تعاون کیا جائے گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ بات کرنا چاہتی ہیں۔ وہ بڑی دیر سے کھڑی ہوئی ہیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! مجھے بہت خوشی ہے کہ آج نئی خواتین ممبران کے بہانے سے کم از کم خواتین کے بارے میں ایوان کے اندر بات ہوئی ہے۔ وزیر قانون نے بہت مناسب گفتگو کی ہے۔ خاص طور پر reserve and general seats کی خواتین کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے میں اس سے بالکل اتفاق کرتی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ صرف reserve seats پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے بلکہ آگے بڑھنے کی کوشش کی جانی چاہئے۔ یہ سیاسی پارٹیوں پر depend کرے گا۔ سیاسی پارٹیوں کی طرف سے خواتین کو encourage کرنا چاہئے کیونکہ اس وقت اکثر خواتین economically dependent ہیں۔ خواتین اپنے باپ، شوہر یا اولاد پر dependent ہوتی ہیں۔ ان حالات میں وہ خواتین جن کا تعلق کسی بڑے جاگیر دار background سے نہیں بلکہ وہ lower

middle class سے تعلق رکھتی ہیں ان کے لئے سیاسی پارٹیوں کوinitiatives لینے ہوں گے۔الیکشن مہم کے اخراجات کو meetکرنے کے لئے ایسی خواتین کے لئے کوئیfund مختص ہونا چاہئے۔اسی طرح خواتین کے لئےgeneral seats میں کم از کم30 فیصد کوٹا مخصوص ہونا چاہئے تاکہ وہ الیکشن لڑ سکیں۔ میں بالکل اس بات سے اتفاق کرتی ہوں کہ یہی ultimate goal ہے کہ جہاں پر خواتین کو پہنچنا ہے یعنیreserve seats سے آگے جنرل الیکشن میں بھی خواتین آئیں۔اس دفعہ پارٹیوں کی طرف سےreserve seats پر بہت محنت کی گئی ہے اسی طرح میں امید کرتی ہوں کہ اگلی دفعہ general seats پر بھی خواتین کو زیادہ موقع دیا جائے گا۔سیاسی پارٹیاں اس میںinitiative لیں گی تو پھر ہی بہتری آسکتی ہے۔

جناب سپیکر:آپ کا بہت شکریہ۔ میں آپ کی ایک تھوڑی سی correction کر دوں۔آپ نے جاگیردار کی بات کی ہے تو پنجاب میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں کوئی جاگیردار ہو۔ میں دوسرے صوبوں کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر نادیہ عزیز:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،ڈاکٹر نادیہ عزیز صاحبہ!

ڈاکٹر نادیہ عزیز:جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ۔یہاں پر reserve seats کی بات ہو رہی تھی تو میں سمجھتی ہوں کہ یہاں پر آئی ہوئی ہر خاتون اتنی ability کی مالک ہے کہ وہ الیکشن لڑ کر بھی یہاں آسکتی ہے اور میں اپنے قائدین میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی شکر گزار ہوں جنہوں نے ہم میں سے بہت ساری خواتین کو general seats کے ٹکٹ دیئے اور ہم ان سیٹوں سے کامیاب ہو کر یہاں پر پہنچی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہاں پر بیٹھی ہوئی خواتین کو بھی اپنی اپنی constituency بنانے میں کوئی مسئلہ نہیں ہے اس لئے خواتین ممبران اپنی اپنی constituency میں کام کریں۔ میری ایک بہن نے کہا کہ کسی جاگیردار یا کسی سرمایہ دار کی بیٹی یا بیوی ہونا لازمی نہیں ہے.I belong to middle class family میں خود ایک gynecologist ہوں، practitioner ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ میری جیسی خاتون الیکشن لڑ کر اگر اس اسمبلی میں پہنچ سکتی ہے تو بہت ساری خواتین الیکشن لڑ کر اسمبلی میں پہنچ سکتی ہیں اور میں اُن سب کو encourage کرنا چاہتی ہوں۔

پوائنٹ آف آرڈر

میاں محمد اسلم اقبال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

ایم ڈی واسا لاہور کی جانب سے گھریلو اور کمرشل پانی کے بلوں میں اضافے کی منظوری

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اخبار کی کل کی ایک خبر کے حوالے سے ایک بہت اہم مسئلہ اس ایوان کے سامنے لانا چاہ رہا ہوں۔ ابھی ہم بجٹ پر بحث کر رہے ہیں، کل بجٹ کی approval ہوئی ہے اور فنانس بل آج پیش ہونا ہے اُس پر بھی ابھی بحث ہونی ہے۔ گزارش ہے کہ کل ایم ڈی واسا لاہور نے ایک statement میں کہا ہے کہ ہم نے گھریلو پانی کے بل میں50 فیصد اور کمرشل پانی کے بل میں 100 فیصد اضافے کی منظوری دے دی ہے اور اب حکومت نے اس کو باقاعدہ take up کرنا ہے۔ لاہور شہر کے اندر پینے کا پانی میسر نہیں اور حکومت بلوں کے اندر بے جا اضافہ کر رہی ہے۔ ہمیں پینے کو گندہ پانی مل رہا ہے جس سے مختلف قسم کی بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ کیا وزیر ہاؤسنگ اس بات کا جواب دیں گے کہ اس ایم ڈی کے پاس اتھارٹی ہے کہ یہاں پر بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اور انہوں نے پانی کے بلوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ لوگوں نے ان کو جو ایک بڑا mandate دیا ہے اُس کے ساتھ یہ سلوک نہ کریں کہ عام گندے پانی کے بل میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ جس کا بل -/500 روپے آتا ہے وہ اب ہزار روپے ہو جاتا ہے اور جس کا بل دو ہزار روپیہ آتا ہے وہ اب چار ہزار روپے ہو جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ ابھی اس کا جواب لیتے ہیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ میرے محترم بھائی اس سے پہلے بطور وزیر کام کر چکے ہیں۔ وہ فرما رہے تھے کہ ایم ڈی واسا نے پانی کے بلوں میں اضافہ کی منظوری دے دی ہے اور اب حکومت اس کو take up کرے گی یعنی انہوں نے بالکل اُلٹ بات کی ہے۔ حالانکہ اس معاملہ کو ایم ڈی واسا take up کرے گا اور اُس کی منظوری حکومت دے گی۔ انہوں نے منظوری پہلے دلا دی ہے اور بعد میں حکومت take up کرے گی یعنی حکومت ایم ڈی واسا کے ماتحت ہے۔ میں اپنے بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ واسا نے اس سے پہلے بھی یہ معاملہ متعدد بار take up

کیا ہے کہ ہمارے اخراجات اور ہماری ضروریات یہ ہیں تو پانی کے بلوں میں اضافہ کر دیا جائے۔ بات یہ ہے کہ انہوں نے اگر take up کیا ہے تو وہ take up کئے رکھیں حکومت تمام چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر مناسب ہوا تو بلوں میں اضافہ کرے گی ورنہ نہیں کرے گی اور جہاں تک پانی کی فراہمی میں کسی نقص یا بہتری کا تعلق ہے تو میرے بھائی Adjournment Motion لائیں اُس پر متعلقہ محکمہ کے وزیر یہاں پر جواب دیں گے اور اگر آپ اُس پر discussion کرنا چاہیں گے تو وہ discussion بھی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، میری گل صاحبہ!

محترمہ میری گل: جناب سپیکر! ابھی یہاں پر خواتین کی مخصوص نشستوں کے حوالہ سے بات ہو رہی تھی تو میں اس بارے میں اپنے قائد محترم کی کشادہ دلی کی ایک مثال دینا چاہوں گی کہ انہوں نے minorities کی مخصوص سیٹوں کے علاوہ وومن کی جنرل مخصوص سیٹوں پر تین کرسچین خواتین کو ٹکٹ دے کر اس ایوان کا حصہ بنایا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں یہ بات نہ کروں تو میرے اوپر قرض ہے۔ کچھ دن سے اسمبلی میں بار بار جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے بارے میں جو الفاظ استعمال ہو رہے ہیں میں قیادت کا شکر گزار ہوں کہ وہ مڈل کلاس یا لوئر مڈل کلاس سے لوگوں کو اس ایوان میں لے کر آئی لیکن آپ اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے اور لوگ بھی اس بات کو بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ کیا نواب سلیم اللہ خان (نواب آف ڈھاکا)، سر آغا خان، حکیم اجمل خان، لیاقت علی خان، نواب افتخار ممدوٹ، کیا ہم ان لوگوں کی قربانیاں بھول جائیں گے جو پاکستان کی بنیاد ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

میں بالکل نہ بولتا لیکن خدا کی قسم میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جب ہم ان لوگوں کو جاگیردار اور سرمایہ دار کہتے ہیں۔ ان لوگوں نے اس ملک کے لئے اپنی تباہی کر لی اور آج ہم اُن کو اس طریقے سے deal کرتے ہیں۔ آپ اور آپ کا خاندان جہاں سے ہم آئے تھے کیا ہمارے نواب لیاقت علی خان نے اس ملک کے لئے اپنی تباہی نہیں کی؟ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ ہر طبقہ کے لوگ یہاں پر آئیں لیکن اس ملک کے لئے اُن لوگوں کی قربانیوں کو خدا کے لئے یاد رکھیں جنہوں نے اس ملک کے لئے اپنے آپ کو تباہ کر لیا تھا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ ابھی شیخ علاؤالدین صاحب نے جو بات کی ہے میں ان کی اس بات سے جزوی طور پر تو اتفاق کرتا ہوں۔ ہمارے اُن زعماء نے قربانیاں ضرور دیں لیکن انہی کی اکثریت کے بارے میں قائدِاعظم نے یہ کہا تھا کہ میری جیب میں سارے سکے کھوٹے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے اُن کے بارے میں نہیں کہا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

MR SPEAKER: This is no point of order. This is no point of order. Please sit down. I rule it out. I rule it out.

منسٹر صاحب تشریف لے آئے ہیں اس لئے اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ جی، فنانس منسٹر صاحب!

مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ2013

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-Ur-Rehman): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Finance Bill 2013, as introduced, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Finance Bill 2013, as introduced, be taken into consideration at once."

CH AAMAR SULTAN CHEEMA: I oppose it, sir!

DR MURAD RAAS: I oppose it, sir!

MR SPEAKER: This is a Finance Bill. You can't oppose it.

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ہم نے آج فیصلہ کیا ہے کہ ہم اس کو ایوان میں oppose کریں گے۔

MR SPEAKER: You can't oppose it according to rules.

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ rules پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنا rule پڑھیں جس کے مطابق آپ کہتے ہیں کہ مجھے یہاں پر اجازت ہے۔ مجھے rule بتائیں جس کے تحت آپ چاہتے ہیں کہ فنانس بل کو oppose کریں۔ آپ اس طرح نہ کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

MR SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Finance Bill 2013 (Bill No.3 of 2013), as introduced, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پانچ مرلہ کے گھروں پر جو ٹیکس لگایا جا رہا ہے یہ غلط ہے ہم اس پر بائیکاٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھئے اور وزیر صاحب کو سن لیں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پانچ مرلہ کے گھروں پر جو ٹیکس دوبارہ introduce کیا گیا ہے اس کے بارے میں، میں نے بجٹ تقریر میں بتایا تھا اور اختتامی تقریر میں بھی وضاحت کی تھی۔ میں دوبارہ بتا دیتا ہوں کہ پانچ مرلہ میں صرف "اے" کیٹیگری جو محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی ہے جس میں Posh Areas آتے ہیں ان میں پانچ مرلہ کے گھروں پر ٹیکس لگایا گیا ہے۔ ہمارے چھتیس اضلاع میں سے صرف تین اضلاع میں "اے" کیٹیگری ہے ان میں لاہور، راولپنڈی اور فیصل آباد ہیں۔ ان شہروں میں پانچ مرلہ کے گھر جو "اے" کیٹیگری میں ہوں گے ان پر دوبارہ سے ٹیکس لگایا گیا ہے باقی پنجاب میں تمام پانچ مرلہ کے گھروں کو اسی طرح exemption رہے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پانچ مرلہ کے وہ گھر کیا ڈیفنس، گلبرگ یا ماڈل ٹاؤن میں ہیں؟ گلبرگ میں کچی آبادیوں میں پانچ مرلہ کے گھر ہیں۔ ان سے پوچھا جائے کہ کیا ڈیفنس میں پانچ مرلہ کا گھر ہے؟

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ انہوں نے فنانس بل کے اندر جو چیزیں یہاں پیش کی ہیں اس کے مطابق آپ اس کو پڑھ لیں۔ میری آپ کی وساطت سے گزارش ہے کہ منسٹر صاحب اس پیرا کو پڑھ دیں جس میں ٹیکسیشن کا معیار رکھا گیا ہے تاکہ سارے ایوان کو پتا چل جائے کہ یہ جو بات کر رہے ہیں اِس میں اور اُس میں کتنا فرق ہے۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سارا گلبرگ "اے" کیٹیگری میں نہیں آتا صرف main boulevard اور اس سے ملحقہ area "اے" کیٹیگری میں آئے گا۔ اگر کچی آبادیاں گلبرگ یا کسی بھی posh area میں ہیں تو وہ اس ٹیکس سے exempt ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ممبران زرعی ٹیکس کے حوالے سے بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اس پر بھی بات ہو جائے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ رولز کے مطابق تو یہ ممکن نہیں لیکن آپ کی صوابدید ہے، یہ پانچ مرلہ پر بات کر لیں اس کے بعد وزیر خزانہ اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو کہا ہے کہ پانچ مرلہ کے گھروں کے حوالے سے بات کر لیں۔ اس کے بعد زرعی ٹیکس کے حوالے سے بھی ممبران بات کر لیں گے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں ایک اور point اٹھانا چاہتا ہوں کہ جو ٹیکس پانچ مرلہ پر لگایا گیا ہے یہ کون differentiate کرے گا کہ کون سا گھر "اے" کیٹیگری میں ہے اور کون سا نہیں ہے۔ یہ گلبرگ کے جن علاقوں کا بتا رہے ہیں جیسے main boulevard اور دوسرے جو علاقے ہیں جن کے پیچھے اور ساتھ کچی آبادیاں ہیں تو انہیں کون identify کرے گا؟ گلبرگ، ماڈل ٹاؤن اور گارڈن ٹاؤن میں پانچ مرلہ کے گھر صرف کچی آبادیوں میں ہیں اور کہیں نہیں ہیں۔ ان پر یہ ٹیکس کیوں لگایا جا رہا ہے؟ میرے

پاس روزانہ وہاں کے لوگوں کے Resume اور C.V آتے ہیں، ان کے پاس نوکریاں نہیں ہیں، کچھ نہیں ہے اور اب ہم ان پر ٹیکس لگانے کے لئے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد دوسرا point یہ ہے کہ جو دو کنال اور چار کنال کے گھروں پر ٹیکس لگایا گیا ہے یہ one time tax ہے۔ What is the point in this one time tax? یہ تو اس طرح ہے کہ جیسے ہم ایک دفعہ کے لئے جگا ٹیکس اکٹھا کر رہے ہیں۔ یہ ٹیکس over the period of time لگنا چاہئے، آپ سوچ نہیں سکتے کہ میرے پاس کتنے لوگ ان بڑے گھروں میں سے آئے ہیں۔ میرے پاس گارڈن ٹاؤن سے لڑکے آئے انہوں نے مجھے بتایا کہ ہمارے دادا نے یہ گھر خریدا تھا تو اس وقت یہ دو، چار یا چھ کنال کے گھر تھے ہمارے پاس نوکریاں نہیں ہیں، پیسے نہیں ہیں اور اب ہمارے اوپر یہ ٹیکس لگایا جا رہا ہے کیونکہ ہمارے دادا نے یہ جگہ خریدی تھی اُس وقت یہ مہنگی جگہ نہیں تھی۔ اب due to development جو شہر میں development ہوئی ہے ان کی جگہ کی value ہو گئی ہے تو اس کی وجہ سے ٹیکس بالکل ٹھیک ہے لیکن یہ ایک دفعہ بطور جگا ٹیکس کیوں لگایا جا رہا ہے؟ یہ ٹیکس یک دم اکٹھا کر رہے ہیں، پیسا اکٹھا کرنے کے لئے یہ بہترین اور زبردست technique ہے مگر وہاں پر لوگوں کے حالات بھی تو دیکھیں کہ یہ ٹیکس کن لوگوں سے لیا جا رہا ہے۔ وہ لوگ جو وہاں پر تیس، چالیس یا پچاس سال سے رہ رہے ہیں وہ تو ان کو inheritance family میں ملا ہے۔ یہ ٹیکس دینے کے لئے ان کے پاس شاید وسائل نہیں ہیں۔ وہ unluckily اس area میں آ گئے ہیں تو ان پر یہ ٹیکس لگایا جا رہا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ one time tax کبھی نہیں ہونا چاہئے، ساری دنیا میں جب ٹیکس لگایا جاتا ہے تو اس کو over the period of time pro-rate کیا جاتا ہے۔ انہوں نے ادھر لکھا ہوا ہے کہ یہ ٹیکس ایک سال میں اقساط میں دینا ہے، جس نے ایک سال میں نہ دیا تو اس کو pro-rate کر کے اس کا rate بڑھاتے جائیں گے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ ایک سال میں پانچ لاکھ، دس لاکھ یا پندرہ لاکھ روپیہ ٹیکس دیں اس طرح ایک سال میں کئی لوگ یہ ٹیکس دے سکتے ہیں لیکن اکثریت یہ ٹیکس نہیں دے سکے گی۔ ہمارے ملک کی جو معاشی حالت ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ میرے پاس ان علاقوں سے لوگ آئے ہیں کیونکہ میں ان علاقوں سے منتخب ہو کر آیا ہوں، مجھے معلوم ہے کہ وہاں پر لوگوں کے کیا وسائل ہیں۔

جناب سپیکر: وہ اقساط تو کر سکتے ہیں اور وہ کر دیں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ایک سال میں کتنی اقساط ہو جائیں گی؟ اس لئے میرے خیال میں ان دونوں معاملات پر review کرنا چاہئے اور اس ٹیکس کو ختم کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فائزہ احمد ملک!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں حکومت سے وضاحت چاہوں گی کہ کنٹونمنٹ اور ڈیفنس کے علاقوں کی وضاحت نہیں کی گئی کہ وہ علاقہ اس ٹیکس میں کیوں شامل نہیں کیا گیا۔ کنٹونمنٹ میں نہ بلدیاتی الیکشن ہوتے ہیں اور وہ ہر چیز سے exempt کیوں ہیں؟ اس چیز کو بھی حکومت کو make sure کرنا چاہئے کہ specific area جو کسی بھی شہر کا posh area ہوتا ہے اس کو exempt کیوں کیا جاتا ہے؟ ان چیزوں کی وضاحت نہیں ہے اس لئے ہم اس بل کو oppose کرتے ہیں۔ کنٹونمنٹ کے علاقہ میں پانچ مرلہ، دو کنال اور چار کنال کے گھر بھی ہیں۔ میرے خیال میں اس پر بھی وضاحت کر دیں کہ اس علاقہ کے لئے حکومت کی کیا پالیسی ہے؟

جناب سپیکر: جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شکریہ۔ میری گزارش یہ ہے کہ آج ایوان میں پانچ مرلہ کے گھروں پر ٹیکس لگائے جانے کے سلسلہ میں جو بل پیش کیا گیا ہے، وزیر خزانہ صاحب جو چیز فرما رہے ہیں میں اس کو یہاں ضرور پڑھنا چاہوں گا کہ:

> "Immovable property, other than commercial or industrial property, a plaza or multi-story building, situated in urban area and the value of which exceeds one million rupees."

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ کیا لاہور کے اندر کوئی ایسا پانچ مرلہ کا گھر ہے جس کی value دس لاکھ روپے سے کم ہو۔ یہ کوئی ایسا گھر بتا دیں، کیا آشیانہ سکیم کے اندر کسی گھر کی value دس لاکھ روپے سے کم ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جب دس لاکھ روپے سے کم value نہیں ہے تو پھر یہ across the board ہو جائے گا اور اس پر انہوں نے جو تین شقیں ٹیکس کے لئے رکھی ہیں وہ انتہائی خطرناک ہیں۔ ایک غریب آدمی جس کے پاس روزگار نہیں ہے، بجلی نہیں ہے، کاروبار نہیں ہے جس نے ساری امیدیں اس حکومت کے ساتھ لگائی ہیں، جس نے mandate دیا ہے چاہے وہ رات کے اندھیرے میں ملا ہے لیکن mandate دیا ہے لہذا اس چیز کو دیکھا جائے کہ آج اُن کے mandate کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے کہ اُن سے روٹی بھی چھینی جا رہی ہے۔ جو بیوروکریسی بیس بیس، پچیس پچیس کنال کے گھروں میں رہتی ہے، GOR کے

اندر وزراء اور آفیسر رہتے ہیں اُن کی طرف کسی کا دھیان نہیں جاتا کہ اُن گھروں کو چھوٹا کر کے پانچ پانچ مرلہ کے گھر بنا دیئے جائیں۔ یہ بھی نہیں دیکھا جا رہا کہ پانچ مرلے کے گھر میں پانچ پانچ families رہتی ہیں۔ آج کل لوگوں کے پاس روزگار نہیں ہے، پانی اور بجلی آپ کی حکومت نہیں دے سکتی لہذا ہم بھی پھر مینارِ پاکستان جا کر بجلی کے سلسلے میں کیمپ لگائیں گے اور مطالبہ کریں گے کہ ہمارے پنجاب کے ساتھ جو ناانصافی ہو رہی ہے اسے ختم کیا جائے۔ گزارش یہ ہے کہ یہ عوام کی نمائندہ حکومت ہے لہذا ان کو چاہئے کہ وہ فیصلے کریں جو آنے والے وقت میں اِن کے گلے نہ پڑ جائیں۔ پانچ مرلہ کے مکان پر ٹیکس لگانا سراسر زیادتی ہے۔ میرے فاضل اور معزز وزیر نے جو بات فرمائی ہے کہ category-A ہے لیکن یہاں پر کوئی category-A نہیں ہے۔ اس طرح ٹیکس لگانے سے اس پنجاب کی غریب عوام کے ساتھ بہت زیادتی ہو جائے گی۔ اگر حکومت اس ٹیکس کو واپس نہیں لے گی تو ہم اس ایوان کا بائیکاٹ کریں گے۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس پر کافی باتیں ہو چکی ہیں اور دوسرے دوست بھی مزید اس پر بات کریں گے لہذا حکومت کو اس پر سنجیدگی دکھانی چاہئے اور پانچ مرلہ کے گھروں پر ٹیکس والی proposal کو withdraw کرنا چاہئے۔ چونکہ آپ نے 10 لاکھ روپے قیمت کے ساتھ اسے مشروط کر دیا ہے تو پورے پنجاب کے کسی بھی شہر میں آپ چلے جائیں تو وہاں پر پانچ مرلے کے گھر کی قیمت 10 لاکھ روپے سے اوپر ہی بنے گی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ نے بیوروکریسی کو کھلی چھٹی دے دی ہے کہ وہ جس کو چاہے پکڑ لے اور جس کو چاہے چھوڑ دے۔ اس طرح یہ pick and choose ہو گا کیونکہ اس میں کوئی criteria مقرر نہیں کیا گیا۔ اگر حکومت یہ ٹیکس واپس نہیں لیتی تو اپنے تمام اپوزیشن کے ساتھیوں کے ساتھ ہم پانچ منٹ کے لئے اس ایوان سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بات تو سُن لیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس پر ہماری بات تو ہو گئی ہے۔ اگر حکومت ہمیں اس پر کوئی یقین دہانی کرواتی ہے تو فنانس منسٹر اس پر بات کریں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں نے اس پر بات کرنی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!Rules سے ہٹ کر اپوزیشن کے ممبران کی demand پر یہ طے ہوا تھا کہ اپوزیشن کے جو ممبران اس پر بات کرنا چاہتے ہیں وہ اپنی بات کریں گے جس کے بعد ہماری طرف سے فنانس منسٹر اس کا جواب دیں گے۔ اس کے بعد پھر بھی وہ مطمئن نہ ہوں تو تب وہ اپنا اگلا لائحہ عمل اختیار کر سکتے ہیں۔ میاں محمد اسلم اقبال صاحب نے بات کی ہے لیکن ان کے علاوہ کسی اور دوست نے بھی بات کرنی ہے تو وہ بھی کریں جس کے بعد سب ممبران فنانس منسٹر کا جواب سنیں۔ اس کے بعد مطمئن نہ ہونے پر جو مرضی لائحہ عمل اختیار کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کہا جا رہا ہے کہ Rules سے ہٹ کر طے ہوا ہے تو یہ آپ کے اختیار میں ہے۔ ویسے Rule 98(1) کے تحت آپ general Bills پر عام بحث کی اجازت دے سکتے ہیں جو کہ آپ نے دے دی ہوئی ہے لیکن یہ بار بار کیوں کہا جا رہا ہے کہ Rules کے علاوہ special time دیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ اِن کو چاہئے کہ وہ منسٹر صاحب کی بات سنیں اور اگر مطمئن نہ ہوں تو پھر وہ اپنا لائحہ عمل اختیار کر سکتے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں اپنی information کے لئے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ Rule 98(1) کے تحت کیا اجازت نہیں دی جا سکتی؟

جناب سپیکر: جی، بالکل دی جا سکتی ہے اور میں نے آپ کو اجازت دے دی ہے اسی لئے تو آپ بول رہے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں بھی یہی بات باور کرانا چاہ رہا تھا۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں زرعی ٹیکس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا زرعی ٹیکس پر؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جو زرعی انکم ٹیکس لگایا گیا ہے اُس پر بات کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ میں اتنی انگلش تو نہیں جانتا لیکن تھوڑا سا پنجابی میں "وَنڈ" کر کے بتانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بات کریں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ساڑھے بارہ ایکڑ والا ایک چھوٹا کاشتکار سوا ایکڑ والے درمیانے کاشتکار سے اوپر ہے جس کو زمیندار نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہاں زمیندار کلاس بھی بیٹھی ہے جو بہتر طور پر جانتی ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ چھوٹا ساڑھے بارہ ایکڑ کا زمیندار سوا ایکڑ والے مڈل کلاس کے کاشتکار سے بہتر ہے۔ چھوٹا زمیندار کاشتکار اس لئے بہتر ہے کیونکہ اُس نے پانی بھی خود لگانا ہے، کھاد بھی خود ڈالنی ہے، ٹریکٹر بھی خود چلانا ہے اور سپرے بھی خود کرنا ہے لیکن درمیانہ کاشتکار جو سوا ایکڑ والا مظلوم ہے اُس کی مظلومیت دیکھیں کہ اُس کا من پورا 40 کلو کا نہیں ہے۔ تمام طبقوں کا ایک من 40 کلو کا ہے لیکن مڈل کاشتکار کا من 36 کلو کا ہے جس کی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ٹیکس کی جو بات کر رہے ہیں وہ کریں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر میں ٹیکس کی ہی بات کر رہا ہوں۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ 36 کلو کا من کیسے بنتا ہے؟ وہ مڈل کلاس کا زمیندار ایک کلو گندم نائی کو دیتا ہے، ایک کلو ماچھی کو دیتا ہے جو روٹیاں پکاتا ہے اور تیسرا وہ ایک کلو گندم امام مسجد کو دیتا ہے۔ میں یہی کہہ رہا ہوں کہ سوا ایکڑ والا طبقہ پہلے ہی مظلوم ہے۔ یہاں بیٹھے میرے تمام بھائی اپنے دِل میں یہ بات پوچھیں کہ ہم کتنے قرضوں میں جکڑے ہوئے ہیں؟ چار مربع زمین کے مالک کو ٹریکٹر ڈرائیور سمیت پانچ نوکر رکھنے پڑتے ہیں اور ان پانچ چھ آدمیوں کی تنخواہ کم از کم سالانہ چھ لاکھ روپے بنتی ہے۔ وہ طبقہ پہلے ہی مظلوم ہے جو ساڑھے تین سو روپے کے حساب سے ٹیکس دے رہا ہے لہذا میری گزارش ہے کہ اس Bill کو پاس کرنے سے پہلے کمیٹی بنائی جائے جو اس کا بغور جائزہ لے۔ زمیندار اس کے علاوہ بھی بہت سی پھٹیکیں برداشت کرتا ہے جیسے اس کے گاؤں میں اگر کسی بچے یا بچی کی شادی ہو تو سب سے پہلے روٹی وہ زمیندار ہی دیتا ہے۔ جب ہم already ساڑھے تین سو روپے کے حساب سے ٹیکس دے رہے ہیں تو اس کے بعد ناجائز کیوں لگایا جا رہا ہے لہذا میری آپ سب سے گزارش ہے کہ اس پر کمیٹی بنائی جائے جس میں ہم سب کی دلیلیں لی جائیں۔ اگر ہماری دلیلیں کامیاب نہ ہوں تو بے شک ٹیکس لگا دیں۔ ویسے آپ نے ٹیکس پہلے ہی لگا دینا ہے لیکن میری آپ اور تمام بھائیوں سے گزارش ہے کہ اس پر غور کیا جائے کیونکہ ہم پہلے ہی مظلوم ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے کہا ہے کہ پیدا کرنے والی ماں ہے لیکن جب آدمی فوت ہوتا ہے تو ماں بھی جواب دے جاتی ہے اور اُس وقت یہ دھرتی ماں ہمیں سنبھالتی ہے اس لئے ہم اس سے پیار کرتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی آفت آئے تو وہ بھی زمیندار کے پاس ہے اور چور ڈاکو بھی ہماری پکی پکائی فصلیں لے جاتے ہیں۔ اگر میں غلط کہہ

رہا ہوں تو تمام ساتھی میری اس بات کے منصف ہیں۔اسی طرح اگر زمیندار رات کو ڈھیر لگا کر اپنی گندم رکھتے ہیں تو ڈاکو لے جاتے ہیں۔اگر کوئی چار مربع رقبے کا زمیندار ہے تو وہ اس سے حاصل ہونے والی آمدن سے بمشکل ایک مربع گندم کاشت کرتا ہے، ایک مربع دھان کاشت کرتا ہے، ایک مربع کپاس کاشت کرتا ہے اور باقی جو پچیس ایکڑ بچتے ہیں اُن سے وہ اپنے بچوں کو روٹی کھلاتا ہے۔آپ سروے کرا لیں تو اس مشکل دَور میں بارہ ایکڑ والے زمیندار پر کوئی قرضہ نہیں ہوگا جبکہ سوایکڑ والے تمام زمیندار قرضوں میں جکڑے ہوئے ہیں۔زراعت چونکہ ریڑھ کی ہڈی ہے اس لئے آپ ہمارا حوصلہ دیکھیں کہ ہمیں ڈاکو بھی لوٹتا ہے، سپرے اور کھاد والے بھی لوٹتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت آئے تو وہ ہم قبول کرتے ہیں لیکن اگر کوئی طوفان آ جائے تو ہمیں پوچھنے والا کوئی نہیں ہوتا تب ہم اپنے زیورات اور اُس دھرتی ماں کا ٹکڑا بیچ کر دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔اب 60/65 سال ہو گئے ہیں لیکن زمیندار وہیں کا وہیں ہے۔ایک دکاندار کے اگر پانچ بیٹے ہیں تو وہ الحمدُ للہ ایک دکان سے اُن کو پانچ دکانیں بنا کر دیتا ہے جبکہ سوایکڑ والے زمیندار کے چار بیٹے ہیں تو پھر بھی کم پڑ جاتا ہے۔یہ ایک ایسی دھرتی ماں ہے جس پر ہم گند پھینکتے ہیں، ہل چلاتے ہیں لیکن پھر بھی گروی رکھ کر وہ ہمیں روزی دیتی ہے۔خدارا اس دھرتی ماں پر ٹیکس نہ لگایا جائے۔اس کے بدلے گورنمنٹ ہم زمینداروں سے ہمارا بیٹا لے لے جسے ہم بغیر تنخواہ کے دیں گے، آپ اسے بغیر تنخواہ کے فوجی بھرتی کریں اور اس کے علاوہ ہم سے کوئی بھی خدمات لے لی جائیں لیکن خدارا ہماری دھرتی ماں پر ٹیکس نہ لگایا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اگر یہ کہتے ہیں تو ہم اپنی دو دو ایکڑ زمین بیچ کر اکٹھے ہی دے دیتے ہیں لیکن ہر سال ہم زمینداروں پر ٹیکس نہ لگایا جائے۔یہاں جتنے بھی زمیندار بھائی بیٹھے ہیں ہم سب ساڑھے تین سو روپے ٹیکس وقت پر ادا نہیں کر سکتے، ہمیشہ دیر سے ادا کرتے ہیں اور جرمانہ بھی ادا کرتے ہیں۔جس کی جیب میں پیسے ہوں وہ کبھی یہ پسند نہیں کرے گا کہ مجھے جرمانہ پڑے اور ہم سب زمینداروں کا یہی حال ہے۔میں وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی گزارش کروں گا کہ ہم زمینداروں کے بارے میں کچھ اچھا سوچیں۔ہاں اگر ہمیں فصلوں پر انشورنس پالیسی دی جائے کہ خدانخواستہ سیلاب آتا ہے، کوئی آندھی آتی ہے یا کوئی اور آفت آتی ہے تو اس سے فصلوں کے ہونے والے نقصان کا ازالہ کیا جائے تو پھر ہم سے یہ ٹیکس لے لیا جائے۔جب ہمارا نقصان ہوتا ہے تو ہمیں پوچھنے والا نہیں ہوتا اور جب گندم کی ضرورت پڑتی ہے تو پٹواری بھی ہمارے سر پر ہوتا ہے، تحصیلدار بھی سر پر ہوتا ہے اور تھانیدار بھی سر پر ہوتا ہے۔میں کہتا ہوں کہ اگر کسی نے 25 ایکڑ گندم کاشت کی ہو اور اس کے دروازے پر تھانیدار آ جائے اور وہ کہہ دے کہ

مجھے گاڑی کے ٹائر ڈلوا دو تو اس بے چارے کے بچوں کی تو روزی چلی جاتی ہے اور یہ اسے ہی پتا ہے کہ وہ اسے کیسے face کرتا ہے۔

جناب سپیکر! زمیندار حکومت کے بہت سارے کام انجام دے رہا ہے۔ پورے گاؤں میں امام مسجد کو کوئی تنخواہ نہیں دی جاتی لیکن وہ بھی زمیندار ادا کرتا ہے۔ میں نے کام کرنے والی قومیں بتائی ہیں جو کہ اسی کے آسرے پر زندہ ہیں۔ اگر آج زمیندار ہاتھ کھینچ لے تو حکومت پر بہت زیادہ وزن پڑے گا کیونکہ کافی سارے لوگوں کو زمیندار اپنے طریقے سے اس قسم کی سہولتیں فراہم کرتا ہے۔ کسی غریب کی فوتیدگی یا شادی ہو تو پہلی روٹی وہ زمیندار دیتا ہے اس لئے مہربانی کریں اور زرعی انکم ٹیکس کو لاگو نہ کریں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ، جی، شہاب الدین صاحب!

سردار شہاب الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! زرعی انکم ٹیکس کے حوالے سے وزیر خزانہ کے گوشگزار کرنا چاہتا ہوں کہ اس 1997 کے ایکٹ کی amendments اس کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ تو دی گئی ہیں لیکن اگر ان کی تفصیل ہمیں مہیا کی جائے کہ اس میں کون سی category ہے اور کس income پر ٹیکس لگایا جا رہا ہے تو مہربانی ہو گی۔ اسی ایوان میں پہلے بھی ہم اپوزیشن کے لوگ یہی بات کر چکے ہیں کہ 871۔ارب روپے کے بجٹ میں صرف 13۔ارب روپے زراعت کے لئے رکھے ہیں جو کہ ناکافی ہیں۔ زراعت اس صوبے کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور کاشتکار طبقہ پہلے ہی پس چکا ہے لہذا حکومتی بنچوں سے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس ٹیکس کو لگانے سے پہلے یہاں پر discussion ہونی چاہئے یا میں اپنے بھائی کی بات کو second کرتا ہوں کہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جہاں پر بات سنی جائے اور ہمیں اس کے parameters بتائے جائیں کہ ٹیکس کون کون سی income پر لگے گا؟ میری گزارش یہ ہو گی کہ اس بل کو منظور ہونے سے پہلے یہ اس ایوان کی discussion میں آئے یا کمیٹی کی discussion میں آئے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ کی توجہ اسی پانچ مرلہ گھروں پر ٹیکس کے حوالے سے دلاؤں گا۔ انہوں نے لکھا ہے کہ values one million اور جو پانچ مرلہ سے exceed نہ ہو تو یہ اس طرح کرنا چاہ رہے ہیں اور یہ سب category وغیرہ ہیں تو قوم کے ساتھ یہ فراڈ کیا جا رہا ہے۔ یہ اس طرح کرنا چاہ رہے ہیں کہ پانچ مرلہ سے کم کے تمام گھروں پر جن کی annual value پانچ ہزار کرایہ کے حساب سے assess کی ہے یا پانچ ہزار سے زائد ہے تو وہ سب اس

category میں آئیں گے اور یہ کسی ایک کو بھی exempt کرنے کے موڈ میں نہیں ہیں۔ کسی بھی category کا گھر ہو یہ اس پر ٹیکس لگانے جا رہے ہیں۔ صرف header رکھا ہوا ہے کہ پورے پاکستان میں اس کی 10 ملین value ہو۔ میں راولپنڈی شہر سے تعلق رکھتا ہوں تو وہاں پر دو مرلہ کے گھر کی value بھی ایک ملین سے زیادہ ہے۔ نیچے انہوں نے آخری پیرا لکھا ہے کہ:

Was the residential house, measuring an area not exceeding five Marlas

پانچ مرلہ سے زیادہ نہ ہو۔اس سے نیچے والے سارے آ گئے۔آگے لکھتے ہیں کہ:

Used for residential purpose except a residential house with annual rental value of more than five thousand rupees

جس کی پانچ ہزار سے زائد annual value کرایہ کی ہے وہ سارے گھر اس ٹیکس میں آ گئے ہیں۔ ڈھکے چھپے لفظوں میں شاید انہوں نے کسی ایک کو بھی نہیں بخشا اور پیسے جمع کرنے کا یہ بڑا آسان طریقہ ہے۔ ہماری اکثریت غریب آبادیوں میں رہتی ہے، جو چیزیں زیادہ استعمال ہوں ان سے زیادہ پیسا جمع کیا جا سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ عوام کو لوٹنے کا اور انہیں بڑے عذاب میں ڈالنے کے لئے بڑا اچھا چھوٹا سا پیرا لکھ دیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے شہر میں رہنے والا کوئی بھی اس ٹیکس سے exempted نہیں ہو گا۔ خدا کے لئے جو بھوکے مر رہے ہیں، جنہیں ہسپتالوں میں ادویات نہیں مل رہیں، جن کے پاس اپنے بچوں کی فیس دینے کے لئے پیسے نہیں ہیں تو میں آپ سے استدعا کروں گا کہ خدا کے لئے اونٹ پر آخری تنکا نہ لادیں اور انہیں مزید عذاب میں نہ ڈالیں۔ ہم اس ٹیکس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں اور اگر اس ٹیکس کو لاگو کیا گیا تو ہم اس ایوان سے بائیکاٹ کریں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔جناب احمد خان بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: شکریہ۔جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ 1997 کے ایکٹ جس میں ہم amendment کر رہے ہیں تو زرعی ٹیکس کے حوالے سے ہمارے قابل احترام فنانس منسٹر ہمیں تھوڑا سا سمجھا دیں کیونکہ میری سمجھ میں جو آتا ہے اس کے بعد میں مزید بھی ان سے پوچھوں گا اور گزارش کروں گا اس میں ہے کہ any assessment year جو یہ assessment کریں گے کیونکہ ہم Agriculture Tax میں پہلے یہ بھگت چکے ہیں کہ ہمیں الیکشن سے پہلے 2007 سے لے کر اب تک Agriculture Tax کی previous years کی assessment دے دی تھی اور ہم نے اس

پر Agriculture Tax pay کیا جو کہ پہلے ہم pay کر چکے تھے۔اب اس میں یہ آ رہا ہے کہ any assessment year جو انہوں نے لکھا ہوا ہے تو اس کا مطلب ہمیں سمجھایا جائے کہ یہ any assessment year کہیں ہمیں دوبارہ سے نہ لگایا جائے کیونکہ 1997 کا ایکٹ ہے اس لئے ہمیں سمجھایا جائے۔ میں اگلی بات بعد میں کروں گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ایوان کے معزز ممبران کو سمجھا دیا جائے کہ یہ ٹیکس کب سے لاگو ہو گا؟ منسٹر صاحب اس wording کو پڑھ کر ہمیں اس کا مطلب سمجھا دیں۔ اس کے متعلق ہمیں آسان لفظوں میں kindly سمجھا دیں تاکہ اپوزیشن کے ممبران اس پر بات کریں یا نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ اپنی بات مکمل کر لیں تو میں ایک ہی دفعہ انہیں جواب دے دوں گا کیونکہ پانچ مرلہ پر بھی بات ہوئی ہے اور دو کنال، چار کنال اور ابھی زرعی ٹیکس پر بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ سارے اپنی بات مکمل کر لیں تو میں اکٹھا جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! اپنی بات مکمل کر لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس پیرے کو پڑھ دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ تو اس طرح چاہ رہے ہیں کہ جیسے Question Hour ہوتا ہے کہ ایک ایک سوال put کریں اور میں جواب دوں تو پھر یہ Question Hour کے لئے اسے رکھ لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم اس بارے میں بات نہیں کریں گے۔ ہمیں اس کا مطلب صرف سمجھا دیا جائے تاکہ یہاں پر agriculture سے متعلقہ جو لوگ بیٹھے ہیں؟ وہ مزید بات نہ کر سکیں کیونکہ ان کے ذہن میں خدشہ ہے کہ پچھلے کسی بھی سال کا یہ ٹیکس اٹھا کر ان پر لگا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!وہ کہہ رہے ہیں کہ جس کا ہم پہلے ٹیکس ادا بھی کر چکے ہیں کہیں دوبارہ ہمیں اس وقت سے اب تک کا ٹیکس تو ادا نہیں کرنا پڑے گا۔ دوسری بات وہ انشورنس پالیسی کے حوالے سے کہنا چاہتے ہیں تو اس حوالے سے انہیں کچھ بتادیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!لفظ ہے کہ:

Where any person has declared agriculture income tax any assessment year in the return file under the Income Tax Ordinance 2001

اس کے صرف اتنے جملے کے بارے میں ہمیں بتادیں۔ یہ نہ ہو کہ زمیندار بے چارہ جو یہاں پر ساڑھے بارہ ایکڑ کا مالک ہے، کوئی 30/25ایکڑ کا مالک ہے اور آنے والے وقت میں اس پر دوبارہ 2001کے آرڈیننس کے مطابق اس کی کتاب کھول بیٹھیں اور پتا چلے کہ وہ ساری زمین بیچ کر بھی گورنمنٹ کا ٹیکس ادا نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!میں آپ سے ایک بار پھر یہی کہوں گا کہ ایک دفعہ پہلے یہ اپنی بات مکمل کر لیں تو میں انہیں تمام ٹیکسوں کے اوپر اکٹھا جواب دینا چاہوں گا۔ میں انہیں اس پر مطمئن کروں گا جو یہ Agriculture Taxکے متعلق بات کر رہے ہیں۔ وہ 2001کا جو آرڈیننس ہے 1997میں یہ پاس کیا گیا تھا اور 2001کا ایکٹ ہے جس کے مطابق پچاس ایکڑ سے اوپر والے زمینداروں نے ایک گوشوارہ جسے آپ return کہہ سکتے ہیں،انہوں نے agriculture return fileکرنی ہوتی ہے اور اس بارے میں ہم نے یہ کیا ہے کہ ہم پچاس ایکڑ سے بڑے زمینداروں سے returnچاہتے ہیں کہ وہ properly fileکریں اور taxation rate increaseنہیں کیا گیا۔ ساڑھے بارہ ایکڑ والا اسی طرح exemptہے جبکہ بارانی علاقوں میں25ایکڑ والا زمیندار exemptہے۔ میں انہیں اکٹھا جواب دینا چاہ رہا ہوں اور اب آپ اگر مجھے Question Hourکی طرح چاہتے ہیں کہ میں انہیں جواب دوں تو انہیں جواب دے دیتا ہوں۔ جیسے آپ کا حکم ہو۔

جناب سپیکر: وہ بول رہے ہیں ان کی بات سنیں، پھر اس کے بعد اس کا جواب دیں۔ ان کا خدشہ زرعی انکم ٹیکس پر ہے صرف Agriculture Taxپر نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہمارے اپوزیشن کے جو معزز ممبران ہیں وہ اس معاملے کو جس طرح سے detail میں لے رہے ہیں یہ معاملہ اس طرح سے نہیں ہے۔ اب دیکھیں میاں محمد اسلم اقبال صاحب نے Agriculture Income Tax کی بات کی ہے۔ انکم ٹیکس میں زمیندار جو return file کرتا ہے یعنی Agriculture Income Tax جو already موجود ہے اور in operation ہے اس کے مطابق یہ ہے کہ اگر آپ کی زمین 50 ایکڑ سے زیادہ ہے تو آپ اس پر return file کریں گے اور اگر آپ کی انکم 80 ہزار روپے سے زیادہ ہے پھر اس پر آپ ٹیکس ادا کریں گے۔ اب ہوا یہ ہے کہ انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ میں لوگوں نے جو اپنی return file کی تو انہوں نے وہاں پر یہ show کیا کہ ہماری انکم، جو کسی دوسرے ذریعے سے ہو سکتی ہے وہ بزنس ہو سکتا ہے، امپورٹ ایکسپورٹ ہو سکتا ہے یا جو بھی کوئی ذریعہ ہو سکتا ہے اس ذریعے سے ہماری انکم 3 لاکھ روپے ہے اور ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ ہماری agriculture income جو ہے وہ 30 لاکھ روپے ہے، اب اس 30 لاکھ روپے کے اوپر ان کو چاہئے تھا کہ وہ return file کرتے اور 80 ہزار روپے سے اوپر جو ٹیکس کی ratio ہے اس کے مطابق ٹیکس دیتے۔ چونکہ agriculture income پر ٹیکس نہیں لگتا اس لئے لوگوں نے سالہا سال سے یہ وتیرہ بنایا ہوا تھا، ان کی انکم تو شاید دوسرے ذرائع سے بھی ہو لیکن اس کو exempt کروانے کے لئے یہ سہارا لیتے تھے۔ پچھلے سال اس معاملے کو take up کیا گیا، اس پر متعدد میٹنگیں ہوئیں اور ان میٹنگوں کو میں نے chair کیا اس لئے مجھے اس سارے معاملے کا پتا ہے۔ ہم نے صرف اس amendment کے ذریعے سے یہ کیا ہے کہ اگر ایک آدمی اپنی return میں یہ کہتا ہے کہ اس کی انکم 80 ہزار روپے سے زیادہ ہے وہ چاہے 30 لاکھ روپے ہے، 25 لاکھ روپے ہے یا 15 لاکھ روپے ہے اور وہ خود وہاں declare کر رہا ہے تو اس پر اس کو چاہئے کہ ٹیکس دے۔ اس کے علاوہ اس میں اور کوئی amendment نہیں ہے، یہ already law ہے اس میں صرف یہ ہے کہ جب آپ خود یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کی agriculture income جو ہے وہ 80 ہزار روپے سے زیادہ ہے، آپ کی زمین 50 ایکڑ سے زیادہ ہے اور آپ خود کہہ رہے ہیں تو پھر آپ کو چاہئے کہ Agriculture Income Tax ادا کریں جو کہ already موجود ہے۔ صرف یہ بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسی طرح سے پانچ مرلے سے اوپر ٹیکس پر بھی معزز اپوزیشن ممبران کو اس کی detail میں confusion ہو رہی ہے جس پر وہ بات کر رہے ہیں۔ فنانس منسٹر اس کے متعلق پوری وضاحت کر دیں گے اور Agriculture Income Tax سے متعلق میں ان سے یہ عرض کروں گا کہ قطعی طور پر ساڑھے بارہ ایکڑ exempt تھا اور اب بھی

ہے،50ایکڑ تک file return کرنا ضروری نہیں ہے۔اگر وہ کہیں کہ ہماری انکم80ہزار روپے سے کم ہے تو پھر ٹھیک ہے، اگر وہ کہیں کہ ہماری انکم 80 ہزار روپے سے زیادہ ہے تو پھر ان کو return file کرنی چاہئے۔ اگر آپ return file کرتے ہوئے کہیں کہ ہماری Agriculture Income جو ہے وہ13 لاکھ روپے ہے اور otherwise income ڈیڑھ لاکھ روپے ہے یعنی اِدھر ڈیڑھ لاکھ روپے بھی exempt اور اُدھر تیرہ لاکھ روپے بھی exempt اس لئے اس anomaly کو دور کرنے کے لئے یہ ترمیم کی گئی ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے جو کہا ہے یہ تو بڑے بڑے business man کرتے ہیں۔ جو 1997 کا Agriculture Act ہے اس کے حوالے سے جو mechanism دیا گیا ہے اس میں دو چیزیں ہیں ایک تو farmer کے ساتھ اس حوالے سے زیادتی ہو رہی ہے کہ اس کی جو ceiling ہے جو exempted tax ہے وہ اسّی ہزار روپے ہے۔ دوسری طرف جو business man ہے اس کے لئے ceiling 4 لاکھ روپے ہے اور اب فیڈرل بجٹ میں 5 لاکھ روپے propose کیا گیا ہے۔ آپ اس فرق کو دیکھ سکتے ہیں کہ اگر کاشتکار کی انکم 80ہزار روپے سے زیادہ ہو تو اس پر ٹیکس لاگو ہوتا ہے اور business man کی انکم 5 لاکھ روپے سے زیادہ ہو گی تو پھر انکم ٹیکس لاگو ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دوسری بات جو یہ کہہ رہے ہیں کہ جس کی زمین 50 ایکڑ سے زیادہ ہو وہ اپنی return دے۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا، گو میں اتنا expert نہیں ہوں وہ لاء منسٹر ہیں، ان کا زیادہ experience ہے اور ان کی law پر زیادہ command ہے۔ وہ 1997 کے ایکٹ کو دیکھیں اس میں recovery procedure کون سا ہے، اس کو کون determine کرے گا؟ اس کو ریونیو ڈیپارٹمنٹ کرے گا۔ اسسٹنٹ کلکٹر اور کلکٹر through survey report determine کرے گا کہ اس پر کتنا ٹیکس lie کرتا ہے جسے گرداوری کہتے ہیں۔ جو business man اپنا ٹیکس دیتے ہیں، اپنے ٹیکس کی return دیتے ہیں تو وہ ٹیکس کے خانے میں جو Agriculture Income Tax show کرتے ہیں اس پر tax lie کرنے کی بات کی گئی، یہ بات لاء منسٹر کے حوالے سے ہے، جو 50 ایکڑ کی return کے حوالے سے بات کی گئی وہ return کسی زمیندار اور کاشتکار کو نہیں دی جاتی۔ جس طرح 1997 کا ایکٹ ہے اس کے مطابق جو recovery کا mechanism ہے وہ کلکٹر اور اسسٹنٹ کلکٹر determine کرتا ہے۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ ایک کاشتکار کے ساتھ کیوں زیادتی کی جارہی ہے کہ ایک طرف کاشتکار کے لئے 80ہزار روپے کی ceiling ہے جو indirect tax کھاد، بجلی اور ڈیزل کی صورت میں دیتا ہے اور دوسری طرف 5 لاکھ روپے کی ceiling ہے۔ اس discriminatory Act کو ختم کرنا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میری اس معزز ایوان کے سامنے درخواست ہو گی کہ خدارا ان غریب کاشتکاروں کا جو interest ہے اس کو بھی watch کیا جائے، ہم ان کے سامنے جوابدہ ہیں اور وہ ہمارے accountable ہیں۔ ہم نے ان کی عدالت میں جانا ہے، ہم یہاں ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے کھڑے ہیں۔ میں عرض کروں گا کہ 80ہزار روپے اور 4لاکھ روپے میں بہت بڑا فرق ہے، اس فرق کو ختم کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، احمد خان بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ determine کریں لیکن کم از کم اتنا فرق ضرور ہونا چاہئے کہ جو pure agriculturist ہیں ان کی زمین اگر 50ایکڑ سے اوپر ہے یعنی اگر 60 ایکڑ ہے تو اس میں 50ایکڑ کو exempt کر دیں اور 10ایکڑ پر tax لگا دیں۔ حکومتی بنچوں پر بھی میرے agriculturist بھائی بیٹھے ہیں اور ہم سب بھائی ٹیکس دیتے ہیں۔ 1997 میں اس وقت اگر کسی زمیندار کی زمین ساڑھے بارہ ایکڑ سے زیادہ تھی یعنی جس کی زمین 15ایکڑ یا 20ایکڑ تھی تو اس کو ساڑھے سات ایکڑ کا ٹیکس لگتا تھا۔ ایک تو یہ declare کر دیں کہ 50ایکڑ تک، کیونکہ اب غربت کی لکیر جو پیپلز پارٹی نے ساڑھے بارہ ایکڑ کی تھی وہ اب نہیں ہے۔ وہ ایک نعرہ تھا کہ زمیندار کے لئے غربت کی لکیر ساڑھے بارہ ایکڑ ہے لیکن اب ساڑھے بارہ ایکڑ نہیں ہے۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ اب 100ایکڑ کا زمیندار بھی middle class میں نہیں بلکہ lower middle class میں شمار ہوتا ہے۔ یہ determine کریں ہم ٹیکس دینے کے لئے تیار ہیں اور زمیندار پہلے بھی ہر قسم کا ٹیکس دے رہا ہے۔ یہ determine کریں لیکن اس میں تھوڑا سا یہ کر لیں کہ اگر کوئی pure agriculturist ہے اور اس کا کوئی دوسرا کاروبار نہیں ہے تو اس کو دیکھا جائے اور اس حوالے سے ایک کمیٹی بنالیں کیونکہ میرے خیال میں 80ہزار روپیہ exempt کرنا اب مذاق بن چکا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جو کاروباری حضرات ہیں جن کا ہم احترام کرتے ہیں اگر ہمیں 80ہزار روپے سے زیادہ پر ٹیکس لگاتے ہیں تو پھر ہمیں مراعات بھی وہی ملنی چاہئیں۔ کم از کم ڈیزل پر کوئی سسٹم بنانا چاہئے کہ زمینداروں کے لئے ڈیزل کا کوٹا مقرر کریں اور بجلی پر بھی ہمیں کوئی ریلیف ملنا چاہئے۔ کل ہمارے قائد ایوان خود فرما رہے

تھے کہ پنجاب میں 10 لاکھ ٹیوب ویل ہیں جن میں سے ایک لاکھ ٹیوب ویل بجلی پر چل رہے ہیں۔ اگر آپ deep depth areas میں جائیں جہاں پر ٹربائین لگی ہوئی ہیں اور ادھر 80–horsepower کی موٹریں ہیں تو وہ بہت تھوڑی تعداد میں ہوں گی اگر اُن کے بارے میں آپ کچھ سوچ لیں تو میرے خیال میں ہم انشاءاللہ تعالیٰ ٹیکس بھی دیں گے اور اس سے زیادہ دیں گے لیکن ہمارے حال پر بھی رحم کریں۔ خدارا میں یہ کوئی جذباتی تقریر نہیں کر رہا ہمارے زمینداروں کا genuinely اس وقت بُرا حال ہے اور ہم اس وقت قرضوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں آپ سے انشورنس کی بات کرتا ہوں کہ اگر ہم بنک والوں سے بیس لاکھ سے زیادہ قرضہ لیتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ساتھ ensured کروائیں۔ Ensured میں اڑھائی سے تین لاکھ روپیہ سالانہ ہم سے جگا ٹیکس لے لیتے ہیں جب ہماری فصلیں ختم ہو جاتی ہیں تو غریب زمیندار کو اتنا بھی پتا نہیں ہوتا کہ اُس کا procedure کیا ہے؟ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ determine کریں، ہم ٹیکس بھی دیں گے۔ آپ اپنے بچوں سے زمینداروں کی کوئی کمیٹی بنا دیں جو ان چیزوں کو دیکھ لے کیونکہ جب 1997 میں یہ زرعی ٹیکس شروع ہوا تھا تو اُس وقت بھی مسلم لیگ (ن) کی حکومت تھی تو ہم نے اس کو اُس وقت بھی آمین کہا تھا۔ ہم اب بھی ٹیکس دینے کے لئے تیار ہیں لیکن ہماری exempt کو بڑھایا جائے، جہاں پر ٹیوب ویل ہیں۔ قائد ایوان کل خود بجلی کے ایک لاکھ ٹیوب ویل کا فرما گئے ہیں، میانوالی، بھکر، ڈیرہ غازی خان اور خوشاب کے علاقوں کے جو deep depth areas ہیں اور جتنے بھی areas ہیں آپ ذرا چیک کر لیں اور ہمیں بجلی پر بھی سبسڈی دی جائے۔ آپ تھوڑا سا اس کو دیکھ لیں، باقی ہم ٹیکس دینے کے لئے تیار ہیں اور زمیندار طبقہ کبھی بھی حکومت کو ٹیکس دینے سے نہیں گھبراتا۔ بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! ایگریکلچر ٹیکس کے حوالے سے میں بات کو مکمل کرتا ہوں۔ اُس کے بعد پانچ مرلہ کے ٹیکس پر فنانس منسٹر جواب دیتے ہیں۔ اس پر انہوں نے فرمایا ہے کہ ایک طرف چار لاکھ کی ceiling ہے شاید اس مرتبہ 5 لاکھ کرنے جا رہے ہیں اور دوسری طرف 80 ہزار روپے ہے۔ اُس میں یہ کہ ایگریکلچر انکم ٹیکس اور دوسرے انکم ٹیکس میں زمین آسمان کا فرق ہے وہ جیسے جیسے بڑھتا ہے تو 35 فیصد تک جاتا ہے جبکہ یہ اُس سے much less ہے۔ اس وقت جو صورتحال ہے ہم جس anomaly کو ختم کرنے جا رہے ہیں اور جس contradiction کو remove کرنے جا رہے ہیں اُس سے زمیندار کا قطعی طور پر کوئی تعلق نہ ہے زمیندار تو پہلے ہی ٹیکس دے رہا ہے۔

اس میں یہ ہے کہ اگر ایک طرف تین ملیں ہیں اور دوسری طرف 100 ایکڑ اراضی خریدی ہوئی ہے اور تینوں ملوں میں تین لاکھ روپے profit ہو رہا ہے وہ بھی exempt ہے کیونکہ ceiling پانچ لاکھ روپے ہے۔اُدھر profit 80 لاکھ روپے ہو رہا ہے اور اُدھر سے بھی exemption ہے یعنی یہ وہ contradiction ہے جس کی وجہ سے نقصان ہو رہا تھا اس کو ختم کیا گیا ہے۔اب اگر ایک آدمی خود یہ کہتا ہے کہ میری ایگریکلچر انکم اتنے لاکھ روپے ہے اور اگر وہ خود کہہ رہا ہے تو پھر جو قانون ہے وہ لاگو ہو گا۔وہ قانون ہم آج نہیں بنا رہے،اس میں آج amendment کر رہے اور نہ ہی اس Finance Bill میں وہ amendment ہو رہی ہے کہ ہم کوئی ٹیکس لگا رہے ہیں۔اگر وہ خود کہتا رہا ہے کہ میری ایگری کلچر انکم ٹیکس لاکھ روپے ہے تو پھر اسے اپنی declaration پر ٹیکس ادا کرنا چاہئے۔جہاں تک زمیندار کا تعلق ہے اس کی 100 ایکڑ،70 ایکڑ یا 50 ایکڑ سے اوپر زمین ہو،وہ اپنی return file کرے اور کہے کہ مجھے کوئی انکم نہیں ہوئی.That's good (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی،انہوں نے جو بات کی ہے۔This is fine now.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس میں میرا خیال ہے کہ بحث تو نہیں ہونی چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں،اب گنجائش نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اب پانچ مرلہ پر آ جائیں اور فنانس منسٹر صاحب کی بھی بات سن لیں۔

جناب سپیکر: اب میرے خیال میں اس میں گنجائش نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!پانچ مرلے والی بات پر دیکھیں گے۔

جناب سپیکر: جی،ٹھیک ہے۔اگر اس کے بعد آپ کو کوئی grievances ہوں گے تو میں بھی لاء منسٹر صاحب کو کہوں گا کہ مہربانی کریں ان کی بات کو غور سے سن کر اس پر عمل کریں۔اب پانچ مرلے کی بات آپ بتائیں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!میں پانچ مرلے پر تھوڑی سی اور بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!یہ تین چار دفعہ پہلے بھی بات کر چکے ہیں ان کو بتائیں کہ اسمبلی کاdecorum کیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں!ان کی بات کو سن لیں۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!یہ1958 Act V of کوamend کرنے جارہے ہیں جس میں پہلے پانچ مرلے exempted ہیں اور اب یہ اس کو ختم کر رہے ہیں۔ پہلے 2 ملین تک exempted ہے اب اس کو نیچے ایک ملین پر لا رہے ہیں۔ یہ ہمیں clear بتائیں کہ یہ کرنے کیا جارہے ہیں، یہ پانچ مرلے یا اس سے نیچے والوں پر ٹیکس لگا رہے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: یہ confusion کی بات ہے اور کوئی بات نہیں ہے، آپ کو confusion ہو رہی ہے۔ وہ آپ کو clear کرتے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!یہ ذرا clear کریں تاکہ ہم اس پر بات کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!سب سے پہلے رانا ثناءاللہ صاحب نے ان کو ایگریکلچر ٹیکس کا بتادیا ہے۔ یہ ٹیکس آج کا نہیں ہے بلکہ 1997 اور 2001 کا ایکٹ ہے اور اس میں ہم نے کوئی amendment نہیں کی۔ رانا صاحب نے بڑے اچھے طریقے سے explain کر دیا ہے۔ دوسری بات یہاں پر سب سے پہلے پانچ مرلے کے حوالے سے کی گئی ہے۔ میرے بھائی میاں محمد اسلم اقبال صاحب بڑے محترم ہیں اور پہلے بھی یہاں پر پانچ سال منسٹر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ پانچ مرلے کا گھر ہے، دکان ہے، کیا چیز ہے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!مجھے بھی بات کرنے دیں، ان کی تو آپ irrelevant باتیں سن رہے تھے میری بھی سن لیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کی کیوں نہیں سنوں گا؟ جی، آپ فرمائیں!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ Bill کی clause-2 پانچ مرلے کے لئے ہے۔ یہ اس Bill کی clause-7 پڑھ رہے ہیں جو کہ capital gain tax کے بارے میں ہے۔ وہ Capital gain tax کی one million والی clause پڑھ کر مجھے سنا رہے ہیں کہ یہ پانچ مرلے کی ہے۔ ان کو کہیں کہ یہ تھوڑا سا پہلے ذرا Bill پڑھنا بھی سیکھ لیں۔ میں آپ کو پانچ

مرلے کاBill پڑھ کر بتا دیتا ہوں کہ وہ کیا ہے۔انہوں نے یہ کہا تھا کہ category (A) mention نہیں ہوئی۔اب میں ان کو بتا رہا ہوں کہ:

Clause-2 amendment in Act V of 1958 in the Punjab Urban Immovable Property Tax Act 1958 (5) of 1958 in section 3

(a) in sub-section (2), for the word "twenty", the word "ten" shall be substituted; and

(b) in section 4, for clause (i), the following shall be substituted:-

(i) one residential house, measuring an area not exceeding five marlas, used for residential purpose except a residential house with annual value of more than five thousand rupees situated in a part of a rating area which is category A area."

جناب سپیکر!انہوں نے کہا تھا کہ (A) category کہیں mention نہیں کی گئی ہے۔اب اس میں بتایا گیا ہے کہ five thousand اس کی rental value ہے۔Excised Taxation 2001 کی valuation table کے مطابق اس وقت taxation کی جا رہی ہے۔یہ five thousand اس میں اس وقت لی جاتی ہے، annual rental value جس کی five thousand ہو گی وہ پانچ مرلہ (A)category میں آئے گا۔دوسرے ایک معزز ممبر نے کہا تھا کہ پانچ مرلے تک تو پانچ مرلے تک ہی اس میں ہم نے اس لئے کہا ہے کہ پانچ مرلے سے نیچے جو (A)category میں ہمارے پاس ہوں گے، اگر ان کو اس کی further detail بھی چاہئے تو میں ان کو بتاتا ہوں کہ لاہور کی صرف چار پانچ localities ہیں اور ان میں بھی اگر یہ گلبرگ کو دیکھتے ہیں، گارڈن ٹاؤن، جوہر ٹاؤن یا اس طرح کے areas جہاں پر (A)category ہے تو اس میں main boulevard یا main سڑک (A)category میں آئے گی۔ جب آپ ان سے کچھ گز پیچھے آتے جائیں گے تو (B)category ہو جاتی ہے۔اس طرح ہماری Excised Taxation کی overall A سے لے کر F تک categories ہیں۔ہماری صرف تین شہروں میں (A)category ہیں۔ میں پھر ان کو بتاؤں گا کہ تین ڈسٹرکٹ جس

میں لاہور، راولپنڈی اور فیصل آباد شامل ہیں۔ اگر آپ category(A) میں دیکھتے ہیں تو گلبرک میں ایک ایک ڈیڑھ ڈیڑھ کروڑ روپے کا گھر ہے جو وہاں پر پانچ مرلے کے apartments بنے ہوئے ہیں۔ ہم نے ان پانچ localities میں specially category(A) والے area میں پانچ مرلے پر ٹیکس لگایا ہے یہ اس کی details تھیں جو میں ان کو بتانا چاہ رہا تھا۔ اس کے علاوہ یہاں پر ہماری ایک معزز ممبر نے Cantonment اور D.H.A سے متعلق سوال کیا تھا تو ان کو میں بتانا چاہوں گا کہ Cantonment اور D.H.A کے اپنے taxes ہوتے ہیں۔ پنجاب حکومت ابھی Cantonment اور D.H.A ایریا سے ٹیکس نہیں لے رہی۔ اگر ہم laws in future میں amendment کریں تو ہم ان سے بھی tax لے سکتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وزیر موصوف نے جن علاقوں کا ذکر کیا ہے تو اُن علاقوں میں گلبرگ، گارڈن ٹاؤن، ماڈل ٹاؤن میں 5 مرلے کا پلاٹ ہے ہی نہیں، یہاں کنال سے کم کوئی پلاٹ نہیں ہے۔ میں ان کی معلومات میں اضافہ کے لئے پورے ایوان کو بتا رہا ہوں کہ وہاں تو چار کنال، دو کنال اور ایک کنال سے کم گھر نہیں ہیں۔ یہ وہاں پر 5 مرلہ کہاں سے ڈھونڈیں گے؟ ان علاقوں میں تو 5 مرلہ کی سب ڈویژن بھی allowed نہیں ہے اور یہ جو بات انہوں نے کی ہے کہ اس کی rental value پانچ ہزار روپے ہو، میں عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ کسی کچی آبادی میں بھی چلے جائیں تو پانچ ہزار روپے کرایہ پر تو ایک کمرہ بھی نہیں ملتا، یہ ایوان کے سامنے کیا بات کر رہے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا جواب قطعاً satisfactory نہیں ہے کہ ہم category(A) میں گلبرگ اور ماڈل ٹاؤن کے 5 مرلہ گھروں پر ٹیکس لگا رہے ہیں اور دوسری طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ اس گھر کی rental value جو ہے وہ 5 ہزار روپے ہو۔ لاہور کی کسی کچی آبادی میں چلے جائیں تو وہاں پر بھی کرایہ 5 ہزار روپے سے زائد ہو گا۔ لاہور میں باہر کے شہروں سے جو لوگ محنت مزدوری کے لئے آتے ہیں یا طالب علم تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں تو وہ ایک کمرے کا کرایہ پانچ ہزار روپے دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کے غریب لوگوں پر ظلم ہے۔ یہ heavy mandate کی بات کرتے ہیں، ابھی Cantonment کے حوالے سے بات کی تھی اس طرف نہیں دیکھتے اور کہتے ہیں کہ آئندہ ہم قوانین بنائیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کم از کم اس ظلم کا حصہ نہیں

بنے گی۔ mandate انہیں ملا ہے تو mandate ہمیں بھی ملا ہے لیکن 5 مرلہ کے گھروں پر ٹیکس، غریب لوگوں اور پسے ہوئے طبقوں پر ہم اس ایوان میں بیٹھ کر چُھری چلوادیں یہ ہمیں کسی طور پر بھی منظور نہیں۔ اگر یہ دوبارہ جواب دینا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے، میں ان سے عرض کروں گا کہ اس بارے میں بتادیں انہوں نے کہا کہ rental value جو ہے 5ہزار روپے ہے، لاہور کا کوئی ایریا دیکھ لیں، کسی کچی آبادی میں جا کر دیکھ لیں وہاں پر بھی 5ہزار روپے سے زائد کرایہ ہے۔ ان posh localities کا جن کا یہ بار بار ذکر کرتے ہیں یہاں تو 5 مرلہ کی category ہی نہیں ہے۔ بلدیہ کی طرف سے ہے اور نہ ہی ایل ڈی اے کی طرف سے ہے یہ ساری آبادیاں تو ایک کنال، دو کنال اور چار کنال کی کوٹھیوں پر مشتمل ہیں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں محترم اپوزیشن لیڈر سے کہوں گا جیسا کہ میں نے پہلے بھی پڑھا تھا اس میں لکھا ہوا تھا کہ Residential house with annual value of more than 5000 rupees. یعنی جن کی قیمت 5ہزار روپے سے زیادہ ہے۔ اس کے ساتھ میں نے ان کو یہ بھی explain کیا تھا کہ یہ 2001 کا valuation table ہے جس کو ہم نے revise کرنا ہے ہم اس پر پراپرٹی ٹیکس کا کام کر رہے ہیں۔ 2001 سے یعنی 12 سال سے ہم اسی ریٹ سے پراپرٹی ٹیکس لے رہے ہیں۔ پانچ سال بعد اس valuation table میں amendment کرنا ضروری ہوتی ہے، ہم اس کو amend کر رہے ہیں تو automatically اس کی annual rental value تبدیل ہو جائے گی۔ قائد حزب اختلاف بالکل درست کہہ رہے ہیں، اگر اِس وقت کا ریٹ لیا جائے تو یہ 5ہزار روپے سے زیادہ ہی آئے گا مگر اب ہماری جو نئی assessment ہو رہی ہے، محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن اس کا نیا valuation table بنا رہا ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ ہم اس کو جنوری تک revise کر کے دوبارہ سے اس کے مطابق ٹیکس لیں تو automatically rental value اوپر چلی جائے گی۔ میں ان سے کہنا چاہوں گا کہ اگر یہ مجھ سے پوری details لینا چاہتے ہیں تو میں ان کو details دینے کے لئے حاضر ہوں کہ کون کون سی لاہور کی سڑک posh areas کی category(A) میں آتی ہے اور کتنے گز تک وہ category(A) میں ہے اس کے بعد وہ category(B) میں چلی جاتی ہے اور پھر اس کے بعد وہ category(C) میں چلی جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید category(A) میں 5 مرلہ کا گھر ہو سکتا ہے جب آپ category(C) یا category(D) میں جائیں تو ایک کنال کے گھر کی وہی value ہے جو category(A) کے 5 مرلہ کے گھر کی ہے تو پھر میں ان کو کہوں گا کہ اس میں کسی کچی آبادی کو، کسی

ایسے شخص کو جو غریب آدمی ہے اس پر کوئی ٹیکس نہیں ہے وہ exemption اُسی طرح چلے گی اور صرف اور صرف (A)category میں جو گھر آتے ہیں ان پر ٹیکس لگے گا۔اس کے علاوہ دوسرا سوال ہمارے ڈاکٹر صاحب نے پوچھا تھا میرا خیال ہے وہ اب چلے گئے ہیں۔ان کا سوال دو کنال، چار کنال اور چھ کنال کے گھروں کے حوالے سے تھا ان کو بھی میں یہی کہوں گا کہ ہم نے (A)category کا جو rating area ہے اس پر one time luxury tax لگایا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!وزیر موصوف نے جو وضاحت کی ہے اس سے کوئی بھی مطمئن نہیں ہے۔rental value کے اعتبار سے وہ سالانہ 5ہزار روپے اب لیں گے یعنی منظوری یہ اب لے رہے ہیں اور assess بعد میں کریں گے۔جب یہ assess کریں گے، کوئی mechanism بنائیں گے تو اس وقت ایوان میں یہ amendment move کر دیں اور اس کی منظوری لے لیں لیکن پیشگی پھندا ڈالنا اور trap کرنا، میرا خیال ہے کہ یہ ناانصافی ہے۔ ہم لوگ 5مرلہ کے گھروں پر ٹیکس کو کسی بھی انداز سے تسلیم نہیں کرتے،اس کی justification نہیں بنتی لہذا ہم سب واک آؤٹ کریں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: جی،ایسے نہ کریں۔لیڈر آف دی اپوزیشن ایسے نہ کریں۔کیا انہوں نے پانچ منٹ کے لئے واک آؤٹ کیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ ایک دو منسٹر صاحبان اور ایک دو سینئر ممبران کو بھجوائیں تاکہ وہ اپوزیشن کو اس بات پر آمادہ کریں اور وہ اپنا بائیکاٹ ختم کر کے واپس آئیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کے سوا انہیں کوئی satisfy نہیں کر پائے گا۔This I tell you.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!محترم اپوزیشن لیڈر نے جو بات کی ہے اس پر میں نے فنانس منسٹر سے کہا ہے کہ آپ (A)category ایریا کی لسٹ محترم اپوزیشن لیڈر کو دے دیں۔اس کیٹیگری میں سے وہ ایک آدمی کی نشاندہی کر دیں کہ یہ غریب آدمی ہے اور اس پر آپ زیادتی کر رہے ہیں۔آپ دیکھیں کہ اگر شاہدرہ میں 6مرلہ کا مکان ہو جس کی کل قیمت 8لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو اس پر تو ٹیکس لگے کیونکہ وہ 5مرلہ سے زیادہ ہے اور اگر صدیق ٹریڈ سنٹر میں 3مرلہ کا فلیٹ ہو جس

کی قیمت ساڑھے تین کروڑ روپے ہے تو اس پر ٹیکس نہیں لگے گا کیونکہ اس کا covered area ساڑھے تین مرلہ ہے۔اس طرح سے upper class اس contradiction اور لاء میں weakness کی وجہ سے benefit اُٹھا رہی تھی، جن کو ٹیکس دینا چاہئے تھا وہ نہیں دے رہے تھے اور جن کو نہیں دینا چاہئے ان سے لیا جا رہا تھا تو اس contradiction کو ختم کرنے کے لئے یہ amendment کی گئی ہے تاکہ جو آدمی 5مرلہ، 4مرلہ یا ساڑھے تین مرلہ کا فلیٹ 3کروڑ روپے میں خرید سکتا ہے تو وہ گورنمنٹ کو ٹیکس بھی دے۔یہ نہیں کہ 5مرلہ کی وجہ سے exempt ہو جائے اور دوسری طرف 6مرلہ کا گھر جس کی کل قیمت سات، آٹھ لاکھ روپے ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ بات بتانے کی ہے، آپ بتاتے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اپوزیشن لیڈر صاحب کو چاہئے تھا کہ وہ یہاں پر بیٹھتے، فنانس منسٹر صاحب نے بھی بات کی ہے میں بھی ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں اور ان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ وہ area rating کی لسٹ لے لیں۔انہیں چاہئے تھا کہ آج اعتراض کرنے سے پہلے وہ یہ لسٹ لے لیتے، میں انہیں کہوں گا کہ وہ اس پورے ایریا میں پانچ آدمیوں کی نشاندہی کر دیں کہ یہ غریب آدمی ہیں، یہ اس کی زد میں آجائیں گے تو ہم اپوزیشن کی بات کو تسلیم کر لیں گے۔

جناب سپیکر: رانا مشہود احمد خان، رانا محمد ارشد اور ملک ندیم کامران آپ تینوں حضرات جائیں اور اپوزیشن کو واپس لے کر آئیں۔ان کو لسٹ کے مطابق بات بتائیں، اصل میں confusion ہو رہی ہے۔

(اس مرحلہ پر وزیر تعلیم رانا مشہود احمد خان، وزیر زکوٰۃ و عشر ملک ندیم کامران
اور رانا محمد ارشد، ایم پی اے اپوزیشن کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ اُسی طرح سے ہے جس طرح سے ایگریکلچر انکم ٹیکس پر confusion تھی۔لوگ اپنی انکم کو ایگریکلچر انکم ٹیکس کے لبادے میں اتنا زیادہ show کر کے exemption لے رہے تھے اور دوسری طرف جہاں پر ان کو اصل انکم ہو رہی ہے اس کو وہ اس طرح سے cover کر رہے تھے۔

جناب سپیکر: میں بھی قائد حزب اختلاف سے گزارش کروں گا کہ وہ اندر تشریف لائیں، ہم ان کو welcome کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ جب تک اپوزیشن واپس نہیں آ جاتی آپ معمول کی کارروائی کو ملتوی رکھیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ میرے خیال میں دو چار منٹ بہتری رہے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): شیخ علاؤالدین صاحب کو یا کسی اور دوست کو پوائنٹ آف آرڈر پر اپنا مسئلہ پیش کرنے کی اجازت دیں تاکہ ہم انتظار کر لیں اور اتنی دیر میں اپوزیشن واپس آ جائے۔ (قہقہہ)

جناب سپیکر: جی، کون پوائنٹ آف آرڈر لینا چاہ رہا تھا؟

محترمہ صبا صادق (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے آپ سے پہلے بھی request کی تھی۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا عبدالرؤف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، اب میں نے floor اُدھر دے دیا ہے، محترمہ صبا صادق!

محترمہ صبا صادق (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر request کی تھی، اس وقت بات ہو رہی تھی کہ آج ہماری کچھ خواتین reserve seats پر آئی ہیں اور خواتین کے کردار پر بات ہو رہی تھی کہ ان کو جنرل الیکشن میں منتخب ہو کر بھی آنا چاہیئے۔ میں یہ گزارش کروں گی کہ خواتین جنرل الیکشن سے ہوں، reserve seats سے ہوں، اپوزیشن سے ہوں یا treasury benches سے ہوں، میں سمجھتی ہوں کہ خواتین کو as a Member of the Assembly اپنا کردار خود متعین کرنا ہے کہ انہوں نے کس طرح سے معاشرے میں باقی خواتین کی دادرسی کرنی ہے اور ان کا سہارا بننا ہے۔ جو خواتین ایوان میں آتی ہیں وہ بے شک باصلاحیت ہوتی ہیں اور میں political parties کو بھی request کروں گی کہ خواتین جو سینئر ممبر ہیں ان کو جنرل سیٹوں پر election contest کرنے کا ضرور موقع دیں۔ وہ باصلاحیت ہیں وہ الیکشن لڑتی ہیں، پارٹی کے الیکشن میں بھرپور حصہ لیتی ہیں اور ان کی کامیابی کا باعث بنتی ہیں۔ اگر خاتون ممبر کو جنرل سیٹ پر نوازا جائے، اس کو موقع دیا جائے کہ وہ الیکشن لڑے اور الیکشن لڑ کر ایوان میں آئے تو وہ بہتر طریقے سے حلقہ بھی سنبھال سکتی ہے۔ میں آج نئی آنے والی بہنوں کو مبارکباد بھی دوں گی اور وہ بہنیں جو اس وقت ہمارے ساتھ بیٹھی

ہیں ان سے بھی درخواست کروں گی کہ وہ اپنا کردار متعین کریں تاکہ معاشرے کے فعال نمائندے کی حیثیت سے اور ایوان کے ممبر کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کر سکیں اور باقی بہنیں جو دیہاتوں میں ان کی مدد کی منتظر ہیں ان کے لئے بھی کچھ کر سکیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے بھی گزارش کرنی تھی۔

جناب سپیکر: بی بی! آپ پہلے ان کو دو منٹ سننے دیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب والا! پہلے میرا نام تھا۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر genuine ہونا چاہئے۔ جی، فرمائیں!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب والا! میں دو points پر بات کرنا چاہتی ہوں، ایک ہمارے معزز ممبر نے کہا کہ lower middle class, upper middle class یہ جو طبقاتی distribution ہے یہ انگریز نے کی تھی۔ ہمارے نبی پاک ﷺ نے مساوات کا پیغام دیا ہوا ہے کہ جو تقویٰ میں برابر ہو کسی غریب پر کسی امیر کو اور کسی عربی کو عجمی پر برتری حاصل نہیں ہے۔ اس طرح کی discrimination نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: دینے والا اللہ تعالیٰ ہے، کسی کو غریب بنا دیتا ہے تو کسی کو امیر بنا دیتا ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے feelings کو injure کیا ہے۔ جہاں تک reserve seats کا تعلق ہے ہمارے قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اس کی بنیاد رکھی تھی اور یہ reserve seats خواتین کو مفت میں نہیں ملتیں، grass root level پر کام کیا گیا ہے۔ خواتین بھی پارٹی میں دس دس، پندرہ پندرہ سال کے experience کے بعد یہاں تک پہنچتی ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہاں جو کار پارکنگ بنائی ہوئی ہے ایک تو وہاں پر بہت دھوپ ہوتی ہے، سائے کا انتظام نہیں ہے اس لئے وہاں پر "تمبو" کا انتظام ہونا چاہئے دوسرا یہ ہے کہ ڈرائیوروں کے لئے پانی کی قلت ہے۔ صبح جو پانی رکھا جاتا ہے وہ فوری طور پر ختم ہو جاتا ہے اور اس کے بعد پانی کوئی نہیں بھرتا۔

جناب سپیکر: سیکرٹری صاحب! یہ آپ سن رہے ہیں؟

جناب احمد خان بلوچ: جب ہم اجلاس میں شرکت کے بعد جب باہر جاتے ہیں تو ہمارے ڈرائیور چیختے ہیں، اس کے علاوہ وہاں پر بیٹھنے کی بھی کوئی جگہ نہیں ہے۔ ایسا انتظام کیا جائے کہ کم از کم وہاں پر ڈرائیور بیٹھ سکیں۔

جناب سپیکر: اس میں دو چیزیں ہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر وہاں پر ٹینٹ لگا دیئے جائیں تو ان دِنوں تیز ہوا کے باعث وہ اکھڑ سکتے ہیں کہیں آپ کی کسی گاڑی کا شیشہ نہ ٹوٹ جائے، آپ پھر میرے گلے پڑ جائیں گے؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! نہیں ٹوٹتے، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جہاں تک پانی کی بات ہے تو وہ ہم دیکھ رہے ہیں۔۔۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! پانی کی بہت تکلیف ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں اس کا نوٹس لیتا ہوں۔

جناب احمد خان بلوچ: شکریہ

جناب محمد توفیق بٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں ایک انتہائی اہم مسئلہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ میرا علاقہ کنٹونمنٹ کا ہے اور اس علاقے میں 95ہزار ووٹ ہیں۔ پنجاب حکومت کی طرف سے اتوار بازار، رمضان بازار اور اس قسم کی جتنی بھی سہولیات ہیں میرے علاقہ کے لوگ اس سے محروم ہیں۔ وہ علاقہ بہت زیادہ کچی آبادیوں پر بھی مشتمل ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ تو راناثناء اللہ خان صاحب نے ہمیں موقع فراہم کیا ہے ورنہ ہم سب نے آپ کو ووٹ دیئے ہیں لیکن آپ سارا ٹائم اپوزیشن کو دے رہے ہیں۔ آپ ان کے ساتھ زیادہ ہمدردی کرتے ہیں، میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے علاقوں میں بھی مسائل ہیں ہم بھی بڑے پِسے ہوئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: حضور والا! میں نے آپ کو کب روکا ہے؟

جناب محمد توفیق بٹ: جناب والا! آپ ہمیں ٹائم ہی نہیں دیتے۔

جناب سپیکر: ٹائم کا مطلب یہ نہیں ہے۔۔۔

جناب محمد توفیق بٹ: بہر حال میں یہ عرض کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بات کب نہیں سنی گئی؟

جناب محمد توفیق بٹ: جناب والا! میری آپ سے ہاتھ باندھ کر گزارش ہے کہ کنٹونمنٹ کے جو علاقے ہیں وہ سارے posh علاقے نہیں ہوتے کچی آبادیاں بھی اس میں شامل ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ رمضان بازار اُدھر بھی لگنے چاہیئں۔

جناب سپیکر: یہ آپ ان کو بتائیں۔

جناب محمد توفیق بٹ: جو بھی پنجاب حکومت کی facilities ہیں انہیں بھی ملنی چاہیئں۔

جناب سپیکر: متعلقہ وزیر صاحب نے آپ کی بات سن لی ہے۔

جناب محمد توفیق بٹ: شکریہ

جناب اکمل سیف چٹھہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اکمل سیف چٹھہ: جناب والا! صبح جب میں اسمبلی اجلاس میں شرکت کے لئے آ رہا تھا back side سے یعنی پچھلی جو روڈ ہے وہاں سے میں آیا ہوں تو جب میں اندر داخل ہو رہا تھا تو ہماری ایک معزز ممبر محترمہ حسینہ بیگم پچھلے barrier سے پیدل اندر آ رہی تھیں۔ میں نے انہیں اپنی گاڑی میں بٹھایا اور وہاں سے اسمبلی تک لے کر آیا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ اتنی دور سے پیدل آ رہی تھیں تو انہوں نے بتایا کہ سکیورٹی والوں نے میرے رکشا کو روکا ہوا تھا اور مجھے اندر نہیں جانے دیا جا رہا تھا۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ اگر میری گاڑی کو اس barrier سے آگے آنے کی اجازت مل گئی ہے تو حسینہ صاحبہ کے رکشا کو بھی اندر آنے کی اجازت ملنی چاہئے۔

جناب سپیکر: بعض اوقات سکیورٹی کی بھی بات ہوتی ہے۔ آپ تشریف رکھیں، رکشے ادھر نہیں آ سکتے۔ مہربانی

جناب اکمل سیف چٹھہ: جناب والا! ایم پی اے کو تو اجازت ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جب آپ کا سپیکر وہاں سے پیدل چل کر آ سکتا ہے تو آپ کو کیا ہوتا ہے ؟ مجھے یہ تو بتائیں۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر وزیر تعلیم رانا مشہود احمد خان، وزیر زکوٰۃ وعشر ملک ندیم کامران اور رانا ارشد، ایم پی اے ایوان میں تشریف لائے)

آپ آ گئے ہیں، کیا آپ اللہ کے فضل سے کامیاب واپس لوٹے ہیں؟

وزیر تعلیم (رانا مشہود احمد خان): جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ مجھے پتا نہیں ہے کہ اپوزیشن نے کس طرح کا بائیکاٹ کیا ہے ؟ وہ باہر رُکے ہی نہیں ہیں اور وہ سیدھا اسمبلی سے باہر نکل گئے ہیں۔ جیسے ہی وہ واپس آئیں گے تو پھر ہم ان سے بات کر کے بتائیں گے، اس وقت تو وہ Assembly premises سے ہی باہر جا چکے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ کیا ہوا ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے لگتا ہے کہ انہوں نے پہلے سے ہی پروگرام بنایا ہوا تھا اور بائیکاٹ کرنے کے بعد میرے خیال میں وہ media coverage کے لئے گئے ہیں۔ آپ اس وقت تک ایوان کی کارروائی چلائیں۔

جناب سپیکر: ہمارے وزیر صاحب بھی ان کے ساتھ چلے گئے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ ایوان کی کارروائی کو آگے چلائیں اور ویسے بھی وزیر صاحب واپس آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کدھر ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! آپ ذرا اپنے بائیں طرف دیکھیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے دیکھ لیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): آپ اس وقت تک ایوان کی کارروائی چلائیں باقی مزید ان کی تسلی و تشفی کے لئے جب وہ آئیں گے تو عرض کریں گے۔

MR SPEAKER: Now, second reading starts…

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر! میری اپوزیشن لیڈر صاحب سے بات ہوئی ہے وہ ادھر لابی میں تشریف لے آئے ہیں، میں نے ان سے request کی ہے ،ابھی ساری اپوزیشن ایوان میں تشریف لا رہی ہے۔

جناب سپیکر: بڑی خوش آئند بات ہے ،آپ کی مہربانی ہے کہ آپ کوئی اچھی بات کر کے ان کو لے آئے ہیں،اس پر میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور قائد حزب اختلاف کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔اگر اندر تشریف لے آئیں تو بہتر ہو گا۔

میاں مناظر حسین رانجھا:پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا!میں یہ موقع غنیمت جانتے ہوئے آپ سے زرعی انکم ٹیکس کے حوالے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دیں تو۔۔۔

جناب سپیکر: کس حوالے سے ؟

میاں مناظر حسین رانجھا:جناب والا!زرعی انکم ٹیکس کے حوالے سے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں۔آپ late تو نہیں آئے ؟جب رانا ثناء اللہ خان بات کر رہے تھے تو کیا آپ تشریف فرما تھے ؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم
کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)
(نعرہ ہائے تحسین)

شکریہ۔Welcome back. Thank you very much۔جی،آپ اپنی بات جلدی سے کر لیں۔

میاں مناظر حسین رانجھا:جناب والا!میں صرف یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ زرعی انکم ٹیکس کا قانون تو موجود ہو گا لیکن اس کا on ground نفاذ ابھی تک نہیں ہو سکا ہے۔ میری وزیر قانون سے اور وزیر خزانہ سے درخواست ہو گی کہ اس سلسلے میں ایک کمیٹی تشکیل دے دیں تاکہ اس کے اندر زمینداروں کے مسائل پر غور ہو سکے۔ ہم ٹیکس دینے کے لئے بھی تیار ہیں لیکن میری گزارش ہو گی کہ ان کے مسائل بھی سن لئے جائیں، ان کی تکالیف بھی سن لی جائیں کیونکہ اس وقت جو ڈیزل کی قیمت ہے، زرعی ادویات کی قیمت ہے اور کھاد کی جو قیمت ہے اتنی قیمت ادا کرنے کے باوجود وہ خالص نہیں ملتی ۔اس کے باوجود۔۔۔

جناب سپیکر: میاں مناظر حسین رانجھا،جناب احمد خان بلوچ اور اپوزیشن سے سردار وقاص حسن مؤکل، سردار شہاب الدین خان، یہ چاروں حضرات وزیر خزانہ اور وزیر قانون سے ملیں گے۔ میں دونوں وزراء صاحبان سے گزارش کرتا ہوں کہ ان کی بات سنئے گا اور ان کو satisfy کیجئے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! رانجھا صاحب نے بڑی معقول بات کی ہے کہ یہ قانون تو پہلے سے موجود تھا لیکن اس کا نفاذ نہیں کیا گیا۔ یہاں معزز ایوان میں بہت سارے زمیندار بھائی بیٹھے ہیں۔ یہ انکم ٹیکس ادا کرنے سے جو رقم حاصل ہو گی اس کے متعلق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے یہ commitment دی ہے کہ اسی قدر رقم مزید اس میں شامل کر کے زراعت اور زمیندار کے مسائل حل کرنے کے لئے خرچ کی جائے گی۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ جو ہر طرف شور مچا ہوا ہے کہ زمیندار ظالم ہے، جاگیر دار ہے، یہ ٹیکس ادا نہیں کرتا، یہ ظلم کرتا ہے اس شور کو بند کرنے کے لئے اگر زمیندار ٹیکس ادا کرے تو یہ اس طرح سے کوئی اتنی بڑی amount نہیں ہے لیکن اس سے زمیندار اور کاشتکار کے خلاف جو propagation ہو رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس propagation کو ختم کرنے کے لئے زمیندار کو انکم ٹیکس ادا کرنے کے لئے ایک قدم آگے بڑھانا چاہئے، اس کے future میں بہت بہتری ہے اور اس سے زراعت کی صنعت آگے بڑھے گی اور ترقی کرے گی۔

جناب سپیکر: وہ ٹیکس دینے کے لئے تیار ہیں لیکن تھوڑی سی ambiguity ہے، آپ بیٹھ کر اسے دور کر لیں گے تو معاملہ ٹھیک ہو جائے گا۔ تشریف رکھیں۔ جی، let me proceed further

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Finance Minister. He may move it.

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja Ur Rehman)**:** Mr Speaker! I move:

"That for Clause 10 of the Bill, as introduced in the Assembly, the following be substituted:-

"10.Luxury tax on houses.- (1) Notwithstanding anything contained in any other law, the Government shall levy, assess, collect and recover tax from the owner or occupant of a residential house at the following rate:-

S.No.	Description of Residential House	Rate of Tax
1.	Residential house measuring 1000 square yards and above but less than 2000 square yards;	Five hundred thousand rupees
2.	Residential house measuring 2000 square yards but less than 4000 squares yards; and	One million rupees
3.	Residential house measuring 4000 square yards and above.	One million and five hundred thousand rupees

(2) The tax shall be levied on one time basis and if a residential house is constructed after the commencement of this Act, the owner or occupant of the residential house shall pay the tax on one time basis within one year of the completion of construction of the house.

(3) The owner or occupant of a residential house shall pay the tax in lump sum or in four equal quarterly installments.

(4) In case of payment of tax in installments, the tax shall be payable before the expiry of each of the four quarters of the year counted from the date of issuance of notice for the payment of the tax.

(5) Subject to subsection (6), where the tax or an installment of the tax is not paid within the prescribed time, a surcharge of one percent of the outstanding tax per month shall be levied on the owner or occupant of a residential house.

(6) The Government may, in an individual case of hardship and for reasons to be recorded in writing, waive the surcharge or a part of the surcharge on the tax.

(7) A residential house, measuring not more than two thousand square yards, owned by a widow and in which she herself resides, shall be exempted from the payment of the tax levied under this section and if the widow owns more than one residential house liable to tax, she shall be entitled to exemption only in respect of one house.

(8) Where the tax has not been levied on a residential house owned by a widow, the tax shall be payable on such house by her legal heirs or any other transferee not being a widow within one year of her demise or transfer.

(9) The tax shall not be levied, charged or paid in respect of a residential house which is transferred after the payment of the tax.

(10) The tax under this section shall, as nearly as possible, be assessed, paid, recovered, administered and regulated as if it is a tax under the Punjab Urban Immovable Property Tax Act, 1958 (V of 1958).

(11) The Government may, by notification in the official Gazette, make rules to carry out purposes of this section.

(12) In this section-

(a) completion of construction" shall be construed on a day when a house is ready for living or two years from the date of installation of electricity connection, whichever is earlier;

(b) "Government" means Government of the Punjab;

(c) "residential house" means a house, irrespective of its current use, located in a rating area specified as category A for purposes of the Punjab Urban Immovable Property Tax Act, 1958 (V of 1958) or located in an area as the Government may, by notification, specify but shall not include a house owned by the Government, Federal Government, local government development authority or any other body or authority owned or controlled by the

Government or in which the Government has substantial financial interest; and

(d) "Tax" means the luxury tax on a residential house levied under the section."

MR SPEAKER: The amendment moved:

"That for Clause 10 of the Bill, as introduced in the Assembly, the following be substituted:-

"10.Luxury tax on houses.- (1) Notwithstanding anything contained in any other law, the Government shall levy, assess, collect and recover tax from the owner or occupant of a residential house at the following rate:-

S.No.	Description of Residential House	Rate of Tax
1.	Residential house measuring 1000 square yards and above but less than 2000 square yards;	Five hundred thousand rupees
2.	Residential house measuring 2000 square yards but less than 4000 squares yards; and	One million rupees
3.	Residential house measuring 4000 square yards and above.	One million and five hundred thousand rupees

(2) The tax shall be levied on one time basis and if a residential house is constructed after the commencement of this Act, the owner or occupant of the residential house shall pay the tax on one time basis within one year of the completion of construction of the house.

(3) The owner or occupant of a residential house shall pay the tax in lump sum or in four equal quarterly installments.

(4) In case of payment of tax in installments, the tax shall be payable before the expiry of each of the four quarters of the year counted from the date of issuance of notice for the payment of the tax.

(5) Subject to subsection (6), where the tax or an installment of the tax is not paid within the prescribed time, a surcharge of one percent of the outstanding tax per month shall be levied on the owner or occupant of a residential house.

(6) The Government may, in an individual case of hardship and for reasons to be recorded in writing, waive the surcharge or a part of the surcharge on the tax.

(7) A residential house, measuring not more than two thousand square yards, owned by a widow and in which she herself resides, shall be exempted from the payment of the tax levied under this section and if the widow owns more than one residential house liable to tax, she shall be entitled to exemption only in respect of one house.

(8) Where the tax has not been levied on a residential house owned by a widow, the tax shall be payable on such house by her legal heirs or any other transferee not being a widow within one year of her demise or transfer.

(9) The tax shall not be levied, charged or paid in respect of a residential house which is transferred after the payment of the tax.

(10) The tax under this section shall, as nearly as possible, be assessed, paid, recovered, administered and regulated as if it is a tax under

the Punjab Urban Immovable Property Tax Act, 1958 (V of 1958).

(11) The Government may, by notification in the official Gazette, make rules to carry out purposes of this section.

(12) In this section-

(a) "completion of construction" shall be construed on a day when a house is ready for living or two years from the date of installation of electricity connection, whichever is earlier;

(b) "Government" means Government of the Punjab;

(c) "residential house" means a house, irrespective of its current use, located in a rating area specified as category A for purposes of the Punjab Urban Immovable Property Tax Act, 1958 (V of 1958) or located in an area as the Government may, by notification, specify but shall not include a house owned by the Government, Federal Government, local government development authority or any other body or authority owned or controlled by the Government or in which the Government has substantial financial interest; and

(d) "Tax" means the luxury tax on a residential house levied under the section."

The motion moved and the question is:

"That for Clause 10 of the Bill, as introduced in the Assembly, the following be substituted:-

"**10.Luxury tax on houses.-** (1) Notwithstanding anything contained in any other law, the Government shall levy, assess, collect and recover tax from the owner or occupant of a residential house at the following rate:-

S.No.	Description of Residential House	Rate of Tax
1.	Residential house measuring 1000 square yards and above but less than 2000 square yards;	Five hundred thousand rupees
2.	Residential house measuring 2000 square yards but less than 4000 squares yards; and	One million rupees
3.	Residential house measuring 4000 square yards and above.	One million and five hundred thousand rupees

(2) The tax shall be levied on one time basis and if a residential house is constructed after the commencement of this Act, the owner or occupant of the residential house shall pay the tax on one time basis within one year of the completion of construction of the house.

(3) The owner or occupant of a residential house shall pay the tax in lump sum or in four equal quarterly installments.

(4) In case of payment of tax in installments, the tax shall be payable before the expiry of each of the four quarters of the year counted from the date of issuance of notice for the payment of the tax.

(5) Subject to subsection (6), where the tax or an installment of the tax is not paid within the prescribed time, a surcharge of one percent of the outstanding tax per month shall be levied on the owner or occupant of a residential house.

(6) The Government may, in an individual case of hardship and for reasons to be recorded in writing, waive the surcharge or a part of the surcharge on the tax.

(7) A residential house, measuring not more than two thousand square yards, owned by a widow and in which she herself resides, shall be exempted from the payment of the tax levied under this section and if the widow owns more than one residential house liable to tax, she shall be entitled to exemption only in respect of one house.

(8) Where the tax has not been levied on a residential house owned by a widow, the tax shall be payable on such house by her legal heirs or any other transferee not being a widow within one year of her demise or transfer.

(9) The tax shall not be levied, charged or paid in respect of a residential house which is transferred after the payment of the tax.

(10) The tax under this section shall, as nearly as possible, be assessed, paid, recovered, administered and regulated as if it is a tax under the Punjab Urban Immovable Property Tax Act, 1958 (V of 1958).

(11) The Government may, by notification in the official Gazette, make rules to carry out purposes of this section.

(12) In this section-

(a) "completion of construction" shall be construed on a day when a house is ready for living or two years from the date of installation of electricity connection, whichever is earlier;

(b) "Government" means Government of the Punjab;

(c) "residential house" means a house, irrespective of its current use, located in a rating area specified as category A for purposes of the Punjab Urban Immovable Property Tax Act, 1958 (V of 1958) or located in an area as the Government may, by notification, specify but shall not include a house owned by the Government, Federal Government, local government development authority or any other body or authority owned or controlled by the Government or in which the Government has substantial financial interest; and

(d) "Tax" means the luxury tax on a residential house levied under the section."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja Ur Rehman): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Finance Bill 2013, as amended, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Finance Bill 2013, as amended, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Finance Bill 2013, as amended, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

منظور شدہ اخراجات برائے سال2013-14 کے گوشوارہ کا ایوان میں پیش کیا جانا

MR SPEAKER: Now, laying of the Schedule of Authorized Expenditure for the year 2013-2014. Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-Ur-Rehman): Mr Speaker! I lay the Schedule of Authorized Expenditure for the year 2013-14.

MR SPEAKER: The Schedule of Authorized Expenditure for the year 2013-2014 has been laid.

ہنگامی قانون

(جو پیش ہوا)

ہنگامی قانون (ترمیم) سروس ٹربیونل پنجاب مجریہ2013

MR SPEAKER: Now, laying of the Punjab Service Tribunals (Amendment) Ordinance 2013. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Service Tribunals (Amendment) Ordinance 2013.

MR SPEAKER: The Punjab Service Tribunals (Amendment) Bill 2013 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to a Special Committee consisting of the following members with the direction to submit its report up to 31st July 2013.

1. Mian Naseer Ahmad, MPA (Convener)
2. Malik Muhammad Nawaz, MPA
3. Mian Tariq Mehmood, MPA
4. Rana Muhammad Arshad, MPA

5. Mr. Mehmood Qadir Khan, MPA
6. Sardar Qaisar Abbas Khan Magsi, MPA
7. Mian Muhammad Kazim Ali Pirzada, MPA
8. Mr. Muhammad Khurram Gulfam, MPA
9. Mrs. Ayesha Javed, MPA
10. Dr. Murad Raas, MPA
11. Mian Naseer Ahmad shall be the convener of the Committee.

واضح رہے کہ کل مورخہ 28۔جون 2013 کو Supplementary Budget پر بحث ہو گی جو معزز ارکان اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام اپنے پارلیمانی لیڈر کے ذریعے سیکرٹری اسمبلی کو پہنچادیں۔ شکریہ

آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوا لہذا اب اجلاس کل بروز جمعۃ المبارک 28۔جون 2013 صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

666

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ28۔جون2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

"ضمنی بجٹ برائے سال13-2012 پر عام بحث"

668

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا دوسرا اجلاس

جمعتہ المبارک،28۔جون2013

(یوم الجمع،18۔شعبان المعظم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9بج کر55منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝١ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝٢ خَافِضَةٌ
رَّافِعَةٌ ۝٣ إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ۝٤ وَبُسَّتِ الْجِبَالُ
بَسًّا ۝٥ فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنۢبَثًّا ۝٦ وَكُنتُمْ أَزْوَاجًا
ثَلَاثَةً ۝٧ فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۝٨
وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ۙ مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ۝٩ وَالسَّابِقُونَ
السَّابِقُونَ ۝١٠ أُولَـٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۝١١ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝١٢

سورۃ الواقِعَۃ آیات 1تا 12

جب واقع ہونے والی واقع ہو جائے(1)اس کے واقع ہونے میں کچھ جھوٹ نہیں(2) کسی کو پست کرے کسی کو بلند(3)جب زمین بھونچال سے لرزنے لگے(4)اور پہاڑ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں(5)پھر غبار ہو کر اُڑنے لگیں(6)اور تم لوگ تین قسم ہو جاؤ(7)تو داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ)داہنے ہاتھ والے کیا(ہی چین میں)ہیں(8)اور بائیں ہاتھ والے (افسوس)بائیں ہاتھ والے کیا (گرفتار عذاب) ہیں(9)اور جو آگے بڑھنے والے ہیں(ان کا کیا کہنا)وہ آگے ہی بڑھنے والے ہیں(10)وہی(اللہ کے) مقرب ہیں(11)نعمت کی بہشتوں میں(12)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

حضورؐ ایسا کوئی انتظام ہو جائے
سلام کے لئے حاضر غلام ہو جائے
میں صرف دیکھ لوں اِک بار صبح طیبہ کو
بلا سے پھر میری دُنیا میں شام ہو جائے
حضورؐ آپ جو سُن لیں تو بات بن جائے
حضورؐ آپ جو کہہ دیں تو کام ہو جائے
مزہ تو تب ہے فرشتے یہ قبر میں کہہ دیں
صبیحؔ مدحت خیر الانام ہو جائے

حلف

نو منتخب خاتون ممبر اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہمارے ایوان میں آج ایک معزز ممبر محترمہ ظلِّ ہما تشریف فرما ہیں۔ آج انہوں نے حلف لینا ہے میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی نشست کے سامنے کھڑی ہو جائیں اور حلف لیں اس کے بعد وہ حلف کے رجسٹر پر دستخط کریں گی۔

(اس مرحلہ پر نو منتخب خاتون ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب محترمہ ظلِّ ہما، ڈبلیو۔349 نے حلف لیا اور حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

آپ کو مبارک ہو اور بھائی صاحب کو بھی میری طرف سے مبارکباد دیجئے گا۔ جی، آپ کچھ بولنا چاہیں گی؟

محترمہ ظل ہما: بہت شکریہ

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں۔ تحاریک استحقاق لیتے ہیں، تحریک استحقاق نمبر 13/1 راجہ شوکت عزیز بھٹی کی طرف سے ہے۔ جی، فرمائیں!

ایس پی صدر راولپنڈی اور اے ایس پی سرکل گوجر خان کا معزز ممبر اسمبلی کے خلاف تھانہ جاتلی میں رپٹ درج کروانا

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! بہت مہربانی۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 11۔ مئی 2013 کو بمقام دولتالہ تھانہ جاتلی تحصیل گوجر خان پولنگ سٹیشن پر اس وقت کے ایس ایچ او جاتلی اپنے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے میرے مخالف اُمیدوار کو جعلی ووٹ ڈلواتا رہا۔ شام کے وقت ملزمان نے فائرنگ کر کے چار آدمیوں کو موقع پر قتل اور دو کو زخمی کر دیا۔ چونکہ محکمہ پولیس کی غفلت اور ایس ایچ او کی ملی بھگت کی وجہ سے یہ واقعہ ہوا تھا سرِعام پولنگ سٹیشن اور ہسپتال میں چار آدمیوں کو آٹومیٹک اسلحہ سے قتل کر دیا گیا لیکن پولیس نے ایف آئی آر میں دہشت گردی کی دفعہ نہ لگائی، ایف آئی آر پہلے کاٹ دی اور پوسٹ مارٹم بعد میں کروا کر مقدمہ کو

تکنیکی طور پر خراب کر دیا۔ وقوعہ سے اگلے دن مجھے اطلاع ملی کہ لواحقین نعشیں روڈ پر رکھ کر احتجاج کرنے والے ہیں اور اس کے بعد پولیس چوکی اور ملزمان کے گھروں پر حملہ آور ہونے والے ہیں۔ میں جلدی سے موقع پر پہنچا، عوامی اجتماع کو کنٹرول کیا، ایس پی صدر راولپنڈی وحیدالرحمٰن خٹک اور اے ایس پی سرکل گوجر خان مرتضٰی حیدر کو موقع پر بلوایا اور عوام، لواحقین کی طرف سے تین مطالبے ایس پی وحیدالرحمٰن خٹک کے سامنے پیش کئے۔

1۔ سانحہ کی وجہ بننے والا ایس ایچ او وہاں سے تبدیل کر دیا جائے۔

2۔ وقوعہ public place پر ہوا اور فائرنگ سے خوف وہراس پھیلا، چار افراد قتل ہوئے، قانون کے مطابق ATA-7 کی دفعہ ایف آئی آر میں لگنی چاہئے تھی جو پولیس نے نہیں لگائی، اُسے لگایا جائے۔

3۔ ملزمان کو تین دن کے اندر گرفتار کیا جائے۔

ایس پی صدر وحیدالرحمٰن خٹک اور اے ایس پی سرکل گوجر خان نے ان مطالبات کو پورا کرنے کا وعدہ کیا۔ میں نے لواحقین اور عوام سے درخواست کر کے ساڑھے نو بجے جنازے کا ٹائم مقرر کر کے اس اشتعال کو کنٹرول کیا۔ تین دن گزرنے کے بعد 14۔ مئی2013 کو تقریباً رات دس بجے کے قریب میں نے ایس پی صدر وحیدالرحمٰن خٹک سے اپنے موبائل فون پر بڑے احترام سے بات کی کہ جناب! آپ نے وعدے کے مطابق تین دن گزرنے کے باوجود کوئی ایک مطالبہ بھی منظور نہیں کیا۔ اس وجہ سے دولتالہ کے عوام میں سخت اشتعال پایا جارہا ہے، مہربانی فرما کر تینوں میں سے کوئی ایک مطالبہ تو منظور فرمائیں تاکہ لواحقین اور علاقے کے عوام کی دادرسی ہو سکے۔ مجھے جواباً ایس پی صدر نے کہا کہ انہیں پتا نہیں کہ پولیس کیا کر سکتی ہے۔ اگر کوئی حالات خراب کرنے کی کوشش کرے گا تو پھر میں اپنا آپ دکھاؤں گا تو میں نے بڑے احترام سے جواب دیا کہ جناب! اگر حالات خراب ہوئے تو پھر مجھ سے گلہ نہ کیجئے گا تو ایس پی صدر وحیدالرحمٰن خٹک نے میرا فون بند کرنے کے بعد تھانہ جاتلی میں روزنامچہ میں رپٹ نمبر 28، مورخہ 14۔ مئی2013 میرے خلاف درج کرائی کہ مجھے ایم پی اے نے دھمکی آمیز فون کیا۔ پھر ایس پی صدر کے کہنے پر اے ایس پی نے میرے خلاف تھانہ مندرہ اور چوکی سکھو میں رپٹیں درج کرائیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میں اپنے حلقے کی عوام کا Custodian ہوں، اگر کسی جگہ کوئی ظلم اور زیادتی ہو گی تو میرا فرض بنتا ہے کہ میں لوگوں کو انصاف دلاؤں اور ایک عوامی منتخب نمائندہ

ہونے کے ناتے میں نے اپنا فرض پورا کرنے کی کوشش کی جس پر ایس پی صدر وحید الرحمٰن خٹک اور اے ایس پی مرتضیٰ حیدر نے میرے خلاف رپٹیں درج کروا کر میرا استحقاق مجروح کیا لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کے جواب دینے سے پہلے ایک گزارش کروں گا کہ اس معاملے کے پیچھے ایک دو اور محرکات بھی ہیں کیونکہ یہ نگران دور کے افسران تھے اور جو مہربانیاں اس پیریڈ میں ہوئیں اور جن حالات سے گوجر خان کے لوگ گزر رہے ہیں اور یہی نہیں، میری ذات نہیں اس ایوان کے تمام elected نمائندے اور ہمیں وہ ووٹ دینے والے لوگ جن کی وجہ سے میں اور آپ یہاں ان کرسیوں پر بیٹھ کر اپنے آپ کو معزز ممبران اسمبلی کہلواتے ہیں، اگر ہمیں یہاں بھیجنے والوں کی عزت محفوظ نہیں ان کی کوئی قدر نہیں جن کی وجہ سے مجھے اور آپ کو اس ایوان کا معزز ممبر کہا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کی دادرسی کے لئے ان کے ساتھ ہونے والے ظلم کے لئے کہیں انصاف کے لئے آواز اٹھانا ممبران اسمبلی کا جرم ہے تو میرے خیال میں اس ایوان کے سارے ممبران کو اس جرم میں میرے ساتھ شریک ہونا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

گزارش یہ ہے کہ اگر کسی آفیسر کو یا کسی سپاہی کو کوئی عام آدمی اس کے کسی غلط کام پر اس پر ہاتھ بھی رکھ دے تو پولیس یا محکمہ اسے اپنی عزت اور وقار کا مسئلہ بنالیتا ہے۔ میری constituency میں کچھ دن پہلے رات کو ایک گھر میں چار پولیس والے داخل ہوتے ہیں ساڑھے گیارہ بجے کا وقت ہے، کتوں کی آواز سن کر گھر والے اٹھتے ہیں جس میں سے دو بھاگ جاتے ہیں اور دو کو پکڑ لیتے ہیں اور مجھے رات ساڑھے بارہ بجے ایس ایچ او تھانہ فون کرتا ہے کہ مہربانی کریں لڑکوں کو انہوں نے پکڑ لیا ہے ان کے پاس سرکاری اسلحہ بھی تھا ان کی جان چھڑا دیں میں ان کو صبح suspend کروا دوں گا اور ان کے لئے محکمانہ کارروائی کے لئے درخواست کروں گا۔ وہ لوگ میرے ووٹر تھے میں نے رات کو ان کو request کی انہوں نے وہ دو پولیس والے دولتالہ چوکی انچارج کے حوالے کر دیئے۔ وہ انہیں اس وعدے پر لے کر گیا کہ میں انہیں صبح suspend کروا دوں گا اور ان کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں آئے گی۔ اگلے دن صبح جب مجھے پتا چلا کہ جن لوگوں سے وہ ان پولیس والوں کو لے کر آیا ان لوگوں کے خلاف ڈکیتی کی ایف آئی آر دے دی کہ انہوں نے ان سے سرکاری اسلحہ چھین لیا اور انہیں پکڑ لیا۔ رات کو گیارہ بجے کسی شریف آدمی کی حویلی کے اندر وہ دو پولیس والے کیا کر رہے تھے ؟جب انہوں نے ان لوگوں کو پکڑا اور

"چور چور" کے شور کی آواز آئی لوگ اکٹھے ہو گئے اور لوگوں نے انہیں پکڑ لیا اگر اس دوران کسی نے انہیں چانٹا مار بھی دیا ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا بڑا ظلم نہیں تھا کہ کسی کی چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال ہو لیکن یہ بات یہاں پر ہی ختم نہیں ہوئی۔ صبح میری اے ایس پی صاحب سے بات ہوئی میں نے انہیں بتایا کہ یہ آپ کے چوکی انچارج نے زیادتی کی ہے کہ وہ انہیں لے کر گیا ہے اور جب وہ وہاں سے لے کر آیا، میرے خلاف الیکشن لڑنے والے جماعت اسلامی کے امیدوار بھی موقع پر پہنچ گئے کیونکہ وہ بھی اسی گاؤں سے تھے انہوں نے مجھے دوسرے دن یہ بتایا کہ بھٹی صاحب! میں قرآن پر حلف دے سکتا ہوں کہ یہ سپاہی جب یہاں سے گئے ہیں تو ان کا ایک بٹن بھی نہیں ٹوٹا تھا۔ وہ چوکی انچارج ان کو لے گیا، چوکی پر جا کر ان کے کپڑے پھاڑے اور ان کی کمر پر بیت سے نشان ڈالے اور اس کے بعد انہیں اے ایس پی کے پاس لے گئے کہ دیکھیں جناب! اگر وردی میں یہ ظلم ہو گا تو پھر ہم کام کیسے کریں گے؟ ڈکیتی کا پرچہ دے دیا اور ایف آئی آر نمبر 166 کاٹ دی گئی، یہ بات یہیں پر ختم نہیں ہوئی اس کے بعد پچاس پولیس والے مختلف تھانوں سے اکٹھے کئے اور ساتھ دس پندرہ سول کپڑوں میں آدمی لئے، گاڑیاں بھریں اور ان کے گھر چلے گئے۔ مجھے اطلاع مل گئی تھی میں نے انہیں اطلاع دی وہ چلے گئے ان کا ایک بڑا بھائی اور گھر کی لیڈیز بچیاں گھروں میں رہیں، پولیس والوں نے وہاں جا کر ان پر حملہ کر دیا ، ان کے گھر کے گیٹ توڑ دیئے گئے جس کی تصاویر اور سی ڈی ابھی بھی میرے پاس موجود ہیں۔ عورتوں کے کپڑے پھاڑے اس گھر سے 3 لاکھ 76 ہزار روپے، 4 سونے کی چوڑیاں اٹھائیں اور اس کے علاوہ ان کا تمام فرنیچر توڑ دیا، کمپیوٹر توڑ دیا، ٹی وی توڑ دیا۔ اس کے علاوہ گھر میں کھڑی ایک گاڑی کو بھی بری طرح سے توڑ دیا، گھر کی تمام grills اور باہر کے گیٹ تک گرا دیئے۔ اتنی بڑی دہشت گردی، اتنی بڑی زیادتی کہ جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس کے بعد ان کا ایک بھائی جو سابق کونسلر بھی ہے اور 65 سال اس کی عمر ہے اسے اٹھا کر لے گئے اور جا کر پولیس چوکی پر اسے بُری طرح مارا، وہ دو دفعہ بے ہوش ہو گیا۔ اس کے بعد خوش قسمتی سے ایک آفیسر ہمارے پاس ایسا تھا جس کے دل میں کوئی خدا خوفی تھی وہ سی پی او، راولپنڈی تھے جو دو دن پہلے وہاں سے ٹرانسفر ہو گئے ، میری ان سے بات ہوئی انہوں نے اس چوکی انچارج کو suspend کیا، انکوائری مقرر کی اور ان کی وہاں سے ٹرانسفر ہو گئی۔ یہ سارا کچھ اے ایس پی گوجر خان کی مہربانیوں کی وجہ سے ہوا، یہی نہیں چار لڑکے بجلی جانے کی وجہ سے مندرہ چکوال روڈ پر ایک درخت کے نیچے بیٹھے لڈو کھیل رہے تھے اور یہ موصوف انہیں پکڑ لیتے ہیں، میں انہیں فون کرتا ہوں کہ جناب! یہ لوگ سڑک کے کنارے لڈو کھیل رہے تھے بجلی گئی ہوئی ہے، اس میں ایک 40 ہزار روپے مہینہ تنخواہ

لینے والا شریف آدمی بھی شامل ہے،اس میں ایک فورس کا سابق ملازم بھی شامل ہے اگر وہ وہاں پر وقت گزار رہے ہیں تو کون سا بڑا جرم ہے لیکن انہوں نے اس پر جوئے کا پرچہ درج کروادیا۔اس قتل کا میں نے اپنی تحریک استحقاق میں بھی ذکر کیا ہے کہ یہ چار غریب آدمی دومرلے کے گھروں میں رہنے والے مہاجرین ہیں اور ان کے بڑوں نے پاکستان مسلم لیگ کے جھنڈے تلے خون دیا تھا اور یہ ملک بنا تھا۔آج پھر ایک دفعہ پاکستان مسلم لیگ کے جھنڈے تلے انہوں نے خون دیا ہے اور یہ جمہوریت معرض وجود میں آئی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر راجہ شوکت عزیز بھٹی آبدیدہ ہو گئے)

اگر ان دومرلے کے گھروں میں رہنے والے غریب لوگوں کی عزت محفوظ نہیں ہے تو پھر مجھے اور آپ کو یہاں بیٹھنے کا کوئی حق نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہاں پر بڑے بڑے انصاف کے دعوے کرنے والوں کو پنجاب کے اس ایوان میں آکر اس بات کا جواب دینا چاہئے کہ جس آدمی کی وجہ سے میں ان کے گھروں میں گیا ہوں، میں گیا اور وہ عورتیں روئیں انہوں نے کہا کہ تمہارے "شیر" پر مہر لگانے کے لئے میرا "شیر" چلا گیا۔غریب آدمی ہیں، گھر میں چارپائی رکھ کر رونے کی جگہ نہیں تھی، وہ لوگ چارپائی بھی گلی میں رکھ کر روئے لیکن کسی نے کوئی coverage نہیں دی، کوئی پوچھنے کے لئے نہیں گیا، چار لاشیں گئیں، خون بہا چونکہ غریب آدمی تھے، میں ان کے لئے انصاف کا تقاضا کرتا ہوں اور اگر یہ میرا جرم ہے تو میں یہ جرم کروں گا چاہے جو مرضی سزا ملے لیکن جب یہاں آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آپ بڑے معزز ممبر ہیں۔ میں کس بات کا معزز ممبر ہوں جب معزز ممبر بنانے والے کی عزت محفوظ نہیں [*******]

جناب سپیکر: نعوذ باللہ۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب والا! کوئی حق نہیں ہمیں یہاں پر بیٹھنے کا۔

جناب سپیکر: آپ یہ الفاظ واپس لیں، یہ بات آپ نے اچھی نہیں کی۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب والا! ہمیں کوئی حق نہیں۔

جناب سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: ہمیں یہاں پر بیٹھنے کا کوئی حق نہیں ہے، جب تک ان کی عزتیں محفوظ نہیں ہوں گی ہمیں یہاں بیٹھنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ بات نہ کریں۔ مہربانی، آپ کا شکریہ۔ اب ہم جواب لیں گے، راناثناء اللہ خان اس بارے میں جواب دیں گے۔ ایسے جو الفاظ ہیں ان کو آپ واپس لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: ایک منٹ، آپ تشریف رکھیں اور آپ یہ الفاظ واپس لیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: اگر so called اس معزز ایوان کے کسی۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): نہیں، اس میں اگر مگر والی بات نہیں ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: اگر میرے الفاظ پر کوئی حرف آیا ہے تو میں اپنے الفاظ۔۔۔

جناب سپیکر: So called والی بات آپ نہ کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! یہ بالکل غلط بات ہے۔

جناب سپیکر: So called والی بات نہ کریں، آپ اپنے الفاظ واپس لیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب والا! میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ آپ نے اس ایوان کے ساتھ بہت زیادتی کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب ہمارے انتہائی معزز ممبر ہیں اور اس معزز ایوان کا حصہ ہیں۔ انہیں جذباتی کیفیت میں آتے ہوئے قطعی طور پر اپنے آپ کو حدود میں رکھنا چاہئے تھا اور اپنے آپ کو sense میں رکھنا چاہئے تھا۔ ان کے یہ الفاظ [*****] میں سمجھتا ہوں کہ انہیں بغیر اگر مگر کے اس معزز ایوان سے معذرت کرنی چاہئے۔[*****] دوسری طرف اسی ایوان سے چاہتے ہیں کہ ان کے ساتھ یا ان کے حلقے کے لوگوں کے ساتھ ہونے والی زیادتی کا ازالہ کیا جائے۔ انہوں نے یہاں پر جو اتنی لمبی داستان پیش کی ہے اور اس میں کہا کہ یہاں پر بات نہیں رُکتی پھر اس سے آگے یہ ہوا، پھر اس سے آگے وہ ہوا، پھر اس سے آگے وہ ہوا، پھر اس سے آگے وہ

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہوا لیکن یہ بات بھول گئے کہ اس سے آگے پھر یہ بھی ہوا کہ یہ میرے پاس تشریف لائے اور انہوں نے یہی بات مجھ سے کی۔ان سے پوچھیں کہ میں نے ان کی موجودگی میں C.P.O راولپنڈی سے کیا بات کی؟ اس کے بعد ان کی ان سے بات کرائی، یہ ان سے بات کرنے کے بعد مطمئن ہوئے،انہوں نے میرے سامنے ان کا شکریہ ادا کیا اور اس کے بعد انہوں نے جو action لیا اس سے متعلق ان کو بھی آگاہ کیا اور مجھے بھی آگاہ کیا تو یکطرفہ کہانی کو اس طرح سے بیان کرنا اور باقی ہر چیز کو minus کرنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی قابل افسوس ہے۔راجہ شوکت عزیز بھٹی کوئی پہلی مرتبہ اس ایوان کا حصہ نہیں بنے بلکہ انہوں نے اس سے پہلے بھی اس ایوان میں بطور ممبر serve کیا ہے۔انہوں نے اس تحریک استحقاق میں جو الزامات لگائے ہیں چونکہ ان کا تعلق facts سے ہے انہوں نے یہ کہا ہے کہ وہاں پر جو قتل کا واقعہ ہوا وہ ٹھیک ہے قتل کی ایف آئی آر درج ہوئی ہے انشاء اللہ اس کی investigation ہو گی، میرٹ پر ہو گی اور جن لوگوں نے جرم کیا ہے ان کو سزا ملے گی۔ہاں میں ان کی یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ اگر انہوں نے ایس پی کو فون کیا تھا تو معزز ممبران کا یہ کام ہے کہ وہ لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لئے ایس پی کو فون کریں لیکن اس ایس پی صاحب کو over smart بننے کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ رپٹ کا اندراج کرا دے کہ مجھے معزز ممبر نے فون کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انہوں نے غلط کیا ہے اور یہ معاملہ require further enquiry ہے اس لئے آپ اس تحریک استحقاق کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کریں چونکہ ابھی مجلس استحقاقات وجود میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر: پہلے ایک سپیشل کمیٹی بنی ہوئی ہے اس معاملے کو اسی کے سپرد کر دیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! میری بات مکمل ہونے دیں کہ اس معاملے کو thorough enquire کریں گے اور اس میں جس بھی آفیسر یا جہاں جہاں بھی کوئی تجاوز ہوا اس کا ازالہ کریں گے لیکن میں اپنے معزز بھائی سے بھی اور دیگر معزز ممبران جو یہاں بیٹھے ہیں ان سے بھی یہ کہوں گا کہ وہ اس معزز ایوان اور اس democratic process جس کا وہ حصہ ہیں، جس کے لئے لوگوں نے بے پناہ قربانیاں دی ہیں وہ مشرف کا نو سالہ دور جس میں لوگوں نے جلاوطنیاں، ٹارچر سیل، نظر بندیاں اور جیلیں کاٹی ہیں یہ اس کا ثمر ہے۔بہت سارے لوگ آج جمہوریت کا بھی حصہ ہیں اس معزز ایوان کا بھی حصہ ہیں، جو اس آمر کے ساتھ بھی تھے اور آج اس جمہوریت کے ساتھ بھی ہیں لیکن جن لوگوں نے اس جمہوریت کو زندہ رکھنے کے لئے قربانیاں دی ہیں ان سے یہ برداشت نہیں ہو سکتا کہ آپ اس democratic process کو undermine کریں یا آپ ان معزز ایوانوں کو

undermine کریں۔ یہ میری سب سے گزارش ہو گی کہ آپ اپنی بات کریں، اپنے جذبات کا اظہار کریں لیکن اس بات کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ آپ اس تحریک استحقاق کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: ابھی نہیں کروں گا۔ راجہ صاحب! دیکھیں آپ کو اس معزز ایوان سے معافی مانگنا پڑے گی کہ میں نے جو نامناسب بات کہی ہے میں اس پر معزز ایوان سے معذرت کرتا ہوں۔ اگر آپ نہیں کریں گے تو میرا next step اور آگے بڑھے گا. This I can't explain you

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! اگر میری کسی بات سے۔۔۔

جناب سپیکر: اگر کیا؟ میں بھی اس میں موجود ہوں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: میری جس بات سے ایوان کے دوستوں کی دل آزاری ہوئی میں معذرت چاہتا ہوں۔ میں نے یہ بھی ذکر کیا کہ رانا صاحب اور سی پی او صاحب نے جو مہربانی فرمائی ہے اس کیس سے متعلقہ ایک علیحدہ issue تھا میں نے ان کا بھی شکریہ ادا کیا اور رانا صاحب کا بھی شکریہ ادا کیا۔

جناب سپیکر: بس باقی بات چھوڑ دیں۔ کیا ان کو معاف کر دیا جائے؟

معزز ممبران: جی، معاف کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: ادھر سے آواز نہیں آ رہی؟

معزز ممبران حزب اختلاف: جی، معاف کر دیا جائے۔

سرکاری کارروائی

بحث

ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 پر عام بحث

جناب سپیکر: اب آپ بیٹھ جائیں۔ آپ کی یہ تحریک استحقاق سپیشل کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ ہم نے جو پہلے ایک سپیشل کمیٹی بنائی ہوئی ہے یہ اسی کے سپرد کی جاتی ہے۔ اب ہم ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 پر عام بحث شروع کرتے ہیں، آخر میں وزیر خزانہ اس کو wind up کریں گے۔ میں میاں محمود الرشید صاحب کو تقریر کے لئے دعوت دے رہا ہوں۔ میرے پاس تقریباً سنتالیس کے قریب نام آئے ہیں، اگر کوئی اور صاحب نام دینا چاہتے ہیں تو اپنا نام سیکرٹری اسمبلی کو دے دیں لیکن دوسرے صاحبان ذرا ٹائم کا خیال رکھیں۔ جس طرح ہم پہلے کرتے رہے ہیں لیکن میں آپ پر تو اتنی پابندی نہیں

لگا سکتا بلکہ آپ کو خود ہی اس کا احساس ہونا چاہئے کہ دوسرے ساتھی بھی بولیں گے۔ جی ، میاں محمود الرشید صاحب!

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!یہ ضمنی بجٹ 82۔ارب 20 کروڑ 73 لاکھ 5 ہزار 200 روپے کا ہے اور یہ ٹوٹل بجٹ کا تقریباً 11 فیصد بنتا ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے اگر ہم اس سے پچھلے سال کی طرف جائیں تو پچھلے سال ضمنی بجٹ 57۔ارب 14 کروڑ روپے کا تھا۔ اس وقت جو ہمارا ضمنی بجٹ ہے اس میں پچھلے ضمنی بجٹ سے 25۔ارب20 کروڑ روپے زائد رقم ضمنی بجٹ کے نام سے یہاں رکھی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات بالکل عیاں ہے کہ ہم اس کو financial mismanagement کا نام دے سکتے ہیں۔ ضمنی بجٹ کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ اگر آپ کی کسی جگہ انیس بیس ہو گئی ہے اس طرح کی کوئی miscellaneous چیز، کوئی آسمانی آفت، کوئی unseen expenditure جو اس وقت ذہن میں نہیں تھا اب آگیا اسے cover کرنے کے لئے ہوتا ہے لیکن اس کو ایک روایت بنالینا۔ میرا یہ خیال ہے کہ آئندہ یہ ایک کھرب سے بھی اوپر چلا جائے گا۔ یہ اس سال 82 یا 83۔ارب روپے ہے اور اگر ہماری یہ روایت برقرار رہی اور اس financial mismanagement کو درست نہ کیا گیا تو یہ کھربوں روپے میں آئے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کے عوام کے ساتھ بہت ظلم اور زیادتی ہے کہ ان کی approval کے بغیر، اس ایوان کی approval کے بغیر آپ اپنے من پسند طریقے سے اربوں روپے خرچ کرتے رہیں اور اس کے بعد ضمنی بجٹ کے اندر ڈال کر اس کی یہاں سے approval لے لی جائے لہذا اس کی حوصلہ شکنی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! میری نظر میں maximum اگر آپ یہ کہیں کہ یہ ضمنی بجٹ ہے تو یہ دو تین یا چار فیصد سے اوپر نہیں ہونا چاہئے کہ آپ کے جو estimates تھے ان میں کوئی انیس بیس ہو گئی کوئی unseen چیزیں آ گئیں تو ضمنی بجٹ کے نام سے آپ اسے approve کرا رہے ہیں لیکن اربوں، کھربوں روپے کے یہ اس ضمنی بجٹ کی آپ کسی طور پر بھی ایک بہتر روایت قائم نہیں کر رہے ہیں۔ ہمیں اس بارے میں آئندہ بہت ہی احتیاط کرنا پڑے گی۔ ویسے تو 590 صفحات کی ضمنی بجٹ کے نام سے یہ ایک کتاب ہے اور اگر اس کے ہر صفحہ پر جایا جائے تو ایسے شاہکار لطائف اور ایسی ایسی چیزیں ہیں کہ جنہیں دیکھ کر انسان ہنستا بھی ہے اور رونے کو بھی جی چاہتا ہے۔ میں ان میں سے چند شاہکار آپ کی وساطت سے ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں ذرا آپ اس کو ملاحظہ فرمائیے۔

جناب سپیکر: آپ پر رونے کی تو پابندی ہے لیکن ہنسنے کی نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہنسنے کی بھی ہے۔ اس پر ہنسی بھی آتی ہے کہ کیا کیا شگوفے ہوتے رہے ہیں اور ضمنی بجٹ میں ڈال کر آج یہ ایوان اسے ok کر دے گا۔ صفحہ نمبر 337 پر CCTV کیمروں کے لئے 4 کروڑ 80 لاکھ روپے اور یہ آئندہ انتخابات میں لگنے تھے۔ میرا نہیں خیال کہ کسی جگہ یہ CCTV کیمرے پولنگ والے دن کسی نے پولنگ سٹیشن پر دیکھے ہوں گے۔ یہاں پر جو لاکھوں لوگوں کے ووٹوں کو چرایا گیا ہے کاش کہ یہ CCTV کیمرے لگے ہوتے تاکہ اندر پولنگ کے دوران جو کچھ ہوتا رہا ہے وہ سارا کچھ ریکارڈ ہو جاتا۔ یہ بجٹ کے اندر رکھے ہوئے ہیں لیکن میرا نہیں خیال کہ جس شہر میں میں رہتا ہوں اس شہر لاہور میں کسی ایک پولنگ سٹیشن کے اندر بھی یہ CCTV کیمرے ہمیں نظر آئے ہوں لیکن یہ 4 کروڑ 80 لاکھ روپے کی رقم یہاں پر انہوں نے رکھ دی ہے۔

جناب سپیکر! اس سے آگے صفحہ نمبر 337 پر آئیے Cash Awards in connection with Rapid Bus Transit System ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے کو 4 کروڑ 25 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جنگلا بس سروس، میری بہنیں ناراض نہ ہوں میٹرو بس انگریزی اور جنگلا بس پنجابی کا لفظ ہے چونکہ یہ بس جنگلے میں گھری ہوئی ہے اس کے دونوں اطراف جنگلے ہیں اور درمیان میں یہ بس چلتی ہے تو اس میں ناراض ہونے والی بات کیا ہے؟ مجھے اس پر اکثر افسوس ہوتا ہے۔ عرف عام میں اس کو سارے جنگلا بس کہتے ہیں۔ میٹرو بڑا اوکھا لفظ ہے عام آدمی جو اس بس پر سفر کرتے ہیں ان سے بولا نہیں جاتا۔ ان کو معلوم نہیں کہ Mass Transit System کیا ہوتا ہے اس لئے وہ جنگلا بس کہہ لیتے ہیں تو اس میں ناراض نہ ہوں۔ جنگلا بس کے سلسلے میں وہ کون سی ایسی خصوصی خدمات ہیں کہ ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے کو 4 کروڑ 25 لاکھ روپے Cash Award میں عنایت کئے گئے ہیں؟ یہ بہت منظور نظر ہیں، بہت پیارے لگتے ہیں اور یہ وزیر اعلیٰ کے بڑے راج دُلارے ہیں۔ یہ گریڈ۔19 کے آفیسر ہیں اور آج کل گریڈ۔21 کی اسامی پر تعینات ہیں۔ عدالت کے اندر ان کی اس تقرری کو بھی challenge کیا گیا ہے۔ یہ کیا طریقہ ہے؟ اگر ایک فرد یا ادارے کے ملازمین نے اپنی ڈیوٹی سرانجام دی ہے تو اس کے لئے وزیر اعلیٰ ایک اچھی سی دعوت یا ضیافت کا اہتمام کرتے۔ اس میں سارے ایم پی اے صاحبان کو بھی بُلاتے اور ان کا شکریہ ادا کرتے کہ آپ نے اس منصوبے کے لئے دن رات محنت کی ہے۔ آپ نے تو اس مقروض صوبے کا پانچ کروڑ روپیہ اس شاہانہ انداز سے عنایت کیا ہے جس طرح کہ مغلیہ دور کے کوئی شہنشاہ عنایت کرتے تھے۔ یہ بہت ہی قابل افسوس بات ہے۔

جناب سپیکر!اب آگے آئیے۔ میٹرو بس اتھارٹی کو10لاکھ روپےcash دیا گیا ہے۔اب میں پولیس کی بات کروں گا۔ حکومتی بنچوں کی پیاری راج دُلاری جس کی ایک جھلک ابھی میرے بھائی بیان کر رہے تھے۔ صفحہ نمبر48 پر درج ہے کہ Cash Award کے سلسلے میں30لاکھ روپے پولیس کو دیئے گئے ہیں۔ یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ Rapid Bus Transit System کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے پولیس نے کیا کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں کہ جنہیں30لاکھ روپے آپ Cash Award کی مد میں دے رہے ہیں؟ یہ صریحاً زیادتی ہے۔ یہ تقریباً چھ، سات کروڑ روپے کی رقم بنتی ہے تو ضمنی بجٹ میں Cash Award کی مد میں اس کی منظوری کسی صورت میں بھی نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر!اس بجٹ کے اندر block allocation کی شکل میں اگر سب سے زیادہ کسی محکمہ کو آپ نے اضافی grant دی ہے تو وہ محکمہ پولیس ہے یعنی اس محکمہ کو 3۔ارب44 کروڑ روپے دیئے گئے جو کہ انتہائی افسوس کی بات ہے۔ یہاں بجٹ پر بحث کے دوران پورے ایوان میں پچاس فیصد سے زیادہ معزز ممبران نے پولیس کے حوالے سے بات کی ہے اور تقریباً ہر آدمی اس سے شاکی ہے۔ آپ ان کی performance and effectiveness کو دیکھ لیں۔ امن وامان کو برقرار رکھنے کے لئے ان کی کیا خدمات ہیں؟ جرائم دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں، ڈکیتی اور چوری کی وارداتوں میں اضافہ ہوا ہے۔ اغواء برائے تاوان کی وارداتوں میں سو فیصد سے زائد اضافہ ہوا ہے۔ آپ روزانہ کے اخبارات اُٹھا کر دیکھ لیجئے اس شہر لاہور کے اندر کوئی دن ایسا نہیں کہ جس دن کروڑوں روپے کے ڈاکے نہ پڑے ہوں، قتل وغارت گری کی وارداتیں نہ ہوئی ہوں اور یہاں پر پٹرول پمپ یا دُکانیں نہ لوٹی گئی ہوں۔ اس کے باوجود پولیس کو 3۔ارب 44 کروڑ روپے دینا انتہائی نامناسب ہے۔ مجھے پھر شک پڑتا ہے کہ پچھلے انتخابات میں پولیس نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں یہ اس کا reward ہے۔ ہر پولنگ سٹیشن پر انہوں نے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں اور مجھے لگتا ہے کہ انہیں یہ اس کا نذرانہ پیش کیا گیا ہے۔ ان انتخابات میں پولیس نے جو کچھ کیا ہے وہ ساری قوم کو پتا ہے اس لئے میں اس کو condemn کرتا ہے اور کہتا ہوں کہ یہ 3۔ارب 44 کروڑ روپے کی خطیر رقم کسی صورت بھی پولیس کو دینے کی منظوری نہ دی جائے۔ ہاں!آپ grant ضرور دیجئے لیکن اس کو ان کی performance کے ساتھ مشروط کریں۔ آپ بے شک اس سے دُگنی رقم دے دیجئے۔ اگر پنجاب کے لوگوں کے جان ومال محفوظ ہو جائیں، اگر crime control ہو جائے، اگر جرائم میں کمی واقع ہو جائے اور اگر لوگ سُکھ کا سانس لیں تو میں اس بات کو initiate کرنے والوں میں سب سے آگے ہوں گا کہ آپ ان کو اس سے double رقم

دیں۔ جرائم تو double ہو جائیں اور آپ ان کی grant تین یا چار گنا کر دیں یہ کسی صورت قابل قبول نہیں۔ یہ بات کسی نہ کسی جگہ accountable ہونی چاہئے۔ یہ grants ان محکموں کی efficiency and performance کے ساتھ مشروط ہونی چاہئیں۔ پورے ایوان کے لئے یہ ایک سوالیہ نشان ہے۔ آپ اگر کسی محکمہ یا فرد کو اضافی grant دینا چاہتے ہیں تو اس کی performance کو پیش نظر رکھ کر دیں۔

جناب سپیکر! نگران وزیر اعلیٰ نجم سیٹھی کے گھر پر سکیورٹی کے سلسلے میں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کسی کا نام نہ لیں ویسے ہی کہہ دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): نہیں، جناب! اس بجٹ کے اندر ان کا نام لکھا ہوا ہے۔ میں اپنے پاس سے ان کا نام نہیں لے رہا۔

جناب سپیکر: آپ عہدہ بول دیں لیکن نام نہ لیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): رانا صاحب! میں آپ سے بالکل ادب سے گزارش کروں گا کہ یا تو اس کتاب سے اس نام کو نکال لیجئے اگر اس کتاب میں یہ نام ہے تو یہ ہمارے ایوان کی ملکیت ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ یہاں پر discuss ہو گا اور اس پر بات ہو گی۔

جناب سپیکر: اچھا ٹھیک ہے۔ آپ جو کہنا چاہتے ہیں کہہ لیں کیونکہ آپ قائد حزب اختلاف ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! نگران وزیر اعلیٰ نجم سیٹھی کی سکیورٹی کے سلسلے میں 7 لاکھ 80 ہزار روپے خرچ کئے گئے اور ان کے گھر کو camp office declare کر دیا گیا۔ LCDs کے لئے لاکھوں روپے خرچ کئے گئے۔ مجھے افسوس ہے کہ کسی کا mind set نہیں بدلا۔ بھئی! آپ ایک ڈیڑھ مہینے کے لئے اگر نگران وزیر اعلیٰ بن گئے ہیں تو وزیر اعلیٰ کا دفتر موجود ہے آپ وہاں بیٹھیں۔ ایک ڈیڑھ مہینے کے لئے اس پنجاب کے غریب عوام کے لاکھوں روپے خرچ کرنے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ آپ نے وہاں پر صرف ایک ڈیڑھ ماہ کے لئے لاکھوں روپے لگا دیئے ہیں۔ اس کی تزئین و آرائش اور سکیورٹی کے نام پر یہ سارے اخراجات کئے گئے ہیں جو کہ انتہائی قابل افسوس بات ہے۔ اس کی کسی صورت منظوری نہیں ہونی چاہئے تھی۔ پہلے ہی وزیر اعلیٰ کا دفتر، کیمپ آفس، سیکرٹریٹ اور وزیر اعلیٰ ہاؤس موجود تھے تو انہیں وہیں منتقل ہو جانا چاہئے تھا۔ اس شاہ خرچی کی اجازت کسی صورت بھی نہیں دی جا سکتی۔

جناب سپیکر! میرے بہت سے بھائی بلکہ تقریباً80 فیصد دوبارہ منتخب ہو کر اس ایوان میں آ گئے ہوں گے۔ صفحہ نمبر436 پر ایم پی اے اور ایم این اے صاحبان کے لئے اضافی grant کے طور پر 97کروڑ64لاکھ 24ہزار روپے دیئے گئے ہیں۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ اس کی کوئی justification نہیں بنتی۔ ہمارا یہ کام ہی نہیں ہے کہ ہم نالیاں، سڑکیں، گلیاں اور سکولوں کی چار دیواری تعمیر کریں۔ ہم جو کچھ کر رہے ہیں یہ ہمارا کام نہیں ہے۔ ہم یہ غلط کر رہے ہیں اور یہاں پر ہم غلط روایات کو establish کر رہے ہیں۔ یہ رقم عین انتخابات سے پہلے جاری کی گئی ہے جو کہ pre-pole rigging کے زمرے میں آتی ہے۔ آپ نے اپنے ان امیدواروں کو جو کہ sitting MPAs تھے سو حلقوں کے اندر ایک ایک کروڑ روپیہ دے دیا۔ ہمیں sitting MPAs پر بھی اعتراض ہے لیکن ایم این اے کی تو سرے سے کوئی justification ہی نہیں بنتی۔ یہ ایوان کسی صورت بھی اس کی منظوری دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ آپ نے یہ96 کروڑ64لاکھ روپے کی رقم development کی مد میں political bribe کے طور پر اپنے لوگوں کو دی ہے تاکہ یہ لوگ اپنے اپنے حلقہ اثر میں اس رقم کے ذریعے سے گلیاں، سڑکیں اور سیوریج کا کام کروائیں اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے اور اس کی بھی ضمنی بجٹ میں کسی طور پر منظوری نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! اب میں ضمنی بجٹ کے صفحہ نمبر579 کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ پنجاب ہاؤس کراچی میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے لئے ایک انیکسی تیار کی گئی جس پر 37لاکھ 91 ہزار روپے خرچ ہوئے ہیں۔ کیا بات ہے؟ شاید وزیر اعلیٰ وہاں ایک بار گئے ہوں گے یا شاید سال میں دو بار جاتے ہوں گے۔ ان کے لئے وہاں پر already پنجاب ہاؤس کی ٹھیک ٹھاک بلڈنگ بنی ہوئی ہے جس کے اندر رہنے میں کوئی بار نہیں ہے۔ آپ دو چار لاکھ روپیہ لگا کر اُسی بلڈنگ کے اندر کوئی ایک آدھ کمرہ renovate کر سکتے تھے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی شاہ خرچی ہمیں یا ہمارے top leaders کو زیب نہیں دیتی۔ آپ نے اگر وہاں پر سال میں ایک دو دفعہ جانا ہے اور یہ اتنی بڑی 40لاکھ روپے کی رقم لگا دی اور یہ رقم اُس کی construction پر لگائی گئی ہے۔ اب اس بلڈنگ کی maintenance پر جو خرچہ آئے گا وہ بھی ہمیں یہاں پر برداشت کرنا پڑے گا۔ اس سے بہتر تھا کہ Chief Minister وہاں جاتے تو Sheraton Hotel میں ٹھہرتے بلکہ وہاں پر جاتے تو سندھ حکومت کے مہمان ہوتے۔ وہاں پر گیسٹ ہاؤس ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر یہ الگ انیکسی بنانے کی ضرورت نہیں تھی۔

جناب سپیکر!آپ نے منسٹرز بلاک کی تعمیر پر10کروڑ87لاکھ روپے خرچ کئے اور اب آپ وہ پیسے مانگ رہے ہیں۔ میاں محمد شہباز شریف جب2008میں وزیر اعلیٰ بنے میں اُس وقت ایم پی اے نہیں تھا بلکہ پی ٹی آئی کا ایک ورکر تھا۔تب منسٹرز بلاک اور نئے چیف منسٹر سیکرٹریٹ کا بہت چرچا سُنا اور بہت criticism ہوا۔وزیر اعلیٰ نے اعلان کیا کہ اس منسٹرز بلاک کو بیچ کر یہ رقم سرکاری خزانے میں جمع کرائیں گے اور یہ اعلان بھی ہوا کہ چیف منسٹر سیکرٹریٹ جو نیا بنا ہے اس کو خواتین یونیورسٹی میں بدل دیں گے۔یہ دونوں وعدے ایفا نہ ہو سکے۔چیف منسٹر سیکرٹریٹ بھی اپنی جگہ اُسی طرح سے قائم ودائم ہے اور لیبر ڈیپارٹمنٹ کی بلڈنگ کے اندر بننے والے منسٹرز بلاک کو بیچ کر رقم قومی خزانے میں جمع کرانے کا اعلان جو بعد میں ڈرامہ ثابت ہوا، یہ نہ کیا جاتا۔منسٹرز بلاک کی بلڈنگ جو near to completion تھی یہ10کروڑ روپیہ لگا کر اُس کی finishing کی جاتی اور وہاں پر ہمارے منسٹر بھائی بڑی عزت اور احترام کے ساتھ بیٹھتے۔ وہ بلڈنگ چار سال تک dead رہی ہے اور وہاں پر اُس بلڈنگ کا بُرا حال ہو گیا۔ اب پچھلے سال اُس پر10کروڑ روپیہ لگا ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ بلڈنگ 10کروڑ روپے میں بھی complete نہیں ہو گی اور آئندہ کئی10کروڑ روپے اس کے اوپر مزید خرچ ہوں گے۔اگر شروع میں ہی2008-09میں اس پر 10کروڑ روپیہ لگ جاتا تو یہ منسٹرز بلاک complete ہو جاتا تو ہمیں اس طرح کی چیزوں پر بھی خاص طور پر توجہ دینا ہو گی کہ ہم جو کام کر نہیں سکتے اُن کا اعلان نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر!صفحہ نمبر279پر miscellaneous گرانٹس کے نام پر16کروڑ50لاکھ روپیہ بعض افراد میں بانٹا گیا۔ کل افراد312ہیں جنہیں50ہزار سے50لاکھ روپے تک کی رقم نقد دی گئی ہے اور اس میں دلچسپ بات یہ ہے کہ ان میں سے60فیصد لوگوں کا تعلق اس شہر لاہور سے ہے اور باقی 40فیصد لوگوں کا تعلق سارے صوبے سے ہے۔مجھے یہ بات شاید نہیں کہنی چاہئے چونکہ میرا تعلق خود لاہور سے ہے لیکن میں افسوس سے یہ بات کہتا ہوں کہ 60فیصد لوگوں کو لاہور میں اور40فیصد لوگوں کو all over the Punjab یہ رقم دی گئی ہے تو Treasury Benches پر بیٹھے ہوئے میرے بھائیوں کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے اور میں نے اُنہیں ایک tip دے دی ہے۔

جناب سپیکر!آپ اس سے آگے صفحہ نمبر325پر miscellaneous, grants پر آئیے۔ 782افراد میں61کروڑ45لاکھ روپیہ تقسیم کیا گیا ان782افراد میں سے لاہور سے تعلق رکھنے والے 452افراد ہیں یہ پھر61فیصد بنتے ہیں یعنی یہ جو61.5کروڑ روپے پھر بانٹے گئے ہیں ان میں سے آدھے سے زیادہ لوگوں کا تعلق میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور میرے اسی شہر لاہور سے ہے اور یہ بات باقی سب

لوگوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ یہ تفریق کیوں ہے؟ غربت لاہور میں زیادہ ہے یا غربت جنوبی پنجاب میں زیادہ ہے، غربت دیہاتوں میں زیادہ ہے یا دُور دراز علاقوں میں زیادہ ہے یا اُن پسے ہوئے لوگوں کے اندر ہے جو زیادہ deserve کرتے ہیں اُنہیں یہ پیسے دینے چاہئیں یا یہ پیسے گوالمنڈی اور ماڈل ٹاؤن کے لوگوں کو دینے چاہئیں تو اس بات کا فیصلہ یہ ایوان کرے کہ یہ صحیح ہوا یا غلط ہوا؟

جناب سپیکر! اس سے آگے صفحہ نمبر 212 پر دیکھئے۔ جناب وزیر اعلیٰ نے rules relax کر کے 8لاکھ روپے کا ایک پرندہ فالکن خرید کر یو اے ای کے صدر خلیفہ بن زید النہیان کو پیش کیا۔ میرا یہ خیال ہے کہ اب اس طرح کی باتوں کا وقت گزر جانا چاہئے۔ میاں محمد شہباز شریف مڈل کلاس، لوئر مڈل کلاس یا کسی غریب گھرانے سے تعلق نہیں رکھتے۔ ماشاء اللہ کھاتے پیتے صنعت کار گھرانے سے اُن کا تعلق ہے۔ اگر باہر سے کوئی کسی official tour پر آئے تو آپ سرکاری خزانے سے اُسے کچھ بھی present کریں اور جب وہ اپنے کسی نجی دورے پر یہاں آتے ہیں، شکار کھیلنے کے لئے یہاں آتے ہیں یا کسی اور کام کے لئے آتے ہیں تو پنجاب کے غریب عوام کے ٹیکسوں اور اُن کے خون پسینے کی کمائی کا یہ 8لاکھ روپے کا پرندہ خرید کر اُنہیں تحفہ دینا اور اس کے لئے rules relax کرنا شرمناک بات ہے۔ ہمیں اس چیز کو بدلنا چاہئے۔ میاں محمد شہباز شریف اپنی جیب سے ایک ارب روپے کا بھی تحفہ دے سکتے تھے لیکن یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک صوبہ جس کی اینٹ سے اینٹ بجی ہوئی ہے۔ اگر مالی اعتبار سے دیکھا جائے تو یہ صوبہ جو 4 کھرب 45۔ارب روپے کا مقروض ہے اور یہ جب وزیر اعلیٰ بنے تو یہ صوبہ 100۔ارب روپے سرپلس میں تھا تو اگر دیکھا جائے تو 545۔ارب روپے کا بوجھ اس صوبے کے اوپر ہے تو اس صوبے کے جو قائد ہیں، جو انچارج ہیں، جو سربراہ ہیں، جو وزیر اعلیٰ ہیں، جو نگہبان ہیں اُن کو اس طرح کے کام نہیں کرنے چاہئیں۔ اب یہ بھی پتا کرنا پڑے گا کہ وہ غالب عباس نامی شخص کون ہے جس نے 8لاکھ روپے کا یہ پرندہ خرید کر دیا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرے دیگر دوستوں اور بھائیوں نے بھی بات کرنی ہے، ویسے تو جیسے میں نے کہا کہ 590 صفحات میں سے ہر صفحے میں ایک آدھ اس طرح کی چیز ایوان کے سامنے رکھی جا سکتی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں سوچنا چاہئے کہ ہمارے رول ماڈل کون تھے، ہم کن کے پیروکار ہیں، ہمیں کن روایات کو جنم دینا ہے اور ہمیں کون سی examples set کرنی ہیں؟ آقائے نامدار ﷺ کی پوری زندگی ایک سیاستدان کے طور پر، ایک لیڈر کے طور پر، ایک حکمران کے طور پر ہمارے سامنے ہے۔ خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عمر بن عبدالعزیز، اُن کی زندگیوں کو

دیکھئے۔ خدارا اہم لوگوں کی باقی کتنی زندگی ہے۔آپ examples set کیجئے، روایات کی پیروی کیجئے کہ حضرت عمر فاروق ایک دن گھر جاتے ہیں تو بیوی نے routine سے ہٹ کر کھانے پینے کے لئے کچھ اہتمام کیا ہوا ہے۔ عمر فاروق پریشان ہوتے ہیں، حیران ہوتے ہیں اور اپنی اہلیہ محترمہ سے پوچھتے ہیں کہ آج یہ سارا کچھ کہاں سے آیا ہے؟ وہ جواب دیتی ہیں کہ گھر کے خرچے کے لئے جو وظیفہ ملتا ہے اُس میں سے میں نے تھوڑا تھوڑا بچا کر رکھا تھا اور آج میں نے یہ اہتمام کیا کہ ہم سب مل بیٹھ کر یہ کھائیں گے اور میں نے یہ سب اہتمام اُس بچت میں سے کیا ہے۔ عمر فاروق کے چہرے پر واضح طور پر ناگواری اُبھری۔ اگلے دن عمر فاروق گئے اور اپنے وظیفے میں سے کٹوتی کرا دی کہ یہ جو میری بیگم بچت کرتی رہی ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر میں اتنا وظیفہ نہ بھی لوں تو میرے گھر کا خرچہ چل سکتا ہے تو یہ عیاشی میں نہیں چاہتا۔ یہ ہمارے رول ماڈل اور ہمارے لیڈر ہیں۔ عمر بن عبدالعزیزؒ کی مثال دیکھئے کہ خلیفہ بننے سے پہلے کیا تھے اور خلیفہ بن گئے تو زندگی کے شب و روز یکسر بدل گئے۔ قائدِ ایوان یہاں پر موجود نہیں ہیں تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے، آپ کو مقام دیا ہے، آپ تیسری دفعہ وزیر اعلیٰ بنے ہیں اور میاں محمد نواز شریف تیسری دفعہ وزیر اعظم بنے ہیں اس mind set کو تبدیل کر کے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر ہمیں آ جانا چاہئے تو پوری قوم آپ کو دعائیں دے گی، اس سے صوبہ اور ملک کے حالات بھی بہتر ہوں گے اور ہم اپنے crisis سے بھی نکلیں گے اس لئے میرے دوستو جب یہاں بیٹھے ہوئے یہ باتیں ہوتی ہیں کہ ہم یہ کر دیں گے، وہ کر دیں گے تو مجھے افسوس ہوتا ہے کہ ایک صوبہ جو ساڑھے چار کھرب روپے کا مقروض ہے اس کے سربراہ یہ بات کریں اور پنجابی میں کہتے ہیں کہ:

پلے نئیں دھیلا تے کر دی پھرے میلہ میلہ

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جناب خرم عباس سیال!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ایک پارلیمانی پارٹی کو represent کرتا ہوں اس لئے بطور پارلیمانی لیڈر مجھے ضمنی بجٹ پر بات کرنے کے لئے موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ ہم نے ایسی بہت سی باتیں غیروں سے مستعار لی ہیں جن پر ہم آنکھیں بند کر کے عملدرآمد کرتے چلے جاتے ہیں ان میں سے ایک سپلیمنٹری بجٹ بھی ہے۔ میں تیسری دفعہ اس ایوان میں منتخب ہو کر آیا ہوں اور ہر سال بجٹ کے موقع پر سپلیمنٹری بجٹ تتمہ کے طور پر سالانہ بجٹ کے ساتھ نتھی ہوتا ہے۔ حکمران صوابدیدی اختیارات کو ناجائز طور پر استعمال کرتے ہوئے شاہانہ طریقے سے اخراجات کرتے ہیں اور پھر ایک آدھ دن کی بحث کے بعد یہ بجٹ اکثریت کی بنیاد پر منظور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سالانہ بجٹ میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے، ہم پندرہ بیس روز بجٹ مباحثہ کرتے ہیں، اپوزیشن بنچوں کی طرف سے تنقید اور حکومتی بنچوں کی طرف سے تعریف ہوتی ہے۔ اس بحث کے بعد بجٹ میں ایک دھیلے کی کمی بیشی بھی نہیں ہوتی جس کو بنانے میں اس ایوان کا صفر contribution بھی نہیں ہوتا اور وہ پاس ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد سمجھا یہی جاتا ہے کہ پنجاب اسمبلی نے بجٹ قوم کے فائدے کے لئے پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ سپلیمنٹری بجٹ اسمبلی کی منظوری کے بغیر خرچ کیا جاتا ہے۔ میں ایوان کے دونوں اطراف میں بیٹھے ہوئے ممبران کی خدمت میں آپ کے توسط سے یہ عرض کروں گا کہ یہ ان کے استحقاق کی شدید ترین خلاف ورزی ہے۔ ہمیں ان ساری چیزوں کو درست کرنے کے لئے کوئی طریق کار adopt کرنا چاہئے۔ میاں محمود الرشید صاحب نے بہت اچھے طریقے سے سارا کیس ایوان کے سامنے مثالوں کے ساتھ present کیا ہے۔ میں اس پر ان کو مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں سپلیمنٹری بجٹ کے حوالے سے دو تین تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ میری پہلی تجویز یہ ہے کہ ایوان کی ہر محکمہ کے حوالے سے کمیٹیاں موجود ہیں۔ اگر کسی محکمہ کا مختص کردہ بجٹ ختم ہو گیا ہے اور آپ ضروریات کے مطابق مزید پیسا خرچ کرنا چاہتے ہیں تو ایک طریق کار یہ ہو سکتا ہے کہ اسی محکمہ کی کمیٹی جس میں معزز ممبران شامل ہوتے ہیں اس کی طرف یہ معاملہ refer ہو جائے اور اس کمیٹی سے وہ زائد از بجٹ رقم پہلے منظور کرائی جائے اور بعد میں خرچ کی جائے تو یہ ایک بہتر طریق کار ہو گا۔ اس کے علاوہ کمیٹی میں شاہانہ اخراجات، مراعات اور نوازشات پر قدغن لگانے کے حوالے سے بھی کوئی بات ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میری دوسری تجویز یہ ہے کہ ایوان کی باقاعدہ ایک فنانس کمیٹی بھی ہے جس کے ممبر وزیر خزانہ صاحب بھی ہیں۔ اس کمیٹی کے اندر یہ معاملہ پیش ہو جائے اور اس کے نتیجے میں وہاں سے منظوری لی جائے تو یہ بھی ایک بہتر طریق کار ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میں اس موقع پر یہ بات بھی کرنا چاہتا ہوں کہ سالانہ بجٹ پیش ہو گیا ہے، ایک سال کے بعد پھر سالانہ بجٹ آئے گا اور پھر سپلیمنٹری بجٹ بھی اس کے ساتھ نتھی ہو گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اچھا طریق کار ہو سکتا ہے کہ mid session میں وزیر خزانہ صاحب کی طرف سے ایک رپورٹ آئے کہ ہمارا سالانہ بجٹ یہ منظور ہوا تھا اب چھ ماہ بعد اس بجٹ کی یہ پوزیشن ہے۔ اس میں reappropriate کرنے میں بھی آسانی ہو جائے گی اور محکموں کو بھی کان ہو جائیں گے کہ mid session کے بعد utilization کے بارے میں بھی کوئی رپورٹ آ سکتی ہے۔ اس بات کو میں اس حوالے سے کر رہا ہوں کہ 2010 میں سیلاب آیا جس کی وجہ سے بہت تباہی ہوئی اور بہت سے سکول متاثر ہوئے، کوئی بالکل صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔ 2010 کے بجٹ میں کوئی allocation موجود نہیں تھی۔ اس کے بعد سپلیمنٹری بجٹ 11-2010 جو 12-2011 کے سالانہ بجٹ کے ساتھ پیش ہوا اس میں بھی کوئی reflection موجود نہیں تھی۔ اس میں بھی کوئی اعداد و شمار یا رقم کا تعین نہیں تھا کہ جو ان متاثر ہونے والے سکولوں پر خرچ کی گئی ہو اس حوالے سے سپلیمنٹری بجٹ خاموش ہے۔ اس کے بعد 12-2011 کے بجٹ میں بھی اس کے لئے کچھ نہیں رکھا گیا، شور وغل ہوا تو 13-2012 کے سالانہ بجٹ میں 500 ملین روپے سیلاب زدہ سکولوں کی مد کے اندر بجٹ میں رکھے گئے اور بجٹ پاس ہو گیا لیکن ان 500 ملین روپے میں سے ایک پیسا بھی release ہوا، نہ کرایا گیا اور جو سکول damage ہو گئے تھے ان پر ایک پائی بھی خرچ نہیں ہوئی میں اس پر شدید احتجاج کرتا ہوں۔ اس لئے میں یہ تجویز دے رہا ہوں کہ mid session میں اس طرح کے معاملات پر کوئی رپورٹ آ جانی چاہئے اور اس کے بعد اس رپورٹ پر ایک دو دن کی discussion ہو جانے سے سسٹم بہتری کی طرف رواں دواں ہو گا۔

جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ سالانہ بجٹ 13-2012 میں شعبہ تعلیم کی مد میں مختص رقم سے تقریباً 10۔ارب روپیہ over and above خرچ کیا گیا۔ میں اس میں یہ بتانا چاہوں گا کہ بجٹ میں جو اضافہ ہوا ہے اس کی بنیاد Michael Barber ہے۔ یہ موصوف پتا نہیں کہاں سے آ کر ہمارے صوبہ پنجاب پر مسلط ہوئے ہیں؟ ان کی ذمہ داری یہ ہے کہ پنجاب کے تعلیمی نظام کا تیا پانچا کرنا ہے اور ایک منصوبہ بندی کے ساتھ اس کام کو کیا جا رہا ہے۔ اس میں سب سے بڑی یہ بات ہے جس کو میں

بار بار stress کرتا ہوں کہ دنیا کے تمام educationist اس بات پر یکساں رائے رکھتے ہیں کہ بچہ علم اپنی زبان میں ہی سیکھتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ علم کی ترقی انگریزی زبان میں بھی ہے اور یہ اپنی جگہ پر ایک حقیقت ہے کہ یورپ نے اس پر محنت کی ہے، انگریزی زبان میں development ہوئی ہے کیونکہ یہ ان کی اپنی زبان ہے۔ آپ پہلی جماعت سے انگریزی کو ضرور پڑھائیں، انگریزی پڑھنی چاہئے، عربی پڑھنی چاہئے اور چائنیز پڑھنی چاہئے آپ پڑھائیں گے تو بچہ پڑھے گا لیکن اگر اسے علم سکھانا ہے تو وہ اپنی مادری زبان میں بہتر سیکھ سکتا ہے۔ یہ divine guidance ہے۔ یہ رب کی طرف سے راہنمائی ہے میں اس حوالے سے قرآن ذیشان کا ایک چھوٹا سا اقتباس پیش کر رہا ہوں:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِیُبَیِّنَ لَهُمْ

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

یہ سورۃ ابراہیم کی آیت نمبر 4 ہے اور اس کا ترجمہ یہ ہے کہ "ہم نے جب بھی کوئی رسول بھیجا ہے اُس نے اپنی قوم ہی کی زبان میں پیغام دیا ہے تاکہ وہ انہیں اچھی طرح کھول کر بات کو سمجھائے" یہ رَب کی طرف سے ایک clear راہنمائی موجود ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اُس راہنمائی سے بھی انحراف ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے آپ انگریزی زبان کو medium of education کے طور پر مسلط کر رہے ہیں یہ نہ کریں۔ چونکہ جماعت اسلامی کی مجھ پر کافی ذمہ داری ہے تو مجھے نہ صرف اپنے حلقہ بلکہ پورے پنجاب میں جانے کا اتفاق ہوتا ہے جہاں مختلف teachers سے ملاقات ہوتی ہے۔ اس موضوع پر جہاں کہیں بھی بات ہوئی ہے وہاں پر سرکاری اساتذہ بھی پریشان ہیں کیونکہ وہ اس زبان کی صلاحیت نہیں رکھتے جو اُن پر مسلط کر دی گئی ہے۔ میں بہت ہی ادب اور دردمندی کے ساتھ اس بات کی درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے اس زبان کو ہمارے اوپر مسلط نہ کریں کیونکہ ہماری قومی زبان اُردو ہے جسے بچہ سیکھتا ہے۔ میں نے پہلے بھی یہ عرض کی تھی کہ بچے کی جو pre school age ہے وہ دو سے پانچ سال ہے جس میں بچہ سیکھتا ہے اور اُس کے ذہن میں کم و بیش تین ہزار الفاظ ثبت ہوتے ہیں۔ وہ بچہ کہاں سے سیکھتا ہے؟ ظاہر ہے کہ وہ ماں باپ، بہن بھائیوں اور گلی محلے میں نکلتے ہوئے جو دوست بن جاتے ہیں اُن سے سیکھتا ہے۔ آج کل ٹی وی ایک بہت بڑا ذریعہ بن گیا ہے اور بچہ اُس کے آگے بیٹھا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ دو سے پانچ سال کا بچہ وہی سیکھے گا جو زبان اُس نے ماں باپ سے سیکھی

ہے۔ وہ وہاں سے انگریزی یا عربی تو نہیں سیکھے گا بلکہ وہ اُردو یا پنجابی کے الفاظ اپنے ذہن میں ثبت کرے گا۔ تین ہزار الفاظ کے ذریعے سے ہی وہ مستقبل میں علم سیکھتا ہے۔ باقاعدہ جو statistics ہیں، educationistsاور میڈیکل سپیشلسٹ کہتے ہیں میں یہ عرض کروں گا کہ ان باتوں پر بھی غور و فکر کیا جائے۔ ویسے بھی قائداعظم نے اس پر باقاعدہRuling دی کہ اس ملک کی سرکاری زبان اُردو ہو گی تو اس محکمے سے ہم جو مرعوب ہیں اُس سے براہِ مہربانی ہمیں چھٹکارا دلایا جائے۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں اس حوالے سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ دیکھیں کہ gender discrimination کے حوالے سے اوپر سے ایجنڈا مسلط ہوتا ہے۔ خواتین کی تعلیم سے کوئی انکار نہیں ہے کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر تعلیم فرض ہے لیکن آپ یہ دیکھیں کہ اس ملک کی ضروریات کیا ہیں؟ اب یونیورسٹیوں اور ہائرایجوکیشن کے ادارے جہاں سے ہمارے بچے اور بچیوں نے نکل کر اس ملک کو سنبھالنا ہے چاہے آپ پنجاب یونیورسٹی چلے جائیں، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور چلے جائیں یعنی سرکاری اور پرائیویٹ یونیورسٹیوں میںproportion یہ ہے کہ 70 فیصد بچیاں ہیں اور صرف 30 فیصد بچے ہیں یعنی 70 لڑکیاں اور 30 لڑکے ہیں، میں اس حوالے سے آپ کی خدمت میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جوservices required ہوتی ہیں ان کے مطابق اُن کاinput نہیں ہوتا کیونکہ ظاہر ہے کہ 60 فیصد بچیوں کی شادی ہو جاتی ہے اور کئی اپنے خاندان کیlimitation میں چلی جاتی ہیں۔ میں یہ بھی آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ باہر کیdeveloped countries بھی اپنی ضروریات کو سامنے رکھ کر تعلیم کے نظام کو وضع کرتی ہیں اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ پنجاب کاaugust House ہے جس نے پنجاب کو چلانا ہے اور مستقبل کو بھی دیکھنا ہے لہذا ہمیں اس چیز کو بھی اپنی منصوبہ بندی میں جگہ دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں صحت پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ ضمنی بجٹ میں شعبہ صحت کے لئے بھی رقم رکھی گئی ہے۔ اس موقع پر مجھے یہ بات عرض کرنی ہے کیونکہ میں خود بھی پیشے سے ڈاکٹر ہوں تو ہمارے میڈیکل کالجوں میں اب یہ کیفیت ہے کہ 70/75 فیصد بچیاں ہیں اور 20/25 فیصد کے قریب لڑکے رہ گئے ہیں۔ جو لوگ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو چلانے والے ہیں، فیلڈ میں موجود ہیں اور میڈیکل کالج کے پرنسپل صاحبان ہیں آپ اُن کو بٹھا کر ایک سروے کرائیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ بچیاں جب M.B.B.S کر لیتی ہیں تو اُس کے بعد ان کی شادیاں ہو جاتی ہیں تب 60 فیصد بچیاں medical practice میں موجود نہیں رہتیں جس کی وجہ سے گورنمنٹ کا اربوں روپے کا

exchequer جو پنجاب کے غریب عوام کے دیئے ہوئے ٹیکسوں کا پیسا ہے وہ ضائع ہو جاتا ہے اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ آپ یونیورسٹیوں اور میڈیکل کالجوں میں 50/50 percent کی کوئی ratio مقرر کریں۔ ہمیں جذباتی باتوں میں نہیں آنا چاہئے بلکہ ہمیں ملک اور صوبہ کے بارے میں سوچنا چاہئے۔ یہ اس حوالے سے serious باتیں ہیں جن کو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح بجٹ کے دو heads جن کی طرف میاں محمود الرشید صاحب نے بھی refer کیا ہے۔ ایک گرانٹ نمبر 23 اور ڈیمانڈ نمبر 16 ہے۔ اسی طرح ایک گرانٹ نمبر 31 اور ڈیمانڈ نمبر 22 ہے۔ Miscellaneous Departments کو بھی 8 کروڑ روپے سے زائد دیئے گئے ہیں اور Miscellaneous expenditure بھی ساڑھے 9۔ارب روپے سے متجاوز ہے۔ اس کی کچھ glimpses ابھی ہمارے اپوزیشن لیڈر کی طرف سے ایوان میں پیش ہوئی ہیں۔ میرے ہاتھ میں گورنمنٹ کا نوٹیفکیشن ہے اور بیس کے قریب Miscellaneous Departments ہیں جن کے متعلق نہ جانے بہت سی چیزیں کیوں چھپائی جاتی ہیں حالانکہ ان چیزوں کو ایوان کے سامنے رکھنا چاہئے کہ Miscellaneous Departments کون کون سے ہیں جن پر خرچہ بھی ہو رہا ہوتا ہے؟ یہاں block allocation رکھ دی جاتی ہے اور مرضی کے مطابق اس میں سے اخراجات ہو رہے ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے روایات جنم لے رہی ہیں اور کچھ چیزیں promote کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! اب آپ دیکھیں کہ ہمارا میڈیا کیا کر رہا ہے اور کس culture کو ہم اپنے ملک میں develop کر رہے ہیں؟ پہلے یہ fashion shows and catwalks مغرب میں ہوتے تھے جہاں نوجوان لڑکیاں نیم برہنہ لباس میں مخصوص pose بناتے ہوئے ramp پر آتی ہیں اور دونوں اطراف بیٹھے مرد انہیں دیکھ رہے ہوتے ہیں لیکن اب ہمارے ہاں بھی یہ سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ میں شہر سے باہر جا رہا تھا تو دیکھا کہ بہاولپور میں بھی اس طرح کے بینرز لگے ہوئے تھے۔ میں نے اپنے دوست سے کہا کہ اس کو check کرو کہیں یہ تماشا ہمارے شہر میں شروع تو نہیں ہو رہا جنہوں نے مجھے ایک گھنٹے کے بعد بتایا کہ یہ فیشن شو کا کوئی سلسلہ ہے جو کہتے ہیں کہ ہم نے کپڑوں کے نئے ڈیزائن introduce کروانے ہیں جس پر میں نے کہا کہ کیا کیفیت ہے تو انہوں نے کہا کہ ramp کے ساتھ والی سیٹوں کی دس ہزار روپے ٹکٹ ہے، اس سے پیچھے پانچ ہزار روپے اور اس سے پچھلے بنچوں کی ٹکٹ ایک ہزار روپے

ہے۔اب وہ لوگ جو اس فحش کاری کو دیکھنے آ رہے ہیں وہ ڈیزائنوں کو نہیں بلکہ سارا تماشا دیکھنے آ رہے ہیں۔ ہم نے اس کے خلاف احتجاج کیا تو الحمد للہ ہم نے وہ fashion show بہاولپور میں نہیں ہونے دیا۔ اسی طرح فیصل آباد میں بھی کاوش کی گئی لیکن ہم نے اس کے خلاف احتجاج کیا اور وہاں بھی نہیں ہونے دیا۔ لاہور میں اب یونیورسٹیوں اور کالجوں میں یہ catwalk کا سلسلہ شروع ہے جسے میڈیا پر بھی دکھایا جاتا ہے۔ میں نے جیو کے ایک بیورو چیف سے بات کی کہ آپ یہ کیسے پروگرام عوام کو دکھاتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم نے arrange نہیں کیا تھا بلکہ یہ ایک گرلز کالج میں catwalk ہوئی تھی جس کی ہم صرف coverage کے لئے گئے تھے۔ میں یہاں یہ عرض کروں گا کہ ان چیزوں کی طرف اس ایوان کو توجہ دینی چاہئے اور ہمیں اس کا جائزہ لیتے ہوئے دیکھنا چاہئے کہ ہم اس میں کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر! میں تعلیم کے حوالے سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک اچھا کام میاں محمد شہباز شریف نے شروع کیا کہ انہوں نے چولستان میں education non formal basic کے تحت تعلیمی ادارے بنائے جہاں 75 خواتین اور 75 مرد اساتذہ رکھے اور وہ سکول ایسے ہیں جو کھجور کے درخت یا جھاڑیوں کے نیچے ہیں جہاں بیٹھ کر بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ جونیئر ٹیچر کے لئے 2 ہزار 5 سو روپے اور سینئر ٹیچر کے لئے 5 ہزار روپے رکھ دیئے۔ ان اداروں میں پانچ ہزار کے قریب بچے پچھلے دو تین سال سے پڑھ رہے ہیں۔ جب ہم اس بجٹ کو دیکھتے ہیں تو وہ اس حوالے سے خاموش ہے۔ پرسوں ہی وہاں سے باقاعدہ ایک وفد بھی آیا اور جنگ فورم کے اندر اس حوالے سے پوری ایک discussion بھی تھی اور میں بھی اس میں شریک تھا۔ میں نے بھی اس پر کافی discussion کی۔ میں محترم وزیر خزانہ سے یہ عرض کروں گا کہ اگر ضمنی بجٹ کے اندر اس طرح کی کوئی چیز آ جائے جو بہتری کے حوالے سے ہے کہ بھئی وہاں پر non formal schools continue رہیں گے اور وہاں پر جو بچے اور بچیاں پڑھا رہے ہیں، جنہیں آپ اتنا کم pay کر رہے ہیں انہیں ریگولرائز کر کے باقی ملازمین کی طرح کر دیں۔ دانش سکولوں کے بارے میں کوئی اچھا کہتا ہے اور کوئی تحفظات رکھتا ہے اور تحفظات اس لئے رکھتے ہیں کہ ایک ایک سکول پر کروڑوں اور اربوں روپے خرچ ہو جاتا ہے لیکن in return کتنے لوگ اس سے benefit ہوتے ہیں، یہ تحفظ ہمیں اس حوالے سے موجود رہتا ہے کہ اس رقم سے باقی سرکاری سکولوں میں جو مشکلات اور missing facilities ہیں، اس میں بہتری ہونی چاہئے۔ ظاہر ہے کہ ایک flagship ان کے ذہن میں ہے کہ اس کے ذریعے میں جو cosmetic

کروں گا تو اس سے ایک نام روشن ہوتا ہے۔ دانش سکول بنانے کا اصل مقام چولستان ہے اس حوالے سے وزیر خزانہ موصوف بیٹھے ہیں تو 66لاکھ ایکڑ رقبہ پر چولستان محیط ہے جہاں پر لاکھوں کی آبادی ہے لیکن وہاں پر راستے نہیں ہیں اور اندر سڑکیں موجود نہیں ہیں۔ بہاولپور، بہاولنگر اور رحیم یار خان سے چولستان کا متصل علاقہ جو ان اضلاع کے اندر لگتا ہے وہاں پر ضرورت ہے کہ اس تعلیمی سال کے اندر کم از کم ایک ایک دانش سکول بنالیں تاکہ حقیقت میں جنہیں benefit ہونا ہے وہ انہیں ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہی التماس کروں گا کہ سپلیمنٹری گرانٹس کی جو بدعت ہے، میں اس کو بدعت کہوں گا، اسے ختم ہونا چاہئے۔ اگر پچھلے کئی بجٹ یہ اٹھا کر دیکھ لیں تو یہ بالکل ٹھیک بات ہے کہ آج اگر اس بجٹ کے اندر اور ہر بجٹ کے اندر اس میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ میں جب 2002 سے 2007 کی اسمبلی میں ممبر تھا تو ایک بجٹ کے اندر سپلیمنٹری بجٹ آیا تو دیکھا کہ پانچ بلٹ پروف گاڑیاں خریدی گئیں۔ جو بھی وزیر اعلیٰ موصوف تھے وہ اس معزز ایوان میں تشریف فرما تھے۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ نے پانچ گاڑیاں بلٹ پروف خریدی ہیں، ظاہر ہے کہ سالانہ بجٹ میں رکھتے تو بڑا شور وغل ہوتا، اب خرچ کر لیا تو اب ایوان کی مجبوری ہے کہ انگوٹھا لگانا ہی لگانا ہے۔ دو چار تقریریں کرنی ہیں جو ہم کر لیں گے۔ ابھی اسلم اقبال صاحب بھی ماشاء اللہ تیاری کر کے آئے ہیں اور آپ کے سامنے بات کو رکھیں گے لیکن یہ چیزیں ہو جائیں گی تو اس سے اثر تو کوئی نہیں پڑتا۔ میں نے ان سے کہا کہ پانچ گاڑیاں آپ نے خرید لی ہیں اور ایک ایک گاڑی کروڑوں روپے کی مالیت کی ہے۔ چلیں آپ کو بہت خطرہ تھا تو آپ ایک گاڑی خرید لیتے۔ کہنے لگے کہ اور V.V.I.Ps بھی آتے ہیں جن کے لئے ہم نے گاڑیاں رکھی ہیں۔ اس وقت میرے ذہن میں ایسے ہی بات آ گئی اور میں نے ان سے کہا کہ وزیر اعلیٰ محترم اگر آپ ایسی گاڑی لے لیتے جس میں عزرائیل علیہ السلام نہ گھس سکتے تو پھر حقیقت میں وہ بلٹ پروف گاڑی ہوتی ورنہ آپ جتنے بھی اخراجات غریب عوام کے ٹیکسوں سے کر لیں گے تو جب آنی ہے تو کسی سے رُکنی نہیں ہے۔ یہ سکیورٹی کے نام پر اتنے بے بہا اخراجات اور پھر ان کی سپلیمنٹری بجٹ کے ذریعے سے منظوری ہوتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے کو ختم کرنا چاہئے۔ آپ پچھلے بجٹ اٹھا کر دیکھ لیں کہ ہر بجٹ کے ساتھ تتمہ جو سپلیمنٹری بجٹ کا ہے، اس میں ہر بجٹ میں اضافہ ہے اور یہ بات بالکل ٹھیک کہی ہے کہ 82۔ارب روپیہ ہے اور اگلے سال ایک کھرب روپے سے تجاوز ہو جائے گا۔ میں اس پر تنقید نہیں کر رہا بلکہ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ حکومتی اور اپوزیشن بنچوں پر بیٹھنے والے ہم سب کو مل کر اس بارے میں سوچنا چاہئے کہ اتنے بے مہابہ اخراجات کرنے کے حوالے سے یہ irregularity ہے۔ میں یہ

درخواست کروں گا کہ حکومتی بنچ بھی ہم سے متفق ہو کر اس سپلیمنٹری بجٹ کو reject کر دیں۔ ایک دفعہ reject کر دیں گے تو انشاء اللہ آنے والے وقت میں ایک روایت قائم ہو گی اور اس حوالے سے اس سلسلے پر قدغن لگ جائے گی۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار وقاص حسن مؤکل صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں اس ایوان کی توجہ اس اخبار کی خبر کی طرف دلانا چاہوں گا جس کے مطابق پاکستان نائیجیریا کے بعد دوسرا وہ ملک ہے جہاں 61 فیصد بچے سکول نہیں جاتے۔ یہ سروے 120 ممالک میں کیا گیا ہے جس میں نائیجیریا 120 واں ملک ہے اور پاکستان 119 واں ملک ہے۔ سپلیمنٹری بجٹ میں تعلیم کے لئے 82۔ارب 38 کروڑ روپے رکھے گئے تھے۔ جیسا کہ مجھ سے پہلے معزز ممبران نے اس چیز کی نشاندہی کی ہے کہ سپلیمنٹری بجٹ بنیادی طور پر 19 اور 20 کے فرق کو تو handle کر سکتا ہے لیکن 23۔ارب روپے کی خطیر رقم اس head میں دوبارہ سے ڈالی گئی جس کے اندر پچھلی دفعہ 62۔ارب روپے کے قریب پہلے سے ہی allocated تھے۔ میرا سوال آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم سے یہ ہے کہ ایسی کیا ناگہانی آفت تھی کہ 23۔ارب روپے سپلیمنٹری بجٹ کے اندر اور ڈالے گئے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ واسا کے اندر 2۔ارب 85 کروڑ 77 لاکھ 86 ہزار روپے کا بجٹ رکھا گیا۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ بجلی نہ ہونے کی وجہ سے پورا پنجاب بلکہ پورا پاکستان بلک رہا ہے۔ واسا کے ہر واٹر سپلائی پلانٹ کے اوپر independent Generators موجود ہیں لیکن ابھی بھی وہاں پر پانی کی بوند بوند کو عوام ترس رہی ہے۔ سپلیمنٹری بجٹ اور اس کے علاوہ دوسرے بجٹ کے یہ پیسے اگر جنریٹر کے ڈیزل کا خرچہ نہیں اٹھا سکتے تو یہ پیسے کہاں جا رہے ہیں؟ اس کے علاوہ 25۔جون کو ایکسپریس اخبار میں ایک خبر لگی ہوئی ہے کہ پانی کے گھریلو صارفین کے لئے 50 فیصد اور کمرشل صارفین کے لئے 100 فیصد اضافی چارجز لگائے گئے ہیں۔ یہ کس مد میں لگائے گئے ہیں اور اگر پانی ہے ہی نہیں تو یہ پیسے کس استعمال کے لئے ہیں؟ میں آپ کی وساطت سے یہ سوال رکھنا چاہتا ہوں کہ پانی کا مسئلہ بھی اتنا ہی گھمبیر ہے جتنا کہ بجلی کا مسئلہ بلکہ باقی تمام مسائل لیکن یہ ایک بنیادی ضرورت ہے اور پنجاب کے ہر شہری کا یہ حق ہے کہ اسے اور کچھ نہیں تو حکومت اتنا پانی تو دے کہ وہ بوند بوند کے لئے نہ ترسے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اور مسئلہ کی طرف بھی دلانا چاہوں گا کہ سپلیمنٹری بجٹ میں یوتھ اینڈ سپورٹس میں ایک ارب 13 کروڑ روپے رکھے گئے۔ یہ پیسے ان یوتھ فیسٹیول، جلسے اور

پروگراموں میں استعمال کئے گئے ہیں جن کا propose یا جن کی out come قطعی کچھ نہیں، لکھا گیا کہ وہ کس مقصد کے لئے تھے،ان کے اندر ایک ارب روپے کی خطیر رقم لگانے کا objective کیا تھا؟اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمیں ان چیزوں کا خاص طور پر دھیان رکھنا چاہئے کہ سپلیمنٹری بجٹ اس طرح سے استعمال نہ ہو کہ آنے والے وقت میں ہم اسے معزز ایوان سے پاس کروالیں گے اور پیسے لگالیں بلکہ سپلیمنٹری بجٹ ان ناگہانی صورتحال کے لئے ہونا چاہئے جس طرح کہ پچھلے سالوں میں بہت زیادہ سیلاب آئے جو کہ ناگہانی آفت تھی۔ ہم، ہماری پارٹی اور اپوزیشن اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ اگر کوئی اجتماعی مسائل ہیں یا جو پیدا ہو جائیں، ناگہانی آفتیں ہوں تو ان کے لئے پیسوں کی allocation ہونی چاہئے نہ کہ اس طرح کے کاموں پر جن کے اندر آنے والے وقت میں کسی قسم کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔اس کے اندر واسا ہے،اس کے اندر سپورٹس ہے اور اس کے علاوہ اور بہت سارے معاملات ہیں۔ میں آخر میں یہی سفارش کروں گا کہ میرے خیال میں 14-2013 کے بجٹ میں ہمیں اس چیز کی اصلاح کرنی چاہئے اور اس چیز پر دھیان رکھنا چاہئے کہ ہم پاکستان اور پنجاب کے شہریوں کی خون پسینے کی کمائی کو بہتر طریقے سے استعمال کر سکیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب محمد نواز چوہان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب عارف محمود گل!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، چودھری ارشاد احمد ارائیں!

چودھری ارشاد احمد ارائیں: جناب سپیکر! میں نے تو اپنا نام نہیں دیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا نام تو آیا ہوا ہے۔ چلیں، ٹھیک ہے۔ خواجہ عمران نذیر!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ نگہت شیخ۔۔۔ موجود نہیں ہیں، سردار شہاب الدین خان!

سردار شہاب الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی فرمایا گیا تھا کہ 45 ناموں کی لسٹ ہے تو اختصار سے گفتگو کریں۔ اس سپلیمنٹری بجٹ کے حوالے سے میں زیادہ لمبی بات نہیں کروں گا کیونکہ بڑی تفصیل سے اپوزیشن لیڈر نے گفتگو فرمائی ہے۔ جیسا کہ میرے معزز اپوزیشن کے ممبران نے گفتگو کی کہ سپلیمنٹری بجٹ صرف اور صرف ان حالات میں پیش کیا جاتا ہے جب کسی صوبے یا کسی ملک میں کوئی ایسی صورتحال پیش آ جائے جہاں خرچ کرنے کی ضرورت ہو جیسا کہ سیلاب یا دوسری آفات جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آ جائیں۔اس ضمنی بجٹ میں 82۔ارب روپے کی خطیر رقم ہے جس میں تقریباً 25۔ارب روپے پچھلے سالانہ بجٹ سے بڑھ کر ہے۔ مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اگر رقم تھوڑی بہت کم یا زیادہ تو ہو سکتی ہے لیکن اتنی huge amount جو پنجاب کے غریب کسان، مزدور، کاشتکار کے خون

پسینے کی کمائی ہے اور اس کو اس طریقے سے ہر ڈیپارٹمنٹ میں تحائف کی صورت میں استعمال کیا جارہا ہے۔آپ ملاحظہ فرمائیے وزیر خزانہ !۔۔۔ موجود نہیں ہیں، اٹھ کر چلے گئے ہیں، میں ان کی توجہ چاہتا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کی جگہ پر منسٹر صاحب موجود ہیں جو لکھ رہے ہیں اور وہ ابھی آ جاتے ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: اس سپلیمنٹری بجٹ میں تو صرف focus لاہور ہی ہے تو میرے خیال میں جنوبی پنجاب کو اس پنجاب کے نقشے سے ختم کر دیا جائے تو اچھی بات ہے۔ پوری سپلیمنٹری بجٹ کتاب میں ایک بھی محکمہ پر، چاہے آپ ایجوکیشن لے لیں، ہیلتھ لے لیں اور تمام miscellaneous محکمہ جات کو لے لیں تو ایک روپے کی اضافی رقم بھی پورے 12 اضلاع میں خرچ نہیں ہوئی۔ اسی بات پر میں wind up کرتے ہوئے جناب وزیر خزانہ کو یہ گزارش کروں گا کہ مہربانی کرتے ہوئے اس ضمنی بجٹ کو اس معزز ایوان سے پاس کروانے سے پہلے جیسا کہ ڈاکٹر وسیم صاحب نے تجویز دی ہے کہ اسے کسی کمیٹی کے سپرد ہونا چاہئے تاکہ اس پر بحث ہو اور بحث ہونے کے بعد یہ ایوان اس کی منظوری دے تاکہ ہمیں یہ معلوم ہو خصوصاً اپوزیشن بنچوں کے ممبران کو پتا چلے کہ یہ پیسا کس طریقے اور کس طرح سے خرچ ہوا ہے یا ہونے جارہا ہے۔ مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ضلع لیہ میں اس بجٹ تقریر میں وزیر خزانہ نے دو میگا پراجیکٹ کا اعلان کیا۔ ایک لیہ تونسہ پل اور دوسرا بہادر کیمپس بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی لیہ۔ اس سالانہ بجٹ میں صرف دو دو کروڑ روپیہ مختص ہوا ہے۔ مجھے تو سمجھ نہیں آتی اور میری سوچ سے یہ بالاتر ہے کہ 2 کروڑ روپے سے لیہ تونسہ پل جہاں صرف ایک افتتاحی تختی تو لگا دی گئی ہے لیکن اس پر کوئی کام ابھی تک شروع نہیں ہوا۔ یہ تختی پچھلے چار سالوں سے لگی آ رہی ہے کہ لیہ تونسہ پل بن رہا ہے۔ اگر آپ نے جنوبی پنجاب کو اسی طریقے سے funding کرنی ہے تو میں دوبارہ repeat کروں گا کہ جو جنوبی پنجاب کے 12 اضلاع ہیں انہیں اگر پنجاب کے نقشے سے ختم کر دیا جائے تو بہتر ہو گا۔ بہادر کیمپس کی بات کروں تو اس میں بھی سالانہ بجٹ میں صرف 2 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے۔ میرا نہیں خیال کہ آئندہ پانچ سالوں میں ضلع لیہ کے یہ دونوں منصوبہ جات مکمل ہوں گے۔ میری نہایت ادب سے یہ گزارش ہو گی کہ اس پر نظر ثانی کر کے، میں نے سپلیمنٹری بجٹ کی بات تو کر لی ہے میں سالانہ بجٹ کی بات کر رہا ہوں کہ اس میں رقم بڑھا کر ان ongoing schemes کو جتنا جلدی ممکن ہو مکمل کیا جائے۔

جناب سپیکر! تعلیم کی مد میں سالانہ بجٹ میں 210۔ ارب روپے اور ضمنی بجٹ میں 10۔ارب روپے کی خطیر رقم جو اس معزز ایوان سے منظور ہونے جارہی ہے، ہم جو بھی تقاریر کرتے رہے ہیں اور تجاویز دیتے رہے ہیں ہمیں یہ معلوم ہے کہ ہماری تجاویز کو کسی صورت بھی شامل نہیں کیا جائے گا۔یہاں وزیر اعلیٰ صاحب آئے انہوں نے بہت اچھی گفتگو کی اور کہا کہ ہم اپوزیشن کی تجاویز کو شامل کریں گے لیکن لگتا نہیں ہے کہ ہماری تجاویز کو شامل کیا جائے گا۔ میرا حلقہ پی پی۔263 ہے بڑے افسوس کی بات ہے اور آج مجھے اس ایوان میں یہ بتاتے ہوئے شرم بھی آرہی ہے کہ میرا حلقہ ایسا حلقہ ہے جہاں کالج تو دور کی بات وہاں ایک بھی ہائر سکینڈری سکول موجود نہیں ہے۔کیا یہ حلقہ ارباب اختیار کی نظر میں نہیں ہے؟ لاہور میں بیٹھے ہوئے بیوروکریٹس یا سیاستدانوں کی نظر میں نہیں ہے؟ جہاں literacy rate اتنی کم سطح پر ہے کہ آپ سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ وہ حلقہ جو دریائے سندھ کی ایک پٹی پر مشتمل ہے،2010 کے سیلاب میں وہاں اتنی تباہی ہوئی کہ لوگوں کو گھر تو گھر سر ڈھانپنے کے لئے بھی جگہ نہیں ملی۔ سپلیمنٹری بجٹ تو منظور ہونے جارہا ہے اور تقریباً ہو بھی چکا ہے تو میری یہ تجاویز ہوں گی کہ خصوصاً ڈیرہ غازی خان، راجن پور، لیہ، مظفر گڑھ، بھکر اور میانوالی جو تقریباً دریائے سندھ کے بیڈ کے ساتھ ہی ہیں ان کے لئے بھی اس سالانہ بجٹ میں کوئی رقم مختص کی جائے۔ جنوبی پنجاب کے لئے اس بجٹ میں 93۔ارب روپیہ رکھ دیا گیا ہے لیکن روڈ سیکٹر کے حوالے سے، چھوٹے cracks جو دریائے سندھ کے دونوں اطراف میں موجود ہیں، اپنے ضلع میں اپنی constituency کی بات کروں گا کہ وہاں پچاس ہزار کی آبادی پر مشتمل علاقے کے لوگوں کا ان گرمیوں میں چار ماہ تک شہروں سے رابطہ بھی ممکن نہیں ہے۔اگر ہمارے ارباب اختیار اس ضلع میں دریائے سندھ کی پٹی کو دیکھیں تو ان لوگوں کا صرف شہر سے رابطے کے لئے جو چھوٹی cracks ہیں ان پر اگر کچھ پُل بنائیں، ہمارے کہنے پر نہیں بلکہ اپنے ہی حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہمارے معزز ممبران کی تجاویز پر عمل کر کے خرچ کریں اور وہ پسماندہ علاقے جن کی روزی روٹی کے لئے شہروں تک رسائی نہیں ہے ان کی رسائی ممکن ہو سکے۔ میری یہ تجویز ہو گی کہ اس وقت ہمارے بہت سارے معزز وزراء صاحبان ایوان میں موجود ہیں، میں ان کو دعوت دوں گا کہ وہ راجن پور سے لے کر بھکر اور میانوالی تک visit کریں۔ان علاقوں کے لوگوں کو اپنے دھارے میں لانے کے لئے پنجاب کے بڑے شہر لاہور، گوجرانوالہ اور فیصل آباد کے برابر کھڑے کرنے کے لئے ان کے جو بھی مسائل ہیں چاہے وہ روڈ سیکٹر کے حوالے سے ہوں، چاہے وہ cracks پُلوں کے حوالے سے ہوں اور خصوصاً ایجوکیشن اور ہیلتھ کے حوالے سے ہوں ان کو حل کریں اور مہربانی کرتے ہوئے اس سالانہ بجٹ

میں ایک فنڈ مختص کریں اور اپنے ہی معزز ممبران صوبائی و قومی اسمبلی کی تجاویز پر عمل کرتے ہوئے ان علاقوں کو بھی اپنے بڑے شہروں کے برابر لاکر کھڑا کریں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! آپ کا بھی بہت شکریہ۔ پیر محمد اشرف رسول صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، please آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! please آپ تشریف رکھیں۔ جناب فقیر حسین ڈوگر!۔۔۔ آپ بات کریں۔

جناب فقیر حسین ڈوگر: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور ان کی پوری ٹیم کو نہایت متوازن اور فلاحی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کیونکہ میرے نقطہ نظر کے مطابق اس کی ترجیحات بھی درست ہیں اور مقاصد بھی پاکستان اور صوبہ پنجاب کے عوام کی بہتری کے لئے ہیں۔ جہاں تک ضمنی بجٹ کا تعلق ہے اس کے متعلق میں صرف اتنا ہی کہوں گا کہ کسی بھی کام کو اچانک کرنے کے لئے جیسا کہ کبھی ملک میں سیلاب آجاتا ہے تو اس کے سدباب کے لئے اور عوام کی بہتری کے لئے اگر ایسے بجٹ کو کاٹا جائے تو اس سے پنجاب کے عوام کی فلاح میں بہتری نہیں بلکہ کمی آئے گی۔ میری پورے ایوان سے یہ درخواست ہے کہ اس کو اسی طرح منظور کیا جائے تاکہ وزیر اعلیٰ پنجاب جو انتھک محنت کے ساتھ عوام کے فلاحی منصوبوں کو مکمل کرنے میں دن رات کوشش کرتے رہتے ہیں ان کو کسی بھی طرح صرف اور صرف روپے کی کمی کی وجہ سے رکاوٹ نہ آئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب محمد عارف عباسی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب آصف محمود صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ۔ میری درخواست ہے کہ اس دفعہ تو ضمنی گرانٹ لینی نہیں چاہئے تھی کیونکہ ہم سادگی کی باتیں کر رہے ہیں۔ ہمیں اپنے اوپر سادگی کی مثال پہلی دفعہ ہی سی اسی بجٹ سے لاگو کر لینی چاہئے تھی لیکن میں سادگی کی ایک مثال آپ کے سامنے رکھنا چاہتی

ہوں۔2012-13 کے بجٹ میں entertainmentاور تحائف کی مد میں 80 لاکھ روپے رکھے گئے تھے۔ یہ میں نہیں کہہ رہی بلکہ official book current expenditure volume-1 page No. 363 کو کھولیں تو اس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ 80لاکھ روپےentertainment کی مد میں رکھے گئے۔Entertainment کیا ہوتی ہے؟ جبکہ وزیروں کے کمروں میں یا کہیں کسی چیمبر میں جائیں تو دعویٰ یہ کیا جارہا ہے کہ چائے بھی بند کر دی گئی ہے اور چائے کے اندر جو چینی ڈالی جاتی تھی اب وہ بھی ختم ہو گئی ہے پھر entertain کس کو کیا جارہا ہے؟اس مد میں 80 لاکھ روپے رکھے گئے لیکن خرچ 3 کروڑ 40 لاکھ روپے ہوئے یعنی 2 کروڑ 60 لاکھ روپے زیادہ خرچ ہوئے۔آپ سادگی کا اسی سے اندازہ لگا لیجئے کہ ایک مقروض صوبہ جو 445۔ارب روپے کا مقروض ہے اس کے گفٹ اور entertainment کے لئے 2 کروڑ 60 لاکھ روپے کی رقم زیادہ استعمال کی، کیوں؟ جبکہ ہم سادگی کا دعویٰ کرتے ہیں، ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر!اب میں آپ کو ایک اور مثال دیتی ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک بہت اچھا کام کیا کہ انہوں نے وزراء کے جتنے بھی صوابدیدی فنڈز ہیں وہ ختم کر دیئے۔Very good لیکن انہوں نے اپنی گرانٹ کے لئےinitiative کیوں نہیں لیا،انہوں نے اپنی صوابدیدی گرانٹ کو کیوں نہیں چھیڑا؟اس مد میں 3 کروڑ روپے رکھے گئے لیکن 3 کروڑ روپے کے بدلے جو خرچ کیا گیا وہ 11 کروڑ 66 لاکھ روپے بنتے ہیں یعنی کہ 8 کروڑ 66 لاکھ روپے انہوں نے زیادہ خرچ کئے، کیوں؟ ہم تو کہہ رہے ہیں کہ ہم سادگی اختیار کریں گے۔انہوں نے وزیروں کی گاڑیوں پر جھنڈے اتارنے کا کہہ دیا ہے۔وزیروں کو جو گھر دیئے گئے ہیں وہ بھی ختم کریں کیونکہ ان کے پاس ماشاء اللہ اپنے گھر موجود ہیں۔وزیروں کو اپنے گھروں میں رکھیں اور وزیروں سے گاڑیاں لے لی جائیں تاکہ جو پٹرول کا خرچہ ہو رہا ہے یا گاڑیوں کے expenditures ہو رہے ہیں وہ ختم ہوں اور ہم سادگی کا جو نام لے رہے ہیں وہ پورا کر لیں۔خالی جھنڈا اتار دینے سے سادگی نہیں آئے گی، ہم صرف جھنڈے اتار دینے سے جو سادگی کے دعوے کر رہے ہیں وہ پورے نہیں ہو سکتے۔انہوں نے 8 کروڑ 66 لاکھ روپے زیادہ خرچ کئے جبکہ انہوں نے 3 کروڑ کی گرانٹ منظور کرائی تھی۔اب میں آپ کو دوسری مثال دیتی چلوں، میں نے تو جان کی امان پاکر تھوڑے سےpoints بنائے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! علاج کے نام پر 312 لوگوں کو 16 کروڑ 49 لاکھ 64 ہزار روپے دیئے گئے، جو 61 کروڑ 39 لاکھ 53 ہزار روپے دیئے گئے یہ کن کن لوگوں میں پچاس پچاس ہزار روپے بانٹے گئے؟ یہ میں نہیں کہہ رہی بلکہ یہ supplementary budget 2012-13 page Nos. 27,92,325 میں لکھا ہوا ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ ہم نے 312 لوگوں کو علاج کے لئے مالی امداد دی ہے۔ کیا پورے صوبے میں 312 لوگ ہی غریب ہیں یا 312 لوگ ہی بیمار ہیں جن کے علاج کے لئے یہ رقم رکھی گئی ہے؟ یہ تقریباً دس کروڑ عوام کا صوبہ ہے، کیا اس میں صرف 312 لوگ ہی غریب ہیں؟ جو سروے رپورٹ بنائی گئی ہے اس کے مطابق 4 کروڑ عوام خطِ غربت سے نیچے آ چکے ہیں تو کیا 4 کروڑ میں سے صرف 312 لوگ بیمار تھے جن کے علاج کے لئے انہوں نے پیسا لیا اور پھر ان کو پچاس، پچاس ہزار روپے کر کے بانٹا گیا؟ ایک طرف تو دو دو سال زکوٰۃ ہی نہیں دی جاتی، زکوٰۃ کا ہی نہیں پتا ہوتا اور دوسری طرف کروڑوں روپے بانٹے جاتے ہیں۔ کیا صوبہ پنجاب میں صرف 312 لوگ ہی غریب ہیں، وزیر صاحب ان کا کوئی criteria بتائیں گے تاکہ ہم بھی ان کو بتا دیں کہ یہ بھی غریب ہیں یا ان کا بھی علاج ہونا چاہئے۔ وزیر صاحب کو ان کا criteria مختص کرنا چاہئے اور ایوان کے سامنے بتانا چاہئے کہ ہم نے کن کن لوگوں کے لئے گرانٹ لی ہے۔ دوسری میں صرف یہی درخواست کروں گی کہ ہم روز روز کا رونا دھونا بند کر دیں کہ ہم یہ کر دیں گے، ہم وہ کر دیں گے۔ ہمارا صوبہ 445۔ارب روپے کا مقروض ہو چکا ہے۔ ہمیں سادگی اپنانی چاہئے، بجٹ کی کتابوں کے اندر بہت سی گرانٹس ہیں۔ کچھ دن پہلے میں گزر رہی تھی تو سامنے سی ایم صاحب کا کمرہ ہے بالکل ہونا چاہئے وہ ہمارے پنجاب کے سی ایم ہیں، اس کے ساتھ والے کمرے میں فرنیچر جا رہا تھا تو میں نے کچھ لوگوں سے پوچھا کہ کس کے کمرے کا نیا فرنیچر جا رہا ہے تو مجھے بتایا گیا کہ اندر ڈاکٹر توقیر صاحب کا کمرہ بن رہا ہے کیونکہ وہ سیکرٹری ٹو سی ایم ہیں۔ ایک طرف تو ہم سادگی کی مثالیں دیتے ہیں اور دوسری طرف ہم نئے فرنیچر خرید رہے ہیں۔ ہمیں سادگی اپنانی چاہئے اور سادگی تبھی آئے گی جب چیف ایگزیکٹو خود initiative لیں گے۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، جناب جمیل حسن خان!

جناب جمیل حسن خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کی مہربانی کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں جناب وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور خاص طور پر ان کی ٹیم کو جنہوں نے بہت کم وقت میں اور بہت کم نقائص کے ساتھ یہ بجٹ تیار کیا جس میں اس صوبے کی

ڈویلپمنٹ اور پبلک ویلفیئر کے لئے اتنی بڑی رقم رکھی گئی ہے اس کی صحیح انداز میں bifurcation کرنا بھی اس مینجمنٹ کا کمال ہے۔ اگر آپ دنیا کی تاریخ دیکھیں تو ایسے بجٹ کو ہمیشہ appreciate کیا گیا جس میں ہیلتھ اور ایجوکیشن کا خیال کیا گیا۔ پنجاب اسمبلی کے بجٹ میں اللہ کے فضل سے ان دونوں چیزوں کو promote کیا گیا ہے اور ان دونوں چیزوں کا انتہائی خیال کیا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں، وہ بات کر رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اسی حوالے سے گزارش کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! ان کو بات کرنے دیں اس کے بعد آپ بات کیجئے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ سپلیمنٹری بجٹ پر discussion کا دِن ہے اس پر Annual Budget پر بحث نہ کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بات کر رہے ہیں، آپ ان کی بات سُنیں۔ جی، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آج جمعہ ہے اور ساڑھے بارہ بجے اجلاس ختم ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ لوگ جب بات کر رہے تھے تو کسی نے آپ کو interrupt نہیں کیا، اب آپ بھی ان کی بات سُنیں۔ جی، آپ بات کریں۔

جناب جمیل حسن خان: جناب سپیکر! کسی مہربان کی مہربانی کو appreciate کرنا ان کی نظر میں گناہ ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جو آدمی آپ کے ساتھ بھلائی کرے اس کا شکریہ ادا کرو۔ ان کو شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ ہمارے چیف منسٹر صاحب نے انتہائی اچھا بجٹ دیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آپ اندازہ کر لیں، آپ دیکھ لیں کہ نبی اکرم حضرت محمد ﷺ بیٹیوں سے زیادہ محبت کرتے تھے تو چیف منسٹر صاحب نے اپنی بیٹیوں کے لئے ایجوکیشن فنڈ کے حوالے سے جو پیسے رکھے ہیں میں ان کو appreciate کرتا ہوں۔ جب تک ہماری بیٹیاں نہیں پڑھیں گی تو یہ معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا۔ یہ میرے دِل کی بات تھی کہ خُدا کرے ہماری حکومت بچیوں کے لئے زیادہ فنڈ مختص کرے اور چیف منسٹر صاحب نے اس بات کا خیال رکھا اور بچیوں کے لئے زیادہ بجٹ رکھا۔ جو بات میرے دِل میں ہے وہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ بجٹ بنایا گیا، سارے measures لئے گئے لیکن اس ایک چیز کو بھی add کیا جائے کہ ہمارے صوبے کے اندر ہر یونین کونسل کے اندر بیٹوں کا کچھ نہیں ہوتا وہ تو سائیکل پر دس کلو میٹر دور بھی

چلے جاتے ہیں لیکن بات اس غریب آدمی کی بیٹی کی ہے جو وسائل نہ ہونے کی وجہ سے اپنی بچی کو تعلیم نہیں دلوا سکتا۔ میری گزارش ہے کہ اس بات کوhighlight کیا جائے کہ صوبہ پنجاب کے اندر کوئی یونین کونسل ایسی نہ ہو جہاں پر بچیوں کا ہائی سکول نہ ہو۔(نعرہ ہائے تحسین)

سب سے پہلے اس ایجنڈے پر کام کیا جائے گا تو آپ کو بہت اچھے رزلٹ ملیں گے، ہماری ترقی اس کمیونٹی سے وابستہ ہے۔جب پڑھی لکھی ماں ہو گی تو معاشرہ پڑھا لکھا ہو گا اگر ہم اپنی بیٹیوں کو نہیں سنبھال سکتے، ان کا خیال نہیں کر سکتے تو یہ ملک اور یہ صوبہ ترقی نہیں کر سکتا۔ میری گزارش ہے کہ بچیوں کی تعلیم کے سلسلے میں جو بھی ممکن ہو، کیا جائے اور اس معاملے کو زیادہpromote کیا جائے اور ان کی تعلیم کا خاص خیال رکھا جائے۔

جناب سپیکر! دوسری بات ایک مسئلہ جو میں خود بھگت رہا ہوں، آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ میرا حلقہ پی پی۔174 ننکانہ صاحب ہے جس میں سید والا ضلع کا بڑا گھر تھانہ مانگٹاں والا ہے۔ اس کے اندر ایک نہر ہے جس کو سید والا ڈسٹری بیوٹری کہتے ہیں۔ ہم پچھلے بیس سالوں سے زمیندار ہیں، ویسے زمیندار تو ہم سب لوگ ہی ہیں لیکن جو کرپٹ زمیندار ہیں انہوں نے اپنے اثر ورسوخ کی وجہ سے نہر کے پشتے توڑ دیئے ہیں۔ وہ صرف ہاتھ ہلاتے ہیں تو پانی کی نہر بہنے لگ جاتی ہے، اس پر آج تک توجہ نہیں دی گئی۔ میں 11۔ مئی کو منتخب ہوا ہوں 13۔تاریخ کو میں نے سیکرٹری آبپاشی سے اس حوالے سے میٹنگ کی کہ پلیز آپ میری مدد کریں جس پر پوری گورنمنٹ، محکمہ آبپاشی، چیف انجینئر محکمہ انہار یعنی وہ سب لوگ میرے ساتھ لگے ہوئے ہیں وہ پندرہ دن سے پوری کوشش کر رہے ہیں کہ اس پانی کو روکا جائے۔ جس نہر کے پشتے ہی نہیں ہیں تو ہم اس کو کیسے روک سکتے ہیں؟ بیلداروں کے لئے ان جگہوں پر ٹینٹ لگوائے ہوئے ہیں جو sensitive ہیں۔ بیلدار پیشاب کرنے کے لئے بھی جاتا ہے تو دوسرے زمیندار کا بندہ آتا ہے اور اس نہر کو توڑ دیتا ہے لیکن انتظامیہ اور ہمارا قانون بے بس ہے۔ان پر ایک پرچہ درج کروایا جاتا ہے جو قابل ضمانت ہے، میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ ضمنی بجٹ میں ہمارے وزیر موصوف کو جو فنڈ ملے ہیں وہ پانی کو بچانے کے لئے استعمال کئے جائیں۔اسی طرح سے میری ایک اور suggestion ہے اور وہ یہ ہے۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ان کو ضمنی بجٹ کا پتا ہی نہیں ہے جو چیزیں خرچ ہو گئی ہیں یہ ان کے لئےsuggestion دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ علیحدہ بیٹھ کر یہ گزارشات متعلقہ وزیر صاحب کو دے دیں۔

جناب جمیل حسن خان: جی، ٹھیک ہے۔ میں ان سے میٹنگ کر لیتا ہوں مگر میری ایک عرض سُن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ متعلقہ وزیر صاحب سے discuss کر لیں۔

جناب جمیل حسن خان: جناب والا! اس کو on record لایا جائے، ڈسٹری بیوٹری سید والا کی مرمت کی جائے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ explain کر دیں کہ کس چیز پر discussion ہو رہی ہے؟ آج ضمنی بجٹ پر بحث ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جمیل حسن خان صاحب! آپ وزیر موصوف کے ساتھ علیحدہ بیٹھ کر بات کر لیں۔

جناب جمیل حسن خان: شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ خواجہ محمد نظام المحمود!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، جناب اعجاز خان!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، ملک تیمور مسعود!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔

جناب شہزاد منشی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔ جناب عامر سلطان چیمہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، محترمہ فائزہ احمد ملک!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، راجہ راشد حفیظ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب احمد خان بھچر!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! چونکہ وقت تھوڑا ہے اور میرے سینئر میاں محمد اسلم اقبال صاحب نے ابھی بات کرنی ہے تو میں یہ چاہوں گا کہ میاں محمد اسلم اقبال صاحب ہی بات کریں کیونکہ آج جمعہ ہے اور اجلاس ساڑھے بارہ بجے ختم ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کن کی بات کر رہے ہیں؟

جناب احمد خان بھچر: جناب والا! آج جمعہ ہے اور اجلاس کا وقت ساڑھے بارہ بجے تک ہے اس کے بعد اجلاس ختم ہو جائے گا۔ اس وقت بارہ بج رہے ہیں اور ہمارے سینئر بیٹھے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کا نام بھی ابھی آ جاتا ہے۔

جناب احمد خان بھچر: میں یہ چاہوں گا کہ میاں محمد اسلم اقبال صاحب پہلے بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،ان کا نام بھی ابھی آ جاتا ہے۔رانا عبدالرؤف!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے،میاں کاظم علی پیرزادہ!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے،ملک سیف الملوک کھوکھر!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے،جناب ذوالفقار علی خان!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے،ملک مظہر عباس راں!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے،جناب احمد شاہ کھگہ!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے،محترمہ شبینہ ذکریا بٹ!۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں،جناب محمد صدیق خان!

جناب محمد صدیق خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے سپلیمنٹری بجٹ پر بولنے کا موقع دیا۔جیسا کہ آپ سمجھتے ہیں کہ سپلیمنٹری بجٹ کی قانون اور آئین کے مطابق جو provision رکھی گئی ہے وہ کسی آسمانی آفت کے حوالے سے یا unforeseen expenditures کے حوالے سے قابل عمل ہوتی ہے۔سپلیمنٹری بجٹ کی جو قانونی اور آئینی حیثیت ہے وہ یہ ہے کہ دو وجوہات کی بنیاد پر اس head میں خرچ کیا جا سکتا ہے جسے بعد میں اسمبلی سے validate کروایا جاتا ہے۔میں عرض کرتا چلوں کہ اس ضمنی بجٹ کا جو اس وقت volume ہے وہ more than 82 Billion rupees ہے اور اس میں سے بھی ماسوائے جو miscellaneous expenditure head ہے، جو صفحہ نمبر 247 سے لے کر 338 تک ہے اور اس کا جو volume ہے وہ more than 9 Billion rupees پر محیط ہے۔اس میں سے بالخصوص 61 کروڑ 39 لاکھ 53 ہزار روپے جو کہ financial assistance کے head میں رکھے گئے ہیں اور without any check and balance ہیں Who will determine, who deserve for this public amount? اور اس میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ لاہور ہمارا دل ہے، کیا سارے پاکستان اور پنجاب کے غریب لاہور میں رہتے ہیں؟اس ضمنی بجٹ کا تناسب 61 فیصد نکلتا ہے جو صرف لاہور کے غریبوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔کیا آپ نہیں سمجھتے کہ پاکستان میں 4 کروڑ لوگ جو خط غربت سے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں ان لوگوں کا اس میں کوئی حق نہیں تھا؟میں سمجھتا ہوں جو ہمیں تھوڑا بہت جمہوریت کے حوالے سے علم ملا ہے وہ تو check and balance کا نام ہے one man show کا نام نہیں۔اس کے علاوہ جو سالانہ بجٹ ہوتا ہے That is a highly sacred document, because of this کہ اس میں صوبے کی عوام کے لئے ویلفیئر کے جو منصوبے ہوتے ہیں، عوامی فلاح و بہبود کے جو منصوبے ہوتے ہیں ان پر خرچ کیا جائے۔بجٹ میں جو گورکھ دھندا کا لفظ استعمال ہوتا

ہے،آپ دیکھیں کہ گزشتہ چار سالوں میں بھی چار سپلیمنٹری بجٹ آئے،آئین اور قانون کی جو spirit ہے اس سے وہ contrary ہیں۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ یہ کسی calamity کی صورت میں۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب محمد صدیق خان: اور کوئی ایسا incident جس کا اسمبلی کے ممبران احاطہ نہ کر سکیں، تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ 82 بلین روپے جو ضمنی بجٹ کی صورت میں cut لگایا گیا ہے، یہ سابقا بجٹ 13-2012 تھا اور اس میں جو سالانہ ترقیاتی پروگرام تھا جو اس صوبے کی عوام کی فلاح و بہبود کے لئے تھا اس کو cut لگا کر سیاست کی نذر کر دیا گیا ہے، political bribe کے طور پر استعمال کیا گیا ہے، اس کے علاوہ بیوروکریسی کی نذر کر دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ آئین اور قانون میں جو سپلیمنٹری بجٹ کی spirit ہے اس کے معیار پر پورا نہیں اترتا۔ میں زیادہ باتیں تو نہیں کرنا چاہتا لیکن جو سپلیمنٹری بجٹ کی provisions ہیں اس کے law کے حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ یہ اس کے معیار پر پورا نہیں اترتا۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ قانونی points اٹھانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ ہم minority میں ہیں لیکن ہمارا یہ فرض ہے، ہمارے constituents نے ہمیں یہ حق دیا ہے، ہمیں اپنے حقوق کا امین مقرر کیا ہے کہ ہم Rule of Law کے لئے، قانون کی پاسداری کے لئے، اس صوبے کی عوام اور tax payers کا جو treasury ہے، صوبے کا خزانہ ہے اس کو protection دینے کے لئے اپنی آواز اٹھائیں۔ انشاءاللہ یہ آواز اٹھتی رہے گی اور اس کے لئے سب سے بڑا very important and foremost جو institution ہے وہ یہ معزز ایوان ہے۔ ہم اس میں بھی اس کو take up کریں گے پھر میڈیا میں بھی لے کر آئیں گے اور اس کے بعد اگر ہمیں تسلی نہ ہوئی تو ہمارے پاس یہ بھی حق موجود ہے کہ ہم کسی غیر قانونی اقدام کو کسی عدالت میں لے جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ ہمارا حق ہے اور میں اس ایوان کو چلانے کے حوالے سے بھی عرض کرتا چلوں کہ "The News" جو کہ پاکستان کا ایک بہت بڑا اخبار ہے۔ 25 تاریخ کی اشاعت میں ڈاکٹر بابر ڈوگر صاحب نے جو facts بیان کئے ہیں، اس کے علاوہ موجودہ وقت میں جو media clipping ہوتی ہے وہ piece of evidence ہوتا ہے آپ ذرا اس کو بھی ملاحظہ فرمالیں۔ آج وزیر قانون نے بھی یہی بات کی ہے کیونکہ کل میں نے کچھ اعتراضات اٹھائے تھے جو انہیں ناگوار گزرے، میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح کا ان کا attitude تھا، ہماری آواز حق کے لئے اور انصاف کے لئے کبھی بھی نہیں بیٹھے گی۔ یہ تو ایک بازیچہ اطفال

ہے، جس طرح کل میں نے 1997 کے ایگریکلچر انکم ٹیکس ایکٹ کے بارے میں بات کی تھی اس میں جو mechanism تھا اس کو انہوں نے properly اس ایوان میں بیان نہیں کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو رائے میرے لئے، ان لوگوں کے لئے اس ایوان میں assessment کی وہ بازیچہ اطفال ہے، وہ غلط assessment ہے وہ کبھی بھی پوری نہیں ہو گی۔ ہم عوام کے نمائندے ہیں، ہم نے عوام کے حقوق کے لئے بولنا ہے اور اس سپلیمنٹری بجٹ کے حوالے سے میں اتنی بات کہوں گا کہ جو financial assistance for poor ہے اس میں کوئی check and balance نہیں ہے، کسی جگہ کوئی mechanism نظر نہیں آتا اور دوسری بات on the whole میں عرض کروں گا کہ آئین و قانون میں سپلیمنٹری بجٹ کی جو spirit ہے یہ اس پر پورا نہیں اترتا اس لئے میں اسے validate نہیں کرتا لیکن میرے validation نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ البتہ میں نے اپنا حق ادا کرنا تھا اور وہ آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ اجازت چاہوں گا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ محترمہ عفت معراج!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، سید اعجاز حسین بخاری!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، محترمہ عذرا صابر خان!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، ڈاکٹر محمد افضل!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، چودھری افتخار حسین چھچھر!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، محترمہ سعدیہ سہیل آپ کا نام پورا لکھا گیا ہے یا نہیں؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میرا پورا نام سعدیہ سہیل رانا ہے، رانا رہ گیا ہے۔

جناب سپیکر: نام کی درستی کر لی جائے تاکہ آئندہ پورا نام لکھا جائے۔ انہوں نے اپنا جو نام رکھا ہوا ہے آپ اس میں کیوں کمی کرتے ہیں؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: رانا لگا ہوا ہے وہ تو نہیں ہٹنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میرے قائد محترم نے ایک ایک چیز کو لے کر اس پر بہت detail سے بات کی ہے۔ میں کچھ ایسے معاملات کی طرف آپ کی توجہ چاہتی ہوں جن پر اس ایوان میں بات کرنا بہت ضروری ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جو ضمنی بجٹ ہے وہ اصل میں حکومت کی نا اہلی show کرتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جب ہم نے بجٹ دے دیااور اس میں جو رقم allocate کی ہوتی ہے اس میں سے بھی 50 فیصد mostly خرچ نہیں ہوتا۔ اس کے بعد ہم ضمنی بجٹ دیتے ہیں وہ بھی خرچ کرنے کے بعد ایوان میں پیش کیا جاتا ہے جبکہ اس کی گزارشات خرچ کرنے سے پہلے ایوان میں آنی چاہیئں اس پر بحث ہو کہ ہمیں یہ amount کیوں چاہیئے اور پہلے جو amount تھی اس کا کیا ہوا، اس کا کیا کیا؟ لیکن اس زمرے میں کوئی کارروائی نہیں ہوتی بس ایک formality ہے اور ہم سے sign کرواکر "ہاں یاناں" کرواکر پوری کر دی جاتی ہے جس سے ہماری عوام جو غربت اور مصائب میں گھری ہوئی ہے یہ ان کے حق پر بہت بڑاڈاکا ہے چونکہ اتنی detail بات ہو چکی ہے اب ٹائم بھی کم ہے اس لئے میں پولیس کو focus کرنا چاہتی ہوں۔ ہم نے سالانہ بجٹ میں بھی پولیس پر بہت زیادہ focus رکھا ہے۔پولیس کو ضمنی بجٹ میں بھی 3.4 بلین روپے دے دیئے اور کارکردگی کا یہ عالم ہے کہ میں وزیر اعلیٰ صاحب کی اس بات کی تعریف کروں گی کہ انہوں نے پولیس پر سختی کی کہ آج کل جو روڈ کرائم ہیں ان کی اور لاء اینڈ آرڈر کی بہتر situation چاہیئے لیکن انہوں نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ پولیس نے کچھ دن پہلے حبیب جالب صاحب کے پوتے کو ون ویلنگ کرتے ہوئے پکڑ کر اس پر شدید تشدد کیا۔ میں مانتی ہوں کہ ون ویلنگ جرم ہے اور بہت خطرناک ہے کہ اس میں جان بھی جاسکتی ہے لیکن اس کی سزا یہ نہیں تھی کہ اس پر بے انتہا تشدد کیا گیا اور اس پر دس ڈکیتیوں کا کیس ڈال دیا گیا کیونکہ ان پر pressure ہے، انہوں نے وزیر اعلیٰ صاحب کو رپورٹ پیش کرنی ہے اور مجرم پیش کرنے ہیں۔ وہ اصل مجرموں سے تو ساز باز کر کے، پیسے لے کر بیٹھ جاتے ہیں کالونی میں رہنے والی ایک سیاسی ورکر جن کا تعلق آپ کی پارٹی (ن) لیگ سے ہے پولیس نے رات کو ان کے گھر گھس کر چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کر کے ان کے سولہ سال کے بیٹے کو اٹھالیا۔ پانچ دن تک تو پتا ہی نہیں چلا کہ وہ بچہ کدھر ہے اس وجہ سے اس ماں کو اس tension سے دل کا بھی attack minor ہو گیا پھر پتا چلا کہ اس بچے پر تشدد کر کے اس کا بُرا حال کر دیا گیا ہے اور اس پر بھی آٹھ دس ڈکیتیوں کے کیس ڈال دیئے گئے ہیں۔جب آپ کے اپنے ورکروں کے ساتھ یہ ہو گا اور پولیس ان کے ساتھ یہ حال کرے گی تو پھر عام عوام کیا توقع رکھ سکتی ہے؟

جناب سپیکر! اس وقت لاء منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں، میں چاہتی تھی کہ وہ یہ کیس سنیں اور اس پر فوری action لیں لیکن دکیہ آپا بیٹھی ہیں میں ان کی بہت respect کرتی ہوں اور ان کے وژن پر بہت believe کرتی ہوں تو میری دکیہ آپا سے گزارش ہو گی کہ آپ اسے دیکھیں اور اس پر فوری عملدرآمد کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی، آپ کا بہت شکریہ۔ میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج ٹائم ساڑھے بارہ بجے تک ہے اور وزیر خزانہ نے wind up بھی کرنا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میرا ایک point رہ گیا ہے۔

جناب سپیکر: جو رہ گیا ہے اسے رہنے دیں۔ بڑی مہربانی۔ محترمہ جو رہ گیا ہے اسے رہنے دیں۔ بڑی مہربانی۔ مجھے next مقرر کو بلانے دیں۔ محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ!

محترمہ عائشہ جاوید: Thank you honourable Speaker Sahib! میں سب سے پہلے تو اپنے learned Finance Minister میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی کہ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں جو points دیئے تھے He was kind enough and he was gracious enough to accommodate those points انہوں نے اپنی speech میں وہ شامل کئے اس لئے میں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی۔ میں نے سب سے پہلے pre-budget discussion کا ذکر کیا تھا جو کہ ہمارے لئے ایک نہایت اہم point ہے۔ میں نے دوسری بات سٹینڈنگ کمیٹیوں کی empowerment کی کی تھی اور میں نے تیسری بات پراونشل فنانس کمیشن کی کی تھی۔ میں حکومت اور خصوصاً فنانس منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کروں گی کہ انہوں نے میری تجاویز کو incorporate کرنے کے قابل سمجھا۔

جناب سپیکر! بات آگے لے کر چلیں تو ہم سب کو یہ معلوم ہے کہ آج ہم یہاں کیوں ہیں۔ یہ ضمنی بجٹ regular budget سے ہٹ کر آتا ہے میں اس کے اندر بھی تھوڑی سی تجاویز دینا چاہوں گی کہ جب regular budget بنایا جاتا ہے تو پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی series of meetings ہوتی ہیں اور ایک لمبی چوڑی بحث ہوتی ہے اس کے بعد مختلف ڈیپارٹمنٹس سے ان کے targets لئے جاتے ہیں، ان کے مختلف اہداف لئے جاتے ہیں، ان کی ڈیمانڈز لی جاتی ہیں کہ ان کو کتنی رقم چاہئے اور اس مد میں اتنی رقم ان کے لئے allocate ہوتی ہے اس سے over and above جو expenditure ہوتا ہے وہ ضمنی بجٹ میں پیش کرتے ہیں۔ میں دوبارہ ذکر کرنا چاہوں گی اور میں وہی تجویز post-budget scenario میں پیش کرنا چاہوں گی کہ اگر ہم اپنی سٹینڈنگ کمیٹیوں کو empower کریں اور ان کے ذمے یہ لگائیں کہ جو مختلف ڈیپارٹمنٹس ہیں اگر انہوں نے کسی head میں زائد خرچ کیا ہے، اضافی خرچ کیا ہے تو اس کی رپورٹ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس آئے تاکہ سٹینڈنگ کمیٹی اس چیز کو proper طریقے سے thrash out کرے، proper طریقے سے دیکھے کہ

انہوں نے جو اضافی خرچ کیا ہے یہ جائز ہے یا نہیں کیونکہ یہ public expending ہے اور ہم اس کے جواب دہ ہیں۔ میری دوبارہ یہ گزارش ہو گی کہ ہم سٹینڈنگ کمیٹیوں کو empower کریں اور اس میں administrative side پر یہ دیکھیں کیونکہ اس کا مطلب ہے کہ جو regular budget ہے وہ ناکافی ہے یا پھر ضمنی بجٹ بہتر ہے۔ اگر ہم نے دونوں کو اس طرح ساتھ لے کر چلنا ہے تو پھر اس طرح چیز آگے جا کر نہیں چلے گی۔ میں دوبارہ کہوں گی کہ سٹینڈنگ کمیٹیوں کو empower کریں محکمہ سٹینڈنگ کمیٹی کو جواب دے کہ اگر اضافی مد میں کوئی رقم خرچ کی گئی ہے تو اس کا کیا جواز ہے؟ اگر وہ جائز ہے تو اسے validate کریں گے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، مہربانی، آپ کا بھی بہت شکریہ۔ ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ پی ٹی آئی!۔۔۔ نہیں ہیں۔ احسن ریاض فتیانہ صاحب!

جناب احسن ریاض فتیانہ: السلام علیکم! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ضمنی بجٹ کیا ہوتا ہے؟ ضمنی بجٹ وہ چیز ہوتی ہے جو کہ ہمارے فنانس ڈیپارٹمنٹ کے لوگ اپنی نااہلی اور financial mismanagement چھپانے کے لئے بناتے ہیں۔ پچھلے سال 80۔ ارب روپے سے زیادہ ضمنی بجٹ میں دیئے گئے، یہ کیا ہے؟ یہ بجٹ خسارے کو چھپانے اور window dressing کرنے کا ایک طریقہ ہے کہ ایوان سے ایک بجٹ منظور کرا لیا جاتا ہے، ایوان بجٹ منظور کر دیتا ہے اور ہر ڈیپارٹمنٹ کے لئے بتا دیا جاتا ہے کہ اسے اتنے اتنے پیسے دیئے جائیں گے اس کے بعد overall in general کرا کر یہ بیوروکریٹ یا آفیشلز جو بھی یہ بجٹ بناتے ہیں وہ اسمبلی میں پیش کر دیتے ہیں کہ اسے پاس کر دیا جائے۔ کیوں پاس کر دیا جائے؟ میرے خیال میں یہ خرچہ کرنے سے پہلے پوچھنا چاہئے، یہ نہیں کہ خرچہ کر کے اب بتائیں کہ ہم نے یہ کر دیا ہے۔ جب ایک بچہ بھی گھر سے نکلتا ہے تو اسے پتا ہوتا ہے کہ جیب میں کتنے پیسے ہیں، وہ اتنے ہی پیسے خرچے جتنے اسے دیئے گئے ہیں یہ نہیں کہ ادھر ادھر سے پیسے لے کر خرچ کر دے اور بعد میں گھر جا کر کہے کہ اور پیسے دیں۔

جناب سپیکر! میں زراعت اور پولیس پر تھوڑی سی وضاحت کروں گا کہ ہماری agricultural based economy ہے اور mostly انڈسٹری بھی زراعت پر base کرتی ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم زراعت کو فائدہ دیں ہم زراعت کے لئے پیسے رکھیں یا اسے promote کرنے کی کوشش کریں ہم اپنے کسان کو مشکلات میں پھنساتے جا رہے ہیں۔ اس دن خادم اعلیٰ بھی کہہ کر گئے کہ ہمارے دس لاکھ میں سے نو لاکھ ٹیوب ویل ڈیزل پر چلتے ہیں۔ اگر تو یہ مسائل ہیں جس کا ہماری حکومت

کو بھی علم ہے تو ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ وہ کسان جس کو شوگر کی payment نہیں ہوئی، وہ کسان جس کے لئے اپنی زمینوں کی کاشت کرنا مشکل ہے، اس کے لئے اپنے بچوں کا پیٹ پالنا اور زندگی کا standard maintain رکھنا ہی ناممکن ہوا پڑا ہے تو ہم اُس کے اُوپر اور ٹیکس لگا دیں یہ تھوڑی سی نظر ثانی مانگتا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں پولیس کے حوالے سے بات کروں گا۔ میں توجہ دلاتا جاؤں کہ مسلم لیگ (ن) نے پہلے بھی یہ بات کی تھی کہ ہم پولیس آرڈر 2002 کو ختم کریں گے جس کی وجہ سے پولیس بالکل بے لگام ہو چکی ہے۔ یہ پولیس آرڈر 2002 اس لئے ختم کیا جائے کیونکہ پولیس کی اب کوئی جواب دہی نہیں رہی۔ اگر پولیس کسی کو جواب دہ نہیں ہو گی تو پھر اسی طرح سے لاقانونیت ہو گی۔ جب پولیس ہماری عوام کے حقوق پامال کرے گی اور جب عوام کا رکھوالا ہی عوام کے حق کو لوٹنے پر آ جائے تو پھر عوام کدھر جائیں گے؟

جناب سپیکر: مہربانی کر کے wind up کر لیں کیونکہ وقت بہت کم ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! ہم لوگوں نے پولیس کے لئے 93۔ارب روپے اس نئے بجٹ میں رکھے ہیں، اس کے علاوہ 3.4۔ارب روپے مزید بھی رکھے گئے ہیں۔ یہ بجٹ نظر ثانی مانگتا ہے کیونکہ اگر آپ پچھلے سال کا بجٹ اُٹھا کر دیکھیں تو اس میں ضمنی گرانٹ کے طور پر جو رقم دی گئی تھی اس میں پولیس کے لئے کوئی مشینری یا equipment نہیں لئے گئے بلکہ اڑھائی ارب روپے کے پولیس کو ایڈہاک الاؤنس دے دیئے گئے ہیں۔ دیکھیں، یہ پولیس پہلے ہی کرپشن کے الزامات میں ڈوبی ہوئی ہے اور ہمارا ملک بھی بہت زیادہ قرضوں میں ڈوبا ہوا ہے اس لئے ہمیں شاہ خرچیوں کی بجائے یہ سوچنا چاہئے کہ ہم عوام کے پیسے اور عوام کی امانت کو اچھی سے اچھی جگہ پر صحیح طریقے سے صرف کر سکیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ شاباش۔ ڈاکٹر صلاح الدین خان صاحب!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! احسن ریاض فتیانہ صاحب بہت خوش قسمت ہیں کیونکہ آپ نے ان کو شاباش دی ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کی بات نہیں سنی ورنہ آپ کو بھی شاباش دیتا۔ اگر آپ اچھی بات کرتیں تو میں آپ کو بھی شاباش دیتا۔ کیا ڈاکٹر صاحب تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ ڈاکٹر صلاح الدین صاحب تشریف فرما نہیں ہیں۔ میرے خیال میں اب آخری مقرر ہوں گے۔ میاں محمد رفیق صاحب! اب میں

floorآپ کو دیتا ہوں۔آپ ذراtimeکا خیال رکھیں کیونکہ ابھی وزیر خزانہ نےwind up speech بھی کرنی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! مجھے تو ابھی بات کرنے کا موقع نہیں ملا۔

جناب سپیکر: اچھا آپ کو بھی موقع دیتے ہیں۔جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ کہ آپ نے ضمنی بجٹ پر مجھے اظہار کا موقع عنایت فرمایا ہے۔ میرے اظہاریہ میں ستائش، تحسین، تنقید اور کچھ زمینی حقائق بھی ہوں گے۔وزیر خزانہ نے مشکل حالات، محدود وسائل اور کم وقت میں ایک اچھا بجٹ پیش کرنے کی کوشش کی ہے اس کی میں تحسین کر چکا ہوں اور اب بھی کرتا ہوں۔جہاں تک ضمنی بجٹ کا تعلق ہے تو یہ کوئی اچھی روایت نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: سرکاری بنچوں کی طرف سے میاں رفیق صاحب آخری مقرر ہیں جبکہ حزب اختلاف کی طرف سے سبطین خان صاحب آخری مقرر ہوں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ضمنی بجٹ پیش کرنا اچھی روایت نہیں کیونکہ جب سالانہ بجٹ پیش کیا جاتا ہے تو اس میں وہ تمام demandsآ جاتی ہیں جن پر حکومت نے اخراجات کرنے ہوتے ہیں۔ہاں اگر کوئی ایسی ناگزیر ضروریات پیش آ جائیں اور کچھ ناموافق حالات پیدا ہو جائیں کہ جن کی وجہ سے اچانک اخراجات کرنے پڑ جائیں تو اس حوالے سے ضمنی بجٹ پیش کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنی دو نہایت اہم گزارشات کرنی چاہتا ہوں۔جب ترقیاتی کاموں کے لئے prioritiesطے کی جاتی ہیں تو اس میں سب سے پہلی priority زندگی اور زندگی دینے والے معاملات کو دی جاتی ہے اور comfortsبعد میں آتی ہیں۔ میرے علاقے کی دو development schemesکو وزیر اعلیٰ صاحب نے اے۔ڈی۔پی میں شامل کرنے کی منظوری دی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب کی تجاویز کو نوٹ کیا جائے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!3۔مارچ2013کو وزیر اعلیٰ صاحب نے ان development schemesکو اے ڈی پی میں شامل کرنے کی منظوری دی تھی۔اس میں ایک سکیم "قاتل"نہر کے بارے میں تھی۔اس سکیم کا نامLining of Trimmu Sidhnai Link Canal fallingin District Jhang & District T.T.Sing رکھا گیا ہے۔تین اضلاع کی تین تحصیلوں کے دو سو سے زائد دیہاتوں کی لاکھوں ایکڑ زمین اور لکھو کھ ہا کاشتکاروں کی زندہ لاشوں پر سے پانی گزار کر اس نہر

کے ذریعے سے اگلے چار اضلاع کو دیا جارہا ہے۔وزیر اعلیٰ نے اس نہر کو پختہ کرنے کی منظوری عنایت فرمائی۔اس کو پختہ کرنے کے لئے سیکرٹری آبپاشی نے اپنے بجٹ میں سے ایک ارب روپے کی سمری بنا کر بھیج دی جس کو محکمہ پی اینڈ ڈی اور چیف سیکرٹری صاحب نے منظور کر لیا۔جب یہ سمری سیکرٹری implementation کے پاس گئی تو وہ حضرت میرے ساتھ biased تھے اس لئے انہوں نے اس سکیم کو drop کر دیا۔اگر اس سکیم کو 2012 کے اے۔ڈی پی میں نہیں رکھا جا سکتا تھا تو پھر اس کو ضمنی بجٹ میں شامل کر لیا جاتا۔یہ قاتل نہر ہے جس نے لاکھوں لوگوں کی زندگیوں کو ختم کر دیا ہے۔آج اس علاقے کے لوگ احتجاج کرنے اور عدالت میں بھی جانے پر مجبور ہیں۔میں گزارش کروں گا کہ ان کو گزرے وقتوں اور آج کے وقت کی compensation دی جائے اگر ان کو یہ compensation نہ دی گئی تو وہ تریموں ہیڈ میں چھلانگیں لگا کر خود سوزی کرنے پر مجبور ہوں گے۔اس کے ساتھ ہی خادم اعلیٰ پنجاب نے ایک دوسری سکیم کو بھی اے ڈی پی میں شامل کرنے کی منظوری دی تھی۔اس سکیم کا نام Construction of mettled road from Twin bridge of Havely Link Canal and Trimmu Sidhnai Link Canal to link with Dirkhana Railway Station. رکھا گیا ہے۔یہ صرف دس کلو میٹر کی سڑک ہے۔یہ شیر شاہ سوری کے وقت کی جرنیلی روڈ ہے۔گزرے وقتوں میں لوگ اس کے ذریعے اونٹوں پر، camel carts پر یا پیدل سفر کرتے ہوئے درکھانہ ریلوے سٹیشن پر پہنچتے تھے اور ریل گاڑی میں سوار ہوتے تھے۔وزیر اعلیٰ صاحب نے اس سڑک کو اے ڈی پی میں شامل کرنے کے لئے کہا اور آپ کو یہ حیرت ہو گی کہ اس پر administrative approval بھی بن گئی تھی لیکن پھر اسی سیکرٹری implementation فواد حسن نے اس کا قتل عام کر دیا۔اس کو بھی ضمنی بجٹ میں رکھا جا سکتا تھا۔

MR SPEAKER: My dear! Is it a part of Supplementary Budget?

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا مطالبہ ہے کہ اس کو بھی ضمنی بجٹ میں شامل کر لیا جائے۔اب میں آخر میں دانش سکولوں کے حوالے سے بات کروں گا۔حزب اختلاف کی طرف سے دانش سکولوں کی بہت زیادہ مخالفت کی گئی ہے۔یہ ذرا ایک کتاب Chiefs of Punjab جو کہ ایک انگریز حکمران نے لکھی ہے کو پڑھ لیں۔دانش سکولوں سے فارغ التحصیل طلباء، غریبوں کے بچے جب ڈاکٹر، انجینئر اور بیوروکریٹس بنیں گے تو یہی لوگ انقلاب لائیں گے۔ہمارے وزیر اعلیٰ کا یہی vision اور خواب ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔بہت شکریہ۔جناب محمد سبطین خان!

جناب محمد سبطین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ کٹوتی کی تحاریک اور ضمنی بجٹ پر حزب اختلاف کو وقت زیادہ دیا جاتا کیونکہ ہم نیک نیتی کے ساتھ حکومت کی کوتاہیوں کو point out کرتے ہیں۔ اس وقت ایوان میں کورم نہیں ہے اور ہمیں کورم point out کرنے کا حق حاصل ہے لیکن ہم اس کو استعمال اس لئے نہیں کر رہے کیونکہ ہم typical حزب اختلاف کا role play نہیں کرنا چاہتے بلکہ ہم ایک مثبت اور constructive حزب اختلاف کا role play کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات کا کیا مطلب لیا جائے، کیا آپ کورم کی نشاندہی کر رہے ہیں؟

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میرا مقصد کورم point out کرنا ہے اور نہ ہی میں اس پر insist کر رہا ہوں بلکہ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ کورم نہ ہونے کے باوجود بھی ہم deliver کر رہے ہیں۔ میں directly کورم point out نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: چلیں، پھر آپ مہربانی کر کے ضمنی بجٹ پر آئیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں صرف ایگریکلچر پر بات کرنی چاہوں گا جو پچھلا اور جو موجودہ بجٹ آیا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں ایگریکلچر کے لئے بہت تھوڑے پیسے رکھے گئے ہیں۔ ایگریکلچر کے حوالے سے ہمیں کاشت سے لے کر برداشت تک جن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے وہ بہت ہی مشکل مراحل ہیں۔ جب ہم کاشت شروع کرتے ہیں اُس وقت بجلی نہیں ہوتی، ڈیزل نہیں ہوتا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے خود on the floor of the House اس بات کو تسلیم کیا ہے تو میں اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اُن کو کاشتکاروں کے ساتھ ہمدردی ہے لیکن میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ یہ جو اتنی رقم رکھی گئی ہے اس کا grass root level پر کاشتکاروں کو کیا فائدہ ہو رہا ہے؟ گزارش یہ ہے کہ ہمارے ڈیزل، بجلی اور کھاد کے حالات دیکھیں۔ ایگریکلچر وہ واحد شعبہ ہے کہ زمیندار کو اپنی فصل کی قیمت مقرر کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے کیونکہ ہم اپنی زمینوں میں سے جو فصل پیدا کرتے ہیں اُس کی قیمت حکومت مقرر کرتی ہے اور زمیندار کے ساتھ یہ پہلی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ آپ کی معیشت کی بنیاد ایگریکلچر پر ہے۔ آج ہم نے جو کپڑے پہنے ہوئے ہیں یہ بھی ایگریکلچر کے مرہونِ منت ہیں، جو ہم گاڑیوں پر پھر رہے ہیں یہ بھی ایگریکلچر کے مرہونِ منت ہے، ہم جو کھانا کھا رہے ہیں یہ بھی ایگریکلچر کے مرہونِ منت ہے، جو ہماری انڈسٹری چل رہی ہے چاہے وہ شوگر انڈسٹری ہے، چاہے وہ لائیو سٹاک ہے، چاہے وہ فلور ملیں ہیں دنیا کی

ہر انڈسٹری کا direct or indirect تعلق ایگریکلچر سے ہو گا۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ کہوں گا کہ کاشتکاروں کو grass root level پر سہولتیں دی جائیں۔ ہمارے لئے آپ ایک کمیٹی form کریں جس میں وزیر زراعت اور زمیندار ہوں۔ ہم پہلے ہی مالیہ دے رہے ہیں، ہم آبیانہ دے رہے ہیں، ہم انکم ٹیکس دے رہے ہیں، ہم ویلتھ ٹیکس دے رہے ہیں، ہم فصلوں پر ٹیکس دے رہے ہیں۔ مڈل مین ہم سے فصل لے کر آگے بیچتا ہے، وہ ہمیں کھا رہا ہے۔ ہم زراعت کو اور کتنا down the drain لے کر جائیں گے؟ میری گزارش ہے کہ جہاں ہم انڈیا کے ساتھ friendly relations قائم کر رہے ہیں، تحفے exchange کر رہے ہیں تو میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ انڈیا کی آبادی دیکھیں اور مشرقی پنجاب پورے انڈیا کو خوراک مہیا کر رہا ہے کیونکہ وہ زرعی ٹیوب ویل پر سبسڈی دیتے ہیں، وہ فصلوں پر سبسڈی دیتے ہیں، وہ natural disaster پر سبسڈی دیتے ہیں، وہ ڈیزل پر سبسڈی دیتے ہیں اور وہ پٹرول پر سبسڈی دیتے ہیں۔ میں آپ سے ایک humble request کروں گا کہ آپ ایک کمیٹی بنائیں اور ہم حکومت کا خرچہ نہیں کرانا چاہتے ہیں۔ آپ اُس میں معزز ممبران کا ایک گروپ رکھیں جن میں زمیندار ہوں اور انہیں انڈیا لے کر جائیں، اُنہیں مشرقی پنجاب کی زراعت دکھائیں۔ انڈیا ہمارا پڑوسی ملک ہے کیا ہم اُن سے کوئی اچھی بات نہیں سیکھ سکتے؟

جناب سپیکر! ہیلتھ میں ہمارا کروڑہا روپیہ اس چیز پر جا رہا ہے کہ liver transplantation ہمارے پڑوسی ملک میں ہو رہا ہے اور یہاں نہیں ہو رہا۔ جہاں اتنے اربوں روپیہ اور چیزوں پر خرچ ہو رہا ہے تو ہیلتھ پالیسی کے تحت ہمارا liver transplant procedure پاکستان میں ہونا چاہئے ہم اس کے لئے انڈیا کیوں جائیں؟ میں ایک چھوٹی سی گزارش اور کروں گا کہ 2010 کے سیلاب میں میری نہایت، نہایت، نہایت قابل احترام محترمہ دکیہ شاہنواز صاحبہ جو ہماری بہنوں کی طرح ہیں ان کے عیسیٰ خیل میں ایک عارضی ہسپتال بنا تھا جس میں اُس وقت کی ایک VVIP شخصیت health affecties کو visit کرنے کے لئے آئی تھی۔ جب وہ شخصیت وہاں پہنچی تو اُن کو کوئی پانچ پانچ، دس دس ہزار روپے بھی دیئے گئے جیسے ہی وہ شخصیت پلٹی اور میڈیا والے آئے تو وہ "مریض" پیسے لے کر وہاں سے بھاگ پڑے۔ پتا ہی نہ چلا کہ وہ "مریض" کہاں گئے؟ I am sorry to use this word کہ کیا گرین پاکستان کا ad دکھا کر ہی محکمہ صحت میں بہتری ہو گی؟

جناب سپیکر! ہماری ایک تھل کینال ہے جو کالا باغ سے نکل کر لیہ تک جاتی ہے۔ جب تھل کینال بنی تھی تو وہ ان شرائط پر بنی تھی کہ جن زمینداروں کی زمینیں تھل کینال میں آئیں گی اُن کو 1/3

کے حساب سے اُن کی زمینوں کا معاوضہ دیا جائے گا اور اُن ٹیلوں والی زمینوں کو level کر کے قابلِ کاشت بنایا جائے گا۔آج تھل کینال کو اتنا عرصہ ہو گیا اور اُن زمینداروں کا کوئی پُرسانِ حال نہیں۔لاہور، ملتان اور فیصل آباد سے لوگ وہاں جاتے ہیں اور جعلی کلیم بنا کر لیہ اور اُن علاقوں میں زمینوں کی allotments کرا رہے ہیں۔

جناب سپیکر!میں آخر میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ ایک بڑا important issue ہے تو اس پر ایک کمیٹی بنائیں اور وہ کمیٹی probe کرے کیونکہ genuine حقدار رہ گئے اور fraudulent زمینیں لے گئے۔اس معاملہ کی تحقیقات کرائی جائیں اور اصل ورثاء جو شریف لوگ تھے اور اُنہیں اپنا حق نہ مل سکا اُن کو اُن کا حق دلوایا جائے۔خدارا ان زمینداروں کے حال پر رحم کیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی مجھے ٹائم دینے کا بہت شکریہ

جناب سپیکر:بہت شکریہ۔اریگیشن منسٹر اِدھر ہیں؟۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ سبطین صاحب کی اریگیشن منسٹر سے ملاقات کرائی جائے۔

وزیر بہبود آبادی(محترمہ ڈکیہ شاہنواز خان):جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی، محترمہ ڈکیہ شاہنواز صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر بہبود آبادی(محترمہ ڈکیہ شاہنواز خان):جناب سپیکر!میں 2010 کے سیلاب میں عیسیٰ خیل میں تھی۔اُس سیلاب کے دوران صرف ان کے علاقے میں نہیں بلکہ پورے ضلع میانوالی میں جو دوائیاں اور امداد گئی میرے خیال میں پاکستان کی تاریخ میں پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔اُس سیلاب میں کسی بیماری کی وجہ سے ایک بھی death نہیں ہوئی تھی۔ ہم نے دریا میں سے نعشیں نکالیں مگر اُس علاقے میں کوئی ایک بھی موت واقع نہیں ہوئی۔ میانوالی میں ایک کیمپ لگا تھا جہاں وہ beds لگائے گئے تھے۔ سبطین صاحب میرے چھوٹے بھائی بھی ہیں ان کو شاید کوئی غلط فہمی ہوئی ہے وہاں وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی صاحب گئے تھے تو مریضوں کو دوائیاں دی گئیں اور پیسے بھی دیئے گئے۔گیلانی صاحب جیسے ہی وہاں سے گئے تو وہ لوگ بھاگ کر اپنے گھروں کو چلے گئے۔ عیسیٰ خیل میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا تھا اور یہ میرے بہت محترم بھائی ہیں تو میں ان کی یہ correction کرنا چاہتی تھی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:اجلاس کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میری ہمشیرہ نے جو بات کی میں اپنی clarification کرنا چاہوں گا کہ میں نے کہیں پر بھی یہ نہیں کہا کہ former Chief Minister گئے تھے۔ میں نے کہا ہے کہ ایک VVIP شخصیت تو اب انہوں نے clear کر دیا ہے تو میرا مطلب بھی وہی تھا اور میں گیلانی صاحب کا ہی کہہ رہا تھا۔ میڈیا گواہ ہے کہ وہ "مریض" پیسے لے کر ایسے بھاگے کہ انہوں نے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا تو میں نے Chief Minister صاحب کا نام ہی کہیں نہیں لیا۔

جناب سپیکر: جی مہربانی۔ میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ سپلیمنٹری بجٹ کے حوالے سے آج کافی دوستوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ سالانہ بجٹ جو پیش کیا جاتا ہے وہ سارے سال کا estimate ہوتا ہے جس کی بنیاد پر کوئی بھی حکومت صوبہ یا ملک کے روزمرہ کے معاملات اور اپنی ترجیحات کو لے کر آگے چلتی ہے، اسمبلی کے forum پر سالانہ بجٹ کی تمام ممبران سے تصدیق کرائی جاتی ہے کہ ہم جو بجٹ استعمال کرنے جا رہے ہیں اس پر آپ stamp کر دیں۔

جناب سپیکر! بجٹ چاہے بیوروکریسی بناتی ہے یا کوئی اور بناتا ہے لیکن اس کے بنانے کے بعد on the floor of the House اس پر discussion کی جاتی ہے اور اس کی authenticity ممبران کرتے ہیں۔ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 79,80,81 اور 84 بجٹ کے حوالے سے ہیں۔ ان میں آرٹیکل 79,80 اور 81 بجٹ کے بارے میں ہیں اور آرٹیکل 84 یہ ہے کہ حکومت وہ بجٹ جسے اسمبلی سے پاس کرایا تھا اگر اس سے زیادہ رقم استعمال کر لیتی ہے تو اس کو ایوان میں لا کر منظور کرایا جائے گا اس لئے آج کا ضمنی بجٹ آئین کی اسی شق کے مطابق ہے کہ جو حکومت نے زیادہ استعمال کیا ہے اور اس کے مطابق آج اس کی approval لینی ہے۔ یہ اس وقت تک پاس نہیں ہونا جب تک تمام ممبران نے اس پر مہر نہیں لگا دینی۔ بیوروکریسی یا دوسرے صاحبان سالانہ بجٹ سے ہٹ کر۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میرے خیال میں آپ بیوروکریسی کی بجائے اعلیٰ افسران یا صرف افسران کہہ دیں تو بہتر بات ہے کیونکہ بیوروکریسی کا مطلب کچھ اور ہے۔ اب یہاں ہمارے ملک میں اللہ کے فضل سے جمہوریت ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اعلیٰ افسران کہہ دیتے ہیں، جیسے آپ کا حکم ہو گا کہہ دیں گے۔

جناب سپیکر: وہ افسر شاہی یعنی شاہ کے غلام، اب تو شاہ نہیں ہیں بلکہ جمہوریت ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جب اس پر بات کریں گے تو بات کہیں اور نکل جائے گی۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ آپ صاحبان نہ کہنا چاہیں تو آپ کی مرضی ہے، آپ افسران کہہ دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کوئی بات نہیں۔ وہ بھی کوئی اتنی مقدس گائے نہیں ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہم کس طرح ووٹ لے کر آتے ہیں اور کیا کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ ہم پر ہی افسر ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کی بات درست ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں یہ بات کر رہا تھا کہ سپلیمنٹری بجٹ جب اسمبلی میں آتا ہے تو اس کے پیچھے کیا محرکات ہوتے ہیں، کیا وجوہات ہوتی ہیں کہ اخراجات زیادہ ہو جاتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کسی جلسہ میں گئے انہیں جلسہ اچھا لگا اور انہوں نے سکول کا اعلان کر دیا، کوئی شخص اچھا لگا اس کے لئے گرانٹ کا اعلان کر دیا، ان کے دل میں جو بات آئی انہوں نے کہہ دی وہ ہو گئی، چراغ رگڑا اور کام ہو گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اعلیٰ افسران bracket میں (بیوروکریسی) نے کوئی مشورہ دیا انہوں نے فوراً مان لیا۔

جناب سپیکر: شاباش۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم نے جو سالانہ بجٹ اسمبلی سے پاس کرایا ہوتا ہے اس سے ہٹ کر ہم چلنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ اسمبلی کے لئے بڑی متعلقہ بات ہے کہ منصوبے کوئی بنا رہا ہے، اخراجات کہیں پر غلط ہو رہے ہیں، ٹھیک ہو رہے ہیں ہمیں کچھ پتا نہیں ہے لیکن محتاجی پھر اسمبلی کی آتی ہے اور محتاجی پھر ممبران کی آتی ہے جنہوں نے اس کی authenticity کرنی ہے اور مہر لگانی ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! بشمول آپ کے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں تمام فاضل ممبران سے کہوں گا کہ آپ اس کی اہمیت کو ضرور سمجھیں، اس پر ضرور غور کریں اور سپلیمنٹری بجٹ کی کتاب کو ضرور پڑھیں۔ سپلیمنٹری بجٹ کی یہ کتاب پڑھ کر 14 طبق روشن ہو جاتے ہیں کہ کس طرح اللے تللے اخراجات کئے گئے ہیں جس طرح ہم کسی مغلیہ دور کے اندر بیٹھ کر حکومت چلا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم دوسرے ملکوں کی بڑی مثالیں دیتے ہیں۔ ہم اپنے ہمسایہ ملک بھارت کی بڑی مثالیں دیتے ہیں۔ بھارت میں بھی سپلیمنٹری بجٹ آتا ہے لیکن وہ اس طرح آتا ہے کہ جیسے جیسے اسمبلی کا

اجلاس ہوتا ہے اگر سپلیمنٹری بجٹ کی ضرورت پیش آتی ہے تو اُسے وہاں ایوان میں پیش کر کے اعتماد میں لیا جاتا ہے اور پھر اس کو اسی وقت منظور کیا جاتا ہے نہ کہ سال کے آخر پر منظور کیا جاتا ہے۔اب یہ سپلیمنٹری بجٹ جو آیا ہے، کب آیا ہے اور یہ استعمال کب ہوا؟ پچھلے سال استعمال ہوا، اس وقت اسمبلی کے ممبران کون تھے اور آج اسمبلی کے ممبران کون ہیں؟ اگر اس ملک کی مثالیں دیتے ہیں تو ہم بھی اسے یہاں قائم کر سکتے ہیں کہ بھارت میں اس طرح سے سپلیمنٹری بجٹ پاس کرایا جاتا ہے، وہ اپنے ممبران کو empower کرتے ہیں اور اپنی اسمبلی کی طاقت بڑھاتے ہیں تو ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنے ممبران کی طاقت کو بڑھائیں۔ ہم ممبران کی اہمیت بنائیں، افسر ہماری بات نہیں سنتا اس نے جو بجٹ بنا کر اسمبلی میں بھیجا ہوتا ہے، سپلیمنٹری بجٹ بھیجتا ہے جس میں اس نے اپنی مرضی سے للے تللے اخراجات کئے ہوتے ہیں وہ ہم سے اس کی تصدیق کراتا ہے۔ ہم چُپ کر کے باوے بن کر تصدیق کر دیتے ہیں۔ ہم بات نہیں سنتے، ہم کہتے ہیں کہ تم نے جو کچھ کیا ہے ٹھیک کیا ہے لاؤ ہم stamp کر دیتے ہیں۔ اگر ہم جائز کام کے لئے بھی ان کے پاس جائیں، خدانہ کرے ان کے ساتھ کسی کو کوئی کام پڑے تو اُس وقت ان کے روّیے دیکھنے والے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہمارے بجٹ کے اندر کوئی accountability نہیں ہے۔ میں نے سپلیمنٹری بجٹ کی کتاب کو پڑھا ہے، میں نے اس کے ہر صفحہ کے اوپر نظر دوڑائی ہے، یہ تقریباً تیس کلو گرام کی کتابیں ہیں جو ہمیں دی گئی ہیں کہ اسے پڑھ لیں۔ اس سپلیمنٹری بجٹ کے اندر کسی ایک جگہ پر یہ بتا دیا جائے کہ کس head سے پیسا نکال کر کس head میں لگایا گیا ہے۔ یہ کوئی ایک جگہ بتا دیں، اس کتاب کے اندر کوئی تفصیل نہیں ہے۔ ہمیں صرف یہی کہا گیا ہے کہ صُمٌّ بُکمٌ اس پر مہر لگائیں اور اس کے علاوہ کچھ نہیں کہا گیا۔ کیا ہمیں بتایا گیا ہے کہ سپلیمنٹری بجٹ اگر پولیس کا ہے، ڈاکٹروں کا ہے یا جو دوسرا تیسرا annexure دیا گیا ہے یہ کہاں سے آیا ہے؟ نہیں، کوئی تفصیل نہیں دی گئی صرف ایک لفظ لکھا ہوا ہے کہ اتنا بجٹ ہے اسے پاس کرو، یہ ہماری اہمیت ہے اور کیا اس ایوان کا یہ مقصد ہے؟ اگر تیس کلو گرام کی کتابیں ہمیں پکڑا دی گئی ہیں تو آدھ کلو گرام وزن بڑھا دیتے اور چار صفحے مزید لگا دیتے اس میں کیا حرج تھا؟ ہمیں یہ بتاتے کہ کس head سے پیسا نکال کر کس head میں ڈالا گیا ہے اور کیوں ڈالا گیا ہے؟ اس کی تفصیل نہیں ہے۔

جناب سپیکر! یہ سپلیمنٹری بجٹ جو 82 بلین سے زیادہ کا ہے۔ یہ سپلیمنٹری بجٹ ہمارے صوبہ بلوچستان کے کل بجٹ کا تقریباً 75 فیصد بن جاتا ہے۔ ہم اس سپلیمنٹری بجٹ کو کیا کہیں، کیا حکومت کی

نااہلی کہیں، mismanagement کہیں، weak planning کہیں یا good governance کہیں یا اس کو کیا کہیں ؟(نعرہ ہائے تحسین)

Good governance کا رونا تو رویا جا رہا ہے لیکن یہ نظر کہاں پر آ رہی ہے ؟Good governance کا بہت رونا رویا جا رہا ہے کہ ہر شہر کے اندر good governance ہو گئی ہے۔یہاں لوگوں کو پینے کا صاف پانی چھوڑیں گندہ پانی دے دیں لوگ اُبال کر پی لیں گے۔لاہور جیسے شہر میں پینے کا پانی میسر نہیں ہے، پچھلے تین ماہ سے اس طرح کے حالات ہیں لیکن حکمرانوں کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔لوگ سڑکوں پر آ گئے ہیں۔ہم نے الیکشن سے پہلے بڑے بڑے وعدے کئے، نعرے لگائے کہ بجلی آ جائے گی، یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے عوام فکر نہ کریں اس کے لئے ہم نے کیمپ لگائے اور ہم نے سب کچھ کیا یہ سب باتیں کہاں گئیں؟ یہ تو تھوڑے سے عرصہ کی بات ہے کوئی بیس پچیس سال نہیں گزرے کہ عوام بھول جائے گی۔ہمیں آج بھی وہ باتیں یاد ہیں، ہم تو صرف وہ باتیں کریں گے جو انہوں نے کہی ہوئی ہیں اور ان کے منشور کا حصہ ہیں۔

جناب سپیکر: اجلاس کی کارروائی کے لئے مزید دس منٹ کا وقت بڑھایا جاتا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کروں گا کہ حکومت کی سابقہ performance دیکھی جائے تو بجٹ کی total utilization صرف 55 فیصد بنتی ہے جبکہ ضمنی بجٹ اتنا لمبا چوڑا ہے یعنی جو آپ کو پہلے پیسے دیئے گئے ہیں وہ آپ استعمال نہیں کر پا رہے۔گندم خریدنے کے لئے آپ سٹیٹ بنک آف پاکستان کے پاس جاتے ہیں کہ پیسے دے دو کیونکہ گندم لینی ہے جو بہت اچھی بات ہے کیونکہ کسانوں کو support کرنا چاہئے اور انہیں ساتھ لے کر چلنا چاہئے۔ہمیں یہ نہیں پتا کہ کن مہینوں میں گندم آتی ہے اور کن مہینوں میں چاول آتا ہے؟ کیا ایسا ممکن نہیں تھا کہ یہاں اس کی block allocation کی جائے اور ہمیں بتایا جائے کہ اس مقصد کے لئے اتنے پیسے رکھے گئے ہیں لیکن کبھی نہیں کرتے۔آپ سٹیٹ بنک سے پیسے لینے جائیں تو وہ آپ کو ایک consumer کے طور پر deal کرتے ہوئے آپ سے سود لیتا ہے۔آپ بتائیں کہ وہ سود کس نے دینا ہے؟ وہ سود اس صوبے کی دس کروڑ عوام نے گرمی میں پسینہ نکال کر کما کر دینا ہے۔موچی، لوہار، ترکھان اور مزدور اس سود کا پیسا دیتا ہے۔Taxation اتنی زیادہ ہے کہ حساب ہی کوئی نہیں ہے۔پیسے اکٹھے کرنے ہیں لہذا پٹرول، بیکری اور کھانے پینے کی چیزوں پر ٹیکس لگا دو یعنی direct tax لگا دو اور عوام کو ٹھاہ ٹھاہ کر کے مارو۔حکومت قرضے لے کر اللے تللے اخراجات کرتی ہے لیکن اُن قرضوں پر سود کی رقم صوبے کی عوام دے گی۔انہوں نے اپنے اخراجات کم

نہیں کرنے کیونکہ اس بجٹ کی کتاب کے اندر بے شمار ایسی چیزیں ہیں جو میں آپ کے سامنے ابھی بیان کرتا ہوں جسے دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں کہ good governance کا زور ڈالنے والی حکومت کہاں گئی؟ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اِن کے ہر اچھے کام میں ساتھ ہوں گے اور support کریں گے کیونکہ انہوں نے عوام کا mandate لیا ہے اور ہم نے بھی لیا ہے۔ ہم ان کے کاموں سے کیڑے نہیں نکالیں گے بلکہ تنقید اصلاح کے لئے کریں گے لیکن کبھی بھی تنقید برائے تنقید نہیں کریں گے اور ان بنچوں سے آپ کبھی یہ چیز نہیں دیکھیں گے۔ ہم اپنی تحریک انصاف کی پارٹی کے منشور کو لے کر چلیں گے، تنقید برائے اصلاح کریں گے اور کوئی دوسری بات نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کروں گا کہ آئین میں کہاں لکھا ہے کہ ضمنی بجٹ ایک دفعہ پیش کیا جائے؟ اگر بات قانون اور قاعدے کے تحت ہی کرنی ہے تو پھر اس کے تحت ہی کرتے ہیں۔ کیا آپ کی خواہش نہیں ہے کہ اس ایوان کو empower کیا جائے۔ سٹینڈنگ کمیٹیوں کے حوالے سے ہماری ایک فاضل حکومتی ممبر نے بھی پہلے بات کی ہے۔ میں آپ کے توسط سے یہاں بیٹھے اپنے تمام ممبران کے حقوق کی بات کر رہا ہوں کہ اگر قومی اسمبلی اور خیبر پختونخواہ اسمبلی میں سٹینڈنگ کمیٹیاں اتنی empower ہیں جو کسی محکمہ کے سیکرٹری یا کسی کو بھی بلا کر پوچھ سکتی ہیں اور اپنے اختیارات استعمال کر سکتی ہیں تو آپ کے ایوان کی سٹینڈنگ کمیٹیاں کہاں ہیں اور آپ ہمیں اتنا بے اختیار کیوں کر رہے ہیں؟ ہم سے مراد یہ ہے کہ حکومت کو یہ سٹینڈنگ کمیٹیاں ملنی ہیں، ہمیں نہیں ملنی لہذا آپ ان سٹینڈنگ کمیٹیوں کو empower کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، ایک کمیٹی تو آپ کی لازمی ہو گی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں یہ بات اس ایوان کے لئے کر رہا ہوں کہ ہم کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہمیں انگوٹھا لگوانے کے لئے یہاں بُلانا ہے تو بسم اللہ، ہم روزانہ ہی آتے ہیں، بے شک روز انگوٹھا لگوائیں اور ہم سے نعرے لگوانے ہیں تو وہ بھی روز لگوائیں ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن اگر آپ تبدیلی چاہتے ہیں تو پھر اپنی سٹینڈنگ کمیٹیوں کو مضبوط کریں۔ اگر ضمنی بجٹ آیا ہے جسے آپ اسمبلی میں نہیں لانا چاہتے تو اپنی فنانس کمیٹی میں لے آئیں تاکہ وہاں بیٹھے ایم پی اے صاحبان یہ پوچھ سکیں کہ یہ بجٹ کہاں آیا، کہاں گیا اور اس کی disbursement کہاں پر ہوئی؟

جناب سپیکر: جی، ٹائم ختم ہو گیا ہے لہذا دس منٹ ٹائم مزید بڑھایا جاتا ہے۔ میاں صاحب! انہوں نے wind up بھی کرنا ہے ذرا مختصر کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!قومی اسمبلی کا ضمنی بجٹ1.4 trillion کا ہے جس میں سے ایک trillion سود اور قرضوں کی مد میں جا رہا ہے اور باقی 400۔ارب روپے دوسرے محکموں کے لئے ہیں۔بجٹ میں جو مختلف Heads رکھے گئے ہیں میں ان کے حوالے سے بات کروں گا کہ ضمنی بجٹ کی کتاب کے صفحہ نمبر334 پر اتوار بازاروں کے حوالے سے پیسے رکھے گئے ہیں۔

Grant in aid to 135 Market Committees in 36 districts of Punjab for Ramzan Plan 2012 and setting up Fair Price Shops

ان کے لئے21 کروڑ80 لاکھ روپے رکھے گئے۔اسی طرح

Grant in aid for construction/establishment of 3 Model Juma/Itwar Bazaars in D.G.Khan, Thokar and Raiwind Lahore

ان کے لئے5 کروڑ94 ہزار روپے رکھے گئے۔اس کے علاوہ لاہور اور ساہیوال میں دو ماڈل بازار بنانے کے لئے2 کروڑ روپے اور پھر ڈی جی خان میں ماڈل بازار کے لئے ایک کروڑ15 لاکھ روپے رکھے گئے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!آپ ذرا ٹائم کا خیال کریں کیونکہ منسٹر صاحب نے wind up بھی کرنا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں بالکل wind up کرتا ہوں۔اس کے بعد پھر رائیونڈ اور ٹھوکر نیاز بیگ میں ماڈل بازار بنانے کے لئے ایک کروڑ46 لاکھ روپے رکھے گئے۔اس کے بعد پھر راولپنڈی اور ہربنس پورہ لاہور میں ماڈل بازار بنانے کے لئے ایک کروڑ22 لاکھ روپے رکھے گئے۔میں بھی لاہور کا رہنے والا باشندہ ہوں،یہاں پر میری جم پَل ہے اور میرے آباؤاجداد بھی لاہور کے ہیں۔مجھے بتائیں کہ لاہور میں کون سا ایسا ماڈل اتوار بازار بنایا ہے جس پر اتنے پیسے لگے ہیں؟ میں آپ کو good governance کی ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں جس سے آپ کو ساری picture واضح ہو جائے گی کہ یونین کونسل103 اور104 کا نیشنل بنک کالونی کا ایک حصہ ہے جس کے باہر ایک سڑک ہے اور دونوں اطراف پر ڈی جی ایل ڈی اے نے58 لاکھ روپے کی لاگت سے سڑک کے کنارے پر benches رکھ دیئے، چھتریاں بنادیں اور کھوکھے بنادیئے لیکن کوئی استعمال نہیں ہے کیونکہ سڑک چھوٹی ہے۔اب اُس پر58 لاکھ روپیہ لگا دیا گیا لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔وہاں پر لائٹیں بھی چوری ہو گئیں،بنچ بھی اٹھائے گئے اور سارا کچھ ہو گیا ہے مگر کچھ بھی نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: یہ حلقہ آپ کا تو نہیں ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرا حلقہ بھی ہے اور دوسری طرف میاں محمود الرشید صاحب کا بھی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ کیا اس کتاب میں detail ہے کہ ان اتوار بازاروں کے اندر کیا کام کیا گیا ہے؟ ان اتوار بازاروں میں کروڑوں روپے لگا دیئے گئے ہیں جو عوام کے ہیں مگر کسی سرکاری افسر یا ایم پی اے کے نہیں ہیں۔ وہ پیسے کدھر گئے لیکن کوئی پتا نہیں کیونکہ کوئی detail ہی نہیں ہے؟ اسی طرح اس کتاب کے صفحہ نمبر 335 پر ہے کہ کروڑوں روپیہ واسا کو دیا گیا ہے جس میں حیران کن حد تک کی figures ہیں۔ میں نے جیسے واسا کے حالات بیان کئے ہیں کہ پینے کے لئے پانی نہیں ہے اور اگر گھروں میں گندہ پانی آ رہا ہے تو لوگ مختلف بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں جبکہ لاہور میں واسا کے لئے 14 کروڑ 50 لاکھ، 14 کروڑ 52 لاکھ، 2 کروڑ 78 لاکھ، 29 کروڑ 64 لاکھ اور 94 ہزار روپے رکھے گئے لیکن پچھلی دفعہ مون سون کی ایک بارش ہو گئی تو لاہور سے تین ہفتے پانی نہیں نکل سکا۔ یہ کون سی good governance ہے کہ واسا کو اتنے پیسے دیئے گئے ہیں؟ بتایا جائے کہ یہ پیسے کہاں لگے، کدھر گئے اور کیا کسی نے اس کی کوئی تفصیل لی ہے یا کسی نے کچھ پوچھا ہے؟ یہ وہی لکشمی چوک ہے جو آج بھی ڈوبتا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! wind up کریں، please جلدی کریں کیونکہ آج جمعہ کا دن ہے اس لئے آپ کچھ سوچیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے حکومت کی سخاوت کی تھوڑی سی مثالیں دینی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! سب نے جمعہ پڑھنا ہے اس لئے جلدی کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم نے بھی جمعہ پڑھنا ہے۔ 337 صفحہ پر سخاوت کی مثالیں آپ پڑھیں کہ کیسے کیسے پیسے بانٹے گئے ہیں جن کا حساب ہی کوئی نہیں ہے۔ کوئی فلاں ہے اسے دس لاکھ روپے، کوئی فلاں آیا ہے اسے 15 لاکھ روپے اور کوئی آیا تو اسے 12 لاکھ روپے اور کسی کو ساڑھے آٹھ لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔ یہ public money ہے اور ہم ان بنچوں کے اوپر یہ آواز اٹھائیں گے کہ یہ public money ہے جو کہ public کے نمائندوں کے ذریعے خرچ ہونی چاہئے اور اس کی تفصیل بھی اس معزز ایوان کے سامنے آئے۔

جناب سپیکر: آپ کی بہت مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ مجھے دے دیں تاکہ میں اپنی بات مکمل کر لوں۔ آپ بڑی محبت کرتے ہیں جس کے لئے بہت شکریہ

جناب سپیکر: میں اللہ کے فضل سے سب سے محبت کرتا ہوں۔ جی، جلدی سے کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ آپ کی شفقت ہے۔ گزارش یہ ہے کہ مالی امداد کے نام پر کروڑہا روپے اپنے ووٹروں میں بانٹے جاتے ہیں تاکہ ووٹ لے لیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "غلط ہے، غلط ہے" کی آوازیں)

جناب سپیکر: نہ کریں، ایسے نہ کریں۔ کیوں وقت ضائع کر رہے ہیں؟ let him speak سننے کی ہمت رکھیں اور ان کی باتوں کو سن کر جواب دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں ان کی چھپی ہوئی کتاب کی بات کر رہا ہوں۔ میں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کر رہا۔ یہ پہلی دفعہ اس معزز ایوان کے ممبر بنے ہیں اور انہیں پتا نہیں کہ کیسے بولنا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! جلدی سے wind up کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! مالی امداد بالکل ہونی چاہئے۔ یہاں پر کوئی ایسے cases آ جاتے ہیں اور وزیر اعلیٰ کا اختیار ہے اور وہ لوگوں سے محبت کرتے ہیں، ہونا چاہئے۔ میں مانتا ہوں اور اس سے انکاری نہیں ہوں۔ کئی ایسے cases آ جاتے ہیں جن میں بڑی مجبوری ہو جاتی ہے اور ہم بھی چاہ رہے ہوتے ہیں کہ اس بندے کی help ہو۔ یہاں پر 700 آدمیوں کی تفصیل ہے جسے آپ پڑھ کر حیران ہو جائیں گے کہ پیسے کس طرح بانٹے گئے ہیں۔ ایسے ہے جیسے رات کے اندھیرے میں دے کے آئے ہیں اور صبح انہوں نے ووٹ ڈالنے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آخری بات کہہ کر آپ سے اجازت لیتا ہوں کہ میں نے بجٹ پر بحث کے دوران لیور ٹرانسپلانٹ کے متعلق بات کی تھی۔ اگر کوئی دوست پڑھنا چاہے تو وہ ضرور پڑھ لے کیونکہ میں بات ختم کر رہا ہوں۔ اس کی تفصیل آپ کو غالباً صفحہ نمبر 332 ہے میں exact بتا دوں گا کیونکہ آپ نے بات ختم کرنے کا حکم دیا ہے۔ کروڑوں روپے بے شمار لوگوں کو دیئے گئے، کسی کو 30 لاکھ روپے، کسی کو 38 لاکھ روپے، کسی کو 25 لاکھ روپے، کسی کو 15 لاکھ روپے اور کسی کو 40 لاکھ روپے دیئے گئے کہ بھارت سے علاج کرا آؤ۔ ہمارے یہاں پر ڈاکٹر موجود ہیں، یہاں پر ہسپتال موجود ہیں، آپ ان پیسوں سے انہیں facilitate کریں، ان کے آپریشن تھیٹر functional کریں تاکہ لوگ بھارت نہ جائیں کیونکہ اس پر آپ کا زر مبادلہ جاتا ہے اور آپ کی بدنامی ہوتی ہے کہ 20 کروڑ نفوس کا ملک اس قابل بھی نہیں ہے

کہ یہاں پر اس مرض کا علاج کر سکیں؟ میں اس ضمنی بجٹ کو اللے تللے کے اخراجات کہتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آنے والے وقت میں اسے اسمبلی میں سالانہ بجٹ کے ساتھ پیش کیا جائے نہ کہ ایک دفعہ ہم سے مہر لگانے کے لئے دے دیا جائے۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں معزز ممبران اسمبلی کا ضمنی بجٹ کی بحث میں بھرپور حصہ لینے پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ بات واضح رہے کہ ضمنی اخراجات ناگزیر حالات میں کئے جاتے ہیں۔ حکومت کی یہ کوشش ہوتی ہے، چونکہ وقت کم ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس پانچ منٹ کا وقت ہے اور اس کے بعد ایک آدھ منٹ مل سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں ملے گا۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ضمنی اخراجات ناگزیر حالات میں کئے جاتے ہیں۔ حکومت کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اس مد میں اخراجات کم از کم ہوں۔ میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ ضمنی بجٹ کے حوالے سے ایوان کو یہ بتاؤں کہ ضمنی بجٹ کی تین بڑی مدات ہوتی ہیں۔ ایک مد ٹیکنیکل سپلیمنٹری کی ہوتی ہے۔ یہ وہ اخراجات ہیں جن کے لئے کوئی اضافی رقم خرچ نہیں کی جاتی البتہ اکاؤنٹنگ کے قواعد و ضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی booking نئے heads میں کی جاتی ہے۔ اس طرح اکاؤنٹ نمبر دو کی سپلیمنٹری گرانٹ گندم کی خرید و فروخت کے سلسلے میں ہوتی ہے۔ اس سپلیمنٹری گرانٹ میں موجود مالی سال میں اضافی 38۔ارب روپے کے اخراجات کئے گئے۔ یہ رقم بجٹ میں مختص کردہ بجٹ سے زائد گندم کی فروخت کی جانے پر صرف کی گئی جو کہ ایک مثبت قدم ہے۔ اس سے صوبے کے مالی وسائل پر بوجھ کم ہوگا۔ یاد رہے کہ حکومت نے گندم کی قیمت کو مناسب سطح پر رکھنے کے لئے 28۔ارب روپے کی خطیر رقم بطور سبسڈی بجٹ کی ہے۔

جناب سپیکر! اب میں ایوان کو سپلیمنٹری بجٹ کے چیدہ چیدہ اعداد و شمار کے بارے میں آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ یہ درست ہے کہ کل سپلیمنٹری بجٹ 82۔ارب روپے کا ہے البتہ اس میں 38۔ارب روپے گندم کی فروخت کے لئے اور 28۔ارب روپے ٹیکنیکل سپلیمنٹری گرانٹ کی مد میں ہیں۔ اس طرح یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سپلیمنٹری بجٹ کل صرف 17۔ارب روپے سے بھی کم ہے۔ یہ بجٹ جاری اخراجات کا تقریباً کل ساڑھے تین فیصد ہے۔ یاد رہے کہ اس ضمن میں وفاقی حکومت کے قانون کے مطابق جاری اخراجات کے 10 فیصد تک اخراجات کئے جا سکتے ہیں۔ میں ایک اور بات بھی بتانا

چاہوں گا کہ معزز ممبر یہاں پر بیٹھے ہیں جو کہ چودھری پرویز الہیٰ صاحب کی کابینہ میں منسٹر بھی رہے تو یہ Constitution of Pakistan کا آرٹیکل 84 پڑھ لیں تو انہیں سپلیمنٹری بجٹ کے حوالے سے، آپ کا آئین جو آپ کو بتاتا ہے وہ اس میں درج ہے۔ میں اس کی تفصیل اس لئے خود نہیں پڑھوں گا کہ آپ نے مجھے کہا ہے کہ وقت کم ہے۔ ایک بات یہاں پر بار بار کی جاتی ہے اچھا ہے کہ ہماری معزز ممبر ثمینہ خاور حیات صاحبہ بھی بیٹھی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! کہیں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ بھی تشریف فرما ہیں اور اپوزیشن لیڈر بھی تشریف فرما ہیں۔ یہاں پر پچھلی حکومت کے بارے میں بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ 100۔ارب روپے کا surplus تھا لیکن میں جو یہ بات کر رہا ہوں تو please سٹیٹ بنک آف پاکستان کے جاری اعداد و شمار کے مطابق جس ماہ میں مسلم لیگ (ق) کی حکومت ختم ہوئی، اس ماہ کا closing balance جو تھا وہ 17.2۔ارب روپے تھا۔ اس کے مقابلے میں جس ماہ میں ہماری مسلم لیگ (ن) کی حکومت ختم ہوئی تو اس ماہ کا closing balance صوبہ پنجاب کا 25.3۔ارب روپے تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پر مالی امداد کے حوالے سے معزز ممبر میاں محمد اسلم اقبال صاحب نے بات کی تو میں انہیں یاد دلانا چاہوں گا کہ ہمارا مالی امداد کا criteria اتنا transparent ہے کہ پورے ایک criteria کے مطابق کسی بھی غریب کو مالی امداد دی جائے تو اس تک پہنچتی ہے اور ایک ان کا دور تھا جب چودھری مونس الہیٰ صاحب نے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑیں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دیں کہ ایک ان کا دور تھا کہ جب چودھری مونس الہیٰ صاحب نے لاہور سے الیکشن لڑا تو انہوں نے گلبرگ، ماڈل ٹاؤن اور گارڈن ٹاؤن کی کوٹھیوں میں رہنے والے لوگوں کو 15/15 ہزار روپے کے مالی امداد کے چیک بھیج دیئے۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر! ہماری ہر چیز transparent ہے اور اگر یہ چاہیں تو اسے چیک کر سکتے ہیں، اگر یہ سمجھتے ہیں کہ مالی امداد کسی غلط طریقے سے دی جاتی ہے تو انہیں پورا حق ہے کہ وہ اسے چیک کریں۔۔۔

MR SPEAKER: Don't try to be personal.

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! کچھ معزز ممبران نے اس بات پر اعتراض کیا کہ حکومت نے ضمنی بجٹ میں تعلیم کے لئے 10۔ارب روپے کی اضافی رقم خرچ کی ہے۔ ہم سب بات کرتے ہیں کہ ہمیں تعلیم کے شعبے میں زیادہ سے زیادہ فنڈز خرچ کرنے چاہیئں۔ اگر 10۔ارب روپے تعلیم کے شعبے میں زائد خرچ ہوئے تو یہ بات تو بڑی خوش آئند ہے۔ پولیس کے بارے میں جو اعتراض اٹھائے گئے تو میں یہ واضح کروں گا کہ اس کے کل اخراجات کا دو تہائی خرچہ پولیس کی تنخواہوں میں اضافہ سے متعلقہ ہے جبکہ ایک خطیر رقم لاء اینڈ آرڈر پر خرچ کی گئی ہے۔ ایوان میں اس بات پر بھی اعتراض کیا گیا کہ حکومت غریبوں کو علاج کے لئے کیوں رقم دے رہی ہے؟۔۔۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت دو منٹ مزید بڑھایا جائے۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): اس سلسلے میں یہ عرض ہے کہ اس کا بھی transparent criteria ہے اور یہ رقم کسی کو cash کی صورت میں نہیں دی جاتی۔ اگر کسی بھی غریب کا علاج کیا جاتا ہے تو directly ان ہسپتالوں کو دیا جاتا ہے یا اگر کسی غریب کو پاکستان سے باہر بھی علاج کے لئے بھیجا گیا ہے تو وہاں پر جو ہسپتال یا ادارہ ہے اس کو دیا جاتا ہے۔ یہ نادار لوگوں کی مالی امداد کے لئے جو رقم دی جا رہی ہے اس کی پہلے انتہائی شفاف طریقے سے چھان بین کی جاتی ہے اور اس کے بعد اس کی منظوری دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! دانش سکولوں کے حوالے سے ڈاکٹر وسیم صاحب نے بات کی ہے تو میں انہیں یہی کہوں گا کہ ہم نے دانش سکول کا پنجاب کے جو دور افتادہ اضلاع اور under developed districts ہیں وہاں سے ہی start لیا ہے۔ جیسا کہ انہوں نے خود کہا ہے کہ بہاولپور، تو چولستان بھی بہاولپور کا حصہ ہے۔ ہم نے بہاولپور میں دانش سکول بنایا ہے، اسی طرح رحیم یار خان، بہاولنگر، میانوالی، اٹک، راجن پور اور ڈیرہ غازی خان میں دانش سکول بن چکے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر ایک بہت بڑا اعتراض میٹرو بس کی تعمیر کے سلسلے میں اعزازیہ کے طور پر دیئے گئے پیسوں پر کیا گیا۔ میٹرو بس پاکستان میں ایک ایسا تاریخی پراجیکٹ ہے جس طرح ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف نے موٹروے بنانے کا ایسا کام کیا کہ لوگ آج بھی بلکہ یہ سب لوگ اس موٹروے پر سفر کرتے ہیں۔ میٹرو بس پر اس وقت شہر لاہور کے ایک لاکھ سے زیادہ لوگ travel کر رہے ہیں اور غریب لوگوں کو facilitate کیا جا رہا ہے۔ یہ ریکارڈ پراجیکٹ 11 مہینوں میں میاں محمد شہباز شریف کی

سربراہی میں مکمل ہوا۔ وہاں مزدوروں اور سٹاف کو اعزازیے کے طور پر وہ رقم دی گئی تھی جس کا سپلیمنٹری بجٹ میں بتایا گیا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کورم پورا نہ ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، جب منسٹر صاحب تقریر کر رہے ہوں تو آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ منسٹر صاحب! آپ اس کو wind up کر دیں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ایک معزز ممبر نے منسٹر بلاک کے لئے اضافی رقم دینے پر اعتراض کیا تو میں وضاحت کرنا چاہوں گا کہ یہ رقم نگران دور میں دی گئی تھی۔

جناب سپیکر! میں آخر میں تمام معزز ممبران کا ضمنی بجٹ میں حصہ لینے پر شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس شعر کے ساتھ اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ:

ہمارا شیوہ ہے کہ اندھیروں میں جلاتے ہیں چراغ
ان کی سازش ہے کہ دنیا میں یونہی رات رہے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: مہربانی۔ اب ایک ضروری اعلان سن لیجئے گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کورم کی نشاندہی کی گئی تھی کہ کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کورم پورا ہے، آپ کیسے کہتے ہیں کہ کورم پورا نہیں ہے؟ جب میں نے دیکھا تھا اس وقت کورم پورا تھا، آپ تشریف رکھیں۔ کل مورخہ 29۔جون2013 کو ضمنی مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری ہو گی۔ کٹ موشن کے ذریعے مطالبات زر پر بحث ایک بجے تک جاری رہے گی۔ باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ (4)144 کے تحت گلوٹین کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔

اب اجلاس مورخہ 29۔جون2013 بروز ہفتہ صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

728

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،29۔جون2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2012-13

ضمنی مطالبات زر برائے سال2012-13 پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر1	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جوایک لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کوختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد الفیون برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2012-13کا صفحہ 1ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر2	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو52لاکھ،32ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کوختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مداسٹامپ برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2012-13کا صفحہ 2 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر3	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو12کروڑ،94لاکھ،87 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کوختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدجنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2012-13کے صفحات3تا 5ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر4	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جوایک ارب،15کروڑ،63لاکھ،15 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30جون2013 کوختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2012-13کے صفحات6تا7ملاحظہ فرمائیں۔

729

مطالبہ نمبر5	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو2۔ارب ،33کروڑ،81لاکھ،71 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی وبحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات8تا23ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر6	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو5کروڑ،87لاکھ،48ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جیل خانہ جات وسزایافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال13-2012 کے صفحات24تا33ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر7	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو3۔ارب،44کروڑ، 70لاکھ،41 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال13-2012 کے صفحات 34تا66ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر8	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جوایک کروڑ،17لاکھ،50 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد عجائب خانہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012کاصفحہ 67ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر9	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو9۔ارب ،95کروڑ،12لاکھ،43ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات68 تا96ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر10	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جوایک ارب،86کروڑ،52لاکھ، 19ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات صحت برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 12-2011 کے صفحات97 تا183 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر11	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو43کروڑ،87لاکھ،71 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012کے صفحات 184تا190ملاحظہ فرمائیں۔

730

مطالبہ نمبر12	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو10کروڑ،85لاکھ،7ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 191تا198 ملاحظہ فرمائیں
مطالبہ نمبر13	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو6کروڑ،3لاکھ،27ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ماہی پروری برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 199تا200 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر14	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو34لاکھ،48ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 201تا202 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر15	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو29کروڑ،34لاکھ، 69ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعتیں برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 203تا207 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر16	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو8کروڑ،36لاکھ،90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 208تا222 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر17	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو35کروڑ،21لاکھ،21 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال13-2012 کے صفحات 223تا234 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر18	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو ایک ارب،92کروڑ،98لاکھ،14ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 235تا237 ملاحظہ فرمائیں۔

731

مطالبہ نمبر19	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو3۔ارب،59کروڑ،14لاکھ،66ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ریلیف برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012کے صفحات 238تا243ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر20	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو8۔ارب،67کروڑ،31لاکھ،90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پنشن برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012کاصفحہ 244 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر21	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جوایک کروڑ،86لاکھ،29ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012کے صفحات 245تا246ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر22	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو9۔ارب،58کروڑ،19لاکھ،80ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد منقرقات برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012کے صفحات 247تا338ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر23	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو10کروڑ،86لاکھ،16ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد غلے اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012کے صفحات 339تا343 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر25	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012کے صفحات 345تا346 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر26	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صوبائی آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال13-2012کاصفحہ 347ملاحظہ فرمائیں۔

732

مطالبہ نمبر27	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کا صفحہ 348 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر28	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کا صفحہ 349 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر29	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد انتظام عمومی برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 350تا375 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر30	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نظام عدل برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 376تا383 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر31	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ویٹرنری برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 384تا394 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر32	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 395تا404 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر33	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سبسڈی برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 405تا407 ملاحظہ فرمائیں۔

733

مطالبہ نمبر34	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 408تا409 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر35	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد میڈیکل سٹوروں اور کوئلے کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کا صفحہ 410 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر36	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ڈویلپمنٹ برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 411تا521 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر37	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 522تا528 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر38	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زرعی ترقی و تحقیق برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کا صفحہ 529 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر39	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ٹاؤن ڈویلپمنٹ برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 530تا531 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر40	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شاہرات وپل برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 532تا545 ملاحظہ فرمائیں۔

734

مطالبہ نمبر41	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری عمارات برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 546 تا586ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر42	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 13-2012 کے صفحات 587تا590ملاحظہ فرمائیں۔

2۔ **منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال13-2012ایوان کی میز پر رکھا جانا**

ایک وزیر منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال13-2012ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

736

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا دوسرا اجلاس

ہفتہ،29۔جون2013

(یوم السبت،19۔شعبان المعظم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 42 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

قُلۡ إِن كُنتُمۡ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِي يُحۡبِبۡكُمُ ٱللَّهُ وَ
يَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوبَكُمۡۗ وَٱللَّهُ غَفُورٞ رَّحِيمٞ ٣١ قُلۡ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ
وَٱلرَّسُولَۖ فَإِن تَوَلَّوۡاْ فَإِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ ٱلۡكَٰفِرِينَ ٣٢

سُوۡرَةُ آل عِمرَان آیات31تا32

(اے پیغمبرؐ لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (31) کہہ دو کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر نہ مانیں تو اللہ بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔(32)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

حضورؐ ایسا کوئی انتظام ہو جائے
سلام کے لئے حاضر غلام ہو جائے
میں صرف دیکھ لوں اک بار صبح طیبہ کو
بلا سے پھر میری دنیا میں شام ہو جائے
حضورؐ آپ جو سن لیں تو بات بن جائے
حضورؐ جو آپ کہہ دیں تو کام ہو جائے
حضورؐ ایسا کوئی انتظام ہو جائے

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔پہلی تحریک التوائے کار نمبر 13/18 شیخ علاؤالدین کی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!اس کو next week تک pending فرمادیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!پھر تحریک التوائے کار نمبر 13/7 جو پرائیویٹ سکولوں کے بارے میں تھی اس کو دیکھ لیجئے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!آپ نے اس کو بھی یکم جولائی 2013 تک pending فرمایا تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!کیا یہ اجلاس یکم جولائی تک چلے گا؟

جناب سپیکر: جی۔

شیخ علاؤالدین: یہ جو burning issue پرائیویٹ سکولوں کے بارے میں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس پر ابھی بحث نہ کریں،آپ کی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جب تحریک کا جواب نہیں آئے گا تو پھر۔۔۔

جناب سپیکر: اس کا جواب اس لئے نہیں آیا کہ اس کی تاریخ یکم جولائی 2013 رکھی ہوئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!جس کی تاریخ آج رکھی ہوئی ہے اس تحریک التوائے کار کا بھی جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: پھر ان سے پتا کرتے ہیں۔منسٹر صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 13/18 کا جواب آگیا ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!میں نے humble submission کی ہے کہ اس کو بھی next week یکم جولائی تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کو next week تک pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/19 بھی شیخ علاؤالدین کی ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!اس میں بھی میری گزارش ہو گی کہ اس کو بھی next week یکم جولائی تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: میں نے تو اس کو یکم جولائی تک pending نہیں کیا تھا اس کو تو آج کے لئے pending کیا گیا تھا۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!میں آج آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ اس کو یکم جولائی تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: یہ یکم جولائی تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/22 بھی شیخ علاؤالدین کی ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!اس میں بھی میری گزارش ہو گی کہ اس کو بھی next week تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: آپ یہ بتائیں کہ next week سے مراد کون سا دن ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!آپ جو مرضی تاریخ رکھ دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، جو مرضی نہیں بلکہ آپ بتائیں کہ کون سے دن کے لئے pending کیا جائے؟ اس وقت تک جواب آنا چاہئے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!اس کو Tuesday تک کے لئے pending فرمادیں اس کا جواب آ جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ساڑھے 8 سو کنال کینٹ کی زمین ہے جس کا یہ معاملہ ہے جو خورد برد ہو رہی ہے۔ آپ کو بھی معلوم ہے کہ trust is always trust یہ ساڑھے 8 سو کنال ہندو اوقاف کی زمین ہے جو ارب ہا روپے کی ہے۔ اس کے علاوہ جو میں نے دریائے راوی کے بارے میں گزارش کی تھی وہ بھی سب pending ہیں۔ یہ تمام تحاریک lapse کر جائیں گی کیونکہ میرا نہیں خیال کہ اجلاس یکم جولائی تک چلے گا۔ اس کو آپ دیکھ لیجئے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کا خیال میرے خیال میں ٹھیک نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ جو فرما رہے ہیں وہ ٹھیک ہے لیکن آپ دیکھ لیجئے کہ یہ اہم معاملات ہیں، جیسے آپ مناسب سمجھیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ان کو تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/25 محترمہ باسمہ چودھری، محترمہ ثمینہ خاور حیات، سردار وقاص حسن مؤکل اور ڈاکٹر محمد افضل کی طرف سے ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس کو بھی Tuesday تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: اس کو بھی Tuesday تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/41 چودھری عامر سلطان چیمہ اور سردار وقاص حسن مؤکل کی طرف سے ہے۔

لاہور اور دوسرے شہروں میں بچے اور نوجوان نہروں میں نہاتے ہوئے ڈوب کر مرنے سے عوام میں خوف وہراس کا پایا جانا

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کا جواب آگیا ہے میں پڑھ دیتا ہوں۔

اس ضمن میں عرض ہے کہ اندرون شہر سے گزرنے والی نہروں پر لوگوں کے نہانے کی وجہ سے آئے دن حادثات سے بچاؤ کے لئے محکمہ انہار نے مورخہ 2013-06-18 کو اخبارات میں اشتہارات کے ذریعے لوگوں کو مطلع کیا کہ نہر میں نہانا حادثات کا موجب بن سکتا ہے لہذا نہر میں نہانا منع ہے۔ عوام الناس کو فلیکس بورڈ اور سرخ جھنڈیوں سے بھی نہر میں نہ نہانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں خطرناک مقامات پر نہانے پر منجانب ضلعی انتظامیہ سیکشن 144 کا نفاذ عمل میں لایا گیا ہے۔ دیگر حفاظتی اقدامات اور life saving guards کی تعیناتی کرنا شہروں کی مقامی انتظامیہ سٹی

گورنمنٹ کا کام ہے اس کے لئے نقول اشتہار حکم نفاذ دفعہ 144 اور حفاظتی اقدامات کی تفصیل اور تصاویر میرے پاس موجود ہیں۔

جناب سپیکر!اس میں ہر طریقے سے کوشش کی جارہی ہے کہ جو بچے نہروں پر نہانے جاتے ہیں وہاں پر ہم نے دفعہ 144 کا نفاذ کیا ہے اور بذریعہ میڈیا بھی اس پر کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے،اس کو press نہیں کرتے لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار 13/49 میاں محمود الرشید،ڈاکٹر مراد راس اور سعدیہ سہیل رانا کی طرف سے ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!میری humble submission ہے کہ اس کو بھی pending فرمادیں۔

جناب سپیکر:pending کا مطلب کیا ہے،کیا اس کا مطلب next working day ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جی،next working day

جناب سپیکر: ٹھیک ہے،اس کو Monday تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/50 محترمہ ثمینہ خاور حیات کی طرف سے ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!اس میں بھی میری گزارش ہے کہ اس کو next working day تک pending فرمادیا جائے۔

جناب سپیکر:working day پھر Monday آئے گا،یہ دیکھ لیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!اس کو Tuesday تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر:اس کا subject same ہی ہے لہذا اس کو Monday تک pending کیا جاتا ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!میری گزارش ہے کہ اس کو Tuesday تک pending فرمادیں تاکہ اس کا جواب آجائے۔

جناب سپیکر: چونکہ ان تحاریک کا جواب ایک جیسا ہی آنا ہے اس لئے اس تحریک کو Monday تک pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/52 بھی محترمہ ثمینہ خاور حیات کی ہے۔

جڑانوالہ کے نواحی گاؤں 53 گ ب ڈھیسیاں میں دکاندار کے ہاتھوں آٹھ سالہ طالب علم کی ہلاکت

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 13/52 کا جواب آگیا ہے۔ یہ اس بچے کے بارے میں ہے جو برف لینے کے لئے گیا تھا اور اس کو سوّا مار دیا گیا۔اس کے بارے میں مختصر حالات مقدمہ اس طرح ہیں کہ:

مدعی عبدالغفار ولد ابراہیم قوم ارائیں سکنہ چک نمبر 53 گ ب نے درخواست دی کہ سائل چک نمبر 53 گ ب کا رہائشی ہے۔ مورخہ 09-06-2013 کو مغرب ویلا میں، برادر محمد یونس، سردار محمد ولد نعمت اللہ قوم ارائیں اور میں دکان ہذا ڈاکٹر شوکت کے باہر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص الزام علیہ محمد اشفاق عرف کالا کی ریڑھی پر آیا اور برف مانگی۔ الزام علیہ مذکورہ برف توڑنے لگا تو میرے بیٹے نے برف کی چھوٹی سی ٹکڑی اٹھا کر کھالی۔اس نے میرے بیٹے کو گالی دی اور سوّا مارا وہ سوّا میرے بیٹے کے سر کے پچھلے حصے پر لگا جس پر میرا بیٹا شدید مضروب ہو کر گر گیا۔ ہم نے بچے کو سنبھالا اور برائے علاج معالجہ سول ہسپتال جڑانوالہ لائے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کو الائیڈ ہسپتال فیصل آباد refer کر دیا امروز میرا بیٹا زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گیا۔ اس کا مقدمہ نمبر 288، under section 302 مورخہ 10-06-2013 تعزیرات پاکستان تھانہ صدر جڑانوالہ درج رجسٹرڈ ہوا۔ ملزم محمد اشفاق عرف کالا کو مقدمہ ہذا میں حسب ضابطہ گرفتار کر کے جسمانی ریمانڈ حاصل کیا اور مورخہ 14-06-2013 کو ملزم محمد اشفاق عرف کالا ریمانڈ جسمانی کی نشاندہی پر آلہ قتل "سوّا برف والا آہنی" برآمد کر کے قبضہ پولیس لیا گیا۔ ملزم محمد اشفاق عرف کالا کو حقیقی گنہگار پاکر مورخہ 16-06-2013 کو پیش عدالت کرنے کے بعد حصول ریمانڈ جوڈیشل 14 یوم بند حوالات جوڈیشل کروایا اور مذکورہ ملزم کے خلاف چالان مرتب کر کے داخل عدالت کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، Not pressed. Dispose of. اگلی تحریک التوائے کار نمبر 56/2013 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب اور سردار وقاص حسن خان مؤکل صاحب کی طرف سے ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!اس کو بھی next Tuesday تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اسے pending کیا جاتا ہے۔next تحریک التوائے کار نمبر61/2013 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! عدالت عظمیٰ کے حکم کے مطابق فیسکو نے یکساں لوڈ شیڈنگ کرتے ہوئے۔

جناب سپیکر: Sorry اس کو pending کیا تھا لیکن یہ پڑھی نہیں گئی تھی۔ آپ نے pending کروائی تھی لیکن یہ پڑھی نہیں گئی۔ آپ نے پہلے دیکھ لی تھی۔ میرے خیال میں اب اس کو next working day کے لئے pending کرتے ہیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، خواجہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر64/2013 پڑھی گئی ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ بھی same وہی ہے۔

جناب سپیکر: یہ ابھی پڑھی نہیں گئی اس کو چھوڑیں۔ اب اگلی تحریک التوائے کار80/2013 میاں محمد اسلم صاحب کی طرف سے ہے یہ پڑھی جا چکی ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کو Tuesday تک pending فرمادیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس دن میں نے اس flyover/bridge کے حوالے سے request متعلقہ منسٹری تک پہنچائی تھی کہ مہربانی۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت! ان کا جواب آنے دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس کا جواب آنے تک کتنی اور جانیں ضائع ہونی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، till Tuesday pending کی جاتی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ اس flyover کو بنے ہوئے ابھی کچھ عرصہ ہوا ہے اور پندرہ سے بیس افراد اوپر سے گر کر لقمہ اجل بن چکے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کا جواب آنے دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: میں عرض یہ کرنا چاہ رہا ہوں کہ اس کا باقی جواب جیسے مرضی آئے صرف متعلقہ وزیر صاحب اپنے سٹاف کو کہہ کر اور اس کو visit کر کے وہاں پر۔۔۔

جناب سپیکر: وہ سب کچھ دیکھ کر پھر رپورٹ لائیں گے ایسے تو وہ رپورٹ نہیں دیں گے۔ ایسے تو وہ بات نہیں کریں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! please اس کو Monday تک pending کروادیں۔

جناب سپیکر: اب میں نے Tuesday کا آرڈر کر دیا ہے۔ اب اس پر گزارہ کریں۔ جی، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 98/2013 محترمہ راحیلہ انور کی طرف سے ہے۔ یہ پڑھی نہیں گئی تو اب اس کا کیا علاج کیا جائے؟ محترمہ راحیلہ انور!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کی طرف سے بھی ہے۔ جی، ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ پھر آپ اس کو پڑھیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! It is an identical issue regarding load-shedding and the people.....

جناب سپیکر: ان کو پڑھنے دیں میں اس کو اس کے ساتھ attach کر دوں گا۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے پڑھنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھیں۔

فیصل آباد میں لوڈ شیڈنگ کے خلاف احتجاج کرنے والے مرد اور خواتین پر پولیس کا تشدد

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ قومی اخبارات اور TV چینلز کے مطابق فیصل آباد میں لوڈ شیڈنگ کے خلاف احتجاج کرنے والے افراد اور خواتین پر پولیس نے بیہمانہ تشدد کیا اور چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے پنجاب پولیس کے افسران اور اہلکاران نے خواتین اور بچوں پر لاٹھی چارج کیا اور ان کو شدید تشدد کا نشانہ بنایا لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کی پہلی تحریک التوائے کار Tuesday تک pending ہوئی ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جی، Tuesday تک pending ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس کے ساتھ ہی اس کو attach کریں۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 120/2013 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ حضرت صاحب! اب اس کا کیا کرنا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کے حکم کے مطابق اس پر ایک میٹنگ ہو گئی ہے اور وہ میٹنگ لاء منسٹر صاحب نے chair کی تھی۔ اس پر محکمے نے کہا ہے کہ دو تین دن کا ٹائم دیجئے اس لئے اس کو pending کر دیجئے۔

جناب سپیکر: اس کو کب تک pending کریں؟ جی، بتائیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جس طرح شیخ صاحب نے فرمایا ہے already اس پر ان کی meeting conduct کروادی گئی ہے۔ Law Minister has chaired that meeting ابھی بھی ہماری یہی بات ہے کہ there are some complications لہذا اس کو Tuesday یا Wednesday تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، Wednesday تک pending کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 132/2013 جناب احمد خان بھچر صاحب کی طرف ہے۔

واٹر مینجمنٹ (زراعت) کے پراجیکٹ گریٹر تھل کینال کے ملازمین کو مستقل کرنے کا مطالبہ

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گریٹر تھل کینال پراجیکٹ کے ملازمین نے گزشتہ روز ڈائریکٹر جنرل واٹر مینجمنٹ محکمہ زراعت ڈیوس روڈ لاہور کے سامنے احتجاج کرتے ہوئے حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے کہ وہ گزشتہ آٹھ سال سے اس پراجیکٹ پر کنٹریکٹ کی بنیادوں پر ملازمت کر رہے ہیں۔ اب ان کا کنٹریکٹ 30۔ جون 2013 کو ختم ہو رہا ہے لیکن ان کو نہ صرف مستقل کیا جا رہا بلکہ ان کے کنٹریکٹ میں بھی توسیع نہیں کی جا رہی حالانکہ اس پراجیکٹ کے علاوہ واٹر مینجمنٹ کے تمام کنٹریکٹ ملازمین کو پے سکیل دے کر دوسرے پراجیکٹ PIPIP میں ضم کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے حکام بالا سے مطالبہ کیا ہے کہ اُن کو مستقل بنیادوں پر دوسرے منصوبوں میں ضم کر دیا جائے۔ جیسے کہ PIPIP، سولر پروگرام، SNE واٹر مینجمنٹ، یا سرپلس پول اور اُن کو بے روزگار ہونے سے بچایا جائے جو 8 سال کی سروس کے بعد overage بھی ہو چکے ہیں اور کہیں اور ملازمت بھی حاصل نہیں کر سکتے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار جناب احمد خان بھچر صاحب نے آج ہی پڑھی ہے اور اس کے لئے کچھ وقت دیں تاکہ اس کا جواب منگوا کر پھر ایوان میں پیش کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: جی، pending till?

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کو بدھ تک pending کر دیں۔

جناب سپیکر: Monday کو اگر آ جائے تو کیا حرج ہے؟ دیکھیں! کبھی issue کو بھی تھوڑا سا دیکھا کریں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! آپ کا حکم تو جیسا بھی ہو ٹھیک ہے لیکن اگر بدھ تک ہو جائے تو یہ بھی بہت اچھا ہے باقی جو آپ فرمائیں۔

جناب سپیکر: چلیں!Tuesday کر دیتے ہیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، تحاریک التوائے کار ختم ہوئیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

تھل کینال کے متاثرین اور زراعت کے بارے میں کمیٹی بنانے کا مطالبہ

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! کل میں نے ایک تھل کینال کے متاثرین اور ایگری کلچر کے بارے گزارش کی تھی جس پر آپ نے فرمایا تھا کہ منسٹر ایگری کلچر کی ڈیوٹی لگائی جائے مگر وہ اس وقت تشریف نہیں رکھتے تھے اور میں نے پھر press نہ کیا، میری ایک اور گزارش بھی ہے کہ میری اور ایگری کلچر منسٹر صاحب کی میٹنگ کی بجائے اگر مہربانی کر کے ایک کمیٹی بنا دیں جس میں دو تین معزز ممبران کو آپ اپنی صوابدید کے مطابق جو بھی مناسب سمجھیں شامل کریں تو وہ زیادہ مناسب ہو گا۔ ہمیں ایک یا دو مہینے کا ٹائم بھی دے دیں تاکہ time-limit case بنا کر ہم اپنی گزارشات آپ کی وساطت سے ایوان میں پیش کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، جناب سبطین خان صاحب کی بات کو note کر لیں، اس پر میں ایک کمیٹی بناؤں گا۔ اگر already کوئی کمیٹی بن چکی ہوئی تو پھر اس کے سپرد کیا جائے گا ورنہ ان کو specially ایک کمیٹی بنا کر جس میں ایگریکلچر منسٹر، سبطین خان صاحب اور باقی نام شامل کر کے میں اس پر پانچ رکنی کمیٹی بناؤں گا۔

جناب محمد سبطین خان: جی، ٹھیک ہے۔ مہربانی

محترمہ فائزہ احمد ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یا اللہ خیر، یا اللہ خیر۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ویسے تو ladies first ہوتی ہیں آپ کو کچھ خیال کرنا چاہئے اُدھر سے بی بی اُٹھی ہوئی ہیں۔جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔آج کل ہم اخبارات میں ایک بہت ہی اہم مسئلہ پڑھتے رہتے ہیں کہ وفاقی حکومت نے بجلی کے بحران پر قابو پانے کے لئے کچھ فیصلے کئے ہیں جن میں سے کچھ فیصلے ایسے ہیں جس سے عوام میں تحفظات پائے جا رہے ہیں۔ بہت سارے لوگوں نے اس معاملہ پر ہمارے ساتھ آکر بات کی ہے کہ وفاقی حکومت کا یہ فیصلہ کہ بھارت ہمارا ہمسایہ ملک ہے اور ملک میں بجلی کے بحران پر قابو پانے کے لئے بھارت سے بجلی لی جائے تو میری گزارش یہ ہے کہ بھارت نے کشمیر میں ہمارے مسلمان بھائیوں کے ساتھ جو جارحانہ روّیہ رکھا ہوا ہے اس طرح کے ملک۔۔۔

جناب سپیکر: یہ federal issue ہے،آپ اپنی پارٹی سے کہیں کہ اسے وہاں پر discuss کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میری گزارش تو سُن لیں۔

جناب سپیکر: No, it should be discussed there. آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب محمد وحید گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں۔No point of order.

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پاک ایران گیس معاہدہ ہو چکا ہے تو ہمیں چاہئے کہ ایسے ممالک کے ساتھ مل کر energy crisis حل کریں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں ۔ آپ کی بڑی مہربانی ۔یہ federal issue ہے آپ اس پر اُدھر بات کروائیں۔جی،ان کا mike بند کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں بھی اس ایوان کا حصہ ہوں، مجھے بھی اپنا مؤقف پیش کرنے کا حق ہے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی ۔آپ اپنی پارٹی سے کہیں کہ وہ نیشنل اسمبلی میں اس issue پر بات کروائیں، یہ ہمارا issue نہیں بنتا۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!ان کے دور میں ہندوستان۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ کیا کر رہے ہیں؟میں خود نوٹس لے رہا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!آپ نے مہربانی کی اور mike مجھے دیا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!یہ ایک اہم معاملہ ہے اور اس حوالے سے عوام میں تحفظات پائے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ تشریف رکھیں،آپ کی بڑی مہربانی۔بہت شکریہ

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔

جناب سپیکر: پہلے تو آپ اپنی سیٹ پر تشریف لے جائیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!یہ بھی میری سیٹ ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی سیٹ نہیں ہے I know, this is not your seat. This I tell you.

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!پھر میں کہاں جاؤں؟

جناب سپیکر: جی،جہاں مرضی بیٹھ جائیں جہاں آپ کا دِل کرے ماسوائے فرنٹ سیٹوں کے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!وہاں mike نہیں لگا ہوا۔

جناب سپیکر: جی،لگا ہو گا،ادھر بھی لگا ہو گا۔(قطع کلامیاں)

میں جو کہہ رہا ہوں تو آپ میری بات مانیں اور آئندہ بھی محتاط رہیں۔

جناب محمد وحید گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں،پہلے میں نے ان کو floor دیا ہے وہ بات کریں گے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!شکریہ

جناب سپیکر: ماحول کو ذرا اچھا رکھنا ہے،آپ کی مہربانی۔ورنہ یہ نہ ہو کہ مجھے کوئی extremist قدم اُٹھانا پڑے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں جو بات کرنے لگا ہوں اس سے ماحول بہت خوشگوار ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اللہ کرے کہ آپ کی زبان سے ایسی بات آئے۔ جی، فرمائیں!

شیخ اعجاز احمد: بڑی مہربانی۔ آج موسم بھی بڑا خوشگوار ہے اور اندر کا ماحول بھی خوشگوار ہو گا۔

جناب سپیکر: اللہ کرے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! خیبر پختونخواہ کے جو چیف منسٹر ہیں معزز پرویز خٹک صاحب، انہوں نے آج کہا ہے کہ میں شہباز شریف صاحب کے۔۔۔

جناب سپیکر: بس آپ بیٹھ جائیں۔Not allowed (قطع کلامیاں)

آپ کی بڑی مہربانی، آپ اخبارات سے جا کر بات کریں۔ میرا ٹائم نہ ضائع کریں۔

سرکاری کارروائی

بحث

ضمنی مطالبات زر برائے سال 2012-13 پر عام بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر: آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔ ضمنی بجٹ برائے سال 2012-13 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2012-13 پیش کیا جائے گا اور اس پر رائے شماری بھی ہو گی۔ اب میں وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ مطالبہ زر نمبر 12 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر 12

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 10 کروڑ 85 لاکھ 7 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو10کروڑ85لاکھ7ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"زراعت"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر12میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل ممبران کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

میاں محمود الرشید،جناب محمد صدیق خان، ملک تیمور مسعود،جناب آصف محمود، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان،جناب محمد عارف عباسی،جناب اعجاز حسین بخاری، محترمہ سعدیہ سہیل رانا،ڈاکٹر نوشین حامد، ڈاکٹر صلاح الدین خان،جناب احمد خان بھچر،جناب محمد سبطین خان،میاں محمد اسلم اقبال، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان، محترمہ راحیلہ انور، ڈاکٹر مراد راس،جناب مسعود شفقت ،جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، محترمہ ناہید نعیم ، محترمہ شُنیلا رُوت، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی،جناب عبدالمجید خان نیازی،میاں ممتاز احمد مہاروی، چودھری مونس الہیٰ، محترمہ ثمینہ خاور حیات، سردار وقاص حسن مؤکل،چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار محمد آصف نکئی ،جناب احمد شاہ کھگہ ، محترمہ باسمہ چودھری، ڈاکٹر محمد افضل، قاضی احمد سعید ، خواجہ محمد نظام المحمود، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید مرتضیٰ محمود،جناب رئیس ابراہیم خلیل احمد، محترمہ فائزہ احمد ملک،ڈاکٹر سید وسیم اختر!

سیکرٹری صاحب!ان سے کہیں کہ یا تو سب کو جناب لکھا کریں یا کسی کو نہ لکھا کریں۔یہ بات ٹھیک نہیں ہے،یہ سب کو جناب ضرور لکھیں میں پڑھوں یا نہ پڑھوں۔جی، کون پیش کرے گا؟

MR AHMED KHAN BHACHAR: Sir! I move:

"That the total of Rs. 108,507,000/- on account of Demand No. 12- Agriculture-be reduced to Rs.1/-"

جناب سپیکر: جی،یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"10کروڑ85لاکھ7ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر12"زراعت" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Sir! I oppose.

جناب احمد خان بھچر:جناب سپیکر !حکومت نے زراعت کے لئے سپلیمنٹری بجٹ میں 10کروڑ 85لاکھ 7ہزار روپے خرچ کئے ہیں چونکہ یہ خرچ ہو گئے ہیں تو آپ کے توسط سے ہم چند گزارشات پیش کریں گے۔ پچھلے سال جو ہمارے کاشتکاروں کا حال ہوا ہے، چاول کی ساری فصل تقریباً خراب ہوئی ہے، صرف misguidance کی وجہ سے،اس کے علاوہ گندم کے جو کاشتکار ہیں اس میں بھی middlemen پوری طرح involve ہوئے ہیں اور انہوں نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے، جس طرح باردانہ استعمال ہوا ہے middlemen نے اس طرح اس کام میں جو transparency اور accountability ہوتی ہے وہ مکمل طور پر نہیں ہونے دی۔ اس میں یہ ہے کہ زراعت کا جو شعبہ ہے اس کے لئے بجٹ میں 3۔ارب روپے رکھے ہیں لیکن آپ کے توسط سے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس سے کاشتکار کو مارکیٹنگ میں اور جو ایگریکلچر کی ہماری inputs ہیں اس میں کتنا فائدہ پہنچ رہا ہے ؟اس وقت ہمارا جو زرعی نظام ہے، دوائیاں ہیں ان کو check کرنے کا جو نظام ہے وہ اتنا ہے کہ اگلے دن ہمارے ڈسٹرکٹ میانوالی میں ایک آفیسر sample لینے کے لئے گیا ہے اور تقریباً ایک گھنٹے بعد سارے samples پاس ہو گئے ہیں۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ مارکیٹنگ کے حوالے سے پچھلے سال چاول اور کپاس کا کاشتکار ذلیل ہوا ہے، اس وقت گندم کا کاشتکار مشکلات کا شکار ہے۔اس وقت کاشتکاروں کے پاس کاشت کے لئے گندم موجود نہیں ہے اور مارکیٹ سے ہمیں گندم ساڑھے چودہ سو،پندرہ سو روپے فی من خریدنی پڑ رہی ہے اس لئے آپ کے توسط سے میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ ایگریکلچر کے سلسلے میں ہماری accountability بہت زیادہ ہے۔1985 سے پہلے ڈیزل کے سلسلے میں ایگریکلچر کے لئے ایک کوٹا مقرر ہوتا تھا، ہر ڈیزل پمپ پر کاشتکار کے لئے ایک مخصوص کوٹا ہوتا تھا اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ آئل کمپنیوں کے ساتھ ہماری بات چیت کروائی جائے کہ ہم جو genuine کاشتکار ہیں ہمیں دو تین روپے subsidized rate پر ڈیزل فراہم کیا جائے اور پہلے ایسا ہوتا رہا ہے۔اس کے علاوہ میں عرض کروں گا کہ جب ہم بیج لینے جاتے ہیں تو اس کا کوئی criteria نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: مانگنے چلے ہو تو کچھ اچھا تو مانگو، کیا کر رہے ہو یار؟

جناب احمد خان بھچر:جناب والا!میں عرض کر رہا ہوں اور ادھر ہی آ رہا ہوں۔ تھوڑی تھوڑی چیزیں ملیں گی جب ہمیں کچھ مل ہی نہیں رہا تو ہم تھوڑے پر ہی گزارا کریں گے۔بیج کے متعلق عرض کروں گا کہ اس وقت ہمارا جو certified seed ہے اس کا کوئی معیار نہیں ہے۔یہاں ہمارے کپاس کے کاشتکار بیٹھے ہوئے ہیں انہیں معلوم ہے کہ اگر ایک دفعہ ہماری کپاس نہیں اگتی تو پھر تقریباً دو مہینے ہم اگلی فصل

کاشت کرنے کے لئےlate ہو جاتے ہیں۔ ہمیں اس کے لئے "رونی"کرنی پڑتی ہے اس کے بعد اس کو drill کرنا پڑتا ہے پھر کہیں کاشت ہوتی ہے۔ مارکیٹنگ اور accountability کے بارے میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ ان کو اس پر action لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: وزیر خزانہ صاحب! یہ پوچھ رہے ہیں کہ "رَونی"کیا ہوتی ہے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر مجھے "رَونی"کا پتا ہے۔

جناب سپیکر: خیال کریں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! مجھے پتا ہے "رَونی "کیا ہوتی ہے میرا بھی تعلق ایگریکلچر سے ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، تشریف رکھیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی دو گزارشات کی ہیں، آپ مانگنے کی بات فرما رہے تھے، ہم نے مانگا بہت کچھ ہے لیکن میں آپ کے توسط سے حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ ہم اپنے لئے نہیں مانگ رہے ہم tax payee ہیں، ہم انشاء اللہ ٹیکس دیں گے پنجاب میں کوئی ایسا agriculturist نہیں ہو گا جو ٹیکس سے بھاگنا چاہتا ہو۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ایک لفظ جو بجٹ تقریر کے دوران بھی استعمال ہوا ہے کہ "جاگیرداروں سے "ٹیکس وصول کیا جائے گا۔ میرے خیال میں آپ بھی زمیندار ہیں اگر آپ زمینداروں کی ملکیت دیکھیں تو میرے خیال میں سوایکڑ سے بڑا اس وقت کوئی زمیندار موجود نہیں۔

جناب سپیکر: میں زمیندار ہوں یا نہیں ہوں یہ ایک علیحدہ بات ہے لیکن میں نے یہ بات کی ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! یہ درست ہے اور آپ نے یہ بات کر دی ہے، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے یہ بات کی ہے کہ پنجاب میں کم از کم کوئی جاگیردار نہیں ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب والا! آپ کی بات درست ہے۔ اس وقت کوئی جاگیردار موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کاشتکار اور زمیندار ضرور ہیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! اس وقت صرف دو classes ہیں، ایک urban class ہے اور دوسری rural class ہے ہم rural class سے ضرور تعلق رکھتے ہیں لیکن urban class کی بھی اس ملک میں اور صوبہ پنجاب میں equal contribution ہے۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ یہ پیسے تو چونکہ اب خرچ ہو چکے ہیں اس ایوان سے منظور ہونے ہی ہیں لیکن میری یہ گزارش ہے کہ مارکیٹنگ کے حوالے سے، بیج کی certification کے حوالے سے بہتری پیدا کی جائے۔ ڈیزل میں اس وقت ہمیں جو مار پڑ رہی ہے اس حوالے سے میری یہ گزارش ہو گی کہ ان چیزوں پر تھوڑا سا چیک رکھیں۔ جس طرح آپ نے پہلے بھی فرمایا کہ ایک کمیٹی تشکیل دے رہے ہیں، ان چیزوں کو چیک کیا جائے اور ہمارے زخموں پر تھوڑا سا مرہم رکھا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: کوئی اور معزز ممبر اس پر بات کرنا چاہیں گے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب والا! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں نے بھی گزارش کرنی تھی۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر ایک پارٹی کے سربراہ ہیں، اس لئے میرے خیال میں ان کا احترام کیا جائے۔ قانون اور آئین میں تو ایسی قدغن نہیں ہے لیکن ہمیں اچھی روایت قائم کرنی چاہئے۔ جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ پورے پاکستان اور پنجاب کی بالخصوص economy agro based ہے۔ پنجاب کا یہ ایوان کسانوں کا ایوان، کسانوں کے نمائندوں کا ایوان سمجھا جاتا ہے لیکن اس وقت کسانوں کی جو کسمپرسی ہے، اس کو address کرنے میں گورنمنٹ اور یہ ایوان بے بس نظر آتا ہے۔ مثلاً پنجاب کے اندر جو چار بڑی فصلات کاشت ہوتی ہیں اس میں گنا، گندم، کپاس اور چاول شامل ہیں۔ کپاس اور چاول تو ہماری foreign exchange earning crops بھی ہیں۔ گنا ایک بڑے رقبے پر کاشت ہوتا ہے، اس کو بڑے اور چھوٹے زمیندار بھی کاشت کرتے ہیں لیکن اس محکمے کی عدم توجہی کی وجہ اور بے اثری کی وجہ سے یا کوئی mechanism موجود نہ ہونے کی وجہ سے کسانوں کے ساتھ جو ظلم ہوتا ہے وہ آپ سب کو معلوم ہے۔ اس دفعہ بھی گورنمنٹ کی طرف سے گنے کا ریٹ 170 روپے فی من مقرر کیا گیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: اگر وزیر زراعت لابی میں تشریف فرما ہیں تو اندر تشریف لے آئیں کیونکہ ان سے متعلقہ بات ہو رہی ہے۔ جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ گورنمنٹ نے گنے کا جو 170 روپے فی من ریٹ مقرر کیا تھا، میں وزیر زراعت اور گورنمنٹ کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر کوئی ایک زمیندار produce کر سکتے، سامنے لا سکتے ہیں جس کو 170 روپے فی من ریٹ ملا ہو تو میں ہر قسم کی سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں، کوئی کسان اس ریٹ کو حاصل نہیں کر سکا۔ ہوتا یہ ہے کہ جب کوئی چھوٹا کسان گنے کو ٹرالی پر لاد کر لاتا ہے تو ہمارے ہاں اس طرح کا سسٹم سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ محکمہ زراعت کی طرف سے کوئی ایسی راہنمائی نہیں ہے کہ علاقے کی شوگر مل کی crushing capacity کے مطابق ہی گنے کی کٹائی ہو، محکمہ زراعت مل مالکان کے ساتھ مل کر اس قسم کا کوئی mechanism بنائے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسان بے چارہ اس کو کاٹ کر لے آتا ہے اور چھ چھ، سات سات، آٹھ آٹھ اور دس دس دن ٹرالیاں مل کے باہر لے کر کھڑا رہتا ہے۔ دھوپ، گرمی، سردی اور بارش جو کچھ بھی ہوتا ہے اس کے لئے کوئی انتظام موجود نہیں ہوتا اور میں نے خود بارہا دیکھا ہے کہ وہ گنے کی ٹرالی کے نیچے ہی چادر بچھا کر اور بعض اوقات چادر ہی نہیں ہوتی تو ویسے ہی گنے کی ٹرالی کے نیچے سویا ہوتا ہے کیونکہ وہ گنے کی ٹرالی کو چھوڑ کر بھی نہیں جا سکتا۔ اس کے علاوہ ان چھ سات دنوں میں بہت سارے کھانے پینے کے اخراجات بھی ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد جب اس کا نمبر لگتا ہے اگر کوئی اس کی سفارش نہیں ہے، اس نے کوئی مک مکا نہیں کیا ہوا تو گیٹ کے اوپر سے اس کو یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ تمہارا گنا substandard ہے اس کو واپس لے جاؤ۔ اس کی وہاں پر کوئی شنوائی نہیں ہوتی کیونکہ گیٹ پر ان کے گن مین کھڑے ہوتے ہیں۔ ماشاء اللہ guns ان کے ہاتھ میں ہوتی ہیں، موٹی موٹی ان کی مونچھیں ہوتی ہیں تو وہ ان کو ڈراتے ہیں اور وہ بے چارہ گنا واپس لے کر آتا ہے تو اس موقع پر middleman آ جاتا ہے۔ وہ اس کو کہتا ہے کہ تم اب اس گنے کو واپس لے کر جاؤ گے، کیسے دوبارہ لے کر آؤ گے، کس مل کو بھجواؤ گے، کہیں دور تمہیں لے جانا پڑے گا۔ اس طرح کی اس سے باتیں کرتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ یہ 170 روپے سرکاری ریٹ ہے یہ تو آپ کو ملے گا نہیں تم مجھے 80 یا 90 روپے فی من فروخت کر دو، اپنی ضرورت پوری کرو ورنہ تو یہ پڑا پڑا سوکھ جائے گا اور ویسے ہی اس کا ریٹ کم ہو جائے گا۔ وہ اپنی مجبوری کے تحت بلیک میل ہو جاتا ہے اور وہ اس کو گنا فروخت کر دیتا ہے۔ ایک تو گنے کے چھوٹے کسانوں کے ساتھ یہ ہاتھ ہوتا ہے دوسرا یہ ہوتا ہے کہ جب یہ گنا مل والے وصول کرتے ہیں تو اس میں تین سے پانچ کلو تک کی کٹوتی کرتے ہیں یعنی

وزن کے اندر اس سے زائد وصول کرتے ہیں۔لکھتے ایک من ہیں لیکن ایک من تین کلو یا ایک من پانچ کلو وصول کرتے ہیں۔کسان کے پاس اس بات کی کوئی اتھارٹی ہوتی ہے اور نہ ہی ان کے پاس کوئی قانونی جواز ہوتا ہے۔کیونکہ ساری ملیں بااثر لوگوں کی ہیں اس دھڑلے کے ساتھ کٹوتی کر لیتے ہیں اور کسان بیچارہ مجبور ہوتا ہے۔جب وصولی کر لیتے ہیں تو ان کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی پرچی پکڑا دیتے ہیں کہ اتنا گنا تم نے دیا ہے اور اتنی اس کی مالیت بنتی ہے۔اب وہ پرچی لے کر گھر آ جاتا ہے پھر بار بار مل کے اندر چکر لگاتا ہے لیکن اس کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔جب میں گنے کے سیزن میں اپنے دفتر کے اندر بیٹھتا ہوں تو لوگ مسلسل سفارشات لے کر آتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب مل کے جنرل منیجر کو فون کر دیں وہاں کے کین منیجر کو فون کر دیں یا فلاں اہلکار کو فون کر دیں اور مجھے مسلسل فون کرنے ہوتے ہیں اور وہ وہاں سے پیشیاں دیتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب آپ کا بڑا احترام کرتے ہیں ان کو دو دن بعد بھیج دیں ان کو ہفتے کے بعد بھیج دیں۔جو میرے پاس پہنچ جاتے ہیں ان کے ساتھ یہ معاملہ ہوتا ہے اور جو بے چارے نہیں پہنچ سکتے ان کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔یہاں پھر مڈل مین آ جاتا ہے اب اگر ایک چھوٹے کسان کے پاس ڈیڑھ دو لاکھ روپے کے پرمٹ موجود ہیں اور پندرہ بیس دن اس کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی، مل کے پاس ریکارڈ موجود ہوتا ہے اور وہ مڈل مین وہاں سے ریکارڈ حاصل کرتا ہے اور اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کتنی زمین ہے،اس نے کتنا گنا حاصل کیا ہوا ہے وہ اب اس سے رابطہ کرتا ہے کہ دیکھو تمہیں پیسے تو نہیں مل رہے۔تمہارا ڈیڑھ لاکھ روپے کا یہ پرمٹ ہے میں کوشش کر لیتا ہوں تم مجھے یہ پرمٹ فروخت کر دو اب وہ ڈیڑھ لاکھ روپے کا پرمٹ ایک لاکھ تیس ہزار روپے میں خرید لیتا ہے اور وہ اس میں سے بیس ہزار روپے بچا لیتا ہے اب مڈل مین مل کے پاس آ جاتا ہے اور وہ ایک لاکھ چالیس ہزار میں مل کو فروخت کر دیتا ہے دس ہزار مل کے اہلکاران بچا لیتے ہیں ہو سکتا ہے کہ اس کے اندر مالکان کا بھی حصہ موجود ہو۔اس حوالے سے یہ ایک لمبی داستان ہے جو صرف اس گنے کی فصل میں کسانوں کا استحصال ہوتا ہے۔

جناب سپیکر!میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جب اسی ایک فصل کے حوالے سے پنجاب کے کسانوں کا اس طرح استحصال ہوتا ہے تو اس حوالے سے محکمہ پر جو اتنی بڑی رقم خرچ کی ہے اور یہاں اسمبلی سے انگوٹھا لگوانا مقصود ہے۔میں اس پر شدید احتجاج کرتا ہوں۔میں نے جو ساری بات ایوان کے سامنے رکھی ہے پورا ایوان اسے سماعت کر رہا ہے میں یہ عرض کروں گا کہ پورے پنجاب میں کسانوں کے جو actual grievances ہیں ہمیں انہیں address کرنے کا کوئی سسٹم وضع کرنا چاہئے اور ایک عرصے سے یہ معاملہ اس حوالے سے چل رہا ہے۔یہ معاملہ اس لئے address نہیں ہوتا آپ ایک

ایک شوگر مل کو اٹھاتے جائیں تو ہمیں معلوم ہوتا جائے گا کہ کون سا وزیر ہے، کون سا مشیر ہے، کون وزیر اعظم ہے، کون وزیر اعلیٰ ہے اور کن کن کی یہ شوگر ملیں ہیں۔ یہ سارے اتھارٹی والے ہیں اور اس کے نتیجے میں فیلڈ کے اندر کسانوں کے ساتھ بڑا جبر روا رکھا جاتا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جب کسانوں کے مسائل address ہی نہیں ہونے لیکن یہ اتنی ساری رقم اس پر خرچ کی گئی ہے تو میں حکومتی بنچوں سے اور یہاں پر ہمارے جو بھائی ہیں ان سے درخواست کروں گا کہ ہم اسے approve نہ کریں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس کے لئے باقاعدہ تحریک التوائے کار لائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جی، میں اس پر تحریک التوائے کار لے آؤں گا۔ چونکہ ابھی گندم کی فصل برداشت ہوئی ہے اس لئے میں اس پر بھی مختصر بات کروں گا کہ اس میں کسانوں کی طرف سے مسلسل شکایات ہیں۔ گورنمنٹ ایک تو یہ ظلم کرتی ہے کہ اعلان تو یہ کرتے ہیں کہ ہم ایک ایک دانہ خریدیں گے لیکن ہوتا یہ کہ پچھلے سال کی گندم بھی موجود ہوتی ہے بروقت اس کی disposal نہیں کرتے، محکمہ فصل کی پوری assessment نہیں کرتا کہ کتنی فصل ہو رہی ہے اور اس وقت ہمارے پاس کتنی موجود ہے۔ آپ اسے export کر دیں اس سے foreign exchange کما لیں لیکن اس طرح کی کوئی practice نہیں ہوتی اور ڈنگ ٹپاؤ سارا معاملہ چل رہا ہوتا ہے۔ اعلان یہ کرتے ہیں کہ ایک ایک دانہ خریدیں گے لیکن عملی طور پر بہت تھوڑی گندم خرید کی جاتی ہے۔ کسان بے چارہ انتظار میں رہتا ہے کہ گورنمنٹ نے جو ریٹ مقرر کیا ہے اس پر خریدے گی اور میرے کچھ مسائل حل ہو جائیں گے لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ جب باردانہ فروخت ہوتا ہے اس کے بارے میں اعلان یہ ہوتا ہے کہ کسانوں کو براہ راست دیا جائے گا لیکن کسانوں کو بالکل نہیں ملتا بلکہ اس کے اندر محکمہ خوراک، محکمہ مال اور محکمہ زراعت involve ہوتا ہے اور بڑے طریقے کے ساتھ۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس دفعہ معاملہ الٹ ہو گیا ہے۔ اس دفعہ کسی نے باردانے کی بات کی ہی نہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! چونکہ میں face کر رہا ہوں اس لئے میں باردانے کی بات کر رہا ہوں کہ مڈل مین ہزاروں بوریاں لے جاتے ہیں پھر اس ذریعے سے وہ کمائی کرتے ہیں اور اسی بوری کو محکمہ accept کرتا ہے۔ وہاں پر جو سٹور ریج ہیں جب کسان وہاں گندم لے کر جاتا ہے تو وہ ایک من کی بجائے ایک من تین کلو وصول کرتے ہیں لیکن receiving ایک من کی ڈالتے ہیں اور تین کلو زیادہ

رکھتے ہیں اور نیچے سے لے کر اوپر تک یہ گندم سپلائی ہوتی ہے اور وہ بیچ کر اس کے پیسے بھی حصہ بقدر جثہ محکمے کے لوگ وصول کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! کپاس کی فصل کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوتا ہے اس کے ساتھ بھی یہی کہانی جڑی ہوئی ہے اور یہی معاملہ چاول کے ساتھ ہوتا ہے اس لئے میں یہ التماس کروں گا کہ جب یہ چیزیں address نہیں ہوتیں اس حوالے سے کسان مشکل کے اندر رہے اور یہ سارا ایوان پنجاب کے کسانوں کو represent کر رہا ہے الا ماشاء اللہ جو چند لوگ اربن ایریا سے ہیں باقی سب یہ پنجاب کا ایوان ہے کسانوں کا ایوان ہے۔اب اگر اس حوالے سے ہماری اتنی بے بسی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ایوان تو سب کا ہے۔یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: اور اس کے پیچھے سارے مگر مچھ ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو اتنی رقم خرچ کی ہے اس پر اب پنجاب اسمبلی کو انگوٹھا نہیں لگانا چاہئے بلکہ اسے reject کرنا چاہئے۔اگر ہم ایک دفعہ reject کریں گے تو پھر محکمے کو بھی معلوم ہو گا اور گورنمنٹ بھی اس پر سوچے گی کہ معاملات کو درست بھی کرنا ہے اور غریب کسانوں کے مسائل کو address بھی کرنا ہے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جب آپ ادھر بیٹھیں گے تو پھر کیا کریں گے ؟ مہربانی

جناب طارق مسیح گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: No آپ تشریف رکھیں۔جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: بہت شکریہ۔جناب سپیکر! میرے فاضل بھائی ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب نے زراعت کے حوالے خصوصاً شوگر کین اور ویٹ کی فصلات کے بارے میں بڑی اچھی گفتگو کی ہے۔ جس طرح ڈاکٹر صاحب نے گنے کے حوالے سے گفتگو فرمائی میں اس میں کچھ باتیں add کروں گا کہ حکومت کی طرف سے گنے کے حوالے سے جو بھی میکنزم بنایا گیا ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے اور کاشتکار کے ساتھ سراسر زیادتی اور ظلم ہو رہا ہے۔ میری صرف اتنی گزارش ہو گی کہ کل سے زراعت کے issue پر گفتگو ہو رہی ہے لیکن میرے محترم بھائی وزیر زراعت صاحب موجود نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تک ایوان مکمل نہیں ہوا کیونکہ ابھی تک پارلیمانی سیکرٹریز اور چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹیز form نہیں کر رہے۔ پارلیمانی سیکرٹریز گورنمنٹ کا حصہ ہوتے ہیں اور چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹیز اس ایوان میں check and balance کا ذریعہ ہوتے ہیں۔یہاں جو بھی گفتگو ہوتی ہے ہمیں کوئی

کمیٹی نظر نہیں آتی جہاں وہ معاملہ چلا جائے اور اس پر discussion ہو یا اس پر کوئی لائحہ عمل مرتب ہو۔ میری اتنی گزارش ہو گی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آج تک تو آپ اسی طرح گزارہ کریں آگے دیکھیں گے۔اللہ خیر کرے۔اب آپ cut motion پر آئیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میری اتنی گزارش ہو گی کہ مہربانی کر کے اس ایوان کو مکمل کریں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: اس cut motion پر اور کوئی صاحب بات کرنا چاہیں گے ؟

جناب طارق مسیح گل: جناب سپیکر ! میرا پوائنٹ آف آرڈر بہت ضروری ہے اسے ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس طریق کار ہے۔آپ تحریک التوائے کار لے آئیں۔

جناب طارق مسیح گل: میرا پوائنٹ آف آرڈر بڑا genuine ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات genuine ہو گی تو سنی جائے گی ورنہ نہیں۔

جناب طارق مسیح گل: جناب سپیکر! موڑ ایمن آباد شہر پر ایک کرسچین آبادی ہے وہاں پر ایک چرچ تھا۔الیکشن campaign کے دوران وہاں کے ایم پی اے صاحب نے کہا کہ ہم آپ کو چار دیواری بنا دیں گے۔انہوں نے بجٹ دیا ہے یا نہیں لیکن وہ چار دیواری بننی شروع ہو گئی۔ وہاں کے زمیندار ارشد، ظفر اور سائیں نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس دیوار کو گرایا ہے، چرچ کی بے حرمتی کی ہے وہاں پر ایک عورت شریفاں بی بی کے کانٹے کھینچے ہیں اس کے سارے کان زخمی ہوئے ہیں اور وہ باہر کھڑی ہے۔ اس کے خاوند کا نام سائمل گل ہے ان کا ایک آدمی زخمی ہے اور ہسپتال میں ہے۔یہ 22 تاریخ کا واقعہ ہے لیکن پولیس نے آج تک کوئی ایف آئی آر درج نہیں کی، ان کی کوئی دادرسی نہیں ہو رہی آخر کار وہ ادھر آ گئے ہیں۔یہاں کی جو نام نہاد این جی اوز ہیں ان کے ساتھ ان کی میٹنگ جاری ہے اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ یہ problem زیادہ بڑھنا نہیں چاہئے۔ میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ خدا کے لئے اس معاملہ کو آپ خود سمیٹ لیں تاکہ یہ معاملہ باہر نہ آئے۔ جیسے جوزف کالونی کے مکانوں کو آگ لگا دی گئی تھی۔اسی طرح کا واقعہ ادھر ہونے والا ہے تو آپ اس کا تدارک کر لیں۔ میں نے یہ معاملہ ایوان کے سامنے اس لئے رکھا ہے تاکہ کم از کم اس کی ایف آئی آر درج ہو جائے۔اس طرح لوگوں کے اندر جو غصہ

اور غم ہے وہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ ایوان کی ایک کمیٹی بنادیں جو خود وہاں جا کر اس معاملے کو چیک کرنے کے بعد ملزمان کے خلاف ایف آئی آر درج کرائے۔ ہمارا ایک آدمی ہسپتال میں ہے کیونکہ اس کو خنجر مارے گئے ہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ God bless you

جناب سپیکر: دیکھیں، اس کا ایک طریق کار ہے اور آپ اسی کے مطابق چلیں۔ آپ اس پر تحریک التوائے کار لائیں تاکہ اس پر ہم عملدرآمد کرا سکیں۔ بہر حال آپ سے منسٹر صاحب ابھی بات کر لیں گے۔ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب آپ نے اس کٹوتی کی تحریک کو oppose کیا ہے۔ کیا آپ اس پر بات کرنا چاہیں گے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! وزیر زراعت تو تشریف فرما نہیں ہیں لیکن میں اس کا جواب دینا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو floor اسی لئے دیا ہے کیونکہ آپ نے اس کو oppose کیا تھا۔ منسٹر صاحب ہوتے تو وہ خود اس کا جواب دیتے۔ مجھے ان کے یہاں موجود نہ ہونے پر افسوس ہے۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہوں گا۔ He should be here.

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! چونکہ وزیر زراعت موجود نہیں ہیں اس لئے میں ان کے behalf پر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! Demand No.12 زراعت کے سلسلے میں 10 کروڑ 85 لاکھ 7 ہزار روپے کی رقم بطور Supplementary Grant صوبائی اسمبلی سے منظوری کے لئے پیش کی گئی ہے۔ اس رقم کا بیشتر حصہ رود کوہی سے متاثرہ ضلع راجن پور اور ڈیرہ غازی خان کے کاشتکاروں میں بیج کی مفت تقسیم کے لئے صرف کیا گیا ہے۔ چونکہ سیلاب اور اس کی تباہ کاریوں کے بارے میں کوئی پیش گوئی نہیں کی جا سکتی لہذا اس رقم کو ضمنی گرانٹ کے طور پر خرچ کیا گیا ہے۔ ہم نے غریب کاشتکاروں کے نقصان کا کچھ ازالہ کرنا تھا لہذا اس کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں تھا۔ مجھے یقین ہے کہ ایوان کبھی نہیں چاہے گا کہ غریب کاشتکاروں کی سیلاب کی وجہ سے جو فصلیں خراب ہوئی ہیں اس پر ان کو compensate نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: تو اس کٹوتی کی تحریک کا کیا کیا جائے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!میں نے اس کٹوتی کی تحریک کوoppose کیا ہے۔

جناب سپیکر:تواب اس تحریک کو منظور کیا جائے یا مسترد کیا جائے،آپ کیا کہتے ہیں؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!اس تحریک کو مسترد کیا جائے۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحبconfuse ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر:وہconfuse نہیں ہوئے۔اصل میں پیچھے ایک صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جو ان کو باتوں میں لگا لیتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!جو چیز باہر سے لکھ کر ان کو دی جاتی ہے وہی انہوں نے پڑھ دینی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر:ایسا نہیں ہے۔وہ کافی سمجھدار ہیں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!یہ خود تو لکھا ہوا بھی نہیں پڑھ سکتے۔

جناب سپیکر:ایسی بات نہیں ہے۔وہ پڑھے لکھے ہیں اور آپ بھی ماشاء اللہ پڑھے لکھے ہیں۔آپ دونوں ہی اچھے اور میرے لئے قابل احترام ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ:

"10کروڑ 85لاکھ 7ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 12۔ "زراعت"کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر:یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو10کروڑ 85لاکھ 7ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"زراعت"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر:جی،اب وزیر خزانہ ضمنی مطالبہ زر نمبر5،آبپاشی و بحالی اراضی پیش کریں گے۔

مطالبہ زر نمبر5

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو2۔ارب 33کروڑ 81 لاکھ71 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو2۔ارب 33کروڑ 81 لاکھ71 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر5 میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل ممبران کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

میاں محمود الرشید، جناب محمد صدیق خان، ملک تیمور مسعود، جناب آصف محمود، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، ڈاکٹر نوشین حامد، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، میاں محمد اسلم اقبال، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان، محترمہ راحیلہ انور، ڈاکٹر مراد راس، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، محترمہ ناہید نعیم، محترمہ شنیلا رُوت، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، جناب عبدالمجید خان نیازی، میاں ممتاز احمد مہاروی، چودھری مونس الہیٰ، محترمہ ثمینہ خاور حیات، سردار وقاص حسن مؤکل، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار محمد آصف نکئی، جناب احمد شاہ کھگہ، محترمہ باسمہ چودھری، ڈاکٹر محمد افضل، قاضی احمد سعید، خواجہ محمد نظام المحمود، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، جناب رئیس ابراہیم خلیل احمد، محترمہ فائزہ احمد ملک اور ڈاکٹر سید وسیم اختر۔جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"2۔ارب 33 کروڑ 81 لاکھ 71 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 5 "آبپاشی و بحالی اراضی" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"2۔ارب 33 کروڑ 81 لاکھ 71 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 5 "آبپاشی و بحالی اراضی" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

MINISTER FOR IRRIGATION (Mian Yawar Zaman): I oppose it.

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جس طرح کہ میں نے پہلے بھی یہ ذکر کیا ہے کہ پورا صوبہ پنجاب زراعت سے متعلق ہے۔ زراعت اور پانی آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ یقیناً اس بات پر ہم مسلسل مرثیہ پڑھتے رہیں گے کہ ایک آمر نے 1958 کے اندر سندھ طاس معاہدہ کے تحت تین دریا انڈیا کے حوالے کر دیئے اور اس کے نتیجے میں یہاں جو خشک سالی ہے وہ ہمارے سامنے ہے اور اس کے اوپر مزید ظلم یہ ہے کہ ہماری مختلف حکومتیں آتی رہیں جن میں فوجی آمر بھی تھے اور جمہوری حکومتیں بھی آتی رہیں لیکن اس چیز کو contest نہیں کیا گیا اور ہمارے حصے کے دریاؤں کے اوپر بھی انڈیا مسلسل ڈیم بنا رہا ہے اور ہمارے جو بھی ادارے اس معاملہ کو contest کرنے کے لئے سرکاری سطح پر موجود ہیں وہ international forums کے اوپر اس معاملہ کو contest کرنے کے حوالہ سے بالکل ناکام ہیں اور بعض اوقات انڈیا کی ہی معاونت کرتے نظر آتے ہیں۔ اسی سلسلے میں پچھلے سال پاکستان واٹر کونسل کے چیئرمین صاحب اسی شاخسانے کے حوالے سے ملک سے فرار بھی ہو گئے اور انہوں نے International Court of Justice میں ہمارے کیس کو پوری طرح contest نہیں کیا جس کی وجہ سے ہم کیس ہار گئے اور انڈیا نے اس کے اوپر بغلیں بھی بجائی ہیں۔ امریکہ نے ہمارے خلاف war against terror شروع کی ہوئی ہے اور انڈیا نے ہمارے خلاف war against water جاری رکھی ہوئی ہے اور ہم اس war کو لڑنے کے اندر بُری طرح ناکام ہیں اور اس میں ہماری governments اس حوالہ سے پوری طرح responsible ہیں۔

جناب سپیکر!انڈیا سے جو پانی پاکستان میں آ جاتا ہے تو میں اُس کی تقسیم کے حوالے سے بھی کافی معترض ہوں کیونکہ اس میں disparity ہے۔ میری معلومات ہیں کہ جنوبی پنجاب کے لئے 3.8کیوسک فی ہزار ایکڑ اور باقی پنجاب کے لئے 8کیوسک فی ہزار ایکڑ کا تناسب رواں دواں ہے جس کے اوپر میں شدید معترض ہوں۔ میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ اس سارے معاملے کو seriously دیکھیں۔ جنوبی پنجاب کا وہ رقبہ جو قابل کاشت ہے اور جہاں پر فصلیں کاشت ہوتی ہیں اُس کے مقابلے میں باقی پنجاب کے اندر کتنی فصلیں کاشت ہوتی ہیں تو اس حوالہ سے اگر disparity موجود ہے تو اُس کو درست کیا جائے۔

جناب سپیکر!میں ایک دوسری بات یہ کہوں گا کہ اس محکمہ کے اندر پانی چوری کا معاملہ کبھی رُکنے میں نہیں آیا۔ ہم جب سے اس فیلڈ کے اندر موجود ہیں اور ہر دفعہ ایوان کے اندر بھی مسلسل یہ بازگشت اُٹھتی ہے کہ ٹیلوں پر پانی نہیں پہنچتا۔ ٹیلوں پر پانی نہ پہنچنے کی دو تین موٹی موٹی وجوہات ہوتی ہیں۔ایک وجہ تو یہ ہے کہ جب بھل صفائی ہوتی ہے تو وہ deliberatelyاس طرح کی جاتی ہے کہ ٹیلوں تک پانی پہنچ ہی نہیں پاتا یعنی شروع میں بھل صفائی ہو گئی اور ٹیلوں پر بھل صفائی کم ہوئی جس کی وجہ سے ٹیلوں پر پانی نہیں پہنچ پاتا۔ دوسرا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ راستے میں ڈاف لگ جاتی ہے، پائپوں کے ذریعے پانی چوری ہوتا ہے، موگوں کے سائز مرضی کے مطابق چھوٹے بڑے کئے جاتے ہیں اور موگے توڑے بھی جاتے ہیں۔ وہاں پر زمیندار اپنے زورِ بازو پر، سیاسی پشت پناہی اور اہلکاروں کو رشوت دے کر اُن کے ساتھ ملی بھگت سے یہ سارے کام کرتے ہیں۔ اس محکمے کے پاس اہلکاروں کی ایک پوری فوج ظفر موج ہے جس کی مسلسل ڈیوٹی یہ ہے کہ چوبیس گھنٹے پانی کے channels کو watch کریں اور اُس کی رپورٹنگ روزانہ کی بنیاد پر اعلیٰ افسران تک پہنچائے لیکن یہ سارا سسٹم موجود ہونے کے باوجود غریب کاشتکاروں اور ٹیلوں پر کاشتکاروں کا بہت نقصان ہو رہا ہے۔ یہ دو تین وجوہات فیلڈ کے اندر اکثر ہوتی رہتی ہیں اور ان کو اس لئے چیک نہیں کیا جاتا کہ محکمے کا عملہ کرپٹ ہے اور وہ ملی بھگت کر کے یہ سارے طریقے allow بھی کرتا ہے اور اس کے ذریعے سے جو کماتا ہے اُس کا سلسلہ نیچے سے لے کر اوپر تک چلتا ہے۔ جس طرح ہمارے National Building Departments کے اندر جب Annual Budget پر بات ہو رہی تھی اور یہ پورا ایوان اچھی طرح سے اس معاملہ کو سمجھتا ہے کہ اس محکمہ کے اہلکاران تنخواہ کے علاوہ کمیشن کو اپنا حق سمجھتے ہیں۔ اسی طرح موگہ توڑنا، ڈاف لگانا اور disparity کے ساتھ بھل صفائی کرنا یہ سارا معاملہ محکمے کی ملی بھگت کے ساتھ ہوتا ہے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جب

یہ محکمہ کسانوں کے حقوق کا دفاع نہیں کر سکتا اور حکومت کے جو rules and regulations ہیں جو خود حکومت نے بنائے ہیں اُن کے اوپر بھی یہ محکمہ عملدرآمد نہیں کراتا تو ان کو بار بار پیسے دینے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ میں یہ باتیں ہوا کے اندر عرض کر رہا ہوں، نہ الزام برائے الزام کر رہا ہوں بلکہ یہ عملی طور پر وہ چیزیں ہیں جن کا غریب چھوٹے کسان کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بڑے بڑے جاگیرداروں کی سیاسی پُشت پناہی بھی ہوتی ہے اور وہ اپنی مرضی کے ساتھ یہ سارے کام کرتے ہیں اور محکمہ آنکھیں بند رکھتا ہے تو یہ بڑا ظلم ہے۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ سمجھتا ہوں کہ محکمہ انہار کا اس بات کو بھی دیکھنا چاہئے کہ پانی نہ ہونے کی وجہ سے بہت بڑا رقبہ غیر آباد پڑا ہوا ہے مثلاً چولستان کا رقبہ 66 لاکھ ایکڑ ہے اور یہ پنجاب کے قابل کاشت رقبہ کا one third بنتا ہے۔ ایسی بات بھی نہیں ہے کہ یہ رقبہ بنجر ہے یا زمین اچھی نہیں ہے۔ سارا چولستان بالکل level ہے اور ساری زمین زرخیز ہے اور ماضی میں جب یہاں پر دریائے گھاگرہ اور دریائے ہاکڑہ بہتا تھا تو 66 لاکھ ایکڑ رقبہ کی یہ پوری valley, lush green تھی اور اس کی اپنی تہذیب ہے۔ اس ساری کسمپرسی کے باوجود کہ وہاں پر پانی نہیں ہے، ٹوبوں کے اندر بارش کا پانی جمع ہوتا ہے اور اُس سے وہ پانی پیتے ہیں اس کے باوجود وہاں پر اتنا بڑا لائیو سٹاک بھی موجود ہے جو پورے پاکستان کو گوشت سپلائی کرتا ہے، وہاں سے دودھ بھی آتا ہے، بھیڑوں کی اُون بھی آتی ہے اور اس سب کچھ کے باوجود وہاں پر اتنا potential موجود ہے لیکن پانی نہ ہونے کی وجہ سے یہ 66 لاکھ ایکڑ رقبہ پنجاب کی معیشت کے اندر contribute کرنے میں بالکل ناکام ہے۔ جب میں 1990 سے 1993 تک اس ایوان میں تھا تو میں نے اس معاملہ کو ایوان میں بار بار اُٹھایا تو غلام حیدر وائیں (مرحوم) وزیراعلیٰ تھے تو انہوں نے ایک کمیٹی تشکیل دے دی جس میں دو چیف انجینئر اور میں شامل تھا کہ آپ اس پر recommendations دیں کہ پانی کہاں سے لائیں گے۔ ہماری اُس کمیٹی کی کئی میٹنگیں ہوئیں اور ultimately اس حوالہ سے یہ سفارش وزیراعلیٰ کی خدمت میں پیش کی کہ کافی غور و خوض ہوا ہے تو اتنا زیادہ پانی فراہم نہیں ہو سکتا کہ اس 66 لاکھ ایکڑ رقبہ کو سپلائی ہو سکے اور ٹوبوں کے اندر پانی دیا جا سکے تاکہ یہ پانی انسان اور جانور پی سکیں۔ ہماری اُس کمیٹی نے باقاعدہ black and white میں وزیراعلیٰ کو یہ recommendation دے دی کہ اگر کالا باغ ڈیم بن جائے تو channels کے ذریعے سے چولستان کے اندر پانی آ سکتا ہے۔ اس وقت جو ساری صورتحال ہے کہ 2010 میں سیلاب نے جو تباہیاں مچائی ہیں تو یہ کالا باغ ڈیم کا بالکل تکنیکی معاملہ تھا جس کو سیاسی معاملہ بنا دیا گیا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اب political governments establish ہو گئی ہیں تو محکمے کو فکر کرنی چاہئے کہ پنجاب میں جو

قابل کاشت رقبہ ہے وہ پانی نہ ہونے کی وجہ سے command نہیں ہے تو پانی لینے کے ذرائع کو proven کریں اور کالا باغ ڈیم ایک بہت بڑا source بنتا ہے۔محکمے کو اس حوالے سے باقاعدہ ایک strategy plan کرنی چاہئے۔اس وقت صوبہ پنجاب اور مرکز میں بھی پاکستان مسلم لیگ(ن) کی حکومت ہے اس لئے اب یہ right time ہے اور ہمیں تکنیکی معلومات بھی یہ بتاتی ہیں کہ صرف کالا باغ ڈیم بن جائے تو بجلی کا جتنا shortfall ہے وہ cover ہو سکتا ہے۔میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ محکمہ کو اتنی بڑی رقم دے دیتے ہیں لیکن جو serious issues جن کو باقاعدہ اٹھانے کی ضرورت ہے، جن کو take up کرنے کی ضرورت ہے اُن کو تو محکمہ take up نہیں کرتا اور اُسی طرح پانی کی چوری ہوتی ہے، موگے توڑے جاتے ہیں اور channels کی uneven بھل صفائی ہے یہ سارا نظام اسی طرح رواں دواں رہتا ہے۔انہوں نے ضمنی بجٹ میں جو رقم ضرورت سے زائد خرچ کی ہے،اس پر میں تجویز دوں گا کہ خدا کے لئے کسی ایک کٹوتی کی تحریک کو آپ منظور کریں گے تو محکموں کو کان ہوں گے اور عوام کے حقیقی مسائل جن کو اٹھانے کے لئے یہ ایوان وجود میں آیا ہے تو یہ محکمے اس پر توجہ کریں گے اس لئے میں یہ التماس کروں گا کہ اتنی بڑی رقم کو منظور نہ کیا جائے اور احتجاج کے طور پر ان کو صرف ایک روپیہ دیا جائے یا یہ اپنی جیبوں سے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایک روپے میں کیا کریں گے ؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! باقی رقم government کی functionaries سیکرٹری زراعت اور سیکرٹری انہار اپنی جیب سے ادا کریں تاکہ لوگوں کے مسائل حل ہو سکیں۔شکریہ

جناب سپیکر: اگر ان کو چھٹی دے دی گئی تو پھر پتا نہیں کیا سے کیا ہو جائے گا؟احمد شاہ کھگہ صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! زمیندار کے لئے نہری پانی انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ جو پانی چوری ہوتا ہے، کوئی ایک کاشتکار یا زمیندار محکمہ سے مل کر پانی چوری کرتا ہے، موگے کو بڑا کیا جاتا ہے تو اس کا خمیازہ اس موگے کے تمام کاشتکاروں کو بلا وجہ بھگتنا پڑتا ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ اس معاملہ پر کوئی قانون لایا جائے کہ جو جرم کرے اس کو سزا دی جائے اور جو بے گناہ ہیں چاہے دس ہیں یا بیس ہیں ان کو سزا سے بچایا جائے لیکن اس موگہ پر جتنے کاشتکار ہوتے ہیں سب کے خلاف پرچہ دے دیا جاتا ہے۔آپ جانتے ہیں کہ اس طرح کاشتکار کتنے خوار ہوتے ہیں اور آنے جانے پر خرچہ ہو جاتا ہے۔اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ کوئی ایسا لائحہ عمل بنایا جائے کہ جو مجرم نہیں انہیں بچایا جائے۔

جناب والا! پنجاب میں کچھ علاقے جیسے بہاولنگر ہے وہاں نہروں کا پانی پیا جاتا ہے۔اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ جہاں زمین کا پانی کڑوا ہے اور وہاں کے لوگوں نے نہر کا پانی ہی پینا ہے وہاں نہروں میں فیکٹریوں کا آلودہ پانی ملایا جارہا ہے ان کو روکنا چاہئے۔اس کے لئے نہروں کے ساتھ سیم نالوں کو استعمال کیا جاسکتا ہے اور فیکٹریوں کا آلودہ پانی ان نالوں میں ڈالا جاسکتا ہے۔

جناب سپیکر: محکمہ انڈسٹری کس کے پاس ہے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! چودھری شفیق صاحب منسٹر انڈسٹریز ہیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! اس مہنگائی کے دور میں زمیندار کے لئے نہر کا پانی ہی ایک تحفہ ہے کہ کم آبیانہ پر جو تقریباً ایک سو روپیہ ہوتا ہے جس پر نہری پانی ملتا ہے۔ اس وقت یہی ایک سہولت کاشتکار کے پاس ہے۔

جناب والا! نالوں کو پکا کیا جائے تاکہ چوری کم ہو اور جو لوگ راجباہوں کو کاٹتے ہیں ان سے ہمیں بچایا جائے۔اس کے علاوہ پانی tail تک نہیں پہنچتا۔ میرا علاقہ پاکپتن ہے اس میں 22 tails ہیں۔آپ یقین کریں کہ جس سال بھل صفائی ہوتی ہے تو اس سہ ماہی میں نہری پانی ملتا ہے جس سال بھل صفائی نہ ہو وہاں tails بالکل خالی پڑی رہتی ہیں۔یہاں بیٹھے تمام ساتھیوں کو معلوم ہے کہ پانی کے بغیر فصل نہیں ہوتی اور جب فصل نہیں ہوگی تو پھر خوشحالی کیسے آئے گی؟ اس سلسلہ میں ایک ایسا ادارہ قائم کیا جائے جو ان کی روک تھام کرے، جو خلاف ورزی کرتے ہیں ان سے نمٹا جائے، زیادہ سے زیادہ کھالوں اور راجباہوں کو پکا کیا جائے اور ایسا سسٹم کیا جائے کہ tails کے کاشتکاروں کو بارہ مہینے پانی دیا جائے تاکہ یہ لوگ خوشحال ہو سکیں۔بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ محترمہ راحیلہ انور صاحب!

محترمہ راحیلہ انور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! آبپاشی کے مسائل بہت سے ہیں۔اگر پانی ہوگا تو ہم اس پر بات کریں گے۔ ہمارے دریا خشک ہو رہے ہیں اور بھارت نے ڈیم پر ڈیم بنا دیئے ہیں۔ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آرہی کہ ہم خرچ پر خرچ کر رہے ہیں لیکن کیا ہم نے انڈیا کے ڈیم بنانے کے بارے میں کچھ سوچا ہے اور کوئی planning کی ہے؟ ہمارے یہاں ایک بجٹ آتا ہے اور پھر سپلیمنٹری بجٹ آتا ہے۔ آپ بجٹ میں پیسا تو رکھ دیتے ہیں لیکن ہم نے اس پیسے کا کیا کرنا ہے کہ جب پانی ہی نہیں ہوگا تو ہم اس سارے پیسے کو کہاں خرچ کریں گے؟ اس لئے بہتر تو یہ ہے کہ ہم پہلے اپنے پانی کے سلسلہ کو ٹھیک کریں۔

جناب سپیکر! میرا تعلق جہلم سے ہے۔ جہلم تو ایسا علاقہ ہے جیسے کوئی صحرا ہے۔ وہاں turbines لگتی ہیں اور ٹیوبو یلز لگتے ہیں۔ وہ turbines ایسی ہیں جو آج تک repair ہوتی میں نے نہیں دیکھیں۔ اگر آپ کہیں تو میں آپ کی اجازت سے ان علاقوں کے نام بھی بتا دوں گی، یونین کونسلوں کے نام بتادوں اور ان turbines کے نام بتادوں کہ جس جس علاقے میں وہ لگی ہوئی ہیں وہاں وہ ایک دفعہ لگی ہیں اور آج تک ان کی repair نہیں ہوئی۔ وہاں لوگ چیختے رہ جاتے ہیں تو پھر ان turbines لگانے اور خرچ کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ یہاں ایک لمبا چوڑا بجٹ ان کی maintenance کے لئے بھی ہے۔ اگر بجٹ ہے تو پھر یہ کہاں خرچ ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر! جو flood cell بنا ہوا ہے وہ کتنا effective ہے۔ آپ کے سامنے یہ بات ہے کہ تقریباً ہر سال سیلاب آتے ہیں اور ہمارے کیا حالات ہوتے ہیں؟ اگر کوئی flood cells جن کے لئے پیسا رکھا گیا ہے، پیسا تھوڑا نہیں رکھا گیا بلکہ بہت رکھا گیا ہے۔ کوئی بھی بجٹ پڑھ کر دیکھ سکتا ہے۔ مجھے بتائیے کہ اب موسم شروع ہو گیا ہے، آپ دیکھئے گا کہ چند دنوں میں پورا ملک ڈوب رہا ہو گا۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے گا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ایسا ہی ہوتا ہے، very sorry to say ایسا ہی ہوتا ہے۔ That's very hot fact (قطع کلامیاں)

میری بہنیں کچھ بھی کہیں لیکن لوگ گھروں سے پانی نکالتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ جب بھی سیلاب آتا ہے تو بہت تباہی ہوتی ہے۔ بجٹ میں جو پیسے flood cell کے لئے رکھے گئے ہیں تو کیا تیاری ہوتی ہے کہ اتنے پیسے رکھ کر بھی ہم لوگوں نے ہر سال ڈوبنا ہوتا ہے؟

جناب سپیکر! بجٹ میں ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے لئے لمبا چوڑا خرچہ رکھا گیا ہے۔ میں نے تو آج تک اپنے علاقہ میں کسی کو ریسرچ کرتے دیکھا ہے اور نہ ان کی کوئی رپورٹ دیکھی ہے۔ میں خود زمیندارہ کرتی ہوں اور زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں۔ میں نے آج تک وہاں کوئی بندہ نہیں دیکھا جو جا کر ہمارے علاقے کی کسی بھی problem کو sort out کرتا ہو۔ ہم لوگ فون کرتے رہ جاتے ہیں اور ان کو بلاتے رہ جاتے ہیں۔ ہمارا علاقہ بارانی ہے۔ ہم لوگ ہر سال خسارے میں جاتے ہیں۔ چلیں! میرے جیسے تو پھر بھی مر مرا کر اپنے خرچے کر لیتے ہیں۔ میں کہتی ہوں کہ چھوٹے زمیندار کے بارے میں سوچئے اتنے پیسے تو رکھ دیئے جاتے ہیں لیکن اس کا کوئی result آئے تو ہم کہیں کہ اس سے دُگنے پیسے رکھیں لیکن حقیقت کی نظر سے دیکھیں کہ ہم کیا result دے رہے ہیں؟ میری آپ سب سے یہی

request ہے جیسے میرے بھائی نے کہا کہ ایک دفعہ اس بجٹ کو "ناں" کر کے دیکھئے تاکہ ان کو پتا چلے کہ بجٹ جب بنایا جاتا ہے تو اس کو implement بھی کرتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اگر ایسا کریں گے تو اِن کو پتا نہیں چلے گا بلکہ سب کو پتا چلے گا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ hard fact ہے کہ کوئی "ہاں" کرے۔ میں یہاں سیاسی باتیں کرنے آئی ہوں اور نہ میں اس ایوان میں سیاست کر رہی ہوں۔ میں وہ facts بتا رہی ہوں جس سے میں خود واقف ہوں۔ میں خود زمیندار ہوں اس لئے مجھے ان problems کا جتنا پتا ہے شاید کسی کو پتا نہ ہو۔آپ جا کر دیکھئے کہ جو چند ایکڑ بارانی زمین کے مالک ہیں اُن کی ٹربائنیں خراب ہیں اور چار چار سو فُٹ نیچے اُن کی ٹربائنیں لگتی ہیں۔(قطع کلامیاں)

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ بیٹھیں۔ کیا کر رہی ہیں آپ؟

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں ایک منٹ بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں اور اس طرح interruption نہ کیا کریں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ویسے بڑا افسوس ہے۔

MR SPEAKER: Be careful. Order please.

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرے علاقہ میں پانی کا level کم ہو رہا ہے۔ وہاں پر جو چار سو فُٹ پر ٹربائنیں لگتی تھیں آج وہ ساڑھے سات سو فُٹ پر چلی گئی ہیں۔آپ خود وہاں آ کر دیکھئے کہ میری زمین پر جو ٹربائن لگی ہوئی ہے اس کے کیا حالات ہیں؟ ہر سال ہم اُس کو کھدواتے ہیں اور نیچے لے کر جاتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Order in the House اگر کسی نے گپ شپ لگانی ہے تو لابی میں چلے جائیں اور ایسے ایوان کا ٹائم خراب نہ کیا کریں۔ ڈاکٹر فرزانہ صاحبہ! آپ میری بات سن لیں، اگر آپ بیٹھے بیٹھے بات کریں گی تو دیکھ لیں میں کچھ کہہ بھی سکتا ہوں۔آپ کی بڑی مہربانی۔ آخر برداشت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ جی، محترمہ! آپ فرمائیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: آپ سب تالیاں اور ڈیسک کیوں بجا رہے ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ اُن سے ڈرا نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بہت مہربانی۔ جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ hard facts ہیں اس لئے میں چاہوں گی کہ منسٹر صاحب بھی ایک دفعہ میرے علاقہ کی history اور پھر onward ہمارے پورے علاقہ کی history دیکھ لیں تو اُن کو پتا چلے گا کہ اگر ایک بھی بات غلط ہو تو منسٹر صاحب کیا بلکہ سارا عملہ میرے پاس آ کر کہے کہ ہاں آپ نے غلط باتیں کی تھیں۔ میری آپ سے request ہے کہ یہ ضمنی بجٹ پاس نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس کی implementation ہمارے لئے نہ ہونے کے برابر ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، اگلے مقرر کون ہیں؟

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ مجھے بات کرنے کے لئے دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو ایک سیکنڈ بھی نہیں دوں گا۔ تشریف رکھیں۔ میں نے floor اُدھر دیا ہوا ہے۔ منسٹر صاحبان! آپ اپنی پارٹی کی خواتین کو ذرا بتائیں اور ایوان کو چلنے دیں۔

جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی: جناب سپیکر! میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کا سالانہ بجٹ ہمیشہ کم ہوتا جا رہا ہے جبکہ ضمنی بجٹ میں ہمیشہ اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ اریگیشن بڑا اہم ڈیپارٹمنٹ ہے اور ہماری ساری ایگریکلچر کی base یہی اریگیشن ڈیپارٹمنٹ ہے۔ اس ڈیپارٹمنٹ میں سب سے اہم مسئلہ پانی چوری کا ہے اور اس اہم مسئلے کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑا ہاتھ غیر منصفانہ پانی کی تقسیم ہے۔ ہمارے جنوبی پنجاب کے کاشتکاروں کو جس طرح ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ 3.8 کیوسک سالانہ فی ہزار ایکڑ پر پانی مل رہا ہے جس کے مقابلے میں ہمارے upper پنجاب کے زمینداروں کو 8 کیوسک کے حساب سے پانی دیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ میں پُلوں اور بند کی تعمیر کے لئے ہمیشہ اربوں روپے رکھے جاتے ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ جب بھی سیلاب آتا ہے تو وہ سارے منصوبے ریت کی دیوار ثابت ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ بھل صفائی کے لئے سالانہ کروڑوں روپے رکھے جاتے ہیں لیکن عملی طور پر اس پر بھی کوئی رقم خرچ نہیں کی جاتی۔اس وقت ہماری حکومت یہ بڑے دعوے کر رہی ہے کہ ہم بجلی کے منصوبوں پر خصوصی توجہ دیں گے اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ ہمارا میلسی سائفن جو ایشیا کا سب سے بڑا سائفن ہے اُس کو upgrade کیا جارہا ہے جس کے سلسلے میں، میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر وہاں پر پاور پلانٹ کے لئے حکومت سنجیدگی سے سوچے تو وہ ہمیں بجلی کے منصوبوں میں اضافہ کے لئے بہت اچھا ثابت ہو سکتا ہے لہذا اس میلسی سائفن پر توجہ دی جائے۔اس کے علاوہ میں گزارش کرتا ہوں کہ 2010 میں جب جنوبی پنجاب میں سیلاب آیا تو اس کے لئے ہماری حکومت نے 20ہزار روپیہ فی بھینس کاشتکاروں کے لئے رکھا جبکہ عملی طور پر وہ20ہزار روپیہ ہمارے غریب کاشتکار جن کا نقصان ہوا اُن کی بجائے ڈیپارٹمنٹ کے اربابِ اختیار کی جیبوں میں چلا گیا۔2010 میں جنوبی پنجاب میں جب سیلاب آیا تو جسٹس منصور علی شاہ صاحب کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم کیا گیا جس کی رُو سے ایک سیکرٹری اریگیشن کو قصوروار ٹھہرایا گیا لیکن ہماری حکومت بجائے اُس پر action لیتی اُس کو توانائی بورڈ کا چیئرمین بنا دیا گیا۔ میری گزارش ہے کہ یہ بہت اہم ڈیپارٹمنٹ ہے، ہمارا پورا پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے اور ہمارا اریگیشن ایک supporting department ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری زراعت کی زندگی پانی پر منحصر ہے لہذا اس میں فی الفور اصلاحات لائی جائیں۔اِس وقت ہمارے لوگوں کو 1922 کی وارابندی کے تحت پانی دیا جارہا ہے جس وقت کچھ زمینیں آباد تھیں اور کچھ غیر آباد تھیں۔اب الحمدُ للہ اِس وقت ہمارا جنوبی پنجاب ایک آباد علاقہ ہے لہذا میری گزارش ہے کہ 1922 کی وارابندی ختم کر کے حقیقت پر مبنی کاشتکاروں کی ضرورت کے مطابق ہمیں وارابندی دینی چاہئے۔اس سے میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف پانی چوری کی روک تھام ہو گی بلکہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بھی بہتر ہو گی جیسے ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے کاشتکار احتجاج کر رہے ہوتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!انہوں نے 1922 والی وارابندی کے حوالے سے جو بات کی ہے اس کو note فرمائیں۔جی، کھچی صاحب!

جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی: جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ ہم زمینداروں کو منصفانہ بنیادوں پر پانی دیا جائے اور یہاں پر کافی بات ہو رہی ہے کہ زمیندار اور کاشتکار موگے توڑتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کی بنیادی وجہ بھی ڈیپارٹمنٹ ہے کیونکہ ڈیپارٹمنٹ کے لوگ ہر سال remodeling کے نام پر کاشتکاروں کے موگوں کو چھوٹا کرتے ہیں اُس کے بعد زمینداروں اور

کاشتکاروں سے پیسا لے کر انہی موگوں کو کھلا کر دیتے ہیں۔ یہ practice ہمارے علاقوں میں عام ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی میرے محترم ممبران اسمبلی یہاں موجود ہیں اور زمیندار ہیں وہ اس practice سے بخوبی آگاہ ہیں۔ ہمیں، ہمارے کاشتکاروں کو بیوروکریسی کے اس چُنگل سے نکالا جائے اور ایک منصفانہ نظام قائم کیا جائے جس سے ہمارے کاشتکاروں کو انصاف کی بنیاد پر پانی ملے۔ اگر یہ معاملات ٹھیک کر لئے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ پانی چوری کی روک تھام میں خاطر خواہ مدد ملے گی۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں یہ گزارش کروں گا کہ جسٹس منصور علی شاہ کمیشن کی رپورٹ کو ایوان کے سامنے ضرور پیش کیا جائے اور اس میں جو کردار ملوث ہیں انہیں بے نقاب کیا جائے۔ مہربانی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، next

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس حوالے سے مختصر بات کروں گی اور میرے پاس اریگیشن کے حوالے سے دو تجاویز ہیں۔ میں چاہوں گی کہ منسٹر صاحب ان پر کچھ نہ کچھ عملدرآمد کروائیں کیونکہ ہمارے لاہور جیسے بڑے شہر میں موجود نہر کی وجہ سے بڑا مسئلہ ہے جبکہ یہ نہر بہت ساری جگہ سے کچی ہے۔ جب حکومت بجٹ میں ایک allocation کرتی ہے کہ کھالوں اور نہروں کو پختہ کیا جائے گا تو میری گزارش ہے کہ جب نہریں اور کھالے پختہ کئے جا رہے ہیں تو پھر لاہور میں موجود اتنی بڑی نہر جو کہ ایک تاریخی حیثیت رکھتی ہے، اس کے اندر کوتاہی کیوں کی گئی؟ اس کوتاہی کو دور کیا جائے اور فوری طور پر اس نہر کو پختہ کریں۔ اس نہر کے اندر گٹروں کا گندا پانی اور فیکٹریوں کا گندا مواد شامل ہو رہا ہے جو کہ ہم سب کے لئے قابل تشویش ہے کیونکہ نہر کے اندر گرمیوں کے موسم میں بچے نہاتے ہیں جبکہ نہر کا پانی بہت سارے لوگ استعمال بھی کرتے ہیں اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں اس حوالے سے فوری طور پر کچھ نہ کچھ عملدرآمد کرنا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ جب ہم بجلی کی بچت اور پانی کی بچت کی بات کرتے ہیں جو کہ وقت کی ضرورت ہے اور یقیناً اس اہمیت سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو گا۔ آج وقت کا تقاضا ہے کہ حکومت سنجیدگی کے ساتھ پورے پنجاب کے اندر Drip Irrigation System کو فوری طور پر نافذ کرے کیونکہ یہی وقت کی ضرورت ہے اور یہی وقت کی پہچان ہے کہ یہ وقت کی demand ہے کہ آپ فوری طور پر اس سسٹم کو لاگو کریں تاکہ پانی کی بچت بھی ہو اور بجلی کی بھی بچت ہو۔ پانی کا اریگیشن سے تعلق ہے اور زمیندار کو اس کی ضرورت ہے لیکن وہ پانی جو موگہ جات کے ذریعے ہفتے کے بعد انہیں ملتا ہے تو اس کے سسٹم کو ٹھیک کیا جائے تاکہ سسٹم بہتر ہو جائے بجائے اس کے کہ یہ معاملہ لٹکتا جا رہا ہے

اور ہمیں اس میں کبھی بھی بہتری نظر نہیں آئی۔ ہم ہمیشہ ان issues کو اسمبلی کے floor پر discuss کرتے ہیں لیکن ہم نے دیکھا ہے کہ discussion کے باوجود اور تقاضا کرنے کے باوجود کبھی بھی چیزیں بہتر نہیں ہوئیں اور محکمہ جات کی کارکردگی بہتر نہیں ہو رہی۔ یہ ساری چیزیں آپ کے اور ہمارے لئے تشویش کا باعث ہیں۔ ہمیں اس پر غور کرنا ہو گا کہ ہم جس سسٹم کو بہتر کرنے کے لئے اس معزز ایوان میں آکر بیٹھے ہیں۔ جو جدوجہد ہم کر رہے ہیں وہ عوام کے لئے ریلیف کی ہے۔ اگر ہم اپنی تجاویز کے ذریعے عوام کو ریلیف نہیں دے سکتے تو یہ ہماری بہت بڑی ناکامی ہو گی اور میرا خیال ہے کہ حکومت کی نہیں بلکہ اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر نمائندے کی ناکامی ہو گی جس کا تعلق زراعت سے ہے اور جس کا تعلق اریگیشن سے ہے کیونکہ یہ وہاں کے لوگوں کا تقاضا ہے اور وہاں کے لوگوں کی ضرورت ہے جسے ہم سب کو مل کر پورا کرنا چاہئے اور قابل عمل بنانا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میاں صاحب! میرا خیال ہے کہ ایک بجے ہم نے گلوٹین apply کر دینی ہے۔ کوئی مزید مقرر ہے یا آگے چلیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ٹھیک ہے، آگے چلیں۔

جناب سپیکر: thank you جی، منسٹر صاحب! آپ نے oppose کیا تھا تو آپ جواب دیں کہ ان کی تحریک کا کیا کیا جائے؟ آپ پہلے ان کی باتوں کا جواب دیں جو انہوں نے کی ہیں۔ جتنا آپ کہہ سکتے ہیں وہ بات کریں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! پنجاب میں دنیا کا سب سے بڑا Irrigation System اس وقت کام کر رہا ہے جسے Indus Basin System کہتے ہیں۔ ہمارے پاس 13 barrages ہیں 27 بڑی نہریں اور تقریباً تین ہزار سے زائد چھوٹی نہریں موجود ہیں جن کی لمبائی تقریباً 25 ہزار کلو میٹر بنتی ہے۔ اس بڑے سسٹم کو بنے ہوئے ایک طویل عرصہ ہو چکا ہے اور تقریباً یہ ڈیڑھ سو سال سے کام کر رہا ہے۔ اس پرانے سسٹم کی rehabilitation کے لئے وقتاً فوقتاً ہمارے Irrigation Department کو ایک خطیر رقم کی ضرورت پڑتی ہے جو ہم حکومت سے لیتے ہیں اور اس کی rehabilitation کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ سسٹم اتنا بڑا ہے کہ اس پر جتنی بھی رقم خرچ کی جائے وہ کم ہے کیونکہ پاکستان میں زراعت کو فروغ دینے کے لئے Irrigation Department ایک طویل عرصہ سے اپنی کاوشیں اور کوششیں کر رہا ہے۔ اس سسٹم کو maintain رکھنے کے لئے ہمیں یہ فنڈز درکار ہوتے ہیں اور ہم انہیں خرچ بھی کرتے ہیں۔ یہاں پر میرے ایک بھائی نے غیر منصفانہ تقسیم

کی بات کی ہے تو میں انہیں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ علاقائی بنیادوں پر پانی کی تقسیم نہیں ہوتی بلکہ یہ شسماہی اور سالانہ نہروں کی بنیاد پر تقسیم ہوتی ہے۔ پانی کی یہ تقسیم زمین کی ماہیت کی وجہ سے کی جاتی ہے اور اسی طرح subsoil water کو دیکھتے ہوئے یہ تقسیم کی جاتی ہے۔ میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ سدرن پنجاب، سنٹرل پنجاب یا اپر پنجاب کا مسئلہ نہیں ہے اور زمینوں کی cropping pattern کی وجہ سے یہ پانی تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی تجویز ان کے پاس زیر غور ہو تو یہ حکومت کو اس سے مستفید فرمائیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر پانی چوری کے معاملات پر بات ہوئی ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت اپنے تمام subordinate staff کو احکامات جاری کر رہی ہے کہ پانی چوری کو سختی سے ختم کیا جائے۔ اس کے لئے باقاعدہ کمشنروں کو ہدایات جاری کی ہیں کہ آپ اپنے domain کے اندر فوری طور پر پانی کی چوری کو رُکوائیں اس کے لئے کمشنروں نے ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے ایک S.D.O، اپنے محکمہ کے اسسٹنٹ کمشنر اور پولیس کے ایس ایچ او کی ایک ایک کمیٹی بنادی ہے جو کہ نہروں کی مانیٹرنگ کریں گی اور پانی چوری میں ملوث عناصر کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔ اس کے لئے قانون پہلے ہی موجود ہے لیکن وہ ایک کمزور قانون ہے مگر اس کے لئے بھی ہمارے محکمہ میں meetings ہو رہی ہیں اور مختلف تجاویز پر غور ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم بہتر قانون سازی کرنے کے لئے آئندہ ایوان کے پاس حاضر ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اصل بات جو تھی وہ یہ ہے کہ وہ کہہ رہے تھے کہ پانی ایک شخص توڑتا ہے تو اس موگے سے جتنے بھی کسان پانی لگاتے ہیں سب کے خلاف پرچے درج ہو جاتے ہیں۔ آپ خود اس بات کو دیکھیں۔ آپ اسے ذرا اچھے طریقے سے دیکھیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں اپوزیشن کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کی تجاویز کی روشنی میں آئندہ پانی چوری کو روکنے کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ بہتر کارروائی عمل میں لائیں گے۔ دوران سال 13-2012 گرانٹ نمبر 9 کے تحت 10229.670 ملین روپے کا بجٹ محکمہ آبپاشی پنجاب کے لئے منظور کیا گیا۔ بعد ازاں 20338.171 ملین روپے بطور سپلیمنٹری خرچ کئے گئے۔ اس ضمن میں التماس ہے کہ بجٹ کا ایک بڑا حصہ حکومت کی طرف سے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے، ڈی اے میں ہونے والے اضافہ کی وجہ سے خرچ ہوا۔ اس کے علاوہ دوران سروس فوت ہو جانے والے سرکاری ملازمین کے خاندانوں کی مالی معاونت کی مد میں جن کی تعداد کا پہلے سے اندازہ لگانا ممکن

نہ ہے خرچ کیا گیا ہے۔ ریٹائرڈ ملازمین کی leave encashment کی مد میں اضافی اخراجات کئے گئے جو کہ ناگزیر تھے۔ پنجاب کا نہری نظام تقریباً ڈیڑھ سو سال پرانا ہے اور اس کے دفاتر، رہائش گاہوں اور ریسٹ ہاؤسز کا اپنا وسیع ڈھانچہ ہے جسے خاص طور پر بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے نقصان ہوتا ہے۔ اس قدیم ڈھانچے کی بقاء کے لئے مرمت اور دیکھ بھال بہت ضروری ہے جس کے لئے اس فنڈ کا استعمال کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ تمام باتیں ہمارے سامنے آ گئی ہیں، اب آپ یہ بتائیں کہ اس تحریک کو کیا کیا جائے کیونکہ یہ کہتے ہیں کہ ایک روپیہ کر دیا جائے، اب آپ بتائیں کہ کیا کیا جائے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! اس وضاحت کے بعد میری التماس ہے کہ کٹوتی کی تحریک مسترد کر کے نامنظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"2۔ارب33 کروڑ81 لاکھ71 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر5 "آبپاشی و بحالی اراضی" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 2۔ارب33 کروڑ81 لاکھ71 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے ادا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! "ناں" والوں کی آواز زیادہ تھی لہذا اسے نامنظور کیا جائے۔ یہ بولے نہیں تھے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، کوئی آہستہ بولتا ہے اور کوئی اونچی آواز سے بولتا ہے لیکن بولتے سارے ہی ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ پھر ناانصافی ہو گی۔

جناب سپیکر: پھر میں ان کو اور آپ کو کھڑا کر کے گنتی کروا دیتا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ اس کی ووٹنگ کروالیں۔

جناب سپیکر: نہیں، اس میں ٹائم لگے گا۔ بس ٹھیک ہے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: اگلا مطالبہ زر نمبر 23 غلہ اور چینی کی سرکاری تجارت کے بارے میں ہے۔ وزیر خزانہ اسے پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر 23

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 10 کروڑ 86 لاکھ 16 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے ادا کی جائے جو 30۔ جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلہ اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 10 کروڑ 86 لاکھ 16 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے ادا کی جائے جو 30۔ جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلہ اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر 23 کی کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل ممبران کی طرف سے آئی ہے: میاں محمود الرشید، جناب محمد صدیق خان، ملک تیمور مسعود، جناب آصف محمود، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خاں، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، ڈاکٹر نوشین حامد، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، میاں محمد اسلم اقبال، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان، محترمہ راحیلہ انور، ڈاکٹر مراد راس، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، محترمہ ناہید نعیم، محترمہ شنیلا رُوت، جناب وحید اصغر

ڈوگر،جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، جناب عبدالمجید خان نیازی، میاں ممتاز احمد مہاروی، چودھری مونس الہیٰ، محترمہ ثمینہ خاور حیات، سردار وقاص حسن مؤکل، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار محمد آصف نکئی، جناب احمد شاہ کھگہ، محترمہ باسمہ چودھری، ڈاکٹر محمد افضل، قاضی احمد سعید، خواجہ محمد نظام المحمود، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، جناب رئیس ابراہیم خلیل احمد، محترمہ فائزہ احمد ملک، ڈاکٹر سید وسیم اختر!

جی، اسے کون پیش کرے گا؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"10 کروڑ 86 لاکھ 16 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 23" غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" کو کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"10 کروڑ 86 لاکھ 16 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 23" غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" کو کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! I oppose it

جناب سپیکر: اس کو oppose کر دیا گیا۔ جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ جو مطالبہ زر ہے اصل میں ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ جتنے بھی مطالبات زر سپلیمنٹری بجٹ میں آئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سارے financial system کی بہت ہی gross mismanagement ہے اور particularly یہ جو غلہ اور چینی کی سرکاری تجارت والا مسئلہ ہے، یہ سارا نظام جس میں governors، وزراء، اسمبلی، حکومت اور government functionaries ہیں۔ یہ ساری کی ساری اس لئے بنائی جاتی ہیں کہ ایک تو سسٹم ٹھیک طریقے سے regulate ہو اور دوسرے نمبر پر ہمارے پسے ہوئے طبقے جن میں غریب و غرباء شامل ہیں ان کے لئے کوئی آسانی پیدا کی جا سکے۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ یہ ہمارا سارا سسٹم اس طرح کا بن گیا ہے کہ ultimately loser جو نقصان میں ہوتا ہے اور پریشانی کی زد میں آتا ہے وہ غریب آدمی ہی ہے۔ ابھی چینی کے حوالے سے ہی بات ہو رہی تھی تو یہ میرے ہاتھ میں آج کا ایک daily national ہے اس میں National Bureau of Statistics جو کہ حکومت کا ہی ایک اپنا ادارہ ہے اس کی

اس میں یہ خبر لگی ہوئی ہے کہ آٹا،چینی، گھی، ٹماٹراور گوشت سمیت ایک ہفتہ کے اندر بیس اشیاء کی قیمت بڑھ گئی اور اس میں اضافہ ہوا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارا خطہ پاکستان میں رب تعالیٰ نے الحمدللہ موسم میں بڑی variety دی ہے اور ہماری زمین بڑی زرخیز ہے جو چیزیں بھی اس میں پیدا ہوتی ہیں یہ رب تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ اسی کی دی ہوئی توفیق کے نتیجے کے اندر انسان جو محنت کرتا ہے رب تعالیٰ اس میں برکت ڈالتا ہے اور ہماری چیزوں کی کوالٹی کے حوالے سے پوری دنیا کے اندر کوئی match نہیں ہوتا۔ اسی طرح دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی چیزیں پیدا ہوتی ہیں لیکن ان کی کوالٹی، غذائیت اور taste کے حوالے سے ہمارے ملک میں غلہ، فروٹ اور دوسری اشیاء جو زرعی شعبہ کے ذریعے پیدا ہوتی ہیں کسی دوسرے ملک کی چیزیں اس میں compete نہیں کرتیں۔

جناب سپیکر! میں آج سے دس پندرہ سال پہلے کی بات عرض کروں گا کہ یہ باسمتی چاول جو گوجرانوالہ اور اس کے قُرب وجوار کے علاقے میں پیدا ہوتا ہے۔ سپین ملک میں چاول بہت کھایا جاتا ہے اور وہ یہاں سے چاول import کرتے ہیں۔ انہوں نے حکومت کی اجازت سے یہاں سے مٹی کے کئی containers لے کر گئے اور انہوں نے وہاں پر اسی مٹی کو بکھیر کر یہی باسمتی چاول ڈالا۔۔۔

جناب سپیکر: اب آپ wind up کریں۔ کسی اور صاحب نے بھی بولنا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں۔ انہوں نے grow کرنے کی کوشش کی لیکن اس میں غذائیت والی چیز پیدا نہیں ہو سکی۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، اب بس کریں۔ ایک بجے کے بعد guillotine apply ہو جانا ہے۔ دیکھیں! اس میں آپ کا نقصان ہو گا۔ میاں صاحب! یہ آپ کا نقصان ہو گا مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں دو منٹ صرف چینی کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ بے شک کرتے جائیں لیکن ایک بجے guillotine apply ہو جانا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ جو چینی کی تجارت کا معاملہ ہے اس کا سارے کا سارا بوجھ غریب عوام پر پڑتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مسلسل ہر سال یہ کارخانے والے چینی بنا لیتے ہیں، یہ چینی کو store کر لیتے ہیں اور اپنی مرضی سے اس کی قیمتیں مقرر کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: فوڈ منسٹر صاحب! ان کے note points فرمائیں۔ ان کا جواب بھی دینا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ چینی بنانے والے سارے کارخانے کس کے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، جس کے بھی ہیں۔ کارخانے آپ کے ملک کے ہیں۔ محترم! اب آپ کی بڑی مہربانی تشریف رکھیں۔ آپ کے تین ممبران ابھی باقی ہیں میں ان کو کیسے adjust کروں گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ان پر check and balance کا مضبوط طریقہ اپنائیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، مضبوط طریقہ اپنائیں گے۔ جی، محترمہ! ذرا آپ بھی جلدی wind up کرنا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ہمیشہ آپ کی عزت کرتی رہی ہوں، آپ Custodian of this House ہیں اور میں ہمیشہ عزت کرتی رہی ہوں۔ آج بھی میں نے آپ کی وجہ سے ان کو تحریک move کرنے کی اجازت دی ورنہ یہ مجھ سے تحریک کی moving نہیں لے سکتے تھے۔ آپ کا بہت شکریہ۔ آپ نے کہا کہ وقت تھوڑا ہے میں نے صرف اس میں کچھ points دیکھے ہیں وہ میں آپ کی اسمبلی کے ریکارڈ میں لانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر! یہاں پر سب سے بڑا مسئلہ باردانہ کا ہے۔ آپ دیکھیں کہ جب باردانہ کا process ہوتا ہے اور باردانہ خریدنے میں سب سے زیادہ تکلیف کاشتکار کو ہوتی ہے پھر مجبوراً کاشتکار پورا پورا دن انتظار کرنے کے بعد اپنی جگہ ایک مڈل مین کو کھڑا کرتا ہے، کاغذات رکھواتا ہے پھر باردانہ ملتا ہے۔ میں پوچھتی ہوں کہ فائدہ کس کا ہوا؟ ہمیشہ مڈل مین کا ہوا۔ محکمہ خوراک سرکاری قیمت پر کسانوں سے گندم خریدنے میں ہمیشہ ناکام رہا ہے اور مڈل مین کو ہمیشہ فائدہ ہوا ہے۔ دوسرا محکمہ خوراک کی ناقص حکمت عملی اور منصوبہ بندی کے باعث 30۔ جون 2013 تک، یہ ریکارڈ کی بات ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! 12 بج کر 55 منٹ پر floor وزیر صاحب کو دینا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جیسے آپ کا حکم ہو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی جلدی سے wind up کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں یہ اپنا figure پورا کر دوں؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ محکمہ فوڈ 30۔ جون 2013 تک 100۔ ارب کا مقروض ہے اور سالانہ 11۔ ارب سود ادا کرتا ہے یہ نہایت افسوس کی بات ہے۔ 13-2012 کے بجٹ میں محکمہ فوڈ کے لئے 36۔ ارب روپے رکھے گئے، 34۔ ارب استعمال ہو چکے ہیں اور محکمے کے پاس رقم خرچ کرنے کی

صلاحیت ہی نہیں ہے۔اسے اتنا بڑا بجٹ کیوں دیا جاتا ہے؟ محکمہ خوراک صرف گندم کیوں خریدتا ہے، چاول کی خریداری کیوں نہیں کرتا اور کون سا ایسا محکمہ ہے جو اس کو چاول کی خریداری نہیں کرنے دیتا؟

جناب سپیکر: اب آپ بس کریں۔آپ چاہتے ہیں کہ کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ کا حکم ہے کہ بیٹھ جاؤ تو میں بیٹھ جاتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ بڑی مہربانی۔ جیتے رہو اللہ خوش رکھے۔ شاباش بڑی مہربانی۔ جی، فوڈ منسٹر صاحب! آپ پانچ منٹ کے اندر اس کو wind up کریں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! پانچ منٹ یا سات منٹ، میں آپ کا زیادہ ٹائم نہیں لوں گا۔ میں تو یہ سمجھتا تھا کہ یہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کی تحریک consensus کے ساتھ پاس ہو جائے گی کیونکہ اگر اس کو غور سے پڑھیں تو ہم نے اس ایوان سے 10.8 million کی approval مانگی ہے۔اگر ذرا اس کو چیک کر لیا جاتا کہ ہم نے وہ کس head میں مانگی ہے تو میرا خیال ہے یہ پانچ منٹ بھی زیادہ ہیں۔ حکومت جو اپنی پالیسیاں employees کی salaries کو increase کرنے لئے announce کرتی ہے۔اگر خدانخواستہ ہمارے employees کی سروس کے دوران death ہو جاتی ہے تو ان کی بیوگان کی financial assistance کے لئے ہم نے یہ پیسے مانگے ہیں اور یہ سارے کے سارے پیسے اسی مد میں مانگے ہیں۔ خواہ میرے معزز ممبران ساتھی جو اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہیں یا حکومت کی side پر بیٹھے ہیں یہ دونوں کا consensus ہے کہ ہم نے ان کو facilitate کرنا ہے اور ان کی salaries کو increase کرنا ہے۔اس میں تو مجھے سمجھ نہیں آئی کہ ہم نے کون سی ایسی ڈیمانڈ کی ہے جس پر یہ آگ بگولہ ہو رہے ہیں اور یہاں پر میری ایک معزز ساتھی فرما رہی تھیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بتائیں کہ اس کو مسترد کر دیا جائے، کیا کیا جائے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں تو کہتا ہوں کہ یہ ہماری عوام کی بہتری کے لئے ہے اور اس ڈیپارٹمنٹ نے اس میں کوئی expenditures نہیں کرنے ہوتے۔آپ تھوڑا سا study کر لیں کہ یہ ساری کی ساری سبسڈی ہوتی ہے جو حکومت عوام کو facilitate کرنے اور کاشتکار کو رعایت دینے کے لئے کرتی ہے۔اس میں کوئی expenditures نہیں ہوتے جو ہم نے الگ سے کرنے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی،اگر ان کو آپ کی بات پسند آئی ہوتی تو وہ oppose کیوں کرتے بات صرف اتنی سی ہے۔آپ بتائیں کیا کرنا ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میری اس معزز ایوان سے یہ گزارش ہے کہ اس کو پاس کیا جائے تاکہ ہم عوام کو ریلیف دے سکیں کیونکہ رمضان شریف کی آمد ہے۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! انہوں نے کہہ دیا ہے کہ کٹوتی کی تحریک کو پاس کر دیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، جو تحریک انہوں نے پیش کی ہے وہ اپنی تحریک کی بات کر رہے ہیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں کہہ رہا ہوں کہ اس کا ٹائم extend کر لیں۔ ہم جتنے بھی منسٹرز ہیں اپنے دل و جان سے ان کی help کرتے ہیں۔ میری تو یہ خواہش ہے کہ اس کٹوتی کی تحریک کو مسترد کریں۔اگر یہ اس 10.8 ملین پر debate کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وہ debate بعد میں چلے گی۔اب debate کا ٹائم نہیں ہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان سے گزارش کروں گا کہ اس کٹوتی کی تحریک کو مسترد کریں۔

جناب سپیکر: جی،اب سوال یہ ہے کہ:

"10 کروڑ 86 لاکھ 16 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 23 "غلہ اور چینی کی سرکاری تجارت" کو کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نہ منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 10 کروڑ 86 لاکھ 16 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے ادا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلہ اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: اگلا مطالبہ زر نمبر6 جیل خانہ جات اور سزا یافتگان کی بستیاں کے بارے میں ہے۔جی، وزیر خزانہ پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر6

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 5 کروڑ 87 لاکھ 48 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 5 کروڑ 87 لاکھ 48 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جی، مندرجہ ذیل ممبران کی طرف سے اس کی مخالفت کی گئی ہے: میاں محمود الرشید، جناب محمد صدیق خان، ملک تیمور مسعود، جناب آصف محمود، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، ڈاکٹر نوشین حامد، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، میاں محمد اسلم اقبال، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان، محترمہ راحیلہ انور، ڈاکٹر مراد راس، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، محترمہ ناہید نعیم، محترمہ شُنیلا رُوت، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، جناب عبدالمجید خان نیازی، میاں ممتاز احمد مہاروی، چودھری مونس الہیٰ، محترمہ ثمینہ خاور حیات، سردار وقاص حسن مؤکل، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار محمد آصف نکئی، جناب احمد شاہ کھگہ، محترمہ باسمہ چودھری، ڈاکٹر محمد افضل، قاضی احمد سعید، خواجہ محمد نظام المحمود، سردار شہاب الدین

خان، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، جناب رئیس ابراہیم خلیل احمد، محترمہ فائزہ احمد ملک، ڈاکٹر سید وسیم اختر! جی، کون پیش کرے گا؟

MR MUHAMMAD SIBTAIN KHAN: Sir! I move:

> "That the total of Rs. 58,748,000/- on account of Demand No. 6 "Jails and Convict Settlements" be reduced to Rs.1/-"

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> "5کروڑ 87لاکھ 48ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر "جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

MINISTER FOR PRISONS (Mr. Abdul Waheed Ch): Mr. Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، اب آپ کے پاس صرف تین منٹ ہیں پھر 2منٹ منسٹر صاحب کے لئے ہوں گے۔ اس کے بعد guillotine apply ہو جائے گی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس کے لئے ٹائم بڑھا دیں۔

MR SPEAKER: I am sorry for that.

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ تو کوئی بات نہیں ہے، پھر ہم چلے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس میں ٹائم نہیں بڑھے گا، آپ کی بڑی مہربانی۔ (قطع کلامیاں)

میں نے کل بھی جب اجلاس ختم ہونے لگا تھا اس سے پہلے آپ سے گزارش کی تھی کہ ایک بجے guillotine apply ہو جائے گی۔ جی، سبطین صاحب!

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ضمنی بجٹ میں جو جیل خانہ جات کے لئے رقم رکھی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس رقم کی صحیح utilization نہیں ہو رہی۔ پہلے انہوں نے بجٹ میں تقریباً سوا پانچ ارب روپیہ رکھا اس کے بعد ضمنی بجٹ میں پیسا رکھا لیکن جو ground reality ہے، ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اس رقم سے جیل میں کیا اصلاح ہوئی؟ بجٹ میں جس محکمہ کے لئے رقم رکھی جاتی ہے وہ اس محکمہ کی اصلاح کے لئے رکھی جاتی ہے نہ کہ اس محکمہ کو مزید deteriorate کرنے کے لئے رکھی جاتی ہے۔ ہماری دو مختلف societies ہیں، ایک وہ لوگ ہیں جو جیلوں سے باہر ایک civilized society

میں رہ رہے ہیں اور ایک علیحدہ پوری دُنیا جیلوں میں آباد ہے۔ بہتر تو یہ تھا کہ یہ جو ضمنی بجٹ ہوتا ہے جس وقت آپ خرچ کر رہے ہوتے ہیں، دوستوں نے اس point پر کافی بات کر لی ہے لہذا میں اس کو repeat نہیں کرنا چاہتا۔ جیل خانہ جات کے حوالے سے سب سے بڑی اور حالیہ مثال، پچھلے دِنوں جب ہمارے وزیر جیل خانہ جات نے جیل کا وزٹ کیا تھا اور جو حسنِ سلوک منسٹر صاحب کے ساتھ ہوا اور اس کے بعد ہمارے میڈیا کے بھائی جو جیلوں کی اصلاح کے لئے کام کر رہے ہیں ان کو بھی بُری طرح مار لپیٹا گیا تو وہ جیل خانہ جات کے حوالے سے ایک جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ اب گزارش ہے کہ یہ جو اتنا بڑا فنڈ رکھا گیا ہے چاہئے تو یہ کہ اس کو جیلوں میں criminals کو سُدھارنے کے لئے رکھا جائے نہ کہ جو چھوٹے مجرم جیلوں میں جاتے ہیں وہ بڑے ڈاکو بن کر باہر نکلیں، جب وہ ڈاکو بن کر باہر نکلیں گے تو سول سوسائٹی محفوظ نہیں رہے گی۔

جناب سپیکر! آپ کی توجہ ہماری طرف بالکل نہیں ہے۔ گزارش یہ ہے کہ ہونا تو یہ چاہئے کہ جیلوں میں علیحدہ علیحدہ cells قائم ہونے چاہیئں کہ پہلی دفعہ کون criminal آ رہا ہے اور جب وہ باہر نکلتا ہے تو کیا وہ مذہب شہری بن کر رہ رہا ہے یا اس سے بڑا ڈکیت بن کر دوبارہ جیل میں آ رہا ہے؟ ہمارے پاس ان کا کوئی ریکارڈ نہیں ہوتا اور جو پہلی دفعہ جیل جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: سبطین خان صاحب! آپ کی بڑی مہربانی، میری مجبوری ہے۔ جی، وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں معزز اپوزیشن ممبران سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو فنڈ مانگا گیا ہے یہ جیل کی سکیورٹی کے نظام کو بہتر کرنے کے لئے مانگا گیا ہے لہذا اس کٹوتی کی تحریک کو مسترد کیا جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"5 کروڑ 87 لاکھ 48 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 6۔ "جیل خانہ جات وسزا یافتگان کی بستیاں" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 5 کروڑ 87 لاکھ 48 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: جی، اب Guillotine کا وقت ہو گیا ہے۔ قاعدہ نمبر 144(4) کے تحت Guillotine کا اطلاق، جیسا کہ پہلے اعلان کیا گیا تھا کہ ضمنی مطالبات زر پر cut motions کے ذریعے کارروائی ایک بجے تک جاری رہے گی۔ باقی ماندہ مطالبات زر اور کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 144(4) کے تحت Guillotine کے اطلاق کے ذریعے براہِ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔ اب ہم قاعدہ 144(4) کے تحت Guillotine کا اطلاق کرتے ہوئے کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! آپ اب ذبح کر رہے ہیں، میاں محمود الرشید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نہ بولیں مجھے ان کی بات سننے دیں۔ جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ جو ضمنی بجٹ ہے جس میں ہم نے بحث میں بھی بڑا ناگواری سے حصہ لیا اور میرے تمام اپوزیشن کے دوست، ہم لوگ سمجھتے ہیں کہ پنجاب کے لوگوں کے ساتھ یہ ظلم عظیم ہے۔ جس طرح اس ضمنی بجٹ کے اندر، شاہانہ، غیر ذمہ دارانہ انداز سے اس بجٹ کو پاس کروانے کی کوشش کی جا رہی ہے ہم کم از کم اس ظلم اور ناانصافی کا حصہ نہیں بن سکتے اور آپ کے لئے بھی آسانی ہو گی کہ آپ بجٹ جلدی سے پاس کروالیں۔ ہم سب واک آؤٹ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ایسا نہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب والا! یہ روایت آئندہ نہیں ہونی چاہئے کہ ایک کھرب روپے کی رقم جس کو ضمنی بجٹ کہہ کر، اللہ تللے اور غیر ذمہ دارانہ اخراجات ہیں جو پہلے کئے جا چکے ہیں

اور آج پنجاب اسمبلی سے آپ انگوٹھا لگوانا چاہتے ہیں۔ ہم اس کا حصہ نہیں بنیں گے تاکہ آئندہ یہ روایت نہ دُہرائی جاسکے۔

جناب سپیکر: آپ نے مکمل طور پر ضمنی بجٹ کی بحث میں حصہ بھی لیا ہے، اپنی تجاویز بھی دی ہیں، ہم نے آپ کی تجاویز بھی سنی ہیں۔ اب آپ واک آؤٹ کر رہے ہیں اس لئے میری گزارش ہے کہ آپ ایسا نہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب والا! ہم اس کی approval میں حصہ نہیں لیں گے۔

جناب سپیکر: اب آپ ایسا نہ کریں، اچھی بات نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

میں چودھری شفیق صاحب اور خلیل طاہر سندھو صاحب سے گزارش کروں گا کہ یہ دونوں وزراء حضرات اپنی اپوزیشن کو منا کر لائیں۔ ویسے تو میرے خیال میں ان کو جرأت کرنی چاہئے تھی، ان کو بیٹھنا چاہئے تھا، سننا چاہئے تھا اور اس میں حصہ لینا چاہئے تھا۔ اب میری یہ گزارش ہے اور بہتر بات یہ ہے کہ ان کو منا لیا جائے۔

مطالبہ زر نمبر1

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کے ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ایفون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب والا! اپوزیشن کو منانے کے لئے ایک خاتون کو بھی شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کو ان کے پیچھے جانے کے لئے کوئی روکتا تھا؟ آپ بھی تھوڑا سا وقت اس کام کے لئے نکال لیں۔

مطالبہ زر نمبر2

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو52لاکھ 32ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کے ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اسٹامپ"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!چودھری شفیق صاحب اور میں اپوزیشن کو منانے کے لئے گئے تھے لیکن اپوزیشن کا اپنا ایک ایجنڈا ہے وہ یہاں سے سیدھے ہی بھاگے ہیں اور میڈیا کے پاس چلے گئے ہیں۔جوں ہی وہ واپس آتے ہیں ہم دوبارہ ان کے پاس جائیں گے اور ان کو منا کر لائیں گے۔

جناب سپیکر:ٹھیک ہے۔ان کو منا کر لانا اچھی بات ہے۔آپ کی مہربانی۔

مطالبہ زر نمبر3

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو12کروڑ94لاکھ 87ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کے ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"جنگلات"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی:جناب والا!اپوزیشن کو منانا چاہئے اور ایک لیڈی ممبر کو بھی ساتھ لے کر جائیں۔

جناب سپیکر:میں زبردستی تو اپوزیشن کے دوستوں کو نہیں لا سکتا، میں نے تو دو وزراء صاحبان کو بھی بھیجا ہے لیکن افسوس ہے کہ وہ یہاں کی بجائے کہیں اور چلے گئے ہیں۔ہمیں یہ ایوان سونا، سونا لگ رہا ہے۔بہتر ہے کہ اس کے لئے کوئی طریق کار وضع کریں تاکہ ان کو اس ایوان میں واپس لایا جائے۔

مطالبہ زر نمبر4

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جوایک ارب15کروڑ63لاکھ15ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کے ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر7

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو3۔ارب44کروڑ70لاکھ41ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کے ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"پولیس"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زرنمبر8

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جوایک کروڑ17لاکھ50ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کے ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"عجائب خانہ جات"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر9

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو9۔ارب95کروڑ12لاکھ43ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کے ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر10

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب86کروڑ52لاکھ19ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات "صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر11

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو43کروڑ87لاکھ71ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 13

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو6کروڑ3لاکھ27ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ماہی پروری"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(اذانِ ظہر)

مطالبہ زرنمبر14

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو34لاکھ48ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر15

جناب سپیکر: فنانس منسٹر صاحب!آپ ذرا جلدی واپس ایوان میں تشریف لائیں گے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو29کروڑ34لاکھ69ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صنعتیں"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر16

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو8کروڑ36لاکھ90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر17

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو35کروڑ21لاکھ21ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر18

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب92کروڑ98لاکھ 14ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد محکمہ "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر19

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ :

"ایک ضمنی رقم جو3۔ارب59 کروڑ14 لاکھ66 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر20

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ :۔

"ایک ضمنی رقم جو8۔ارب67 کروڑ31 لاکھ90 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر21

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ :۔

"ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 86 لاکھ29 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد " سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ " برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر22

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو9۔ارب58کروڑ19لاکھ 80ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر:اب توآ جاؤیار بڑی دیر ہو گئی ہے۔(معزز ممبران حزب اختلاف کے لئے)

مطالبہ زر نمبر25

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر26

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر27

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"رجسٹریشن"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر28

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"دیگر ٹیکس و محصولات"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر29

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"انتظام عمومی"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر:منسٹر صاحبان!آپ بھی ذرا ان کی آواز میں اپنی آواز ملا دیا کریں۔

مطالبہ زر نمبر30

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"نظام عدل"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر31

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ویٹرنری"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر32

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سول ورکس"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر33

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال

کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر34

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر35

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹوروں اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر36

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر37

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"تعمیرات آبپاشی"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر38

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"زرعی ترقی و تحقیق"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر39

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ٹاؤن ڈویلپمنٹ"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر40

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات وپُل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر41

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر42

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر:وزیر خزانہ منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ پیش کریں۔

منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال2012-13 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-Ur- Rahman): Mr Speaker! I lay the Supplementary Schedule of Authorized Expenditures for the year 2012-13.

MR. SPEAKER: The Supplementary Schedule of Authorized Expenditures for the year 2012-13, has been laid.

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!میں اس بجٹ کی approval پر سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ تمام منسٹرز صاحبان اور especially وزیر قانون صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ تمام معزز ممبرانِ اسمبلی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ قائدِ حزبِ اختلاف اور معزز ممبرانِ حزبِ اختلاف کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جس طرح وہ budget debate میں شامل رہے اور اس بجٹ کو پاس کرنے میں جس طرح انہوں نے اپنی کاوشیں کیں تو میں سب کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں محکمہ خزانہ، محکمہ پی اینڈ ڈی، سیکرٹری اسمبلی اور اسمبلی کے تمام ملازمین کا بھی بہت مشکور ہوں۔ میں اپنے صحافی بھائیوں اور بہنوں کا بھی بہت مشکور ہوں کہ جس طرح انہوں نے اس بجٹ کی coverage کر کے تمام کارروائی کو عوام تک پہنچایا۔

جناب سپیکر!ایک tradition ہے کہ جو لوگ بجٹ اجلاس کے دوران کام کرتے ہیں تو پنجاب اسمبلی کے تمام ملازمین جنہوں نے بجٹ اجلاس میں ان تھک محنت کی جس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی طرف سے اسمبلی ملازمین کے لئے بطور اعزازیہ ایک ماہ کی اضافی تنخواہ کا اعلان کرتا ہوں۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر!معزز ممبران حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف کے لئے اسمبلی کیفے ٹیریا میں کھانے کا بندوبست کیا گیا ہے اور آپ خصوصی طور اس کھانے پر تشریف لائیں۔ میں اپنے صحافی بھائیوں اور بہنوں سے بھی request کروں گا کہ وہ بھی کھانے میں تشریف لے آئیں۔

جناب سپیکر:اگر معزز ممبران حزبِ اختلاف کھانے میں نہ آئے تو جانبدار ہو جائے گا تو پھر میں کیا کروں گا؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہم اُنہیں دوبارہ request کرتے ہیں۔ میں خود اُن کے چیمبر میں چلا جاتا ہوں اور اُن سے request کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: اُنہیں ذرا چیک کریں اگر وہ ہیں تو پھر اُن کو میرے پاس ہی لے آئیں تو پھر میں اور وہ اکٹھے آ جائیں گے۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں کوشش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ تمام لوگوں کے تعاون کا بہت شکریہ۔ اب میں ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بجٹ اجلاس میں حزبِ اختلاف اور حزبِ اقتدار نے بھی بڑے اچھے انداز میں حصہ لیا تو اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(17)/2013/901. Dated. 29th June 2013. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Makhdum Syed Ahmed Mahmud,** Governor of the Punjab, hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab w.e.f. June 29, 2013 (Saturday) after the conclusion of the proceedings of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the 29th June, 2013

MAKHDUM SYED AHMED MAHMUD
GOVERNOR OF THE PUNJAB"